U 55777 15-12-9

Title - KITAB MARQAUM - MASNAVI MAULANA RAUM (Part-2).

Creator - Jalal Uddin Raumi; Sharah Raasikh Mohd. Abdur Rehman.

Publisher - Matba Ahsan Al Matabe (Delhi).

Date - 1315 H

Pages - 1092

Subjects - Farsi Shayari - Masnavi Manavi. Shireh Urdu.

(دونوں حصے رجسٹری شدہ ہیں)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم

واضح رہے کہ آیندہ پیر چنگی کی داستان شروع ہونے والی ہے اس داستان مین حدیث نفحات رحمانی اُستون
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا اور قصہ شب تعریس اور اثر برد ربیع و برد خریف اور باران عجیب الو
نالہ ستون حنانہ اور کنکریون کے کلام اور حضرت عمر کے الہام اور پیر چنگی کی ہدایت کے متعلق عجیب وغریب اسرار بیان
ہوے ہین ان سب کی تشریح وتفصیل عنقریب ملاحظہ سے گزرے گی خاکسار شارح کو بعض اشعار کے بیان کرتے ہین
نہایت دقت اُٹھانی پڑی اور اسکا سبب یہ ہے کہ اس شرح مین التزام کیا گیا ہے کہ حتی الامکان اُن کے تمام اشعار
کے مطالب اس ترکیب سے بیان کیے جائین کہ ظاہر شرع کے خلاف نہون - داستان پیر چنگی کو قصہ طوطی وسوداگر
سے یہ ربط ہے کہ اس قصہ مین موتوا قبل ان تموتوا یعنے مرگ اختیاری کی ہدایت کیگئی ہے اسکے طفیل طوطی نے قفس تاجر
اور تاجر نے قفس جسم عارضی سے نجات پاکر ابدی زندگی حاصل کی ہے اور پیر چنگی کو بھی اسی فانی ہونے کے باعث
گناہون سے نجات اور اُسکی نیک نیتی کے سبب حیات جاودانی حاصل ہوی - چنانچہ یہ باتین اس داستان مین اچھی
طرح ذہن نشین ہو جائینگی - نیز پیر چنگی کے حالات اور اُسکی امداد کے متعلق حضرت عمرؓ کے الہام سے معلوم ہو جائیگا کہ خدا
اُس شخص کی دو نو جہان مین مدد کرتا ہے جو اُسپر پورا بھروسہ رکھے اور جسکی نیت درست اور اعتقاد مضبوط ہو - ایک حدیث
کے یہ الفاظ ہین اَللّٰھُمَّ لَا تَکِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ یعنے ای خدا تو مجھے میرے نفس کے سپرد نہ کر مطلب کہ میرے تمام کامون مین میرا
سچا مددگار بن اور یہ ظاہر ہے کہ خدا کی مدد اُنہین کامون مین ہوتی ہے جو نیک نیتی سے محض خدا کے واسطے ہون -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

داستان پیرچنگی کہ در عہد عمرؓ از بہر خداوند تعالےٰ در گورستان در روز بینوائی چنگ بنزد

ترجمہ ایک بوڑہے چنگ بجانیوالے کی داستان جو حضرت عمرؓ کے زمانہ مین بحالت مفلسی گورستان مین بیٹھکر اللہ کے واسطے چنگ بجاتا تہا

این شنیدستی کہ در عہد عمر	بود چنگی مطربے با کر و فر
ترجمہ: سُنتے ہین یہ قصۂ عہد عمر	مطرب چنگی تہا اِک با کر و فر

شرح یہ پیر چنگی پہلے بڑا با سازو سامان تہا جب اُسپر تنگی آئی تو گورستان مین جا بیٹھا اور یہ نیت کرلی کہ مین لوگون کو بلا لیے مزدوری لیے چنگ سنایا کرونگا یہ شخص گو اپنے فعل کی بُرائی سے جاہل تہا مگر چونکہ نیت اچہی رکہتا تہا اِسلیئے اللہ تعالےٰ نے اُسپر رحم کیا مفصل قصہ آگے آتا ہے۔

بلبل از آواز او بیخود شدے	یک طرب ز آواز خوبش صد شدے
ترجمہ: مست بلبل اُسکی اِک آواز سے	ایک طرب صد چند اُسکے ساز سے

شرح یعنے اُسکی آواز سے بلبل (بہ اوصف خوشنوائی) بیخود ہو جاتا تہا اور ایک حصہ ذوق و شوق اُسکی خوش الحانی سے سو حصہ تک بڑہ جاتا تہا مطلب یہ کہ وہ نہایت خوش آواز اور نغمہ سنج تہا۔

مجلس و مجمع دمش آراستے	وز نوائے او قیامت خاستے
ترجمہ: باعثِ زیبائیش ہر بزم تہا	تہی قیامت خیز اُسکی ہر نوا

شرح دَم بمعنے آواز یعنے اُسکی آواز باعث آرایش انجمن تہی، جو محفلون مین قیامت برپا کردیتی تہی۔ یا یہ معنے ہین کہ جسطرح قیامت کے دن روحین نئے سرے سے جسمون مین آجائینگی اِسیطرح اُسکی آواز دِلون مین نئی طرح کے ذوق و شوق پیدا کرتی تہی۔ یا یہ مطلب ہے کہ جس طرح قیامت کے دن ہر روح اپنے خاص جسم کو ڈہونڈ لیگی اِسیطرح اُسکی آواز کے اثر سے ہر طالب اپنے مطلوب کو اور ہر عاشق اپنے معشوق کو ڈہونڈتا تہا۔ کیونکہ سماع اور خوش آوازی مین مطلوب کے یاد دلانے کا اثر بالخاصہ ہے جسکی تفصیل ابتدائے کتاب ہٰذا مین دربیان سماع گزرچکی ہے

ہمچو اسرافیل کاوازش بفن	مردگان را جان درآرد در بدن
ترجمہ: صور اسرافیل آواز اُسکی تہی	جان دیتی تہی جو مردون کو نئی

شرح فن بمعنے صنع قدرت الٰہی۔ یعنے جسطرح حضرت اسرافیل کی آواز فعل قدرت الٰہی کے باعث صور پہونکنے کے وقت تمام مردون کی روحون کو جسمون مین داخل کردیگی اِسیطرح اُسکی آواز مردہ دلون کو زندگی اور افسردہ خاطرون کو تازگی دیتی تہی۔ سینون مین مسرت تازہ اور دلون مین جدید شوق پیدا کرتی تہی۔

یار سائل بود اسرافیل را ۔۔۔ کز سماعش پر برستے فیل را

ترجمہ: یا وہ تھے پیغام اسرافیل کے ۔۔۔ پر نکل آتے تھے جس سے فیل کے

شرح: لفظ رسائل یا تو جمع رسالت ہے بمعنے مکتوبات و نامہ ہا و پیغامہا یعنے اسکی آواز مُردون کے زندہ کرنے مین گویا اسرافیل کے پیغام تھے جسکے سننے سے ہاتھی کے پر نکل آتے تھے یعنے ذوق و شوق صد چند ہوجاتا تھا۔ یا یہہ سمجھیے کہ لفظ یار موصوف ہے اور سائل اسکی صفت یعنے اسکی آواز اسرافیل کا یار سوال کنندہ تھی مطلب یہ کہ اسکی آواز نے مُردون کے زندہ کرنے کی صفت کو اسرافیل سے بطور مستعار مانگ رکھا تھا۔ یا لفظ سائل سیلان سے مشتق ہے یعنے اسکی آواز اسرافیل کا ہمدم اور اسکے پاس آنے جانے والا یار تھا۔ اور زندہ کر دینے کی صفت اسمین اثر صحبت اسرافیل سے پیدا ہوگئی تھی۔ بعض نسخون مین یار سیلے بود اسرافیل را ہے اسصورت مین سیلے ظاہر ہے کیونکہ سیلی بمعنے ہمزبان ہے

ساز د اسرافیل روزی نالہ را ۔۔۔ جان دہد پوسیدۂ صد سالہ را

ترجمہ: ہو نگے اسرافیل حسب دم نالہ کن ۔۔۔ جی اُٹھین گے اُستخوانہائے کہن

شرح: پوسیدہ بمعنے کہنہ و فرسودہ۔ دراصل بباے فارسی ہے مگر بائے عربی کے ساتھ مشہور ہوگیا ہے۔ یعنے جسطرح اسرافیل کی آواز ایکدن پرانی اور ریزہ ریزہ ہڈیون مین جان ڈالدیگی اسیطرح اسکی آواز کا حال تہا۔ ان اشعار مین بیرچنگی کی آواز کی صفت مین شاعرانہ مبالغہ کیا گیا ہے۔

اولیا را در درون ہم نغمہاست ۔۔۔ طالبان را زان حیاتے بیبہاست

ترجمہ: نغمہائے اولیا ہین باطنی ۔۔۔ ملتی ہے لوگون کو جن سے زندگی

شرح: یعنے اولیاء و انبیاء کے ظاہری نغمے (اقوال و احادیث و ملفوظات) تو موجود ہی ہین جنپر مخلوق کی ہدایت منحصر ہے مگر اس سے قطع نظر انکو اللہ تعالے کی طرف سے باطنی نغمے (اسرار معارف) بہی عنایت ہوئے ہین جنسے طالبان حقیقت کو جاودانی زندگی حاصل ہوتی ہے نظاہری نغمے سے کلام لفظی اور باطنی سے کلام نفسی مراد ہے جسکی شرح پہلے گذر چکی ہے۔ بعض نسخون مین اولیاء کی جگہ انبیا ہے۔

نشنود آن نغمہا را گوش حس ۔۔۔ کز ستمہا گوش حس باشد نجس

ترجمہ: سُن نہین سکتا ہے اُنکو گوش حس ۔۔۔ ہے بُری باتون سے گوش حس نجس

شرح: یعنے اولیاء و انبیاء کے باطنی نغمون کو ظاہری کان نہین سُن سکتے کیونکہ یہ کان دنیوی باتین اور ناجائز نغمے سُنتے سُنتے نجس ہوگئے ہین کلام نفسی جو سراسر پاک ہے ناپاک کانون مین نہین سماتا۔ بعض نسخون مین ستمہا کی جگہ سخنہا ہے اور سخن سے مراد سخن بد

نشنود نغمۂ پری را آدمی ۔۔۔ کو بود ز اسرار پریان اعجمی

ترجمہ: کیا سُنے نغمہ پری کا آدمی ۔۔۔ کیونکہ یہہ اسرار سے ہے اعجمی

شرح - اعجمی = نادان و نافہم و غیر فصیح - یعنے چونکہ آدمی پریون کے اسرار سے نافہم ہے اسلیئے اُنکے نغمون کو نہین سُن سکتا علے ہذا القیاس نافہم شخص سے یہ توقع رکھنی بالکل بعید ہے کہ اولیاء کے اسرار اور اُنکے باطنی نغمون سے واقف ہوسکیگا - یہ شعر مضمون سابق کی توضیح ہے بطور تمثیل -

گرچہ ہم نغمۂ پری زین عالم ست — نغمۂ دل برتر از ہر دو دم ست

ترجمہ: گرچہ اِس عالم مین ہے بانگ پری — نغمۂ دلکو ہے سب سے برتری

شرح - اِس شعر کا پہلا مصرع گزشتہ شعر کے پہلے مصرع سے متعلق ہے - یعنے اگرچہ نغمۂ پری بھی اسی جہان دنیا مین موجود ہے لیکن عدم جنسیت کے باعث آدمی اُسے ہرگز نہین سُن سکتا - پھر نغمۂ باطنی تو ان دونو نغمون یعنے آدمی اور پری کی باتون سے برتر ہے - ایسے انسان کب سُن سکیگا نکتہ انسان کامل کا نغمہ چونکہ عالم ملکوت سے تعلق رکھتا ہے اسلیئے نغمۂ پری سے برتر ہے یہ بھی یاد رہے کہ نغمہ باطنی کی کیفیت گوش دل سے اور گوینده کی حقیقت نور باطن سے معلوم ہوسکتی ہے - گوش حسی اور عقل انسانی ان اسرار کے سمجھنے سے قاصر ہے -

کہ پری و آدمی زندانیند — ہر دو در زندان این نادانیند

ترجمہ: ہین پری و آدمی ہر دو اسیر — جہل کے محبس مین دونو جائے گیر

شرح یعنے نغمۂ اولیا نغمۂ انسان و پری سے اسلیئے برتر ہے کہ یہ دونو قید خانۂ وجود عارضی مین محبوس اور اسیر غفلت اور اس نادانی دفریب دنیا کے زندانئین مقید اور آخرت سے غافل ہین اور اولیاء اللہ ان تمام قیدون سے آزاد ہوکر صرف اُسی ایک کے ہو لئے ہین ع بریدہ ز ہمہ با خدا گرفتار ست - اِسلیئے اُنکے نغمے اعلے درجہ کے ہین جنکے مطالب ہر شخص نہین سمجھ سکتا -

معشر الجن سورۂ رحمٰن بخوان — تستطیعوا تنفذوا را باز دان

ترجمہ: سورۂ رحمٰن پڑھ اے نیک خو — معشر الجن یستطیعوا تنفذو

سورۂ رحمٰن بخوان اے مبتدی — تا شوی برستر پریان مہتدی

ترجمہ: سورۂ رحمٰن پڑھ اے مبتدی — بھید سے پریون کے تا ہو آگہی

شرح - یہ مضمون سابق یعنے نغمہائے اولیاء کی برتری پر قرآنی حجت ہے - سورۂ رحمٰن مین یہ آیت ہے - یمعشر الجن و الانس ان استطعتم ان تنفذوا من اقطار السموات والارض فانفذوا لاتنفذون الا بسلطان یعنے اے جن و انسان کی جماعت اگر تم آسمانون اور زمین کے کنارون سے باہر نکلجانے کی طاقت رکھتے ہو تو نکل جاؤ یا تمام علوم علویات و سفلیات حاصل کرنے پر قادر ہو تو حاصل کرلو - لیکن بلا قوت و غلبہ تم ہرگز ایسا نہ کرسکوگے حالانکہ تم مین نہ قوت ہے نہ غلبہ البتہ خدا کی مشیت سب کچھ کرسکتی ہے - یہ آیت اِس بات کی طرف اشارہ کررہی ہے کہ جب ماسوائے بعض تمام جسمانیات کا

علم بلا انعام الٰہی نہ کسی انسان کو ہوسکتا ہے نہ جن وپری کو۔ تو نغمۂ اولیاء وانبیاء اُنکے کانون تک کب پہنچ سکتا ہے۔ جو محض روحانی اور کیفیت غیبی ہے۔ اور جب انسان نغمۂ پری کو جو اِسی دنیا مین موجود ہے نہین سن سکتا تو نغمۂ باطنی کو کیونکر معلوم کرسکتا ہے نتیجہ یہ کہ انسان گوش ظاہری کو معطل کرکے گوش باطنی پیدا کرے اور خدا سے روحانی قوت کا طالب رہے ورنہ نغمۂ اندرونی سے محروم رہے گا۔

	نغمہائے اندرون اولیا	اولا گوید کہ اے اجزائے لا
ترجمہ	نغمہائے جان پاک اولیا	پہلے کہتے ہین کہ اے اجزائے لا
	ہین زلائے نفی سرہا بر زنید	دین خیال و وہم بیرون افگنید
ترجمہ	سر نکالو۔ لا سے سنلو خا فلو	اِس خیال و وہم کو بس چھوڑدو

شرح یعنے اولیاء اللہ کے باطنی نغمے زبان معنوی سے سب سے پہلا سبق یہ دیتے ہین کہ اے اجزائے لا یعنے اے مردمان خالی از معرفت یا ہتقاران عدم و مقربان فنا لائے نفی یعنے خلو معرفت کی قباحت سے نکلو اور اپنی ہستی کے مستقل اور دائمی ہونے کے خیال کو چھوڑدو تاکہ دوئی جاتی رہے اور معرفت الٰہی حاصل ہو۔ مگر اُنکے نغمے وہی سنتا ہے جسکے باطنی کان بہرے نہون۔

	اے ہمہ پوسیدہ در کون و فساد	جان باقی تان نروئید و نزاد
ترجمہ	تم ہو محو عالم کون و فساد	جان باقی سے ہو بالکل نامراد

شرح۔ یعنے اولیاء اللہ کے نغمون کا مضمون یہ ہے کہ اے آدمیو تم سب کے سب دنیا مین پھنسکر عالم کون و فساد کے صدمے سہتے سہتے بوسیدہ اور نکمے ہوگئے ہو گو باطنی نغمے تمہاری پرانی ہڈیون مین جان ڈال سکتے ہین لیکن تم اُنہین سن ہی نہین سکتے بس تو وہ روح جو ہمیشہ باقی رہنے والی تہی گویا تم مین ڈالی ہی نہین گئی۔ اور اہل اللہ کے نزدیک تم ہنوز پیدا ہی نہین ہوی۔

	کار ایشانست زان سوے بری	گرددت روشن جو جوئی زہ پری
ترجمہ	جانب حق سے ہین سارے اُنکے کام	جستجو کرتا کہ ہون روشن تمام

شرح یعنے اولیاء اللہ کے جمیع افعال اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہین۔ اور جانب الٰہی تمام عیوب سے بری ہے (لفظ بری صفت آنسو ہے) جب تو اِس رستہ کو ڈہونڈیگا اور اِس منزل مین پرواز کریگا تو تجہپر بہی اولیا کے اسرار ظاہر ہوجائینگے (پری جوئی پر معطوف ہے بحذف حرف عطف) نیز ممکن ہے کہ پہلے مصرع مین پری بجائے فارسی ہو اور دوسرے مین بجائے عربی یعنے اولیاء کا کام اللہ تعالےٰ کی طرف سے پرواز کرتا ہے یعنے وہ عالم ملکوت سے اسرار معرفت لیکر ہر وقت دنیا کی طرف آتے ہین مطلب یہ کہ اللہ اُنکے دلمین الہام کرتا ہے تو بہی اگر اُنکے اسرار کو بجستجوے قلبی سے ڈہونڈیگا تو

تو راستہ کو منزل مقصود تک لیجائیگا۔ اسصورت مین پرّی بمعنے پرواز حاصل بالمصدر ہے۔

گر بگویم شمۂ زان نغمہا	جانہا سر برزنند از دخمہا
ترجمہ: ہو جو اُن نغمون کا اک شمہ بیان	مُردے ہون قبرون سے باہر بےگمان

شرح۔ دخمہ بالفتح بمعنے گنبد مدفن۔ وگور خانۂ آتش پرستان۔ یہان مطلق قبر مراد ہے یعنے اگر نغمۂ اولیاء کا تہوڑا سا حال کہدیا جائے تو مردے زندہ ہوکر قبرون سے نکل آئین مطلب یہ کہ ہر مُردہ دل اولیاء اللہ کے نغمون سے نئی زندگی اور جہالت کی موت کے بدلے مین حیات علمی حاصل کرسکتا ہے۔

گوش را نزدیک کن کان دور نیست	لیک نقل آن بتو دستور نیست
ترجمہ: کان لا بانین ہین گوشِ عقل کی	پر نہین ہرگز اجازت نقل کی

شرح گوش سے گوشِ دِل اور نزدیک کرنے سے صاف کرنا مراد ہے۔ اسصورت مین معانی غیب سے گوش دل قریب ہوجاتے ہین مطلب یہ کہ نغمہ اسرار گوش دل کو صاف کرکے سن فی الواقع یہ نغمے کچھ بعید نہین صرف کدورت کا پردہ بیچ مین ہے ہان ظاہری اور جسمی کان اسکے سننے کی طاقت نہین رکھتے۔ دوسرے مصرع کے یہ معنے ہین کہ اولیاء اللہ کو تیرے کانون تک یا بعد واقفیت غیرون کے کانون تک اِس نغمہ کے نقل کرنے کی اجازت نہین ہے اسکی وجہ اوپر گذر چکی ہے کہ اسرار غیبی گوش حسی مین نہین سما سکتے لفظ دستور بمعنے قاعدہ وآئین ورخصت واجازت یہان سب طرح صحیح ہے

ہان کہ اسرافیل وقتند اولیا	مُردہ را زیشان حیاتست ونما
ترجمہ: سچ ہے اسرافیل ہین سب اولیا	بخشتے ہے مُردون کو صد نشو و نما

شرح یعنے اولیا اسرافیل وقت ہین جو مردگان غفلت وجہل کو علم معرفت کی زندگی عنایت فرماتے ہین اور درحقیقت حقیقی زندگی یہی ہے۔ جو بطفیل اولیاء اللہ طالبان حقیقت کو ملتی ہے۔

جانہائے مُردہ اندر گور تن	بر جہد ز آوازشان اندر کفن
ترجمہ: دفن ہے جو روح زیرِ گورِ تن	جی اُٹھے اُنکے سخن سے بےسخن

شرح جانہائے مردہ سے مُردگان جہل اور کفن سے غفلت مراد ہے یعنے اولیا کی آواز سُنکر وہ روحین جو جہالت کی موت مرکر جسم کی قبر مین دفن ہین کفن سے باہر نکل آتی ہین۔ اور غفلت کو چھوڑکر نئی زندگی حاصل کرلیتی ہین۔

گوید این آواز ز آواہا جداست	زندہ کردن کار آواز خداست
ترجمہ: اور کہے یہ نغمہ ہے سب سے جُدا	کرگیا جو کار آوازِ خدا

شرح۔ گوید کا فاعل وہی مردۂ جہل ہے جو زندہ ہوگیا ہے۔ آواہا مخفف آوازہا یعنے جو شخص کلمات اولیا سے زندہ ہوئے ہین وہ یہ کہتے ہین کہ یہ آواز جسنے ہمکو زندہ کردیا ہے انسانی آواز سے جُدا ہے۔ کیونکہ زندہ کرنا آواز خدا یعنی کلمہ کُن

کا کام ہے۔ پس تو گویا انبیا اور اولیار کا کلام فی الواقع اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہے اور وہ کلام نفسی ہے جس سے حس گوش ظاہری بے بہرہ ہے۔

	بانگ حق آمد ہمہ برخاستیم		ما بمردیم و بکلی کاستیم
	بخشتی ہے آواز حق سنے زندگی		جہانگی تہی ہمیں بالکل مردنی	ترجمہ

شرح یہ بہی اُنہین زندہ ہونیوالون کا کلام ہے جو یہ کہتے ہین کہ ہم اضطراری موت سے پہلے۔ اختیاری موت کے باعث بفحوائے موتوا قبل ان تموتوا فنا ہوگئے تہے اسکے بعد اللہ تعالےٰ نے ہمکو حیات ابدی عطا فرمائی اور بفضل کلمات کاملین از سرنو زندہ کردیا۔ یا یہ مطلب ہے کہ ہمین کلمات کاملین نے جہالت کی موت سے بچالیا ورنہ ہمارے مرجانے مین کچھ شک نہ تہا۔

	آن دہد کو داد مریم را ز جیب		بانگ حق اندر حجاب و بیحجیب
	دیتی ہے جو کچھ کہ مریم کو دیا		ظاہر و باطن ندائے کبریا	ترجمہ

شرح حجیب اماله حجاب ہے یعنے اللہ تعالےٰ کی آواز اور کلام منزہ عن الحرف و الصوت با حجاب اور بے حجاب دو نوطرح قلوب انبیا و اولیا مین وارد ہوتا ہے اور یہ کلام وہ برکت عطا فرماتا ہے جو حضرت مریم کو عطا فرمائی گئی تہی یعنے جسطرح حضرت مریم کے قلب کو نور نبوت عیسوی اور شکم مبارک کو مولود مسعود سے پر نور کیا گیا تہا۔ اسیطرح انبیا اور اولیا کے قلوب کو کلام نفسی سے منور اور مخزن اسرار و معارف بنایا جاتا ہے بانگ حق با حجاب وہ کلام حق جو بواسطۂ غیر کسی نبی یا ولی تک پہنچے۔ مثلاً توریت و انجیل و زبور و قرآن جو بواسطہ حضرت جبریل انبیا تک پہنچے ہین اور بانگ حق بے حجاب وہ کلام الٰہی جو بلا واسطہ ہو۔ مثلاً احادیث قدسی۔ اور الہامات۔

	باز گردید از عدم ز آواز دوست		اے فناتان نیست کردہ زیر پوست
	زندہ ہوجاؤ سنو۔ آواز دوست		اے فنا گردیدگان زیر پوست	ترجمہ

شرح یعنے انبیا و اولیا کی آواز کہ صحیفے اور الہامات جو فی الواقع کلام الٰہی ہین یہ کہتے ہین کہ اے غافلو تمکو فنائے جہل کے پردے مین معدوم کردیا ہے فنا سے مراد وہی خلو معرفت ہے جسکا ذکر پہلے ہوچکا ہے اب تم اس جہل کی موت سے حیات علم کی طرف پہر آؤ۔ اور اپنے دوست یعنے خدا کی آواز کو جو اولیا کی زبان سے نکل رہی ہے۔ پہچانو۔ تان بمعنے شماہے۔

	گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود		مطلق آن آواز خود از شہ بود
	گرچہ ہے حلقوم عبد اللہ سے		وہ ندائے مطلقہ ہے شاہ سے	ترجمہ

شرح شہ سے اللہ تعالےٰ اور عبد اللہ سے انبیا و اولیا مراد ہین۔ اور مطلق آواز بمعنے کلام نفسی ہے جو حرف و صوت کی

قید سے آزاد ہے مطلب یہ کہ انبیاء و اولیا جو کچھ کہتے ہین وہ اپنی طرف سے نہین ہوتا۔ بلکہ اُنکا ہر مقولہ کلام الٰہی ہے۔

گفت او را من زبان و چشم تو ۔۔ من حواس و من رضا و خشم تو

ترجمہ کہدیا ہے۔ مین زبان و چشم ہون ۔۔ مین حواس اور مین رضا و خشم ہون

شرح یعنے شاہِ حقیقی نے اپنے بندۂ خاص سے کہدیا ہے کہ مین تیری زبان اور آنکھہ ہون۔ اور مین ہی تیرے حواس اور تیری رضا و خشم بنجاتا ہون۔ تیرے تمام افعال میری طرف منسوب ہین۔ اور اسمین شک نہین کہ انبیا و اولیا کی مہربانی خدا کی مہربانی اور اُنکا غضب بیشک خدا کا غضب ہے۔

رَو کہ بی یسمع و بی یبصر توئی ۔۔ سر توئی چہ جائے صاحب سر توئی

ترجمہ جا کہ بی یسمع و بی یبصر ہے تو ۔۔ عین سر ہے اور صاحب سر ہے تو

شرح یعنے اللہ تعالےٰ یہ فرماتا ہے کہ اے انسان جا اور طلب معرفت مین کوشش کر کیونکہ تو جامع صفات اور مصداق بی یسمع و بی یبصر ہے۔ یہ حدیث قدسی پہلے بہی نقل ہو چکی ہے کہ لایزال یتقرب الی العبد بالنوافل حتی احببتہ فاذا احببتہ کنت سمعہ و بصرہ و یدہ و رجلہ و لسانہ بی یسمع و بی یبصر و بی یمشی و بی یبطش و بی ینطق۔ دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ انسان تو سِرِّ الٰہی ہے کیونکہ جائے صاحب اسرار ہے اللہ تعالےٰ خود فرماتا ہے کہ مین مومنون کے ٹوٹے ہوئے دلون مین رہتا ہون بلکہ تو عین سر ہے کیونکہ حدیث قدسی مین ہے کہ الانسان سِرّی من اسراری۔ انسان میرے اسرار مین سے ایک بہید ہے۔ انسان مین قوت محرکہ او آخذہ اور متکلمہ اور سامعہ وغیرہ سب اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہین لیکن انسان کامل اسکو عین قوائے حقیقت جانتا ہے اور اپنے آپ کو فانی سمجھتا ہے اور ناقص چونکہ مشاہدہ عین سے محروم ہے اسلیئے اس قوت کو طبعی اور اعضائی خیال کرتا ہے یہ نہین جانتا کہ اسکا باطن عین حق ہے۔

تفسیر مَن کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ و بیان آن

ترجمہ اس حدیث کی تفسیر کہ جو خدا کا ہو جائے خدا اُسکا ہو جاتا ہے اور اُسکا مفصل بیان

چون شدی من کان للہ از ولہ ۔۔ حق ترا باشد کہ کان اللہ لہ

ترجمہ عشق سے جب تو خدا کا ہو گیا ۔۔ یہ سمجھ اللہ تیرا ہو گیا

شرح وَلَہ بمعنے حیرت و استغراق و جنون و سرگشتگی و عشق یعنے اے انسان جب تو عشق حقیقی حیرت و استغراق کے باعث مصداق مضمون من کان للہ ہو گیا۔ یعنے تو نے اپنے تمام امور اللہ تعالےٰ کے سپرد کر دیئے تو یاد رکہہ کہ اللہ تعالےٰ تیرا ہو گیا۔ بعض نسخون مین حق ترا باشد کی جگہ من ترا باشم ہے۔ اسصورت مین یہ شعر گویا کلام قدرت ہے بزبان مولانا یعنے حق تعالےٰ فرماتا ہے اے میرے بندہ جب تو مصداق من کان للہ ہو گیا تو مین تیرا ہو گیا کیونکہ یعنے اپنے رسولؐ کی زبانی خبر دیدی ہے کہ مَن کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ۔ چونکہ انبیا علیہم السلام عموماً اور رسول مقبول خصوصاً اور اُنکے خلفا،

مصداق من کان للہ ہین اسلیے اس حدیث سے انبیا اور اولیا کا اتحاد ذاتی من وجہ ثابت ہے مگر عبد مین چونکہ من وجہ شان عبدیت بہی ہے اسیلئے اللہ تعالے کبہی اُنکو باعتبار اتحاد خطاب کرتا ہے اور کبہی باعتبار عبودیت۔

گہ توئی گویم ترا گاہے منم	ہرچہ گویم آفتاب روشنم
ترجمہ: گہ توئی گا ہے منم کہتا ہون مین	جو کہون اُسکے لیے زیبا ہون مین

شرح یعنے اللہ تعالے فرماتا ہے کہ اے میرے خاص بندے۔ مین کبہی تو تیرا نام توئی رکھتا ہون اور تجکو اپنا غیر سمجھتا ہون اور کبہی منم کہتا ہون۔ یعنے اتحاد کا قائل ہون اور توئی کا اعتبار نہین کرتا چنانچہ انک لا تہدی من احببت اور واللہ یعلم انک لرسولہ مغایرت پر دلالت کرتا ہے اور مارمیت اذرمیت اتحاد پر بلکہ اسمین اثبات مغایرت اور وحدت دونو پائے جاتے ہین۔ اور دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ جو کچہ مین کہون میرے لایق ہے کیونکہ مین آفتاب روشن ہون پر تو مہ شہود کثرت مانع شہود وحدت نہین ہوسکتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ انبیا اور اولیا کا اللہ کی طرف بلانا گویا اللہ تعالے ہی کا بُلانا ہے کیونکہ اللہ تعالے خود فرماتا ہے واللہ یدعوا الیٰ دار السلام اور اتحاد حقیقی پر یہ آیت بہی دلالت کرتی ہے۔ انّ الّذین یبایعونک انّما یبایعون اللہ یعنے اے پیغمبر جو لوگ تمسے بیعت کرتے ہین وہ گویا خدا سے بیعت کرتے ہین اس سے اتحاد کے معنے صاف ظاہر ہین اور پہلی آیتون کا یہ مطلب ہے کہ اے نبی تم جسکو چاہو ہدایت نہین کرسکتے البتہ خدا جسکو چاہے ہدایت دیسکتا ہے اور خدا خوب جانتا ہے کہ تم اُسکے رسول ہو۔ ان آیتون سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا اور چیز ہے اور نبی اور شے۔

ہر کجا تابم زمشکاتے دمے	حل شد آنجا مشکلات عالمے
ترجمہ: جلوہ گر ہون جسجگہ مین ایک دم	مشکلین ہوتی ہین حل سب یک قلم

شرح مشکات بمعنے طاق و دریچہ سے مراد مظہر ہے یعنے اللہ تعالے فرماتا ہے کہ مین جس مظہر مین اپنے اسمائے صفات کے ساتہ تہوڑی دیر کے لیئے تجلی کرتا ہون تو اُسکی تمام مشکلین حل ہوجاتی ہین۔ حل مشکلات عالم کے یہ معنے ہین کہ جب اللہ تعالے صفت محیی کے ساتہ ظاہر ہوتا ہے تو زمین سے نباتات پیدا ہوتے اور بچہ پر ان کے پیٹ سے صحیح و سالم نکلنے کی مشکل آسان ہوجاتی ہے۔ اور جب صفت ممیت کے ساتہ ظاہر ہوتا ہے تو جانکنی کی اور جب صفت ودود کے ساتہ ظاہر ہوتا ہے تو عشق کی اور جب صفت رزاق کے ساتہ ظاہر ہوتا ہے تو فقر و احتیاج کی مشکلین حل ہوتی ہین و علےٰ ہذا القیاس۔

ہر کجا تاریکی آمد ناسزا	از فروغ ما شود شمس الضحےٰ
ترجمہ: ناسزا ظلمت کی ہو جسجا گہٹا	ہو ہمارے جلوہ سے شمس الضحےٰ

شرح لفظ ناسزا ترکیب مین لفظ تاریکی کی صفت واقع ہے اور لفظ شمس الضحےٰ بمعنے آفتاب نیمروز ہے۔

ظلمتے را کافتابش بر نداشت	از دمِ ما گردد آن ظلمت چو چاشت
ترجمہ: وہ اندہیرے جنہیں ہو خرشید غرق	ہون ہمارے دم سے سب مانند شرق

شرح تاریکی اور ظلمت سے کفر و عصیان اور جہالت کے اندہیرے مراد ہین جنکو آفتاب فلک کی روشنی زائل نہین کر سکتے اور فروغ ما اور دم ما بمعنے ارشادات انبیا و خلفا و ملفوظات اولیاء و کلمات انسان کامل ہے کیونکہ یہ لوگ کامل طور پر مظہر اسمائے صفات اور آفتاب توحید ہین۔ انکا قول مقولۂ حق ہے اِسصورت مین یہ معنے ہین کہ انبیا کے ارشادات اور اولیاء کے ملفوظات اندہیرون کو آفتاب روشن اور ظلمت کو سراسر نور بنا دیتے ہین۔ اور اگر ان دونو شعرون کو مقولۂ حق کہا جائے تو مطلب خود ظاہر ہے کہ اللہ تعالےٰ کی ادنےٰ تجلی تمام ظلمتون کو دفع اور اُسکا دم یعنے کلام تمام اندہیرون کو زائل کرنے والا ہے۔

آدمی را او ز خویش اسما نمود	دیگران را ز آدم اسما میشود
ترجمہ: اُسنے آدم کو سکہائے اپنے نام	اور سیکہا سب نے آدم سے کلام

شرح یعنے اللہ تعالےٰ نے حضرت آدم (انسان کامل) کو اپنے اسمائے حسنے بذاتہ معلوم کرائے (ز خویش بمعنے بنفسہ ہے) اور انسان غیر کامل کو اُسی انسان کامل کے ذریعہ سے بتائے تو نتیجہ یہ نکلا کہ تمام رسول اور اُنکے سچے جانشین یعنے خلفاء و اولیاء خلیفۃ اللہ اور حق و خلق کے مابین بمنزلۂ برزخ ہین کیونکہ انسان کامل کا مقولہ گویا فرمان الٰہی ہوتا ہے اگرچہ انسان کامل یعنے اولیا و انبیا صورت مین مختلف اور متعدد ہین مگر حقیقت مین سب متحد ہین سب کا کلام کلام الٰہی ہے اِسلئے ایک نبی کا منکر گویا سب کا منکر ہے کیونکہ خاتم النبیین تک تمام انبیا نے وہی کلام الٰہی سُنایا ہے جو اوّل اول حضرت آدمؑ نے سُنایا تہا۔ کلام الٰہی مین اگر اُمتیون نے تصرف نہ کیا ہو تو خواہ اُسکا نام توریت ہو یا انجیل۔ زبور ہو یا قرآن سب کو ایکسان ہدایت کر سکتا ہے۔ کیونکہ حقیقت انبیا باعتبار اشاعت توحید و ہدایت بالکل متحد ہے اور اسی اتحاد معنوی کو آیندہ دو شعرون مین بطور تشبیہ بیان کیا گیا ہے۔

آب خواہ از جو بجو خواہ از سبو	کاین سبو را ہم مدد باشد ز جو
ترجمہ: نہر اور ٹہلیا کا پانی سب ہے ایک	اِسمین ہے اُسکی مدد اے مرد نیک
نور خواہ از مہ طلب خواہی ز خور	نور مہ ہم ز آفتابست اے پسر
ترجمہ: چاند کا ہو نور یا خرشید کا	ایک ہین دونو سمجھ لے اے فتا

شرح یعنے کوئی شخص نہر مین سے پانی پیئے یا ٹہلیا مین سے ایک ہی بات ہے۔ کیونکہ ٹہلیا نہر ہی کے پانی سے بہری جاتی ہے۔ علےٰ ہٰذا القیاس چاند سے روشنی حاصل کیجائے یا آفتاب سے نتیجہ متحد ہے کیونکہ چاند آفتاب سے روشنی لیتا ہے۔ اسیطرح کلام الٰہی بذریعہ وحی کسی نبی کی زبان سُنا جائے یا بذریعۂ الہام کسی ولی کی زبان سے سب کا

ماحصل ایک ہے کیونکہ اولیا، انبیا علیہم السلام تابع فرمان ہوتے ہین اور انبیا خدا سے ہمکلامی کا شرف رکہتے ہین اسیلئے رسول علیہ الصلوۃ نے یہ حدیث فرمائی ہے جو آیندہ شعر مین مذکور ہے۔

	مقتبس شو زود چون یابی نجوم	گفت پیغمبر کہ اصحابی نجوم
ترجمہ	گر سنا دن طلب نور علوم	قول پیغمبر ہے اصحابی نجوم

شرح حدیث شریف مین ہے اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم یعنے میرے اصحاب ستارون کے مانند ہین۔ اے لوگو تم انہین سے جس کسیکے پیروی کروگے سیدہا رستہ ملجائیگا۔ یہان سے خود یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ آنسرور کائنات آفتاب ہدایت اور دیگر انبیا اولیا اُس آفتاب سے روشنی حاصل کرنیوالے ہین۔ انکا اتباع گویا اتباع پیغمبر ہے مگر چونکہ اس زمانہ مین صحابہ موجود نہین ہین اسیلئے لفظ نجوم سے اولیا مراد لیکر مولانا قدس سرہ عموماً تاکید فرماتے ہین کہ اے شخص جہان کہین تجہے اولیا ملجایا کرین اُنسے فی الفور نور باطنی حاصل کیا کر۔ کیونکہ اولیا، صحابہ کے تبع ہوتے ہین۔ بلکہ یہ سمجہنا چاہیئے کہ اہل باطن کے نزدیک چونکہ اولیا روحانی طور پر حاضران محفل نبوت مین سے ہین اسیلئے صحابہ کا حکم رکہتے ہین۔ ان معنون کی تائید اِس حدیث سے ہوتی ہے کہ مَنْ رَآنِی فِی الْمَنَامِ فَکَاَنَّمَا رَاٰنِی فِی الْیَقْظَۃِ رسول علیہ الصلوۃ فرماتے ہین کہ جسنے مجہے خواب مین دیکہہ لیا گویا اُسنے بیداری مین دیکہا۔ اہل تصوف کے نزدیک خواب سے مراقبہ اور استغراق مراد ہے اور یہ ظاہر ہے کہ اولیا، حالت مراقبہ مین زیارت حبیب رب العالمین سے مشرف ہوے ہین۔ نتیجہ یہ کہ آپ کا دیکہنے والا مرتبۂ صحابیت حاصل کرلیتا ہے خواہ بیداری مین دیکہے یا خواب مین البتہ اتنا فرق ضرور ہے کہ صحابہ فضیلت صحبت جسمانی و روحانی دونون سے مستفیض ہوتے ہین اور اولیا کو صرف فضیلت صحبت روحانی نصیب ہوتی ہے۔

	خواہ از آدم گیر نورش خواہ ازو	خواہ از خم گیر مے خواہ از کدو
ترجمہ	نور لے آدم سے یا اُس سے عزیز	بادۂ خم و کدو ہے ایک چیز

شرح یعنے اے مخاطب تو خواہ انسان کامل سے بالواسطہ نور خداوندی حاصل کرے۔ یا بلا واسطہ بغیر بذریعہ رجوع الی اللہ خود اللہ تعالے سے مستفیض ہو۔ دونو باتین برابر ہین اسمین کچہہ فرق نہین کیونکہ دونونکا مقصود اور نتیجہ ایک ہے۔ دوسرا مصرع پہلے کی تشبیہ ہے یعنے کوئی شخص مٹکے مین سے شراب نکالکر پیئے یا تونبے مین سے دونو مساوی ہین کیونکہ کدو خم ہی سے فیض یاب ہوتا ہے۔ یعنے اولیا انبیا جو کچہ کہتے ہین وُہ خدا ہی کا مقولہ ہوتا ہے خم سے مراد ذات الہی ہے جو منبع جود و احسان ہے اور کدو سے مراد انبیا و اولیا، ہین جو اُس خم سے فیض یاب ہین۔

	کین کدو با خم بپیوستست سخت	نے چو تو شادان کدوئے نیکبخت
ترجمہ	ہے کدو سے و خم مین ایک پیوند سخت	ہان نہین سمجہا کدو سے نیکبخت

شرح یعنے جسطرح یہ ظاہری کدو کے شراب خم کے ساتہ اتصال محکم رکہتا ہے اور اُسی سے فیضیاب ہوتا رہتا ہے۔ اسیطرح

ولی کامل بھی اُس خم حقیقی منبع الجود والاحسان سے فیضیاب ہے تو ہم کو اُس سے جُدا نہ سمجھ۔ دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ کدو تیری طرح لذائذ جسمانی سے خوش نہیں ہے بلکہ فنا ہو گیا ہے اور خم وحدت مین غرق ہے بس تو اس کدو سے شراب صحبت حاصل کرنی گویا خم حقیقی کے حاصل کرنے کے مانند ہے

	گفت طوبےٰ من رآنی مصطفےٰ		والذی یبصر لمن وجہی رآے
ترجمہ	مصطفے کہتے ہین طوبےٰ ہے اُسے		مجکو جو دیکھے کہ یا روں کو مرے

شرح۔ حدیث مین ہے طوبےٰ لمن رآنی۔ وآمن بی وطوبےٰ لمن رأی من رآنی یعنے اُسکے لیے خوشحالی ہے جسنے مجکو یا میرے دیکھنے والے کو دیکھا علمائے ظاہر نے اس حدیث سے رویت چشم اور صحبت مراد لی ہے لیکن باطنی معنے یہ ہین کہ خوشحالی ہے اُسکو جسنے مجکو یا میرے دیکھنے والے کو چشم قلب سے دیکھا اور روحانی صحبت حاصل کی یعنے یہ خوشخبری وخوشحالی صحابہ کی طرح اولیاء اللہ کو بھی شامل ہے کیونکہ اولیاء اللہ اتباع صحابہ کے باعث بمنزلہ صحابہ ہین۔ گو رسول علیہ الصلوۃ سے ظاہر صحبت نہین رکھتے۔

	چون چراغے نور شمعے را کشید		ہر کہ دید آنرا یقین آن شمع دید
ترجمہ	شمع سے جو نور لیتا ہے چراغ		شمع اُسکو کہتے ہین روشن دماغ

شرح چراغ سے فتیلہ اور شمع سے موم یا روغن مراد ہے۔ یعنے جبکہ فتیلہ نے مادۂ نور موم یا روغن سے لیکر اپنی طرف کھینچا تو فتیلہ کو جو دیکھے گا وُہ بھی سمجھے گا کہ یہ نور موم یا روغن کی طرف سے آیا ہے علےٰ ہذا القیاس انبیا کا نور منجانب اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہے اور صحابہ کا پیغمبر کی جانب سے اور اولیا کا صحابہ کی طرف سے۔ حاصل یہ کہ تمام انوار اُسی ایک شمع حقیقی سے حاصل ہوتے ہین اور سب کی اصل ایک ہے۔

	ہمچنین تا صد چراغ ار نقل شد		دیدن آخر لقائے اصل شد
ترجمہ	سو چراغ اُس سے ہوے روشن اگر		اصل ہی کی دید ہے پیش نظر

شرح یعنے اسیطرح اگر چراغ مین سو فتیلے لگا دیے جائین تو آخر کا دیکھنا گویا اوّل کا دیکھنا ہے یعنے معلوم ہو جاتا ہے کہ تمام فتیلون مین مادۂ نور ایک ہی شمع یا ایک ہی جگہہ سے آیا ہے نیز یہ معنے بھی ہین کہ مثلاً ایک چراغ کو ایک شمع سے جلایا یا سو چراغون کو ایک سے روشن کیا مادۂ نور سب نے ایک ہی سے حاصل کیا ہے اور دیکھنے والا بھی کہہ سکتا کہ ان چراغون مین اُسے ایک شمع سے روشنی حاصل ہوی ہے۔ اس صورت مین چراغ اور شمع کی تاویل بمعنے فتیلہ وموم غیر ضروری سے اور مطلب یہ ہے کہ نور ہدایت خواہ بذاتہ توفیق شمع حقیقی سے حاصل ہو یا انبیا کے ارشادات سے یا تابعین و تبع تابعین کے کلمات سے یا اولیاء اللہ کے ملفوظات سے سب کی اصل ایک ہے۔ اور اولیا کا تابع گویا انبیا کی شمع ہدایت سے نور حاصل کرنیوالا ہے اور انبیا کا نور گویا نور الٰہی کا جزو ہے

خواہ از نور پسین بستان تو آن | ہیچ فرقے نیست خواہ از شمع جان

ترجمہ: پہلا پچھلا نور ہے سب ایکسان | ایک ہے نور پسین و شمع جان

شرح نور پسین (پچھلے نور) سے اولیاء اُمت محمدی اور شمع جان سے شمع ذات الٰہی یا خود شمع نور محمدی مراد ہے یعنے اے مخاطب تو ذات الٰہی سے نور ہدایت حاصل کرے یا شمع محمدی سے یا پچھلی شمع یعنے اولیاء اللہ سے سب ایکسان ہے اس نور اور اُس نور میں کچھ فرق نہین۔ نور محمدی

خواہ بین نور از چراغ آخرین | خواہ بین نورش ز شمع غابرین

ترجمہ: خواہ پچھلی شمع سے حاصل ہو نور | خواہ پہلی شمع سے لے پر شعور

شرح نور آخرین سے وہی اولیاء اور شمع غابرین سے وہی شمع نور محمدی مراد ہے اور غابر بمعنے سابق و ماضی ہے چونکہ نور محمدی نور اولیائے محمدی سے سابق تہا اسلیئے اُسے غابر کہا گیا مطلب وہی ہے جو گزشتہ شعر کا تہا یعنے فنیلون یا چراغون کی کثرت اتحاد نور کو منع نہین کرسکتی۔ چراغ ہزار ہوا کرین مگر نور ہر حالت مین ایک ہی ہوگا اسی مناسبت کے لیئے آیندہ حدیث منقول ہوی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ نفحات الٰہی (خدا کی رحمتین یعنے اولیائے کامل) ہر زمانہ مین موجود ہین اُنکا اتباع گویا پیغمبر کا اتباع ہے۔

تفسیر حدیث ان لربکم فی ایام دہرکم نفحات الا فتعرضوا الیہا

ترجمہ یعنے تحقیق تمہارے رب کے لیے تمہارے زمانہ کے دنون مین نفحات ہین تم تعظیم سے پیش آؤ اور اُن نفحات کو قبول کرو

شرح نفحات بمعنے بوہائے خوش ہے و نفحات بمعنے وامید تہاسے با دبعنے کلام یہان دونو لفظ درست ہین اور نفحات یا نفحات سے مراد یا تو دعوت انبیا اور ارشاد اولیا ہے یعنے ہر زمانہ مین ہر وقت دعوت انبیا و ارشاد اولیا موجود ہے اُسکو قبول کرو۔ یا نفحات سے مراد نعمتین ہین۔ نعمتون کا قبول کرنا اُنکا شکریہ اور انتقال از مشاہدۂ قدرت حق بسوے حق ہے یا نفحات سے مراد وہ کیفیت ہے جو قلب پر وارد ہوتی ہے (جسکو الہام سمجہنا چاہیئے اور جو موصل بمعرفت ہے) اور اُس کا قبول کرنا اُس سے متاثر ہونا اور واردات رحمانی و شیطانی مین تمیز کرنا ہے نفحات کے یہ پچھلے معنے آیندہ ابیات سے نہایت مناسبت رکہتے ہین۔

گفت پیغمبر کہ نفحتہائے حق | اندرین ایام مے آرد سبق

ترجمہ: نفحت حق کو یہ کہتے ہین رسول | آتا رہتا ہے ہمیشہ اے جہول

شرح۔ یہان اندرین ایام سے زمانۂ خاص مراد نہین بلکہ یہ لفظ بمعنے جمیع اوقات ہے اور سبق آوردن بمعنے ظاہر و غالب شدن ہے یعنے رسول علیہ الصلوۃ فرماتے ہین کہ نفحات الٰہی یعنے خدا کی رحمتین (اولیائے کامل) یا اُسکی نعمتین یا دعوات انبیاء اولیاء یا واردات قلبیہ ہر وقت ظاہر ہوتی رہتی ہین اور ہر دم تمام زمانے پر برسنے والی گہٹا کی طرح چہائے

ہوے ہین ۔لیکن یہ باطنی کیفیتین ہر شخص کو معلوم نہین ہوسکتین ۔

	گوش ہش داریداین اوقات را		در ربائید این چنین نفحات را
ترجمہ	تم غنیمت جانو ان اوقات کو		تھام لو جانے نہ دو نفحات کو

شرح یعنے اے طالبین نفحاتِ الٰہی اپنی ان اوقات عزیز کی طرف گوش عقل کو متوجہ کرو اور نفحات کو قبول کرلو کیونکہ نفحات الٰہی جو ہر وقت پائے جاتے ہین گوش عقل ہی سے معلوم ہوتے ہین ۔ اگر اوقات کو رائگان کہو دوگے تو نفحات سے محروم رہجاؤگے **فائدہ** اگر حسب تشریح سابق نفحات سے ارشاد اور دعوت مراد ہے تو معنے یہ ہونگے کہ انبیا کے دعوت اور اولیا کے ارشادات کو قبول کرو اور کسی وقت کو اُنکے اتباع سے خالی نہ جانے دو ۔ اور اگر نعمتین مراد ہین تو معنے یہ ہونگے کہ بعض نعمتین گوش عقل یعنے سُننے سے تعلق رکھتی ہین مثلاً وعظ اور قرآن انسے کسی وقت کو خالی نجانے دو اور اگر مراد واردات قلب ہین تو گوش ہوش بمعنے گوش دل ہے ۔یعنے دلکو کسی وقت تمیز نفحات سے غافل نہ رکھو ۔ اور یہ جانچ لیا کرو کہ یہ نفخہ رحمانی ہے یا وسوسۂ شیطانی ۔

	نفخہ آمد مر شما را دید و رفت		ہر کرا میخواست جان بخشید و رفت
ترجمہ	نفخہ آیا جلد یا کرکے نظر		جسکو چاہا دی اُسے جان دگر

شرح یعنے نفخۂ الٰہی آتا ہے مگر تمہین غافل دیکھکر چلا جاتا ہے ۔ اور اپنے طالب کو معنوی روح (علم معرفت) عنایت فرمایا جاتا ہے ۔اس سے معلوم ہوا کہ نفحات الٰہی پے در پے آتے جاتے رہتے ہین مگر غافل کو اُس سے حصہ نہین ملتا اور یہ بھی ظاہر ہوگیا کہ نفحات سے مراد واردات قلبیہ ہی ہین جنپر آنے جانے کا اطلاق بے تکلف ہوسکتا ہے نیز دعوات وارشادات اولیا بھی ہر وقت اللہ کی طرف سے آتے ہین لیکن آدمی کو غافل پاکر دل سے نکلجاتے ہین اور جو مقبول بارگاہ ہین اُنکو روح تازہ عنایت فرماتے ہین لیکن یہ معنے واردات قلب کے مطلب سے قریب قریب ہین ہان اگر نفحات سے مراد نعمتین ہین تو آنا جانا درست ہے کیونکہ نعمائے الٰہی ہر وقت آتے ہین اگر بندے کو شکر سے غافل پاتے ہین چلے جاتے ہین ۔ اور اگر شاکر پاتے ہین تو اور زیادہ ہوکر زندگی تازہ عنایت کرتے ہین ۔ قرآن مجید مین ہے لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ اور اگر نفخہ بمعنے رحمت الٰہی سے مرشد کامل مراد ہے تو بھی آنے جانے کے معنے درست ہین کیونکہ مرشد کامل اگر طالبین کو مستعد اور قابل تلقین پاتا ہے تو راز معرفت سے آگاہ کرکے انہین نئی زندگی عطا فرمادیتا ہے ورنہ جہان خدا لیجائے چلا جاتا ہے ۔

	نفخۂ دیگر رسید آگاہ باش		تا ازین ہم وا نمانی خواجہ تاش
ترجمہ	نفخہ آیا دوسرا ۔ رہ ہوشیار		تا نہو محروم اُس سے ہرزہ کار

شرح یعنے اے طالب نفحات افسوس تونے پہلے ارشادات و دعوات یا نعمتون کو قبول نہ کیا اور نہ کیفیت قلبی

مین تمیز کرسکا لیکن چونکہ نفحات متواتر آتے ہین اسیلئے دوسرے نفحہ کو قبولکر ورنہ اس سے بہی محروم رہیگا ۔ خواجہ تاش بمعنے شریک خواجہ ۔ حرف ندا خواجہ تاش سے پہلے محذوف ہے یہ مولانا قدس سرہ نے طالب کو ترغیب دی ہے یعنے اے بندۂ خدا یا اے شریک اُمت محمدی ۔ یا اے مرید مرشد کامل تو تو خواجہ تاش ہے یعنے جسطرح اور طالب خدا کے بندے اور رسول کی اُمت اور مرشد کے مرید ہین اسیطرح تو بہی ہے ۔ پہر یہ کیا سبب کہ دیگر طالبین کی طرح تو نفحات کو قبول نہین کرتا اب بہی ہوشیار ہو اور مرشد کامل کا اتباع کرنا کہ تجہے نفحات الٰہی کا حصہ ملجائے ۔

جان آتش یافت زان آتش کشے　　جان مردہ یافت از وے جنبشے

ترجمہ: جان آتش کے لیئے ہے شعلہ کش　　جان مردہ اُس سے ہو جاتی ہے خوش

شرح ۔ بعض نسخون مین جان آتش کی جگہ جان ناری ہے ۔ جس سے وہ جان مراد ہے جو آتش شہوت و غضب کی طرف منسوب ہے ۔ یا وہ جان جو مجسم آتش نفسانی ہے مطلب یہ کہ ارشادات انبیا اور دعوات اولیا سے جان آتش نفسانیہ کو ایک ایسا لقمہ ملگیا جو آتش کش تہا یعنے اُسنے نار غضب و شہوت کو بالکل بجہا دیا ۔ اور وہ نار گویا نور بنگئی اور روح جو معاصی کے باعث مُردہ ہوگئی تہی وہ متحرک فی امور الدین ہوگئی اور اسکے تمام ظلمانی صفات نورانی اور روحانی صفات سے بدل گئے ۔ دوسرے معنے یہ ہین کہ جو شخص گرفتار آتش نفسانی تہا اسکو اس نفحہ نے ہلاک کر دیا ۔ کیونکہ گرفتار آتش نفس ارشادات کو قبول نہین کرسکتا اور یہ عدم قبول اسکے حق مین ہلاکت ہے اور اُس شخص کو جو اوصاف نفسانی کی طرف سے مُردہ تہا حیات ابدی اور حرکت لبوسے معرفت عنایت فرمائی اشارہ ازان او را ز وے بجانب نفحات الٰہی ہے

جان ناری یافت از وی انطفا　　مردہ پوشید از بقائے او قبا

ترجمہ: جان ناری اُس سے بالکل بجہگئی　　پہنی مُردے نے قبائے زندگی

شرح ۔ یہ شعر گزشتہ شعر کی طرح وہی دو معنے رکہتا ہے اور اُسی مطلب کی توضیح ہے قبا بمعنے لباس حیات ابدی اور انطفا بمعنے بجہنا ہے یعنے نفحۂ الٰہی جان ناری کو بجہانیوالا ہے اور اُسکی بقا یا لقا مُردون کو قبائے زندگی پہناتی ہے ۔

تازگی و جنبش طوبیست این　　ہمچو جنبش ہائے خلقان نیست این

ترجمہ: تازگی و جنبش طوبا ہے یہہ　　کب مثال گلشن دنیا ہے یہہ

شرح بعض نسخون مین تازگی کی جگہ نازکی ہے بمعنے لطافت ۔ اس شعر مین اُس حرکت فی الدین کی تشریح ہے جو اگلے شعر سے معلوم ہوئی تہی یعنے نفحات الٰہیہ سے جو حرکت فی الدین حاصل ہوتی ہے ۔ وہ گویا حرکت طوبے ہے اور لطافت یا تازگی طوبے ہے جو ہر حالت مین باعث مسرت ابدی ہے یہ حرکت درختان مخلوق کی حرکت نہین کہ بہار مین ہے خزان مین نہین

گر در افتد در زمین و آسمان　　زہرہ شان آب گردد در زمان

ترجمہ: گر زمین و آسمان پہ گر پڑے　　پانی سب ہو جائے پتّہ خوف سے

شرح گفتہ کی ضمیر نفحات کی طرف ہے لیکن اگر نفحات سے واردات قلبیہ مراد لیے جائین تو یہ شعر اُس سے انطباق تام رکھتا ہے۔ کیونکہ معرفت اور ورود نور ذات حق واردات قلبیہ مین سے ہے جسکی گنجایش نہ زمین مین ہے نہ آسمان مین البتہ مومن کے دل مین ہے۔ اور اگر دعوات مراد لیے جائین تب بہی معنے درست ہو سکتے ہین۔ کیونکہ دعوات انبیا کی سمائی بہی زمین و آسمان مین کہین نہین ہو سکتی۔ یہ انبیا علیہم السلام ہی کے دل ہین کہ کلام الٰہی جیسی عالیقدر چیز کے متحمل ہو سکتے ہین۔ اللہ تعالےٰ خود فرماتا ہے لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰه یعنے اگر ہم اِس قرآن کو بالفرض کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو اے دیکھنے والے تو اُس پہاڑ کو خدا کے خوف سے ترسناک اور رنجیدہ دیکھتا۔ لیکن غور کیا جائے تو دعوت کے یہ معنے واردات قلبیہ ہی سے ملتی جلتی ہین۔ البتہ آیندہ ابیات مین نفحات کو بمعنے دعوات لینا تکلف اور ذوق سلیم سے بعید ہے اِسلیئے ہم آیندہ نفحات کو بمعنے واردات قلبیہ ہی لینگے چونکہ تقریر بالا ذرا باریک بات ہے اِسلیئے غور سے سمجھنی چاہیے

	باز خوان فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا	خود ببیم این دم بے منتہا	
	دیکھ ہے فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا	ہے انہین خوف دم بے منتہا	ترجمہ

شرح - دم بے منتہا سے وہی نفحات الٰہی مراد ہین جنکی انتہا ہی نہین ہوتی اور جو متواتر آتے جاتے ہین نکتہ لفظ دم سے صاف ظاہر ہے کہ نفحات اور نفحات کے ایک ہی معنے ہین۔ کیونکہ خوشبو دم یعنے سانس سے تعلق رکھتی ہے در نفحہ خود دم ہے اور لفظ بے منتہا اشارہ کر رہا ہے کہ نفحات واقعی طور پر بمعنے واردات قلبیہ ہے۔ کیونکہ دعوت انبیا و اولیا غیر منتہی نہین ہوتی۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ - آج مینے تمہارے دین کو کامل کر دیا ہے اِس آیت سے دعوت کی انتہا صریح طور پر ظاہر ہوتی ہے۔ البتہ واردات قلبیہ بیشک غیر متناہی ہین۔ اِسلیئے نفحات کو بمعنے واردات قلبیہ ہی سمجھنا چاہیئے۔ اور انہین واردات قلبیہ یعنے وحی و الہامات کی شان مین یہ آیت نازل ہوئی ہے اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا یعنے بیشک ہمنے آسمانون اور زمین اور پہاڑون کے سامنے اپنی امانت پیش کی مگر ان سب نے اُسکے تحمل سے انکار کیا اور ڈر گئے اور انسان نے اسکو برداشت کر لیا۔ بیشک انسان ظالم اور جاہل ہے کہ جس بوجھ کو زمین آسمان اور پہاڑ نہ اُٹھا سکے اُسنے اُٹھا لیا لفظ امانت کی تفسیر مین اختلاف ہے علمائے ظاہر نے امانت کو بمعنے امانت معروف و بمعنے عبادت لیا ہے اور زمین و آسمان و جبال کے انکار کرنے اور ڈر جانے سے عبادات اور امانت کی تعظیم اور عظمت شان مراد ہے اور علمائے باطن مین سے بعض نے امانت سے عشق الٰہی مراد لیا ہے۔ کہ یہ ازل مین ہر نوع مخلوق کے سامنے پیش ہوا مگر سب نے انکار کیا اور انسان نے اختیار کر لیا۔ اگرچہ تمام موجودات مین عشق الٰہی موجود ہے مگر اور ون مین اضطراری ہے اور انسان مین اختیاری۔ کیونکہ لفظ حمل اختیار کی طرف اشارہ کر رہا ہے اور بعض نے

امانت سے جامعیت مراد رکہی ہے۔ کیونکہ انسان باغلب مظہر جامع اسمار صفات الٰہی ہے اور اسکو تمام مخلوقات سے وہ نسبت ہے جو قلب کو تمام جسم سے اور بعض نے امانت سے تمام عالم مراد لیا ہے کیونکہ انسان جہان مین خلیفۃ اللہ ہے عالم یا اسکا کوئی حصہ اسکے سپرد کیا گیا ہے تاکہ یہ ہر ایک کے حقوق ادا کرے اور نیز حقوق الٰہی کا لحاظ رکہے مولانا قدس سرہ نے امانت سے نفحات یعنے واردات قلبیہ مراد رکہے ہین جنہین عشق الٰہی اہم النفحات اور سب سے بڑا الہام ہے اور جسکی برداشت آسمان وزمین اور پہاڑ نہین کرسکتے۔ ظلوم وجہول انسان کی مدح بہی ہے اور مذمت بہی۔ کیونکہ جسوقت ظلوم بمعنے ظالم بر نفس خود بسبب قبول عشق وفنا رخود در عشق الٰہی۔ اور جہول بمعنے جاہل از غیر حق یا جاہل از نفس خود کہ باوجود حاجت اکل وشرب یعنے قوت بہیمیہ عشق کو اختیار کر بیٹہا تو مدح ہوگی اور اگر ظلوم سے یہ مراد ہے کہ انسان نے وجود اشیا کو اپنی طرف نسبت کرلیا ہے اور جہول سے یہ مراد کہ وہ خدا کو بہول گیا ہے جو موجد اور اشیا کا مالک حقیقی ہے تو مذمت ہوگی۔ نتیجہ یہ ہے کہ جنہے مخلوقات پر حسب استعداد خود افاضۂ خیر کیا اور حق اللہ وحقوق مخلوق پورے طور پر ادا کیے وہ ممدوح ہے اور جنہے اسمین کمی کی وہ ظالم اور جاہل ہے ظلوم بمعنے من یظلم نفسہٗ وجہول بمعنے من یجہل بنفسہٖ بہی آیا ہے مطلب شعر یہ ہے کہ یہ دم بے منتہا یعنے نفحات یا الہامات اور عشق الٰہی ایسی عظیم الشان چیز ہے کہ آسمان وزمین اور پہاڑ اسکی برداشت سے انکار کرگئے اور اس سے ڈر گئے اے انسان تو نے اگر قبول کرلیا ہے تو اسکے حقوق پوری طرح ادا کر۔ ورنہ تیرا خطاب ظلوم وجہول ہوگا۔

	ورنہ خود اشفقن منہا چون بدے	گر نہ از بیمش دل کہ خون بدے
ترجمہ	ورنہ ہے اشفقن منہا کسلئے	کوہ کا دل خون ہے اس خوف سے

شرح یعنے اگر زمین وآسمان اور پہاڑ اس امانت کو اٹہا سکتے تو قرآن مجید مین اشفقن منہا نازل نہوتا اور پہاڑونکا دل خوف سے خون ہوکر نہ بہ جاتا۔ یہ شعر گزشتہ مطلب اور پہلی آیت کی اقتباس کا تتمہ ہے۔

	دوش دیگر گونہ این میداد دست	لقمۂ چندے درآمد در بہ بست
ترجمہ	سامنے تہا کل یہ باطرز دگر	کرد یا لقمہ نے لیکن بند در

شرح این کا مشار الیہ نفحہ ہے۔ اور یہ شعر بجز اسکے کہ نفحہ بمعنے واردۂ قلبیہ لیا جائے دوسرے معنو پر منطبق ہی نہین ہوسکتا۔ مصرع دوم مین لقمہ سے مراد ارادۂ نفسانی ہے جو لذات جسمانی کی طرف کہینچتا ہے اگرچہ مولانا کی طرف ایسے واردہ کو نسبت کرنا انکے کمالات سے بعید ہے مگر انہون نے صرف تنبیہ طالبین کے لیے اپنی طرف منسوب کرکے انکو حظوظ نفسانی اور لذائذ جسمانی اور کثرت اکل سے منع کیا ہے کیونکہ عارفین کا مقولہ ہے لا تمیتوا القلوب بکثرۃ الاکل یعنے کثرت غذا سے اپنے دلون کو مردہ نہ بناؤ مگر چونکہ مولانا کا قال بعینہٖ انکا حال ہے اسلیئے ممکن ہے کہ کبہی انپر بہی ایسا واردہ آیا ہو مطلب شعر یہ ہے کہ کل رات نفحۂ رحمانی نئی طرح سے آیا کہ اسکے ہمراہ واردۂ نفسانی بہی تہا جسنے

مجھے لذائذ جسمانی کی طرف کھینچلیا اور اس واردۂ نفسانی کی شامت سے باب افادت واردۂ رحمانی بند ہوگیا۔

	بہر لقمہ گشتہ لقمانی گرو	وقت لقمانی ست اے لقمہ برو
ترجمہ	بجھسے لقمانی مین آیا ہے خلل	وقت لقمانی ہے اے لقمے نکل

شرح یہ شعر مضمون سابق کا تتمہ ہے یعنے واردۂ نفسانی کے آتے ہی میری تمام لقمانی (دانائی) مفید لذات جسمانی ہوگئی۔ لیکن پھر واردۂ دیگر یعنے الہام رحمانی نے یہ کہا کہ یہ (عمر دو روزہ) دانائی کا وقت ہے اے واردۂ نفسانی نکل اور حریم دل سے باہر چلا جا کیونکہ نیکیاں بدیون کو دفع کر دیتی ہین۔

	از ہوائے لقمہ این خارخار	از کف لقمان برون آرید خار
ترجمہ	ہے ہوائے لقمہ سے رنج و ملال	پانوسے لقمان کے کانٹا نکال

شرح۔ پہلے مصرع مین خارخار بمعنے رنج و الم و کشمکش ہے اور دوسرے مین بمعنے کانٹا۔ اسلیئے قافیہ درست ہوگیا لقمہ کے بعد حرف ربط (رست) محذوف ہے اور لقمان بمعنے روح ہے جو حضرت لقمان کی طرح فی ذاتہ دانا ہے۔ یعنے یہ رنج و الم اور یہ دنیوی کشمکش فقط خواہش خط نفسانی کے لیئے ہے جو ہرگز نہونی چاہیئے۔ اے لوگو روح کی کف پا سے اس کانٹے کو نکال ڈالو۔ تاکہ وہ عالم ملکوت تک پرواز کر جائے۔

	در کف او خار و سایش نیز نیست	لیک تان از حرص آن تمییز نیست
ترجمہ	سست ہے کانٹے سے سایہ اے عزیز	حرص سے لیکن نہین تمکو تمیز

شرح یعنے چونکہ روح کے کف پا مین کانٹا ہے اسلیئے اسکا سایہ تیز نہین ہے یعنے جسم جو سایۂ روح ہے محبت الٰہی کی طرف نہین دوڑتا۔ کیونکہ منظل ہے یعنے روح جب پابند خار ہوگئی تو ظل یعنے جسم مین سرعت کہان رہی مثلاً جب آفتاب ابر مین ہو تو دھوپ زمین پر نہین دوڑ سکتی لیکن اے لوگو تمکو بسبب حرص لذائذ نفسانی اسبات کی تمیز نہین کہ روح کے پانوین کانٹا ہے یا نہین بعض نسخون مین بجائے تیز لفظ نیز موجود ہے یعنے تمہاری روح کے پانوین کانٹا ہے حالانکہ کانٹا تو درکنار کانٹے کا سایہ بھی پائے روح کیلئے مناسب نہین گویا خطوط نفسانی کے متعلق تمام مشغلون کے چھوڑ دینے کو بطور مبالغہ بیان کیا گیا ہے

	خار دان آن را کہ خرما دیدۂ	زانکہ بس نان کور و بس نادیدۂ
ترجمہ	جسکو خرما جانتا ہے خار ہے	حرص کا لیکن بجھے آزار ہے

شرح۔ یعنے ایمخاطب تو جس لذت نفسانی کو خرما جانتا ہے اسکو روح کے حق مین خار سمجھ اور اس بات کو جان کہ تو نہایت درجہ نان کور (کافر نعمت و ناشکر گذار) ہے کہ روح جیسی چیز کی قدر نہین جانتا اور اسکے کانٹے کھلا رہا ہے اور نہایت ندیدہ اور حریص ہے کہ خار کو خرما سمجھ رہا ہے یا نان کور کے یہ معنے ہین کہ تجھے روٹی یعنے کھانے کی چیزین

نہین دکھائی دیتے بلکہ تو خار کو نان سمجھکر لذات نفسانی پر جان دیتا ہے۔ اور غذائے روح یعنے معرفت کو چھوڑ بیٹھا ہے

	جان لقمان کہ گلستان خداست	پائے جانش خستۂ خار چراست
ترجمہ	جان لقمان ہے گلستان خدا	پائے جان مین کیون ہے کھٹکا خار کا

شرح۔ جان لقمان مین یا تو اضافت توصیفی ہے یا اس سارے لفظ سے مراد انسان ہے یعنے روح یا انسان جو دانائی مین بمنزلۂ لقمان ہے بیشک اسرار و معارف خداوندی کا باغ ہے اسمین کانٹے کا کیا کام یہ لذات نفسانی کے کانٹون سے زخمی کیون ہے اسکو تو سراسر مورد تجلیات الٰہی اور مصدر واردات روحانی ہونا چاہیئے۔

	اشتر آمد این وجود خار خوار	مصطفیٰ زادے برین اشتر سوار
ترجمہ	شکل اشتر ہے وجود خار خوار	مصطفیٰ زادہ اک اسپر ہے سوار

شرح اشتر خار خوار (کانٹے کھانے والے اونٹ) سے جسم کثیف مراد ہے جو لذات نفسانی کے کانٹے کھاتا رہتا ہے اور ادہر ہی نہین پر مائل ہے اور مصطفیٰ زاد (اولاد مصطفیٰ) سے مراد روح مومن ہے۔ چنانچہ حدیث شریف مین ہے انا من نور اللہ والمومنون من نوری یعنے رسول علیہ الصلوٰۃ فرماتے ہین کہ مین خدا کے نور سے پیدا ہوا ہون اور مومن میرے نور سے

	اشترا تنگ گلے بر پشت تست	کز نسیمش در تو صد گلزار رست
ترجمہ	پیٹھ پر خروار گل ہے اے شتر	جسکی خوشبو سے ہین سو گلزار پُر

شرح تنگ بالفتح بمعنے خروار۔ یہان تنگ گل سے وہی روح اور شتر سے وہی جسم مراد ہے اور گلزار یعنے گلشن اسرار و معارف سے

	میل تو سوے مغیلانست و ریگ	تا چہ گل چینی ز خار مردہ ریگ
ترجمہ	تجکو رغبت ہے مغیل و ریگ کی	اور انمین گل نہین کھلتے کبھی

شرح مغیلان و ریگ سے حظوظ نفسانی اور لذائذ جسمانی مراد ہین اور مردہ ریگ اُس ریگ شور کو کہتے ہین جسمین سے نباتات تو کیا پانی بھی نہین نکلتا۔ یہ تینون شعر قطعہ بند ہین اور مطلب یہ ہے کہ اے جسم تجھپر ایک مصطفیٰ زاد یعنے روح سوار ہے یا پھولون کی ایک خروار (وہی روح) تیری پیٹھ پر لدی ہوی ہے۔ اور ان پھولون کی خوشبو سے گویا تیرے پاس سو گلزار موجود ہین۔ باایں ہمہ افسوس ہے کہ تو گلزار کو چھوڑکر کانٹون (لذات نفسانی) کی طرف دوڑا چلا جاتا ہے اور تیرے پانو ریت (حظوظ جسمانی) مین دہسے جاتے ہین۔ اس سے تجھے اور تیرے سوار کو تکلیف پہنچتی ہے یہ تو بتا کہ جس ریگ شور یا خار زار (لذات جسمانی) کی طرف ترا میلان طبع ہے اس سے تو کس قسم کے پھول چننے کی امید رکھتا ہے ہرگز نہین۔ بلکہ اس سے بجز زحمت خار و ریگ خاک حاصل نہوگا۔

	اے بگشتہ در طلب از کو بکو	چند گوئی آن گلستان کو و کو
ترجمہ	پھر رہا ہے کیون طلب مین کُو بکو	تا کجا اُس بوستان کی جستجو

شرح کوبکو بمعنے از جائے بجائے دیگر۔ اور دوسرے مصرع میں کو بمعنے کجا ہے یعنے ایمخاطب اشتر صفت تو جو گلستان معرفت کو جگہ جگہ ڈہونڈتا پہرتا ہے یہ تیری غفلت ہے تو لوگون سے کب تک پوچھتا پہریگا کہ گلستان الٰہی کہان ہے۔ ارے کمبخت کف پائے روح سے لذات نفسانی کا کانٹا نکال کے دیکھ لے گلستان الٰہی صاف نظر آتا ہے

	پیش ازان کین خار پا بیرون کنی		چشم تاریکست جولان چون کنی
ترجمہ	پانوٴ سے جان سے جلد کانٹے کو نکال		ورنہ ہوگا دوڑنا بالکل محال

شرح یعنے جب تک تو روح کے پانو سے لذت نفسانی کا کانٹا نہ نکال لیگا گلستان الٰہی کی طرف ہرگز نہین دوڑ سکتا کیونکہ جب تجھے اپنے پانو کا کانٹا ہی نہین سوجھتا تو گلستان الٰہی کیا خاک نظر آئیگا۔ البتہ کانٹا نکلنے کے بعد تیری آنکھین کہلجائینگی اور یہ معلوم ہوجائیگا کہ گلستان معرفت خود تیری ذات مین پنہان تہا۔

	آدمی کو مے نگنجد در جہان		در سر خارے ہمیگردد نہان
ترجمہ	اس جہان مین جو سماسکتا نہین		حیف زیر خار ہو وہ مردین

شرح۔ چونکہ انسان جامع حقیقت انسانی اور مظہر اسمائے الٰہی ہے اسیلئے بجائے خود عالم اکبر ہے اور دنیا اسکے مقابلہ مین عالم صغر اور یہ ظاہر ہے کہ عالم اکبر عالم صغر مین نہین سماسکتا مطلب شعر یہ ہے کہ باوجودیکہ انسان اپنی حقیقت کے لحاظ سے عالم صغر مین نہین سماسکتا مگر باایہمہ نہایت تعجب ہے کہ لذت نفسانی کے ایک کانٹے نے اُسکو اپنے اندر چہپا کر یا اُلجہا کر عالم ملکوت کی پرواز سے روک رکہا ہے اور خار لذات اسکے لیئے باعث حجاب معرفت ہوگیا ہے۔ **فائدہ** یہان یہ شبہ ہوتا ہے کہ جب عالم اکبر (انسان کامل) عالم صغر یعنے دنیا مین نہین سماسکتا تو پیغمبر آخرالزمان کے تشریف لانیکا کیا سبب ہے اسکا جواب یہ ہے کہ گو حقیقت محمدیہ فی الواقع کون ومکان مین ہرگز نہین سماسکتی تہی۔ مگر صرف ارشاد وہدایت کیلئے صفت بشریت دی گئی ہے۔ اور الدنیا سجن المؤمن سے صاف ظاہر ہے کہ حضور کو دنیوی تعلقات ہرگز پسند نہ تہے۔ چنانچہ اسی مضمون کی طرف مولانا آئندہ شعر مین اشارہ فرماتے ہین۔

	مصطفےٰ آمد کہ سازد ہمدمی		کلمینی یا حمیرا کلمی
ترجمہ	مصطفےٰ آئے جو بہر ہمدمی		بول اُٹھے یا حمیرا کلمی
	اے حمیرا آتش اندر نہ تو نعل		تا ز نعل تو شود این کوہ لعل
ترجمہ	اے حمیرا آگ مین رکہدے یہ نعل		نعل سے ہو جائے تا یہ کوہ لعل

شرح۔ حمیرا بتصغیر حمرا بمعنے زن سرخ رنگ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کا لقب ہے نیز حسب محاورہ اہل عرب شفقت کے وقت عموماً عورتین اس لفظ سے مخاطب ہوا کرتے ہین شعر قطعہ بند ہین اور

دونو شعرون کے معنے دو طرح ہو سکتے ہین **اوّل** یہ کہ محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم عالم دنیا مین اسلیئے آئے کہ کسیکو اپنا مصاحب و ہمدم بنائین۔ اور کسی بشر سے تعلق و ہمدمی پیدا کرین کیونکہ آپ کا عالم لاہوت سے عالم ناسوت کی طرف آنا اسلیئے تھا کہ متعلق بالبشریت ہون۔ ورنہ ارشاد اور ہدایت عالم امر غیر ممکن ہو جاتا۔ کیونکہ بشر بشر ہی کے ساتھ مانوس ہوتا ہے اور اُسکا کلام سمجھ سکتا ہے اسلیئے آپنے تعلق بشریت پیدا کرنے کے لیئے حضرت عائشہ صدیقہ سے کلمی کلمی کہا یعنے اے عائشہ مجھسے کلام کر کیونکہ تیرا کلام میرے لیے باعث جذب و تسخیر ہوگا اور میرے جبل وجود کو جو عالم لاہوت مین مستغرق تجلی ذات ہے عالم ناسوت کی طرف لے آئیگا۔ اور اس سے لعل بدخشان معرفت اور اسرار حقیقت الفاظ اور عبارات کے رنگ مین ظاہر ہونگی۔ کیونکہ اگر مین عالم لاہوت سے عالم ناسوت کی طرف تنزل کر کے تعلقات بشری پیدا نہ کرونگا تو عالم کی ہدایت محال ہو جائیگی۔ اس صورت مین تفضیل عائشہ بر رسول لازم نہین آتی۔ البتہ دوسرے معنون مین یہ شبہ پیدا ہوتا ہے لیکن اُسکا جواب وہین مذکور ہوگا۔ **دوم** یہ کہ رسول اللہ صلعم نے جب ذات حق سے ہمدمی اور اُسکا مشاہدہ چاہا تو حضرت عائشہ سے ارشاد فرمایا کہ تو مجھسے کلام کر کیونکہ ام المومنین کے مظہر مین ذاتِ حق بوجہ کمال ظاہر تھی۔ اور آپ کا کلام گویا آواز نفحات الٰہیہ تھا۔ دوسرے شعر مین نعل اندر آتش نہادن بمعنے گرمے ہنگامہ و بیقرار ساختن ہے کیونکہ اہل ولایت کا قاعدہ تھا کہ جب کوئی غلام بھاگجاتا تھا تو کسی چارپایہ کا نعل لیکر اور اُسپر کچھ لکھکر آگ مین دبادیتے تھے۔ اُسکی تاثیر سے غلام کے دلکو مولا کی طرف کشش ہوتی تھی اور وہ واپس آجاتا تھا۔ بعدہ اس لفظ کی اصطلاح جذب اور تسخیر اور بیقراری کے معنون مین ٹھہر گئی۔ حاصل یہ کہ اے عائشہ ہمارے شوق کو گرم کر اور ہمین اپنے کلام سے جو فی الواقع نفحۂ الٰہی ہے بیقرار کر دے تاکہ تیرے جذب اور تسخیر سے کوہ بدن لعل ہو جائے اور جلوۂ حق بوجہ اتم متجلی ہو۔ بلحاظ ایسے معنے ان اشعار کو پہلے اشعار سے یہ ہی ربط ہوگا کہ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ خار حظوظ نفسانی کے دور کرنے سے گلستان حق جلوہ گر ہوتا ہے۔ اور اب یہ معلوم ہوا کہ رسول مین گنجایش خار محالات سے تھے اور بہ برکت رسول حضرت عائشہ سے بھی یہ خار دور ہو گئے تھے اور نور حق بجمیع اسما و صفات ام المومنین مین جلوہ گر تھا۔ اور رسول اُسکا مشاہدہ کیا کرتے تھے تا از لعل تو شود ین کوہ لعل سے یہ شبہ ہوتا ہے کہ رسول پر حضرت عائشہ کے کلام اور گرمی ہنگامۂ شوق سے پہلے جلوۂ حق ... تام متجلی نہین ہوتا تھا۔ حالانکہ یہ محال ہے اسکا جواب یہ ہے کہ رسول ہر وقت مستغرق بحر تجلی تھے جسکو عائشہ ... و تسخیر کلام سے کچھ تعلق نہین مگر آپکا کلمی کلمی فرمانا حضرت عائشہ کے مرتبہ کا اظہار ہے اور اس بات کو ... اہے کہ اُنمین حق بجمیع اسما و صفات جلوہ گر ہے اور اُنکا کلام نفحۂ الٰہی ہے۔ بعض شارحین نے مصطفے ... اور حمیرا سے باعتبار تانیث روح مراد رکھی ہے اور ابیات سابقہ سے ان شعرون کو یون ربط دیا ہے کہ ... خار کب تک کھائیگی۔ دیکھ نفحۂ حق دوسرے بار یہ کہتا ہوا آیا ہے کہ اے روح مجھسے کلام کر یعنے مجھسے

مونس ہو اور مجھے قبول فرما اس صورت مین دوسرے شعر کا یہ مطلب ہے کہ لے روح اس نفخۂ الٰہی کے قبول کرنے کو تیار رہ اور اُسکے لیئے بیقرار ہو جا تاکہ تیری اس بیقراری اور قبول نفخہ کے باعث کوہ جسم سے معرفت کے لعل پیدا ہونے لگین نفخۂ الٰہی کا دوسری بار آنا گذشتہ شعر نفخۂ دیگر رسید آگاہ باش سے ظاہر ہے۔ اس آخری مطلب سے آئندہ اشعار زیادہ مربوط ہوتے ہین۔ گو یہ مطلب خود بعید الفہم ہے۔

این حمیرا لفظ تانیث ست وجان | **نام تانیثش نہند این تازیان**

ترجمہ: یہ حمیرا ہے مؤنث اور جان | کہتے ہین عورت اسے اہل زبان

شرح دوسرے مصرع مین ضمیر شین لفظ جان کی طرف راجع ہے اور تازی بمعنے اہل عرب ہے۔ مطلب یہ کہ لفظ حمیرا مؤنث ہے نیز اہل عرب جان یعنے روح کو مؤنث کہتے ہین۔ اور اُسے نام تانیث ہی کے ساتھ موسوم کرتے ہین صرف اتنا فرق ہے کہ حمیرا مؤنث حقیقی ولفظی ہے اور روح مؤنث سماعی۔ لیکن روح کی تانیث صرف باعتبار لفظ ہے ورنہ باعتبار معنے روح کو لاکھہ مردون کا ایک مرد سمجھنا چاہیئے اور علیٰ ہذا القیاس حضرت عائشہ روح مصوّرہ ہین انکی تانیث اُنکو عرفان سے بار نہین رکھہ سکتے۔ اور نہ ادراک اسرار حقیقت مین کچھ ضرر پہنچا سکتی ہے یہ شعر معترض کے وہمی اعتراض کا جواب ہے جو یہ کہتا تھا کہ حمیرا اور روح دونو مؤنث ہین انسے میدان عرفان مین کیا مردانگی ہوسکتی ہے؟ مولانا صاحب نے جواب دیدیا کہ لفظی تانیث معنے مین کچھ اثر نہین رکھتی۔ نیز اس شعر کے معنے دوسری طرح بھی ہوسکتے ہین وہ یہ کہ مولانا لفظ جان اور روح اور جان جان سے ذات حق مراد لیتے ہین اس قاعدہ کے اعتبار سے یہان بھی جان سے ذات حق مراد ہے چونکہ پہلے یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ حمیرا مین ذات حق کا ظہور بوجہ اتم ہے۔ اسلیئے یہ مصرع نئی توجیہ کے ساتھ اُس مضمون کی شرح ہے اور لفظ جان حمیرا پر معطوف ہے یعنے حمیرا اور ذات دونو مؤنث ہین اور چونکہ جنس اپنی جنس کی طرف مائل ہے اسلیئے حمیرا (عائشہ صدیقہ) بوجہ اکمل مظہر ذات ہین۔ اور اطلاق لفظ مذکر ومؤنث ذات کے حق مین برابر ہے کیونکہ وہ دونو سے بری ہے۔ یہان یہ اعتراض وارد نہین ہوسکتا کہ ہر مؤنث قاعدۂ الجنس الی الجنس یمیل کے مطابق مظہر ذات ہوسکتی ہے۔ کیونکہ ہر مؤنث مین اثر مجالست ومکالمت ومخالطت رسولؐ کہان ہے اور دیگر ازواج مین فضیلت مناکحت سہی۔ مگر وہ شرف نظر خاص نہین ہے جو حمیرا کو ملا تھا۔

لیک از تانیث جان را باک نیست | **روح را با مرد وزن اشراک نیست**

ترجمہ: جان عورت ہونے سے بے باک ہے | روح وصف مرد وزن سے پاک ہے

شرح اس شعر مین لفظ جان یا تو بمعنے روح ہے یعنے ہمنے مانا کہ روح لفظاً مؤنث ہے مگر اس سے اُسے کچھ ضرر نہین پہنچتا۔ کیونکہ روح کو مرد وزن کے ساتھ شرکت نہین ہے یعنے ایسا نہین ہوتا کہ روح مرد مین ہو تو مرد کہلائے

اورعورت مین ہے تو عورت بلکہ روح تو ایک امر ربی اور دونو صفتون سے عاری ہے نہ مرد ہے نہ عورت اسپر جو لفظ جان ہوا طلاق کرو کیونکہ اطلاق سے فقط تعبیر مقصود ہے نہ کہ اثبات تذکیر و تانیث با جان سے مراد ذات حق ہے جو تذکیر و تانیث سے پاک ہے یا لفظ جان سے روح مصورہ ہونے کے سبب حمیرا یعنے حضرت عائشہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ جنکا مؤنث ہونا اُنکے مرتبۂ عرفان کو ہرگز نقصان نہین پہنچا سکتا۔

	از مؤنث وز مذکر برتر است	این نہ آن جانست کز خشک و تر است
ترجمہ	ہے مؤنث اور مذکر سے الگ	کیا الگ ہے یہ خشک اور تر سے الگ

شرح یعنے جس روح کا ہم ذکر کر رہے ہین اُس سے روح ملکوتی یا ذات حق مراد ہے جو تذکیر و تانیث سے عاری ہے۔ نہ کہ روح حیوانی جو رطوبت و یبوست اور حرارت و برودت۔ اور لطافت اخلاط کے اجتماع اور اعتدال سے حاصل ہوتی ہے یہ روح ادنے درجہ کی ہے اور اسکے وسیلہ سے مرتبۂ عرفان حاصل نہین ہو سکتا۔

	این نہ آنجان ست کافزاید ز نان	یا گہے باشد چنین گاہے چنان
ترجمہ	یہ نہین وہ جو بڑھے ہے کھا کہا کے نان	یا کہ ہو گا ہے چنین گا ہے چنان

شرح یعنے یہان جان سے وہ روح حیوانی مراد نہین جو غذا کی کمی بیشی سے گھٹتی بڑہتی یا حوادث زمانہ سے متغیر ہوتی رہتی ہے بلکہ جان سے یا روح ملکوتی مراد ہے یا ذات حق جسمین تغیر و تبدل اور کمی بیشی کو ہرگز دخل نہین۔

	خوش کنندہ ست و خوش و عین خوشی	بے خوشی نبود خوشی اے مرتشی
ترجمہ	تہے خوش و خوش ساز و خود عین خوشی	بے خوشی کب ہے خوشی اے مرتشی

شرح ضمیر ست جان کی طرف ہے اور جان سے مراد اگر ذات حق ہے تو یہ معنے ہین کہ ذات حق اپنا جلوہ دکہا کر عشاق کو اور اسباب زندگانی عطا فرما کر عموماً تمام عالم کو خوش کرنے والی ہے اور خود بہی خوش یعنے حسن اور جمیل بلکہ عین حسن و جمال ہے کیونکہ صفات حق عین ذات ہین اور اگر جان سے روح مراد ہے تو یہ مطلب ہوا کہ روح ملکوتی اکتساب معرفت کے باعث عاشقان الٰہی کو مسرت بخشنے والی ہے اور اس اکتساب سے خود بہی اسقدر خوش ہے کہ عین مسرت بنگئی ہے۔ دوسرے مصرع مین اول لفظ خوشی بمعنے مسرت یعنے حاصل مصدر۔ اور دوسرا بمعنے خوش بودن ہے اور مرتشی بمعنے رشوت ستان سے عام مخاطب مراد ہے جو شب و روز خطوط نفسانی اور لذات جسمانی حاصل کرنے مین منہمک ہے۔

خلاصہ مطلب یہ ہے کہ اے پابستۂ لذات جسمانی۔ ذات حق یا روح ملکوتی خوش کنندہ عالم اور عین خوشی ہے اور یہ ظاہر بات ہے کہ جب تک کیسکے دلمین مسرت نہو اُسکا خوش ہونا غیر ممکن ہے چنانچہ اولیا اللہ تعالےٰ کی باطنی مسرت کا باعث وہی عین خوشی یعنے ذات الٰہی یا روح ملکوتی ہے۔ اور تو گو بظاہر خوش معلوم ہوتا ہے مگر تیرے دلمین عین خوشی (یعنے روح ملکوتی یا ذات حق) نہین ہے اس سے معلوم ہوا کہ تونے خطوط نفسانی کو عین خوشی سمجھ رکھا ہے چنانچہ آیندہ اشعار مین اسکی تصریح کرتے

چون تو شیرین از شکر باشی بود — کان شکر گاہے ز تو غائب شود

ترجمہ: کہاں کے شکر تو اگر ہو با طرب — تجھسے غائب ہو شکر خود کیا عجب

شرح شیرین بمعنے خوش و شکر بمعنے حظوظ نفسانی ہے اور لفظ بود مصرع ثانی سے متعلق ہے ۔ یعنے ایمخاطب جب تو حظوظ نفسانی کے حاصل ہونے سے خوش ہوگا تو اسکا نتیجہ ناخوشی ہے کیونکہ ممکن ہے کہ یہہ شکر (حظ نفسانی) کاہے گاہے تجھسے غائب ہو جائے اسلیئے کہ جسمانی لذتین سراسر فانی ہین بس تو فنا ہونے والی چیز سے خوش نہو ۔ بلکہ اِس آیندہ شعر پر عمل کر ۔

چون شکر گردی ز تاثیر وفا — پس شکر کے از شکر گردد جدا

ترجمہ: جب شکر تو خود ہوا اے مرد خدا — پس شکر سے کب شکر ہو گی جدا

شرح وفا سے وفائے عہد الست اور طاعات و عبادات الٰہی اور دوسرے مصرع مین اول لفظ شکر سے حلاوت روحانی اور دوم سے عبادت یزدانی مراد ہے یعنے ایمخاطب حظ نفسانی کی شکر کو چھوڑ کر وفائے عہد الست اور طاعات کے باعث سراسر شکر بنجا ۔ پس جبکہ تو مجسم شکر بنگیا تو شکر تجھسے جدا نہین ہوسکتی کیونکہ کسی شے کا اپنے نفس سے جدا ہو جانا محال ہے یا یہ معنے ہین کہ جب تو شکر بنجائیگا تو لذت روحانی تیری عبادت سے جدا نہوگی

زہر محض ست آنکہ باشد بے وفا — ہب لنا یا ربنا نعم الورا

ترجمہ: سر بسر ہے زہر جو ہے بیوفا — یا الٰہی دے ہمین نعم الورا

شرح بیوفا سے بندۂ لذات جسمانی اور نعم الورا (بہترین مخلوق) سے مرشد کامل مراد ہے ۔ یعنے بیوفا آدمی خالص زہر ہے ۔ یا الٰہی اسکی صحبت سے بچا اور ہمین مرشد کامل عنایت فرما ۔ بعض نسخون مین نعم الولا ہے ولا بمعنے دوستی ہے یعنے الٰہ ہمین بہترین دوستی (اپنی محبت) عطا کر ۔

عقل جزوی عشق را منکر بود — گرچہ بنماید کہ صاحب سر بود

ترجمہ: عقل منکر عشق کی ہے سر بسر — صاحب سر گرچہ آتی ہے نظر

شرح یعنے عقل جزوی (عقل معاش) عشق حقیقی کی منکر ہے اور اسکو محالات سے سمجھتی ہے یا جنون جنا کرتی ہے یہی باعث ہے کہ اطبا نے عشق کو امراض مین شمار کیا ہے ۔ حالانکہ یہ غلط خیال ہے ۔ دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ اگرچہ عقل جزوی ظاہر مین صاحب سر اور واقف راز معلوم ہوتی ہے مگر فی الواقع بالکل ناواقف ہے ورنہ اس سے انکار عشق سرزد نہوتا ۔

زیرک و داناست اما نیست نیست — تا فرشتہ لا نشد اہریمنیست

ترجمہ: زیرک و دانا ہے لیکن نیست ہے — لا نہین ہے جو وہ دیو سیرت ہے

شرح - اوّل لفظ نیست بمعنے فانی اور دوسرا کلمۂ نفی ہے یا یہ سمجھئے کہ نفی النفی مفید اثبات ہے یعنے عقل جزئی زیرک و دانا تو ضرور ہے مگر فانی یا منیست نہین ہے بلکہ ہست یعنے مدعی انانیت ہے - اور یہی سبب ہے کہ اپنی ہستی کے مقابلہ مین عشق کو نیست جانتی ہے - اگر یہ اپنے آپ کو فانی سمجھتی تو عاشق باقی ہو کر وصل ذات ہو جاتی - کیونکہ بقائے الٰہی سکے سامنے فنا ہوئے بغیر قرب کی جگہ بُعد حاصل ہوتا ہے - اور فرشتہ شیطان بنجاتا ہے - دیکھہ لیجے ابلیس فقط انانیت اور اپنے دعوے (انا خیر منہ یعنے مین حضرت آدم سے بہتر ہون) کے سبب معلم الملکوت ہو کر ملعون کیا گیا - دوسرے مصرع مین اسطرف اشارہ ہے کہ عقل فرشتہ کے مانند یا خود فرشتہ سہی مگر چونکہ فانی نہین ہے اسلئے شیطان ہے -

	او بقول و فعل یار ما بود	چون بحکم حال آئی - لا بود
ترجمہ	سارے قول و فعل مین گو یار ہے	اعتبار عشق سے ہے ہیچ سے

شرح یعنے عقل جزئی گو اقوال و افعال مین ہماری مددگار ہے اور اُس سے اکثر اقوال و افعال مطابق شرع صادر ہوتے ہین - لیکن بحکم حال (یعنے باعتبار عشق حقیقی) بالکل ہیچ اور سراسر معدوم ہے - ورنہ ہر شخص عاشق ذات ہوتا - لا بمعنے لا شئے و معدوم ہے عشق کے متعلق عقل کی باتونکا کچھ اعتبار نہین

	لا بود چون او نشد از ہست نیست	زانکہ طوعاً لا نشد کرہاً بےست
ترجمہ	جو نہین ہے نیست یا رب کیا ہے وہ	گر نہین طوعاً تو کرہاً لا ہے وہ

شرح یعنے جو عقل جزئی ہست سے نیست یعنے فنا فی اللہ نہوئی وہ بالکل لاشئے اور نا قابل اعتبار ہے - کیونکہ جو چیز اپنی خوشی سے لا اور فنا نہوگی وہ ایکدن جبراً لا یا معدوم ہو جائیگی یعنے جو عقل عاشق ذات نہین ہے وہ ضرور ہلاک ہوگی عقل سے مراد صاحب عقل ہے یعنے صاف عقل جزئی مرنے کے بعد بالکل معدوم ہو جائیگا - اور عاشق الٰہی مر کر حیات ابدی حاصل کریگا - لفظ بےست ضرورت قافیہ کے لیے امالہ لفظ لا ہے بمعنے نیست - بعض نسخون مین بےست کی جگہ بےست ہے یعنے بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ جو چیز رضی خوشی سے فنا نہین ہوتی وہ جبراً فنا ہو جاتی ہے - مطلب یہ کہ جو لوگ عشق الٰہی مین اختیاری موت کو پسند نہین کرتے وہ اضطراری موت کے پنجہ مین گرفتار ہو جاتے ہین اور اسکے بعد انہین ابدی زندگانی نصیب نہین ہوتی -

	جان کمال ست و ندائے او کمال	مصطفےٰ گویان کہ ارحنا یا بلال
ترجمہ	روح ہی کامل ندا اسکا کمال	کہتے ہین حضرت ارحنا یا بلال

شرح یعنے انسان کامل کی روح فی الحقیقت کامل بلکہ عین کمال ہے کہ اپنی ذات مین مشاہدۂ حق کرتی رہتی ہے - اسلیئے اسکی ندا بھی جو در اصل ندائے حق ہے کمال سے خالی نہین ہوتے اسکا سبب یہ کہ روح چونکہ امر ربی ہے اسلیئے فی ذاتہ مطلقاً کمال ہے اور غلبۂ قوائے جسمانی جو کبھی کبھی اُسکے کمال کو نقصان پہنچاتا ہے وہ مجاہدۂ ریاضت کے باعث

مغلوب ہوکر خود کمال پہنچاتا ہے پس تو جب روح عین کمال ہے تو اسکی ندا بہی کمال یعنے ندائے حق۔ اور نفخہ الٰہی ہے۔ یا یہ معنے ہین کہ جان عشق الٰہی کے باعث کامل ہے اور اسکی ندا چونکہ ندائے عاشق ہے اسلیئے با اثر اور عین کمال یعنے ندائے خداوندی اور نفخہ رحمانی ہے۔ اور دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ چونکہ حضرت بلال کے روح عین کمال اور اُنکی آواز نفحات الٰہیہ مین سے تہے اسلیئے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم انقباض طبع کیوقت اُنکو حکم دیا کرتے تہے کہ اَرِحْنا یا بلال۔ یعنے اے بلال ہمکو اپنے آواز اور اذان سے راحت پہنچا اور اسکا یہ سبب تہا کہ حضرت بلال عاشق کامل تہے اور اُنکی آواز گویا آواز حق تہی جسکے سُننے سے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ کو اندرونی راحت پہنچتی تہی۔ اس آواز اور اذان کی شرح قصۂ شب تعریس مین آنیوالی ہے۔

اے بلال افراز بانگ سلسلت — زان دمے کاندر دمیدم در دلت

ترجمہ: دل سے اپنے بانگ مدہوشی نکال — یعنے جو پہونکی ہے تجہہ مین اے بلال

شرح۔ سلسل مخفف سلسال بمعنے آب شیرین وخنک یہان بمعنے خوشگوار ہے یعنے اے بلال اپنی خوشگوار آواز کو اُس نفخۂ الٰہی کے ساتہ بلند کر جو مینے تجہمین دم کیا ہے اِس دم سے نفخۂ رحمانی یا سر معرفت حق یا نکتۂ وحدت مراد ہے جو بذریعۂ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حضرت بلال کے قلب مبارک مین جاگزین تہا اور جسکی برکت سے بلال کو مرتبۂ بقا بعد الفنا حاصل تہا۔ ایسی حالت مین بمقتضائے بی یسمع وبی ینطق بلال کی آواز گویا آواز حق تہی اور یہی باعث تہا کہ رسول مقبول اُنکی آواز کے مشتاق تہے۔

اے بلال این گلبنت را جان سپار — خیز بلبل وار جان میکن نثار

ترجمہ: دیکہہ اِس گلبن کی اِس گل کی طرح — نالہ کر اُلفت مین بلبل کی طرح

شرح۔ گلبن (درخت گل) سے گلبن عشق الٰہی مراد ہے۔ یعنے اے بلال اس گلبن عشق پر بلبل کی طرح اپنی جان نثار کردے اسمین یہ اشارہ ہے کہ جسطرح بلبل عشق گل مین نالان رہتا ہے اسیطرح تو بہی زمزمہ اللہ اکبر اور نغمۂ اشہد ان لا الٰہ کے ساتہ نالہ کر تیرے آواز خود تیرے اور دیگر سننے والون کے لیئے باعث مدہوشی ہوگی۔

زان دمے کادم ازو مدہوش شد — ہوش اہل آسمان بیہوش شد

ترجمہ: دم نہین مدہوشی آدم ہے یہ — باعث بیہوشی عالم ہے یہ

شرح۔ مدہوش بمعنے حیران عربی اور بیہوش بمعنے بیعقل فارسی لفظ ہے اسلیئے قافیہ جائز ہوگیا۔ دم سے وہی نفخہ الٰہی۔ اور آدم سے انسان کامل اور خلیفۃ اللہ یعنے ابو البشر حضرت آدم مراد ہین۔ اور احادیث وتفاسیر سے ثابت ہے کہ حضرت آدم نفخۂ حق یعنے استفاضۂ معنے نفخت فیہ من روحی کے بعد اپنی ذات مین صفات متضادہ (ملکوتی و ناسوتی) کو مجتمع دیکہکر اور اپنے آپ کو جامع اسمائے صفات پاکر ایک مدت تک متحیر اور نفخہ حق یعنے روح کی

حقیقت اور عجائبات کے معلوم کرنے مین ایک عرصہ تک حیران رہے اور کچھ حضرت آدم ہی پر منحصر نہین بلکہ حقیقت روح کے معاملہ مین اہل آسمان یعنے ملائکہ اور جمیع پیغمبران غرق دریائے حیرت ہین۔ مطلب شعر یہ ہے کہ اے بلال اپنے خوشگوار آواز کو اُس نفخۂ الٰہی کے ساتھ بلند کر جسکے اثر سے حضرت آدم حیران ہے اور فرشتے بے عقل اور اُسکی حقیقت سے ناواقف ہین۔ چونکہ حضرت بلال نے اپنی ہستی کو نور محمدی مین فنا کردیا تھا اسلیئے آواز بلال صوت محمدی۔ اور صوت محمدی نفخۂ ذات الٰہی تھے اور اسکو ہم ابھی ثابت کر چکے ہین کہ نفخۂ ذات الٰہی حضرت آدم کی مدہوشی اور اہل آسمان و زمین کی بیہوشی کا باعث ہے۔

	مصطفے بیخویش شد زان خوب صوت	شد نمازش در شب تعریس فوت
ترجمہ	مصطفے نے جب سنی آواز زار	ہوگئی اُس شب قضا بالکل نماز

شرح تعریس لغت مین آرام کرنے کے لیئے آخر شب مین مسافر کے سواری وغیرہ سے اُتر پڑنے کو کہتے ہین اور شب تعریس کا قصہ احادیث مین اسطرح ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مع صحابہ خیبر سے آتے وقت تمام شب رستہ چلے اور آخر شب مین استراحت کے لیے اُتر پڑے۔ اور بلال سے یہ فرمایا کہ تم وقت کی نگہبانی کرتے رہنا تاکہ نماز صبح فوت نہو جائے۔ حضرت بلال نماز تہجد مین مشغول ہوگئے اور جب صبح قریب ہوئی تو بلال نے اونٹ کے کاٹھی سے تکیہ لگایا اور طلوع فجر کی طرف متوجہ ہوکر بیٹھے۔ لیکن پھر بلال پر نیند غالب آگئی اور فجر ہوگئی یہانتک کہ آفتاب نکل آیا دہوپ کے اثر سے سب سے پہلے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بیدار ہوے اور نماز قضا ہوجانے کے سبب گہبرائے اور بلال سے اِسکا سبب پوچھا اُنہون نے یہ جواب دیا کہ مجھپر بھی وہی خواب غالب آگیا تھا جو آپ پر مسلط تھا یعنے مین بھی اُسی مشاہدۂ حقیقی مین مستغرق تھا جسمین آپ تھے **نکتہ** مولانا قدس سرہٗ نے بیہوشی اور استغراق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا باعث بلال کے خوشگوار آواز کو گردانا ہے۔ حالانکہ احادیث سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ بلال نے تہجد یا فجر کی اذان کہی تھی۔ جس سے رسول اللہؐ اور صحابہؓ بیہوش ہوگئے تھے پس تو ان اشعار کے یہ معنے ہین کہ رسولؐ اور صحابہ بلال کے روحی آواز سے بیہوش ہوئے۔ چونکہ آپ بلال کے آواز پہلے بارہا سُن چکے تھے اور اُسوقت بسبب قرب نماز فجر اُنہی کے آواز کا خیال تھا اور آواز بلال فی الواقع آواز ذات حق تھے اِسلیئے آپ اُس آواز کے خیال سے بیہوش ہوئے۔ اور بلال کی آواز چونکہ نفخۂ حق تھے اِسلیئے اُنکو خود بھی بیہوش ہونا پڑا۔ بعض روایات مین یہ بھی ہے کہ اُسوقت رسول اللہؐ نے فرمایا کہ بلال کو شیطان نے خواب مین ڈالدیا۔ گو یہ روایت بحسب ظاہر نفخۂ حق اور استغراق کی منافی ہے مگر اِسکا جواب یہ ہے کہ بلال ابتدائے خواب مین تنزل بمرتبۂ بشریت کرکے انتہا مین مرتبۂ استغراق تک پہنچ گئے تھے۔ کیونکہ استغراق بعد تنزل بمرتبۂ بشریت ہوتا ہے ورنہ استغراق کی کیفیت

ظاہر نہو تعرف الاشیاء باضدادہا۔ اور بعض روایتون مین آپنے اُس وادی کو جہان نماز فوت ہوگئی تہی۔ وادی شیطان بہی کہا ہے لیکن اُسکا وادی شیطان ہونا منافی استغراق نہین ہے رسولونپر شیطان کا تسلط کبہی نہین ہوتا ہان شاید آپ کو اُسکا وادی شیطان ہونا بطور وحی کسی اور باعث سے معلوم ہوا ہو۔ البتہ یہان ایک اور شبہ ہے رسول اللہؐ نے فرمایا ہے تنام عینی و لاینام قلبی یعنے میری آنکہین سویا کرتی ہین مگر دل نہین سوتا۔ اِس سے یہہ نکلتا ہے کہ جب آپکا دل بیدار تہا تو نماز کے فوت ہو جانے کا کیا باعث ؟ اِسکا جواب یہ ہے کہ رسول اللہ کے دونو حالتین تہین البتہ حالت خواب چشم اور بیداری قلب اکثر تہی۔ شاید سب تعریس مین یہ نہو۔ بلکہ دوسری حالت ہو بالجملہ رسول اللہؐ نے مع صحابہ اُس وادی سے کوچ کیا اور تہوڑی دور جاکر بلال کو اذان اور اقامت کا حکم دیا اِس سے معلوم ہوا کہ صلوۃ فائتہ کے اذان واقامت ثابت اور قضاے فائتہ واجب ہے۔

	در شب تعریس پیش آن عروس	یافت جان پاک ایشان دستبوس
ترجمہ	تہی شب تعریس مین پیش عروس	جان اصحاب و پیمبر دست بوس

شرح۔ عروس استعارۂ ذات حق ہے۔ کیونکہ اُسکا وصال عروس (نئی دلہن) سے بدرجہا بہتر ہے۔ اور دستبوس رہاتہہ چومنا) یہان بمعنے عجز و نیاز ہے۔ یعنے شب تعریس مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وصحبہٖ وسلم اور بلال اور دیگر تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی روحین بحر مشاہدہ مین غرق۔ اور ذات حق کے سامنے محو عجز و نیاز تہین۔ اسلیئے نماز صبح قضا ہو گئی۔

	عشق و جان ہر دو نہانند و ستیر	گر عروسش خواندہ ام عیبے مگیر
ترجمہ	عشق و جان و دونو ہین پنہان جانمن	کیا ہوا اگر کہدیا مینے دولہن

شرح ستیر بمعنے پوشیدہ و مستور۔ اور لفظ عشق سے مراد معشوق حقیقی ہے۔ یعنے روح اور معشوق حقیقی دونو مخفی اور مستور ہین اور ہماری مراد انکے مخفی ہونے سے یہ نہین کہ یہ عورت یا مرد ہین۔ بلکہ معشوق حقیقی کو بطریق استعارۂ تمثیلیہ اگر مینے عروس کہدیا ہے تو مجکو معیوب نسمجہ کیونکہ میری مراد عروس سے اُسکے معنے لازم ہین یعنے ستر اور خفا اور یہ اسلیئے کہ اللہ تعالےٰ ردائے کبریائی مین مخفی ہے اور اپنے لطافت کے باعث نظر سے پنہان ہے۔ قرآن مجید مین موجود ہے لا تدرکہ الابصار وہو یدرک الابصار وہو اللطیف الخبیر۔

	از ملال یار خامش کردمے	گر ہم او مہلت بدادے یکدمے
ترجمہ	رنج ہوتا مین دقف خامشی	اگر نہوتی اسمین خود اسکی خوشی

شرح یعنے اگر یار (ذات حق) مجکو اپنے استغراق اور جذب سے ایک دم کی مہلت دیتا۔ تو مین خوف ملال یار کے سبب اِس کلمہ (یعنے اسکو عروس کہنے سے) خاموش ہوجاتا۔ لیکن مین کیا کرون کہ یہ تمثیل اُسکی رضا کے موافق ہے اور وہ اِس سے ملول نہین ہوتا۔ البتہ اگر مجہسے جذبات الٰہیہ تہوڑی دیر بہی جدا ہو جاتے اور

مین مرتبۂ عقل مین ہوتا تو یہ کلمہ نہ کہنا سکتہ اِس سے معلوم ہوا کہ مولانا غوث اور قطب زمانہ تھے اور ہر دم غرق بحر وحدت رہتے تھے اور اُنکا کلام حالت استغراق کا خلاصہ ہے۔

	لیک میگوید بگو ہین عیب نیست	جز تقاضائے قضائے غیب نیست
ترجمہ	وہ مگر کہتا ہے یہ کیا عیب ہے	یہ تقاضائے قضائے غیب ہے

شرح یعنے مین تو اُسے عروس نہ کہتا مگر معشوق حقیقی خود یہ کہتا ہے کہ تیرا ہمکو عروس کہنا عین تقاضائے حکم غیبی ہے۔ اگرچہ مُنکر قضا کے نزدیک عیب ہو۔ کیونکہ جو لوگ بحر وحدت مین غرق ہین وُہ عیب جوئی سے کام نہین لیتے بلکہ اُنکے جمیع افعال اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہوتے ہین نتیجہ یہ ہوا کہ مولانا قدس سرہ کا شاہ غیبی کو عروس کہنا اپنی طرف نہین بلکہ تقاضائے حکم غیبی تھا اسلیئے اُنپر اعتراض نہین ہو سکتا۔

	عیب باشد کو نہ بیند جز کہ عیب	عیب کے بیند روان پاک غیب
ترجمہ	عیب بینون کی نظر مین ہے یہ عیب	عیب مین کب ہے روان پاک غیب

شرح یعنے ایسے کلمات اُس شخص کے نزدیک عیب ہین جو بجز عیب اور کسی چیز کو نہین دیکھتا اور جسکی روح پاک اور عالم غیب تک وصل ہے اُسکے نزدیک عیب نہین۔ روان پاک وغیب سے جان عارف مراد ہے دوسرے معنے یہ ہین کہ مولانا جان اور روان سے ذات حق مراد لیا کرتے ہین۔ اسصورت مین یہ مطلب ہوا کہ ایسے کلمات ظاہر پرستون، ناواقفون۔ اور عیب بینون کے نزدیک عیب ہین اللہ تعالےٰ کے نزدیک عیب نہین ہین۔ بلکہ اُسکی مرضی کے مطابق ہین کیونکہ اولیا اور عارفان کامل کے زبان سے جسقدر الفاظ نکلتے ہین وُہ سب نفحات الٰہیہ مین سمجھتے ہین

	عیب شد نسبت بمخلوق جہول	نے بہ نسبت با خداوند قبول
ترجمہ	عیب ہے نزدیک مخلوق جہول	عیب مین کب ہے خداوند قبول

شرح یعنے مخلوق البتہ عیب کو عیب جانتی ہے مگر اللہ تعالےٰ نہین جانتا۔ کیونکہ جب وُہ عیوب دیکھکر اُنکو ڈھانک لیتا ہے اور عفو کر دیتا ہے تو گویا عت اُسکے نزدیک عیب ہی نہین۔ ہان جاہل مخلوق اسقدر اندھی ہے کہ عیب تو عیب ہی ہے ہنر کو بھی عیب کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ یا یہ معنے ہین کہ عارفان کامل کسیکے عیب کو عیب نہین خیال کرتے بلکہ یہ سمجھیئے کہ اُنکی نگاہ عیب پر پڑتی ہی نہین۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ اور عارفان کامل خداوند قبول ہین یعنے لوگون کے عیبون کو ہنر کی طرح قبول کر لیتے ہین۔ لفظ خداوند قبول سے ذات الٰہی اور عارفان کامل دونو مراد ہو سکتے ہین

	کفر ہم نسبت بہ خالق حکمت است	چون بما نسبت کنی کفر آفت است
ترجمہ	کفر مین بھی ہین نہان کچھ حکمتین	ہمسے ہو منسوب تو ہین آفتین

شرح یعنے اگر اللہ تعالےٰ کی طرف خلق کفر کو منسوب کرو۔ اور یون کہو کہ اللہ تعالےٰ خالق کفر ہے تو کچھ عیب نہین کیونکہ علم عقائد مین تصریح موجود ہے کہ افعال کا خالق اللہ ہے۔ اور کاسب بندے ہین۔ منجملہ افعال کے کفر بھی

ایک فعل ہے اللہ تعالے خود فرماتا ہے۔ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا۔ چونکہ کفر بھی مابین آسمان وزمین موجود ہے اس سے معلوم ہوا کہ اسکا پیدا کرنا بھی خالی از حکمت نہین۔ بہت بڑی حکمت تخلیق کفر مین یہ ہے کہ اگر کفر نہوتا تو ایمان اور عرفان مین تمیز نہوتی۔ لتعرف الاشیاء باضدادہا۔ دوسرے یہ کہ کفر نہوتا تو دوزخ کا پیٹ جو مخلوق الہی ہے کسچیز سے بہرا جاتا؟ البتہ اگر کفر ہماری طرف منسوب ہو تو موجب آفت اور دوزخ ہے

	ور یکے عیبے بود با صد صفات	بر مثال چوب باشد در نبات
ترجمہ	ایک ہو گر عیب اور ہون صد صفات	ہے یہ ایسا جسطرح چوب نبات

شرح۔ بعض شارحین کے نزدیک نبات بمعنے نبات شکر یعنے نیشکر۔ (گنّا) اور چوب بمعنے گرہ نیشکر ہے لیکن فی الواقع نبات بمعنے قند مصفا ہے جسکو اُردو مین مصری کہتے ہین۔ اور چوب سے مراد تنکے ہین جو بعض اوقات نباتے وقت مصری مین ملجاتے ہین۔ یعنے اگر کسی شخص مین بہت سی صفتون کے ساتہ ایک آدہ عیب بھی ہے تو اسکے ایسی مثال ہے جیسے مصری مین تنکا۔ کہ فی الواقع عیب نہین گنا جاتا۔ اور اس تنکے کے باعث کوزۂ نبات کی قیمت کم نہین ہوتی۔ علےٰ ہذا القیاس اگر غلبۂ شوق اور مرتبۂ وجد واستغراق مین کسینے ذات حق کو عروس کہدیا تو ہرگز عیب کی بات نہین اور اگر ہے تو قائل مین بہت سی صفتین بھی تو موجود ہین۔ کیونکہ ایسے الفاظ اولیا اللہ ہی کی زبان سے نکلا کرتے ہین جو ہمہ صفت موصوف ہین۔

	در ترازو ہر دو را یکسان کشند	زانکہ آن ہر دو چو جسم وجان خوشند
ترجمہ	تلتے ہین کانٹے مین دونو ایکسان	متحد ہین دونو مثل جسم وجان

شرح۔ یعنے ترازو یا کانٹے مین مصری اور اُسکے تنکے کو ایکسان اور ایک چیز سمجھکر تولتے ہین۔ یہ نہین ہوتا کہ تنکے کے وزن کی برابر مصری کی قیمت کم ہو جائے۔ یا تنکے نکالکر مصری تولی جائے کیونکہ مصری اور تنکا شدت آمیزش کے باعث ایک جان ہو گئے ہین۔ جنکا انفصال نہین ہو سکتا۔ لفظ ترازو سے صاف ظاہر ہے کہ پہلے شعر مین نبات بمعنے قند یعنے مصری ہے کیونکہ گنا ترازو مین نہین تُلتا نکتہ کتب فقہ مین ایک مسئلہ موجود ہے کہ غالب الفضۃ فضۃ وغالب الذہب ذہب یعنے جس زیور یا برتن یا کسی اور شے مین کہوٹ کم ہو اور سونا یا چاندی زیادہ ہو تو وہ چیز ساری کی ساری خالص سونے یا چاندی ہی کی ہے اور اُسکی زکوۃ خالص سونے یا چاندی ہی کے حساب سے دیجائے گی۔ کیونکہ للاکثر حکم الکل۔ اسیطرح مصری مین ایک آدہ تنکا یا ڈورہ رہگیا ہے تو وہ خالص مصری کے حکم مین ہے۔ اور اولیاء اللہ مین کوئی عیب ہے تو بمنزلہ تنکے ہے

	پس بزرگان این نگفتند از گزاف	جسم پاکان عین جان افتاد صاف
ترجمہ	قول یہ سچ ہے نہین ہے یہ گزاف	جسم ہے پاکونکا مثل روح صاف

شرح یعنے جب تجھے یہ معلوم ہو گیا کہ ایک آدھ عیب بہت سے ہنرون مین شامل ہو کر ہنر ہی ہو جاتا ہے تو بزرگونکا یہ قول غلط یا لغو یا فتیح نہین ہے کہ پاک لوگونکا جسم اُنکی روح کی طرح پاک ہوتا ہے۔ بلکہ یہ خیال فی الواقع درست اور بالکل بجا ہے۔ پاکون کے جسم روح کے مانند پاک وصاف ہوتے ہین۔

	گفت شان و فعل شان و ذکر شان		جملہ جان مطلق آمد بے نشان
ترجمہ	اُنکا قول و فعل و ذکر لے میری جان		جان مطلق ہے سراسر بے نشان

شرح یعنے پاکونکا ہر قول و فعل اور اُنکا ذکر اسد جان مطلق (یسربر روح) اور بے نشان (فنا فی الذات یا فنا فی رضاء اسد) ہے کیونکہ اُنکا جسم مع صفات مرتبہ فنا مین ہے۔ بعض نسخون مین۔ گفت شان و نفس شان و نقش شان ہے یعنے پاکون کے جمیع حرکات و سکنات اور اُنکا نفس اور نقش جسمی بسبب صفائے قلب روح مطلق بنگیا ہے۔ اور روح مطلق عین حق ہے بمقتضائے الرُّوحُ مِنۡ اَمۡرِ رَبِّیۡ۔ پس تو پاکون کے حرکات و سکنات اُسیکی حرکات و سکنات ہین۔ اُنپر عیب گیری بیجا ہیئے۔ ایک صاحب نسبت صوفی کا قول ہے اور فی الواقع نہایت درست ہے۔ وہ یہ کہ ارواحنا اجسادنا و اجسادنا ارواحنا۔ یعنے ہمارے جسم بمنزلہ ارواح ہین اور ہماری روحین بمنزلہ اجسام مطلب یہ کہ اولیاء اسد فنا فی الذات ہوتے ہین۔

	جان دشمن وارشان جسمی ست صرف		چون زیاد از نرد او اسمے ست صرف
ترجمہ	جان ہے اُنکے عدو کی جسم صرف		شکل زائد نرد ہے اک اسم صرف

شرح۔ دوسرا مصرع پہلے کی توضیح ہے یعنے دشمن اولیا کے ایسی مثال ہے جیسا کوئی قصیر اور کوتاہ قامت آدمی اپنا نام اپنی طرف سے زیاد رکھلے۔ تو وہ فقط نام ہی نام ہے۔ لفظ زیادہ مترادف افزون و افزون شدن کے معنے وہان نہین پائے جاتے۔ نیز ممکن ہے کہ نرد کیجگہ نرد ہو۔ نرد شطرنج کے مقابلہ مین ایک قسم کی کھیل کا نام ہے۔ جو سات طرح کھیلا جاتا ہے اور زیاد اُسکی سات بازیون مین سے ایک بازی کو کہتے ہین۔ وہ اسطرح ہے کہ کھیلتے وقت کعبتین کا جو نقش پڑے اُس سے ایک زیادہ شمار کرتے ہین مثلاً گیارہ کو بارہ اور سترہ کو اٹھارہ جانتے ہین مولانا کا یہ مطلب ہے کہ اولیاء کا دشمن ایسا ہے جیسا نرد کے کھیل مین زیاد کی بازی کہ اُسکا نام ہی نام ہے فی الواقع خال ہائے کعبتین مین وعدہ نہین ہوتا۔ نرد کے سات بازیون کے نام یہ ہین۔ اول۔ فار۔ دوم۔ زیاد سوم ستارہ۔ چہارم۔ خانہ گیر۔ پنجم طویل ششم ہزارہ ہفتم منصوبہ۔

	آن بخاک اندر شد و کل خاک شد		این نمک اندر شد و کل پاک شد
ترجمہ	خاک مین جا کر وہ بالکل خاک ہے		یہ نمک مین جاکے بالکل پاک ہے

شرح یعنے اولیاء اسد کا دشمن خاک مین گیا اور کل کا کل خاک ہو گیا۔ اور اسکو مرنے کے بعد حیات ابدی نملی اور یہ یعنے

یعنے ولی کامل جو سراسر روح ہے انتقال کے بعد گویا نمک مین گیا اور کل کا کل نمک مین گیا۔ کیونکہ ہر چیز کہ در کان نمک رفت نمک شد۔ جو شئے نمک مین جاتی ہے وہ خود نمک بنجاتی ہے۔ نمک سے مراد نمک اسرار ہے جو باعث اصلاح غذاہائے روحانی ہے۔ مطلب یہ کہ اولیا بعد مرگ سراسر اسرار بنگئے اور قید جسم ظاہری سے گو پہلے ہی پاک اور طاہر تھے مگر اب بالکل اطہر ہوگئے۔ کیونکہ نمک کی خاصیت پاک کرنے اور قلب ماہیت کی ہے۔ چنانچہ شراب حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نمک سے پاک ہوجاتی ہے پھر جس حالت مین ناپاک چیز نمک سے پاک ہوجاتی ہے تو اولیا جو پاک تھے اور بھی پاک اور اطہر ہوجائینگے۔ انہین معنون کی طرف اس حدیث مین اشارہ ہے کہ انا املح من اخی یوسف و یوسف اجمل منی یعنے مین اپنے بھائی یوسف سے زیادہ ملیح اور یوسف مجھسے زیادہ جمیل ہین۔

	آن نمک کزوے محمد املح است	زان حدیث بانمک او افصح است
ترجمہ	وہ نمک جس سے محمد ہین ملیح	ہے حدیث بانمک اُنکی فصیح
	آن نمک باقی است از میراث اُو	با تواند آن وارثان او۔ بجو
ترجمہ	اُنکی میراث آجتک ہے وہ نمک	ڈھونڈلے وارث ہین اُنکے آجتک

شرح۔ یعنے اولیا جس نمک مین جاتے ہین وہ یہ نمک ظاہری نہین ہے بلکہ وہ نمک ہے جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم املح ہین اور جس نمک سے آپ کی حدیث بانمک افصح ہوگئی ہے اور یہ نمک اسرار و معرفت آپ کی میراث ہمیشہ باقی رہیگا ایخاطب اُس نمک کے وارث تجھین یعنے تیری جنس مین موجود ہین مگر جستجو شرط ہے۔ کیونکہ العلماء ورثۃ الانبیاء۔ ورثا سے مراد علماء ظاہر و باطن ہین۔ جو قیامت تک موجود رہین گے۔

	پیش تو شستہ ترا خود پیش کو	پیش ہست جان پیش اندیش کو
ترجمہ	دیکھ لے بیٹھے ہین تیرے روبرو	تو مگر کرتا نہین کچھ جستجو

شرح۔ لفظ شستہ مخفف نشستہ ہے یعنے وارثان حقیقت محمدی تیرے آگے بیٹھے ہین۔ لیکن تجھین پیش بینی نہین ہے کہ اُنکو اپنے روبرو بیٹھا دیکھ سکے۔ یعنے تو اُنکی جستجو مین سعی نہین کرتا۔ اور وہ وارث تیرے حضور مین موجود ہین مگر تیرے جان پیش اندیش رہ متفکر و ساعی اور اپنا آگا سوچنے والی نہین ہے۔ یہی باعث ہے کہ وارثان نمک محمدی اور واقفان اسرار سرمدی تجھے نظر نہین آتے۔

	گر تو خود را پیش و پس کردی گمان	بستہ جسمی و محرومی ز جان
ترجمہ	پیش و پس کا گر کیا تو نے گمان	رہگیا بس قید تن مین میری جان

شرح اس شعر کو اور اسکے مابعد اُن تمام اشعار کو جنمین لفظ پس و پیش ہے گزشتہ اشعار سے کچھ تعلق نہین بلکہ بہ تقریب لفظ پس و پیش مطلب دیگر کی طرف انتقال کیا گیا ہے۔ یعنے اگر تو نے اپنی نسبت پیش و پس کا گمان

کیا اور یہ کہا کہ جو شخص باعتبار صورت مقدم تہا وہ باعتبار معنے بہی مقدم ہے اور جو باعتبار صورت مؤخر ہے وہ باعتبار معنے بہی مؤخر رہیگا اور اسکا نتیجہ تو نے یہ نکال لیا کہ مجاہدہ اور عرفان سے کچہ حاصل نہین کیونکہ جب مین باعتبار صورت مؤخر ہون۔ تو لاکہہ مجاہدہ کرون باعتبار معنے بہی مؤخر رہونگا۔ تو اس قسم کے خیال کا یہ نتیجہ ہوگا کہ تو ہمیشہ مقید جسم رہیگا۔ کیونکہ پیش وپس اور جہات جسم کی صفتین ہین روح کو اس سے کچہ تعلق نہین ایمخاطب تو اپنے اس خیال فاسد کے باعث حقیقت روح کے ادراک سے محروم رہیگا۔ کیا تو یہ نہین جانتا کہ رسول اللہ باعتبار صورت جمیع انبیار سے مؤخر تہے مگر باعتبار معنے سب سے مقدم ہین۔ کیونکہ معنے اور جان کو پیش وپس اور جہات سے کیا علاقہ اے شخص قید جسم سے نکلجا اور سر بسر روح بن۔

	زیر و بالا پیش وپس وصف تن است	بے جہت ہا ذات جان روشن است
ترجمہ	زیر و بالا پیش وپس ہے وصف تن	بے جہت ہے ذات جان انجمن

شرح یہ پہلے شعر کی توضیح ہے۔ یعنے زیر و بالا یا پیش ہونا صفات جسمیہ مین سے ہے۔ نیچے اوپر یا آگے پیچہے وہی شئے ہوسکتی ہے۔ جو صاحب جسم ہو۔ روح جو ایک جوہر روشن ہے ان اوصاف سے بالکل پاک ہے۔ تو اگر پیش وپس اور زیر و بالا کو مدنظر رکہیگا تو ہمیشہ قید جسم مین گرفتار رہیگا۔ حالانکہ تجہے قید جسم سے آزاد ہوکر روح روشن بننا چاہیئے۔ بعض نسخون مین بے جہت ہا آن جہان روشن ست ہے۔ اس صورت مین جہان روشن سے وہی عالم جان مراد ہے جو گزشتہ شعر مین تہا مطلب دونون نسخون کا ایک ہے۔

	برکشا از نور پاک شہ نظر	تا نہ پنداری تو چون کوتہ نظر
ترجمہ	نور پاک شاہ سے دیکہہ اے بشر	ہے غلط یہ وہم اے کوتہ نظر
	کہ ہمی در غم وشادی وبس	اے عدم کو مر عدم را پیش وپس
ترجمہ	کہ فقط ہے شادی و غم محکو بس	اے عدم کب ہے عدم کو پیش وپس

شرح یہ دونو شعر قطعہ بند ہین۔ اور دوسرے شعر مین کاف سر مصرع پنداری کا بیان ہے شہ سے بادشاہ حقیقی اللہ تعالےٰ ہم اور نور پاک شہ سے مرشد کامل مراد ہے یعنے اے غافل مرشد کامل کے ذریعے سے جو فی الواقع بادشاہ حقیقی کا نور ہے اپنی حقیقت کو دیکہہ اور مرشد کامل یا نور پاک شہ اسلیئے ضروری ہے کہ تو کوتہ نظر شخص کی طرح یہ گمان نہ کرے کہ مین فقط مقید غم وشادی ہون یعنے محبوس ادبار غم یا اقبال مسرت ہون۔ بلکہ جب مرشد کامل کے نور پاک سے دیکہیگا تو معلوم ہوجائیگا کہ تو سراسر عدم اور فانی ہے اور عدم کے لیئے اقبال وادبار اور پیش وپس کچہ نہین ہوتا آخر مصرع مین لفظ کو بمعنے کجا یا تو مفید استفہام انکاری ہے یا گو مشتق از گفتن صیغہ امر ہے۔ یعنے اے شخص فانی ہمین عدم کا پیش وپس بتا کہ کسطرف اور کہان ہوتا ہے مطلب یہ کہ نہین ہوتا۔

	از وجود و از عدم گر بگزری	از حیات جاودانی برخوری
ترجمہ	اِس وجود اور اِس عدم سے در گزر	زندگانی سے ہو تو تا بہرہ ور

شرح - یعنے اگر تو وجود (ہستی فانی) اور عدم (مرتبۂ فنا) سے گزر کر مرتبۂ بقا ربعد الفنا حاصل کریگا تو ابدی زندگانی ملیگی

	روز باران ہست میرو تا بشب	نے ازین باران ازان باران رب
ترجمہ	دن ہے یہ مینہہ کا چلا چل تا بہ شب	اور سمجہ اِس مینہہ کو تو باران رب

شرح - باران سے باران واردات رحمانی و فیوض الٰہی - اور شب سے تاریکی موت مراد ہے اور یہ ظاہر ہے کہ باران فیوض الٰہی دنیوی باران نہین ہے - جس سے بسا اوقات پہل اور غلے پیدا ہوتے ہین جو اکثر حالتون مین باعث غفلت ہین - بلکہ وہ باران معنوی ہے جس سے قلوب زندہ اور روح بالکل صاف و پاک ہو جاتی ہے - اور معرفت کے پہول کہلتے ہین - مطلب یہ کہ اے مخاطب - یہ موسم زمانۂ زندگی گویا برسات کا موسم ہے ہر طرف فیوض الٰہی کا مینہہ برس رہا ہے تو مرتے دم تک اِسی مینہہ کا طالب رہ

	ہست باراں جزین باران این	کہ نمے بیند ورا جز چشم جان
ترجمہ	ہے وہ باران غیر باران جہان	سو جہتا ہے کسکو غیر چشم جان

شرح یعنے واردات رحمانی اور فیوض الٰہی کا مینہہ اِس دنیوی مینہہ سے الگ ہے - جو ان ظاہری آنکہون سے نظر نہین آتا بلکہ اسکے ملاحظہ کو ایسی باطنی چشم درکار ہے جیسے کہ حضرت عائشہ صدیقہ کو ملی تہی اور جسکا قصہ عنقریب آنے والا ہے -

	چشم جان را پاک کن نیکو نگر	تا ازان باران عیان بینی خضر
ترجمہ	دیکہہ اُسے اور چشم جانکو پاک کر	تاکہ سبزہ سے سبز آئے نظر

شرح اگر دوسرے مصرع مین لفظ خِضر بالکسر ہے تو یہ سمجہنا چاہیئے کہ معرفت الٰہی کو باعتبار بلندی مرتبہ حضرت خضر کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے اور اگر خَضَر بفتحتین ہے تو بمعنے سبزہ زار عرفان ہے - اور مطلب دونوںکا ایک ہے - یعنے اے مخاطب چشم باطن کو معائنہ اسباب دنیوی سے پاک کرکے اچہی طرح دیکہہ تجکو باران فیوض الٰہی اور سبزہ زار عرفان ظاہر طور پر نظر آجائے گا - اور اُسکے ظہور مین کسی قسم کا شک باقی نہ رہیگا -

سوال کردن عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا از حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کہ امروز باران بارید و جامۂ مبارک تو چون تر نشد

ترجمہ حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کا حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کرنا کہ اسکا کیا سبب کہ آج مینہہ تو برسا - مگر آپ کے کپڑے نہ بہیگے

شرح۔ چونکہ پہلے واردات الٰہی اور فیوض ربانی کے ذکر مین مولانا قدس سرہ فرما چکے ہین کہ فیوض رحمانی ہر ایک آنکھہ کو نہین بلکہ خاصان حق کو نظر آتے ہین اس قصہ مین اُس ولیۂ حق (حضرت عائشہ صدیقہؓ) کا ذکر ہے جسکو وُہ باران فیوض ظاہر طور پر نظر آتے تھے۔

	مصطفےٰ روزے بگورستان برفت	با جنازہٴ مردے از یاران برفت	
ترجمہ	پہنچے گورستان مین اکدن مصطفا	بہر دفن نعش یار با صفا	
	خاک را در گور او آگندہ کرد	زیر خاک آن دانہ اش را زندہ کرد	
ترجمہ	اُنکی تُربت کو گِل آگندہ کیا	خاک مین دانے کو زندہ کر دیا	

شرح۔ اِس شعر کے یا تو یہ معنے ہین کہ پیغمبرؐ نے اُسکو دفنا کر از سرِ نو زندہ کر دیا اور اپنے ہاتھہ سے مٹی دیکر اپنے صحابی کو حیات ابدی عنایت فرمائی۔ کیونکہ اَلْمُؤْمِنُوْنَ لَا یَمُوْتُوْنَ بَلْ یَنْقَلِبُوْنَ مِنْ دَارِ الْفَنَاءِ اِلٰی دَارِ الْبَقَاءِ یعنے مومن مرتے نہین بلکہ دار فنا سے دار بقا کی طرف انتقال کر جاتے ہین۔ یا یہ معنے ہین کہ اُسکو دانہ کی طرح زمین مین مدفون کر دیا اور اِس سے دیگر صحابہ پر اِس بات کا اظہار منظور تھا کہ یہ شخص حشر کے دن اِسطرح زندہ ہوگا جسطرح دانہ زمین سے اُگتا ہے۔ مگر پہلے معنے نہایت عمدہ اور بلیغ ہین۔ دانہ سے مراد دونو صورتون مین جسم ہے اِس سے آگے مولانا قدس سرہ نے اثباتِ حشر و نشر کے لیئے اشجار دنیا کو اجسام سے تشبیہ دی ہے۔ تاکہ کوتاہ نظر اور عوام اچھی طرح سمجھہ لین کہ اشجار کی طرح اجسام بھی محشر کے دن زمین سے نکلینگے۔

	این درختانند ہمچو خاکیان	دستہا بر کردہ اند از خاکدان	
ترجمہ	خاکیون کی شکل ہین یہ سارے درخت	ہاتھہ اُٹھا کر خاک سے اپنے نکست	

شرح خاکیان سے اجسام خاکی اور دستہا جمع دست بمعنے ہاتھہ سے درختون کی شاخین مراد ہین اور خاکدان بمعنے زمین ہے یعنے یہ دنیوی درخت زمین مین سے اپنے ہاتھہ (شاخین) نکالکر اشارہ کر رہے ہین کہ جسطرح ہم زمین سے نکل آئے ہین اِسیطرح حشر کے دن تمام اجسام خاکی زمینون قبرون۔ خاکستر اور راکھہ کے ڈھیرون سے ضرور نکلین گے۔ اور اللہ تعالےٰ کے روبرو حساب و کتاب کے لیے پیش ہونگے۔

	سوئے خلقان صد اشارت میکنند	وانکہ گوش ستش عبارت میکنند	
ترجمہ	جانب مخلوق اشارت کرتے ہین	کان مین نقل عبارت کرتے ہین	

شرح گوش ست کے بعد شین ضمیر لفظ آنکہ کیجانب راجع ہے اور اشارت سے اشارہ بزبان حال و زبان برگ مراد ہے یعنے تمام درخت زمین سے نکلکر زبان حال سے یہ اشارہ کر رہے ہین کہ اے غافلو ہماری طرح مرنے یا دفن ہو جانے کے بعد تم بھی ایک دن ضرور زمین سے نکلوگے دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ درختون کی

اِس اشارہ کو تو ہر کوئی سمجھ سکتا ہے لیکن ولی کامل اور اُس شخص سے جو باطنی گوش رکھتا ہے۔ تمام درخت زبان مقال سے یہی مضمون کہتے ہین۔ کیونکہ انبیا اور اولیا کے ساتھ درختون کا ہمکلام ہونا احادیث سے ثابت ہے۔ رسول اللہؐ کے ساتھ ایک درخت کا ہمکلام ہونا صحیح حدیث مین موجود ہے۔

	ازضمیر خاک مے گویند راز		بازبان سبز و با دست دراز	
	اور ضمیر خاک کا کہتے ہین راز		سب زبان رکھتے ہین اور دستِ دراز	ترجمہ

شرح۔ زبان سبز سے سبز پتے۔ اور دست دراز سے لمبی لمبی ٹہنیان اور اندرون زمین کے راز سے حشر کے دن مردونکا اُٹھنا مراد ہے یعنے درخت پتون کی زبان حال۔ اور شاخون کے ہاتھون سے حالات حشر و نشر کی طرف اشارہ کر رہے ہین۔

	غافلان آواز ایشان نشنوند		تیز گوشان راز ایشان بشنوند	
	اور غافل بے خبر آواز سے		تیز گوش آگاہ ہین اُس راز سے	ترجمہ

شرح تیز گوش۔ وُہ شخص جسکے شنوائی نہایت تیز ہو۔ یہان اِس لفظ سے عارف مرفوع الحجاب مراد ہے جو اِسی ظاہری کان سے درختون کے راز سُنتا ہے۔ اور غافلون کے روبرو اگر درخت فی الواقع بولنے لگے تب بھی اُنکو آواز سُنائی نہین دیتی۔ مطلب یہ کہ عارف درختون کے راز سے واقف ہین اور غافلون کو آواز تک نہین سُنائی دیتی

	گشتہ طاؤسان و بودہ چون غراب		ہمچو بطان سر فرو بردہ بآب	
	بنگئے طاؤس وہ جو تھے غراب		شکل بط رہ رہ کے گویا زیر آب	ترجمہ

شرح درخت بوجانے کے زمانہ مین بط کی طرح پانی کے نیچے ہوتے ہین۔ اور زمین سے نکلنے کے بعد موسم ربیع مین طاؤس کی طرح مزین اور سرسبز ہو جاتے ہین اور ربیع سے پہلے جاڑون مین خشک اور کوے کی طرح سیاہ اور بے رونق رہتے ہین۔ اِسیطرح مردے دفن ہوتے وقت گویا دانہ کی طرح زیر زمین ہوتے ہین بعدہ اُنکی ہڈیان اور گوشت پوست سب خاک مین ملکر گویا خزان آجاتی ہے اور بدن بے رونق ہو جاتا ہے مگر تمام اجسام محشر مین طاؤس کی طرح مزین یعنے کامل و صحیح و سالم ہو کر نکلنے والے ہین یعنے بدن کے اجزا جو خاک کے ذرون مین ملکر منتشر اور بظاہر لاشے یا معدوم ہو گئے ہین۔ سب جمع ہو کر اسی صورت مین اللہ تعالےٰ کے روبرو پیش ہونے والے ہین جس صورت مین مرنے سے پہلے دنیا مین موجود تھے۔ حدیث شریف مین یہ الفاظ موجود ہین۔ یُحشَرُ النّاسُ حُفَاۃً عُرَاۃً غُرلاً۔ یعنے تمام آدمی حشر کے دن ننگے پانو ننگے بدن اور غیر مختون اُٹھائے جاینگے اور قبرون سے اُسیطرح نکلینگے جسطرح مان کے پیٹ سے پیدا ہوئے تھے۔ یہانتک کہ ختنہ کی کھال اپنی جگہ چسپان ہو جائیگی۔

	درزمستان شان اگر محبوس کرد	آن غرابان را خدا طاؤس کرد
ترجمہ	گورستان مین کیا محبوس اُنہین	کردیا پہر بعد ازان طاؤس اُنہین
	درزمستان شان اگرچہ داد مرگ	زندہ شان کرد از بہار و داد برگ
ترجمہ	کردیا جاڑون مین اُنکو صید مرگ	اور بہاران مین عطا فرمائے برگ

شرح ان دونو شعرون مین اُسی گزشتہ مطلب کی توضیح ہے نیز طاؤس بمعنے مور ہے اور غراب بمعنے کوّا۔ یعنے اگرچہ جاڑون اور خزان کے موسم مین اللہ تعالےٰ درختون کو اسیر رنج خزان اور کوونکی طرح بے رونق کردیتا ہے لیکن پہر موسم بہار مین طاؤس کی طرح بارونق اور سرسبز کرکے نکالتا ہے اور اُنکی خزانی موت موسم بہار مین نئی زندگی سے بدلجاتی ہے۔ اسیطرح موت اجسام کے حق مین خزان اور حشر اُنکے لیئے بمنزلۂ بہار ہے قیامت کے دن تمام اجسام اسطرح زندہ ہوجائینگے جسطرح بہار مین سوکے ہوے درخت یا تخم سرسبز ہوجاتے ہین۔

	منکران گویند ہست این خود قدیم	این نہ بندیم بر رب کریم
ترجمہ	کہتے ہین منکر کہ یہ خود ہے قدیم	یہ نہین ہے صنعت رب کریم

شرح۔ یہان سے منکران حشر و نشر اور حکمائے ملحدین کا رد شروع ہوا ہے یعنے اہل فلاسفہ اور دہریئے یون کہتے ہین۔ کہ یہ درختون کا بو یاجانا اور سرسبز ہونا اور پہر خشک ہوجانا۔ اور پہر سبز ہوجانا اور علےٰ ہذا القیاس دیگر تمام اشیائے کائنات کا تغیر و تبدل ازلی و ابدی ہے ہر شے کے افراد انواع ازل سے ابد تک ضمن اشخاص مین باقی رہینگی یعنے زید مرگیا تو کیا ہوا اُسکے نوع یعنے انسان کے افراد مثلاً خالد و محمود و حامد وغیرہ ہمیشہ باقی رہنے والے ہین اسیطرح جانورون اور دیگر اشیا کو خیال کرنا چاہیئے یہ رہٹ ہمیشہ سے یونہی چلا آیا ہے اور ہمیشہ یونہی چلتا رہیگا نیز اُنکا مقولہ ہے کہ اشیائے کائنات کا تغیر و تبدل تغیر فصول کے باعث ہے اور چونکہ دہریئے عالم کو فانی نہین مانتے اسلیئے حشر و نشر کے بہی منکر ہین۔ مگر قرآن مجید کے بہت سی آیتین اُنکے اس قول کی تکذیب کرکے اُنپر کفر کا فتوے دیتی ہین۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَإِذَا كُنَّا تُرَابًا وَآبَاؤُنَا أَئِنَّا لَمُخْرَجُونَ یعنے کافر از راہ تعجب یہ کہتے ہین کہ کیا ہم اور ہمارے باپ دادا مٹی مین مٹی ہوکر پہر زندہ کیئے جائینگے۔ یعنے حشر ہرگز نہوگا اسلام کے علمائے ظاہر کے نزدیک ذات الٰہی کے سوا سب چیزین حادث اور مسبوق ہین۔ مگر اتنی بات ہے کہ اُسکے اسماء و صفات مسبوق بہ سبقت زمانیہ نہین ہین بلکہ متصل واقع ہین۔ نہ عین ذات ہین نہ غیر ذات۔ اور چونکہ تمام اجسام فانی ہین۔ اسلیئے اُنکا حشر و نشر اور حساب و کتاب ضرور ہے۔ اور علمائے صوفیۂ اہل اسلام کے نزدیک اللہ تعالےٰ مع اپنے اسماء حسنے کے قدیم ہے۔ اور دیگر متعلقات متصل واقع ہین۔ اور عالم اُنکے نزدیک قدیم نہین بلکہ متجدد ہے یعنے ایک شے فانی ہوکر اُسی قسم کے دوسرے نئی شے اُسکی جگہ جہان مین آجاتی ہے۔

اور فانی پر حشر و نشر اور حساب و کتاب ضروری ہے اہل فلاسفہ کی یونتو بہت سے فرقے ہین مگر تین جماعتین بڑی بڑی ہین۔ **اول** دہریون جنہین اصطلاح مین دہریہ کہتے ہین یہ لوگ صانع حقیقی اور خالق کل کے منکر ہین۔ اور عالم کو غیر فانی ولایزال اور موجود بنفسہ جانتے ہین۔ نیز نطفہ کو حیوان سے اور حیوان کو نطفہ سے ہمیشہ باقی رہنے والی چیز سمجھتے ہین اور یہ خیال کرتے ہین کہ کیفیت عالم ہمیشہ اسیطرح رہیگی جسطرح اب موجود ہے **دوم** طبیعیون۔ جو اکثر طبیعت حیوانی سے بحث کرتے ہین یہ لوگ عجائبات قدرت رب العالمین دیکھکر صانع کے تو قائل ہین۔ مگر چونکہ انکا بحث اکثر طبیعت سے ہے اسلیئے انکا یہ گمان ہے کہ قوت انسانی مزاج کے تابع ہے جب مزاج اور عنصر باطل ہوگیا تو قوت بھی باطل ہوجائیگی۔ اور چونکہ اعادۂ معدوم محال ہے اسلیئے نفس کا اعادہ سمجھ مین نہین آتا۔ اور حشر و نشر و حساب و کتاب کچھ نہین ہے۔ علے ہذا القیاس طاعت کا ثواب اور معصیت کا عذاب بھی موہوم ہے **سوم** الٰہیون۔ جو متاخرین فلاسفہ سے ہین مثلاً سقراط استاد افلاطون۔ اور افلاطون استاد ارسطاطالیس۔ جنہون نے پہلے دونو فرقون کا رد کیا ہے۔ مگر انمین بھی کفر کی بعض خصلتین موجود تہین سب سے زیادہ افسوس اسپر ہے کہ اسقدر دانا ہوکر مذکورۂ بالا تینون فرقے مرنیکے بعد حشر و نشر کے یکسان منکر ہین اور یہ کہتے ہین کہ اشیار کا تغیر و تبدل اور ہر ذی روح کی موت و حیات گردش فلک اور تغیر فصول کے باعث ہے۔ قدامت سے اسیطرح ہوتی آئی ہے ہم ان تغیرات کو خدا کی طرف منسوب نہین کرتے یعنے یہ نہین کہتے کہ خدا ایسا کرتا ہے بلکہ خود زمانہ اور اُسکی تاثیر سے یہ تغیرات ظاہر ہوتے ہین۔

	جملہ پندارند این خود دائم است	وز قدم این جملہ عالم قائم است
ترجمہ	ہے گمان سب کا کہ خود دائم ہے یہ	اور قدم سے اپنے خود قائم ہے یہ

شرح یعنے تمام حکما و فلاسفہ کا گمان یہ ہے کہ عالم بالتحقیق یا بذا۔ قدیم اور حالت قدم مین ہمیشہ قائم رہنے والا ہے۔ افلاک اپنی خاص شکلون کے ساتھ اور زمینی اشیا اپنے اجناس و انواع کے ساتھ ازلی و ابدی ہین اور اسکو نہین سمجھتے کہ عالم حادث و فانی اور متجدد الامثال ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کُلُّ شَیْءٍ ہَالِکٌ اِلَّا وَجْہَہٗ یعنے بجز ذات الٰہی دیگر تمام چیزین ہلاک اور فنا ہونے والی ہین۔

	کوری ایشان درون دوستان	حق برویانند باغ و بوستان
ترجمہ	ہین وہ اندہے اور قلب دوستان	لطف خالق سے ہے رشک بوستان

شرح کوری ایشان مبتدا ہے اور اُسکی خبر حسب قرینہ محذوف ہے یعنے کوری ایشان ثابت ست مطلب یہ کہ ان منکران حشر کا اندہاپن ظاہر ہے کیا یہ اتنا نہین سمجھتے کہ جو شے قدیم ہوتی ہے وہ تغیرات سے محفوظ رہتی ہے اور عالم چونکہ متغیر ہے اسلیئے حادث ہے اور حادث فانی ہوتا ہے اس لحاظ سے انسان بھی

فانی ہے۔ اِس فانی کو جزا و سزا کے لیئے ضرور محشر کے دن زندہ کیا جائیگا اور حقوق العباد و حقوق الہٰی کے متعلق اِس سے بیشک سوال ہوگا۔ ورنہ عدالتِ خداوندی قایم نہین رہتی۔ اِسلیئے منکرین کا اندھاپن ظاہر ہے اور اُنکے برخلاف اولیاء اللہ کے دلمین باغ معرفت کھل رہا ہے اور وہ عالم کو فانی سمجھکر مرتبۂ بقاباللہ حاصل کیے ہوے ہین۔ یا اُسکے لیئے کوشش کررہے ہین یا یہ کہین کہ اُنکے اندھےپن کے سبب اولیاء کے دِلمین اللہ نے بوستان معرفت شگفتہ کردیا ہے یعنے اُنکے باطنی عقل زائل ہوکے اولیا کے حصہ مین آگئی ہے۔ اِس صورت مین ہر مصرع اول مین از سببیہ محذوف ہے۔

	ہر گلے کاندرون بوپا بود	آن گل از اسرار کل گویا بود
ترجمہ	سچ یہ ہے باطن مین بویا ہے جو گل	ہے وہ گل گوینده اسرار کل

شرح یہان اسرار کل سے اسرار ذات مستجمع جمیع صفات کمالیہ یعنے اسرار ذات الہٰی مراد ہین مطلب یہ کہ معرفت کا پھول جو عارفون کے دِل مین شگفتہ ہوکر گلشن حقیقت کی خوشبو پھیلا رہا ہے وہ فی الواقع چپکے چپکے گویا اسرار الہٰی کہہ رہا ہے یعنے معرفت کا پھول اِس بات کی خبر دیتا ہے کہ بجز ذات الہٰی ہر شے حادث اور فانی ہے کیونکہ جبتک جمیع ماسوے اللہ کو فانی نانا جائے عرفان حاصل ہی نہین ہوتا۔ یا کل بمعنے ہر چیز ہے یعنے معرفت کا پھول اپنی خوشبو سے ہر چیز کے اسرار بیان کردیتا ہے۔ اور اِسی نے عارفون کو یہ بتا دیا ہے کہ ماسوے اللہ ہر شے حادث اور فانی ہے۔

	بوے ایشان رغم انفِ منکران	گرد عالم مے پرد پرده دران
ترجمہ	اُنکی بو برعکس قول منکران	گشت کرتی پھرتی ہے گردِ جہان

شرح۔ رغم انف لغت مین بمعنے مالیدن بینی بخاک ناک کا خاک آلودہ ہونا ہے اور مجازاً کسی کام برعکس کرنے کو کہتے ہین۔ اور اصطلاح مین بمعنے ذلت آتا ہے۔ یعنے اولیاء اللہ کے بوئے معرفت جو برعکس اعتقاد ملحدان اور باعث ذلت منکران حشر و قائلان قدم عالم ہے شکوک اور غفلت کے پردے پھاڑکر گردِ عالم تک پہنچ گئی ہے اور تمام جہان کو معلوم ہوگیا ہے کہ ذاتِ الہٰی کے سوا ہر شئے حادث اور فانی ہے اور عدالت خداوندی قایم رکھنے کے لیے مرنیکے بعد زندہ ہونے یعنے حشر و نشر کا سچے دِل سے جاننا فرض ہے

	منکران ہمچون جعل زان بوے گل	یا چو نازک مغز از بانگ دہل
ترجمہ	بنگئے کرم نجاست منکرین	یا دہل سے جسطرح اک نازنین

شرح لفظ جُعَل عربی ہے۔ ایک سیاہ رنگ اور پردار جانور کو کہتے ہین جو زنبور کا ہمشکل ہوتا ہے اور سیرگین وغیرہ بدبو کی چیزون مین رہتا ہے اور خوشبو سے بہت ایذا پاتا ہے۔ یہانتک کہ مرجاتا ہے مطلب یہ کہ علوم انبیا

واولیا کے باعث جو مانند بوے گل ہے منکرین اسطرح ہلاک ہو جاتے ہین جسطرح جُعل خوشبو پاتے ہی مرجاتا ہے یا اُنکا حال ایسا ہو جاتا ہے جیسا کہنی نازک دماغ آدمی کا کہ ڈھول کی آواز کا متحمل نہین ہوتا۔ حالانکہ حدوث عالم اور قدم ذات الٰہی کی آواز بانگ دُہل کی طرح تمام عالم مین پہنچ گئی ہے۔

خویشتن مشغول مے سازند وغرق | چشم مے دوزند از لمعان برق

ترجمہ: اپنے بیہودہ مشاغل میں ہیں غرق | دیکھ سکتے ہی نہیں لمعانِ برق

شرح یعنے منکرین اپنے آپ کو اسلیئے دنیوی احکام اور باریکیون مین مشغول رکھتے ہین۔ کہ کہین فرصت پاکر احکام اور باریکیون مین مشغول رکھتے ہین۔ کہ کہین فرصت پاکر احکام شرعیہ نہ سُن لین اور لمعان برق معنوی اور علم لدنی سے آگاہی حاصل نہ ہو جائے۔ بلکہ اُسکا مشغلہ صرف خطوط نفسانی کے لیئے ہے وُہ لمعان برق (بجلی کی چمک) یعنے علم الٰہی اور فرمان انبیا سے آنکھین چراتے ہین۔ اُنپر نظر ہی نہین ڈالتے یہی سبب ہے کہ وُہ کفر والحاد کی تاریکیون سے ایمان کی روشنی مین نہین آسکتے۔

چشم میدوزند وآنجا چشم نے | چشم آن باشد کہ بیند ما منے

ترجمہ: بند آنکھیں ہوں تو کب ہاتھ آئے امن | آنکھ وہ ہے دیکھ لے جو جائے امن

شرح۔ یعنے یہ کیون کہا کہ منکرین۔ احکام شرعیہ اور علوم معنویہ سے دانستہ چشم پوشی کرتے ہین بلکہ یون کہنا چاہیئے تہا کہ وُہ آنکھین ہی نہین رکھتے۔ کیونکہ آنکھہ تو وہی کام کی ہے جو امن یعنے نجات اور فلاح دارین کا راستہ دکہائے جو منکرین کو نصیب نہین قرآن مجید مین ہے فَاِنَّہَا لَا تَعْمَی الْاَبْصَارُ وَلٰکِنْ تَعْمَی الْقُلُوْبُ الَّتِیْ فِی الصُّدُوْرِ یعنے آنکھین اندہی نہین ہوتین۔ بلکہ دل اندہے ہو جاتے ہین۔

چون زگورستان پیمبر باز گشت | سوئے صدیقہ شد و ہمراز گشت

ترجمہ: ہوکے واپس آپ گورستان سے | حضرتِ صدّیقہ کی جانب گئے

شرح نصیحت کے بعد قصہ کی طرف رجوع ہوا ہے یعنے پیمبر صلے اللہ علیہ وسلم اپنے صحابی کو دفنا کر حضرت عائشہ صدیقہؓ پاس تشریف لائے۔

چشم صدیقہ چو بر رویش فتاد | پیش آمد دست بر وے مے نہاد

ترجمہ: عائشہ کی جب پڑی اُنپر نظر | آگے آکے ہاتھ رکھا چہرہ پر

بر عمامہ و روئے او و موئے او | بر گریبان و بر و بازوئے او

ترجمہ: اور ٹٹولا بالوں کو دستار کو | جیب و بازوئے شہ ابرار کو

شرح دو نو شعر قطعہ بند ہین۔ یعنے جب سرور کائنات اپنی صحابی کو دفنا کر گورستان سے دولتخانہ مین واپس

تشریف لائے تو حضرت عائشہ آپ کے عمامے اور چہرۂ مبارک اور بالون - اور گریبان اور بغل - اور بازو پر ہاتھہ پھیر کر یہ معلوم کرنا چاہتی تہین کہ آج مینہہ برسا ہے شاید آپ کے کپڑے بہیگ گئے ہونگے -

	گفت پیغمبر چہ میجوئی شتاب	گفت باران آمد امروز از سحاب
ترجمہ	بولے پیغمبر کہ ہے کیا جستجو	وہ یہ بولین مینہہ تہا آج اے نیک خو

شرح - لفظ شتاب پہلے گفت سے بہی متعلق ہوسکتا ہے - اور دوسرے سے بہی - یعنے یہ حالت دیکھکر یا تو پیغمبر نے جلدی سے پوچھا کہ اے عائشہ تم کس چیز کی جستجو مین ہو یا پیغمبر نے جب یہ کہا کہ اے عائشہ کیا ڈھونڈہ رہی ہو تو حضرت عائشہ نے جلدی سے جواب دیا کہ آج مینہہ برسا تہا مین یہ دیکھہ رہی ہون کہین آپ کے کپڑے نہ بہیگ گئے ہون -

	جامہایت مے بجویم در طلب	تر نمے بینم ز باران یا عجب
ترجمہ	آپکے کپڑون کو کرتی ہون طلب	کیون نہین بہیگے یہ ہے جائے عجب

شرح یہ شعر تمۂ جواب حضرت عائشہ ہے - یعنے صدیقہ نے یہ فرمایا کہ یارسول اللہ مین آپ کے کپڑون کو ٹٹول رہی ہون مگر یہ تعجب ہے کہ باوجود جستجو جامۂ مبارک کو تر نہین دیکھتی - حالانکہ آج مینہہ برس چکا ہے اسکا کیا سبب ہے کہ مینہہ برسا اور آپ کے کپڑے نہ بہیگے -

	گفت چہ بر سر فگندی از ازار	گفت کردم آن ردائے تو خمار
ترجمہ	بولے وہ کیا سر پہ ڈالا ہتا بتا	بولین یہ وہ آپ ہی کی تہی ردا

شرح - ازار بمعنے تہبند سے یہان مطلق جامہ مراد ہے اور خمار چادر یا اوڑہنی کو کہتے ہین یعنے حضرت عائشہ کے اس سوال کے جواب مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ اے عائشہ تو نے جب مینہہ دیکھا تہا تو سر پر کیا کپڑا ڈالا تہا - کیونکہ مینہہ کے وقت بہیگنے کے خوف سے آدمی کپڑا سر پر ڈال لیتا ہے -
اور یہ ظاہر ہے کہ عرب مین اُسوقت تک چہتری کا رواج نہ تہا حضرت عائشہ نے جواب دیا کہ یعنے آپ کی ردا ر چادر مبارک کو اپنی اوڑہنی بنا کر سر پہ ڈال لیا تہا -

	گفت بہر آن نمود اے پاک جیب	چشم پاکت را خدا باران غیب
ترجمہ	پہر کہا حضرت نے سُن اے پاک جیب	ہے یہ چادر منظہر باران غیب

شرح - یہ شعر تمۂ جواب رسول اللہ ہے یعنے آپ نے حضرت عائشہ سے یہ سُنکر کہ اُنہون نے مینہہ دیکھکر آپ کی چادر اپنے سر پہ ڈال لی تہی یہ فرمایا کہ اے پاکدامن بی بی اس چادر ہی کی برکت سے تجکو باران غیب معلوم ہوا ورنہ آج مینہہ نہین برسا گئمہ رسول اللہ کے فرمانے سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ کو

باران غیب چادر مبارک آنحضرت سر پر ڈالنے کے بعد معلوم ہوا اور حضرت عائشہ کا قول اسبات پر دلالت کرتا ہے کہ چادر مبارک مینہہ برسنے کے بعد سر پر ڈالی۔ کیونکہ مینہہ سے پہلے اُسکا بچاؤ کوئی نہین کرتا۔ اِسکا جواب یہ ہے کہ شاید اُسدن ابر ہو۔ اور حضرت عائشہ نے مینہہ کی آمد دیکھکر سر پر چادر ڈال لے ہو ہان یہ ضرور ہے کہ اُسدن باران آب نہ تہا۔ بلکہ باران رحمت تہا صرف منبع فیوض الٰہی اور سحاب واردات رحمانی یعنے آنسرور کی چادر کی برکت سے حضرت عائشہ کو باران غیب برستا معلوم ہوا۔ **فائدہ** یہان سے یہ بات نکلتی ہے کہ جسطرح سرورِ کائنات کی چادر کی برکت سے حضرت عائشہ کو اسرار غیب ظاہر طور پر نظر آگئے۔ اِسیطرح ہر مرشد کامل کے فیض صحبت اور برکت ارشاد و ہدایت سے اسرار معارف معلوم ہو سکتے ہین مگر دیکھنے والا چشم باطن اور نور معرفت رکھتا ہو۔ ورنہ بجز محرومی و ناکامی کچہ ہی حاصل نہو گا

	نیست آن باران ازین ابر شما	هست ابر دیگر و دیگر سما	
ترجمہ	وہ مگر اِس ابر کا باران نہین	ہے وہ ابر چرخ دیگر بالیقین	
	اینچنین باران ز ابر دیگر ست	رحمت حق در نزولش مضمر ست	
ترجمہ	ہے یہ دیگر ابر سے اے مہربان	رحمتِ حق جسمین رہتی ہے نہان	

شرح - یہ اشعار قول آنسرور کائنات بہی ہو سکتے ہین اور مقولۂ مولانا قدس سرہ بہی۔ یعنے یہ باران غیبی اِس تمہارے آسمانی ابر سے نہین برسا۔ بلکہ اِسکا ابر اور آسمان کچہ اور ہی ہے جسکے نزول مین سراسر رحمت پوشیدہ ہے بخلاف باران آبی کہ اسمین کبہی رحمت پوشیدہ ہوتی ہے اور کبہی زحمت۔ اِس باران غیب اور آسمان غیبی وغیرہ کی شرح۔ آئندہ تفسیر قول سنائی مین آنیوالی ہے۔ اور اِسیلئے مولانا قدس سرہ نے آنحضرت صلعم اور حضرت عائشہ کے سوال و جواب کو چہوڑ کر حکیم سنائی کی قول کی تفسیر لکہی ہے۔

	تفسیر قول حکیم سنائی	
ترجمہ	حکیم سنائی کے قول کی تفسیر	

آسمانہاست در ولایت جان ✽ کارفرمائے آسمان جہان ✽ در رہ روح پست و بالاہاست ✽ کوہہائے بلند و دریاہاست

ترجمہ روح کی ولایت مین ایسے آسمان ہین جو آسمان دنیا کے حاکم ہین اور روح کے رستے مین پستی و بلندی۔ اور کوہ و دریا سب موجود ہین

شرح - یہ دونو شعر حکیم سنائی کے ہین یعنے روح کی ولایت یا عالم روح مین ایسے آسمان موجود ہین جنکا تصرف آسمان دنیا پر ثابت ہے۔ بلکہ آسمان دنیا کو آسمانہائے روح کا عکس اور فرمان پذیر سمجہنا چاہئیے کیونکہ آسمانہائے روح سے عالم الٰہی مراد ہین اور اِس آسمان دنیا مین اُسیکے آثار اور شیون ظاہر ہوتے رہتے ہین نیز روح کے رستہ مین پستی اور بلندیان اور کوہ ہائے بلند اور دریا ہین۔ یعنے مراتب تعینات موجود ہین جنکے پستی مرتبۂ عالم ناسوت اور بلندی مرتبۂ

عالم لاہوت اور کوہ بلند مراتب معرفت اور دریا بحر تجلی کا استغراق ہے۔ انسان جسقدر تعلق عالم جسمانی کو کم کرتا جائے گا اُسکے بدلے مین کیفیت عالم روحانی حاصل ہوتی جائے گی۔ یہانتک کہ مرتبہ استغراق نصیب ہو جائیگا۔ چنانچہ آیندہ اشعار مین مولانا قدس سرہٗ بھی اشارہ کرتے ہین۔

بشنو از قول سنائی در رموز ‌ ‌ ‌ معنئے تا واقف آئی بر کنوز

ترجمہ: نکتہ قول سنائی سُن ضرور ‌ ‌ ‌ واقفِ معنی ہوتا اسے پُر شعور

شرح یعنے ایمخاطب ہمارے اس قول کی تائید مین کہ غیبی ابر اور معنوی آسمان کچھ اور چیز ہے حکیم سنائی کے اُس قول کے معنے سُن رکھہ جو اُسنے بیان رموز الٰہی کے متعلق کہا ہے۔ تاکہ تو باطنی خزانون کے حالات سے واقف ہو جاوے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ معنئے ناواقف مین اضافت مقلوب اور آئی بشنو پر معطوف ہو یعنے اے ناواقف معنے حکیم سنائی کا قول سن اور علم کے خزانون کی طرف آ۔

گر تو بگشائے ز باطن دیدۂ ‌ ‌ ‌ ز و و یابی سرمۂ بگزیدۂ

ترجمہ: دیدۂ باطن اگر تو پائے گا ‌ ‌ ‌ سُرمۂ نایاب ہاتھ آجائیگا

شرح یعنے اگر تو چشم باطن کھولکر دیکھے تو تجھے ایسا سرمہ (جلائے بصارت معنوی) ملجائے جسکو اولیاء اللہ کی آنکھین پسند کرتے ہین اور جسکے آنکھون مین لگانے سے اہل عرفان کو اسرار غیبی نظر آجاتے ہین۔

پیر دانا اندرین رمزے کہ گفت ‌ ‌ ‌ در حقیقت زین صدف دُرّے بسفت

ترجمہ: پیر دانا کا جو کچھ فرمان ہے ‌ ‌ ‌ در حقیقت گوہر عرفان ہے

شرح یعنے اُس عقلمند بوڑھے (حکیم سنائی) نے اس قول مین جو اُسکی زبان سے نکلا ہے فی الحقیقت اس صدف (صدف معرفت) سے نکالکر ایک بیش قیمت موتی پرو دیا ہے یعنے حکیم سنائی کا یہ قول جواہر سے تولنے کے قابل ہے

غیب را ابرے و آبے دیگرست ‌ ‌ ‌ آسمان و آفتابے دیگرست

ترجمہ: معنوی ہے ابر دیگر۔ دیگر آب ‌ ‌ ‌ آسمان دیگر ہے۔ دیگر آفتاب

شرح یعنے عالم غیب کا ابر و آب اور آسمان و آفتاب اس ظاہر ابر و آب اور آسمان و آفتاب سے جدا ہے جو خارج مین نظر آتا۔ ان چیزون کو صرف چشم حقیقت بین دیکھہ سکتی ہے۔ مثلاً معنوی ابر سائبان رحمت الٰہی ہے جو عاشقان حقیقی کے لیئے باعث راحت ہے یا لذت معاصی کی کالی گھٹا ہے جو غافلون کے دلون پر چھائی ہوی ہے اور معنوی مینہہ نیکون کے لیئے متواتر توفیق حسنات اور بدون کے لیئے پے در پے ارادۂ سیئات ہے علےٰ ہذا القیاس باطنی آسمان نیکون کے لیئے بلندی مرتبۂ عرفان ہے اور بدون کے لیئے تکبر و نخوت و خودستائی اور تعلّی اور باطنی آفتاب نیکون کے حق مین روشنضمیری اور نور عقل ہے اور بدون کے حق مین ظاہری چمک دمک اور دنیوی معاملات مین دلسوزی ہے

	نایدآن الاکہ برخاصان پدید		باقیان فی لبس من خلق جدید	
ترجمہ	خاصگان حق پہ ہوتا ہے پدید		باقیوں کو شبہ خلق جدید	

شرح یعنے ابروآب باطنی اور آسمان وآفتاب معنوی دیگر شئے ہے اور ظاہری دیگر شئے۔ معنوی ابروآب وغیرہ سوائے خاصان حق کے اور کسی پر ظاہر نہین ہوتا۔ عوام اور غیر خاصان حق اس نئی مخلوق سے شبہ مین ہین یعنے چونکہ انکو غیب کا ابر اور آفتاب وغیرہ نظر نہین آتا۔ اسلیئے اُنکے وجود مین شبہ کرتے ہین یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے افعیینا بالخلق الاول بل ہم فی لبس من خلق جدید یعنے کیا ہم مخلوق کو اول بار پیدا کرنے کے باعث تہک گئے ہین ہرگز نہین تہکے (یہ استفہام انکاری ہے) بس تو علے ہذا القیاس ہم دوبارہ پیدا کرنے سے بہی نہ تہکینگے علمائے ظاہر نے اس آیت سے حشر ونشر کا اثبات کیا ہے اور علمائے باطن نے تجدد امثال کا۔ جوکہ ہر آن مین ایک جدید مخلوق کی طرح ظاہر ہوتا ہے (تجدد امثال کی شرح مفصل طور پر پہلے گذر چکی ہے) اور مولانا نے اس آیت سے دونو مطلب ثابت کئے ہین آپ کا مدعا یہ ہے کہ عالم غیب مین جوکچہ مخلوق ہوچکا ہے یا ہوگا غافل اور منکر اُسکی نسبت شک مین ہین خواہ وہ حشر ہو یا تجدد امثال یا عالم معنوی جسمین باران وآسمان معنوی موجود ہے اور اس انکار وشک کا یہ سبب ہے کہ اُنہین چشم حقیقت بین نہین ملی۔ اسلیئے جو شئے ظاہر مین نظر نہین آتی اُسکے معنوی وجود سے بہی انکار کرتے ہین یا اُسکی نسبت شک مین پڑے ہوے ہین۔

	ہست باران از پئے پروردگی		ہست باران از پئے پژمردگی	
ترجمہ	ایک مینہہ ہے از پئے پروردگی		ایک مینہہ ہے از پئے پژمردگی	

شرح یعنے جسطرح اس باران ظاہری مین نفع اور پروردگی (پرورش نباتات) کا مادہ مخفی ہے اسیطرح ضرر اور پژمردگی (نباتات کو پژمردہ کرنے اور اُنکی جڑون کو گلادینے) کا مادہ بہی موجود ہے علے ہذا القیاس باران غیبی مین ہم دونو باتین موجود ہین معاصی جو باران غضب آلہی کے قطرے ہین باعث ضرر اور روح کو پژمردہ کرنے والے ہین۔ اور طاعات جو باران رحمت کی بوندیان ہین موجب نفع اور دلون کو پرورش کرنے والی ہین۔

	نفع باران بہاری بوالعجب		باغ را باران پائیزی چوتب	
ترجمہ	سود باران بہاری ہے عجب		اور باران خزان ہے شکل تب	

شرح پائیز بیائے معروف بروزن تا نیر۔ موسم خزان کو کہتے ہین یعنے فصل بہار کا مینہہ نہایت تعجب انگیز اور خوشگوار ہوتا ہے کہ برستے ہی تمام باغ اور جنگل سرسبز ہو جاتے ہین۔ اور ہزار ہا طرح کے پہول بوٹے شگفتہ ہوکر نمونۂ قدرت الٰہی دکہادیتے ہین۔ لیکن اسکے مقابلہ مین فصل خزان کا مینہ باغ کے لیئے ایسا ہے جیسا کہ ذی روح کے حق مین تپ یا بخار۔ کہ وہ ہی دن مین پژمردہ کردیتا ہے علٰے ہذا القیاس باران غیبی کو خیال کرنا چاہیئے۔

آن بہاری ناز پروردش کند	وین خزانی ناخوش و زردش کند
ترجمہ: اُسکو خوش کرتا ہے باران بہار	اور خزانی زرد کر دیتا ہے یار

شرح لفظ بہاری اور خزانی مین یائے نسبت ہے یعنے موسم بہار کا مینہہ باغ کو ناز پروردہ اور خوش وخرم اور فصل خزان کا ناخوش اور زرد کر دیتا ہے۔ مینہہ بصورت ظاہر ایکسان معلوم ہوتا ہے۔ مگر اسکی تاثیر الگ ہے اور اُسکی الگ

ہمچنین سرما و باد و آفتاب	بر تفاوت دان و سررشتہ بیاب
ترجمہ: ہے اُسی صورت سے سرما مینہہ باد	فرق ہے ان سب مین رکھہ نکتے کو یاد

شرح یعنے جسطرح مینہہ کی دو حالتین ہین کبھی نافع کبھی ضرر رسان اسیطرح جاڑے اور ہوا۔ اور سورج کی بھی دو حالتین ہین۔ اے مخاطب تو ان تینون کو بھی پُر تفاوت جان اور سررشتۂ مدعا کو سمجھ یعنے یہ بات بدیہی ہے کہ ان چیزون کے اثر متفاوت ہین۔ ہوا کبھی نقصان پہنچاتی ہے اور کبھی نفع علے ہذا القیاس جاڑے اور آفتاب کو سمجھنا چاہیئے نتیجہ یہ ہے کہ ان ظاہری ابر و آب و آفتاب وغیرہ کی طرح باطنی ابر و آب و آفتاب کی بھی دو حالتین ہین اسکی تشریح آیندہ شعر مین ہے

ہمچنین در غیب انواع ست این	در زیان و سود و در ربح و غبین
ترجمہ: اور اسی صورت سے ہے سُن میری جان	غیب مین ربح و غبین سود و زیان

شرح یعنے جسطرح ابر و آب و آفتاب ظاہری کی دو حالتین ہین اسیطرح باران و آفتاب غیبی وغیرہ کی حالت بھی نفع اور نقصان رسانی مین متفاوت ہے۔ مثلاً نماز و ذکر و روزہ اور تمام نیکیان باران بہاری اور باعث نفع ہے اور معصیت و شرک و کفر و کبر و نخوت اور محبت دنیائے فانی باران خریف اور باعثِ ضرر ہے نیکیون کا ابر رحمت الٰہی کا مینہہ برساتا ہے اور گناہون کی کالی گھٹاؤن سے سانپ بچھو برستے ہین۔ آفتاب تجلی رحمت دیگر شے ہے اور آفتاب تجلی غضب دیگر چیز۔ شعر مین سود بمعنے فائدہ اور غبین بمعنے غبن و خسارہ ہے۔

این دم ابدال باشد زان بہار	در دل و جان روید از وے سبزہ زار
ترجمہ: ہے دمِ ابدال اک جزو بہار	جس سے اُگتا ہے دلون مین سبزہ زار

شرح یعنے یہ ابدال اور اولیا کا دم یا کلام گویا اس بہار (باران بہاری) سے مخلوق ہوا ہے جو سراسر فائدہ مند ہے اور اسکے فیض سے طالبین کے دلمین سبزہ زار معرفت اور علم حکمت اُگتا ہے۔

فعل باران بہاری با درخت	آید از انفاس شان با نیکبخت
ترجمہ: کرتی ہے گلشن سے جو باد بہار	ہان وہ کرتا ہے دمِ مردانِ کار

شرح یعنے جو تاثیر باران بہاری کی درخت کے ساتھ ہوتی ہے وہی تاثیر اولیا کے انفاس متبرکہ سے طالب مین آجاتی

ہے بشرطیکہ طالب نیک بخت اور ازل مین صاحب نصیب ہو۔

گر درختِ خشک باشد در مکان — عیب آن از باد جان افزامدان

ترجمہ: ہو کسی گھر مین اگر سوکھا درخت — اسمین عیب باد کیا اے نیکبخت

شرح طالب کے مستعد و غیر مستعد ہونے کو تشبیہ مین بیان کیا گیا ہے یعنے اگر کسی مکان مین کوئی ایسا خشک درخت ہو کہ اسمین نشو و نما کی استعداد ہی نہ رہی ہو تو یہ درخت ہی کا عیب ہے اسمین باد جان افزا کا کچھ قصور نہین بلکہ درخت ہی مین قابلیت اور استعداد قبول باد جان افزا نہو تو ہوا کیا کر سکتی ہے۔ یہی حال طالب کا ہے۔ اگر اسمین استعداد نہین ہے تو انفاس اولیا کچھ اثر نہین کر سکتے۔

باد کار خویش کرد و بر وزید — آنکہ جانے داشت بر جانش گزید

ترجمہ: کر گئی ہے کام سب اپنا ہوا — مردۂ بے جان کی ہے کیا دوا

وانکہ جامد بود خود واقف نشد — وائے آن جانے کہ او عارف نشد

ترجمہ: اس سے جو پتھر ہے وہ واقف نہین — حیف ہے اسپر کہ جو عارف نہین

شرح یہ دونو شعر قطعہ بند اور اسی گزشتہ مضمون کی تشریح ہین وزیدن بمعنے ہوا چلنا۔ اور گزیدن بفتح کاف فارسی بمعنے ڈنک مارنا اور اثر پہنچانا مطلب یہ کہ ہوا نے اپنا کام کیا اور درختون پہ چلی اور جو درخت کہ جان لا استعداد نشو و نما رکھتا تھا اسکی جان پر اثر پہنچایا۔ یعنے سرسبز کر دیا اور جو درخت کہ پتھر کے مانند جامد (افسردہ یا ناقابل نشو و نما) تھا اسے خبر بھی نہوی۔ کہ باد جان افزا کیلئے چلی تھی۔ یہی حال طالبان معرفت کا ہے۔ صاحبان استعداد کو مرشد کامل کے انفاس متبرکہ نئی زندگی عطا فرماتے ہین۔ اور ناقابلان استعداد کسی قسم کا فائدہ نہین اٹھا سکتا۔ اسیلئے مولانا قدس سرہ نے آخر مصرع مین افسوس کرکے یہ فرمایا ہے کہ اس شخص کی حالت پر صد حیف جو مرشدان کامل کے انفاس متبرکہ سے فیضیاب ہو کر بھی عارف نہ بنا۔ نیز گزید بضم کاف فارسی بمعنے اختیار کیا بھی درست ہے

درمعنی حدیث النبی صلے اللہ علیہ وسلم اغتنموا برد الربیع فانہ یعمل بابدانکم کما یعمل باشجارکم واجتنبوا برد الخریف فانہ یعمل بابدانکم کما یعمل باشجارکم

ترجمہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کا بیان کہ موسم بہار کی ٹھنڈک کو غنیمت جانو کیونکہ یہ تمہاری بدنونکے ساتھ وہی فعل کرتی ہے جو درختون کے ساتھ اور فصل خزان کی ٹھنڈک سے بچتے رہو کیونکہ یہ تمہارے بدنون کے ساتھ وہی فعل کرتی ہے جو درختون کے ساتھ یعنے برد ربیع درختون اور بدنون کو سرسبز اور تر و تازہ کر دیتی ہے۔ اور برد خریف افسردہ

شرح۔ مطلب یہ کہ موسم بہار کی ٹھنڈک سے اپنے جسمون کو پوشیدہ نہ رکھا کرو۔ کیونکہ یہ جسطرح درختون مین نشو و نما کا مادہ پیدا کرتی ہے اسیطرح تمہارے جسمون مین خون طاقت اور تازگی و مسرت کو بڑھا دیتی ہے۔ اور فصل

خزیف کی ٹھنڈک جسطرح درختون کو پژمردہ اور زرد کردیتی ہے اسیطرح تمہارے جسمون کو افسردہ کرنے والی ہے یہ حدیث شریف کے ظاہر معنے ہین باطنی تفسیر عنقریب مولانا قدس سرہ خود بیان فرمائینگے۔ چونکہ پہلے بیان ہوچکا ہے کہ ظاہری اور معنوی جاڑے کی دو حالتین ہین اسیلئے حدیث مذکور گویا مولانا قدس سرہ کے دعوے کی روشن دلیل ہے۔

قول پیغمبر شنو اے جان من ۔۔ دور کن از خویشتن انکار وظن

ترجمہ: قول پیغمبر کا سُن لے جانِ من ۔۔ دور کردے دل سے سب انکار وظن

شرح یعنے ہم جو یہ کہہ چکے ہین کہ ہمچنین درغیب انواع است این۔ یعنے ظاہری ابر وآب وآفتاب وغیرہ کیطرح عالم غیب مین بھی یہ چیزین موجود ہین اسکی دلیل پیغمبر خدا کی حدیث ہے۔ اسکو سن۔ اور موجودات عالم غیب کا انکار یا شک اپنے دل سے دور کر۔

گفت پیغمبر ز سرمائے بہار ۔۔ تن مپوشانید یاران زینہار

ترجمہ: زندگی افزا ہے سرمائے بہار ۔۔ تن نہ ڈھانکو اس سے یارو زینہار

زانکہ با جان شما آن میکند ۔۔ کان بہاران با درختان مے کند

ترجمہ: کیونکہ یہ جانوں سے کرتی ہے وہ کام ۔۔ جو شجر سے کرتی رہتی ہے مدام

شرح یعنے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ نے فرمایا ہے کہ موسم بہار کی ٹھنڈک سے اپنے بدن نہ ڈھانکا کرو کیونکہ یہ جسمون کے ساتھ وہ کام کرتی ہے جو درختون کے ساتھ کیا کرتی ہے۔

پس غنیمت باشد آن سرمائے او ۔۔ درجہان بر عارفان وقت جو

ترجمہ: پس غنیمت ہے یہ سرمائے بہار ۔۔ عارفوں کے واسطے اے ہوشیار

شرح ضمیر او بہار کی جانب راجع ہے اور عارفان وقت جو سے عارفان الٰہی نہین بلکہ وہ لوگ مراد ہین جو ہر کام موسم کی شناخت اور وقت کے لحاظ سے کیا کرتے ہین یعنے موسم بہار کی ٹھنڈک وقت کا لحاظ رکھنے والون کے حق مین نہایت غنیمت ہے۔

در بہاران جامہ از تن بر کشید ۔۔ تن برہنہ جانب گلشن روید

ترجمہ: ان بہاروں میں برہنہ تن چلو ۔۔ تن برہنہ جانب گلشن چلو

شرح یعنے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ کے اس قول سے کہ موسم بہار کی ٹھنڈک کو غنیمت جانو یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اس موسم مین ننگے بدن باغ میں جایا کرو تاکہ صحت اور مسرت حاصل ہو۔ کیونکہ اس موسم کی ٹھنڈک جسطرح درختوں کو نشو ونما دیتی ہے۔ اسیطرح بدنوں کو تر وتازہ کردیتی ہے

	لیک بگریزید از باد خزان	کان کند کان کرد با باغ و رزان
ترجمہ	برخلاف اسکے مگر بادِ خزاں	باغ کو اور جان کو ہے نقصاں رساں

شرح یعنے پیمبر علیہ الصلوۃ نے اسکی ساتہ یہ بہی فرمایا ہے کہ موسم خزان کی ٹہنڈک سے بچتے رہا کرو کیونکہ یہ درختوں کی طرح جسمون کو بہی افسردہ کردیتی ہے۔ باغ سے مطلق درخت مراد ہین۔ اور رزان جمع رز ہے بمعنے درخت انگور

	راویان این را بظاہر بردہ اند	ہم بران صورت قناعت کردہ اند
ترجمہ	راویوں نے حمل ظاہر پر کیا	یعنے جو ظاہر تھا وہ مطلب لیا
	بیخبر بودند از سر آن گروہ	کوہ را دیدہ ندیدہ کان بکوہ
ترجمہ	بے خبر اسرار سے تھا وہ گروہ	کوہ میں جسکو نہ سوجھی کانِ کوہ

شرح یعنے راویان حدیث مذکور اور علمائے ظاہر نے اس حدیث کو ظاہری معنون پر محمول کیا ہے اور لفظ ربیع وخریف کے انہی ظاہری معنون (یعنے بہار وخزان) پر قناعت کی ہے یہ گروہ (علماے ظاہری) اس حدیث کے سر (باطنی معنے) سے بیخبر ہے اور انکی مثال ایسی ہے جیسا کہ کسی شخص کو پہاڑ تو دکھائی دیتا ہے مگر لعل وجواہر کی وہ کانین جو پہاڑمین ہوتی ہین نظر نہین آتین۔ یعنے یہ لوگ ظاہر الفاظ سے ظاہر معنے سمجہ لیتے ہین اور باطنی معنون کی طرف متوجہ نہین ہوتے چنانچہ انہون نے اس حدیث سے روح کے باطنی موسم (ربیع و خریف) کو نہین سمجہا۔ مولانا باطنی معنے آیندہ اشعار مین بیان فرماتے ہین۔

	آن خزان نزد خدا نفس و ہواست	عقل و جان عین بہارست و بقاست
ترجمہ	وہ خزان نفس و ہوا ہے۔ مردکار	اور بقا و عقل وجان عین بہار

شرح یعنے وہ معنوی برد خریف جسکا نام ہمارے نزدیک خزان ہے خدا کے نزدیک اسکا نام نفس امارہ اور ہوا (خواہش بد) ہے اور جسکو برد ربیع یا موسم بہار کہا گیا ہے معنوی دفتر مین اسکا نام عقل اور روح ہے بری خواہشون سے پرہیز کرنا اور عقل وروح سے فائدہ اٹہانا لازم ہے۔ جو شخص بری باتون سے بچنے کے لیئے عقل سے کام نہیں لیتے سو وہ جانورون کی مانند بلکہ ان سے بھی بدتر ہیں کیونکہ وہ عقل جیسی نعمت کا شکریہ ادا نہیں کرتے دوسرے مصرع مین یہ جو ارشاد ہوا ہے کہ روح وعقل عین بہار اور عین بقا ہین اسکا سبب یہ ہے کہ روح امر ربی ہے اور امر ربی بیشک ہمیشہ رہنے والا ہے اور عقل اسلیئے عین بقا ہے کہ اس سے جو کچہ افعال صادر ہونگے انکی جزا وسزا ہمیشہ باقی رہیگی نیز عقل وروح کا عین بہار ہونا خود ظاہر ہے کیونکہ بے عقل اور بے روح شے معرفت الہی حاصل نہین کرسکتے جو عین بہار ہے۔ نفس وہوا خریف اسلیئے ہے کہ انکے غلبہ کے وقت عقل و روح کے ادراکات اسطرح جلتے رہتے ہین جسطرح خریف مین پتے۔ بعض نسخون مین عین بہار کیجگہ ہمچون بہار ہے

گر ترا عقلیست جزوے در نہان	کامل العقلے بجو اندر جہان
ترجمہ عقل جزوی ہے اگر تجھین نہان	ڈھونڈ کامل عقل والے کو سیان

شرح یعنے اگر تجھے عقل جزوی دیگئی ہے (اور یہ ظاہر ہے کہ ضرور دیگئی ہے) تو جہان مین کسی کامل العقل اور مُرشد کامل کو ڈھونڈ صرف عقل جزوی کے ذریعہ سے اسرار الٰہی حاصل نہین ہوسکتے جب تک مُرشد کامل کے وسیلہ سے عقل جزوی عقل کلی نہو جائے۔

جزو تو از کلِّ او کلے شود	عقل کل بر نفس چون غُلے شود
ترجمہ جزو تیرا اُس سے ہو جائے گا کلُ	عقل کل ہے نفس کی گردن کا غُل

شرح کلّے اور غُلّے مین یائے وحدت برائے تعظیم ہے اور غُل بمعنے طوق یعنے اے مخاطب تیری عقل جزوی مُرشد کامل کے عقل کامل کے باعث عقل کل ہو جائے گی اور عقل کل ایسی چیز ہے جو نفس امّارہ کی گردن مین طوق کے مانند ہے یعنے اُسے لذائذ جسمانی اور شہوات سے روکتی ہے۔

جزو کل از کلِّ او گردد پدید	آنچنان کہ مستیٔ عقل از نبید
ترجمہ جزو ہو جائیگا کلُ ہو کر عیان	مے سے جیسے مستی عقل نہان

شرح لفظ جزو بلا اضافت ہے اور کل بمعنے کل شدہ نیز دوسرا مصرع پہلے کی مثال ہے اور نبید بمعنے شراب جسکے باعث نشہ کل ہو کر ظاہر ہوتا ہے کیونکہ شراب مین اصل شے نشہ ہے اور وہ نشہ ہی کے سبب پینے والون کو محبوب ہے۔ اگر نشہ نہو تو شراب اور پانی برابر ہے۔ بس تو معلوم ہوا کہ مرشد بادۂ عرفان ہے اُسکی مصاحبت ضرور طالب مین نشۂ توحید و معرفت پیدا کر دیگی۔ بعض نسخون مین یہ شعر نہین پایا جاتا۔ مستی عقل بمعنے نشہ ہے۔

پس بتاویل این بود کانفاس پاک	چون بہارست وحیات برگ تاک
ترجمہ بس یہ معنے ہین کہ کل انفاس پاک	ہاین بہار و زندگی برگ تاک

شرح یعنے جب یہ معلوم ہو گیا کہ عقل و روح مین بہار یا مانند بہار ہے اور یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ عقل جزئی اولیاء اللہ کے انفاس متبرکہ کے باعث عقل کل ہو جاتی ہے تو حدیث مذکور کی تاویل (باطنی معنے) یہ ہوے کہ اولیا کے انفاس پاک بردر ربیع اور ابر بہاری اور باعث زندگانی برگ تاک (قلوب طالبان حقیقت) ہین نیز اسی تقریر سے۔ بطور مفہوم مخالف یہ خود معلوم ہو گیا کہ انفاس شیطان اور نفس امّارہ فصل خریف یعنے سرما حضرت پہنچتی ہے کیونکہ تعرف الاشیاء باضدادہا۔ ہر شے اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے۔

از حدیث اولیا نرم و درشت	تن مپوشان زانکہ دینت راست پشت
ترجمہ اولیا کا ہر سخن نرم و درشت	ہے برائے دین رہناء خاص و پشت

شرح یہ تو پہلے ثابت ہو چکا ہے کہ معنوی طور پر ربیع (موسم بہار) سے عقل و جان اور برد خریف (فصل خزان) سے نفس و ہوا مراد ہے۔ اب ثابت کرنا مقصود ہے کہ برد ربیع کے لیئے بدن کو وقف کر دینے اور برد خریف سے جسم کو بچانے کے کیا معنے ہین اسلیئے ارشاد ہوتا ہے کہ اولیا اللہ کی نرم و سخت باتین بمنزلۂ برد ربیع ہین اُنکے سُننے سے بدن نہ ڈہانک بیننے پہلو تہی مکر بلکہ اُنکی بتائی ہوئی ریاضت و محنت کو غنیمت سمجھ اور مرشد کامل خواہ صفت جمالی کے ساتہ پیش آئے خواہ جلالی کے ساتہ سب کو بسر و چشم قبول کر لے۔ کیونکہ اس سے تیری روح کو صفائی حاصل ہوگی۔ اور اُنکا حکم تیرے دین کا پشت و پناہ اور محافظ بنجائے گا۔ یہان سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ نفس و ہوا بمنزلۂ برد خریف ہے اینجا طلب از اس سے اپنے بدن کو ڈہانک یعنے اعضا کو نفس امارہ اور بُری خواہشون کے احکام بجالانے سے بچا

گرم گوید سرد گوید خوش بگیر	تا ز گرم و سرد بجہی و ز سعیر
ترجمہ: گرم و سرد اُسکا ہے بالکل دلپذیر	ہے پناہ دوزخ و نار سعیر

شرح یعنے اولیاء کی گرم و سرد (سخت و نرم) باتونکو رضامندی کے ساتہ قبول کر تا کہ تو قید گرم و سرد (قید عناصر و زندان وجود عناصری) سے رہائی پا کر انجام کار سعیر (آتش دوزخ) سے نجات پا جائے۔

گرم و سردش نوبہار زندگی ست	مایۂ صدق و یقین و بندگی ست
ترجمہ: گرم و سرد اُسکا ہے جانِ زندگی	مایۂ و صدق و یقین و بندگی

شرح یعنے مرشد کامل کی نرم و سخت باتین ابر رحمت اور نوبہار زندگی اور سرمایۂ صدق و یقین و بندگی ہین جنسے امور غیب کی تصدیق اور حشر و نشر پر یقین اور خدا کی عبادت و بندگی کا سیدہا رستہ ملتا ہے۔

زانکہ زان بستان جانہا زندہ است	زان جواہر بحر دل آگندہ است
ترجمہ: باغ جان اُنکی ہوا سے زندہ ہے	موتیون سے بحر دل آگندہ ہے

شرح یعنے اگر مرشد کامل تجہپر خفا یا گرم ہو تو اُس سے رضامند رہ۔ کیونکہ نزاکت کی برد ربیع ہوتی ہے جس سے گلہائے باغ مشہور ہے۔ اسیطرح مرشد کامل گرمی و درشتی کے بعد نرمی کے ساتہ قلب کو فیوضات الٰہی سے سرسبز کر دیگا اور اُسکی باتون سے جو بمنزلۂ جواہر ہین دریائے دل پر ہو جائیگا۔ پہلے مصرع مین زان سببیہ اور کاف بیانیہ ہے اور کلمۂ زان ثانی مین اشارۂ آن مرشد کامل کے گرم و ترکی طرف ہے۔ بعض نسخون مین زان کرو ہے۔ اور مطلب دونونکا ایک ہے۔

بر دل عاقل ہزاران غم بود	گر ز باغ دل خلالے کم شود
ترجمہ: عاقلون کے دلکو گھیرین لاکھہ غم	ایک تنکا ہو جو باغ دل سے کم

شرح یعنے نیکون کے باغ دل مین علوم و معرفت الٰہی کے سیکڑون درخت لگے ہوئے ہین بایہمہ اس باغ مین سے

ایک تنکا یعنے مراتب علوم معرفت مین سے ایک ادنے مرتبہ بہی کم ہوجاتا ہے توصاحبدل کو بہت بڑا غم ہوتا ہے
بس تو اِنکا طب افسوس کہ تیرا باغ دِل بالکل اوجڑ ہے اور اسپر صد حیف کہ تو اولیا کے انفاس متبرکہ سے جو بمنزلہ
نفخۂ الٰہی اور باد جان افزا اور ابر رحمت ہے اِس باغ کے سرسبز کرنے کی کوشش نہین کرتا اور تجکو کبہی اسکا غم نہین
ہوتا کہ میرا باغ دِل ہمیشہ پامال خزان کیون رہتا ہے۔

	پرسیدن عائشہ صدیقہ کہ یا رسول اللہ باران امروزینہ چہ بود
ترجمہ	حضرت عائشہ صدیقہ کا آنحضرت سے یہ پوچہنا کہ آج مینہ برسنے مین کیا حکمت تہی

شرح باران سے وہی باران غیب مراد ہے جو حضرت عائشہ صدیقہؓ کو چادر کی برکت سے برستا معلوم ہوتا تہا
اور جسکی شرح گذر چکی ہے۔

	پس سوالش کرد صدیقہ زصدق		باخشوع و با ادب از جوش عشق	
ترجمہ	اُن سے صدیقہ نے پہر پوچہا سبب		باوداد و باخشوع و باادب	

شرح یہان سے حضرت عائشہ کے قصۂ باران غیب اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سوال وجواب کی طرف
رجوع ہوا ہے یعنے باران غیب دیکہکر حضرت عائشہ کا جوش عشق الٰہی اور بڑہگیا اور نہایت عاجزی وادب کے ساتہ
جناب رسالت مآب سے یہ سوال کیا کہ آج کے دن مینہ برسنے یعنے نزول باران غیب کا خاص سبب کیا ہے

	کای خلاصۂ ہستی و زبدۂ وجود		حکمت باران امروزی چہ بود	
ترجمہ	اور کہا اے انتخاب روزگار		آج کیوں برسا ہے یہ ابر بہار	

شرح یعنے حضرت عائشہ نے پیغمبر علیہ الصلوۃ سے یہ عرض کیا کہ اے خلاصۂ ہستی (منتخب روزگار) واے زبدۂ
وجود (پسندیدہ عالم) حضور کی چادر کی برکت سے مجہے باران غیب تو معلوم ہوگیا مگر یہ فرمایئے کہ آجکے
دن اِس مینہ برسنے مین کیا حکمت تہی۔ امروزی مین یائے معروف نسبتی اور یائے مجہول وحدت اور یائے
تحتانی کی جگہ ہائے ہوز تینون نسخے صحیح ہین

	این ز باران ہائے رحمت ہا یا		بہر تہدیدات و عدل کبریا	
ترجمہ	بارش رحمت ہے یہ لطف و عطا		یا کوئی تہدید و عدل کبریا	

شرح یہ اور آئندہ شعر تتمۂ سوال حضرت عائشہ ہین۔ یعنے یا رسول اللہ یہ فرمایئے کہ یہ مینہ اللہ تعالےٰ کے دریائے
رحمت مین سے تہا یا دریائے غضب و تہدید مین سے اور اُسکے فضل و مہر سے متعلق تہا یا غضب و قہر سے۔ کیونکہ
مینہ ظاہری ہو یا غیبی رحمت و زحمت دونون سے متعلق ہوسکتا ہے۔ چنانچہ اِسکی مفصل تشریح ابہی ابہی گزر چکی
ہے۔ نکتہ اِس شعر کے دوسرے مصرع مین۔ لفظ عدل کو تہدید پر اِسلیئے معطوف کیا ہے کہ عدل انصاف کو کہتے

ہین اور اللہ تعالےٰ اگر اپنے اور اپنے بندون کے حقوق کا انصاف کرے یہ انصاف بمنزلۂ تہدید ہے - کیونکہ بندون کے اعمال ایسے نہین ہین کہ امتحان انصاف مین پورے اُترسکین کیسا یہ مقولہ بالکل سچ ہے کہ عدل کرے تو لٹیان فضل کرے تو چہٹیان یعنے اگر اللہ تعالےٰ نے فضل کیجگہ صرف انصاف اور عدل سے کام لیا یعنے بندون کو اُنکے اعمال کے مطابق سزا دینی چاہی تو یہ سمجھیئے کہ بندے لُٹ گئے غارت ہوگئے جہنمی بنگئے کیونکہ اعمال بندگان سراسر ناقابل ہین - اور اگر اُسنے عدل کیجگہ اپنا فضل وکرم کیا تو چہٹی اور دوزخ سے بالکل نجات ہوگئی

	این از ان لطف وبہارات بود	یا ز پائیزی پر آفات بود
ترجمہ	کیا یہ تھا لطف وبہار یاب سے	یا خزان سربسر آفات سے

شرح یہ گزشتہ شعر سے قریب المعنے اور اُسکی توضیح ہے یعنے یا حضرت علیک الصلوٰۃ یہ مینہہ دریائے لطف الٰہی اور ابر بہاری (احسانات خداوندی) مین سے تہا یا ابر خزانی (قہر یزدانی) مین سے یہ پہلے ہی معلوم ہوچکا ہے کہ پائیز بمعنے فصل خزان ہے -

	گفت این از بہر تسکین غم ست	کز مصیبت بر نژاد آدم ست
ترجمہ	بولے حضرت - تھا پے تسکین غم	کیونکہ آدم نژاد ہے وقف الم

شرح یعنے آپنے حضرت عائشہ کو یہ جواب دیا کہ یہ مینہہ نہ تو تہدید اور غضب کو ساتھ لیئے ہوئے ہے - اور نہ اس سے قلوب عارفین پر افاضۂ رحمت معنوی (کمالات باطنی مقصود ہے بلکہ صرف تسکین غم کے لیئے ہے - کیونکہ مصیبت کے وقت غم کرنا ابن آدم کی خلقت مین رکہا ہوا ہے مطلب یہ کہ جو لوگ اُس مرحوم صحابی کے وفات سے مغموم تہے اُنپر اللہ تعالےٰ نے باران غیب برسایا یعنے اُنکے دل مین صبر وتسلی کو جگہ دی اور فنائے عالم کے معنے اچھی طرح ذہن نشین کردیئے جس سے اُنکے غم کی کیچڑ دہلگئی شگفتہ دل کو مسرت اور روح کو فرحت پہنچانے والے سامان (مثلاً ابر وباران یا زن وفرزند یا مال وجاہ) بندون کو عالم غیب سے اسلیئے عنایت ہوتے ہین کہ اُنکے لیئے باعث تسکین اور اُنکے غم کا نعم البدل ہوجائین اور دنیا قایم رہے کیونکہ ان چیزون سے غفلت پیدا ہوتی ہے اور غفلت باعث قیام دنیا ہے - بایں اعتبار سے اگر سالکین اور متوسط درجہ لوگون کے حق مین - ان چیزون کو ابر رحمت کہا جائے تو بالکل بجا ہوگا - ہان عوام اور اہل غفلت کے لیئے یہ سامان حرص لذات دنیوی بڑہانے اور خدا سے بالکل غافل کرنے والے ہین - چنانچہ اہل غفلت شادیون مین ناچ رنگ کو عبادت اور اسراف کو سخاوت جانتے ہین برسات آتے ہی باغون مین خلاف شرع جلسون کی تیاری ہوجاتی ہین شراب کی بوتلون کے کاک کوّون کی طرح اُچہلتے ہین - یاران جلسہ کے چہچہے اور بازاری عورتون کے قہقہے نغمہائے عندلیب کی یاد دل سے بہلا دیتے ہین امرئون مین جہولے پڑے ہین باغ مین کڑاہی چڑہ رہی ہے نگاہ سبزۂ خودرو سے اُٹھکر جب کسیکے دہانی دوپٹے

جاتی ہے تو ساون بے لطف ہے کو ہراہی ہرا سوجہتا ہے۔ اس لحاظ سے اگر ابر بہاری کو السیون کے حق مین ابر خزانی کہا جائے تو بالکل ٹہیک ہے۔ یہان سے یہ بات بہی نکلتی ہے کہ حسب مضمون شعر ہست باران از پئے پرورد گی ۔ ہست باران از پئے پژمردگی۔ یہی ظاہری مینہہ عارفون کے لیئے باران رحمت ہے اور غافلون کے لیے سرا سر زحمت

	گر بدان آتش بماندے آدمی	بس خرابی اوفتادے و کمی
ترجمہ	آتش غم مین جو رہتا آدمی	ہوتی دنیا مین خرابی و کمی

شرح - یعنے اگر آتش غم اور نار فکر و مصیبت ہی مین آدمی گرفتار رہتا تو دنیا اُجڑ جاتی۔ اور دنیوی حرص دل سے نکلجاتے حالانکہ منظور خدا یہ ہے۔ کہ دنیا جب تک اُسکی عمر ہے اسیطرح قایم رہے۔ دنیا باُمید قایم بہت ٹہیک مقولہ ہے۔ اسلیئے اللہ تعالے مصیبت کے بعد راحت اور غم کے بعد فرحت دیدیتا ہے تاکہ اہل دنیا غافل ہوکر اپنے اپنے کاروبار مین مصروف ہون۔ بعدہ تنبیہہ کے لیے پہر مصیبت آجاتی ہے اور اُسکے بعد پہر راحت ہوتی ہے۔ وعلے ہذا القیاس۔

	این جہان ویران شدے اندر زمان	حرصہا بیرون شدے از مردمان
ترجمہ	ایک لحظہ مین اُجڑ جاتا جہان	دل سے ہو جاتی برون حرص نہان

شرح پہلے شعر کی توضیح ہے۔ یعنے آدمی اگر ہمیشہ گرفتار غم اور پابند رنج و الم ہی رہتا تو سارا جہان فی الفور ویران ہو جاتا کیونکہ دنیوی حرص و اُمید ہرگز باقی نہ رہتی جو باعث قیام عالم ہے۔ اس شعر کا دوسرا مصرع پہلے کی دلیل ہے

	اُستن این عالم ایجان غفلت است	ہوشیاری این جہان را آفت است
ترجمہ	عین غفلت اس جہان کا ہے ستون	ہوشیاری اسکو کرتی ہے زبون

شرح لفظ اُستن بمعنے عمود و ستون و آلہ قیام ہے یعنے غفلت قیام دنیا کے حق مین ایسی چیز ہے جیسا چہت کے حق مین ستون اگر غفلت نہو تو نظام عالم درہم برہم ہو جائے کیونکہ تمام مخلوق شب و روز طاعات و عبادات الٰہی مین مصروف رہکر دنیا و مافیہا کو بالکل بہول جائے۔ اور خوف قیامت و ہیبت جلال آلہی سے روحین قید جسم سے فوراً نکلجا ئین۔ دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ ہوشیاری (خواب غفلت سے بیداری اور ذکر الٰہی) اس جہان دنیا کے لیئے موجب آفت ہے۔ یہی باعث ہے کہ اہل اللہ کے نزدیک بجز ذات الٰہی دنیا و مافیہا سب لاشے ہے اور وہ ہر چیز کو معدوم و فانی جانتے ہین۔

	ہوشیاری زانجہان است و چو آن	غالب آید پست گردد ایجہان
ترجمہ	ہوشیاری اس جہان کی ایسی ہے	یہ فنا ہے جب وہ غالب آتی ہے

شرح زانجہان سے عالم ملکوت اور اینجہان سے عالم دنیا مراد ہے یعنے بیداری قلب و معنوی ہوشیاری عالم

ملکوت سے نازل ہوتے ہی اور جب یہ ہوشیاری غفلت پر غالب آجاتی ہے یعنے عالم شہادت کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے تو یہ جہان اس ہوشیار آدمی کے نزدیک خراب اور لاشے ہوجاتا ہے۔

ہوشیاری آفتاب و حرص یخ — ہوشیاری آب و این عالم وسخ

ترجمہ ہوشیاری مہر ہے اور حرص برف — وہ ہے آب اور یہ ہے میل اسکے نیک طرف

شرح یعنے معنوی ہوشیاری حرص دنیا کو اسطرح فنا کر دیتی ہے جسطرح آفتاب برف کو اور پانی میل کچیل کو زایل کر دیتا ہے یخ برف وسخ میل۔ دونون مصرعون مین ہوشیاری و غفلت کو بطور تشبیہ بیان کیا ہے۔

زانجہان اندک ترشح مے رسد — تا نخیزد در جہان حرص و حسد

ترجمہ اُس جہان سے کچھ ترشح ہوتی ہے — سر بسر حرص و حسد کو کہوتی ہے

شرح اندک ترشح سے تہوڑی سی مصیبت مراد ہے یعنے عالم الٰہی سے تہوڑی سی مصیبت اسلیئے پہنچتی ہے کہ آدمی بالکل دنیا مین حرص و حسد کا ہی پابند ہو رہے۔ اور بنظر انجام یہ مصیبت ہی رحمت ہے۔ کیونکہ جب آدمی کو تہوڑا سا صدمہ پہنچ جاتا ہے تو خدا کی طرف رجوع ہو کر نیکیون مین مصروف ہوجاتا ہے۔

گر ترشح بیشتر گردد زغیب — نے ہنر ماند درین عالم نہ عیب

ترجمہ گر ترشح بیشتر ہو غیب سے — پاک ہو عالم ہنر سے عیب سے

شرح یعنے اگر مصیبت اور غضب الٰہی زیادہ نازل ہو تو دنیا مین اچہا برا کچہ نہ رہے۔ یا یہ معنے ہین کہ اگر سالک پر ترشح مصائب کثرت سے ہو اور وہ اُسکو قبول بہی کر لے۔ تو آثار بشریت سے فنا ہونے کی باعث نجات پاجائے اور عالم تمیز من و تو سے الگ ہوجائے۔ اور ہنر یعنے طلب معرفت اور عیب یعنے حجاب ظلمانی سے رہائی ہو

این ندارد حد سوئے آغاز رو — سوئے قصۂ مرد چنگی باز رو

ترجمہ ہے یہ بیحد سوئے اول کر رجوع — مرد چنگی کا ہو اپہر قصہ شروع

شرح یعنے اسرار غیبی کی کچہ انتہا نہین۔ کوئی کہانتک بیان کرے۔ اسلیئے اے مخاطب اسکو چہوڑکر پیر چنگی کا قصہ سن لے

بقیۂ قصۂ پیر چنگی در زمان عمرؓ و مخلص آن

ترجمہ پیر چنگی کے قصہ کا بقیہ جو حضرت عمرؓ کے زمانہ مین تہا۔ اور اُسکے نجات پانے کا حال

شرح پیر چنگی کی مخلصی سے بطفیل ہدایت حضرت عمرؓ اُسکا عشق ماسوائے اللہ سے نجات پانا مراد ہے جسکا مفصل بیان عنقریب آنیوالا ہے۔

مطربے کز وے جہان شد پر طرب — رستہ زاوازش خیالات عجب

ترجمہ پیر چنگی سے جہان تہا پر طرب — ہر قوا ہین سے تہے خیالات عجب

شرح خیالات عجب سے تاثیر باطنی مراد ہے جو پیر چنگی کے آواز سے لوگون کے دلون مین پیدا ہوکر انہین تپاکر دیتی

از نوائش مرغ دل پران شدے	وز صدایش ہوش جان حیران شدے
ترجمہ باعث پرواز دل اسکی نوا	ہر صدا تھی بہر جاں حیرت فزا

شرح یعنے اُسکی آواز سے مرغ دل بازوے شوق کی مدد سے آشیانۂ عشق کی طرف اُڑجاتا تہا۔ اور ہوش جان حیران و مدہوش ہوکر رہجاتا تہا۔ مطلب یہ کہ اُسکی آواز اپنے نظرتی قاعدہ کے مطابق اہل عشق کے دلون مین ذوق وشوق پیدا کردیتی تہی۔

چون برآمد روزگار و پیر شد	باز جانش از عجز پشہ گیر شد
ترجمہ ہوگیا بعد جوانی جب وہ پیر	اور باز جان مطرب پشہ گیر

شرح۔ باز مشہور شکاری جانور اور پشہ گیر کنایہ از عاجز ہے یعنے وُہ باز جو پہلے مثلاً کبوتر کا شکار کیا کرتا تہا اب مچھر پکڑنے لگا مطلب یہ کہ ضعیفی مین مطرب چنگی کی آواز اُس زور وشور کی نرہی جیسی کہ پہلے تہی۔ اب یہ حال ہوگیا گویا باز مچھر کا شکار کر رہا ہے۔ پشہ گیر اسم فاعل ترکیبی ہے لیکن اگر اسکو اسم مفعول (بمعنے گرفتار پشہ) کہا جاے تو معنے زیادہ بلیغ ہونگے یعنے ضعیفی مین پیر چنگی کی جان اِسقدر ناتوان ہوگئی کہ ایک مچھر اُسپر غالب آسکتا تہا۔ غرض کہ وُہ بڑہاپے مین اپنے جان سے عاجز ہوگیا۔

باز گرچہ پیل باشد بے گمان	پشہ اش سازد ضعیف و ناتوان
ترجمہ باز رشک پیل ہے گو بے گماں	پشہ کردیتا ہے اُسکو ناتواں

شرح یہ مقولۂ مولانا ہے لبطور پند وعبرت۔ یعنے اگرچہ عالم جوانی مین باز مست ہاتہی کی مانند سہ زور ہوتا ہے مگر بڑہاپے مین اسکو ایک مچھر مغلوب کرسکتا ہے۔ ایمخاطب اپنی جوانی اور طاقت پر نازان نہو زمانہ ہمیشہ اکیسان نہین رہتا

پشت او گردید ہمچون پشت خم	ابروان بر چشم ہمچون پاردم
ترجمہ ہوگئی پشت اُسکی شکل پشت خم	اور بہویں بڑہ بڑہ کے شکل پاردم

شرح۔ پشت خم۔ مٹکے کی پیٹہہ پاردُم گہوڑے کی دمچی۔ یعنے وُہ رسّی یا تسمہ جو دُم کے نیچے ہوتا ہے یعنے بڑہاپے مین اُس مطرب کی پیٹہہ پشت خم کی طرح جُہک گئی اور اُسکی بہوین گہوڑے کی دُمچی بنگئیں یعنے بڑہتے بڑہتے ٹیڑہی ہوگئین۔

گشت آواز لطیف و جان فزش	ناخوش و مکروہ و زشت و دلخراش
ترجمہ پہلے تھی اُسکی جو آواز لطیف	ہوگئی اب سربسر زشت وضعیف

شرح یعنے اُسکی آواز جو نہایت باریک۔ پُرلطف اور جانفزا تھی بڑھاپےمین نہایت مکروہ بھدّی اور دل کو پراگندہ کرنے والی ہوگئی یعض نسخون مین دوسرا مصرع اس طرح سے زشت درنزد کس نیرزیدے بلاش۔ یعنے اُسکی آواز ایسی بُری ہوگئی کہ اُسکو کوئی لاشئے کے بدلے مین بہی نہین خریدتا تہا۔ لاش بمعنے لاشئے۔ و ہیچ ہے

آن نواکہ رشک زہرہ آمدہ — ہمچو آواز خرے پیرے شدہ

ترجمہ: وہ نوا جو رشک زہرہ تہی کبہی — اب صدا بڈہے گدہے کی بنگئی

شرح یعنے اس مطرب کی وہ آواز جو رشک زہرہ تہی بڈہے گدہے کی آواز کے مشابہ ہوگئی۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ اَنْکَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِیْرِ یعنے آوازون مین سب سے زیادہ مکروہ گدہون کی آواز ہے اُسپر بڈہے گدہے کی آواز اور بہی بُری ہوتی ہے۔

خود کدامین خوش کہ آن ناخوش نشد — یا کدامین سقف کان مفرش نشد

ترجمہ: کون وُہ خوش تہا جو اب ناخوش نہین — کونسی چہت تہی جو اب مفرش نہین

شرح یہ بطور نصیحت مولانا کا مقولہ ہے یعنے وُہ کونسی چیز ہے جو ہمیشہ خوش رہی ہو۔ اور اُسپر کبہی ناخوشی نہ آئی ہو اور وُہ کونسی چہت ہے جو گرکر فرش زمین نہوگئی ہو۔ اِسی سے عالم کا حادث اور فانی ہونا ثابت ہے مفرش یا تو بمعنے مفروش ہے یا مصدر میمی ہے بمعنے فرش و افتادہ بر زمین۔

غیر آواز عزیزان در صدور — کہ بود عکس دم شان نفخ صور

ترجمہ: غیر آواز عزیزان حضور — عکس ہے جنکی صدا کا نفخ صور

شرح صدور یا تو جمع صدر ہے بمعنے سینہ یا مصدر ہے بمعنے ظہور۔ اور عزیز بمعنے ارجمند و مرغوب و کمیاب سے مراد دلی ہے۔ مطلب یہ کہ سب آوازین متغیر ہو جاتے ہین مگر اولیا کے آواز جو سینون مین ہے یعنے وہ نفخۂ الٰہی جسکا ذکر پہلے ہو چکا ہے اور جسکو حرف و صوت ظاہری سے کچہ علاقہ نہین یا یہہ کہ اولیاء کے آواز جو اُنکے مُنہ سے صادر اور ظاہر ہوتی ہے ہرگز متغیر نہین ہوتی۔ کیونکہ یہ ایسے پاک اور زندگی بخش آواز ہے کہ نفخ صور جس سے مردے زندہ ہونگے اسی آواز کا عکس ہے اس آواز سے قلوب مُردہ زندہ ہوتے ہین۔ اور چونکہ قلوب کا زندہ کرنا اجسام کے زندہ کرنے سے اشرف اور اعلےٰ درجہ کا ہے اسلیئے نفخ صور انکی آواز کا عکس اور اُس سے کم مرتبہ کا ہے۔

اندرونے کاندرونہا مست ازوست — نیستے کاین ہستہامان ہست ازوست

ترجمہ: یہ وُہ دل ہین جنسے سب دل مست ہین — نیست ہین ایسے کہ ہم سب ہست ہین

شرح یعنے اولیا کے قلوب ایسے قلوب ہین کہ تمام قلوب اُن سے مست بادۂ عرفان ہین اور اولیا اس قسم کے

قائم ہین کہ تمام زمانہ کی ہستیان اُنہی کی بدولت ہین۔ کیونکہ اولیا مظہر اسما وصفات ہین اور اسما وصفات کا تصرف جمیع موجودات مین ہے اسیلئے اولیا کا تصرف بھی اسیطرح کا ہے۔

کہربائے فکر ہر آواز او ۔ لذت الہام ووحی وساز او

ترجمہ: سخت دلکش اُسکی ہر آواز ہے ۔ لذت الہام ووحی وساز ہے

شرح کہربا سے مراد جذب ہے یعنے ولی اور انسان کامل کی ہر آواز فکر وعقل اور قلب انسانی کو اپنی طرف کہربا کی طرح کھینچتی ہے مصرع دوم یعنے لذّت الہام ووحی وساز او آواز پر معطوف ہے بحذف حرف عطف مطلب یہ کہ اُسکی آواز اور لذت الہام اور وحی (نکتہ اسرار) اور ساز یعنے نغمۂ آلہی سب کے سب جذب قلوب کے حق مین مانند کہربا ہین۔ یا یہ معنے ہین کہ اولیا کی آواز اور الہام ووحی اور ساز غم رُبا کی (دفع غم دنیوی) کے حق مین کہربا کا اثر رکھتی ہے اور غم ماسوے اللہ کو دلون سے کھینچ لیتی ہے بعض نسخون مین سازِ او کی جگہ رازِ او ہے۔ اسصورت مین یہ مطلب ہے کہ اولیا کی ہر آواز کہربائے فکر اور لذت الہام اور وحی اور راز الٰہی ہے۔ کیونکہ الہام وراز الٰہی کی حلاوت بلا تکلم اولیا ہرگز نہین حاصل ہو سکتی۔

چونکہ مطرب پیر تر گشت وضعیف ۔ شد ز بیکسبی رہین یک رغیف

ترجمہ: ہوگیا جب پیر جنگی ناتوان ۔ اور پھر افلاس سے محتاج نان

شرح رغیف بمعنے روٹی اور بیکسبی بمعنے بے روزگاری اور رہین بمعنے گرو یعنے وُہ مطرب بڑہاپے مین بیروزگاری اور کس مپرسی کے سبب ایک ایک ٹکڑے کو محتاج ہو گیا۔ کوئی ایک روٹی پر اُسے رہن رکھہ لیتا تو وُہ خوشی سے رہجاتا ہے۔ یہ اُسکی انتہا درجہ کی مفلسی کا بیان ہے۔

گفت عمر ومہلتم دادی بسے ۔ لطفہا کردی خدایا با خسے

ترجمہ: یہ لگا کہنے کہ یاربّ العلا ۔ عمر ومہلت تونے کی مجکو عطا

شرح آدمی کا قاعدہ ہے کہ جب سب طرف سے جواب ملجاتا ہے تو اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے چنانچہ مطرب نے مجبور ہوکر بارگاہ مجیب الدعوات مین مناجات شروع کی ہے۔ گفت کا فاعل مطرب ہے اور لفظ یارب حسب قرینہ محذوف اور لفظ خس بمعنے خاشاک وزبون وناکس ہے یعنے اے خدا تونے مجھے بہت بڑی عمر اور فرصت عنایت کی اور مجہ جیسے ایک شخص ناچیز وناکس اور عاجز پر بڑی بڑی مہربانیان کین۔

معصیت ورزیدہ ام ہفتاد سال ۔ باز نگرفتی ز من روزے نوال

ترجمہ: کی ہے مینے معصیت ہفتاد سال ۔ پھر بھی روزی تونے دی یا ذوالجلال

شرح اگر روزے بیائے مجہول ہے تو یہ معنے ہین کہ اے خدا مینے ستر برس تک گناہ کیے مگر تونے اپنی عطا و

بخشش کو واپس نہین لیا۔ اوراگر بیائے معروف ہے تو روزی نوال مین اضافت مقلوب ہے یعنے باوجود معاصی تونے عطائے روزی کو واپس نہین لیا۔

	نیست کسب امروز مہمان توام	چنگ بہر تو زنم کان توام
ترجمہ	آج ہون مفلس ترا مہمان ہون	چنگ زن تیرا ہون تیری آن ہون

شرح کسب بمعنے مزدوری ہے اور لفظ کان کہ آن سے مرکب ہے کاف تعلیلہ ہے اور آن بمعنے ملک یعنے ایخدا اب مجھے کہین سے مزدوری نہین ملتی۔ آج سے مین تیرا مہمان یعنے تجہپر متوکل ہوکر بیٹھتا ہون۔ اور فقط تیرے نام پر چنگ بجاتا ہون۔ کیونکہ مین تیرا مملوک ہون۔ مملوک جب مالک کا کام کریگا تو ضرور ہے کہ مالک اُسکے روزی کا خبرگیران رہیگا۔ اس سے پہلے جنکے لیئے مین چنگ بجاتا تھا اُنہین سی روزی ملتی تھی۔ اب محض تیرے لیئے گورستان مین بیٹھکر چنگ نوازی کرتا ہون۔ اور اسکا اُمید وار ہون کہ تو مہمان نوازی کریگا۔

	چنگ را برداشت شد اللہ جو	سوے گورستان یثرب آہ گو
ترجمہ	چنگ اُٹھاکر اُسکا طالب ہوگیا	اور گورستان یثرب کو گیا

شرح۔ یہان سے مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے۔ اور اللہ جو بمعنے طالب خدا و متوکل علے اللہ ہے۔ یعنے خدا سے مناجات کرکے پیر چنگی نے اپنا چنگ اُٹھایا اور طالب خدا بنکر آہین کرتا ہوا گورستان یثرب (مدینہ منورہ) کیطرف چلا گیا

	گفت خواہم از حق ابریشم بہا	کو بہ نیکوی پذیرد قلبہا
ترجمہ	اور کہا ہون طالب ریشم بہا	یعنے حق دیتا ہے بد لیکر بھلا

شرح ابریشم بہا بمعنے قیمت ابریشم۔ اس سے معلوم ہوا کہ چنگ مین ریشم کے تار بھی ہوتے ہین یعنے پیر چنگی نے گورستان مین پہنچکر اپنے دل سے یہ کہا کہ مین چنگ بجاکر۔ اللہ تعالے سے صرف ریشم کے قیمت طلب کرونگا اور اگرچہ میرے یہ طلب خلاف شریعت ہے مگر اللہ تعالے کبھی کبھی قلب یعنے کھوٹی چیز کو بھی اپنے لطف سے قبول کرلیتا ہے۔ اور بدلے مین کھرا مال عنایت فرمادیا ہے۔

	چنگ زد بسیار و گریان سر نہاد	چنگ بالین کرد و بر گورے فتاد
ترجمہ	چنگ شدت سے بجایا ہوکے زار	گر پڑا اک قبر پر انجام کار

شرح یعنے پیر چنگی نے گورستان مین پہنچکر اول تو بہت دیر تک چنگ بجایا۔ اور پھر بحالت گریہ وزاری چنگ کو تکیہ کو بناکر اسپر سر رکھلیا اور ایک قبر پر گر پڑا اور اسی عالم مین اُسے نیند آگئی روتے روتے سوگیا۔

	خواب بردش مرغ جانش از حبس رست	چنگ و چنگی را رہا کرد و بجست
ترجمہ	آگئی نیند اور اُسکا مرغ جان	اُڑ گیا سوے فراز لامکان

شرح یعنے جبکہ پیر چنگی کو نیند آگئی تو اُسکا مرغ روح قید جسم عارضی سے رہا ہوگیا اور چنگ و چنگی آلۂ طرب و مطرب دونونکو عالم دنیامین چھوڑ گیا۔

	گشت آزاد از تن و رنج جہان	در جہان سادہ و صحرائے جان
ترجمہ	چلا یا سب چھوڑ کر رنج جہان	اِس جہان سے جانب صحرائے جان

شرح یہ اُسی گذشتہ شعر کی توضیح ہے۔ یعنے پیر چنگی نیند کے سبب ہر قسم کے رنج و تعب سے چھٹکر صحرائے جان یعنے عالم ارواح مین چلا گیا جو سر بسر عالم راحت ہے کیونکہ النوم اُخت الموت والموت راحۃ المومن نیند موت کی بہن ہے اور موت مومن کے لیے راحت رسان مطلب یہ کہ مطرب کو نیند نے عالم دنیا سے فارغ کر دیا اور اُسے خواب مین عجائبات عالم ارواح نظر آئے چنانچہ آیندہ شعر اِنہین معنون کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔

	جان او آنجا سرایان ماجرا	کاندرینجا گر بماندے مرا
ترجمہ	روح کہتی تہی کہ رب العالمین ر	کاش مجکو کچہ جگہ ملتی یہین
	خوش بدے جانم ازین باغ و بہار	مست این صحرائے غیب و لالہ زار
ترجمہ	دیکہتی رہتی ہمیشہ یہ بہار	مست رہتی دیکہکر یہ لالہ زار

شرح یہ دو شعر قطعہ بند ہین اور لفظ ماندے بمعنے گزاشتندے وجا دادندے ہے یعنے پیر چنگی کی روح حسرت یا عجائبات عالم ارواح کو خواب مین دیکہکر یہ راگ لائی یعنے یہ کہنے لگی کہ اگر کارکنان قضا و قدر مجھے یہین چھوڑ دیتے اور اس ۔ ان کو تہوڑی سی جگہ یہین دیدیتے تو مین ہمیشہ اس باغ و بہار کی سیر سے نہایت خوش اور اِس صحرائے غیب کی فضا اور لالہ زار معنوی کے نظارہ سے مدام سرمست شادمانی رہتی بعض نسخون مین مست این صحرا و غیبی لالہ زار ہے اور مطلب دونونکا ایک ہے۔

	بے پر و بے پا سفر مے کردمے	بے لب و دندان شکر میخوردمے
ترجمہ	کرتی رہتی بے سر و بے پا سفر	کہاتی رہتی بے لب و دندان شکر

شرح یعنے مطرب عالم خواب مین یہ کہتا ہے کہ اگر مجکو عالم ارواح مین جگہ ملجاتی تو بے پر و بے پا سفر کرتا۔ اور بے لب و دندان شکر کہاتا پہرتا یعنے قید جسم سے آزاد ہوکر روحانی لذتین حاصل کرتا رہتا۔ کیونکہ معنوی سیر کے لیے نہ پر کی ضرورت ہے نہ پانوکی۔ اور باطنی شکر خوری نہ لب پر موقوف ہے نہ دندان پر۔ چنانچہ فرشتونکی سیر روحانی ہونے کے باعث بلا پر و پائے جسمی ہے

	ذکر و فکرے فارغ از رنج و دماغ	کردمے باساکنان چرخ لاغ
ترجمہ	ذکر کرتی رہتی بے رنج دماغ	اور کرتی آسمان والون سے لاغ

شرح لاغ بمعنے ہزل وانبساط ہے اور باساکنان چرخ ا سارا جملہ ذکر وفکر پر معطوف ہے بحذف حرف عطف ۔ اور فارغ از رنج و دماغ ذکر وفکر سے جملہ حالیہ واقع ہوا ہے اور فکرے مین یائے وحدت ہے یعنے مطرب خواب مین اس بات کی تمنا کر رہا ہے کہ اگر مجکو عالم ارواح مین جگہ دیجاتی تو مین ذکر وفکر اور ساکنان چرخ کے سانہ ہزل وانبساط کرتا ۔ درانحالیکہ میرا ذکر وفکر رنج ومحنت اُٹھانے اور میرا ہزل وانبساط دماغی مشقت سے خالی ہوتا ۔ کیونکہ عالم ارواح کے کاد بار رنج ومحنت اور دماغی مشقت سے کچھ تعلق نہین رکھتے ۔ بعض نسخون مین ذکر فکری بلا عطف وبیائے نسبت و رنجِ دماغ بالاضافت ہے اسصورت مین ذکرِ فکری سے ذکر روحی مراد ہے جو بلا رنج دماغ محض روح کا فعل ہے اور باقی ترکیب اور مطلب شعر حسب سابق ہے ۔

	چشم بستہ عالمے مے دیدمے	وَرد و ریحان بے کفے مے چیدمے
ترجمہ	چشم بستہ دیکھتی مین اک جہان	پہول چنتی بے کف دست عیان

شرح یعنے کاش مین آنکھین بند کرکے بلا احتیاج چشم سارے عالم کو دیکھتا ۔ اور بلا احتیاج کف ودست عالم ارواح کے گل وریحان چنتا ۔ کیونکہ عالم ارواح دنیوی اجسام یا دست لب و دندان اور آنکہ کان سے بالکل منزہ ہے اور گل وریحان چُننے سے حصول کیفیت عالم معنوی مراد ہے اور یہ شعر بہی عالم خواب مین مطرب کا قول اور اُسکی تمنا کا بیان ہے ۔

	مرغ آبی غرقِ دریائے عسل	عین ایوبی شراب و مغتسل
ترجمہ	مرغ تہا اک غرق دریائے عسل	چشمۂ ایوب تہا وُہ مغتسل

شرح یہ شعر مولانا قدس سرہ کا مقولہ ہے یعنے مطرب کا مُرغ روح جو آبی ۔ یعنے ازلی استعداد کے سبب غرق بحر فیوضات الٰہی تہا ۔ اسوقت غرق دریائے شہد معرفت ہو گیا ۔ یعنے مطرب کی لذت روحانی پہلے سے زیادہ بڑہ گئی اور یہ دریائے عسل گویا چشمۂ ایوبی تہا جو شراب یعنے شربت بہی تہا اور غسل کا پانی بہی یعنے شربًا وغسلًا مزیل امراض خارجی و باطنی تہا ۔ حضرت ایوب اثر مسِ شیطان سے جسمی امراض مین مبتلا کیے گئے تہے یہانتک کہ اندر باہر تمام جسم سے پیپ نکلتی تہی ۔ مگر دل پر شیطان کا قبضہ نہ تہا ۔ کیونکہ شیطان انبیا کے دلکو مس نہین کرسکتا ۔ جب مدّتِ امتحان الٰہی پوری ہوگئی اور آپنے صبر واستقلال کے ساتہ مصیبت کو جہیلا اور یہ دعا کی کہ ربِّ اَنّی مَسَّنِیَ الشَّیْطَانُ بِنُصْبٍ وَعَذَابٍ یعنے اے رب مجکو مس شیطان کے سبب یہ رنج اور یہ تکلیف پہنچی ہے تو میری حالت پر رحم فرما ۔ تو اللہ تعالٰے نے حکم دیا کہ اُرْکُضْ بِرِجْلِکَ ھٰذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ ۔ یعنے اے ایوب ہمنے تیری دعا قبول کرلی ۔ تو زمین پر پاؤن مار ۔ یہان سے ٹہنڈے پانی کا ایک ایسا چشمہ نکلیگا جو غسل کے لایق اور پینے کے قابل ہے ۔ چنانچہ حضرت کے پاؤن مارتے ہی چشمہ نکل آیا ۔ اور آپ کو اسمین غسل کرنے اور اسکا

پانی پینے سے کامل شفا حاصل ہوگئی - یہ شعر اسی آیت کا اقتباس ہے اور مطلب یہ ہے کہ مطرب کی روح غرق دریائے
شہد معرفت ہوکر اور چشمۂ عرفان الہی کا پانی پیکر تمام جسمانی ونفسانی بیماریون اور ظاہری و باطنی مرضون سے شفا پا
اور پاک ہوگئی مغتسل صیغہ اسم مفعول ہے بمعنے ظرف -

	که بد وا ایوب از پا تا بفرق	پاک شد از رنجہا چون نور شرق
ترجمہ	حضرت ایوب پا سے تا بفرق	ہوگئے جسمین نہا کر نور شرق

شرح یعنے اللہ تعالےٰ نے حضرت ایوب کے پانو مارنے سے اُنکے زیر قدم ایسا چشمہ پیدا کردیا تہا کہ وہ
اُسمین نہا کر سر سے پانو تک تمام بیماریون سے پاک ہوکر نور شرق (آفتاب یا نور سحر) کی طرح نکہر گئے - اسیطرح
مطرب چشمۂ معرفت مین غوطہ لگا کر اندرونی بیماریون سے پاک ہوگیا نکتہ مطرب کی نسبت چشمہ سے مراد توبہ
اور رجوع الی اللہ ہے جو مزیل امراض معاصی ہے - کیونکہ التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ وصار کیوم ولدتہ
اُمّہ یعنے کسی گناہ سے توبہ کرنے والے کی مثال ایسی ہے گویا اُسنے کوئی گناہ ہی نہین کیا - اور وہ ایسا ہوجاتا
ہے کہ گویا اپنے مان کے پیٹ سے آج ہی پیدا ہوا ہے -

	گر بود این چرخ دہ چندیکہ ہست	نیست نزد آنجہان جز تنگ و پست
ترجمہ	ہو اگر وہ چند یہ چرخ بلند	روبرو اسکے ہے پست و مستمند

شرح یہ اور آیندہ شعر مقولۂ مولانا قدس سرہ ہے یعنے اگر یہ آسمان دنیا اپنی موجودہ حالت سے دس حصے
زیادہ بڑہ جائے تب بھی آنجہان (عالم ارواح) کی فراخی کے مقابلہ مین سر بسر تنگ اور سراسر پست ہے
کیونکہ عالم ارواح کی فراخی غیر متناہی ہے -

	مثنوی در حجم گر بودے چو چرخ	در نگنجیدے درین آن نیم برخ
ترجمہ	مثنوی کا حجم اگر ہوجائے چرخ	سرّ وحدت کب سمائے نیم برخ

شرح حجم - بر وزن بزم بمعنے سطبری وجسامت و برخ بر وزن چرخ بمعنے پارۂ چیز ہے - مولانا فرماتے ہین کہ
اگر یہ مثنوی معنوی بالفرض جسامت مین چرخ کے برابر ہوتی تب بھی اسمین اسرار معنوی نہ سما سکتے اور پورے
اسرار کیا معنے انکا ایک چہوٹے سے چہوٹا حصہ بھی درج نہو سکتا - اسکا سبب یہ ہے کہ اسرار الہی بے انتہا ہین
قلم اُنکے لکہنے کی طاقت اور دفتر اپنے اندر اُنکی گنجایش نہین رکہتا -

	کان زمین و آسمان بس فراخ	کرد از تنگی دلم را شاخ شاخ
ترجمہ	یہ زمین و آسمان ہین گو فراخ	انکی تنگی سے جگر ہے شاخ شاخ

شرح یہان سے پہر مطرب کا مقولہ شروع ہوا ہے اور یہ شعر ورد در یہان بے کہنے نے جید مے سے متعلق

اور مضمون سابق کی دلیل اور تتمۂ خواب ہے۔ یعنے مطرب عالم ارواح کے فراخی دیکھکر اور اُسکے نظارہ سے فیض یاب ہوکر یہ کہتاہے کہ اُس ظاہری زمین وآسمان نے جو عالم دنیامین تہا باوجود اس فراخی کے میرے دل کو پارہ پارہ کردیاہے۔کیونکہ اسرار عالمِ الٰہی عالم ظاہری مین نہین سما سکتے۔ اس ضیق کے باعث میرا سینہ اور دل چاک چاک ہوگیاہے۔

	وین جہانے کاندرین خواب نمود	از گشایش پر وبالم را گشود
ترجمہ	یہ جہان جو خواب مین آیا نظر	روح کے کہولے ہین اسنے بال وپر

شرح - یہ شعر بہی اُسی مطرب کا مقولہ ہے جو یہ کہتاہے کہ وہ عالم جو خواب مین ظاہر ہواہے اسنے اپنی کشایش کے سبب میرے عقل وروح کے پر وبازو کو کہولدیاہے جو قیود دنیوی سے وابستہ اور زندان محبت دنیا مین پہنسی ہوی تہی۔ فالحمد اب یعنے اس جہان زندان نما کی قید سے نجات پائی۔

	اینجہان وراہش ار پیدا بدے	کم کسے یک لحظہ در آنجا بدے
ترجمہ	اس جہان کی راہ گر ہوتی عیان	دم نہ لیتا ایک دم کوئی وہان

شرح - اُسی مطرب کا قول ہے اینجہان سے عالم معنے اور آنجا سے عالم دنیا مراد ہے یعنے مطرب عالم خواب مین کہہ رہاہے کہ اگر یہ جہان (عالم ارواح وعالم باطن) اور اس جہان تک پہنچ جانے کا رستہ معلوم ہوجاتا تو کوئی شخص ایک لحظہ بہی عالم دنیامین نہ ٹہیرتا۔ کیونکہ عالم معنوی نہایت وسیع اور اُسکی زندگی نہایت مسرتناک ہے۔ کیونکہ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

	مُول مُولے میزد آنجا جان او	در فضائے رحمت واحسان او
ترجمہ	جان اُسکی کہہ رہی تہی باش باش	کر فضائے رحمت واحسان تلاش

شرح - مُول بالضم بمعنے معشوقِ زن وحرام زادہ وزنا ست ودرنگ وتاخیر وبمعنے تو بہ وناز وغمزہ وصیغۂ امر بمعنے باش وتوقف کن یہان سب سے پچہلے معنے مراد ہین۔ مُول مُول تاکید کے لیئے مکرر لایا گیاہے ثانی لفظ مُولے مین یائے وحدت زائد ہے۔ اور یہان سے مقولہ مولانا قدس سرہ شروع ہواہے مطلب یہ ہے کہ فضائے رحمت الٰہی (وسعت عالم ارواح) اور اُسکے احسانات دیکہکر مطرب کی روح عالم غیب مین اُسکو یہ خطاب کررہی تہی کہ اینجا باش اینجا باش - یعنے اے شخص اِسی عالم ارواح مین ٹہیر جا اور یہین ڈیرے ڈالدے تیرا اصل مسکن یا وطن اصلی یہی ہے۔

	امر مے آمد کہ ہین طامع مشو	چون زپایت خار بیرون شد برو
ترجمہ	حکم آتا تہا اُدہر سے مرد دین	پانو سے کانٹا ہے باہر چل کہین

شرح یعنے مطرب کی روح تو اُس سے یہ کہتی تہی کہ اے شخص یہین رہ پڑ۔ اِسی جگہ گہر بنالے اور عالمِ غیب سے یہ حکم آتا تہا کہ خبردار۔ بلا حصول مرتبۂ مرگ اختیاری (فنافی الذات) عالم بقامین قیام کرنے کی ہرگز طمع نہ کر۔ البتہ تیری روح کے پانوسے چونکہ گناہون کی لذت اور محبت ماسوے اللہ کا کانٹا نکل گیا ہے اِسلیئے آیندہ عالمِ بقا تک پرواز کرجانا تجہپر آسان ہوجائے گا بالفعل یہان سے باہر نکلجا۔ اور دنیا مین رہکر مرگ اختیاری کا شکار ہو اُسوقت ہم خود تجہے عالم بقا کی طرف کہیچ لین گے **نکتہ** اِسمین یہ اشارہ ہے کہ اے طالبان حقیقت بلاحصول مرتبۂ موتوا قبل ان تموتوا عالم معنے تک رسائی ناممکن ہے کیونکہ عالم معنی اُنہین لوگونکا مسکن ہے جو مرنیسے پہلے مرچکے ہین

درخواب گفتن ہاتف مرعمر راکہ چندین زر از بیت المال بآن مرد ہ کہ در گورستان خفتہ است

ترجمہ خواب مین حضرت عمرؓ سے ہاتف کا یہ کہنا کہ بیت المال مین سے اسقدر سونا اُس آدمی کو دیدو جو گورستان مین پڑا سورہا ہے

شرح ہاتف بمعنے آواز دینے والا مشتق از ہتف بمعنے آواز دینا۔ اصطلاح مین ہاتف اُس فرشتے کو کہتے ہین جو عالم غیب سے دلمین آواز دے مطلب یہ کہ چونکہ مطرب خواب مین عالم معنوی کی سیر کرکے اپنے ازلی استعداد کے باعث مکرّم اور تارک الدنیا ہوگیا تہا۔ اِسلیئے خدا نے غیب سے اُسکی مدد کا سامان مہیا کردیا کہ حضرت عمرؓ نے جو اُس زمانہ مین خلیفہ تہے اُسکے متعلق خواب دیکہا اور گورستان مین پہنچکر دینار اُسکے حوالے کیئے اور اپنے ارشادات کی برکت سے اُسے صاحب نسبت اور بالکل اللہ والا بنا دیا۔ چنانچہ آیندہ سے یہی قصہ شروع ہوتا ہے۔

آن زمان حق برعمر خوابے گماشت	تاکہ خویش از خواب نتوانست داشت
ترجمہ ہوگئے اُسدم عمر مغلوب خواب	کردیا جسنے اُنہین بے صبر و تاب

شرح یعنے جسوقت کہ پیرچنگی خواب مین عالم ارواح کے سیر کررہا تہا اُسیوقت اللہ تعالے نے حضرت عمرؓ پر بہی ایک ایسا خواب مسلط کیا کہ اپنے آپکو سنبہال نہ سکے۔ اور سوتے ہی بن آئی۔ اور یہ فطرتی قاعدہ ہے کہ غلبہ خواب کے وقت آدمی بے قابو ہوجاتا ہے۔

در عجب اُفتاد کاین معہود نیست	این ز غیب اُفتاد بے مقصود نیست
ترجمہ دلمین کہتے تہے یہ کب معہود ہے	اِسمین ہے کچہ راز کچہ مقصود ہے

شرح یعنے حضرت عمرؓ کو اِس طرح کے غلبۂ خواب سے تعجب ہوا کیونکہ ایسا خواب آپ کی مقررہ عادت کے خلاف تہا۔ اللہ والون کو نیند بہت کم آیا کرتی ہے اِس خلاف عادت خواب سے آپنے سمجہ لیا کہ یہ عالم غیب کیطرف سے ہے

سر نہاد و خواب بردش خواب دید	کامدش از حق ندا جانش شنید
ترجمہ نیند مین دیکہا تماشا خواب کا	یعنے آئی حق کی جانب سے ندا

شرح پہلا خواب بمعنے نیند ہے اور دوسرا بمعنے رؤیا یعنے وہ کیفیت جو روح کو نیند مین نظر آتی ہے یعنے حضرت عمرؓ سر رکہکر سو رہے اور ایک خواب دیکہا یعنے اللہ تعالے کی طرف سے خواب مین ایک ندا آئی جسکو انکی روح نے سُنا مطلب یہ کہ آپ کو خواب مین ہاتف غیبی نے آواز دی کہ اے عمرؓ تم ہمارے ایک خاص بندے کو جو گورستان مین پڑا سو رہا ہے بیت المال مین سے سات سو دینار خود جاکر دے آؤ۔ چنانچہ آئندہ یہ قصہ مفصل طور پر آنیوالا ہے اور اگلے شعر سے مولانا قدس سرہ ندائے غیبی کی تعریف بیان فرماتے ہین

	آن ندائے کاصل ہر بانگ و نواست	خود ندا آنست واین باقی صداست
ترجمہ	وہ ندا ہے اصل ہر بانگ و نوا	ہے ندا وہ اور باقی ہے صدا

شرح یعنے حضرت عمرؓ کے گوش روح مین وہ ندا آئی جو ہر بانگ و نوا کی اصل اور حقیقی ندا ہے اور دیگر آوازین اسکا عکس ہین (یعنے الہام روحی) اُسکے سوا اور تمام آوازین صدا ہین۔ جوہری نے اپنی صحاح مین لکہا ہے الصدا ہو الذی یجیبک بمثل صوتک فی الجبال۔ یعنے صدا وہ آواز ہے جو مثلاً پہاڑون مین سے کسیکے آواز کے جواب مین پلٹ کر آتی ہے اور جسکو گنبد کی صدا کہتے ہین۔ اس سے مولانا قدس سرہ کا یہ مطلب ہے کہ متکلم حقیقی اللہ تعالے ہے اور باقی آوازین یا لوگون کے کلام اُسکا عکس ہین جب اللہ تعالے اپنی صفت تکلم کے ساتہ تجلی کرتا ہے تو موجودات مین قوت کلام پیدا ہوجاتی ہے حسب مضمون السنة الخلق اقلام الحق۔ یعنے مخلوق کی زبانین گویا خدا کے قلم ہین جسطرح قلم بلا امداد کاتب کوئی حرف نہین لکہہ سکتا۔ اسیطرح مخلوق کی زبانین بلا تائید ربانی ایک حرف نہین بول سکتین۔

	ترک و کرد و پارسی گو و عرب	فہم کردہ آن ندا بے گوش و لب
ترجمہ	ترک ہو یا پارسی گو یا عرب	سب نے سمجھی وہ ندا بے گوش و لب

شرح یعنے قوم ترک اور کرد اور فارس والون اور اہل حجاز مطلب یہ کہ تمام عرب و عجم نے بلا گوش خود و بلا لب متکلم ندائے الٰہی (خطاب الست بربکم) کو سُن لیا ہے اور اُسکے معنے سمجہ لیئے ہین حالانکہ اس سُننے کو حواس ظاہری یعنے کان سے کچہ علاقہ اور متکلم یعنے اللہ تعالے کو آلۂ نطق ظاہری یعنے لب سے کچہ سروکار نہ تہا۔ اگر مخلوق اس خطاب کو نہ سنتی۔ تو اپنے رب کو کسیطرح نہ پہچان سکتے۔ آیت الست بربکم قالوا بلےٰ کی معنے پہلے بہی بیان ہوچکے ہین۔ یعنے جب اللہ تعالے نے بروز میثاق تمام روحون کو اپنے سامنے بلاکر یہ فرمایا کہ الست بربکم کیا مین تمہارا رب نہین ہون تو سب نے متفق ہوکر لفظ بلےٰ کہا یعنے یہ جواب دیا کہ ہان بیشک تو ہمارا رب ہے۔ یہ بہی ممکن ہے کہ ندا سے مراد کلمۂ کُن ہے۔ اور یہ ایسا امر ہے جسکو تمام ذی روح یکسان سُنتے ہین اور فوراً ارشاد الٰہی کو بجالاتے ہین چنانچہ آئندہ اشعار انہین مضمون کی طرف اشارہ

کرتے ہین۔ آیندہ شعر مین اسی مضمون کو ترقی دی گئی ہے۔

خود چه جای ترک و تاجیک است و زنگ — فهم کردست آن ندا را چوب و سنگ

ترجمہ: ماسوائے ترک و تاجیک و زنگ — اُس ندا کو جانتے ہین چوب و سنگ

شرح: زنگ بمعنے زنگی و حبشی اور تاجیک عرب زادہ جو عجم مین بڑا ہوا ہو۔ اور وُہ قوم جو عربی نہو۔ ترکی لغات مین اہل فارس کو تاجیک لکھا ہے۔ نیز تاجیک ایک ولایت کا نام ہے یعنے فہم ندائے الست بربکم یا آواز کلمۂ کُن کچھ ذی روح ترک و زنگ و عرب و فارس وغیرہ) پر ہی منحصر نہین بلکہ غیر ذی روح (نباتات و جمادات) نے بھی اس ندا کو سُنا ہے، اور ہر وقت سُنتے رہتے ہین۔ کیونکہ جمادات وغیرہ کا مطیع حکم الٰہی ہونا۔ اور وجود مین آجانا خود اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اُنہون نے ضرور خطاب اَلَستُ بِرَبِّکُم اور ندائے کلمۂ کُن کو سُنا ہے اگر جمادات وغیرہ خدائے واحد کو اپنا رب نمانتے یا خطاب کلمۂ کن نہ سُنتے تو ہرگز وجود حاصل نہ کر سکتے۔

هر دمی از وی همی آید الست — جوهر و اعراض میگردند هست

ترجمہ: آتی ہے ہر لحظہ آواز الست — جوہر و اعراض سب کہتے ہین ہست

شرح۔ یعنے الخطاب خطاب اَلَستُ بِرَبِّکُم عشاق عارفین کے گوش دل سے ابتک منقطع نہین ہوا۔ کیونکہ وُہ جمیع مصنوعات الٰہی سے جو متحد الامثال ہین اس خطاب کے معنے سمجھ لیتے ہین۔ اور یہ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر دم تمام جوہر و اعراض کی طرف خطاب اَلَستُ آتا ہے اور یہ تمام اُسکے جواب مین ہست کہتے ہین یعنے اُنکا موجود ہو جانا۔ بلےٰ یا ہست کہنے کے برابر ہے بعض نسخون مین میگردند مست ہے یعنے تمام جوہر و اعراض ندائے الٰہی کو سُنکر سرمست بادۂ توحید ہو جاتے ہین اور خلعت وجود پہنکر زبان حال سے اُسکی وحدت کا اظہار کرتے ہین۔ نیز بعض نسخون مین میگردند ہست دیکھا گیا ہے یعنے خدا کی طرف سے ہر دم ندائے اَلَستُ آتی ہے اور تمام جوہر و اعراض اسی ندا کو سُنکر ہست ہو جاتے ہین۔ اِس سے معلوم ہوا کہ ندائے غیبی کو ذی روح و غیر ذی روح سب سُنتے ہین اور اُسکے معنے سمجھکر ارشاد خداوندی بجالاتے ہین۔

فائدہ جوہر و عرض کے معنے پہلے حصہ مین بیان ہو چکے ہین۔ جوہر وُہ شے ہے جو بذات خود قائم ہو اور عرض وُہ جسکا قیام بواسطہ غیر ہو مثلاً کپڑا اور اُسکا رنگ اور جمیع اشیائے کائنات یا جوہر ہین یا عرض اسلئے اس شعر مین جوہر و عرض سے جمیع کائنات مراد ہے

گر نمی آید بلی زایشان ولی — آمدن شان از عدم باشد بلی

ترجمہ: گو زبان سے خود نہین کہتے بلےٰ — اُنکا ہونا ہی بلےٰ ہے بے خفا

شرح لطف بلے امالۂ بلیٰ ہے اور اگر بمعنے اگرچہ یعنے جوہر و اعراض اور جمادات و نباتات وغیرہ کی زبان سے

گو لفظ بولنے نہین نکلتا۔ لیکن انکا عدم سے وجود مین آنا بمنزلہ بولنے ہے گویا یہ سب ندائے الٰہی کے معنے سمجھکر زبان حال سے بولے کہہ رہے ہین نتیجہ یہ کہ جمیع اشیا ازل سے ابد تک لفظ بلیٰ سے تر زبان ہین جسطرح خطاب الست بربکم منقطع نہین ہوا اسیطرح جواب بلیٰ بہی منقطع نہین ہوا۔ اس خطاب کے ازل سے ابد تک غیر منقطع ہونے کا سبب یہ ہے کہ الست بربکم اور لمن الملک الیوم کا مطلب ایک ہے۔ مگر اس خطاب کو وہی لوگ سُنتے ہین جو باطنی کان رکھتے ہین۔ کیونکہ وہ صاحب مقام جمع ہین اور اُنکے نزدیک ماضی و مستقبل سب حال ہے۔

	آنچه گفتم ز آگهی چوب و سنگ	در بیانش قصه بشنو بے درنگ
ترجمہ	گر دلیل آگہی چوب و سنگ	چاہیئے تو سُن یہ قصہ بے درنگ

شرح یعنے ہمنے جو یہ دعوےٰ کیا ہے کہ ذی روح کی طرح غیر ذی روح بہی ندائے الٰہی کو سُنتے اور اُسکے معنے سمجھ لیتے ہین۔ اور اللہ تعالےٰ نے چوب و سنگ کو بہی فہم و آگاہی عنایت فرمارکہی ہے اسکے متعلق ستون حنانہ کا ایک سچا قصہ سُن لے۔ تاکہ تجھے ہماری بات کا یقین کامل طور پر ہوجائے۔ بعض نسخون مین آگہی کیجگہ آشنائی ہے جس سے واقفیت ندائے الٰہی مراد ہے۔ اور مطلب دونوںکا ایک ہے

در بیان نالیدن ستون حنانه از فراق پیغمبر علیه السلام چون جماعت انبوه شدند گفتند که ما روئے مبارک ترا بهنگام وعظ نمی بینیم و منبر ساختند و شنیدن رسول خدا و اصحاب ناله ستون را بصریح و مکالمات آنحضرت با آن

ترجمہ۔ فراق پیغمبر علیہ السلام کے باعث ستون حنانہ کے نالہ کرنے کا بیان جبکہ جماعت زیادہ ہوگئی۔ اور لوگون نے شکایت کی کہ ہم خطبہ و وعظ کے وقت آپ کا روئے مبارک نہین دیکھہ سکتے اور آپ کے لیئے منبر بنایا۔ اور پیغمبر و اصحاب کے مبارک کانون تک بصراحت نالہ ستون حنانہ کے پہنچنے اور اُسکے ساتہ رسولخدا کے ہمکلام ہونے کا ذکر

شرح۔ حنانہ مشتق از حنین بمعنے گریۂ بسیار۔ اس ستون کا قصہ صحاح مین اسطرح منقول ہے کہ رسول مقبول مدینہ مطہرہ مین اس سے تکیہ لگاکر خطبہ اور وعظ فرمایا کرتے تھے جب مجمع صحابہ زیادہ ہوگیا اور حضور آپ ممبر پر تشریف لیگئے تو وہ ستون جو اس سے پہلے تکیہ گاہ حضور تہا۔ اسطرح ٹہنک ٹہنک کر رویا جسطرح بچہ روتا ہے اُسکی آواز سنکر رسول اللہ ممبر سے اُترے اور اُس پر تسلی دینے کے لیئے اسطرح ہاتہ رکہا جسطرح ماں بچہ پر رکھتی ہے اور اپنے گلے سے لگالیا ستون مذکور اس تسلی پانے کے سبب خاموش ہوگیا۔ بعدہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ یہ خطبہ و وعظ کے جدائی اور میرے الگ ہوجانے سے رویا ہے یہ فرماکر آپنے ستون سے خطاب کیا کہ اگر تو کہے تو مین تیرے پہلے مین سرسبز ہوجانے کی دعا کرون۔ تاکہ تجھسے لوگ فائدہ اُٹہائین اور تیرے میوے کہائین اور اگر یہ منظور نہین تو مین تیرے درخت جنت بنجانے کی دعا کرون ستون نے پچہلی بات کو قبول کیا۔ یہ حدیث بخاری اور ابو داؤد مین جابر رضی اللہ عنہ مروی ہے

ستون حنانہ کھجور کی لکڑیکا ستون تہا جو مسجد نبوی میں لگا ہوا تہا۔ اسکا نام حنانہ اُسی دن سے ہوا جیسے کہ فراق پیغمبر علیہ السلام میں رویا ہے اسمین منکرین کا یہ مذہب ہے کہ ستون حنانہ کا رونا واقعی رونا نہ تہا بلکہ زبان حال سے تسبیح کی آواز تہی اور اکثر اہل کلام یہ کہتے ہین کہ چونکہ جمادات مین روح نہین ہے اسلیئے ستون حنانہ کا رونا معجزہ تہا۔ کیونکہ نطق کیلئے عقل اور حیات ضروری ہے۔ لیکن اہل تصوف کا یہ مذہب ہے کہ جمادات بزبان فصیح متکلم ہوتے ہین مگر انکا کلام بجز خاصان حق اور کوئی نہین سُن سکتا چنانچہ مولانا قدس سرہ بہی یہی مذہب رکہتے ہین اور آئندہ اشعار مین انہی معنون کی طرف اشارہ ہے۔

	اُستن حنانہ از ہجر رسول	نالہ میزد ہمچو ارباب عقول
ترجمہ	ہجر پیغمبر میں حنانہ ستون	نالہ زن تھا مثل انسان زبون
	درمیان مجلس وعظ آنچنان	کز وے آگہ گشت ہم پیر و جوان
ترجمہ	وعظ میں وہ یوں ہوا نالہ کناں	جس سے واقف ہوگئے پیر و جواں

شرح۔ اُستن بضم الہمزہ بمعنے ستون ہے اور دوسرے شعر مین آنچنان۔ نالہ میزد کے متعلق ہے۔ یعنے جب رسول خدا منبر پہ بیٹھکر وعظ فرمانے لگے تو حضور کی جُدائی مین ستون حنانہ باوجود غیر ذی روح ہونیکے ذی روح کی طرح اسطرح ٹہنک ٹہنک کر رویا کہ مجلس وعظ مین بیٹھنے والے تمام پیر و جوان صحابہ نے اُسکے رونے کی آواز اچھی طرح سُن لی۔

	در تحیر ماندہ اصحاب رسول	کز چہ می نالد ستون با عرض و طول
ترجمہ	تھے تعجب میں سب اصحاب رسول	یعنے روتا ہے ستون با عرض و طول

شرح لفظ با عرض و طول می نالد سے متعلق ہے یعنے ستون حنانہ کا نالہ سُنکر تمام صحابہ کو حیرت ہوئی کہ اسکے عرض و طول مین سے رونے کی آواز کیون آرہی ہے اور اسکے نالہ کا کیا سبب ہے نکتہ یہان سے معلوم ہوا کہ ستون حنانہ کے طول و عرض یعنے ہر رگ و ریشہ اور ہر جگہ سے نالہ کی آواز آرہی تہی۔

	گفت پیغمبر چہ خواہی اے ستون	گفت جانم در فراقت گشت خون
ترجمہ	بولے پیغمبر یہ کیا ہے اے ستون	وہ یہ بولا جان ہے فرقت میں خون
	از فراق تو مرا چون سوخت جان	چون نہ نالم بے تو اے جان جہان
ترجمہ	آپکی فرقت میں ہے بیتاب جان	ہجر سے روتا ہوں اے جانِ جہاں

شرح یعنے جبکہ پیغمبر علیہ السلام نے ستون حنانہ کے رونے کی آواز سُنی تو یہ فرمایا کہ اے ستون تو کیا چاہتا ہے اور تیرے نالہ کرنیکا کیا سبب ہے۔ ستون نے جواب دیا کہ میری جان آپ کے فراق مین خون ہوگئی ہے جلگئی

ہے ایسی حالت مین کسطرح نالہ نہ کرون۔

	مسندت من بودم از من تاختی		بر سرِ منبر تو مسند ساختی
ترجمہ	تھا میں پہلے تکیہ گاہِ آنحضور		بیٹھے اب ممبر پہ کرکے مجھ کو دور

شرح مُسند بالضم المیم وہ شے جسپر بیٹھتے وقت پیٹھ لگائی جائے۔ اور مسند بفتح المیم بمعنے بالین وتکیہ گاہ اول مصرع مین بالضم دوسرے مین بالفتح یا برعکس نیز دونون مین مفتوح یا مضموم غرضیکہ ہرطرح معنے درست ہین یعنے ستون نے یہ کہا کہ اس سے پہلے عرصہ تک مین آپ کا تکیہ گاہ رہا ہون اب آپنے مجھے چھوڑکر ممبر کو تکیہ گاہ بنا لیا ہے۔ اور مجھے جدائی اختیار کرلی ہے۔ اسلیئے غم فرقت مین رو رہا ہون۔

	پس رسولش گفت کای نیکو درخت		ای شدہ با سرِّ تو ہمراز بخت
ترجمہ	بولے پیغمبر کہ اے نیکو درخت		آج تجھسے ہے ترا ہمراز بخت

شرح یعنے پیغمبر علیہ السلام نے ستون کے جواب مین یہ فرمایا کہ اے نیک درخت تو اس مرتبہ کا ہے کہ تیرے بھید کے ساتھ تیرا بخت بلند ہمراز ہے یعنے تیری بلند بختی نے تیرے دلمین اس بھید (نالہ) کا القا کیا ہے اور اسکا نتیجہ یہ ہونیوالا ہے کہ تو حشر کے دن جنت کا درخت بنجائیگا۔

	گر ہمیخواہی ترا نخلے کنند		شرقی و غربی ز تو میوہ چنند
ترجمہ	ہونا چاہے تو اگر نخل بریں		شرقی و غربی ہو تجھسے میوہ چیں
	یا در آن عالم حقت سروے کند		تا تر و تازہ بمانی تا ابد
ترجمہ	سروِ جنت یا تجھے کردے صمد		تا تر و تازہ رہے تو تا ابد

شرح۔ یہ دونو شعر بطور قطعہ بند خلاصۂ جواب پیغمبر علیہ السلام ہین اور پہلے شعر مین چنند مخفف چینند ہے مشتق از چیدن یعنے رسول علیہ السلام نے ستون مذکور کو تسلی دینے کے لیئے یہ بشارت دی کہ اے ستون دو باتون مین سے ایک کو اختیار کرلے۔ اگر تو ہمیشہ دنیا مین رہنا چاہتا ہے تو مین تیری دعا کرون جسکی برکت سے خدا از سر نو سرسبز کرکے تجھے کھجور کا ایک عالیشان درخت بنادے کہ تیرے میوہ سے تمام شرقی و غربی ہمیشہ فائدہ اٹھاتے رہین اور تو قیامت تک بیخوف خزان ہرا بھرا رہے۔ اور اگر یہ منظور نہین تو اسکو قبول کر کہ اللہ تعالے تجھکو قیامت کے دن سروِ جنت بنادے اور تو جنت مین تا ابد تر و تازہ رہے۔

	گفت آن خواہم کہ دائم شد بقاش		بشنو اے غافل کم از چوبے مباش
ترجمہ	بولا وہ منظور ہے دائم بہار		کم نہ ہو لکڑی سے اے غفلت شعار

شرح یعنے ستون نے دوسری بات (سروِ جنت ہونے) کو پسند کیا۔ اور دنیوی سرسبزی کو چھوڑکر بقائے دائمی

اختیار کی اور یہ کہا کہ مین سرو جنت ہونا چاہتا ہون جسکی بقا دائمی ہے۔ دوسرا مصرع بطور تنبیہ اہل غفلت مولانا کا مقولہ ہے یعنے ایمخاطب غافل اس جماد نے دنیائے فانی اوسکی بہار چند روزہ کو چھوڑکر عالم بقا کو اختیار کیا افسوس تو عاقل اور ذیروح ہو کر دار فنا کو اختیار کیے ہوے ہے۔ تو معلوم ہو تو جمادات سے بھی بدتر ہے

آن ستون را دفن کرد اندر زمین — تا چو مردم حشر گردد یوم دین

ترجمہ: اسکو گاڑا آپنے زیر زمین — شکل مردم تا وہ اُٹھے یوم دین

شرح یعنے پیغمبر نے ستون کا جواب سنکر اُسے زمین مین دفن کرا دیا تاکہ قیامت کے دن آدمیون کی طرح اسکا بھی حشر ہو اور داخل جنت ہو جائے سبحان اللہ اس ستون کی کیا اچھی تقدیر تھی۔

تا بدانی ہر کرا یزدان بخواند — از ہمہ کار جہان بیکار ماند

ترجمہ: تا کہ ظاہر ہو کہ مطلوب خدا — کام سے دنیا کے رہتا ہے جدا

شرح یہ شعر اس ستون کے زمین مین دفن کرنے کی علت ہے یعنے رسول اللہ نے اسلیے اُسکو دفن کرکے عالم برزخ مین پہنچا دیا کہ لوگون کو معلوم ہو جائے کہ جسکو اللہ تعالے نے اپنی طرف کھینچ لیا وہ عالم دنیا کے شغلون سے فارغ ہو جاتا ہے اور عشق مین فنا کا مرتبہ حاصل کر لیتا ہے۔

ہر کرا باشد ز یزدان کار و بار — یافت بار آنجا و بیرون شد ز کار

ترجمہ: ہو خدا کے ساتھ جسکا کار و بار — کام کا رہتا نہین انجام کار

شرح۔ کاروبار بمعنے شغل ہے اور بار بمعنے رخصت و دخل ہے یعنے جو شخص خدا سے مشغول ہو جاتا ہے۔ وہ عالم غیب مین دخل پا جاتا ہے اور دنیوی کام سے جاتا رہتا ہے۔ چنانچہ اولیاء کے حال کو دیکھ لیجے۔

وانکہ او را نبود از اسرار داد — کے کند تصدیق او نالۂ جماد

ترجمہ: اور جو ہے نا واقفِ اسرار دین — نالۂ بیجان یقین کرتا نہین

شرح داد۔ بمعنے حصہ و نصیب و عطائے الٰہی ہے۔ یعنے جس شخص کو فہم اسرار کا حصہ ازل سے نہین ملا ہے وہ جمادات کی گویائی و فہم۔ اور اُنکے کلام و نالہ کی تصدیق نہین کر سکتا۔ بلکہ تکذیب یا جھوٹی سچی تاویل سے کام لیتا ہے

گوید آرے نے ز دل بہر وفاق — تا نگویندش کہ ہست اہل نفاق

ترجمہ: وہ کہا کرتا ہے۔ ہان۔ بہر وفاق — تا نہ کہہ بیٹھے کوئی۔ اہل نفاق

شرح یعنے جو شخص تکلم جماد کی قلبی تصدیق نہین کرتا وہ دبی زبان سے یون کہا کرتا ہے کہ ہان تسبیح جمادات حق ہے اور اُسکا یہ کہنا بھی لوگون کے ساتھ اتفاق کرنے کے لیے ہے تاکہ لوگ طعن نہ کرین اور منافق نہ کہین ورنہ وہ فی الواقع تسبیح قہری کا بھی قائل نہین۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

گر نبندے واقفان امر کن	در جہان رد گشتہ بودے این سخن
ترجمہ گر نہوتے واقفان امر کن	جہوٹ ہو جاتا جہان مین یہ سخن

شرح نبندے بمعنے نبودندے ہے اور ضمیر فاعل یا جمادات کی طرف راجع ہے یا واقفان خود اسکا فاعل ہے یعنے اگر جمادات و نباتات امر کن کو نہ سمجھتی اور اسکے سُننے سے مطیع ہوکر موجود نہو جاتے۔ یا یہ کہ اولیاء اللہ اور عارف جو امر کن کے بہید سے واقف ہین دنیا مین موجود نہوتے اور جمادات وغیرہ کا کلام بطور کشف یا اخبار الٰہی کے نسنتے تو کلام جمادات وغیرہ کے متعلق عقیدہ رکھنا بالکل مردود اور باطل ہوجاتا مگر چونکہ جمادات خود امر کن سے واقف ہین اور مسخر حکم ہوکر موجود ہوجاتے ہین یا عارف جہان مین موجود ہین اسلئے جماد کا کلام کرنا مردود نہین ہوسکتا گو منکرین اور محجوب اس سے انکار کیا کرین نکتہ جمادات کا کلام کرنا بخاری اور ابو داؤد کی مذکورۂ بالا حدیثیا سے (جو قصہ ستون حنانہ کے متعلق ہے) اچھی طرح ثابت ہوچکا ہے۔ اس سے قطع نظر قرآن مجید مین یہ آیت موجود ہے وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ یعنے کوئی شئے ایسے نہین جو خدا کی تسبیح نہ کرتی ہو مگر اے لوگو تم جمیع اشیا کی تسبیح کو سمجھ نہین سکتے۔ چونکہ شے کا اطلاق عموم ہونے کے سبب لاشے پر بھی ہوسکتا ہے اس لیئے شے تو شے۔ لاشے بہی خدا کی تسبیح کرتے ہو تو کچھ تعجب نہین دوسری آیت یہ ہے فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ بِیَدِہٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ یعنے پاک ہے وہ ذات جسکے قبضہ مین ہر چیز کی بادشاہت ہے شیخ نجم الدین کبرا نے اس آیت کی تفسیر مین لکہا ہے کہ لفظ ملکوت بمعنے آخرت ہے اور آخرت کی شان مین یہ آیت نازل ہوی ہے وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِیَ الْحَیَوَانُ۔ یعنے دنیا کی زندگی ایک کہیل اور مشغلہ ہے اور دار آخرت البتہ واقعی زندگانی ہے اس سے معلوم ہوا کہ ہر ذرہ مین زندگی اور لسان ملکوتی موجود ہے۔ تیسری آیت یہ ہے فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِیَا طَوْعًا اَوْ کَرْهًا قَالَتَآ اَتَیْنَا طَآئِعِیْنَ۔ یعنے جب اللہ تعالےٰ نے آسمان و زمین کو یہ حکم دیا کہ تم خوش ہو یا ناخوش۔ مگر دونون کے دونو عدم سے وجود مین آجاؤ۔ تو آسمان و زمین نے جواب دیا کہ ہم دونون نے خوشی سے تیرا حکم مان لیا اور عدم سے وجود مین آگئے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ زمین و آسمان مین قوت ناطقہ موجود ہے

صد ہزاران ز اہل تقلید و نشان	افگندشان نیم وہمے در گمان
ترجمہ ہین ہزارون اہل تقلید و نشان	وہم سے جنکو کیا ہے بد گمان

شرح یعنے جمادات کا کلام اور فہم ندائے الٰہی حق اور قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ لیکن تاہم لاکہون اہل تقلید (اپنی نظر اور اپنے فکر کے پیرو) اور اہل نشان (علامات و اسباب کے قائل) ایسے موجود ہین جنکو تہوڑا سا وہم عقلی بدگمانی مین ڈالدیتا ہے اور وہ کلام جمادات کے منکر ہو جاتے ہین گمان سے گمان بد اہل نشان سے صاحب اسباب و علامات جو کسی مسبب کو بلا سبب اور معلول کو بلا علت اور مؤثر کو بلا اثر اور مدعا کو بلا دلیل نہین مانتے اور

اہل تقلید سے اپنی عقل و فکر کے مقلد مراد ہین البتہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یا نائبان پیغمبر کے مقلد اس بد گمانی سے بچے ہوئے ہین ہان جنکی تقلید مضبوط نہین وہ پہسل جاتے ہین۔

	کہ ظن تقلید و استدلال شان	قائمست و جملہ پر و بال شان
ترجمہ	طرف ظنی اُن کا استدلال ہے	محض وہی جملہ پر و بال ہے

شرح یہ شعر گزشتہ مدعا کی دلیل ہے۔ یعنے یہ لوگ اسلیے گمان بد مین پڑ جاتے ہین۔ کہ انکی تقلید اور انکا استدلال ظنی ہے یعنے انہی کے گمان کا نتیجہ ہے اور تمام پر و بال یعنے انکا علم و قدرت بہی ظنی ہے۔ اسلیئے مرتبۂ یقین تک نہین پہنچتی اللہ تعالٰے فرماتا ہے اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِیْ مِنَ الْحَقِّ شَیْئًا یعنے یہ نہین ہوسکتا کہ گمان یقین کا قائم مقام ہوکر اس سے بے پروا کردے بلکہ گمان اور یقین مین بہت بڑا فرق ہے۔ دوسری آیت یہ ہے کہ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ یعنے بعض گمان کبیرہ گناہ کے درجہ تک پہنچ جاتا ہی٭

	شبہ مے انگیزد آن شیطان دون	در فتند این جملہ کوران سرنگون
ترجمہ	ڈالتا ہے دلمین شک شیطان دون	جس سے گر پڑتے ہیں اندہے سرنگون

شرح یعنے مقلدان فکر و عقل کے دلمین شیطان شبہ ڈالکر ان دل کے اندہون کو اوندہے مُنہ گمراہی کے کنوین میں دہکا دیدیتا ہے۔ اِسکی مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص یون کہے کہ مین بینا ہون۔ اور دوسرا شخص جواب دے کہ تمہارے آگے کوان ہے ذرا بچے رہنا۔ پہر وہ کہے کہ تم غلط کہتے ہو۔ کنوان ہوتا تو مجہے نظر آتا۔ حالانکہ کنوان جہاڑیون مین چُہپا ہوا تہا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ شخص استدلال ہی کے بہروسے کنوین مین جا رہا۔

	پائے استدلالیان چوبین بود	پائے چوبین سخت بے تمکین بود
ترجمہ	پائے استدلالیاں لکڑی کا ہے	پانو یا جالا کوئی لکڑی کا ہے

شرح یعنے پیروان عقل اور ہر مدعا کی دلیل ڈہونڈہنے والے اور حجتی لوگ گویا لکڑ لیکا پانو لگاکر زمین پر چلتے ہین جیسے بازیگر تماشا دکہلانے کے لیئے لکڑی کے پانوسے چلا کرتے ہین) اور یہ ظاہر ہے کہ لکڑی کا بنا ہوا پانو نہایت ناپائدار ہوتا ہے جس سے آدمی صرف دو چار قدم چل سکتا ہے۔ اسیطرح استدلالیون کی حجتین دو چار قدم چلکر رہجاتی ہین کیونکہ بمقتضائے فَوْقَ کُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیْمٌ ایک عالم دوسرے عالم کی عقلی دلیلون کو توڑ سکتا ہے جیسا کہ حکمائے الٰہیون نے دہریون اور طبیعیون کی اور علمائے متکلمین نے الٰہیون کی اکثر دلیلون کو توڑ دیا ہے مطلب یہ عقلی استدلال مفید یقین نہین ہوسکتا۔ البتہ نقلی استدلال (وحی و الہام) کا پانو اسقدر مضبوط ہے کہ پہاڑ کی طرح ڈگمگاتا ہی نہیں جانتا۔ کیونکہ نقلی دلیل خدا اور اُسکے رسولوں کا کلام ہوتا ہے۔ اور خدا اپنے کلام کی نسبت خود فرماتا ہے کہ لَا مُبَدِّلَ لِکَلِمَاتِہٖ۔ یعنے خدا کے کلمات کو کوئی نہیں بدل سکتا٭

	غیر آن قطب زمان دیدہ ور	کز ثباتش کوہ گردد خیرہ سر
ترجمہ	ماسوائے قطب دہر دیدہ ور	کوہ جسکے روبرو ہیں خیرہ سر

شرح یعنے عقلی دلائل پیش کرنیوالون کا پانو لکڑی کا بنا ہوا ہوتا ہے مگر قطب زمان یعنے ولی کامل اور صاحب نظر باطنی کا پانو ایسا نہین ہوتا۔ بلکہ اسکی ثابت قدمی سے پہاڑ حیران ہین (خیرہ سر بمعنے حیرت زدہ) کیونکہ ولی کامل اور قطب زمانہ کا استدلال مشاہدہ حق سے ہوتا ہے۔ اسلیئے پائے چوبین کے مانند نہین ہوسکتا۔

	پائے نابینا عصا باشد عصا	تا نیفتد سرنگون او بر حصا
ترجمہ	پائے نابینا عصا ہے بالیقیں	سنگریزوں پر نہ گرجائے کہیں

شرح یعنے محجوب (ناواقف اسرار) اور غیر صاحب کشف کے لیے جو مانند نابینا ہے دلائل کا پیش کرنا ایسا ہے جیسا اندھے کے ہاتھ مین لکڑی کہ بمنزلۂ پائے نابینا ہو جاتی ہے اگر لکڑی نہو تو اندھا سنگریزون پر منھ کے بل گر پڑے اسیطرح وہ دلائل جو اثبات مسائل شرعیہ کے لیے پیش کیے جاتے ہین عوام اور غیر صاحب کشف کے لیئے ہین۔ اگر دلائل نہون تو عام آدمی چاہ ضلالت مین گرجائے۔ البتہ عارفین کے لیئے دلائل کی کچھ ضرورت نہین کیونکہ وہ مشاہدہ اور کشف سے ہر شئے کو معلوم کر رہے ہین حَصَا بالفتح جمع حصات ہے بمعنے سنگریزہ ہا

	آن سوارے کو سپہ را شد ظفر	اہل دین را کیست سلطان بصر
ترجمہ	وہ سوار کہ سالار ظفر	اہل دیں میں کون ہے شاہ بصر

شرح۔ اہل دین را بدل ہے لفظ سپہ را کا۔ یعنے وہ سوار جو سپاہ اہل دین کے لیے ظفر اور پشت پناہ ہے کون ہے؟ یہانتک سوال ہے۔ اور لفظ سلطان بصر (بادشاہ بصیرت ظاہری و باطنی) اسکا جواب مطلب یہ کہ وہ سوار سلطان بصر یعنے حضرت خیر البشر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انکے خلفائے راشدین۔ اور اولیاء اللہ ہین جو مخلوقات کے لیے بمنزلۂ چشم اور بادشاہ ملک معنوی ہین۔ جنہون نے اپنی رعایا (مخلوقات) کو مکر شیطان اور بدگمانیون سے بچنے کے طریقے بتائے ہین۔ اور جنکے دلائل پائے چوبی نہین بلکہ پہاڑ سے زیادہ مضبوط ہین

	با عصا کوران اگر رہ دیدہ اند	در پناہ خلق روشن دیدہ اند
ترجمہ	دیکھتے ہیں کور گو لکڑی سے راہ	چاہئیے پر آنکھ والوں کی پناہ

شرح پہلے مصرع مین لفظ دیدہ ماضی قریب ہے مشتق از دیدن۔ اور دوسرے مین روشن دیدہ وصف ترکیبی ہے بمعنے روشن چشم۔ اسلیئے قافیہ معیوب نہین رہا۔ مطلب شعر یہ ہے کہ اگرچہ عام اور ناواقف اسرار لوگ کسی دلیل کے ذریعہ سے راہ حق تک پہنچ جاتے ہین۔ مگر یون سمجھ لو کہ یہہ سب اس مخلوق کی پناہ مین ہین جو روشن

بصر ہے یعنے انکو انبیاء علیہم السلام کے راہ بتانے سے سیدہا رستہ ملگیا ہے۔ کیونکہ مقدمات دلیل اگر قرآن و حدیث سے لے گئے تو انکا نتیجہ عین صواب اور حق ہے۔ چنانچہ فقہا اور ائمہ دین کے دلائل اسی قبیل سے ہین اور اگر قرآن و حدیث سے نہین لیے گئے تو دلائل اہل فلاسفہ کی طرح انکا نتیجہ فاسد اور اکثر جگہ مبنی بر خطا ہوتا ہے خلق روشن دیدہ سے انبیاء علیہم السلام کی طرح انکے پیرو یعنے اولیاء اللہ بہی مراد ہو سکتے ہین۔ نیز اس شعر کے دوسرے معنے یہ ہین کہ اگرچہ اندہے لکڑی کے سہارے سے رستہ ڈہونڈ لیتے ہین مگر تاہم انہین آنکھون والون ہی کی پناہ مین رہنا پڑتا ہے۔ کیونکہ اگر رستہ چلتے وقت کسی اندہے کو کوئی آنکھون والا ان الفاظ کے ساتہ متنبہ نہ کرے کہ **میان نابینا لکڑی کے ہاتہ کو** تو وہ جگہ جگہ ٹہوکر کہائے کبہی گڑہے مین گرے۔ اور کبہی گارے کیچڑ مین۔ اور اسکی لکڑی بالکل بیکار ثابت ہو۔ ان معنون کے لحاظ سے نتیجہ یہ نکلا کہ وہ جہتی لوگ جو انبیاء اولیاء اور علمائے حقانی کی تنبیہ اور رہنمائی سے متنبہ نہین ہوتے اور اپنی لکڑی (استدلال ضعیف) ام کے بہروسہ پر چلتے ہین وہ ضرور ٹہوکرین کہاتے ہین۔

گر نہ بینایان بدندی و جہان — جملہ کوران خود بمردندے عیان

ترجمہ: گر نہوتے دیدہ ور لے پُر شعور — جسقدر اندہے ہین مر جاتے ضرور

شرح اسی گذشتہ مطلب کی توضیح ہے۔ یعنے اگر جہان مین آنکھون والے اور بادشاہان بصارت نہوتے تو یہ ظاہر ہے کہ تمام اندہے ٹکرا ٹکرا کے مرجاتے۔ اسیطرح اگر بینندگان عالم یعنے (اولیا) اور بادشاہان بصارت ظاہری و باطنی (انبیا علیہم السلام) دنیا مین تشریف نہ لاتے تو سب اہل ظاہر اور جہتی جہالت اور گمراہی کے کنوون مین گرکر مر رہتے۔

نے ز کوران کشت آید نے درو — نے عمارت نے تجارتہا و سود

ترجمہ: اندہے کر سکتے نہین کچہ کہیت کیار — فائدے کا کام ہو یا بیوپار

شرح درود۔ حاصل مصدر بمعنے بریدن غلہ یعنے جسطرح اندہے بلا امداد غیری نہ کہیت کیار کر سکتے ہین نہ عمارت کے کام ہین نہ تجارت کے اور نہ کوئی زبردست فائدہ حاصل کر سکتے ہین۔ اسیطرح عوام اور محجوبین بلا اتباع انبیا و اولیا و علمائے دین نہ طاعت سے فائدہ اٹہا سکتے ہین نہ عبادت سے۔ نہ فرض ادا کر سکتے ہین۔ نہ نفل۔ نہ انکی خیرات قبول ہے نہ صدقات۔

گر نکردے رحمت و افضال شان — در شکستی چوب استدلال شان

ترجمہ: گر نہ خوگر ہوتے وہ افضال کے — ٹکڑے ہوتے چوب استدلال کے

شرح پہلے مصرع مین ضمیر شان بجانب انبیا۔ اور دوسرے مین استدلالیون کی طرف راجع ہے۔ یعنے اگر انبیا او

انکے خلفاکی نظر رحمت اور نظر فضیلت نہوتی تو استدلالیون کی عصا ٹوٹ جاتے اور وہ سب ہلاک ہو جاتے
جسطرح نابینا بلا عصا ہلاک ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اگر انبیا نہوتے تو انپر احکام الٰہی بھی نازل نہوتے جو عین استدلال
ہین۔ بلکہ قیاسات اور نظر فکری پر استدلال کا انحصار ہو جاتا (جیسا کہ اہل فلاسفہ کا مذہب ہے) اور یہ ظاہر ہے
کہ صرف عقلی استدلال جنسے راہ حق نہین ملسکتی باعث کفر و ہلاکت ہین دیکھیے حضرت عیسے اور آنسرور
کائنات علیہما السلام کے مابین زمانۂ فترت مین صرف عقلی استدلال کے باعث کسقدر کفر و شرک تثلیث پرستی
اور بت پرستی پہیل گئی تہی۔ بعض نسخون مین شان کیجگہ تان (جمع تو) بمعنے تنہا ہے اور پہلے مصرع مین
افضالتان بمعنے افضال برشما ہے۔

	این عصا چه بود قیاسات و دلیل	آن عصا که دادشان بینا جلیل
ترجمہ	یہ عصا کیا ہے قیاسات اور دلیل	دینے والا انکا ہے بینا جلیل

شرح یعنے جس عصا کا ہم ذکر کر رہے ہین اور جو استدلالیون کو دیا گیا ہے یہ کونسا عصا ہے؟ یہ
قیاسات اور دلائل ہین جو بمنزلۂ عصا یا اندہے کی لکڑی ہین اور جن سے الزام خصم مقصود ہوتا ہے اور
یہ وہ عصا ہے۔ جو انکو بصیر اور جلیل (اللہ تعالےٰ) نے اسلیئے عنایت فرمایا ہے کہ اسکی امداد یعنے عقلی دلائل
کے سبب اثر سے موثر کو مخلوق سے خالق کو اور مصنوع سے صانع کو پہچانین۔ اور خالق و مخلوق کے مابین
احکام الٰہی سنانیکو ایک سفیر خاص یعنے پیغمبر کی ضرورت کو معلوم کرکے کلام الٰہی کی حقیقت پر ایمان لائین
یہ استدلالی یا عقلی عصا اسلیئے نہین دیا گیا کہ انبیاء کی تکذیب اور حشر و نشر کا انکار کیا جائے۔

	چون عصا شد آلت جنگ و نفیر	آن عصا را خرد بشکن اے ضریر
ترجمہ	جب عصا ہو آلۂ جنگ و نفیر	توڑ دے تو اس عصا کو اے ضریر

شرح یعنے چونکہ استدلال اور قیاسات آلۂ الزام خصم ہین اسلیئے انکا انجام اکثر نفسانیت کی طرف راجع ہو جاتا
ہے۔ اسلیئے یہ عصا توڑنے یعنے استدلال اور قیاسات چہوڑنے کے قابل ہین کیونکہ جب نفسانیت غالب
آگئی تو آدمی کسیکام کا نہ رہا۔ اسیلئے امام اعظمؒ نے متکلمین کے پیچہے نماز پڑہنے کو مکروہ لکہا ہے کیونکہ متکلم دشمن
پر غلبہ چاہتا ہے اور اکثر صفات حق مین استدلال کرتے وقت لغزش ہو جاتی ہے جسکا انجام کفر یا قریب کفر
تک پہنچ جاتا ہے۔ مطلب یہ کہ اے اندہے جب تیرا عصائے عقل آلۂ جنگ (لڑنے جہگڑنے کا آلہ) اور آلۂ نفیر
(قیل وقال وحجت ہینے کا باعث) ہو گیا۔ اور تو احکام انبیاء اولیاء کے مقابلہ مین اپنے عقل سے دلیلین پیش کرنے
لگا تو اس عصا کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈال نفیر یہان بمعنے آواز یعنے حجت وقیل وقال ہے۔ جو اکثر لڑنے جہگڑنے
والون اور حجتین پیش کرنے والون باطل گویون کا شیوہ ہے

او عصاتان داد تا پیش آئید		آن عصا از خشم ہم بر وے زدید	
ترجمہ	اُس نے لکڑی دی کہ تم آگے چلو		تم نے مارا خود اُسی کو جا بجا

شرح - تان یعنے شما سے اہل فلاسفہ اور تاویل باطل کرنے والون کی طرف خطاب ہے۔ یعنے اللہ تعالے نے استدلال اور قیاسات کی قوت اور عقل کا عصا اسلئے دیا ہے کہ تم اسکے احکام اور اُسکے رسول کی اطاعت کرو تم اسکے برخلاف اُس عصا سے دینے والے کو مارنے لگے۔ یعنے احکام خدا اور رسول کا انکار کرکے اللہ تعالے کو ایذا پہنچانے لگے۔ حالانکہ یہ عصا اسلیئے نہین دیا گیا تہا **فائدہ** متقدمین فلاسفہ نے خدا اور اُسکے رسول کے اقوال احکام سے بالتصریح انکار کیا ہے۔ اور اہل اسلام کے فلسفیون اور بعض متکلمین نے لغو اور باطل تاویلین کرکے عصائے استدلال کو بری طرح استعمال کیا ہے سچے ایمان والون کا فرض ہے کہ احکام خدا ورسول کو بلا تاویل قبول کرین۔ اور عصائے استدلال کو کلام الٰہی اور حدیث کے مطابق استعمال مین لائین اور اِس نعمت یعنے عصائے عقل و استدلال کے دیئے جانے کا شکریہ ادا کرین جیسا کہ فقہائے اسلام اور ائمہ مجتہدین و محدثین نے کیا ہے

حلقۂ کوران بچہ کار اندر ید		دیدبان را در میانہ آورید	
ترجمہ	ہائے اندھو - کرتے ہو کیا واہیات		ایک بینا درمیان ہو تو ہے بات

شرح یعنے اے فلسفیو اے اندھو ن کی جماعت کیسے دیدبان (صاحب بصیرت قلبی) یعنے پیغمبر یا خلیفۂ نبی برحق کو درمیان لاؤ ورنہ محض استدلال سے تمہیں کچھ حاصل نہوگا۔ اور راہ حق ہرگز نہ ملیگی۔

دامن او گیر کو دادت عصا		در نگر کادم چہا دید از عصے	
ترجمہ	لکڑی دینے والیکے دامن کو تھام		حال آدم دیکھ لے اے فتنہ کام

شرح یعنے اے اندہے فلسفی اپنے عصائے عقلی کو توڑ دے اور متمسک بحبل اللہ ہو۔ یعنے جسنے تجہے عصائے عقل عنایت فرمایا ہے اُسی معبود برحق کا دامن پکڑ اور مطیع امر ونہی الٰہی رہ کیا تو نے حضرت آدم کا حال نہین دیکھا کہ استدلالی عصا سے اُنپر کیا کیا مصیبتین گذرین۔ حضرت آدم کا استدلال عقلی یہ تہا کہ اُنہون نے لا تقربا ہٰذہ الشجرۃ کی نہی تحریمی کو تنزیہی سمجہا۔ اور مورد عتاب ہوے دوسرے مصرع مین عصے فعل ماضی ہے اور اُس آیت کی طرف اشارہ ہے وعصےٰ آدم ربہٗ فغویٰ ہے یعنے حضرت آدم گیہون کہانے کے متعلق اپنے خدا کے فرمان کو بہول گئے اور شیطان کے کہنے اور قسمین کہانے کے سبب بہک گئے قصۂ حضرت آدم کی مفصل شرح پہلے گذر چکی ہے

چون عصا شد مار و اُستن با خبر		معجزہ موسےٰ و احمد در نگر	
ترجمہ	نالہ گر اُستن عصا تہا اژدہا		معجزہ یہ موسیٰ و احمد کا تھا	

شرح یہ شعر توضیح کے طور پر مضمون سابق کی تمثیل ہے جس سے غیر ذی روح اور جمادات کے زندہ ہونے اور کلام کرنے کا ثبوت ملتا ہے۔ اور حاصل مطلب یہ ہے کہ اے فلسفی اپنے دلائل عقلیہ کو چھوڑ اور پیغمبروں کے معجزوں کو دیکھ کہ ما فوق طاقت بشری اور خلاف عقل اہل فلسفہ ظاہر ہو چکے ہیں لے بیٹے کے اندھے یہ بتا کہ حضرت موسے کا عصا کیونکر سانپ بن گیا اور ستون حنانہ نے پیغمبر آخر الزمان سے کلام کیا ہے۔ کیا تو اپنی عقل کے مطابق ایسے صریح معجزوں کا انکار یا اُنکی تاویل کریگا؟ نتیجہ یہ کہ عقلی دلائل کو چھوڑ دے اور معجزات کی طرف نگاہ کر تا کہ رسولوں کی تصدیق تیرے دلمیں جاگزین ہوکر تجھے سچا مومن بنا دے۔

	از عصا مارے واز اُستن حنین		پنج نوبت میزنند از بہر دین
ترجمہ	وہ عصائے موسوی اور یہ حنین		دونوں ہیں نوبت زن دینِ متین

شرح حنین بمعنے گریہ و نالہ۔ اور پنج نوبت زدن بمعنے اظہار جاہ و سلطنت کرنا اور پنج نوبت وہ نوبت و نقارہ جو شب و روز میں بادشاہوں کے دروازے پر بجتا ہے۔ نیز پنج نوبت۔ ڈھول نقارہ۔ بانسلی، دمامہ۔ طاس یعنے بجانے کی پانچ چیزوں کو کہتے ہیں اور پنجگانہ نماز کی اذان کا نام بھی پنج نوبت ہے مطلب شعر یہ ہے کہ عصائے موسیٰ کا سانپ بنجانا اور ستون حنانہ کا نالہ کرنا گویا نوبت و نقارہ بجا کر دین حق کا اظہار کر رہا ہے اور اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ خدا کی عنایت کیے ہوئے معجزے تصدیق رسالت کی روشن دلیلیں ہیں اور فلاسفہ یا منکرین کا نہ ماننا یا اُن معجزوں کی باطل تاویلیں کرنی علامت کفر ہے۔ کیونکہ معجزہ وہی ہے جو خلاف عادت و خلاف عقل حد طاقت بشری سے خارج ہو۔ اور یہ ظاہر ہے کہ اللہ تعالے جھوٹے کے ہاتھوں سے ہرگز معجزہ نہیں دکھاتا۔ اس سے ثابت ہوگیا کہ پیغمبر اور اُنکے معجزے برحق ہیں اور جو لوگ خلاف عقل ہونے کے سبب معجزات یا خرق عادات کو نہیں مانتے وہ گمراہ اور کھلے کافر ہیں نیز اگر پنج نوبت سے پانچ وقت کی اذان مراد ہے تو شعر ہذا کے دوسرے معنے یہ ہیں کہ اے کم عقل معترض اگر تو نے ستون حنانہ کا رونا اور عصا کا سانپ ہوجانا نہیں دیکھا تو مسجدوں کے ستون یعنے منارے دیکھ لے جن سے حنین یعنے اذان کی آواز پانچوں وقت آتی ہے اور یہ معجزہ دائمی ہے۔ جو دیگر پیغمبروں کے معجزوں کے خلاف قیامت تک باقی رہیگا۔ غور سے دیکھا جائے تو فی الواقع اذان بہت بڑا معجزہ ہے جس سے ہفت اقلیم میں پیغمبر آخر الزمان کی صداقت کا ڈنکا بج رہا ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے سے پہلے جن مندروں میں سنکھ اور کلیساؤں میں ناقوس بجائے جاتے تھے اب وہاں سے اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمد رسول اللہ کے نعرے بلند ہو رہے ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ ایسا رسول جسکے دین کی طرف مختلف ممالک مختلف مذاہب مختلف طبائع کے مخلوق۔ بلا طمع نفسانی اس زور شور کے ساتھ کھنچ آئے اور مسخر ہو جائے کہ دیکھنے والوں اور سننے

بڑے عقلمندون کو حیرت ہو ہرگز جھوٹا نہین ہوتا۔

	گر نہ نامعقول بودے این مزہ		کے بدے حاجت بچندین معجزہ	
ترجمہ	سچ ہے گر آتا سمجھ مین یہ مزہ		تو نہوتی حاجت صد معجزہ	

شرح لفظ نامعقول سے اصطلاحی نہین بلکہ لغوی معنے مراد ہین یعنے خلاف عقل اور مزہ سے لذت شریعت الٰہی وطریف رسالت پناہی مراد ہے۔ مطلب یہ ہے کہ شریعت عقل پر مبنی نہین ہوتی بلکہ اسکے بہت سے احکام خلاف عقل ہوتے ہین چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ اگر احکام شرع عقل پر مبنی ہوتے تو موزونکا مسح پشت پاکی طرف سے نہین بلکہ کف پاکی طرف سے مشروع ہوتا کیونکہ چلتے پہرتے اور رستہ مین آتے جاتے تلوے ہی زمین پر لگا کرتے ہین۔ غرضیکہ شریعت کے اکثر احکام خلاف عقل ہوتے ہین۔ اگر خلاف عقل نہوتے تو ہر شخص مان لیتا اور سارے جہان مین کوئی نام کو بھی کافر نہ رہتا کیونکہ تہوڑی بہت عقل ہر شخص کو دیگئی ہے اور پیغمبرون کو اسقدر معجزے دکہانے کی ضرورت پڑتی کیونکہ معجزے تصدیق کے لیئے ہوتے ہین احکام شریعت اگر ٹہیک عقل کے مطابق ہوتے تو لوگون کی عقل بلا تامل خود بخود انکو تسلیم کرلیتی۔ اس باب مین اصل نکتہ یہ ہے کہ رسولون پر دونو طرح کے احکام نازل کیے گئے ہین بعض مطابق عقل ہین اور بعض خلاف عقل۔ جو مطابق عقل ہین انکے ماننے مین تو کچہ تامل ہی نچاہیئے۔ اور جو خلاف عقل ہین انمین اتباع رسول لازم ہے ورنہ انجام کفر ہے

	ہرچہ معقولست عقلت مے خرد		بے بیان معجزہ بے جزر و مد
ترجمہ	عقل مین آجاتی ہے معقول بات		معجزہ ہے کیا ضرور اے خوش صفات

شرح جزرومد جوار بہاٹا یعنے دریا کے پانی کی کمی بیشی یہ شعر مضمون سابق کی توضیح ہے یعنے جو چیز مطابق عقل ہے اسکو تیری عقل بلا اظہار معجزہ اور بلا کمی بیشی خود بخود قبول کرلیتی ہے۔ گفتگو تو ان احکام مین ہے جو خلاف عقل ہون۔ اے مخاطب ایسے احکام مین اتباع رسول اور تقلید علمائے حقانی لازم ہے۔

	این طریق نکر نا معقول بین		در دل ہر مقبلے مقبول بین	.
ترجمہ	یہ خلاف عقل رستہ ہیر بجان		ہے قبول خاطر کل مقبلان	

شرح نکر یعنے مکروہ و ناپسندۂ عقل بعض نسخون مین نکر کی جگہ بکر ہے بمعنے طریقۂ نو۔ و خلاف عقل اور این طریق کا اشارہ دونون صورتون مین احکام شریعت کی طرف ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ طریقۂ مکروہ و ناپسندۂ عقل یا یہ طریقۂ جدید و مخالف عقل (یعنے راہ شریعت) نامعقول یعنے خلاف عقل ہے اور معقولی نہین بلکہ منقولی ہے اسلیئے اتباع رسول اور تقلید نائبان پیغمبر واجب ہے۔ نتیجہ شعر یہ ہے کہ نطق جمادات عقل سے تعلق نہین رکہتا بلکہ کشف و کرامت سے معلوم ہوتا ہے اور اس طریقہ کو منکران نامعقول برا جانا کرین۔ مگر مقبولان بارگاہ خداوندی تہ دل

سے قبول کر چکے ہین - اور گردنین خلاف عقل احکام کے مان لینے کو جھکی ہوے ہین

	انچنان کز بیم آدم دیو و دد	درجزائر در رمیدند از حسد	
ترجمہ	جسطرح آدم کے ڈر سے دیو و دد	ہین جزیرون مین پنہان بہر حسد	
	ہم زبیم معجزات انبیا	سرکشیدہ منکران زیر گیا	
ترجمہ	انبیا کے معجزون کا ہے یہ ڈر	گہاس مین چہپتے ہین منکر سر بسر	

شرح یہ دونو شعر قطعہ بند ہین - دیو و دد - جنات اور درندے - اور حسد بمعنے دشمنی و خوف ضرر - دوسرے شعر مین گیا مخفف گیاہ ہے بمعنے گہاس - اور گیاہ سے مراد حجاب عقل ہے جو نہایت ضعیف اور گہاس کی مانند ہے مطلب یہ جسطرح حضرت آدم اور اولاد آدم کے خوف اور ضرر رسانی کے خیال سے جنات اور درندے جزیرون مین جا چہپے ہین - اسیطرح انبیا کے معجزون کے ڈر سے منکر حجاب عقل مین پنہان ہین - اور انکی مثال ایسی جانور کی سی ہے جو چرتے وقت گہاس مین منہ چہپا لیتا ہے یعنے منکرین اس خوف سے کہ کوئی انکو کافر نہ کہدے صریح طور پر تو معجزون کا انکار نہین کرتے لیکن در باطن منکر ہین یا تاویل باطل سے کام لیتے ہین - اور اسکا سبب حجاب عقل ہے یعنے انکی عقلی دلائل اور واہی تباہی قیاسات نے انکے آنکہون پر پردہ ڈالدیا ہے جس سے معجزون کی حقیقت نظر نہین آتی - اس شعر سے فلاسفۂ اہل اسلام (مثلا فرقہ نیچریہ) کا رد شروع ہوا ہے جو فی الواقع منکر معجزات ہین مگر اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے کے لیئے انکی لغو تاویلین کرتے ہین۔

	تا بناموس مسلمانی زیند	در تلبس تا ندانی کہ کیند	
ترجمہ	تلبس مین اسلام کے فرعون ہین	تا نہ ظاہر ہو کسی پر کون ہین	

شرح یعنے فلاسفۂ اہل اسلام جو بباطن منکر اور بظاہر دلی زبان سے بطور تاویل معجزات کے قائل ہو جاتے ہین اسکا سبب یہ ہے کہ وہ اس پردۂ فریب مین عزت اسلامی کے ساتہ زندہ رہنا چاہتے ہین تاکہ سچے مسلمانون کو یہ نہ معلوم ہو کہ یہ کون ہین - کیا مذہب رکہتے ہین - اگر بالتصریح معجزات کے منکر ہون - تو انکو یہ خوف ہے کہین اسلامی سلطنت زبان تیغ سے یا اسلامی علما تیغ زبان سے ہلاک نکر دین تلبس بمعنے سالوس و دغا بازی و فریب دہی

	ہمچو قلابان بران نقد تبا	نقرہ مے مالند و نام پادشاہ	
ترجمہ	شکل قلاب انکی نقدی سے تباہ	اب نقرہ پر لکہا ہے نام شاہ	

شرح فلاسفۂ اہل اسلام (جنکا باطن خلاف ظاہر ہے) قلابون (جعلی سکہ یا کہوٹا روپیہ بنانے والون) کے مانند ہین جو نقد تباہ (ناکارہ نقدی) مثلا تانبا پیتل جست - یا رانگ وغیرہ پر چاندیکا پترہ یا پانی چڑہا کر اور بادشاہ وقت کا نام لکہکر اصلی سکہ کی قیمت مین چلا دیتے ہین - لیکن جعلسازون کا ڈہوکا ہمیشہ نہین چلتا اکثر اوقات گرفتار ہو کر سزا

ہو جاتے ہین اور سخت سزائین بہگتتے ہین ۔ علے ہذا القیاس فلاسفہ اہل اسلام انکار معجزات کو کتنا ہی چہپائین مگر ایک نہ ایک دن اُنکا عقیدہ ظاہر ہو کر رسوا کرہی دیتا ہے ۔

	ظاہر الفاظشان توحید و شرع	**باطن آن ہمچو در نان تخم ضرع**
ترجمہ	ظاہر الفاظ اُنکے ہیں توحید و شرع	اور باطن نان میں ہے تخم ضرع

شرح ضرع بفتح صاد منقوطہ ایک نہایت بدمزہ گہاس ہوتی ہے جسکو تلخی کے باعث کوئی جانور نہین کہا سکتا ۔ اور صرع بصاد مہملہ ایک بیماری ہے جسکو مرگی کہتے ہین ۔ یہ شعر گویا گزشتہ شعر کی شرح ہے یعنے جسطرح کہوٹا سکہ حقیقت مین کچہ اور ہوتا ہے اور صورت مین کچہ اور اسیطرح فلاسفہ اہل اسلام منکرین معجزات کے ظاہر الفاظ تو مسائل توحید و شرع اور دبی زبان سے اقرار معجزات پر مبنی ہوتے ہین ۔ لیکن اُنکے باطنی عقیدے کی یہ مثال ہے جیسا روٹی مین تخم ضرع (بدمزہ گہاس کے بیج) یا ایسے تخم جنکا کہانا مرگی پیدا کرتا ہے ۔ مطلب یہ کہ اُنکا باطن ظاہر کے خلاف ہے ۔ ایسون کے دعوٰے اسلام کا کچہ اعتبار نہین ۔

	فلسفی را زہرہ نے تا دم زند	**دم زند دین حقش برہم زند**
ترجمہ	فلسفی دم مار سکتا ہے نہیں	ورنہ اُسکو مار ڈالے تیغ دیں

شرح زہرہ بمعنے قدرت ہے یعنے فلسفی مین اتنی طاقت نہین کہ مسائل شرعیہ مین کچہ کلام کرسکے یا دلائل عقلیہ سے اُنکا انکار کرے ۔ اور اگر دم مارے گا تو دین حق اُسکو لاشئے کر دیگا کیونکہ اَلْحَقُّ یَعْلُوْ وَلَا یُعْلٰی حق ہمیشہ غالب ہوتا ہے اور کبہی مغلوب نہین ہوتا ۔ یا یہ معنے ہین کہ شریعت کی تلوار یعنے حاکم شرع اُسکو جان سے مار ڈالیگا اور اُسکو کفار مین شمار کریگا ۔ چنانچہ اکثر مرتدون کو بادشاہان اسلام نے تہ تیغ کر دیا ہے ۔ مطلب یہ ہے کہ گو فلسفی دلمین معجزات وغیرہ کے انکار کو مخفی رکہتے ہین مگر زبان سے ایک حرف نہین نکال سکتے ۔ دم نہین مار سکتے ۔ ورنہ تیغ بادشاہ اسلام ایسون کے ٹکڑے کر ڈالے یا تیغ زبان علمائے حقانی جو سیف شریعت رسول اللہ ہے پُرزے پُرزے کر دے فلسفی بمعنے دانائی و دانشمندی ۔

	دست و پائے او جماد و جان او	**ہرچہ گوید آن دو در فرمان او**
ترجمہ	دست و پا سارے کے سارے ہیں جماد	زیر حکم جان ہیں سب شاد شاد

شرح ۔ اس شعر مین مولانا قدس سرہ نے نطق و حرکت جمادات کی دلیل فلسفی ہی کے بدن سے نکالی ہے یعنے فلسفی کسی طرح انکار تکلم جماد و معجزہ نہین کرسکتا ۔ کیونکہ اُسکے ہاتہہ پانو جماد ہین مگر چونکہ تابع جان ہین اسلیئے اُنکو جسطرف چاہتا ہے حرکت دیدیتا ہے ۔ اسیطرح اگر اللہ تعالےٰ کی خواہش سے جمادات کو حرکت یا نطق کے ساتہہ موصوف کردیا تو محال نہین ہو سکتا ۔ کیونکہ وہ روح الارواح ہے اور ہر شے اُسکے زیر فرمان ہے علے ہذا القیاس زبان بہی

جماد اور پارۂ گوشت ہے مگر دیکھئے خواہش روح کے سبب نطق کرتی ہے اسیطرح اگر جماد بھی مرضی حق سے ناطق ہو جائے تو کیا حرج ہے بس تو فلسفی کی زبان سے جو منکر جمادات کا انکار نکلتا ہے وُہ خود بمنزلہ اقرار ہے کیونکہ زبان خود جماد ہے۔ اور پھر بحکم حق ناطق ہے۔ دوسرے معنے یہ ہین کہ چونکہ فلسفی قتل ہو جانے کے ڈر سے انکار معجزات کے متعلق دم نہین مار سکتے اسلیئے اپنے عقیدے کو دلمین پنہان رکھتے ہین اور ہاتون پانو کو جو بمنزلہ جماد اور روح کے ریزہ فرما ہین بظاہر اتباع شرع مین ہلاتے رہتے ہین مگر اُنکا باطن ظاہر کے خلاف ہے

با زبان گرچہ کہ تہمت می نہند	دست و پاہاشان گواہی میدہند
ترجمہ گو زبان سے رکھتے ہیں تہمت مگر	دست و پا شاہد ہیں بیشک سربسر

شرح یعنے اگرچہ فلسفی اپنی زبان سے جمادات پر انکار تسبیح و نطق کی تہمت رکھتے ہین مگر اُنہین نطق جمادات کی حقیقت اُسوقت معلوم ہوگی جب کہ قیامت کے دن اُنکے ہاتھ پانو اُنپر گواہی دینگے۔ قرآن مجید مین ہے اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰۤی اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَاۤ اَیْدِیْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ یعنے آجکے دن (روز قیامت) ہم اُن کافرین و منکرین کے منہ پر مُہر کر دینگے اور اُنکے ہاتھ ہمارے ساتھ ہمکلام ہونگے اور اُنکے پانو اُنکی کمائی یعنے اعمال کی گواہی دینگے کہ دنیا مین رہکر کیا کیا تھا۔ اِس شعر کے دوسرے معنے یہ ہین کہ اگرچہ فلسفی اپنی زبان سے جمادات پر انکار تسبیح اور نطق کی تہمت لگاتے ہین اور معجزات کے منکر ہین مگر یہ خیال نہین کرتے کہ اُنکے ہاتھ پانو خود نطق جمادات کا اثبات کر رہے ہین اور اُسپر سچی گواہی دیتے ہین۔ کیونکہ ہاتھ پانو کی حرکت سے صاف ظاہر ہے کہ یہ تابع روح ہین۔ اور اُسی کی حرکت دینے سے متحرک ہوتے ہین پھر اگر روح الارواح (اللہ تعالے) کے اشارہ سے جمادات متحرک یا ناطق ہون تو ہرگز محال نہین ہو سکتا۔ **تیسرے** معنے یہ ہین کہ دست و پا سے اعضائے جسمی مراد ہین اور یہ ظاہر ہے کہ زبان بھی اعضا مین داخل ہے۔ اِسصورت مین یہ مطلب ہوا کہ فلسفی جس زبان سے نطق جمادات کا انکار کرتے ہین وہی زبان اُنکے نطق پر گواہی دے رہی ہے۔ کیونکہ زبان خود جماد ہے اور پھر ناطق ہے غرض یہ کہ جس خدائے قادر و قہار نے انسان کے بعض اعضا (مثلاً دست و پا) کو زبان حال سے اور بعض اعضا (مثلاً زبان) کو لسان مقال سے گویائی کی طاقت عطا فرما رکھی ہے وہ جمادات کو نطق عطا فرمانے پر بھی قادر ہے ایخاطب تو حضرت ابوبکر صدیق رض کی طرح صادق مومن بن۔ اور اہل فلسفہ کے خلاف ظاہر و باطن کو یکسان رکھ۔

اظہار معجزہ پیغمبر علیہ السلام و درآمدن سنگریزہ در دست ابوجہل و گواہی دادن برسالت آنحضرت صلعم

ترجمہ پیغمبر علیہ السلام کی معجزہ کا ظاہر ہونا اور ابوجہل کے ہاتھ میں کنکریون کا کلام کرنا اور آنحضرت کی رسالت پر گواہی دینی

شرح یعنے ایک دن ابوجہل بطور امتحان صداقت دعوے رسالت پیغمبر علیہ السلام کے پاس آیا اور چند سنگریزے اپنی

مٹھی مین چھپا کر کہنے لگا کہ اے احمد جلد بتایئے میری اس مٹھی مین کیا چیز ہے۔ لفظ زود بگو سے متعلق ہے

گر رسولی چیست در دستم نہان ... چون خبر داری ز راز آسمان

ترجمہ: کہیئے کیا ہے میری مٹھی میں نہاں ... ہے تمہیں گر علم راز آسماں

شرح یعنے اگر آپ رسول ہین اور آسمانی راز سے واقفیت رکھتے ہین تو فرمایئے کہ میرے ہاتہ مین کیا چیز ہے

گفت چون خواہی بگویم کان چہاست ... یا بگویند آن کہ ما حقیم و راست

ترجمہ: بولے پیغمبر بتا دوں - یا وہی ... خود گواہی دے مرے حق ہونے کی

شرح چون حرف شرط ہے یعنے اگر یعنے رسول اللہ نے ابوجہل کے جواب مین یہ فرمایا کہ اگر تو یہ چاہتا ہے کہ جو چیز تیرے ہاتہ مین ہے وہ خود میرے پیغمبر برحق ہونے کی گواہی دے تو اللہ تعالے اسپر بہی قادر ہے نکتہ چہار۔ لفظ چہ کی جمع ہے یعنے چہ بسیار۔ اور گویند خود صیغہ جمع ہے ان دونو لفظون سے صاف ظاہر ہے کہ ابوجہل کے سوال کرتے ہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بتائید الٰہی اُسکے ہاتہ مین سنگریزون کا ہونا تو درکنار اُنکی مجموعی حالت یعنے گنتی بہی معلوم ہوگئی تہی۔

گفت بوجہل آن دوم نادر ترست ... گفت حق آرے ازان قادر ترست

ترجمہ: وہ لگا کہنے یہ نادر ہے سوا ... آپ بولے سب پہ قادر ہے خدا

شرح یعنے ابوجہل نے رسولخدا کو یہ جواب دیا کہ دوسری بات یعنے میرے ہاتہہ کی چہپی ہوی چیز کا آپ کے پیغمبر برحق ہونے کی گواہی دینا نہایت نادر اور عجیب تر ہے مین اسی بات کو پسند کرتا ہون۔ کیونکہ اس مین میرے سوال کا جواب بہی ہوجائے گا۔ اور آپنے جو ایک نہایت مشکل اور عجیب بات یعنی میری ہاتہہ کی بیجان کا چیز کے نطق کا دعوے کیا ہے اُسکا ثبوت بہی آپ کو دینا پڑیگا۔ رسول اللہ نے فرمایا کہ یہ کوئی عجیب تر بات نہین ہے۔ بلکہ اللہ تعالے اس سے بہی زیادہ اظہار عجائبات پر قادر ہے۔

گفت شش پارہ حجر در دست تست ... بشنو از ہر یک تو تسبیحے درست

ترجمہ: اور کہا چہ سنگریزے ہیں نہاں ... حکم حق سے سب کے سب تسبیح خواں

شرح یعنے اس سوال و جواب کے بعد رسولخدا نے فرمایا کہ اے ابوجہل تیرے ہاتہ مین چہہ عدد سنگریزے ہین اور چہئون درست اور فصیح الفاظ کے ساتہ خدا کی تسبیح کر رہے ہین۔

از میان مشت او ہر پارہ سنگ ... در شہادت گفتن آمد بے درنگ

ترجمہ: ہاتھ میں بوجہل کے ہر کنکری ... دل سے کلمہ آپ کا پڑہنے لگی

شرح یعنے ابوجہل کی مٹھی مین ہر سنگریزہ کلمہ شہادت پڑہنے لگا۔ اس کلمہ شہادت کی شرح آیندہ شعر مین موجود ہے

	لا الٰہ گفت و الا اللہ گفت	گوہر احمد رسول اللہ سفت
ترجمہ	لا الٰہ کہہ کے اِلّا اللہ کہا	اور پھر احمد رسول اللہ کہا

شرح یعنے ہر سنگریزے نے لا الہ الا اللہ کہا اور کلمۂ احمد رسول اللہ کا موتی پرویا۔ خدا کی وحدانیت اور پیمبر کی رسالت پر گواہی دی۔

	چون شنید از سنگہا بوجہل این	زد زخشم آن سنگہا را بر زمین
ترجمہ	یہ شہادت جب سنی بوجہل نے	پھینکی اک اک کنکری نا اہل نے
	گفت نبود مثل تو ساحر دگر	ساحران را سر توئی و تاج سر
ترجمہ	اور کہا بے مثل جادوگر ہے تو	بلکہ ہر ساحر کا تاج سر ہے تو

شرح یعنے جب ابوجہل نے سنگریزون کی زبان سے تسبیح اور کلمۂ شہادت بگوش خود سن لیا تو غصہ اور حسد کے باعث اُن سنگریزون کو زمین پر پھینکدیا۔ اور حسب قاعدۂ کفار ومنکرین سابقین یہ کہا کہ اے احمد تم لاجواب جادوگر اور تمام جادوگرون کے سر بلکہ تاج سر ہو۔

	چون بدید آن معجزہ بوجہل تفت	گشت در خشم و بسوئے خانہ رفت
ترجمہ	دیکھ کر بوجہل ایسا معجزہ	چلدیا غصہ مین ہو کر بے مزہ

شرح تفت۔ صیغۂ ماضی مشتق از تفتن بمعنے گرم وغضبناک شد یعنے ابوجہل یہ معجزہ دیکھکر نہایت غضبناک ہوا۔ اور بحالت غضب اپنے گھر چلا گیا۔

	رہ گرفت و رفت از پیش رسول	او فتاد اندر چہ آن زشت و جہول
ترجمہ	چلدیا بوجہل۔ اپنی راہ لی	ناخوش وجاہل نے راہِ چاہ لی

شرح یعنے ابوجہل یہ معجزہ دیکھکر رسولخدا کے پاس سے چلا گیا اور چونکہ وہ ازلی بدبخت اور جاہل تہا اسلیئے گمراہی کے کنوین مین جا گرا۔

	معجزہ او دید و شد بدبخت و رفت	سوے کفر و زندقہ سیر تیز و زفت
ترجمہ	دیکھ کر بدبخت اعجاز رسول	سخت کافر ہوگیا۔ ظالم جہول

شرح زفت بمعنے درشت وسخت دل ہے اور زندقہ بمعنے زندیق شدن یعنے کفر والحاد زندیق اسکو کہتے ہین جو دو صانعون (یزدان واہرمن) کا قائل ہو۔ اور خدا وآخرت پر ایمان نہ رکھتا ہو۔ یا وہ جو ظاہر مین مومن اور باطن مین کافر ہو۔ بعض نے لفظ زندیق کو لفظ زن دین کا معرب کہا ہے یعنے وہ شخص جو عورتون کا سا بے اصل دین رکھتا ہو۔ مگر صحیح یہ ہے کہ زندیق زندی کا معرب ہے منسوب بسوے زند جو زرتشت آتش

پرست کی کتاب کا نام ہے۔ قاف آخر جب قاعدہ عرب زائد کیا گیا ہے اور بعض نے زندیق کو زندیک کا معرب کہا ہے اور زندیک مین کاف تصغیر تحقیر کے لیے ہے یعنے ابوجہل نے الیاز بردست معجزہ دیکھا مگر چونکہ ازلی بدبخت تہا اسلیئے ایمان نہ لایا اور سرتیز (سرکش و جنگجو) اور سخت دل ہو کر کفر والحاد کی طرف چلا گیا بعض نسخون مین زفت کیجگہ تفت ہے یعنے تفتہ و غضبناک۔

	خاک بر فرقش کہ بد کور و لعین	چشم او ابلیس آمد خاک بین
ترجمہ	خاک اُسکے سرمین تھا کور و لعین	صورت ابلیس بالکل خاک بین

شرح یعنے ابوجہل کے سر پہ خاک ڈالدینی چاہیئے کہ وہ کمبخت اپنے کفر کے غرور اور دنیوی تکبر کے باعث شیطان کی طرح ازلی ملعون اور راندہا تہا کیونکہ جسطرح شیطان نے از راہ تکبر حضرت آدمؑ کو مٹی کا پتلا دیکھکر اور بمصداق خَلَقْتَہٗ مِنْ طِیْنٍ سمجھکر اُنکو سجدہ نہ کیا اسیطرح ابوجہل معجزہ دیکھکر پیغمبر ایمان نہ لایا مطلب یہ کہ ابلیس نے حضرت آدم کی فقط طینت اور خاک ہونے کو دیکھا اُنکے صرف ایک پہلو یعنے بشریت پر نظر کی اور روحانیت وصفات ملکوتیت کا خیال نہ کیا۔ اسیطرح ابوجہل نے رسول اللہ کے بشریت کو خیال کیا روحانیت کو نہ دیکھا۔ اور ایمان سے محروم رہا۔

	این سخن را نیست پایان اے عمو	قصۂ آن پیر چنگی باز گو
ترجمہ	یہ سخن بے انتہا ہے اے پچا	سُنلے اب وہ جو فسانہ ہے بجا
	تمامی قصہ مطرب و پیغام رسانیدن امیر المؤمنین عمرؓ باو آنچہ ہاتف آواز داد	
ترجمہ	مطرب کے قصے کا بقیہ اور اُسکو عمر رضی اللہ عنہ کے پیغام غیبی پہنچانے کا ذکر	
	باز گردو حال مطرب گوش دار	زانکہ عاجز گشت مطرب ز انتظار
ترجمہ	حال اُس مطرب کا سُن لے نامدار	ہوگیا عاجز جو کر کے انتظار

شرح یہ پہلے معلوم ہوچکا ہے کہ مطرب نے گورستان مین یہ کہا تہا۔ گفت خواہم از حق ابریشم بہا۔ یعنے مین خدا سے چنگ پر چڑہانے کے لیے صرف ریشم کے تارون کی قیمت چاہتا ہون۔ مجھے خدا اتنا دیدیا کرے کہ تار چنگ کے لیے ریشم خرید لیا کرون یہ پیر چنگی کی دلی دعا تھی۔ اور اسی دعا کی قبولیت کے انتظار مین وہ بیچارہ عاجز آگیا تہا آخر اللہ تعالےٰ نے بیقرار کی دعا سُن لی اور حضرت عمر کو ہاتف نے یہ آواز دی

	بانگ آمد مر عمر را کاے عمر	بندۂ ما را ز حاجت باز خر
ترجمہ	غیب سے آواز آئی اے عمر	مشکل ایک بندے کی جلد آسان کر

شرح یعنے پیر چنگی قبولیت دعا کے انتظار ہی مین تہا کہ حضرت عمر کے کان مین غیب سے آواز آئی کہ اے

عمر ہمارے فلان بندہ کی حاجت برآری کر۔

بندۂ داریم خاص و محترم — سوے گورستان تو رنجہ کن قدم

ترجمہ: ایک بندہ ہے ہمارا محترم — تا بگورستان بڑھا اپنا قدم

شرح یعنے اے عمر گورستانِ مدینہ کی طرف جاؤ وہان ضرور ہمارا ایک خاص اور محترم بندہ آپ کو ملیگا۔ اسکی مدد کرنا

اے عمر بر جہ ز بیت المال عام — ہفتصد دینار در کف نہ تمام

ترجمہ: اپنے بیت المال مین سے تو اُسے — گن کے پورے سات سو دینار دے

شرح۔ لفظ جہ جہیدن سے مشتق ہے بمعنے جلدی کرنا یعنے اے عمر جلدی کر اور بیت المال مین سے پورے سات سو دینار (اشرفیان) اُسکو دے آ۔

پیش او بر کاے تو مارا اختیار — اینقدر بستان کنون معذور دار

ترجمہ: اور کہہ تجھ پر ہے خالق مہربان — اس قدر لے اور اب معذور جان

اینقدر از بہر ابریشم بہا — خرج کن چون خرج شد اینجا بیا

ترجمہ: یہ رقم ہے بہر ابریشم بہا — صرف جبدم ہوچکے سب تو پھر آ

شرح یعنے حضرت عمر کو خواب مین یہ بشارت دیگئی کہ ہمارے ایک بندۂ خاص کے پاس جو گورستان مین ہے سات سو دینار لیجا۔ اور اُس سے یہ کہہ کہ تو ہمارا یعنے اللہ تعالے کا مختار اور برگزیدہ بندہ ہے (اختیار مصدر ہے بمعنے مفعول یعنے مختار) اور اے عمر اُس سے یہی کہدینا کہ اسقدر یعنے سات سو دینار بالفعل قبول کر لیجے اور اس رقم قلیل کے پیش کرنے سے گو ہمین شرم آتی ہے مگر آپ معاف فرمایئے یا یہ معنے ہین کہ زیادہ سے بالفعل معذور سمجھیئے۔ پہلے معنون مین لفظ کنون بستان سے متعلق ہے اور دوسری حالت مین معذور دار سے یہ آپ کا ابریشم بہا (ریشم کی قیمت) ہے اسکو خرچ کیجئے اور جب سب صرف ہو جائے تو پھر تشریف لے آیئے۔ اللہ تعالے مالک حقیقی اور مسبب الاسباب ہے لفظ اختیار مصدر بمعنے اسم فاعل بھی ہو سکتا ہے یعنے تو ہمین پسند کرنیوالا ہے۔

پس عمر ز ان ہیبت آواز جست — تا میان را بہر این خدمت ببست

ترجمہ: ہیبت آواز سے چونکے عمرؓ — اُسکی خدمت کے لئے باندھی کمر

شرح یعنے یہ آواز غیبی سُنکر حضرت عمرؓ خواب سے چونک پڑے۔ اور اُس بندۂ خدا کی خدمت کرنے (دینار دینے) کے لیے کمر باندھ لی۔ یہان سے یہ بات نکلتی ہے کہ آدمی اہل اللہ کی خدمت کو اپنا فرض سمجھے اور انکا حال معلوم ہونے کے بعد فی الفور خدمت گذاری کے لئے کمر بستہ ہو جائے ٭

سوئے گورستان عمر بنہاد رو ۔ در بغل ہمیان ۔ دوان در جستجو

ترجمہ: سوئے گورستان جھٹ پہنچے عمر ۔ لے گئے زیر بغل ہمیان زر

شرح: یعنے حضرت عمر خواب سے اُٹھکر اور بغل مین دینارون کی تہیلی لیکر گورستان کی طرف گئے اور اُس شخص کی جستجو مین گورستان کے چارطرف روان دوان رہے۔

گرد گورستان دوان شد او بسے ۔ غیر آن پیر او ندید آنجا کسے

ترجمہ: گرد گورستان ڈہونڈا جابجا ۔ وہان بجز اُس پیر کے کوئی نہ تھا

شرح: یعنے حضرت عمرؓ گورستان کی چارطرف بہت ڈہونڈتے پہرے۔ مگر بجز اُس پیر چنگی کے اور کوئی نظر نہین آیا

گفت این نبود ۔ دگر بارہ دوید ۔ ماندہ گشت و غیر آن پیرے ندید

ترجمہ: دلمیں کہہ کر یہ نہ ہوگا وہ بشر ۔ چارسو دوڑے دگر بارہ عمر

شرح: یعنے جب کہ سوائے پیر چنگی کے گورستان مین اور کوئی نظر ہی نہ آیا تو حضرت عمرؓ نے یہ خیال کیا کہ اُسکی جستجو مین دوبارہ مین گشت کرنا چاہیئے کیونکہ وہ شخص جسکو خدا نے اپنا خاص بندہ فرمایا ہے کوئی اور ہی ہوگا یہ شخص یعنے پیر چنگی جو بظاہر خلاف شرع فعل کا مرتکب ہوتا ہے خدا کا خاص اور محترم بندہ نہین ہوسکتا۔ چنانچہ یہ سوچکر آپنے پہر گشت کیا یہانتک کہ تہک گئے اور دوسرے چکر مین بہی بجز پیر چنگی گورستان مین کوئی نظر نہ آیا

گفت حق فرمود ۔ ما را بندہ ایست ۔ صافی و شایستہ و فرخندہ ایست

ترجمہ: اور کہا وہ تو خدا کا بندہ ہے ۔ صافی و شایستہ و فرخندہ ہے

پیر چنگی کے بود خاص خدا ۔ حبذا اے سر پنہان حبذا

ترجمہ: کب ہے چنگی بندۂ خاص خدا ۔ واہ وا اے سر پنہان واہ وا

شرح: یہ دونو شعر قطعہ بند ہین یعنے جب دوسرے گشت مین بہی بجز پیر چنگی کے کوئی نہ دکہائی دیا تو حضرت عمرؓ نے دل ہی دل مین کہا کہ اللہ تعالےٰ نے تو مجھے یہ بشارت دی ہے کہ گورستان مین ہمارا ایک خاص بندہ ہے جو گناہون سے پاک وصاف اور مقبول بارگاہ اور نہایت مبارک ہے حالانکہ یہان بجز پیر چنگی کے اور کوئی نظر نہین آتا۔ اور پیر چنگی خدا کا خاص بندہ ہو نہین سکتا۔ اب کیا علاج ہو مصرع آخر اگر حضرت عمر کا قول ہے تو یہ معنے ہین کہ بظاہر تو یہ پیر چنگی مرد خدا معلوم نہین ہوتا۔ مگر اے سر مخفی الٰہی تو ٹہیک قابل مدح ہے کہ معاصی کو طاعت اور عاصی کو عابد اور گنہگار کو قابل قبول حضرت ذوالاکرم بنادیتا ہے۔ شاید یہ پیر چنگی بہی اسی قبیل سے ہو حبذا کلمۂ مدح ہے یعنے خوبست و بہترست اور اگر مولانا کا مقولہ ہے تو اہل غفلت کی تنبیہ اور اِن معنون سے کہا گیا ہے کہ اسرار الٰہی پوشیدہ ہین اللہ تعالےٰ دم بہر مین عاصی کو عابد اور عابد کو عاصی بنا دیتا ہے۔

بار دیگر گرد گورستان بگشت ۔ ہمچو آن شیر شکاری گرد دشت

ترجمہ: پھر کیا اُس مقبرے میں ایک گشت ۔ جسطرح شیر شکاری گرد دشت

شرح: یعنے حضرت عمرؓ تیسری بار پھر گورستان کے گرد اسطرح پھرے جسطرح کوئی شکاری شیر تلاش صید میں جنگل کے گرد پھرا کرتا ہے۔

چونکہ یقین گشتش کہ غیر پیر نیست ۔ گفت در ظلمت دلِ روشن بسے ست

ترجمہ: پیر چنگی پر یقیں پھر ہو گیا ۔ ہیں بہت ۔ ظلمت میں انوار خدا

شرح: یعنے جب تیسرے گشت میں بھی بجز پیر چنگی کوئی نظر پڑا تو حضرت عمر کو یقین ہو گیا کہ وہ شخص جسکو خدا نے اپنا خاص بندہ کہا ہے یہی پیر چنگی ہے اور اپنے دل سے یہ کہا کہ جسم ظلمانی کے پردے میں بہت سے روشن دل اور ظاہر خراب و باطن آباد رکھنے والے بہت سے خدا کے بندے دنیا میں موجود ہیں شاید یہ پیر چنگی اسی قبیل سے ہو۔ گو اسکی ظاہری حالت خلاف شرع اور خراب ہے مگر کیا تعجب باطنی حالت درست ہو اور دراصل وجہ یقین یہ ہے کہ ولی را ولی میشناسد۔

آمد و با صد ادب آنجا نشست ۔ بر عمر عطسہ فتاد و پیر جست

ترجمہ: باادب بیٹھے وہاں آکر امیر ۔ اور اُنکی چھینک سے چونکا وہ پیر

شرح: یعنے حضرت عمرؓ کو جب یقین ہو گیا کہ وہ بندۂ خدا یہی پیر چنگی ہے تو اسحالت میں کہ وہ ابھی سو ہی رہا تھا اُسکے پاس آکر مودبانہ بیٹھ گئے اور فرط ادب سے پیر چنگی کو جگا نہ سکے۔ ناگہان آپ کو چھینک آئی اور اسکی آواز سے وہ بندۂ خدا چونک پڑا اور آنکھ کھل گئی۔ یہان سے بندگان خدا کا مرتبہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت امیر المومنین عمرؓ نے مطرب کے ادب کو کسقدر ملحوظ رکھا ہے۔ عطسہ عربی میں چھینک کو کہتے ہیں۔

مر عمر را دید و ماند اندر شگفت ۔ عزم رفتن کرد و لرزیدن گرفت

ترجمہ: چونک کر جب کی نظر سوئے عمر ۔ بھاگنا چاہا لرز کر سربسر

شرح: یعنے پیر چنگی آنکھ کھولتے ہی حضرت عمر کو دیکھکر حیران اور متعجب ہو گیا۔ اور اُنکے خوف سے بدن کپکپانے لگا۔ آگے سے بھاگنا چاہا۔

گفت در باطن خدایا از تو داد ۔ محتسب بر پیرکِ چنگی فتاد

ترجمہ: اور کہا دلمیں الٰہی داد دے ۔ پیر پہ ایک محتسب ہیں آپڑے

شرح: یعنے حضرت عمرؓ کے خوف سے پیر چنگی نے اپنے دلمین یہ کہا کہ یا الٰہی مین تجھسے داد چاہتا ہون۔ تو میری فریاد کو پہنچ۔ آج (ایک نہایت فقیر و ذلیل پیر چنگی کو دیئے مجھے) ایک زبردست محتسب (حضرت عمرؓ) نے آلیا ہے

دیکھیے کیونکر رہائی ہو۔ پیرک مین کاف تحقیر ہے محتسب بادشاہ اسلام کی طرف سے وہ شخص ہوتا ہے جو مخلوق کو ممنوعات شرعیہ کے استعمال سے روکتا اور علے الاعلان فسق وفجور کرنے والون کو سزائین دیتا ہے۔

چون نظر اندر رخ آن پیر کرد	دید اورا شرمسار و روے زرد
ترجمہ: آنکھ ڈالی جبکہ روئے پیر پر	شرم سے رو زرد پایا سربسر

شرح۔ یعنے جب حضرت عمرؓ نے اُسکے چہرے پر نظر ڈالی تو اُسے شرمندہ اور خوف کے سبب زرد رو پایا۔

پس عمر گفتش مترس از من مرم	کت بشارتہا ز حق آوردہ ام
ترجمہ: پس عمرؓ بولے نہ ڈر تو مجھ سے اب	میں تو لایا ہوں بشارتہائے اب

شرح۔ یعنے اُسے لرزان اور خوفناک دیکھکر حضرت عمرؓ نے یہ فرمایا کہ اے شخص کچھ خوف نکر اور میرے آگے سے ہرگز نہ بھاگ۔ کیونکہ مین تیرے پاس اللہ تعالےٰ کی طرف سے ایک خوشخبری لیکر آیا ہون۔ مَرَم صیغہ نہی رشتق از رمیدن بمعنے بھاگنا۔ کِت بمعنے کہ تُرا ہے مرکب از کاف تعلیل بضمیر مفعول۔

چند یزدان مدحتِ خوے تو کرد	تا عمر را عاشق روے تو کرد
ترجمہ: محترم کہتا ہے خود خالق ہے تجھے	تیرا عاشق کر دیا اُس نے مجھے

شرح۔ یہ حضرت عمرؓ کا قول ہے یعنے اے شخص تیری نیکخوئی کی مدح مین اللہ تعالےٰ نے چند کلمے میرے دل مین القا کیے ہین۔ یعنے تجھے اپنا بندہ۔ اور پھر بندۂ خاص اور محترم کہا ہے اور اُسی نے مجھے تیرے روئے مبارک کا عاشق اور تیری ملاقات کا شایق بنا دیا ہے۔

پیش من بنشین و مہجوری مساز	تا بگوشت گویم از اقبال راز
ترجمہ: میرے آگے بیٹھ کیوں جاتا ہے دور	تا کہوں اک راز میں لے پر شعور

شرح۔ مہجوری بمعنے دوری ہے اور اقبال، وبخت و دولت کا سامنے آنا۔ یعنے اے شخص تو مجھسے خوف زدہ ہوکر نہ بھاگ اور دور نہو بلکہ میرے پاس آکر بیٹھ مین تیرے کان مین بخت و دولت اور تیرے نصیبے کے سامنے آنے کا راز کہونگا اور تجھے خوشخبری دونگا کہ تیرا نصیبا یعنے بخت دینی و دنیوی تیرے سامنے آگیا ہے۔

حق سلامت میکند مے پرسدت	چونی از رنج و غمان بے حدت
ترجمہ: پوچھتا ہے حق تجھے بعدِ سلام	غم میں کیا حالت ہے اے والا مقام

شرح۔ یعنے اے شخص اللہ تعالےٰ تجھے سلام کہتا ہے اور تیری مزاج پرسی کرتا ہے اور یہ فرماتا ہے کہ ہمارے دیے ہوئے رنج و غم بے حد (مفلسی وتنگی) کے باعث تیری کیا حالت ہے کیا تو اسے اپنے لیئے رحمت جانتا ہے یا زحمت خیال کرتا ہے

	نک تو اضحہ چند - ابریشم بہا	خرچ کن این را و باز اینجا بیا
ترجمہ	ہیں یہ ٹکڑے بہر ابریشم بہا	خرچ کر اور پہر ہمارے پاس آ

شرح نک مخفف اینک ترکیب مین مفعول واقع ہولہے اور اسکا فعل (لفظ بگیر) محذوف ہے۔ یعنے حضرت عمرؓ نے یہ فرمایا کہ اے شخص یہ چند سونے کے ٹکڑے (سات سو دینار) ریشم کی قیمت حاضر ہیے قبول فرمایئے اور جب یہ ہوچکین تو پہر آجایئے خدا اپنے خزانہ غیب سے اور کچہہ عطا فرلئے گا۔

	پیر لرزان گشت چواین را شنید	دست میخائید و بر خود مے طپید
ترجمہ	پیر کانپ اُٹھا سُنی جو دم یہ بات	بے تحاشا کاٹ کہائے اپنے ہات

شرح یعنے جب پیر چنگی نے یہ بشارت سُنی تو شدت حیا اور گزشتہ گناہون کی خجالت اور ناگاہ مرتبہ کمال پر پہنچنے کے باعث کانپنے لگا اور عمر گزشتہ کے بیکار جانے پر جو لہو ولعب مین گزری تہی ہاتہہ کاٹنے اور سخت افسوس کرنے لگا۔ اور مضمون بشارت سنکر نہایت بیقرار ہوگیا۔

	بانگ مے زد کاے خدائے بے نظیر	بس کہ از شرم آب شد بیچارہ پیر
ترجمہ	اور کہا بس اے خدائے بے نظیر ۞	پانی پانی ہوگیا خجلت سے پیر

شرح یعنے کمال شرم کے باعث پیر چنگی نعرے مار مار کر یہ کہتا تہا کہ اے خدائے بے نظیر دبے ہمتا۔ بس بس مجہہ جیسے عاجز و گنہگار کو اپنے کرم سے اور زیادہ شرمندہ نہ کر تیرا یہ کرم کیا تہوڑا ہے کہ امیر المومنین حضرت عمرؓ کو میری امداد کے لیئے بہیجا اور باینہمہ عصیان شعاری تو نے مجہے بندہ خاص و محترم کے لقب سے یاد و شاد فرمایا مین تیرے اسی کرم فرمانے کی خجالت سے پانی پانی ہوا جاتا ہون یا یہ معنے ہین کہ اے بے مانند خدا۔ بس میرے گناہ حد سے بڑہ گئے ہین اب مجہے گرفتار معاصی نرکہہ۔ اور اپنی رحمت کی طرف کہینچ لے مین گذشتہ گناہون کی شرم اور عمر کے ضایع ہونے سے اسقدر شرمندہ ہون کہ عرق خجالت مین ڈوبا جاتا ہون۔

	چون بسے بگریست و از حد رفت درد	چنگ را زد بر زمین و خرد کرد
ترجمہ	درد و نالہ جب بڑہا حد سے پرے	چنگ کے مطرب نے ٹکڑے کر دیئے

شرح یعنے پیر چنگی پہلے تو بہت رویا۔ اور جب رو چکا تو رحمت الٓہی نے جو اُسکے گریہ کی صورت مین تہی اُسے اپنی طرف کہینچ لیا اور اُسنے چنگ کو جو آلہ لہو ولعب اور باعث غفلت تہا۔ زمین پر مار کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔

	گفت اے بودہ حجابم از الٰہ	اے مرا تو راہزن از شاہراہ
ترجمہ	اور کہا تو تہا حجاب بارگاہ	تو نے رہزن بنکے لوٹا شاہراہ

شرح یعنے پیر چنگی نے توڑنے کے بعد چنگ کو مخاطب کرکے یہ کہا کہ اے کمبخت تو میرے لیے خدا کے اور میرے

شرح- کشتِ دل (دل کی کھیتی) سے یا تو خود دل مراد ہے- یا مادۂ حسنات کیونکہ نیکیاں بلا تحریک دل کسی طرح صادر نہیں ہو سکتیں تری- جسکو ضرورت شعر کے لئے مشدّد باندھا گیا ہے- بمعنے تری و تازگی و لطف و خوبی ہے- اور ہم یہ پہلے بیان کر چکے ہیں- کہ زیر افگند خرد- اور زیر افگند بزرگ موسیقی کے شاخوں یا نغموں کے دو نام ہیں یعنے مُطرب کہتا ہے- کہ افسوس زیر افگند خرد کی خوبی و تر و تازگی- اور اسکی خدا سے غافل کرنے والی کیفیت نے میرے دِل کی کھیتی کو خشک کر دیا- یعنے دل کو مُردہ بنا دیا- کیونکہ جو دِل خدا سے غافل ہیں- وہ مُردہ دل سے بدتر ہیں **نکتہ**- دیگر خوبیوں سے قطع نظر اس شعر میں ایک خوبی یہ ہے کہ ظاھری کھیتی کے برخلاف یہاں تری سے کشت دل کے خشک ہو جانے کو ثابت کیا گیا ہے-

	وائے کز آواز ایں بست و چہار	کارواں بگذشت و بیگہ شد نہار	
ترجمہ-	حیف اے کیفیّت بست و چہار	تو نے ضایع کر دئے لیل و نہار	

شرح - یہ ابھی معلوم ہو چکا ہے- کہ موسیقی والوں نے بارہ راگ اور چوبیس ۲۴ راگنیاں ایجاد کی ہیں- جنکے فارسی نام ہم بیان کر چکے ہیں- اس شعر میں بست و چہار سے وہی چوبیس راگنیاں مراد ہیں- یعنے مُطرب یہ کہتا ہے کہ افسوس چوبیس راگنیوں کی آواز اور اُن کی لذّت نے مجھے خدا سے غافل کر کے اسقدر اپنی طرف محو کیا- کہ کاروانِ کعبۂ وصال حقیقی یا قافلۂ ایام عمر دور نکلگیا- اور نہار یعنے طاعات و عباوات کا وقت ہاتھ سے جاتا رہا- وقت بیوقت ہو گیا۔

	اے خدا فریاد ازیں فریاد خواہ	داد خواہم نے ز کس زیں داد خواہ	
ترجمہ	اے خدا میں تجھسے ہوں داد خواہ	داد میری دے تجھے اے داد خواہ	

شرح یہ شعر بھی مطرب کا قول ہے- اور مطلب یہ ہے کہ اے خدا میں اس نفس فریاد خواہ کی طرف سے تیری عدالت میں استغاثہ کرتا ہوں- اور داد چاہتا ہوں- اور یہ میری داد و فریاد کسی غیر کیطرف سے نہیں ہے، بلکہ اسی نفس داد خواہ کی جانب سے ہے- یا یہ معنے کہ میں تجھی سے داد چاہتا ہوں- تیرے سوا اور کسی سے نہیں چاہتا- کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ میرے نفس داد خواہ کی داد تو ہی دیگا- یعنے میری توبہ تو ہی قبول فرمائیگا-

	دادِ کس چوں من ندادم در جہاں	عمر شد ہفتاد سال از من جہاں	
ترجمہ	میں کسیکا کب ہوا فریاد رس	عمر کے گذرے مرے ہفتر برس	
	دادِ خود از کس نیابم جز مگر	زانکہ ہست از من بمن نزدیک تر	
ترجمہ	داد دیگا بس وہی اک داد گر	جو رگِ گردن سے ہے نزدیک تر	

شرح یہ دونوں شعر قطعہ بند ہیں- پہلے مصرع میں جہاں بمعنی عالم- اور دوسرے میں جہاں بمعنے جہندہ و گذراں ہے یعنے پیر چنگی یہ کہتا ہے کہ میری عمر کے ستر برس یوں ہی گذر گئے- چونکہ میں نے اپنی تمام عمر میں کسی کی داد نہیں دی- یعنے کسی سے نیک سلوک نہیں کیا- اسلئے آج میں اپنی داد بھی کسی سے نہ پاؤنگا- اور کوئی شخص مجھ سے نیکی کے ساتھ پیش نہ آئیگا

مگر مجھ سے نیکی وہی (اللہ تعالیٰ) کریگا - جو میری جان اور رگ گردن سے بھی زیادہ مجھ سے نزدیک اور ہردم میرے ساتھ ساتھ ہے - یعنے بجز خدا کے اور کوئی توبہ قبول کرنے اور نیکیوں کی توفیق دینے والا نہیں ہے - اسلئے میں اُسی سے داد چاہتا ہوں - وہی میری دادخواہی کریگا اور فریاد سنکر توبہ قبول فرمائے گا -

	کاین منی از وے رسد دم دم مرا	پس ورا بینم چو شد ایں کم مرا
ترجمہ	یہ خودی جو آرہی ہے دمبدم	اُسکو دیکھوں یہ اگر ہو جائے کم

شرح یہ شعر مضمون دادخواہی مطرب کا بیان ہے - یعنے پیر چنگی یہ کہتا ہے - کہ میں اس بات کی داد چاہتا ہوں کہ یہ منی (غرور خودی - وانانیت وتعین خاص) جو دمبدم اُسی کیطرف سے مجھ تک پہنچتا ہے - آیندہ فنا - اور بالکل زائل ہو جائے کیونکہ جب تعین خاص اور انانیت محو ہو جائے گی - تو میں جلوہ حقیقی کو دیکھ سکونگا -

	ہمچو آں کو با تو باشد زر شمر	سوئے خود داری نہ سوئے او نظر
ترجمہ	گن کے دے جو تجکو کوئی وقت زر	ہوگی اُسدم اپنی جانب کو نظر
	ہمچنیں ور گریہ و در نالہ او	مے شمردے جرم چندیں سالہ او
ترجمہ	بس اسی صورت سے وہ با درد وآہ	گن رہا تھا چند برسوں کے گناہ

شرح - یہ دونوں شعر قطعہ بند او رمقولہ مولانا قدس سرہ ہیں - اور پہلا شعر دوسرے شعر کی تمثیل مقدم ہے - یعنے مطرب نے جب اپنے گناہوں کو اللہ تعالیٰ کے روبرو شمار کیا - اور اُنپر نادم ہوا - تو اللہ تعالیٰ کی نظر رحمت اُسپر ہوگئی - اور اُسکی ایسی مثال ہے جیساکہ اے مخاطب کوئی شخص سونا یا روپے گن گن کر تجکو دے - تو اُسوقت تیری نظر شمار کرنے یعنے دینے والے کیطرف ہوگی - اپنی طرف نہوگی - اسیطرح جب مطرب نے اپنے گناہ شمار کئے - تو اللہ کی نظر رحمت اُسپر ہوئی - اُس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے جلال اور کبریائی کیطرف نہ دیکھا - بلکہ اُسکی فریاد وزاری پر نظر کرکے توبہ کو قبول فرمالیا -

گردانیدن امیر المومنین عمرؓ او را از مقام گریہ کہ ہستی ست بمقام استغراق کہ نیستی ست

ترجمہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا پیر چنگی کو مقام گریہ سے کہ مقام ہستی ہے مقام استغراق کیطرف متوجہ کرنا کیونکہ استغراق مقام نیستی ہے

شرح - بعض نسخوں میں لفظ نیستی کیطرح عنوان میں لفظ مستی ہے یعنے نشۂ وحدت ومقام فنا اور مطلب دونوں کا ایک ہے - یعنے حضرت عمرؓ کا مطرب کو مقام ہستی سے مقام مستی واستغراق کیطرف متوجہ کرنا

	پس عمر گفتش کہ ایں زاری تو	ہست ہم آثار ہشیاری تو
ترجمہ	پس عمر بولے کہ یہہ زاری تری	کرتی ہے اظہار ہشیاری تری

شرح یعنے پیر چنگی کی گریہ وزاری - اور توبہ واستغفار کو دیکھ کر حضرت عمرؓ نے اُس سے یہ فرمایا - کہ یہ تیرا گریہ وزاری

تیری ہوشیاری (با خودی و انانیت) کی دلیل ہے اور ہوشیاری (مرتبہ استغراق و فنافی اللہ سے دور رہنا) گناہِ طریقت ہے۔ حضرت عمرؒ کا یہ مطلب ہے۔ کہ اے شخص تو گریہ وزاری وغیرہ سب کو چھوڑ کر نشۂ وحدت اور دریائے عشق حقیقی میں غرق ہو جا ورنہ گریہ وزاری ایک قسم کی ہوشیاری ہے جو مقام استغراق سے دور رکھتی ہے۔

	راہِ فانی گشتہ راہِ دیگر ست	زانکہ ہشیاری گناہ دیگر ست
ترجمہ	راہ غرقابِ فنا ہے اور راہ	اور ہشیاری ہے خود دیگر گناہ

شرح فانی گشتہ بمعنے فانی شدہ یعنے جو شخص عشق حقیقی میں مرتبہ فنا حاصل کئے ہوئے ہے اسکا رستہ اور ہے۔ وہ گریہ وزاری سے سروکار نہیں رکھتا۔ بلکہ دم بخود اور مستغرق بحر فنا رہتا ہے۔ کیونکہ اسکے نزدیک ہوشیاری (یعنے گریہ وزاری) جو تعین خاص اور وجود کو ثابت کرتی ہے۔ گناہ دیگر (دوسری طرح کا گناہ) یعنے گناہ طریقت ہے۔ گو شریعت کا گناہ نہیں ہے۔ چنانچہ اولیا اللہ کا یہ مقولہ مشہور ہے۔ کہ وُجُوْدُکَ ذَنْبٌ لَا یُقَاسُ بِہٖ ذَنْبٌ یعنے تیری ہوشیاری اور ہستی ایسا گناہ ہے جسپر دوسرا گناہ قیاس ہی نہیں ہو سکتا۔ یعنے گناہِ عظیم ہے۔ دوسرے ہشیاری اسلئے گناہ ہے کہ صوفی ابن الوقت ہوتا ہے۔ یعنے وقت کو ضائع نہیں کرتا۔ اور ہشیاری جبکا ایک جزو توبہ اور گریہ وزاری بھی ہے اسکو تفویض اور تسلیم کے مرتبہ سے گرا دیتی ہے۔ اور توبہ میں گویا امتنان علی اللہ نعوذ باللہ خدا پر احسان رکھنے کی بو آتی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ فرماتا ہے قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَیَّ اِسْلَامَکُمْ بَلِ اللّٰہُ یَمُنُّ عَلَیْکُمْ اَنْ ھَدٰکُمْ لِلْاِیْمَانِ یعنے اے پیغمبر مسلمانوں سے کہدو کہ اپنے اسلام لانے کا احسان مجھ پر نہ رکھو۔ بلکہ اللہ تعالےٰ تم پر اس بات کا احسان رکھتا ہے کہ اس نے تم کو ایمان کا سیدھا رستہ دکھا دیا۔

	ہست ہشیاری ز یاد ماضی	ماضی و مستقبلت پردۂ خدا
ترجمہ	یعنے ہشیاری ہے یاد ماضی	ماضی و آئندہ پردہ ہے ترا

شرح یعنے ماضی اور مستقبل کا ذکر تیرے لئے حجاب الٰہی ہے۔ کیونکہ تذکرہ گذشتہ کے سبب ہوشیاری موجود ہو جاتی ہے۔ علےٰ ہذا القیاس ذکر مستقبل (جو بطور مفہوم مخالف ذکر ماضی سے سمجھہ میں آتا ہے) آدمی کے لئے بطور پیش بندی ہوشیاری کا باعث ہے اور یہ ابھی معلوم ہو چکا ہے۔ کہ ہوشیاری گناہِ عظیم ہے۔

	آتشی بر زن بہر دو تا بکے	پر گرہ باشی ازیں ہر دو چو نے
ترجمہ	آگ دونوں میں لگا دے تا بکے	پر گرہ اُن سے رہیگا مثل نے

شرح۔ یعنے اے بیر چنگی ان دونوں (ماضی و مستقبل) کی یاد کے باعث تجکو مرتبہ عشق میں صفائی حاصل نہ ہوگی اور تو بالضرور نے کیطرح پر گرہ ہو جائے گا۔ یعنے تیرا دل ماضی و مستقبل کے جھگڑوں میں وابستہ رہیگا اسلئے دونوں (ذکر ماضی و مستقبل) کو چھوٹے میں جھونکدے۔ ہر دو سے کسی قسم کا تعلق نہ رکھہ ۰

	تا گرہ باقی بود ہمراز نیست	ہمنشیں آں لب و آواز نیست
ترجمہ	پُر گرہ ہوتا نہیں ہمراز حق	سُن نہیں سکتا کبھی آوازِ حق

شرح یعنے وجودِ انسانی میں جو بمنزلہ نے ہے۔ جبتک یادِ ماضی و مستقبل یعنے ہوشیاری کی گرہ باقی ہے وہ ہمراز خدا نہیں ہو سکتا۔ اور نہ اُس لب و آواز کا مقارن ہو سکتا ہے۔ جسکو حرف و آوازِ انسانی سے کچھ علاقہ نہیں ہے اس لئے سالک پر فرض ہے کہ افکارِ ماضی و مستقبل میں نارِ توحید لگا کر اس گرہ سے آزاد ہو۔ اور محبت الٰہی میں مستغرق ہو جائے۔

	بعد ازاں اورا ازاں حالت براند	زاعتذارش سوئے استغراق خواند
ترجمہ	بعد ازاں اُس حال سے پھیر اُسے	بحرِ استغراق میں ڈالا اُسے

شرح۔ یعنے اوّل تو حضرت عمرؓ نے ہوشیاری کی مذمت کی۔ اور پھر پیر چنگی کو اُس حالت یعنے زاری و ہوشیاری یا اعتذار۔ (عذر و معذرت اور توبہ و استغفار) سے باز رکھ کر مرتبۂ فنا اور استغراق کی طرف متوجہ کیا۔ زاعتذار۔ لفظ ز انحالت کا بدل ہے۔ اور آیندہ اشعار کلمات حضرت عمرؓ ہیں۔

	چوں بطوفِ خود بطوفی مرتدی	چوں بخانہ آمدی ہم با خودی
ترجمہ	طائف اپنا ہے اگر مرتد ہے تو	خانۂ کعبہ میں بھی با خود ہے تو

شرح۔ لفظ بطوفی میں یائے خطاب ہے۔ بمعنے طواف کنی یعنے اگر تو اپنا طواف کریگا۔ (گرفتارِ خودی و انانیت رہیگا) تو مرتد ہو جائیگا۔ کیونکہ خودی طریقت میں کفر ہے۔ مرتد اُسکو کہتے ہیں۔ جو اسلام سے پھر جائے اس مصرع میں گویا اس بات کیطرف اشارہ ہے۔ کہ ہر شخص کی فطرت تو اسلام ہی پر ہے۔ مگر خودی بعد میں لاحق ہو کر باعثِ کفر ہو جاتی ہے۔ دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ اس خودی کیحالت میں تو اگر کعبہ میں بھی چلا جائیگا۔ تو یہ سمجھ لے کہ خدا کے گھر میں نہیں بلکہ خودی کے گھر میں گیا ہے۔ خانہ سے مُراد کعبہ یا توجہ بسوئے حق ہے۔ جسکا یہ مطلب ہے۔ کہ اگر تو حالتِ خودی میں توجہ بسوئے حق کریگا۔ تو گویا اپنے حال کو دیکھیگا۔ اُسکے جمال کو نہ دیکھ سکیگا۔

	اے خبرہات از خبرِ دہ بے خبر	توبۂ تو از گناہِ تو بتر
ترجمہ	تو خدا سے سربسر ہے بے خبر	تیری توبہ ہو گناہوں سے بتر

شرح یعنے اے مُطرب مطوفِ بطوافِ خودی۔ یہ تیری اپنے گناہوں کی خبر دینی۔ اور توبہ کرنی خودی کا اظہار کرتی ہے اور اس بات کی خبر دیتی ہے کہ تو خبر دہ اور خالقِ خیر و شر سے بے خبر ہے (خبرہات بمعنے خبر دادنِ تو ہے) اور تیری توبہ گناہ سے بدتر ہے۔ کیونکہ توبہ نسیانِ ذنب (گناہ کے بھول جانے) کو کہتے ہیں۔ اور فناء فی اللہ نفی خیالات دو سوئے قلب کو۔ پس تو نے جسوقت گناہ کو یاد کیا۔ اور توبہ کی تو معلوم ہوا کہ تجھ میں ہوشیاری اور وجود باقی ہے حالانکہ ہشیاری اور وجود طریقت میں گناہِ عظیم ہے۔ اور جب تک انسان خودی میں ہے۔ اُسکو خدا کی خبر نہیں ہوتی۔

کیونکہ خودی اور خدائی کا جمع ہونا غیر ممکن ہے ✽ خود بیں رموز خدائی سے بالکل ناواقف رہتا ہے۔

اے تو از حال گذشتہ توبہ جو	کے کنی توبہ ازیں توبہ۔ بگو
ترجمہ: حال ماضی سے ہے توبہ کیلئے	ایسی توبہ سے بھی توبہ چاہیئے

شرح یعنے اے شخص تو جو گذشتہ گناہوں سے توبہ کر رہا ہے۔ یہ تو بتا کہ اس توبہ سے کب توبہ کرے گا۔ کیونکہ حضرت امام جعفر صادقؓ کا قول ہے التوبہ غفلۃٌ عن الحق۔ (توبہ خدا سے غافل کر دیتی ہے) کیونکہ توبہ سے آدمی مغرور ہو جاتا ہے اور ترکِ گناہ کا احسان گویا اللہ تعالےٰ پر رکھتا ہے۔ اسی لئے اُس کو غفلت ہو جاتی ہے۔ اور تائب اُس خاص گناہ کو چھوڑ کر توبہ کے بھروسے پر آئیندہ عمل نیک بھی کم کرتا ہے۔ حضرت ذوالنون کا قول ہے توبۃ العوام عن الذنوب و توبۃ الخواص عن الغفلۃ یعنے عوام گناہوں سے توبہ کیا کرتے ہیں۔ اور خواص غفلت سے۔ حضرت جنیدؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن سری سقطی کے پاس گیا۔ اور اُنکا چہرہ متغیر پاکر اسکا سبب پوچھا۔ اُنھوں نے فرمایا کہ آج ایک شخص نے مجھ سے توبہ کی کیفیت پوچھی۔ میں نے کہا کہ توبہ اسکو کہتے ہیں۔ کہ تو اپنے گناہوں کو نہ بھولے۔ اُس شخص نے مجھ سے معارضہ کیا اور یہ کہا کہ توبہ گناہوں کے بھولنے کو کہتے ہیں۔ جنید کہتے ہیں کہ میں نے سری سقطی سے کہا کہ بیشک اُسکا کہنا ٹھیک ہے۔ کیونکہ جب آدمی نے جفا سے وفا اور معصیت سے طاعت کی طرف رُجوع کیا۔ تو وفا کی حالت میں جفا اور طاعت میں معصیت کا یاد کرنا خود جفا اور معصیت میں داخل ہے ✽

گاہ بانگ زیر را قبلہ کنی	گاہ گریہ زار را قبلہ زنیؓ
ترجمہ: گاہ بانگ زیر تیرا قبلہ گاہ ✽	اور کبھے گریۂ خوں بوسہ گاہ

شرح۔ پہلے مصرعہ میں۔ قبلہ کنی۔ بمعنے کعبۂ اطاعت سازی۔ اور دوسرے میں قُبلہ زنی بمعنے بوسہ میدہی و محبوب میداری ہے۔ گریۂ زار یعنے گریۂ بسیار یعنے حضرت عمرؓ بطور نصیحت عارفانہ فرماتے ہیں۔ کہ اے پیر چنگی اس سے پہلے تو نے بانگ زیر (آواز چنگ و سرود) کو قبلۂ مقصود سمجھا تھا۔ اور اب نالہ و فریاد کو محبوب رکھتا ہے۔ حالانکہ یہ دونوں باتیں خلافِ طریقت ہیں۔ مطلب کہ اے شخص گذشتہ گناہوں کے اظہار کو محبوب نہ رکھ۔ کیونکہ حالتِ وفا میں جفا کا ذکر خود جفا ہے۔ جسطرح تو نے گناہوں کو چھوڑا ہے۔ اُسی طرح اُنکو یاد کرکے نالہ و زاری کو بھی چھوڑ دے۔ کیونکہ گریہ مقامِ ہشیاری ہے اور ہوشیاری شرکِ خفی اور مجز خودی ہے۔ **نکتہ** ان اشعار سے حسب ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ پیر چنگی کو خدا کے سامنے زاری اور پچھلے گناہوں کو یاد کرکے توبہ و استغفار کرنے سے منع کرتے ہیں۔ حالانکہ فی الواقع اشعار کا یہ مطلب نہیں ہے۔ بلکہ حضرت عمرؓ اُسے توبۂ خاص کی ہدایت فرماتے ہیں۔ یعنے مطلب یہ ہے کہ اے شخص تو ظاہری گناہوں سے توبہ کرنے کے بعد غفلت کے باطنی گناہ سے کس دن سے توبہ کرے گا۔ اِس توبہ کا نام توبۂ خواص ہے

چونکہ فاروق آئینہ اسرار شد	جان پیر از اندروں بیدار شد
سچ یہ ہے فاروق تھے روشن ضمیر	ہو گیا بیدار باطن مرد پیر

شرح - یعنے حضرت عمرؓ (جو آئینہ اسرار آلہی او رمظہر اسمائے صفات خداوندی تھے) کی توجہ کے باعث پیر چنگی کو مطلوب حقیقی حاصل ہوگیا - اور وہ ذات حضرت عمرؓ میں مشاہدہ اسرار کرکے واصل بحق اور صاحب جانِ بیدار بنگیا - اُسکی پہلی غفلت جاتی رہی - بعض نسخوں میں بیدار کی جگہ بیزار ہے - یعنے اُسکی روح اندرون (قیدخانہ جسم) سے بیزار ہوگئی - اُس نے مرتبہ فنا کو چھوڑ مرتبہ بقا حاصل کرلیا ٭ اور یہ ظاہر ہے کہ مرتبۂ بقا بلاترک جسم عارضی حاصل نہیں ہوسکتا -

	ہمچو جاں بے گریہ و بے خندہ شد	جانش رفت و جانِ دیگر زندہ شد
ترجمہ	شکل جاں بے گریہ و خندہ ہوا	جان دیگر ملکئی زندہ ہوا ٭

شرح - یعنے جسطرح روحکو گریہ و شادی سے کچھ کام نہیں ہوتا - اسی طرح مطرب دُنیوی ملال و شادی سے بے تعلق ہوگیا - اور روح حیوانی کیجگہ اُسکو جانِ دیگر (روح ملکوتی) ملکئی ٭ جسمیں معرفت کے حاصل کرنے کا پورا مادہ موجود ہے -

	حیرتے آمد درونش آں زماں	کہ بروں شد از زمین و آسماں
ترجمہ	دل میں کچھ حیرت سمائی اسقدر	اِس جہان سے ہوگیا بالکل بدر

شرح - یعنے پیر چنگی کے دل میں بسبب مشاہدۂ اسرار حق (جو حضرت عمرؓ کے آئینہ ذات سے جلوہ نما تھے) اسقدر حیرت محمودہ نے جگہ پائی کہ اُسے زمین و آسمان کی کچھ خبر نہ رہی - حیرت محمودہ کے معنے پہلے بیان ہوچکے ہیں -

	جستجوئے ماورائے جستجو	من نمیدانم تو میدانی - بگو
ترجمہ	اور ہی شئے کی ہوئی پھر جستجو	جس میں کرسکتا نہیں میں گفتگو

شرح - اسکا پہلا مصرعہ گذشتہ شعر کے لفظ حیرتے پر معطوف ہے - یعنے پیر چنگی کے دلمیں ایسی حیرت و جستجو (طلب تجلیات آلہی) نے گھر کرلیا - جو اِس دُنیا کی معمولی حیرت و جستجو سے الگ تھی - اور یہ ظاھر ہے کہ دُنیوی کاروبار کے متعلق حیرت و جستجو دیگر قسم اور ادنےٰ درجہ کی ہوتی ہے - اور تجلیات آلہی کی حیرت و جستجو دیگر نوع اور اعلےٰ درجہ کی - اِس میں اُس میں زمین و آسمان کا فرق ہے - دوسرا مصرعہ یا تو مولانا کا مقولہ ہے - یعنے اے مخاطب میں اُس جستجو کو نہیں جانتا البتہ تجکو اگر معلوم ہے - تو بتادے - مطلب یہ کہ وہ جستجو (طلب تجلیات) ایک معنوی یا ذوقی امر ہے جو بتانے اور لفظ و عبارت سے تعلق نہیں رکھتا - یا یہ کہ مطرب نے حضرت عمرؓ کو خطاب کیا ہے - یعنے جب مطرب مشاہدہ اسرار حق سے حیران ہوگیا - تو یہ کہا کہ اس سے آگے مجکو ایک ایسی شئے کی جستجو ہے جو معمولی جستجو سے الگ ہے - اے عمرؓ میں نہیں جانتا البتہ آپ جانتے ہیں - اِسلئے عرض ہے کہ میری رھنمائی کیجیے اور باطنی زبان سے گوش دل میں ڈالدیجئے - تاکہ میں واقف اسرار آلہی ہوجاؤں -

	حال و قالے از ورائے حال و قال	غرق گشتہ در جمال ذو الجلال
ترجمہ	اور سے کچھ اور بدلا حال و قال	ہوگیا غرق جمال ذو الجلال

شرح یعنے مطرب کا حال و قال اہل دنیا کے معمولی حال و قال سے بالکل جدا - اور وہ خود سراپا فنا اور غرق دریائے

جمال الٰہی ہوگیا۔ فنا فی اللہ اور استغراق کے یہی معنے ہیں جو ابھی بیان ہوئے ہیں۔

	غرقۂ نے کہ خلاصی باشدش	یا بجز دریا کسے بشناسدش
ترجمہ	غرق ہے ایسا۔ اُبھرتا ہی نہیں	جانتا ہے اُسکو رب العالمین

شرح - یعنے مطرب بجز جمال الٰہی میں ایسا غرق نہیں ہوا تھا۔ کہ اُس سے نجات ہوسکتی کیونکہ عشق حقیقی کی یہ مثال نہیں ہوتی۔ کہ مجازی کیطرح آج ہے۔ اور کل نہیں۔ دوسرے مصرعہ میں اگر دریا سے ذاتِ حق مراد ہے تو یہ مطلب ہے کہ مطرب کا دریائے عشق میں ڈوب جانا۔ ایسا نہ تھا۔ کہ اُسکی کیفیت بجز ذات اورکسی کو معلوم ہوسکتی۔ کیونکہ غرقہ دریا کی حالت بجز دریا کے اور کوئی نہیں جان سکتا۔ اور اگر دریا بمعنے ولی ہے تو ولی را ولی مے شناسد کا مقولہ ہے۔ عوام کو اتنی عقل نہیں کہ عاشق صادق اور عاشق فاسق میں تمیز کرسکیں ؛

	عقل جزو از کل پذیرا نیستے	گر تقاضا بر تقاضا نیستے
ترجمہ	عقل جز۔ کل سے پذیرا ہے ضرور	اور تقاضے پر تقاضا ہے ضرور

شرح - یہاں سے مولانا قدس سرہٗ کا مقولہ شروع ہوا ہے۔ اور کُل سے مراد یا ذات حق ہے۔ جو تمام موجودات میں ساری ہے۔ یا عقلِ کُل یعنے عقل جزوی اللہ تعالےٰ کیطرف سے یا عرش الٰہی اور قوت جبرئیلی کی جانب سے ہرگز پذیرائے استغراق وقبول کنندۂ فنا نہوتی۔ اگر جذب حق کا تقاضے پر تقاضا نہوتا۔ کیونکہ وصول بحق بلا جذب حق غیر ممکن ہے۔ بعض نسخوں میں از کلّ گویا نیستی ہے۔ اس صورت میں لفظ کل باظہار تشدید لام پڑھا جائیگا۔ اور معنی یہ ہیں کہ عقل جزوی عقل کُل سے یا ذات حق کے حال سے بیشک گویا اور متکلم نہوتے۔ اگر اُسیکا تقاضا نہوتا۔ کیونکہ نطق اور تکلم بالاسرار اُسی کُل کے فیضان سے حال ہے۔ دوسرا مصرعہ پہلے کی شرط موخر ہے۔ اور پہلا جزائے مقدم ؛

	چوں تقاضا بر تقاضا میرسد	موج آں دریا بدینجا میرسد
ترجمہ	چونکہ آتا ہے تقاضا دم بہ دم	یہاں تک آجاتی ہے غافل۔ موج یم

شرح - آں دریا سے بحر وحدت اور اینجا سے مرتبہ سلوک مراد ہے۔ یعنی چونکہ جذب حق (کشش الٰہی) تقاضے پر تقاضا کرکے اپنی طرف کھینچتا ہے۔ اسلئے سالک کا استغراق اور فنا ہوجانا اُسی بحر وحدت کی موج ہے۔ جو قطرے کو دریا میں ملا دینا چاہتی ہے۔ مطلب یہ کہ بلا تائید غیبی انسان اپنی کوشش سے کوئی مرتبہ حاصل نہیں کرسکتا نکتہ ایک عارف کا مقولہ ہے کہ دنیا میں ہر شخص مجذوب ہے۔ بعض کو سابقہ رحمت الٰہی نے اپنی طرف کھینچ رکھا ہے اور بعض کو سابقہ غضب نے سابقہ رحمت کے مجذوب اولیاء اللہ اور نیک بندے ہیں۔ اور سابقہ غضب کے مجذوب کفار اور دیگر اشقیاء ہیں۔ اس قاعدہ سے ہر شخص اپنی ذات کو معلوم کرسکتا ہے۔ کہ وہ کس قسم کا مجذوب ہے ؛

	چونکہ قصۂ حال پیر اینجا رسید	پیر و حالش روئے در دریا کشید
ترجمہ	قصہ جب پہنچا یہاں تک پیر کا	ہوگیا وہ غرق دریائے فنا

شرح - اینجا سے مقام استغراق مراد ہے - جو بطفیل حضرت عمرؓ مطرب کو حاصل ہوگیا تھا - اور جسکی نسبت پہلے غرق گشتہ در جمال ذوالجلال فرمایا گیا ہے - مطلب یہ کہ جب پیر چنگی مقام استغراق تک پہنچگیا - تو وہ خود اور اُسکا حال دریائی وحدت میں جا چھپا - یعنے مُطرب عارف مستور الحال نبگیا - بعض نسخوں میں روئے درپردہ کشید ہے - یعنے درپردہ فنافی الذات مطلب یہ کہ وہ بہت جلد مرتبہ سلوک سے مرتبہ استغراق تک پہنچگیا - اور فنا فی اللہ ہوگیا -

	پیر دامن را ز گفت و گو فشاند	نیم گفتہ در دہان او بماند
ترجمہ	گفتگو سب چھوڑ بیٹھا خوش صفات	رہ گئی آدہی کی آدہی منہ میں بات

شرح - یعنے مُطرب بحر استغراق میں غرق ہوکر ذکر ماضی و مستقبل سب کو بھول گیا - اور استغراق کے باعث اُسکی زبان سے طاقت گویائی بالکل زائل ہوگئی - اور جو بات کہنے کی تھی - وہ آدھی کہی اور آدھی اُسکے منہ میں رہگئی - مصرعہ ثانی - کنایہ از فنا و استغراق ہے - بعض نسخوں میں در دہانِ ما بماند ہے یعنے مولانا کہتے ہیں کہ اُسکا نصف کلام - اور نیم مقولہ ہماری زبان پر رہ گیا تھا - جو ہمنے بیان کردیا - ورنہ وہ صاحب مقامات علیہ تھا - جسکے مفصل بیان کے لئے الگ ایک دفتر چاہئے کیونکہ اہل فنا کا حال لکھنا نہایت مشکل ہے -

	از پئے این عیش و عشرت ساختن	صد ہزاران جان بشاید باختن
ترجمہ	سچ ہے ایسے عیش و عشرت کے لئے	جان اپنی ہار دینی چاہئے -

شرح - عیش و عشرت سے مقام وحدت تک پہنچنا - اور تعینات و عالم کثرت سے نجات پا جانا مراد ہے - اور دوسرے مصرع میں جانبازی بمعنے فنافی الذات - یعنے مقام وحدت میں عیش و عشرت کرنے کے لئے ایک جان کیا لاکھ جانیں ہار دینی چاہئیں - کیونکہ مقام وحدت الٰہی بیش قیمت چیز ہے - کہ اُسکے مقابلہ میں لاکھوں جانیں ہیچ اور محض لاشئے ہیں - کسی نے سچ کہا ہے - ہر دو عالم قیمت خود گفتۂ - نرخ بالاکُن کہ ارزانی ہنوز *

	در شکار بیشۂ جان - باز باش	ہمچو خورشید جہان - جانباز باش
ترجمہ	صیدِ دشت جانکی خاطر باز بن	مثل خورشیدِ جہاں جانباز بن

شرح - پہلے مصرعہ میں لفظ باز بمعنے طائر شکاری - اور دوسرے میں جانباز وصفِ ترکیبی ہے بمعنے ساعی و کوشش کنندہ - اور بیشۂ جان - سے بیابان معنوی مُراد ہے جسمیں جذبات رحمانی اور تجلیات روحانی کا شکار بکثرت ملتا ہے - یعنے اسے مخاطب باز کیطرح معنوی جنگل (عشقِ حقیقی) میں جذبات رحمانی - اور تجلیات روحانی کا شکار کیا کر - اور منزلِ عشق میں خورشید جہان تاب کیطرح جانبازی کیا کر - تاکہ تجھے نورِ معنوی حاصل ہو - خورشید کی جانبازی یا جانفشانی حکم الٰہی کو ماننا - اور تمام عالم میں نور پہیلانا ہے - اور انہیں معنوں کی طرف آئیندہ شعر میں اشارہ کیا گیا ہے *

	جانفشان افتاد خورشید بلند	ہر دمے تی مے شود - پُر مے کنند
ترجمہ	جانفشاں ہے چونکہ خورشید بلند	نور سے رہتا ہے پُر اسے عقلمند

شرح - لفظ تہی مخفف تہی ہے یعنے خالی - مطلب یہ کہ جانفشانی سے تو یہ نہ سمجھ کہ میرا کچھ گھٹ جائیگا - نہیں بلکہ سب گھاٹا بھرتا رہیگا - چنانچہ آفتاب کو دیکھ کہ اپنی جان یعنے روشنی کو تمام دن عالم پر افشاں کرتا رہتا ہے - اور شام کو اُسکا نور کم ہوجاتا ہے - مگر فیضان الٰہی صبح کے وقت اُس گھاٹے کو پھر بھر دیتا ہے علے ہذا القیاس عشقِ الٰہی میں جانفشانی کرنے والے گو فنافی الذات ہوجاتے ہیں - مگر یہ فنا اُنکو کسی طرح کا نقصان نہیں پہنچا سکتی - بلکہ زیادتی مراتب کا باعث ہے اور اس سے انہیں جدید زندگانی اور نئی روح حاصل ہوجاتی ہے -

	جاں فشاں اے آفتابِ معنوی		مر جہانِ کہنہ را بنما نوی
ترجمہ	جان چھڑک اے آفتابِ معنوی		اور جہانِ کہنہ کو دکھلا نوی +

شرح - یعنے اے آفتاب عالمِ معنے (باعتبار انجام) و اے سالکِ طریقِ عشقِ حقیقی (باعتبار ابتدا) تو راہِ حق میں جانفشانی کر - اور جہانِ کہنہ یعنے قلبِ خستہ کو (جو محبت ماسوی اللہ کے باعث ناکارہ ہوگیا ہے) گلشنِ عشقِ حقیقی کی تازگی دکھا نیز یہ ممکن ہے کہ آفتاب معنوی سے ذاتِ حق اور جان سے علم معرفت مُراد ہو جو باعثِ حیات روحانی ہے - اس صورت میں گویا مولانا یہ دعا کرتے ہیں - کہ اے اللہ تو ہمیں علم و معرفت عطا فرما - اور جہانِ کہنہ یعنے قلبِ مُردہ کو اس سے نئی زندگی عنایت کر - کیونکہ روحانی زندگی علم الٰہی اور معرفت ربّانی ہی کا نام ہے -

	در وجودِ آدمی جان و رواں		میرسد از غیب چوں آبِ رواں
ترجمہ	آدمی کے جسم میں ہر لحظہ - جاں		آتی ہے یوں جس طرح آب رواں

شرح - یہ شعر تجدد امثال کیطرف اشارہ کر رہا ہے - جسکی بحث بالتفصیل گذر چکی ہے - اور یہاں اس شعر کے لانے سے یہ غرض ہے - کہ جب منبع فیض سے ہر وقت ہر چیز نئی ہوا کرتی ہے - تو جانفشانی سے تو کیوں گھبراتا ہے - اسکے عوض تجھ کو حیات ابدی نصیب ہوگی - پہلے مصرعہ میں رواں یعنے روح ہے - اور دوسرے میں یعنے جاری - اور مطلب شعر یہ ہے کہ آدمی کے بدن میں آبِ رواں کیطرح ہر دم بطور تجدد امثال غیب سے نئی روح آتی رہتی ہے - پھر کیا فنافی الذات ہونے کے بعد تجھے نئی زندگی اور حیاتِ ابدی حاصل نہ ہوگی؟ یہ تیرا خیال غلط ہے - بلکہ ضرور ہوگی +

	ہر زماں از غیب نو نو میرسد		وز جہانِ تن بروں شو میرسد
ترجمہ	آتی ہے ہر دم ندا یہہ غیب سے		چل نکل - اِس عالمِ پُر عیب سے

شرح - یعنے غیب سے عالمِ دنیا میں ہر دم - ہر چیز نو بہ نو ہوکر پہنچتی ہے - نیز یہ خطاب آتا رہتا ہے کہ از جہان تن بروں شو - یعنے اے شخص جسمِ ظاہری سے نکلکر مرتبہ فنافی اللہ حاصل کرتا کہ حیات جاودانی کا باعث ہو -

تفسیر دعائے آں دو فرشتہ کہ ہر روز بر سر بازار منادی کنند کہ اللھم اعط کل منفق خلفا اللھم اعط کل ممسک تلفا - و بیان آنکہ منفق مجاہد راہ حق ست نہ مسرف راہ ہوا -

ترجمہ اُن دو فرشتوں کی دعا کی تفسیر - جو ہر روز بر سر بازار مُنادی کرتے ہیں - کہ اے خدا ہر سخی آدمی کو نعم البدل عطا فرما اور ہر بخیل کے مال کو ضائع کر - اور اس بات کا ذکر کہ سخی سے مراد وہ شخص ہے - جو راہِ حق میں کوشش کرے - اور اُسکا مال نیکیوں کے رستہ میں صرف ہوتا ہو - نہ کہ وہ جو نفسانی خواہشوں کے متعلق بیجا صرف کرے - اور اپنے آپ کو سخی سمجھے ۔

شرح - یہ مولانا قدس سرہ پہلے یہ فرما چکے ہیں - کہ ہر زماں از غیب تو نو میرسد - اور اب اس حدیث کو جو بخاری و مسلم میں موجود ہے - اُسی مطلب پر بطور استدلال نقل فرماتے ہیں - خلف بمعنے بدل - اور تلف بمعنے نقصان سے خلف و تلف اُخروی مراد ہے - یعنے ہر روز دو فرشتے یہ دعا کرتے ہیں - کہ اے خدا ہر سخی کو آخرت میں اجر نیک دے - اور ہر بخیل کو عقبیٰ میں نقصان پہنچا - اور اگر خلف و تلف مال دُنیوی مراد لیا جائے - تو بھی معنے درست ہیں - یعنے اے خدا سخی کو دنیا میں نعم البدل اور بخیل کو نقصان عنایت فرما - ہاں بعض مرتبہ جو سخی کو دنیا میں نعم البدل نہیں ملتا - اُسکا سبب یہ ہے کہ اُس نے شاید مملوک غیر میں سے خرچ کیا ہے - یا بے محل اُٹھایا ہے - اور بعض صورتوں میں جو بخیل کو نقصان نہیں پہنچتا - اسکا باعث اُسکی اور بدنی عبادتیں ہیں - جو تلف سے روکتی ہیں - یا یہ سبب ہے کہ گو ممسک کا مال بالفعل تلف نہو - مگر اُمید ہے کہ عنقریب ہو جائیگا نیز اگر خلف و تلف سے اخلاق نیک و بد کا پیدا ہونا مراد ہو تو بھی صحیح ہے - کیونکہ اکثر سخی نیک اخلاق اور اکثر ممسک بد خلق ہوتے ہیں اہل تصوف کے نزدیک فرشتہ سے قوت ملکیہ مراد ہے - جو حسب مضمون حدیث مذکورہ ہر وقت ندا کر رہی ہے - مگر اُسکو ہر کوئی نہیں سُن سکتا - اور اہل ظاہر کے نزدیک یہ معنے ہیں کہ دو فرشتے آدمی کی صورت بنکر آواز دیتے ہیں - چنانچہ لفظ بازار سے یہی معنے معلوم ہوتے ہیں - جو اہل ظاہر نے سمجھے ہیں ۔

گفت پیغمبر کہ دائم بہر پند ۔ دو فرشتہ خوش منادی مے کنند

ترجمہ: کہتے ہیں پیغمبروں کے مقتدا ۔ دو فرشتے روز کرتے ہیں ندا

شرح - یعنے پیغمبرؐ نے یہ فرمایا ہے کہ ہر روز عبرت کے لئے دو فرشتے سر بازار ندا کرتے ہیں - اور اُنکی ندا کا مضمون یہ ہے کہ

کاے خدایا منفقاں را سیر دار ۔ ہر درمشان را عوض دہ - صد ہزار

ترجمہ: رکھہ کریموں کو الٰہی مالدار ۔ اک درم کے بدلے میں دے سو ہزار

شرح - یعنے فرشتے یہ کہتے ہیں کہ اے خدا خرچ کرنے والوں کو سیر رکھہ - اور اُن کو ایک درم کے بدلے لاکھ درم مرحمت فرما - کیونکہ تو وعدہ کر چکا ہے کہ ہم نیکی کرنے والوں کو دس گنا بلکہ اس سے بھی زیادہ اجر عطا کر دیتے ہیں ۔

اے خدایا ممسکاں را در جہاں ۔ تو مدہ الا زیاں - اندر زیاں

ترجمہ: اور جو ممسک مال و زر پر جان دے ۔ اُسکو تو نقصان پر نقصان دے

شرح - اُنہیں فرشتوں کا مقولہ ہے - جو یہ ندا کرتے ہیں - کہ اے خدا بخیلوں کو بجز نقصان در نقصان کے اور کوئی چیز نہ دے - کیونکہ جب وہ تیری راہ میں خرچ نہیں کرتے تو اُنکا مال بیشک ضائع ہو جانے کے قابل ہے ۔

اے خدایا منفقاں را دہ خلف – اے خدایا ممسکاں را دہ تلف

ترجمہ۔ اے خدا اہل کرم کو دے خلف – اے خدا تو ممسکوں کو دے تلف

شرح - یہ شعر تتمہ کلام فرشتگان ہے - یعنے اے خدا سخیوں کو نعم البدل عطا فرما اور بخیلوں کو ہمیشہ نقصان پہنچا ٭

منفق و ممسک محل ہیں بہ بود – چوں محل باشد مؤثر مے شود

ترجمہ ہے سخا و بخل جائے خاص پر – با محل ہیں دونو باتیں پُر اثر

شرح - یعنے سخی اور بخیل وہی بہتر ہے - جو محل سخاوت و بخل پر نگاہ رکھے - اور خرچ وہیں کرے جو خرچ کرنے کی جگہ (مقام نیکی) ہو اور بخل بھی وہیں کرے جو بخل کی جگہ (مقام بدی و نفس پرستی) ہو - ورنہ صرف کی جگہ بخل اور بخل کی جگہ صرف کفران نعمت خداوندی اور بالکل غیر مؤثر ہے - یعنے نہ دنیا میں کوئی نیک نتیجہ پیدا کر سکتا ہے - نہ عقبیٰ میں - مثلاً فقیروں مسکینوں - یتیموں - قرضداروں - محتاج قرابت والوں کو دینا سخاوت ہے - اور رنڈیوں بھانڈوں - میلے - تماشوں - شہوت پرستیوں - حظوظ نفسانی سے تعلق جلسوں میں دینا کفران نعمت ٭

اے بسا امساک کز انفاق بہ – مال حق را جز بامر حق مدہ

ترجمہ بخل بہتر ہے کہیں اسراف سے – مال حق کو دیکھ حکم حق سے دے

شرح - یعنے بہت سے محل ایسے ہیں - جن میں بخل کرنا خرچ کرنے سے بہتر ہے (ایسے موقعوں کی شرح ابھی بیان ہو چکی ہے) اسلئے اے مخاطب تجھ پر فرض ہے کہ اپنے مال کو جو فی الواقع تیرا نہیں ہے - بلکہ خدا کی امانت ہے بے موقع خرچ نہ کر - بلکہ وہیں اٹھا جہاں خدا کا حکم ہے - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۔ یعنے اے پیغمبر ان لوگوں سے کہدو کہ اگر تم اپنا مال نیکیوں میں صرف کرنا چاہتے ہو تو ماں باپ اور قرابت والوں اور یتیموں اور مسکینوں کو دو ٭

تا عوض یابی تو مال بیکراں – تا نباشی از عداد کافراں

ترجمہ تا عوض ملجائے مال بیکراں – تا نہو کفار میں سے میری جاں

شرح - یعنے اپنے مال کو حکم خداوندی اور مرضی الٰہی کے مطابق حسب محل صرف کر تاکہ اسکے بدلے میں بے انتہا دولت حاصل ہو - ورنہ بے محل خرچ کرنے سے تیرا شمار انہیں کافروں میں ہو جائیگا - جو پیغمبروں کے ستانے کو اپنا مال صرف کیا کرتے تھے - اور اسکو وسیلہ ثواب سمجھتے تھے ٭

کاشتراں قرباں ہمی کردند تا – چیرہ گردد تیغ شاں بر مصطفیٰ

ترجمہ ذبح کرتے تھے شتر جو بیدریغ – مصطفیٰ پر تا ہو غالب انکی تیغ

شرح - یعنے بیجا صرف کرنیوالوں کی مثال ایسی ہے - جیسا کہ کفار عرب نذریں مان مان کر اسلئے اونٹ ذبح کیا کرتے

کہ اُنہیں حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فتح حاصل ہوجائے - چونکہ یہ صرف بالکل بیجا تھا - اِسلئے ثواب کے بدلے اُنھیں الٹا عذابِ جہنم نصیب ہوا - اِسکے متعلق قرآن مجید کی آیت آئندہ نقل ہوگی نکتہ مولانا قدس سرّہ نے بیجا صرف کرنے والوں کو اُن کفارِ عرب سے تشبیہ دی ہے - جو پیغمبر خدا علیہ الصلوٰۃ والثنا کے مغلوب کرنے کو اپنا مال خرچ کیا کرتے تھے - یہ نہایت خوفناک تشبیہ ہے اور چونکہ قطب زمانہ کی زبان سے نکلی ہے اسلئے سالکین کو اُسکے سچ ہونے میں کسی قسم کا شبہ نہ کرنا چاہئے - اس تشبیہ کا نتیجہ یہ ہے - کہ بیجا صرف کرنے ولے خدا اور اُسکے رسول کے صریح دشمن ہیں - نعوذ باللہ من ذٰلک ؀

	امرِ حق را درنیابد ہر دلے		امرِ حق را باز داں از واصلے	
	عالمِ حکمِ خدا ہر دل نہیں		حکمِ حق کو جان واصل سے کہیں	ترجمہ

شرح - واصلے اور دلے بیائے مجہول ہے - اور واصل سے دلے کامل مراد ہے - یعنے اے طالب امرِ خداوندی (مصرفِ مال) کو کسی ولی کامل سے پوچھ وہ تجھے سیدھا راستہ بتادیگا - کیونکہ ہر شخص امرِ حق کو اچھی طرح نہیں سمجھ سکتا ؀

	مالِ شہ بر باغیاں او بذل کرد		چوں غلامِ یاغیئے کو عدل کرد	
	مالِ شہ جو باغیوں کو دے تمام		ہے وہ بدخو شاہ کا باغی غلام	ترجمہ

شرح - یہاں لفظ عدل بمعنے خروج و بمعنے عدالت و انصاف دونوں طرح صحیح ہے - اور شاہ بمعنے خواجہ و مالک ہے یعنے بیجا خرچ کرنے والے کی دوسری مثال اُس باغی غلام کی سے ہے جس نے مالک کی حفاظت و حکومت سے عدل یعنے خروج کیا یا اپنے ذہن میں اُسکو انصاف سمجھا کہ مالک کا مال باغیوں کو بخشدیا - نکتہ - اس شعر میں بیجا خرچ کرنے ولے کی طرح اُس شخص کو بھی باغی (خدا و رسول کا دشمن) کہا گیا ہے - جو ناجائز اور خلاف شرع افعال کے وسیلہ سے مال حاصل کرے - اس سے صاف نکلتا ہے کہ رنڈی بھڑوے - ڈوم - ڈھاڑی اور تمام فساق و فجار خدا و رسول کے دشمن ہیں - اور اُن کی پرورش کرنے ولے اُس باغی غلام کی مانند ہیں - جو مالک کا مال چُراکر دیگر باغیوں کی نذر کرتا رہتا ہے - حاصل مطلب یہ کہ بیجا خرچ کرنے والا بندۂ خدا ہوکر خدا کا مال دشمنانِ خدا (فساق و فجار) کے حوالہ کرکے اپنے لئے قیمتی جہنم خریدتا ہے - اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَیْہِ ؀

	کز سخاوت کردہ ام ایثار و بذل		طرفہ تر کاں را ہمے پنداشت عدل	
	یا کہے ہیں نے سخاوت کی ضرور		اور اُسکو عدل سمجھے پُر غرور	ترجمہ

شرح - یعنے خدا کے مال کو بیجا صرف کرنا ایسا ہے جیسے کوئی باغی غلام اپنے مالک کا مال دیگر باغیوں کی نذر کردے اور اُس پر عجیب بات یہ ہے کہ اِس صرف بیجا کو سراسر انصاف اور عین جود و سخا خیال کرے - حالانکہ یہ محض بے انصافی اور جود و سخا سے کوسوں دور ہے ؀

	چہ فزاید - دوری و روئے سیاہ		عدل ایں باغی و داوش پیشِ شاہ	
	اور کردیگا اُسے بس روسیاہ		عدل اُس باغی کا بیشک پیشِ شاہ	ترجمہ

شرح - یعنے اُس باغی غلام کے عدل و سخا سے مالک کے روبرو اُسے کیا حاصل ہوگا؟ کچھ بھی نہیں - بلکہ اور نفرت اور روسیاہی بڑھ جائیگی - علےٰ ہذا القیاس بیجا خرچ کرنے والے کو بارگاہ مالکِ حقیقی سے ثواب کی جگہ عذاب جہنم اور روسیاہی کی اُمید رکھنی چاہئے ۔ بیجا صرف کرنا خدا کی امانت میں خیانت کرنی ہے جسکو کبیرہ گناہ سمجھنا چاہیئے -

در نبی انذار اہلِ غفلت ست	کان ہمہ انفاق ہاشاں حسرت ست
ترجمہ - غافلوں کا ذکر ہے قرآن میں	خرچ کرکے ہیں وہ سب نقصان میں

شرح - لفظ نبی کی تحقیق پہلے گذر چکی ہے - جسکو فارسی زبان میں یعنے قرآن مجید سمجھتے - بعض نسخوں میں نبی کی جگہ نبا ہے - یعنے قرآن اور انذار یعنے ڈرانا یا عبرت دلانا - یعنے اہل غفلت کے ڈرانے کے لئے قرآن مجید کی ایک آیت میں یہ مضمون موجود ہے - کہ کافروں کے بیجا صرف کرنے کا انجام سراسر حسرت ہوگا - وہ آیت یہ ہے اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ لِیَصُدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَسَیُنْفِقُوْنَھَا ثُمَّ تَکُوْنُ عَلَیْھِمْ حَسْرَۃً ثُمَّ یُغْلَبُوْنَ ۔ یعنے کافر اسلئے اپنے مال خرچتے (اور اونٹ ذبح کرتے) ہیں کہ لوگوں کو خدا کے سیدھے رستے (ایمان اور تصدیق رسالت پیغمبر آخر الزماں) سے روکے رہیں یہ لوگ اس منصوبے میں عنقریب اپنا تمام مال خرچکر ڈالیں گے - اور انجام کو انکا بیجا خرچ کرنا انہیں کے لئے باعث حسرت ہوگا - اور یہ فتح مکہ کے دن عاجز و مغلوب کئے جائیں گے - دوسری آیت یہ ہے اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ ۔ یعنے اِسمیں شک نہیں کہ بیجا خرچ کرنے والے شیطان کے بھائی یعنے ابلیس کے تابع فرمان اور اُسکے دوست ہیں - نیز عرب کا مقولہ ہے کہ لَا خَیْرَ فِی السَّرَفِ وَلَا سَرَفَ فِی الْخَیْرِ ۔ یعنے اسراف بیجا میں خیر نہیں اور خیر میں اسراف بیجا نہیں ۔

قربانی کردن سرداران عرب باُمید قبول افتادن

پیغمبرؐ کے خلاف قبولیت کی اُمید پر سرداران عرب کے اُونٹ ذبح کرنے کا ذکر

سروران مکہ در حرب رسول	بود شان قربان باُمید قبول
ترجمہ - مکّہ والے بہر ایذا ئے رسول	کرتے تھے اونٹوں کو قربان بوالفضول

شرح - یعنے سرداران مکہ اور کفار قریش اِس نیت سے کہ کاش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جنگ میں فتح حاصل کریں - قربانیاں کیا کرتے تھے - اور اُن کو یہ اُمید تھی کہ خدا ہماری قربانیوں کو قبول فرما کر ہمیں محمد علیہ الصلوٰۃ پر فتح دیگا - حالانکہ یہ سراسر اسراف بیجا تھا ۔ اُسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اُنکی قربانیاں ضایع ہوئیں - اور مکہ فتح ہوگیا -

بہر آں مومن ہمے گوید ز بیم	در نماز اھد الصراط المستقیم
ترجمہ - اِسلئے رہتا ہے ہر مومن کو بیم	کہتا ہے اھد الصراط المستقیم

شرح - یعنے چونکہ جمیع طاعات و عبادات کا ثواب نیک نیتی پر مبنی ہے - اِسلئے مومنوں پر ہر نماز میں اہدنا الصراط المستقیم (اے خدا تو ہمیں سیدھا راستہ دکھا) کہنا واجب ہے - گو نماز خود فعل خیر - اور صراط المستقیم ہے - لیکن تاہم فساد نیت

کے خوف سے ہر نماز میں آیت مذکورہ کی تکرار واجب ہوگئی ہے علیٰ ہذا القیاس سخاوت گو بظاہر فعل نیک اور طاعت ہے۔ مگر فساد نیت کے باعث شر اور موجب حسرت ہوجاتی ہے ❊

آں درم دادن سخی را لایق ست ‖ جان سپردن خود سخای عاشق ست

ترجمہ: گو درم دینا سخی کا کام ہے ‖ جان دینی عشق کا انجام ہے

شرح - جان سونپنے سے مجاہدہ فی سبیل اللہ (خدا کے رستے میں جان دیکر کوشش کرنا) مُراد ہے اور مطلب یہ ہے کہ جو لوگ خدا کے رستے میں فقط مال صَرف کرتے ہیں انکا نام سخی اور جو جان تک جھونک دیتے ہیں اُنکا عُرف عاشقانِ الٰہی ہے - چونکہ عشاق مال کو ہیچ سمجھتے ہیں - اِسلئے انکا قول ہے کہ جس نے عشق کے رستے میں اپنی جان ندی وہ بخیل ہے ❊

نان دہی از بہرِ حق نانت دہند ‖ جان دہی از بہرِ حق جانت دہند

ترجمہ: نان دینے ولے کو ملتی ہے نان ‖ جان دینے ولے کو ملتی ہے جان

شرح - یعنے اگر تو خدا کے لئے کسی ضرورت مند کو روٹی دیگا - تو تجھے غیب سے فراخ روزی عطا ہوگی - اور اگر اُسکے رستہ میں جان ہی ڈالیگا - تو نئی زندگی عطا کیجائیگی - جو اِس دُنیوی زندگانی سے بدرجہا افضل ہوگی - اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ يُرْزَقُوْنَ فَرِحِیْنَ یعنے جو لوگ خدا کے رستے میں جان دے ڈالتے ہیں - اُنکو مُردہ نہ جانو - بلکہ وہ خدا کے نزدیک زندہ ہیں - اُنکو روزی ملتی ہے - وہ خوش و خورم ہیں ❊

گر بریزد برگہائے ایں چنار ‖ برگ بے برگیش بخشد کردگار

ترجمہ: جھاڑ دیگا برگ کو گر یہ چنار ‖ بخشدیگا اور اسکو کردگار

شرح - چنار ایک قسم کا نہایت کلاں اور اونچا درخت ہوتا ہے - یہاں چنار سے بلند مرتبہ سخی مراد ہے - اور برگ بے برگی بمعنے عوض بے سامانی ہے - مطلب یہ کہ اگر اِس چنار (بلند مرتبہ اور عالی حوصلہ سخی) کے پتے گر جائیں گے یعنے سخاوت کے سبب اسکا کچھ مال بحسب ظاہر کم ہوجائیگا - تو اللہ تعالیٰ اس بے برگی کا اچھا بدلا عنایت فرما دیگا - چنانچہ آئندہ شعر انہی معنوں کی تائید کر رہا ہے ❊

گر نماند از جود در دستِ تو مال ‖ کے کند فضل الٰہت پائے مال

ترجمہ: گر کرم نے سے لیا ہے تیرا مال ‖ کب کریگا فضل خالق پائے مال

شرح - یعنے اگر سخاوت کے سبب تیرے پاس کوڑی تک نہ رہے - تو اِسکا خیال نہ کر - کیونکہ تجھ کو فضل الٰہی پامال نہ کرے گا بلکہ نعم البدل دیگا - جو مال خدا کے رستہ میں صرف کیا جاتا ہے وہ دُنیا میں بھی بڑھتا ہے - آخرت میں بھی -

ہر کہ کارد - گردد انبارش تہی ‖ لیکنش اندر مزرعہ باشد بہی

ترجمہ: بونیوالے کا ذخیرہ ہے تہی ‖ لیکن اُسکے کھیت میں ہے بہتری

شرح - کارُد صیغہ مضارع غائب ہے مشتق از کاشتن بمعنے بونا - کھیت میں بیج ڈالنا - اور انبار بمعنے ذخیرۂ تخم یعنے جو شخص کھیتی بونی شروع کرتا ہے - اُسکا انبار تخم گو بظاہر خالی ہو جاتا ہے - لیکن باعتبار باطن کھیت میں اُسکے لئے بہت کچھ بہتری کے سامان موجود ہوتے ہیں - دیکھ لیجئے ایک ایک تخم سے غلہ کے ہزاروں دانے نکل آتے ہیں - اور زمیندار مالا مال ہو جاتے ہیں - اسیطرح سخاوت کرنے سے گو تھوڑا سا مال ہاتھ سے نکلجاتا ہے - مگر ایک درم کے عشر تو دُنیا میں ملجاتے ہیں - اور ذخیرۂ آخرت کا حال خدا کو معلوم ہے ◆

	وانکہ در انبار ماند و صرفہ کرد	اسپش و موش حوادثہاش خورد
ترجمہ	ڈھیر رکھا جسنے اور صرفہ کیا	اُسکو بس موش حوادث کھا گیا

شرح - ماند بمعنے گذاشت اور صرفہ بمعنے تنگی ہے - اور اسپش مزید علیہ سپش ہے - سپش جُوں کو کہتے ہیں - اور یہاں اس لفظ سے وہ چھوٹا سا جانور مُراد ہے - جو اناج میں پیدا ہو جاتا ہے - اور جسکو اُردو والے سُرسُری کہتے ہیں مطلب یہ ہے کہ جسنے تخم کو ذخیرہ ہی میں چھوڑ دیا - اور غلہ بونے میں تنگی کی - اُسکے تخم کو سُرسُریاں اور حادثات زمینی و آسمانی کے جو ہے کھا گئے - نہ تخم رہا - اور نہ کھیت بویا گیا - علیٰ ہذا القیاس جو لوگ خدا کی راہ میں خرچ کرنے سے بخیلی کرتے ہیں وہ نفع تو کیا اُٹھائیں گے اصل سے بھی ہاتھ دہو بیٹھے ہیں - حدیث شریف میں ہے کہ سخی اللہ سے قریب - جنت سے قریب آدمیوں سے قریب دوزخ سے بعید ہے اور بخیل اللہ سے دور - جنت سے دور - آدمیوں سے دور - دوزخ سے قریب ہے دوسری حدیث یہ ہے کہ بَشِّرْ مَالَ الْبَخِیْلِ بِحَادِثٍ اَوْ وَارِثٍ یعنے بخیل کو خبر دیدو کہ تیرے مال پر یا کوئی آفت آئیگی - یا کوئی وارث کھائیگا -

	ایں جہان نفی است در اثبات جو	صورتت صفر ست در معنات جو
ترجمہ	یہ جہاں منفی ہے تو باقی کو ڈھونڈ	تیری صورت صفر ہے معنی کو ڈھونڈ

شرح - یعنے عالم دُنیا سراسر معدوم و فانی اور ذات حق بیشک اثبات و باقی ہے - تو فانی کا لحاظ چھوڑ کر اثبات کو ڈھونڈ - اور اپنی ظاہری صورت کو جو صفر یعنے اسرار سے خالی ہے ترک کر کے اپنے معنے و مطلوب یعنے ذات حق کو طلب کر - جو صیغہ امر مشتق از جستن - یہاں بمعنی کوشش کرنا ہے - اور معنات میں تائے فوقانی بمعنے خود ہے ◆

	جان شور و تلخ پیش تیغ بر	جان چوں دریائے شیریں را بخر
ترجمہ	جان شور و تلخ کو کر دے حلال	جان شیریں کو خرید لے باکمال

شرح - یعنے اس جان کو جو غلبۂ نفس امارہ اور اوصاف حیوانی کے باعث شور و تلخ ہو گئی ہے تیغ فنا کے سامنے لیجا یعنے روح حیوانی کو قتل کر دے تاکہ مرتبہ بقا حاصل ہو - اور اسکے بدلہ میں وہ جان باقی (وصال الٰہی) خرید لے جو دریائے شیریں کی مانند ہمیشہ فیض رساں ہے ◆

ور نمے دانی شدن زیں آستان | گوش کن باری تو زیں ایں داستان

ترجمہ: تجھ سے گر چھٹتا نہیں یہ آستان | آسنا ئیں اک عجایب داستان

شرح - یعنے اگر تو آستان ہستی سے بارگاہِ عالی کیطرف جانا نہیں چاہتا - تو یہ داستان سنلے - شاید تجکو اس سے نشانہ دنیا کے ترک اور بارگاہِ عالی کے اختیار کا شوق پیدا ہوجائے - بعض نسخوں میں نمے دانی کی جگہ نمے تانی ہے - مخفف توانی

قصۂ خلیفہ کہ در کرم در زمانِ خود از حاتم گذشتہ بود

ترجمہ: ایک بادشاہ وقت کا قصہ جو اپنے جود و کرم میں حاتم سے بڑہ گیا تھا

یک خلیفہ بود در ایامِ پیش | کردہ حاتم را گدائے جودِ خویش

ترجمہ: آگلے وقتوں میں اک ایسا شاہ تھا | حاتم اسکا بندۂ درگاہ تھا

شرح - یعنے پہلے زمانے میں ایک ایسا سخی بادشاہ تھا - کہ اسکی بخشش نے حاتم کو اپنا غلام (رہین کرم) بنالیا تھا یعنے اسکا کرم جود حاتم پر غالب تھا - حاتم ایک مشہور سخی کا نام ہے جسکے زمانہ پر پیغمبر آخر الزمان نے فخر کیا ہے ؛

رایت جود و کرم افراشتہ | فقر و حاجت از جہاں برداشتہ

ترجمہ: تھا بلند اسکی سخاوت کا علم | ضامنِ حاجات تھا اسکا کرم

شرح - یعنے اس بادشاہ نے علم جود اسقدر بلند کیا - کہ فقر و حاجت کے معنے جہان سے اٹھ گئے - لوگوں کی حاجتیں بالکل رفع ہوگئیں - اسکا یہ مطلب نہیں کہ اسکے جود کے باعث زمانہ میں کوئی محتاج ہی نہیں رہا - بلکہ یہ غرض ہے کہ اسنے لوگوں کی حاجت برآری کی

بحر و کان از جود او صاف آمدہ | داد او از قاف تا قاف آمدہ

ترجمہ: بحر و کاں اسکی سخاوت سے تھے صاف | داد اسکی قاف سے تھی تا بقاف

شرح - یعنے دریا اور کانیں اسکے جود سے خالی ہوگئیں - اور اسکی داد قاف سے قاف (ابتدا سے انتہائے عالم) تک پہنچگئی - اس شعر میں اس خلیفۂ کریم کے جود و سخا کو شاعرانہ مبالغہ کے طور پر بیان کیا گیا ہے ؛

در جہانِ خاک ابر و آب بود | مظہر بخشایش وہاب بود

ترجمہ: اس جہاں میں رشک ابر و آب تھا | مظہر بخشایش وہاب تھا

شرح - جہانِ خاک سے عالم خاکی یعنے دنیا مراد ہے - اور ابر و آب بمعنے کریم و فیاض - یعنے وہ بادشاہ دنیا میں بمنزلہ ابر و آب اور صاحب فیض و احسان اور مظہر اسم وہاب تھا - یعنے اللہ تعالیٰ کی صفت کریمی کی جھلک اسمیں پائی جاتی تھی ؛

از عطایش بحر و کان در زلزلہ | سوے جودش قافلہ در قافلہ

ترجمہ: بحر و معدن کو سخا سے زلزلہ | جود فرما - مرجع ہر قافلہ

شرح - زلزلہ سے عجز وخجالت اور لغزش و اضطراب مراد ہے اور قافلہ و قافلہ بمعنے گروہ در گروہ - یعنے اسکی بخشش سے دریا اور کانیں عجز و خجالت کی حالت میں زبانِ حال سے کہہ رہی تہیں - کہ اب ہم میں کچھہ نہیں رہا - ہمارا سارا سرمایہ اُسکے جود وکرم کے کام آگیا ہے - اور دوسرے مصرعہ کا یہ مطلب ہے کہ حاجتمند گروہ در گروہ اُسکے کرم کی طرف متوجہ ہوتے تھے - اور مالا مال ہوکر اپنے اپنے گھر کی طرف چلے جاتے تھے ؛

قبلۂ حاجت درو دروازہ اش ‌ ‌ ‌ رفتہ در عالم بجود آوازہ اش

ترجمہ: قبلہ کل اُسکا دروازہ ہوا ‌ ‌ ‌ دہر میں بخشش کا آوازہ ہوا

شرح - در سے باب قلعہ اور دروازہ سے داخل آستانہ بارگاہ مراد ہے - یعنے اُس بادشاہ کا آستانہ قبلہ حاجت تھا یعنی ضرورت مند ہمیشہ اُسکی طرف متوجہ رہتے تھے - اور اُسکے جود کا آوازہ تمام عالم میں پہیلگیا تھا - اُسکا کرم سب جگہ مشہور تھا ؛

ہم عجم ہم روم و ہم ترک و عرب ‌ ‌ ‌ ماندہ از جود و سخایش در عجب

ترجمہ: کیا عجم کیا روم کیا ترک و عرب ‌ ‌ ‌ جود سے اُسکے تھے حیراں ہیکے سب

آب حیواں بود و دریائے کرم ‌ ‌ ‌ زندہ گشتہ ہم عرب و ہم عجم

ترجمہ: آب حیواں تھا وہ دریائے کرم ‌ ‌ ‌ اُس سے زندہ سب عرب سارا عجم

شرح - یعنے ترک و روم اور عرب و عجم سب اُسکی سخاوت سے متعجب تھے - اور وہ بادشاہ آب حیواں اور دریائی کرم تہا - جسکی فیض رسانی اور جود و عطا کے باعث عرب و عجم یعنے ہفت اقلیم کے محتاج اور ضرورت مند لوگ پرورش پاتے تھے اِن شعروں میں خلیفہ کی سخاوت کو بطور شاعرانہ مبالغہ کے بیان کیا گیا ہے ؛

اندر آیام چنیں سلطان داد ‌ ‌ ‌ قصۂ بشنو اکنوں داستانے بالگشاد

ترجمہ: ایسے باذل بادشہ کے وقت کی ‌ ‌ ‌ داستانِ طول سُن لے مثنوی

شرح - یعنے ایک سخی بادشاہ کے زمانہ کا ایک طویل قصہ سُنلے جو ایک اعرابی درویش اور اُسکے گھروالی کے متعلق ہے اور جسمیں بڑے بڑے اسرار معرفت بیان کئے گئے ہیں - داستانے بالگشاد یا تو بمعنے داستان طویل ہے یا یہ معنے ہیں - کہ اُس کریم بادشاہ کے وقت کی ایک ایسی داستان سُنلے جو بیحد کشایش دل اور کشف اسرار کا باعث ہے

قصۂ اعرابی درویش و ماجرا کردن زن با او از فقر و درویشی

ترجمہ: ایک اعرابی درویش اور اُسکے ساتھ فقیری و محتاجی کے باعث اُسکی گھروالیکے لڑنے جھگڑنے کا قصہ

یک شب اعرابی زنے مر شوی را ‌ ‌ ‌ گفت وازحد برد گفت و گوی را

ترجمہ: اک شب اعرابی سے کی عورت نے بات ‌ ‌ ‌ گفتگو شوہر سے کی اور لڑ پڑی

کیں ہمہ فقر و جفا ما مے کشیم ‌ ‌ ‌ جملہ عالم در خوشی ما نا خوشیم

ترجمہ: ہیچلو فقر و فاقہ کا ہے غم ‌ ‌ ‌ اک زمانہ خوش ہے اور نا خوش ہیں ہم

شرح - یعنے ایک اعرابی کی بیوی نے خاوند سے یہ کہا - کہ افسوس ہم کسقدر محتاجی کی مصیبت اور تنگ دستی کے ظلم اٹھارہے ہیں - اور اس پر رشک کا صدمہ الگ ہے کہ تمام عالم خوش و خرم ہے - اور ہم فقر و فاقہ کیحالت میں بدمزہ زندگانی گذار رہے ہیں - اس فقیری اور محتاجی کیحالت میں کب تک زندگی بسر ہوگی *

	نان ما نے نانخورش ما درد و رشک	کوزہ ما نے - آب ما از دیدہ اشک
ترجمہ	ہاسئے بے روٹی ہے سالن درد و رشک	واسئے بے کوزہ ہے پانی آب اشک

شرح - نانخورش - لگاون یا سالن جو روٹی کے ساتھ کہایا جاتا ہے - اور دیدہ اشک میں اضافت مقلوب ہے یعنے عورت یہ کہہ رہی ہے کہ ہمارے کہانے کو روٹی تو ہے ہی نہیں - البتہ سالن کیجگہ درد اور رشکِ اغیار موجود ہے - اور ہمارے گھر میں پانی پینے کو پیالہ تک ندارد ہے - البتہ پانی پینے کیجگہ اشک دیدہ (آنکھوں کے آنسو) بہت ہیں -

	جامۂ ما روز تاب آفتاب	شب نہالین و لحاف از ماہتاب
ترجمہ	روز کا کپڑا ہے تاب آفتاب	اور لحاف شب ہے گویا ماہتاب

شرح - نہالین یعنے توشک (نیچے بچھانے کا بستر) اور لحاف اوپر اوڑھنے کی چیز - مطلب یہ کہ تنگی کے سبب یہحال ہے کہ دن میں تاب آفتاب (دھوپ) ہمارے بدن کے لئے کپڑا بنجاتی ہے - اور رات کو ماہتاب (چاند کی چاندنی) توشک اور لحاف کا کام دیتی ہے - غرضکہ نہ کہانے کو ہے نہ پہننے کو - اس شعر میں کہانے پینے کی بے سامانی کو مبالغہ سے بیان کیا ہے *

	قرص مہ را قرص نان پنداشتہ	دست سوئے آسمان برداشتہ
ترجمہ	قرص مہ کو جانتے ہیں قرص نان	ہیں ہمارے ہاتھ سوئے آسمان

شرح - یعنے ہم اسقدر فاقہ زدہ ہیں کہ بھوک میں قرص مہ (چاند کی ٹکیا) کو ہمنے قرص نان (روٹی کی ٹکیا) فرض کر کہا ہے - ورنہ فی الواقع روٹی دیکھنے کو بھی نصیب نہیں ہوتی - اور ہمارے ہاتھ ہر وقت اس دعا کے لئے کہ الٰہی - دال روٹی بھیج - آسمان کیطرف اٹھے ہوتے ہیں - اس شعر میں روٹی نہ ملنے کو بطور مبالغہ قرص مہ سے تشبیہ دیگئی ہے -

	ننگ درویشان ز درویشی ما	روز و شب از روزی اندیشی ما
ترجمہ	سچ تو یہ ہے ننگ درویشاں ہیں ہم	رات دن رہتا ہے بس روزی کا غم

شرح - روزی اندیشی بمعنے معروف یعنے فکر قوت لا یموت ہے - یعنے ہماری محتاجی اس درجہ تک پہنچگئی ہے کہ خود محتاجوں کو ہم سے شرم آتی ہے - اور فکر روزی کے باعث ہمارا روز روشن شب تاریک بنگیا ہے - عموماً ہر مصیبت اور خصوصاً بھوک کی شدت کے وقت آنکھوں کے آگے اندھیرا آجاتا ہے - دن میں تارے نظر آنے لگتے ہیں - یہ معنی اس صورت میں ہیں کہ لفظ روز و شب بلا واو عطف ہو - اور اگر مع عطف ہے تو یہ مطلب ہے - کہ روز و شب کی فکر روزی اور اس میں منہمک رہنے کے سبب ہماری درویشی ننگ درویشاں ہوگئی ہے - یعنے دیگر درویش

ہمیں نہایت ذلیل سمجھتے ہیں اور ہمیں بندۂ شکم اور عبد الدرہم ہونے کے طعنے دیتے ہیں۔

	خویش و بیگانہ شدہ از ما رماں	بر مثالِ سامری از مرداں
ترجمہ	اپنے بیگانے ہیں سب ہم سے بری	جس طرح مخلوق سے تھا سامری

شرح۔ سامری حضرت موسیٰ کے ہمراہ بنی اسرائیل میں سے ایک شخص تھا۔ فرعون کے غرق ہوجانے کے دن اُس نے حضرت جبرئیل کو دیکھا کہ اُنکے گھوڑے کے سُم کے نیچے کی خشک گھانس ہری ہوجاتی ہے۔ اس سے اُس نے جان لیا کہ اسکا خاصہ احیا یعنے زندہ کرنیکا ہے۔ تھوڑی سی خاک اُٹھا کر اپنے پاس رکھ لی۔ حضرت موسیٰ طور پر گئے۔ اور حضرت ہارُون کو اپنا خلیفہ کر گئے۔ سامری نے فرعونیوں کا مال جو بنی اسرائیل کے ہاتھ لگا تھا۔ اکٹھا کرایا۔ اور سونے چاندی کے زیور گلا کر ایک بچھڑا بنالیا۔ اور اُس خاک کو گوسالہ کی تصویر میں ڈالدیا۔ وہ بچھڑے کی سی آواز دینے لگا۔ پھر سامری نے بنی اسرائیل سے کہا کہ تمھارا اور موسیٰ کا معبود یہی ہے۔ بنی اسرائیل اُسکو پوجنے لگے۔ اور حضرت ہارُون کے منع کرنے سے نہ مانے۔ جب حضرت موسیٰ طور سے واپس تشریف لائے۔ اور سامری کا حال سُنا۔ تو اسکے حق میں یہ بددعا کی۔ کہ یا الٰہی یہ شخص تنہا جنگل میں رہا کرے اور آدمیوں کے چھونے سے اسکو تکلیف پہنچا کرے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا جو پاس آتا تھا۔ اُسکو سامری لامساس (یعنے مجھے نہ چھو۔ مجھے نہ چھو) کہتا تھا۔ اور جو شخص بھولکر اُسے چھو لیتا تھا۔ تو سامری اور چھونے والا دونوں بخار میں مبتلا ہوجاتے تھے۔ مطلب شعر یہ ہے کہ ہمارے افلاس کے باعث سب اپنے اور بیگانے ہم سے اس طرح بھاگتے ہیں جس طرح آدمیوں کو پاس سے سامری بھاگتا تھا۔ اور لامساس کہتا تھا۔ یہ شعر بھی مقولۂ زن اعرابی ہے*

	گر بخواہم از کسے یک مشت نسک	مر مرا گوید خمش کن مرگ و جسک
ترجمہ	گر کسی سے چاہوں ایک مُٹھی مسور	وہ سے کہہ دے کہ چل لے مرگ دور

شرح۔ نسک بمعنے عدس ہے یعنے مسور۔ اور جسک بمعنے رنج و بلا و درد یعنے اعرابی کی عورت اپنے خاوند سے کہہ رہی ہے کہ محتاجی کے باعث ہمارا یہ حال ہے کہ اگر میں کسی سے مٹھی بھر مسور (تھوڑی سی چیز) مانگتی ہوں تو وہ یہ کہتا ہے کہ ارے مجسم مرگ و درد۔ کیوں مرنے کو پھر رہی ہے۔ خاموش رہ۔ یہاں ہتیا نہ دے۔ چلتی پھرتی نظر آ۔ آگے بڑھ۔ عموماً فقیروں کو لوگ ذلیل سمجھکر اُنکی نسبت ایسے الفاظ استعمال کیا کرتے ہیں*

	مر عرب را فخر و عزت و عطا	در عرب ما ہمچو اندر خط خطا
ترجمہ	ہے عرب کے واسطے فخر عطا	ہم یہاں ہیں جسطرح خط میں خطا

شرح۔ عورت اعرابی سے یہ کہہ رہی ہے۔ کہ عموماً عرب صاحب فخر و عزت اور اہل جود و عطا ہوتے ہیں ان میں سے اکثر دولتمند ہیں۔ اور غریب بھی ہماری طرح محتاج نہیں۔ بلکہ بقدر ضرورت معاش سے فارغ ہیں۔ البتہ ہم حرف غلط کی طرح صفحۂ ہستی سے دور ہوجانے کے سوا اور کسی قابل نہیں ہیں۔ ہماری زندگی بالکل ہیچ ہے*

بعض نسخوں میں پہلا مصرعہ اسطرح ہے۔ مرعرب را فخر غزو ست وعطا۔ اس صورت میں غزو بمعنے جہاد ہے یعنے اہل عرب جہاد کو اپنا فخر سمجھتے ہیں۔ کیونکہ نتیجہ جہاد یا مرتبہ شہادت ہے یا حصول غنیمت۔ اور اجر آخرت۔ نیز عرب والے جود وعطا کو بہت محبوب رکھتے ہیں۔ غرضیکہ بجز ہمارے دیگر تمام اہل عرب شجاعت وسخاوت میں ممتاز ہیں۔ اور ہم صرف غلط کیطرح لاشے۔ بعض نسخوں میں دوسرا مصرعہ اس طرح ہے۔ در عرب ما ہمچو خط اندر خطا۔ اس صورت میں خطا سے ملک خطا مراد ہے۔ یعنے ہم عرب میں اسطرح ہیں۔ جسطرح کوئی عرب کا خط ملک خطا میں چلا جائے۔ اور ناروائی کے سبب وہاں کوئی اسکا قدردان نہ ہو۔ اسیطرح ہمارا کوئی پرسان حال نظر نہیں آتا۔

	چہ غزا ما بے غزا خود کشتہ ایم	ہم بہ تیغ فقر بے سر گشتہ ایم
ترجمہ	جنگ کیا بے جنگ ہی کشتہ ہیں ہم	نیستی سے اپنے سرگشتہ ہیں ہم

شرح - یعنے جہاد کیسا۔ ہم تو بلا جہاد ہی مرے پڑے ہیں۔ کیونکہ ہمیں فقر و فاقہ کی تلوار اور بھوک پیاس کے خنجر نے خود ہی بے سر و بیجان کر رکھا ہے۔ بعض نسخوں میں بے غزا (بمعنے بلا جہاد) کی جگہ بے غذا بذال معجمہ ہے۔ اور دوسرا مصرعہ اس طرح ہے۔ با شمشیر عدم سرگشتہ ایم۔ بے غذا بمعنے بے نان ونفقہ اور عدم بمعنی نیستی و بے سامانی ہے۔ عورت کہہ رہی کہ دیگر اہل عرب کی طرح ہم سے کیا خاک جہاد ہو سکتا ہے۔ ہم تو بلا نان ونفقہ۔ گویا گھر بیٹھے مرے ہوئے ہیں۔ ہمیں بے سامانی کی شمشیر نے سرگشتہ (حیران یا عاجز) کر دیا ہے۔ اس شعر سے معلوم ہوتا ہے کہ گذشتہ شعر میں غذا کی جگہ غزو مناسب ہے

	چہ خطا ما بے خطا در آتشیم	چہ نوا ما درد و غم را مفرشیم
ترجمہ	کیا خطا۔ ہم آگ میں ہیں بے خطا	سر بسر ہیں درد و غم میں مبتلا

شرح - اس سے پہلے عورت کہہ چکی ہے کہ۔ در عرب ما ہمچو اندر خط خطا۔ یہاں اس مقولہ سے خراب کر کے یہ کہتی ہے کہ ہم حرف غلط کیطرح نہیں ہیں۔ اگر ایسے ہوتے تو ضرور صفحۂ دنیا سے اُٹھ جاتے۔ بلکہ بلا خطا رشک اغیار اور اپنی بھوک کی آگ میں جل رہے ہیں۔ اور نوا (سامان معاش) کیسا۔ ہم تو درد و غم معاش کا بچھونا بنے ہوئے ہیں۔ یعنے سراپا درد و غم ہیں۔ اس شعر سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس شعر میں خطا تقصیر اور غلطی ہی کے معنوں میں ہے۔

	چہ عطا ما بر گدائی مے تنیم	مر مگس را در ہوا رگ مے زنیم
ترجمہ	اس گدائی پر تکبر کا ہے قصد	کھولدیں اُڑتی ہوئی مکھی کے فصد

شرح - یعنے اہل عرب کی طرح دوسروں کے ساتھ احسان وعطا کیا خاک ہوسکیگا۔ ہم آپ ہی گدا ہیں۔ اُس پر طرہ یہ کہ اپنی گدائی پر تنتے ہیں۔ فخر کرتے ہیں۔ اکڑتے ہیں۔ حالانکہ ہمارا حال یہ ہے۔ کہ بھوک کی شدت میں خون پی لینے کے ارادہ سے اُڑتی مکھی کی فصد لینے کا قصد رکھتے ہیں۔ نکتہ چونکہ عورت کا نان ونفقہ خاوند کے ذمے فرض ہے۔ اسلئے اعرابی کی عورت اپنی طرف منسوب کرکے یہ طعنہ اپنے خاوند کو دے رہی ہے۔ تاکہ اُسے غیرت آئے اور کھانے کمانے

فکر کرے - پہلے مصرع سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اُسکا خاوند گدائی شکبر تھا - جسکا حال عورت ہی کی زبان سے آئندہ معلوم ہونے والا ہے - نیز گدائے شکبر کی مذمت کے متعلق صحیح حدیث آئندہ منقول ہوگی ❖

	گر کسے مہمان رسد گر من ہمم	شب بہ خسپید دلقش از تن برکنم
ترجمہ	گر کوئی مہمان آئے یا عجب	اُسکے ہم کپڑیں اُتاریں وقتِ شب

شرح - عورت اپنے خاوند سے بطور مبالغہ اپنی مفلسی کا اظہار کرکے یہ کہتی ہے کہ اگر بالفرض میرے گھر کوئی مہمان آجائے اور میں - میں ہی رہوں - یعنے اسی افلاس کی حالت میں رہوں - جس حالت میں کہ اب ہوں - تو سوتے وقت ضرور اُسکی گدڑی (بدن کے کپڑے) اُتارلوں گی - غرضکہ ہمارا افلاس اس درجہ تک پہنچگیا ہے - کہ مہمان کی تواضع کے بدلے ہم اُسکے مال میں خیانت کرنے کو آمادہ ہیں - بحدیث شریف میں ہے کہ فقر کفر کے قریب پہنچا دیتا ہے ❖

	زیں نمط ایں ماجرا و گفتگو	برد از حد عبارت پیش شو
ترجمہ	اسطرح یہ ماجرا اور گفتگو	لے گئی دُکھیا خصم کے روبرو

شرح - عبارت بمعنے بیان ہے - یعنے عورت نے اس طریقہ گفتگو اور شکایت افلاس کو خاوند کے رُوبرو حد بیان سے باہر پہنچا دیا

	کز عنا و فقر ما گشتیم خوار	سوختیم از اضطرار ایں اضطرار
ترجمہ	یعنے تنگی نے کیا ہے ہمکو خوار	آتش سوزندہ ہے یہ اضطرار

شرح - عنا بمعنے رنج و تکلیف اور فقر بمعنے محتاجی ہے - اور لفظ ایں اضطرار ترکیب میں از اضطرار کا بدل یعنے عطف بیان واقع ہوا ہے - جس سے مطلق اضطرار سابق کی خاص اضطرار فقر کے ساتھ تخصیص ہوگئی ہے - یعنے عورت یہ کہتی ہے کہ ہم رنج و تکلیف اور فقر و فاقہ کے باعث ذلیل و خوار ہوگئے ہیں - اور اُس بیقراری کی آگ میں جلگئے ہیں - جو اس فقر و فاقہ کے ساتھ تخصیص رکھتی ہے - بعض نسخوں میں سوختیم از اضطراب و اضطرار ہے - اس صورت میں یہ دونوں لفظ ہم معنی ہیں ❖

	تا بکے ما ہمچنیں خواری کشیم	غرقہ اندر بحر ژرف آتشیم
ترجمہ	خوار کب تک بیٹھے جی دنیا میں ہوں	غرق کب تک آگ کے دریا میں ہوں

شرح - عورت کہتی ہے کہ اے شخص ہم اس فقر و فاقہ کی آگ کے گہرے دریا میں کب تک ڈوبے رہیں - اور کب تک ذلت و خواری اُٹھائیں

	ناگہاں روزے درآید میہماں	شرمساری ما بریم از وے بجاں
ترجمہ	آئے گر ناگاہ کوئی میہماں	روبرو اُسکے ہوں ہم شرمندہ جاں

شرح - یعنے اے نکھٹو مرد و سے - تو اس بات پر تو خیال کر کہ اگر اچانک ہمارے ہاں کوئی مہمان کہیں سے آجائے تو ہمیں کیسی ذلت اُٹھانی پڑے - کیونکہ گھر میں آٹا دال تو در کنار - تو اچھولہا تک نذارد ہے - اس حالت میں آنے والا ہمیں کس قدر ذلیل سمجھے گا - ایسی ذلت کی زندگی سے مرجانا ہزار درجہ بہتر ہے ❖

یک مہمان گر در آید بے ثبوت	دانکہ کفش میہمان سازیم قوت
ترجمہ: آگیا گر کوئی مہمان بے ثبوت	جان رکھہ ہے اُسکی جوتی اپنی قوت

شرح بے ثبوت بمعنے بلا ثبوت خبر و بلا واقفیت حال ہے مطلب یہ کہ اگر ہمارے گھر ناگاہ کوئی ایسا مہمان آجائے جو ہمارے فقر و فاقہ کی حالت سے واقف ہو تو ہمین فقط شرمندگی ہی حاصل ہوگی لیکن اگر کوئی ایسا مہمان وارد ہو جو ہمارے حال سے بے خبر ہو تو اے مرد وے اس بات کو یقینی طور پر جان لے کہ شرمندگی سے قطع نظر اُسکے مال مین ہمین خیانت ہی کرنی پڑیگی۔ یعنے اُسکی جوتیان بیچکر ضیافت کا انتظام کرینگے۔ اور مہمان کی مدارات اُسی کی جوتیون کا طفیل ہوگا۔ یا یہ معنے ہین کہ ہم مہمان کی جوتیان گانٹھکر روزی حاصل کرینگے۔ حالانکہ جوتی گانٹھنا خود بے آبروئی ہے۔ اسپر اپنے مہمان کی جوتی گانٹھنا گویا سر بازار جوتیان کہانے ہین۔ یا یہ معنے ہین کہ ہم اپنے مہمان کی جوتیان کہائین گے یعنے فقر و فاقہ کے باعث مہمان کی آنکھون مین اسقدر ذلیل ہونگے گویا اُسنے ہماری جوتے مارے ہین۔

مغرور شدن مریدان محتاج بمدعیان مزور و ایشان را شیخ و اصل پنداشتن و نقد را از نقل نا دانستن و نیافتن

ترجمہ مریدانِ محتاج ارشاد و ہدایت کا مکار مدعیون سے دہوکا کہانا اور اُنکو شیخ واصل گمان کرنا اور کہرے کو کہوٹے یا اصل کو نقل سے جُدا نہ کرنا

بہر این گفتند دانایان فن	میہمان محسنان باید شدن
ترجمہ: اسیلئے ہے قول دانایانِ فن	جب بنے تو نیک کا مہمان بن

شرح یہان سے مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے۔ اس سے پہلے عورت اپنے خاوند سے کہہ چکی ہے کہ ہم افلاس کے باعث اپنے مہمانون کے مال مین خیانت کرنے کے قابل رہگئے ہین۔ مولانا قدس سرہ نے اسی سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ مکار صوفی غذائے معنوی سے بے بہرہ اور نقد عشق الٰہی سے مفلس ہوتے ہین اور اُنکے مرید دہوکا کہاکر اُنہین شیخ کامل خیال کرلیتے ہین اور انجام یہ ہوتا ہے کہ بجائے فائدہ علم و معرفت حاصل کرنے کے الٹا نقد عمر لٹا بیٹھتے ہین اسیلئے واقفان اسرار کا قول ہے کہ محسنون (نیکوکارون اور کامل مرشدون) کا مہمان یعنے مرید ہونا چاہیئے۔

تو مرید و میہمانِ آن کسی	کو ستاند حاصلت را از خسی
ترجمہ: تو ہے اُسکا میہمان اُسکا مرید	تیرے لیتا ہے محاصل جو پلید

شرح یعنے اے بہولے بہالے مُرید تو اُس شخص کا مہمان یعنے مرید ہوگیا ہے جو بجائے اسکے کہ تجہے کسیطرح

کا فاکہ پہنچا سکے اپنے کمینے پن سے خود تیرے حاصلات (نقد و مال یا نذر و نیاز یا بدنی خدمتین) سے رہا ہے اور دن رات بیٹھے لوٹ رہا ہے۔

نیست چیره چون ترا چیره کند ۔ نور ندهد مر ترا تیره کند

ترجمہ: خود ہے عاجز تجکو دے کیا چیرگی ۔ نور کے بدلے ملیگی تیرگی

شرح یعنے مکار شیخ معرکہ علم و معرفت مین خود ہی چیرہ دست نہین بلکہ مغلوب حرص و نفس ہے پھر ایسا شخص اپنی تربیت سے تجھے کیونکر چیرہ دست بنا سکتا ہے۔

چون ورا نورے نبد اندر قران ۔ نور کے یابند از وے دیگران

ترجمہ: آپ ہی بے نور ہے وہ پر غرور ۔ دوسرے حاصل کرین کیا اُس سے نور

شرح سبع سیارہ مین سے دو سوائے آفتاب) دو ستارون کے ایک برج مین جمع ہونے کو قران کہتے ہین اور یہ ظاہر ہے کہ ایسے ستارون کے ایکجا جمع ہونے سے روشنی زیادہ ہو جاتی ہے مطلب شعر یہ ہے کہ چونکہ شیخ مزور دنیا مکار کے دل مین با وجود ادعائے قران مشتری عشق و زہرۂ معرفت خود ہی نور الٰہی نہین ہوتا اسلیے دیگر مرید اُس سے کیونکر نور باطن حاصل کر سکتے ہین۔

همچو اعمش کو کند دارو ے چشم ۔ چه کشد در چشمها الا که پشم

ترجمہ: ڈھلکنے والا کیا کرے دارو ے چشم ۔ پھوڑ دیگا آنکھ کو بھر بھر کے پشم

شرح اعمش لغت مین اُس شخص کو کہتے ہین جسکے آنکھون سے پانی جاری رہتا ہو مطلب یہ کہ جو شخص خود مریض چشم ہو وہ غیرون کے آنکھون کا علاج کیا خاک کریگا بجز اسکے کہ آنکھون مین صوف بھرے جس سے بیمار چشم اور زیادہ بیمار ہو جائین۔ کیونکہ آنکھون مین جب صوف یعنے بال بھر دیئے جائینگے تو اُس شخص کو ایک کے دو نظر آئینگے یہی حال شیخ مزور کا ہے کہ مریدون کی چشم باطن مین عالم کثرت کے بال بھر دیتا ہے جس سے عالم وحدت کی جگہ کثرت ہی کثرت نظر آتی ہے۔

حال ما این ست در فقر و عنا ۔ هیچ مهمانے مبا مغرور ما

ترجمہ: فقر مین یہ کچھ ہمارا حال ہے ۔ پر نہ ہے وہ مغرور جو کنگال ہے

شرح لفظ ما سے مکار شیخ مراد ہین اور اپنی طرف منسوب کرنا مولانا قدس سرہ کی کسر نفسی ہے۔ یعنے مکار صوفیونکا حال بعینہ اُس اعرابی درویش اور اُسکی مفلس عورت کا سا ہے۔ جیسا کہ اُسکا گھر سامان معاش سے خالی تھا اسیطرح انکا دل اسباب عشق الٰہی سے خالی ہے۔ خدا کرے ایسے مکارون کا کوئی مہمان یعنے مرید نہو ورنہ اسکا نقد حاصلات چھن جائیگا اور بجز ناحق ضایع ہوگی لفظ مبا مخفف مباد ہے۔ نیز ممکن ہے کہ یہان سے لیکر آخر داستان تک تمام

اشعار مقولہ زن اعرابی ہون - جو اپنے افلاس ظاہری کو مکار صوفیون کے افلاس باطنی سے تشبیہ دیکر خاوند سے رڈ جھگڑ رہی ہے -

	قحط دہ سال ار ندیدی در صور	چشمہا بگشا و اندر ما نگر
ترجمہ	دس برس کے قحط کے آثار دیکھ	کھولکر آنکھین یہ شکل زار دیکھ

شرح یعنے ایمخاطب اگر تونے دس برس کے قحط کا اثر لوگون کی صورتون مین مجسم طور پر نہین دیکھا تو آنکھین کھول اور مکار صوفیون کی حالت دیکھ جو ہمیشہ سے غذائے روحانی کی نامیسری اور قحط عرفان کی بلا مین مبتلا ہین - یا عورت یہ کہتی ہے کہ اے مردوے اگر تونے دس برس کے قحط زدون کو نہین دیکھا تو ہمین دیکھ لے - دہ سال سے مانہ دراز مراد ہے

	ظاہر ما چون درون مدعی	در دلش ظلمت زبانش شعشعی
ترجمہ	ہے دل دشمن ہماری جانکنی	دل مین تاریکی زبان پر روشنی

شرح شعشعہ بمعنے روشنی ہے اور شعشعی مین یائے نسبت ہے یعنے منسوب بسوے روشنی مطلب یہ کہ مکار صوفیونکا ظاہری حال دشمن کے دل کی طرح سیاہ تیرہ و تاریک یعنے مخفی ہوتا ہے وہ حتی الامکان اپنے مکر کو چھپاکر دھوکے کی ٹٹی مین لوگونکو شکار اور مریدون کو تباہ کرتے ہین انکا دل سراسر ظلمتکدہ ہے گو زبانی جمع خرچ اچھا ہو لیسے لوگ زبان سے وہ روشن الفاظ بیان کرتے ہین کہ مریدون کو انپر شیخ کامل ہونے کا یقین آجاتا ہے - یا عورت یہ کہتی ہے کہ فقر و فاقہ کے سبب ہماری ظاہری حالت دشمن کے دل کی طرح تاریک ہے اسپر طرہ یہ کہ ہماری زبان سے ایسے روشن الفاظ نکلتے ہین جنسے لوگونپر تونگری ظاہر ہوتی ہے ہماری وہ مثل ہے کہ دلی کے دلوالی منہ چکنا پیٹ خالی - اے مردوے گدائی کی حالت مین اظہار تونگری ایک قسم کا نفاق ہے کہ باطن کچھ اور ہے ظاہر کچھ اور

	از خدا نے بوئے او را نے اثر	دعویش افزون ز شیث و بو البشر
ترجمہ	سخت ناواقف خدا سے ہے زبون	اور دعوے شیث و آدم سے فزون

شرح عورت کہتی ہے کہ ہمارا حال اُس مکار شیخ کا سا ہے جسکے دماغ جان مین وصال الٰہی کی بو تک نہین پہنچی اور جسکو منزل عرفان تک نہین ملا - لیکن اُسکے دعوے حضرت شیث اور حضرت آدم علیہما السلام سے بڑہے ہوے ہین - اور وہ اپنے آپ کو غوث یا ابدال جانتا ہے لفظ بو یہان وہ معنے رکھتا ہے جسکی نسبت صحیح حدیث مین آچکا ہے کہ اِنّی لَاَجِدُ رِیحَ الرَّحْمٰنِ یعنے رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ فرماتے ہین کہ مین مظاہر مین خدا کی خوشبو پاتا ہون -

	دیو ننمودہ ورا ہم نقش خویش	او ہمیگوید ز ابدالیم بیش
ترجمہ	بھاگتا ہے عار سے شیطان دون	اور وہ کہتا ہے کہ مین ابدال ہون

شرح یعنے گو مکار شیخ کو تجلی الٰہی تو درکنار کبھی عار و ننگ کے باعث شیطان نے بھی اپنی صورت نہین دکھائی

گر دہ یہ جتاتا ہے کہ مین عالم لاہوت و جبروت و ملکوت و ناسوت سب طے کر چکا ہون اور تمام جسمانی و روحانی عجائبات کا مشاہدہ کئے ہوے ہون یعنے ولی کامل اور ابدال بلکہ اُنسے بہی بڑہ چڑہکر ہون۔

	حرف درویشان بدزدیدہ بسے	تا گمان آید کہ ہست او خود کسے
ترجمہ	لفظ درویشان چرا لیتا ہے وہ	معتقد اپنا بنا لیتا ہے وہ

شرح یعنے مکار صوفی درویشون کے ملفوظات چرا چرا کر اور اُن مبارک کلمات کو اپنی طرف منسوب کرکے لوگون کو اسلیئے سناتا ہے کہ انہین اسکے ولی کامل ہونے کا یقین ہوجائے۔ حالانکہ وہ فی الواقع مرتبہ ولایت سے کوسون دور پڑا ہوا ہے۔ اُسکے دعوے بالکل بے دلیل اور جہوٹے ہین۔

	حرف درویشان بدزدد مرد دون	تا بخواند بر سلیمے او فسون
ترجمہ	حرف درویشان چرا کر مرد دون	سانپ کے کاٹے پہ پڑہتا ہے فسون

شرح یہ شعر مع شرح پہلے ہی گذر چکا ہے۔ سلیم بمعنے مار گزیدہ یا سلیم از عقل یعنے احمق ہے اور مطلب یہ ہے کہ مرد دون (مکار صوفی) اپنی کمینگی کے باعث درویشون کے ملفوظات چرا کر مار گزیدہ (ضرورتمند یا احمق مرید) پر دم کرتا ہے اور اُسسے مکر کی باتین سُنا سُنا کر اپنا معتقد کر لیتا ہے۔

	خردہ گیرد در سخن بر بایزید	ننگ دارد از درون او یزید
ترجمہ	ہے وہ بدخو خردہ گیر بایزید	اور جس سے عار رکہتا ہے یزید

شرح یعنے مکار صوفی جو کمینہ اور محض نالائق مدعی ہے حضرت ابو یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سرخیل طائفہ درویشان پر اعتراض کر بیٹہتا ہے حالانکہ یزید (قاتل حضرت امام حسین رضی اللہ تعالےٰ) با وجود کثرت معاصی اور تیرہ دلی اس مکار سے ننگ و عار رکہتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ ایسا مکار شخص مجسے بہی زیادہ تیرہ دل ہے کہ ظاہر مین نیک بنا ہوا ہے اور باطن مین ہزار بدونکا ایک بد ہے۔

	ہر کہ داند مرد را چون بایزید	روز محشر حشر گردد با یزید
ترجمہ	جانتا ہے ایسون کو جو بایزید	حشر اُسکا ہوگا ہمراہ یزید

شرح یعنے جو شخص مکار شیخ اور جہوٹے پیر و مرشد کو ابو یزید بسطامی جانے گا اُس محشر یزید بن معاویہ قاتل امام حسین رض کے ساتہ ہوگا پہلے مصرع مین بایزید مخفف ابا یزید ہے اور دوسرے مین یزید سے مراد قاتل امام حسین رض ہے۔ نکتہ یہ شعر اکثر مطبوعہ نسخون مین نہین ہے اور بعض شارحین اسے الحاقی کہتے ہین کیونکہ حسب ظاہر اسکے معنے درست نہین ہوسکتے اسلیئے کہ اگر کسی شخص نے کسیکو بایزید جان لیا (حالانکہ وہ شیخ مزور یا مدعی باطل تہا) تو یہ گمان کرنے والے کی خطائے اجتہادی ہے پہر اُسکا حشر یزید کے ساتہ کیون ہونے لگا۔ لیکن معنون کی اصلاح یون ہوسکتی ہے کہ اگر وہ شخص مدعی کو مزور اور مکار

جانکہ اسکا اتباع کریگا اور تذویر کے باعث اُسکے اعتقادات مین فساد پیدا ہو جائے گا تو البتہ اُسکا حشر یزید کے ساتھ ہوگا

	بے نوا از نان و خوان آسمان	پیش او نندا خت حق یک استخوان
ترجمہ	ہے وہ بس محروم خوان آسمان	اُسکو حق نے دی نہین اک استخوان

شرح نان و خوان آسمان سے فیوض الٰہی اور اسرار معارف اور استخوان سے معرفت کا ادنے مرتبہ مراد ہے یعنے جہوٹا شیخ فیوض آسمانی سے بالکل محروم ہے اور مراتب عرفان تو بہت بلند ہین اللہ تعالےٰ نے اُسے ادنے سے ادنے مرتبہ بہی عنایت نہین فرمایا۔ اُسکی زبانی باتین سراسر دروغ بے فروغ ہین۔

	او ندا کردہ کہ خوان بنہادہ ام	نائب حقم خلیفہ زادہ ام
ترجمہ	اسپہ کرتا ہے ندا دہ مرد دون	نائب حق ہون خلیفہ زادہ ہون

شرح یعنے باوجودیکہ جہوٹے اور مکار شیخ کو اللہ تعالےٰ نے اپنی خوان کرم مین سے ایک ہڈی بہی نہین دی مگر وہ بطور ادعائے باطل پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ اے لوگو یعنے تمہارے لیئے باطنی غذاون کا خوان تیار کیا ہے مین نائب حق (مرشد کامل اور واقف اسرار شریعت و طریقت) اور خلیفہ زادہ یعنے پشتہا پشت سے اولیا زادہ ہون

	الصلا ساده دلان پیچ پیچ	تا خورید از خوان جودم سیر ہیچ
ترجمہ	آؤ کہاؤ الصلا اے مردمان	چن دیئے ہین یعنے یان بخشش کے خوان

شرح صلا بمعنے آواز دادن برائے طعام ہے یعنے کہانے کے لیئے بُلانا۔ اور سادہ دل بمعنے نادان و احمق اور پیچ پیچ بمعنے گرفتار نفس امّارہ۔ اور سیر ہیچ یا تو بمعنے اندک اندک ہے یا بمعنے تمام و کمال یعنے جہوٹے شیخ کے پاس باوجودیکہ ہڈی تک نہین لیکن وہ یہ منادی کرتا ہے کہ اے بہولے لوگو اور اے نفس امّارہ کے قیدیو۔ ادہر آؤ یعنے تمہارے لیے خوان جود تیار کیا ہے۔ اسمین سے تہوڑا تہوڑا کہاؤ یا بالکل صاف کر جاؤ تمہین عام اجازت ہے حالانکہ وہ اِس منادی مین بالکل جہوٹا ہے

	سالہا بر وعدۂ فردا کسان	گرد او گشتہ و فردا نارسان
ترجمہ	سالہا وعدہ کیا کل کا مگر	کل نہ آئی آج تک اسے بے خبر

شرح یعنے جہوٹا شیخ ہر ایک سے یہ وعدہ کیا کرتا ہے کہ انشاء اللہ تعالےٰ آپ چند روز مین کیا آج ہی کل مین باللہ اور درویش کامل بنجائینگے مین عرفان کے تمام مقامات دو چار دن مین طے کرا دونگا اسی جہوٹے وعدہ سے فریب کہا کر بہت سے ناواقف لوگ اُسکے گرد جمع ہو جاتے ہین مگر جس فردا (کل کے دن) کا وہ وعدہ کرتا ہے وہ فردا کبہی آئی ہے نہ آئے گی۔ غرضیکہ اُسکے زبانی وعدون سے کسی مرید کو کچہ حاصل نہوگا کیونکہ دروغ کو فروغ کبہی نہین ہوتا جو مرید اُسکے دہوکے مین آجائے گا اُسکی عمر مفت مین ضایع ہوگی۔

	دیر باید تا کہ سرِّ آدمی		آشکارا گردد از بیش و کمی
ترجمہ	دیر مین کہلتا ہے راز آدمی		مدتون مین کہلتی ہے بیشی کمی

شرح یہان سے مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے یعنے آدمی کا بہید بڑی مدت مین معلوم ہوتا ہے اور یہ بات دیر مین ظاہر ہوتی ہے کہ اُسمین کونسی وصف کی کمی اور کون سے وصف کی زیادتی ہے۔ وہ جہوٹ زیادہ بولتا ہے یا سچ بس تو بلاتحقیق حالات ہر کیسکے ہات پر بیعت ہوجانا گمراہی کا سامان ہے۔

	زیر دیوار بدن گنجست یا		خانۂ مورست و مار و اژدہا
ترجمہ	زیر دیوار بدن ہے گنج یا		چینونٹی کا گہر ہے یا بل سانپ کا

شرح یعنے یہ بات دیر مین کہلتی ہے کہ آدمی کے جسم خاکی کی دیوار کے نیچے (یعنے باطن مین) معرفت الٰہی کا خزانہ ہے یا جہوٹے خیالات کی چینونٹیون کا بل۔ یا بری عادتون اور گناہون کے سانپون کی جگہ یا فاسد اعتقادات کا اژدہا اسلیئے مرید کا فرض ہے کہ بیعت ہونے سے پہلے مُرشد کا امتحان کرلے۔

	چونکہ پیدا گشت کان چیزے نبود		عمر طالب رفتہ آگاہی چہ سود
ترجمہ	ہوگیا جب یہ عیان وہ کچہہ نہ تہا		عمر طالب کی گئی سب بے مزا

شرح یعنے اگر بعد بارت طالب پر یہ ظاہر ہوا کہ جہوٹا شیخ کچہ بہی نہ تہا تو اسوقت کی آگاہی اور باخبری بالکل بے فائدہ اور عبث ہے۔ کیونکہ طالب کی عمر اسکی خدمت کرتے کرتے بالکل ضایع ہوچکی ہے۔ وہ مثل ہے کہ اب پچہتائے کیا ہو جب چڑیان چُگ گئین کہیت۔

دربیان آنکہ نادر افتد کہ مریدے در مدعی مزور اعتقاد کند بصدق و بمقامی رسد کہ شیخش بخواب ندیدہ باشد و آب و آتش او را گزند رساند و شیخش را گزند رساند ولے نادرست

ترجمہ اس بات کا ذکر کہ کبہی ایسا اتفاق بہی ہوجاتا ہے کہ کوئی مرید جہوٹے شیخ کو سچا جانکر اپنی نیک اعتقادی کے سبب اُس مقام تک پہنچ جاتا ہے کہ اُسکے جہوٹے مُرشد نے خواب مین بہی نہین دیکہا ہوگا اور دریا یا آگ سے اُس نیک اعتقاد مرید کو ضرر نہین پہنچتا۔ البتہ اُسکے کاذب شیخ کو ضرر پہنچتا ہے۔ مگر یہ اتفاق نہایت نادر اور بہت کم ہوتا ہے

	لیک نادر طالب آید کز فروغ		در حق او نافع آید آن دروغ
ترجمہ	لیکن ایسا بہی ہے جو ہو با فروغ		سودمند اُسکو ہے مُرشد کا دروغ

شرح پہلے شعر سے یہ بات معلوم ہوچکی ہے کہ جہوٹے شیخ کے مرید کی عمر بیکار جاتی ہے اور اُسکو کچہ حاصل نہین ہوتا۔ مگر چونکہ کبہی اسکے خلاف بہی ہوجاتا ہے اگرچہ بہت ہی کم ہو۔ اسلیئے مولانا استثنا کرتے ہین فروغ یعنے حسن اعتقاد۔ وشعلۂ ایمان ہے یعنے جہوٹے شیخ کی مریدی سے بیشک طالب کی عمر ضایع ہوجاتی ہے لیکن کبہی کبہی ایسا بہی ہوتا ہے کہ حسن اعتقاد

اور فروغ باطن کے سبب شیخ مکار کا دروغ طالب کے حق مین فائدہ مند ہو جاتا ہے اور وہ اپنی خوش اعتقادی اور حسن ظن کے باعث بلند مقامات تک پہنچ جاتا ہے۔

	او بقصد نیک خود جائے رسد		گرچہ جان پنداشت آن آمد جسد
ترجمہ	نیک ہو جاتا ہے طالب بے گمان		گرچہ تہا وہ جسم جانا جسکو جان

شرح یعنے اگرچہ مرید نے اپنے شیخ کو روح مجسم جانا تہا اور وہ سراسر جسم نکلا لیکن بعض اوقات مرید اپنے ارادۂ نیک کے سبب مرتبۂ عرفان تک پہنچ ہی جاتا ہے

	چون تحری در دل شب قبلہ را		قبلہ نے وان نماز او را روا
ترجمہ	جیسے ڈہونڈہے کوئی قبلہ وقت شب		ہے نماز اُس شخص کی مقبول رب

شرح تحری بمعنے درنگ کرنا ڈہونڈنا سوچنا۔ قبلہ کی طرف قصد کرنا فقہ کا مسئلہ ہے کہ جب مسافر کو اندہیری رات مین قبلہ کی سمت معلوم نہو تو اُسکو چاہیئے کہ اپنے دل مین قبلہ کو ڈہونڈہے اور جدہر دل قبلہ کی گواہی دے اُدہر ہی نماز پڑہ لے اُسکی نماز ہو جائے گی اگرچہ اُدہر کی جانب فی الواقع قبلہ نہو مطلب شعر یہ ہے کہ ایسے مرید کی رجوع جہوٹے شیخ کا معتقد ہو اور اپنے حسن اعتقاد کے باعث مرتبۂ عرفان حاصل کر لے ایسی مثال ہے جیسا کہ اندہیری رات مین کسی مسافر کو سمت قبلہ معلوم نہو۔ اور وہ تحری یعنے دل مین قبلہ کی سمت ڈہونڈنے کے بعد کسی جانب نماز پڑہ لے تو اُسکی نماز جائز ہو جائے گی۔ علے ہذا القیاس جو مرید جہوٹے شیخ کو سچا جانکر عالم بیخبری مین مین اُسکی خدمت کریگا اُسکی کامیابی کوئی تعجب کی بات نہین ہے۔

	مرد را روے نماید حال ہا		کہ ندید آن شیخ شخص سال ہا
ترجمہ	ہوتے ہین طالب پہ ظاہر ایسے حال		شیخ پہ ظاہر نہون ہفتاد سال

شرح مرد سے مراد وہی مرید ہے جو اپنے حسن ظن کے باعث جہوٹے شیخ کو سچا سمجہکر اُس سے بیعت ہو گیا ہے یعنے ایسے نیک اعتقاد مرید کو بعض اوقات ایسے اسرار معرفت معلوم ہو جاتے ہین جو اُسکے کسی جہوٹے شیخ کو برسون بہی معلوم نہین ہو سکتے۔

	مدعی را قحط جان اندر سرست		لیک مارا قحط نان بر ظاہرست
ترجمہ	مدعی رکہتا ہے مخفی قحط جان		اور ہمپر خود عیان ہے قحط نان

شرح یہان سے پہر عورت کا مقولہ شروع ہوا ہے یعنے اے مرد وے اگر کوئی جہوٹا اور مکار صوفی قحط جان یعنے روحانی اور عالم معرفت کے قحط کی مصیبت مین مبتلا ہے تو یہ اسکا باطنی اور پوشیدہ عیب ہے لیکن با اینہمہ وہ ہمسے اچہا ہے کہ ہمارا ظاہری طور پر روٹیون کا قحط ہے۔

	ما چرا چون مدعی پنہان کنیم	بہر ناموس مزور جان کنیم
ترجمہ	ماجرا ہم اپنا کیون پنہان کرین	جھوٹی عزت کے لیئے کیون جان دین

شرح۔ ناموس مزوّر آبرو اور وہ عزت جو مکر سے حاصل کیجائے مصنوعی گھمنڈ اور شیخی نیز پہلے مصرع مین کنیم بضم الکاف ہے اور دوسرے مین بفتح الکاف یعنے عورت نے اپنے خاوند سے کہا کہ ہم کسلیئے مدعی اور مکار آدمی کیطرح اپنی فقر و فاقہ کی حالت کو پوشیدہ کرین۔ اور یہ کیا ضرور ہے کہ ناموس مزور یعنے عزت سراپا مکر و تزویر کے لیئے جان کنی کرین۔ یعنے اپنی عزت اور آبرو ظاہر کرنے کے لیئے اپنی جان پر مصیبت ڈالین اور فقیر ہوکر اپنے آپ کو غنی ظاہر کرین۔ گویا وہ اپنے خاوند سے یون کہتی ہے کہ تم اپنی فقیری کو کیون چھپاتے ہو اُس کریم اور سخی آدمی کے پاس جاؤ۔ جسکا ذکر پہلے ہوچکا ہے بعض نسخون مین ماچرا کی جگہ ماجرا ہے یعنے ماجرائے فقر اور کیفیت فاقہ کو پوشیدہ کیون رکھین اسصورت مین مصرع اول بطور استفہام انکاری ہے اور مال دونسخون کا ایک ہی ہے۔

	صبر فرمودن اعرابی زن خودرا
ترجمہ	اعرابی درویش کا اپنی گھروالی صبر دلانا

شرح معنوی طور پر زن سے مراد نفس امارہ ہے۔ اور شوہر سے عقل گویا اس قصہ مین نفس وعقل کا مباحثہ ہوتا ہے تاکہ طالب کو ان دونون کے ارادون اور مطالب سے آگاہی حاصل ہو اور وہ نفس وعقل کے مرتبہ کو اچھی طرح سمجھ لے۔ اور یہ بھی معلوم ہوجائے کہ عقل ہمیشہ نفس امارہ کی مخالفت کیا کرتی ہے

	شوے گفتش چند جوئی دخل و کشت	خود چہ ماند از عمر افزون ترگزشت
ترجمہ	پھر کہا شوہر نے ہے یہ فکر کیون	عمر کیا باقی رہی ہے اے زبون

شرح۔ دخل بمعنے محاصل و آمدنی۔ اور کشت بمعنے کھیتی ہے یعنے گھروالی کے طعنے اور اسقدر باتین سنکر اعرابی درویش نے یہ جواب دیا کہ اے عورت اب تو اسباب دنیا کی جستجو کیون کر رہی ہے اے ناشدنی بہت سی عمر گزرچکی ہے۔ باقی رہی سہی بھی یونہی گزر جائیگی۔

	عاقل اندر بیش و نقصان ننگرد	زانکہ ہر دو ہمچو سیلے بگذرد
ترجمہ	نفع و نقصان پر نہین عاقل کو میل	ہین گزرنے کے لیئے مانند سیل
	خواہ صاف و خواہ سیل تیرہ رو	چون نمے پاید دمے ازوے مگو
ترجمہ	تیرہ رو ہو سیل کوئی یا ہو صاف	دو نو ہین ناپایدار آگے معاف

شرح یعنے اے عورت عقلمند آدمی دنیوی اسباب کی کمی بیشی کو نہین دیکھا کرتا کیونکہ یہ کمی بیشی اور دنیوی نفع نقصان رو کیطرح پانی کی طرح گزر جاتا ہے۔ رو کا پانی خواہ صاف ہو خواہ گدلا ایک جگہ ہرگز نہین ٹہرتا علےٰ ہذا القیاس دنیوی اسباب

کی کمی بیشی ناپایدار ہے۔ پھر ایسی ناپایدار چیزون کا غم ہماری تمہاری بلا کرتی ہے

اندرین عالم ہزاران جانور	مے زیند خوش عیش بے زیر و زبر
ترجمہ — دیکھ اس عالم مین لاکھون جانور	زندگانی کرتے ہین خوش خوش بسر

شرح یعنے اے عورت اس عالم دنیا مین ہزارون جانور بے زیر وزبر یعنے بلا محنت ومشقت بڑے عیش سے زندگانی بسر کرتے ہین۔ خدا خود اُنکی روزی کا کفیل ہے پھر کیا وہ ہمین رزق بقدر عنایت نہ فرمائیگا۔ قرانمجید مین ہے وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا اللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ یعنے بہت سے جانور ایسے ہین جو اپنا رزق اپنے ساتھ نہین رکھتے اللہ اُنہین اور تمہین سب کو روزی دیتا ہے۔

شکر میگوید خدارا فاختہ	بر درخت و برگ شب ناساختہ
ترجمہ — شکر کرتی ہے خدا کا فاختہ	ہر شجر پر برگ شب ناساختہ

شرح برگ شب بمعنے خوراک شب ضمیر میگوید سے حال واقع ہوا ہے یعنے اُسحالت مین کہ فاختہ رات کی خوراک تک اپنی پاس نہین رکھتی مگر درخت پر بیٹھی خدا کا شکر ادا کیا کرتی ہے یعنے ہر حالت مین شاکر ہے پھر کیا اے عورت تو فاختہ کی برابر بھی شکر وصبر سے کام نہین لے سکتی۔

نخوت ودعوی وکبر وترہات	دور کن از دل کہ تا یابی نجات
ترجمہ — چھوڑدے کبر وغرور اور جھوٹ بات	تاکہ تو دارین مین پائے نجات

شرح نخوت بمعنے فخر وبزرگی اور ترہات جمع ترہہ بمعنے اقوال باطلہ (جھوٹی باتین) اور دعوے بمعنے خودی اور کبر بمعنے تکبر وغرور ہے۔ یعنے اے عورت اگر تو اپنی نجات چاہتی ہے تو فخر وتکبر اور باطل باتون کو اپنے دل سے دور کرے۔

حمد میگوید خدارا عندلیب	کاعتماد رزق بر تست اے مجیب
ترجمہ — حمد خالق کر رہی ہے عندلیب	یعنے تجھپر ہے بھروسہ یا مجیب

شرح یعنے بلبل خدا کی حمد کرتے ہوے یہ کہتا ہے کہ اے مجیب الدعوات رزق کا بھروسا تیری ہی ذات پر کہنا چاہیے

باز دست شاہ را کردہ نوید	از ہمہ مردار ببریدہ اُمید
ترجمہ — باز فارغ ہوگے دست شاہ پر	دور ہر مردار سے ہے سربسر

شرح نوید بمعنے شادمانی سے یہان باعتبار قرینہ محل نوید مراد ہے۔ یعنے باز (شکاری جانور) نے بادشاہ کے ہاتھ کو اپنے لئے محل شادمانی بناکر ہر قسم کے مردار جانور کہانے سے اُمید منقطع کرلی ہے یعنے متوکل ہوگیا ہے۔ اسیطرح انسان پر فرض ہے کہ لذائذ دنیا سے جو بطریقت کے اعتبار سے مُردار ہین اُمید منقطع کرکے صرف بادشاہ حقیقی پر توکل کرکے گوشۂ عافیت مین بیٹھہ رہے۔

	همچنین از پشه گیری تا به فیل	شد عیال الله و حق نعم المعیل
ترجمہ	یہ سمجھ پشہ سے لیکر تا بہ فیل	سب عیال حق ہین وہ سب کا کفیل

شرح یعنے اے عورت اسیطرح مچھر سے لیکر ہاتھی تک ہر چھوٹا بڑا متنفس خدا کے کنبے مین داخل ہے اور خدا ان سب کا روزی رسان اور سب سے بہتر اپنی کنبے کی پرورش کرنے والا ہے معیل اُس شخص کو کہتے ہین جو بہت کنبا رکھتا ہو صحیح حدیث مین یہ لفظ موجود ہین الخلق کلھم عیال اللہ یعنے ساری مخلوق خدا کا کنبا ہے۔ قرآن مجید مین ہے وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا یعنے تمام جانداروں کا رزق اللہ تعالے نے اپنے ذمے لیا ہے۔ دوسری آیت یہ ہے مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی فَلَنُحْیِیَنَّہٗ حَیٰوۃً طَیِّبَۃً یعنے نیک کام کرنے والا کوئی مرد ہو یا عورت ہم اسکو پاکیزہ زندگانی مرحمت فرمائینگے۔ اکثر مفسرین نے حیات کو بمعنے قناعت لیا ہے اسیلیے بعض کا مقولہ ہے القناعة کنز لا یفنی یعنے خزانۂ قناعت فنا نہین ہوتا اور بعض کا قول ہے قناعت قسمت خداوندی پر اظہار رضامندی کو کہتے ہین جب تک انسان مین یہ صفت نہو مومن کامل نہین ہوتا بشر حافی رح کا قول ہے کہ قناعت ایک فرشتہ ہے جو قلب مومن کے سوا اور کہین نہین بستا حضرت ذوالنون رح فرماتے ہین کہ قناعت کرنے والا تمام اہل زمانہ سے نجات پاجاتا ہے اور عزمن قنع وذل من طمع مشہور مقولہ ہے۔

	این غمها که اندر سینه هاست	از غبار و گرد باد بود ماست
ترجمہ	اور یہ سینے کے اندر ہین جو غم	ہین تکبر کے سبب اے محترم

شرح گرد باد بکسر کاف فارسی بمعنے بگولا ہے۔ اور یہان اس لفظ سے ہوائے نفسانی مراد ہے جو آدمی کو چکر اور نتائج کے پھیر مین ڈالکر اسکے باطنی ہوش وحواس کو اُڑا دیتی ہے اور بود بمعنے انانیت وفریب ہستی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ تمام غم والم جو عالم دنیا مین لاحق حال ہوجاتے ہین سب کے سب ہماری حرص کی کدورت اور خواہش نفسانی کے بگولے اور فریب انانیت وخودی اور تکبر کے باعث ہین اسیلئے وہ لوگ جو دنیائے فانی اور لذات جسمانی پر دل نہین لگاتے ہر طرح کے غم والم سے آزاد ہین۔

	این غمان بیخ کن چون داس ماست	اینچنین شد و انچنان وسواس ماست
ترجمہ	جسقدر غم ہین مثال داس ہین	ایسا ہو اور ویسا ہو وسواس ہین

شرح یعنے غم جو قناعت کی جڑ اکھاڑنیوالے ہین ہمارے لیے داس (درانتی) کے مانند ہین یعنے توکل کے درخت اور قناعت کی کھیتی کو جڑ پیڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیتے ہین۔ کیونکہ جو شخص غم قلت دنیا مین پہنستا ہے وہ صرف اپنے ہاتھ پاؤن کے بھروسے طلب دنیا مین منہمک ہوجاتا ہے اور اعتماد الٰہی بالکل نہین رکھتا۔ اور یون کہتا ہے کہ اگر ایسا ایسا ہوتا یعنے مین فلان فلان کام کرتا تو مجھکو رزق ملتا حالانکہ یہ سب وسوسے ہین حلال کے لیے سعی کرنی چاہیئے مگر اسپر رزاقی

کا بہرسا ہو ورنہ شرک ہو جائیگا۔ جو نہایت مذموم اور صوفیہ کے نزدیک بہت بڑا ہے

وانکہ ہر رنجے ز مردن پارۂ ایست	جزو مرگ از خود بران گر چارۂ ایست
ترجمہ: رنج ایک اک موت کا اک پارہ ہے	دفع کر اس پارہ کو گر چارہ ہے

شرح یعنے اے عورت ہر رنج موت کا ایک حصہ ہے۔ کیونکہ موت اور رنج دونو تکلیف دینے والی چیزین ہین البتہ موت کی تکلیف زیادہ ہوتی ہے اور رنج کی کچھ کم اسلیئے رنج بمنزلہ موت کا جزو ہے اور جسطرح آدمی موت کو نہین ٹال سکتا اسیطرح موت کے جزو یعنے رنج کے دفع کرنے پر قادر نہین ہے اسلیئے انسان کو ہر حالت مین رضا بالقضا پر عمل کرنا چاہیئے بران صیغہ امر مشتق از راندن ہے یعنے ہانکنا دفع کرنا۔

چون ز جزو مرگ نتوانی گریخت	وانکہ کلش بر سرت خواہند ریخت
ترجمہ: جزو ہی سے جب نہ بھاگا جائیگا	کل سے تو بھاگے کا کیونکر یہ بتا

شرح یعنے جبکہ تو جزو مرگ (رنج وغم) سے بھاگ کر کہین نہین جاسکتا تو یہ سمجھ لے کہ کل یعنے موت ضرور تجھے دبالیگی کیونکہ جب تو جزو کے دفعیہ پر قادر نہین ہے تو کل کو کسطرح دفع کرسکتا ہے اس شعر کا نتیجہ آئندہ شعر مین ہے۔

جزو مرگ ار گشت شیرین مر ترا	دانکہ شیرین میکند کل را خدا
ترجمہ: جزو شیرین ہو گیا جب پر شعور	کل کو بھی آسان کر دیگا غفور

شرح یعنے یہ تو ثابت ہو چکا ہے کہ اے انسان تو موت کے جزو (رنج وغم) اور کل یعنے خود موت کے دفع کرنے پر قادر نہین ہے موت آئی اور اب آئی اسلیئے مرنے سے پہلے اگر تو رنج وغم سہنے کا عادی ہوگیا تو یہ سمجھ کہ موت کی سختی کو آسانی سے جھیل لیگا۔ کیونکہ رنج وغم جزو موت ہے جسنے جزو کی تکلیف آسانی سے جھیل لی وہ کل کی تکلیف کو بھی آسانی سے برداشت کرلیگا۔ غرضکہ اعرابی درویش اپنی عورت کو سمجھا رہا ہے کہ فقر و فاقہ کی تکلیف اٹھانی گویا ہمین بشارت دے رہی ہے کہ آئندہ خداوند تعالے موت کی تکلیف کو بھی ہمپر آسان کر دیگا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سب سے زیادہ عقلمند وہ شخص ہے جو سب سے زیادہ موت کو یاد رکھتا ہے اور ہمیشہ مرنیکے لیئے تیار ہے ایسا آدمی شرف دنیا اور کرم آخرت دونونکا مستحق ہوتا ہے۔

دردہا از مرگ مے آید رسول	از رسولش رو مگردان اے فضول
ترجمہ: درد ہین سب موت کے پیغامبر	منہ نہ پھیر اس سے اگر ہے باخبر

شرح یعنے درد و رنج موت کی طرف سے پیغام رساں بنکر آتا ہے تو اس پیغامبر سے منہ پھیلا کر نہ بیٹھ یعنے درد وغم کو خوشی خوشی قبول کر

ہر کہ شیرین مے زید او تلخ مرد	ہر کہ او تن را پرستد جان نبرد
ترجمہ: موت کڑوی ہوتی ہے عیاش کی	سخت ہیجان کرتی ہے تن پروری

شرح یعنے جسنے لذائذ دنیا مین اپنی زندگی بسر کی وہ انجام کار تلخی سے مرا۔ اور جسنے تن پرستی اختیار کی وہ اپنی جان سلامت نہ لیگیا یعنے اُسے روحانی زندگی نصیب نہوی۔ اور وصال الٰہی سے محروم رہا یا یہ معنے ہین کہ تن پروروں کی جان بڑی مشکل سے نکلتی ہے۔

	گوسفندان را ز صحرا مے کشند	آنکہ فربہ تر مر او را مے کشند
ترجمہ	آتی ہین جنگل سے بہیڑین بکریان	ذبح ہوتی ہے مگر فربہ سیان

شرح یعنے بہیڑ بکریوں کی ریوڑ کو جنگل سے شہرون اور کمیلون کی طرف لاتے ہین۔ مگر اُنمین سے ذبح اُسی کو کرتے ہین جو فربہ اور موٹی تازی ہوتی ہے۔ یہ شعر گذشتہ مضمون کی تمثیل ہے مطلب یہ کہ حقیقی موت اُسی شخص کے لیئے مخصوص ہے جو لذائذ دنیا کے تنعم سے موٹا تازہ اور زندگی بہر خدا سے بالکل غافل رہا ہو۔ ایسے شخص کو مرنے کے بعد بقا اور حیات ابدی حاصل نہین ہوتی۔ بلکہ وہ صرف کیڑون کی غذا ہو جاتا ہے۔ پہلے مصرع مین کشند بفتح الکاف ہے اور دوسرے مین بضم الکاف۔

	شب گذشت و صبح آمد اے قمر	چند این افسانہ را گیری ز سر
ترجمہ	رات گذری صبح آئی اے ثمر	چہوڑ دے تو یہ کہانی سربسر

شرح بعض نسخون مین لفظ اے ثمر ہے بمعنے پہل اور بعض مین تمر بمعنے کہجور اور بعض مین قمر بمعنے چاند اور بعض مین سمر (بسین مہملہ بمعنے گندم گون۔ یا سمر مسامرت سے مشتق ہے بمعنے فسانہ گوئی شب یہان سے اعرابی درویش اپنی عورت کو (جسکا نام ثمر یا تمر یا قمر یا سمر تہا) خاص طور پر مخاطب کرکے یہ کہتا ہے کہ اے نیکبخت لڑاکا تونے ساری رات لڑائی جہگڑے اور فقر و فاقہ کی شکایت مین گزار دی یہانتک کہ صبح ہوگئی اب اس کہانے کو چہوڑ خدا کیئے سنیئے سرے سے شکایت افلاس کی چکی جہوٹی شروع نہ کر دینا اور باطنی طور پر شب سے دنیوی زندگانی اور صبح سے مراد موت ہے کیونکہ جسطرح رات لوگون کو میٹھی نیند سلا دیتی ہے اسیطرح دنیوی زندگی خدا سے غافل کر دیتی ہے۔ اور جسطرح رات کے سونے والون کو صبح کی روشنی چونکا دیتی ہے اسیطرح موت غافلون کو ہشیار کرکے اُنکے تمام گزشتہ اعمال اُنکے سامنے پیش کر دیتی ہے۔ اس صورت مین مطلب شعر یہ ہے کہ اے غافل زندگی کے دن پورے ہوچکے ہین اور موت عنقریب آنیوالی ہے۔ اس دنیوی افسانے کو چہوڑ اور تعلقات دنیا سے بالکل الگ ہو جا۔ بعض نسخون مین چند گیری این فسانہ زر ز سر ہے اور مطلب وہی ہے جو بیان ہوچکا ہے

	نوجوان بودی و قانع تر بدی	زر طلب گشتی خود اول زر بدی
ترجمہ	نوجوانی مین تہی تو قانع مگر	زر طلب اب بنگئی خود ہوکے زر

شرح یعنے اے عورت جب نوجوان تہی تو بہت قانع تہی حالانکہ جوانی مین قناعت کرنی بڑی مشکل بات ہے خاصکر عورتون

سے نوجوانی مین قناعت ہو ہی نہین سکتی کیونکہ شباب انکو اچھے کہانے اچھے پہننے اور زر و زیور کی محبت پر مجبور کر دیتا ہے دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ اے عورت تو اوائل عمر مین خود رز کی طرح نیک اوصاف تہی اب تجھے کیا ہو گیا کہ بڑہاپے مین زر طلب یعنے طالب دنیا اور حریص ہو گئی۔

	رز بُدی پُر میوہ چون کاسد شدی		وقت میوہ پختنت فاسد شدی
ترجمہ	ہو کے تو انگور کاسد ہو گئی		میوہ پکتے وقت فاسد ہو گئی

شرح رز یعنے درخت انگور و کاسد یعنے ردی و بیکار۔ اور میوہ کے پختہ ہو جانے سے انتہائے عمر مراد ہے۔ اور چون کاسد شدی استفہام ہے یعنے اے عورت تو پہلے انگور کے درخت کے مانند پر میوہ تہی۔ اب بیکار کیون ہو گئی۔ اور اسپر افسوس ہے کہ میوہ پختہ ہو جانے یعنے بڑہاپے کے زمانہ مین بگڑ گئی۔

	میوہ ات باید کہ شیرین تر شود		چون رسن تابان نہ واپس تر رود
ترجمہ	چاہیئے شیرین ہو اب میوہ ترا		مین بٹو کی طرح تو واپس نہ جا

شرح یعنے چاہیئے تو یہ تہا کہ تیرا پہل (ثمر قناعت) روز بروز زیادہ پختہ اور شیرین ہوتا جاتا یعنے تو بڑہاپے مین جوانی سے زیادہ قناعت مین ترقی کر جاتی کہ تنزل کے ساتہ پیچھے ہٹتی جسطرح رسی بٹنے والے آگے کی طرف سے رسی بٹکر پہر پیچھے ہٹ جاتے ہین یہ مشہور مقولہ ہے کہ جسکی آج گذشتہ کل کی برابر ہے وہ مغبون یعنے خسارہ مین ہے اور جسکی آج کل سے بدتر ہے وہ ملعون ہے۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ انسان کو ہر روز نیکیون مین ترقی کرنی چاہیئے کسی شاعر نے اسی مطلب کو ایک مصرع مین بہت اچھی طرح ادا کیا ہے ؎ وائے من باشد اگر امروز من فردائے من۔

	جفت مائی جفت باید ہم صفت		تا بر آید کارہا با مصلحت
ترجمہ	فرض ہے بیوی کو ہونا ہمصفت		تا کہ سارے کام ہون با مصلحت

شرح اعرابی درویش کہتا ہے کہ اے عورت تو میری بیوی ہے بیوی کو ہمصفت شوہر ہونا چاہیئے یعنے تجھے بہی میری طرح قناعت اختیار کرنی لازم ہے۔

	جفت باید بر مثال یکدگر		در دو جفت کفش و موزہ در نگر
ترجمہ	جفت ہوتے ہین مثال یکدگر		جفت کفش و موزہ پر کرلے نظر

شرح یعنے جفت (ہر چیز کا جوڑہ) باہم ایک دوسرے کے مطابق ہوتا ہے مثال کے لیے جوتیون کے جوڑون اور موزون کی جوڑیون دیکھ لے کہ کسقدر ایک دوسرے کے مطابق اور ہمصفت ہین اے عورت اسیطرح تو میری جفت ہے مگر افسوس میری ہمصفت اور میرے خیالات سے موافقت نہین رکہتی۔ حدیث شریف مین ہے کہ جس شخص کی بیوی نیک بخت خاوند کی مرضی کے مطابق ہو وہ گویا جیتے جی جنت مین ہے۔

گر یکے کفش از دو تنگ آید بپا — هر دو جفتش کار ناید مر ترا

ترجمہ: ایک جوتی پانو مین گر تنگ ہے — دوسری ہو جاتی ہے بیکار سے

شرح: یعنے دو مین سے ایک جوتی اگر تیرے پانو مین تنگ آئے تو یہ سمجھ کہ ہر دو جفت (دونو جوتیان) بیکار ہوگئین تنگ جوتی نے دوسری کو بھی نکما کر دیا۔

جفتِ در یک خرد وان دیگر بزرگ — جفت شیر بیشه دیدی هیچ گرگ

ترجمہ: جفت دروازہ نہین خرد و بزرگ — شیر کا جوڑا نہین ہوتا ہے گرگ

شرح: جفتِ در دروازہ کے کواڑ کی جوڑی کو کہتے ہین اور دونو مصرعے بطور استفہام انکاری ہین۔ یعنے ایسا نہین ہو سکتا کہ کواڑون کی جوڑی مین ایک کواڑ بڑا ہو اور ایک چھوٹا علیٰ ہذا القیاس یہ بھی ناممکن ہے کہ شیر بھیڑیے کا جفت ہو یا بھیڑیا یا شیر کا مطلب یہ کہ جفت کو ہمجنس و ہمصفت ہونا چاہیئے۔

راست ناید بر شتر جفت جوال — آن یکے خالی و آن یک پُر زمال

ترجمہ: اونٹ پر دیکھی نہین یہ برتری — ایک خالی گون ہو اور اک بھری

شرح: یعنے اونٹ پر ایسی دو گونین لادنی نادرست ہین کہ اُنمین سے ایک خالی ہو اور ایک مین مال بھرا ہوا ہو بلکہ خالی ہونگی تو دونو اور بھری ہونگی تو دونو اسیطرح میان بیوی کو ایک حالت اور ایک صفت مین رہنا چاہیئے۔

من روم سوئے قناعت دل قوی — تو چرا سوئے شناعت میروی

ترجمہ: جارہا ہون مین قناعت کی طرف — اور تو اپنی شناعت کی طرف

شرح: لفظ دل قوی۔ روم کی ضمیر سے حال ہے یعنے مین دل کو مضبوط کیے ہوئے قناعت کی منزلین طے کر رہا ہون اور تو شناعت یعنے برائی اور حرص دنیوی کی طرف جارہی ہے۔ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ صد حیف تو بیوی ہو کر مجھسے موافقت نہین رکھتی۔

مرد قانع از سر اخلاص و سوز — زین نسق میگفت با زن تا بروز

ترجمہ: مرد نے اخلاص سے بے شبہ و شک — اس سے ایسی گفتگو کی صبح تک

شرح: یعنے اعرابی درویش اسیطرح اوّل شب سے صبح تک خالص محبت و دلسوزی سے اپنی گھر والی کو قناعت کے معنے سمجھاتا رہا

نصیحت کردن زن مر شوی را کہ سخن افزون از قدم و مقام خود مگو کہ لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ این سخنہا اگرچہ راست است اما این مقام ترا نیست و سخن فوق مقام زیان آرد

ترجمہ: عورت کا اپنے خاوند کو از راہ نصیحت یہ کہنا کہ اے مرد اپنے حوصلہ اور مرتبہ سے بڑھکر بات نہ کہہ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے مرد اپنے حوصلہ اور مرتبہ سے بڑھکر بات نہ کہہ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لے

ایمان دالو وہ بات مُنہ سے کیون نکالتے ہو جو کر نہین کر سکتے - اے شخص جو کچھ تو نے کہا بیشک سچ ہے لیکن یہ ساری باتین تیرے مرتبہ سے بڑھکر ہین - اور اپنے مرتبہ سے بڑھکر بات کرنی انجام مین نقصان پیدا کرتی ہے -

شرح اس عنوان کا مطلب یہ ہے کہ اے مرد وے توکل وقناعت کے بارہ مین جو کچھ تو نے بیان کیا ہے وہ بیشک درست اور بالکل ٹھیک ہے لیکن تو خود اہل توکل اور صاحب قناعت نہین ہے اسلیئے تیرا قول سراسر فعل کے مخالف ہے جسکو مین ہرگز پسند نہین کرتی ہے

	زن برو زد بانگ کاے ناموس کیش	من فسون تو نخواہم خورد بیش
ترجمہ	پہر کہا جہنجلا کے عورت نے کہ بس	مین نہ کہاؤنگی فریب اسے بوالہوس

شرح یعنے خاوند کی باتین سُنکر عورت جہنجلا اُٹھے - اور چیخ کر یہ کہا کہ اے ناموس کیش دلینے آپ کو مصنوعی آبرو دلگانے اور جھوٹی باتون کا اپنا مذہب سمجھنے والے پھر وسے مین آیندہ تیرے دم مین نہ آؤنگی اور اس سے زیادہ تیری جھوٹی باتو نکا فریب نہ کہاؤنگی - اور تیری بات کو نہ مانونگی تو خود قانع اور متوکل شخص نہین ہے بلکہ حریص اور دنیا طلب ہے مگر اپنی عزت اور آبرو کے خیال سے اُس امیر کے ہان جسکا ذکر پہلے ہو چکا ہے مانگنے نہین جاتا او مجکو قناعت اور توکل کا ذکر کرکے دہوکا دیتا ہے -

	ترہات از دعوی و دعوت مگو	رو سخن از کبر و از نخوت مگو
ترجمہ	جھوٹی باتون اور اس دعوت کو چھوڑ	چل پرے ہٹ کبر کو - نخوت کو بہ چھوڑ

شرح ترہات جمع ترہ بمعنے اقوال باطلہ ہے اور دعوے و دعوت مترادف ہین یعنے اے شخص دعوے قناعت اور ادعائے توکل کے متعلق جھوٹی باتین نہ بنا - اور کبر و نخوت سے کام نہ لے تو فی الواقع متوکل نہین ہے بلکہ از روئے نخوت و غرور توکل کا دعوے کرتا ہے -

	چند حرف طمطراق و کار و بار	کار و حال خود ببین و شرم دار
ترجمہ	کب تک ایسے لفظ ایسی بول چال	شرم کر اللہ سے دیکھہ اپنا حال

شرح طم بمعنے علو و بلندی ہے اور طراق بمعنے آوازہ خوشی - لیکن لفظ طمطراق مرکب ہو کر بمعنے کرّ و فر و شان و تجمل مستعمل ہے نیز پہلے مصرع مین استفہام ہے یعنے اے مرد وے ظاہر مین قناعت کے متعلق یہ فصیح و بلیغ الفاظ اور توکل کی بابت یہ پر شان و شوکت کلمات اور باطن مین یہ کار و بار یعنے اسقدر حرص دنیوی لاحول ولا قوۃ کیا تیری ظاہری حالت خلاف باطن نہین ہے تو اپنی باطنی حال اور طمع نفسانی کو دیکھہ اور دعوے قناعت سے شرم رکھہ

	نخوت و دعوی و کبر و ترہات	دور کن از خود کہ تا یابی نجات
	یہ تکبر یہ غرور و ترہات	چھوڑ دے سب کو کہ تا پائے نجات

شرح یعنے اے شخص اگر دین و دنیا کی بلاؤن سے نجات پانی منظور ہے تو غرور و تکبر اور جھوٹی باتین بنانی بالکل چھوڑ دے ورنہ انجام بُرا ہوگا۔

کبر زشت و از گدایان زشت تر — روز سرد و برف وآنگہ جامہ تر

ترجمہ — ہے فقیرون کا تکبر زشت تر — جیسے ہون جاڑے کے دن اور جامہ تر

شرح یعنے تکبر کی صفت کسی مین ہو بُری ہے لیکن فقیرون مین ہو تو بہت ہی بُری ہے صحیح حدیثون مین حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ ثلاثۃ لایکلمہم اللہ یوم القیمۃ ولاینظر الیہم ولایزکیہم ولہم عذاب الیم شیخ زانٍ وملک کذاب و فقیر متکبر یعنے قیامت کے دن اللہ تعالےٰ تین شخصون سے کلام نہ کریگا اور نہ اُنکی طرف نظر رحمت فرمائے گا۔ اور نہ اُنکو گناہون سے پاک کریگا بلکہ اُنکو دردناک عذاب دیا جائے گا۔ اُنمین سے ایک وُہ ہے جو بڑھاپے مین زنا کرے دوسرا وہ جو بادشاہ ہوکر جھوٹ بولے تیسرا وہ جو فقیر ہوکر متکبر ہو دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ گدائے متکبر کی ایسی مثال ہے جیسا کہ جاڑے کا موسم ہو اور برف پڑتی ہو اسپر کوئی شخص پانی مین بھیگے ہوئے کپڑے پہنے ایسا آدمی اگر موت سے بچگیا تو بیمار ضرور ہوجائے گا علےٰ ہذا القیاس فقیر کو اُسکا تکبر گور کے کنارے پہنچا دیتا ہے۔

چند آخر دعوی و باد و بروت — اے ترا خانہ چو بیت العنکبوت

ترجمہ — تا کجا یہ شیخیان یہ کرّ و فر — خانۂ دل ہے ترا مکڑی کا گھر

شرح باد و بروت (مونچھونکی ہوا) غرور و تکبر و لاف کے معنون مین مستعمل ہے یعنے اے شخص آخر یہ قناعت کے دعوے اور توکل کی بابت جھوٹی شیخی کب تک اس زبانی جمع خرچ کو چھوڑ دے تیرا باطن خلاف ظاہر ہے کیونکہ تیرا خانۂ دل مکڑی کے جالے کی طرح نہایت ضعیف ہے ایسے بودے گھر مین توکل و قناعت کا گزر کسیطرح نہین ہو سکتا۔ انکے ٹھیرنے کے لیئے بڑا مضبوط مکان (اولیاء اللہ کا دل) چاہیئے۔

از قناعت کے تو جان افروختی — از قناعتہا تو نام آموختی

ترجمہ — کچھ قناعت سے نہین ہے تجکو کام — سیکھ رکھا ہے فقط تونے تو نام

گفت پیغمبر قناعت چیست گنج — گنج را تو وا نمیدانی ز رنج

ترجمہ — کہتے ہین حضرت قناعت گنج ہے — گنج کو کیا جانے جو بار رنج ہے

شرح یعنے اے شخص حدیث شریف مین قول پیغمبر ہے کہ القناعۃ کنز لایفنی یعنے قناعت ایک ایسا خزانہ ہے جو کبھی فنا نہین ہوتا اور تو رنج طلب دنیا مین منہمک رہتا ہے اور زبان سے دعوے قناعت کرتا ہے بیشک تو گنج اور رنج مین تمیز نہین کر سکتا

این قناعت نیست جز گنج روان — تو مزن لاف اے غم و رنج روان

ترجمہ — ہے قناعت صورت گنج روان — لاف کیون بکتا ہے اے رنج روان

شرح یعنے قناعت یہ جسکی تعریف حدیث مین آئی ہے ایک گنج روان اور خزانۂ جاری ہے اور اے شخص تو

طلب دنیا مین سراسر غم اور رنج روح کا باعث ہے پہر قناعت کا جہوٹا دعوے کسیلئے کرتا ہے قناعت کے یہ معنے ہین کہ طلب کو حالتِ افلاس مین ویسی ہی تسکین ہو جیسی کہ حالت تونگری مین ہتی۔

	تو مخوانم جفت و کمتر زن بغل		جفت انصافم نیم جفت دغل
ترجمہ	مجہکو جورو کیون بجاتا ہے بغل		چل پرے ہٹ مین نہین جفتِ دغل

شرح بغل زدن مسخراپن کرنے اور مذاق اڑانے کو کہتے ہین۔ یعنے اے مردوے تو جو مجہے اپنی بیوی کہتا ہے یہ تیرا مسخراپن اور ٹہٹہا بازی ہے مین تو انصاف کو اپنا خاوند جانتی ہون دغل (مکر و فریب یا مکار دغا باز) کی بیوی بننا نہین چاہتی نکتہ اکثر عورتین سخت رنجی کی حالت مین بطور اظہار ناز اپنے خاوندون سے ایسے الفاظ کہدیا کرتے ہین۔

	چون قدم با شاہ و با بگ مے زنی		چون مگس را با ہوا رگ مے زنی
ترجمہ	ہمقدم شاہون کا ہوتا ہے میان		اور گہر مین مارتا ہے مکہیان

شرح بگ بفتح بائے موحدہ و بالکسر مخفف بیگ۔ ترکی لفظ ہے بمعنے امیر اور لفظ چون پہلے مصرع مین استفہام کے لئے ہے اور دوسرے مین برائے تعلیل۔ یعنے جبکہ بمقتضائے الدنیا جیفة وطالبہا کلاب (دنیا مردار ہے اور اسکے طالب کتے ہین) تو اڑتی مکہی کو شکار کرنا چاہتا ہے۔ تو بزرگون اور امیرون کی برابری کیونکر کرسکتا ہے مطلب یہ کہ جب تو طالب دنیا ہے تو دعوے قناعت کسلئے ہے۔ اور تو فقیر ہوکر امیرون کی طرح مغرور کیون ہے

	با سگان بہر استخوان در چالشی		چون نئے اشکم تہی در نالشی
ترجمہ	ہڈیون کے واسطے کتا ہے تو		اور خالی پیٹ سے روتا ہے تو

شرح چالش بمعنے سعی و کوشش و جنگ و جدال ہے یعنے تو کتے کی طرح طالب دنیا اور اس مردار کی ہڈیان چچوڑنے والا ہے اور نے (بانسلی) کی مانند خالی پیٹ یعنے بہوکا ہوکر غم دنیا مین فریاد و نالہ کرتا رہتا ہے۔

	سوے من منگر بخواری سست سست		تا نگویم آنچہ در رگہاے تست
ترجمہ	مجکو گر سمجہا ذلیل اے بد لگام		عیب تیرے منہ پہ رکہدونگی تمام

شرح یعنے اے نکہٹو مردوے تو حقارت کے ساتہ مجکو سست او ضعیف خیال نکر ورنہ مین تیرے سارے پوشیدہ عیب جو تیری رگ رگ مین پوشیدہ ہین منہ پر رکہدونگی۔ کیونکہ مین تیری رگ رگ سے واقف ہون نکتہ عموماً تمام عورتون کا یہی خاصہ ہوتا ہے جو اس عورت کا تہا یعنے اگر تمام عمر عورت کی ناز برداری کیجائے اور اتفاقاً خاوند اسکی طبیعت کے خلاف کبہی کوئی بات کربیٹہے تو خاوند کے عیوب ظاہر کرنے پر آمادہ اور ناشکری پر مستعد ہوجاتی ہے حضرت عیسےٰ نے ایکبار شیطان کو دیکہا کہ چار گدہون پر کچہہ بوجہہ لادے چلا جاتا ہے آپنے فرمایا کہ کہان جاتا ہے اور یہ کیا لادر کہا ہے۔ اسنے جواب دیا تجارت کرنے جاتا ہون اور ان گدہون پر حسد اور خیانت و مکر کو لادرکہا ہے

جور کو سلاطین کے ہاتھ بیچونگا۔ اور حسد کو علما کے ہاتھ خیانت کو تجار کے ہاتھ اور مکر کو عورتون کے ہاتھ۔

عقل خود را از من افزون دیدۂ　　تو من کم عقل را چون دیدۂ

ترجمہ: تونے اپنی عقل کو جاتا ہے کیا　　مجھسی ناداں کو تبا سمجھا ہے کیا

شرح یعنے اے بیوقوف مردوے گو تونے اپنی عقل کو میری عقل کو سے زیادہ گمان کیا ہے مگر یہ غلط خیال ہے یہ تو بتا کہ تونے مجھہ جیسی کم عقل کو کیا سمجھا ہے۔ گو حسب مضمون حدیث ہُنَّ ناقصات العقل والدین (یعنے عورتین عقل اور دین دو باتو نمین ناقص ہین) مین کم عقل سہی مگر تیری فریب اور بیعقلی کو خوب جانتے ہون اور تو مجہسے بہی کم عقل ہے

ہمچو گرگ زشت اندر ما مجہ　　اے ننگ عقل تو بے عقل بہ

ترجمہ: پہاڑ ڈالے ہے کیون ہمین اے بہیڑیے　　بیوقوفا اچہے ہین تیری عقل سے

شرح یعنے اے شخص غضبناک بہیڑیے کی طرح ہمارے پہاڑ ڈالنے کی کوشش نکر تو اس حدیث کا مصداق ہے قُلُوبُهُم قُلُوبُ الذِّئَابِ وَاَلسِنَتُهُم اَحلٰی مِنَ السُّکَّر یعنے آخر زمانہ مین ایسے علما ہونگے جنکے دل بہیڑیون کے سے ہونگے اور زبانین شکر سے زیادہ شیرین ہونگی یعنے انکا باطن ظاہر کے خلاف ہوگا۔ اے شخص گو تو اپنی فصیح اللسانی سے مجہے بے عقل اور اپنے آپ کو عقلمند خیال کرتا ہے لیکن اس ننگ عقل سے تو بیعقل ہی ہوتا تو بہتر تہا یا یہ سمجہیے کہ لفظ تو مضاف الیہ عقل کا ہے یعنے تیرے اس ننگ عقل سے وہ شخص بہتر ہے جو بیعقل ہو۔

چونکہ عقل تو عقیلۂ مردم ست　　آن نہ عقل ست آن کہ مار و کژدم ست

ترجمہ: عقل تیری دام مردم ہے ضرور　　عقل کیا ہے مار و کژدم ہے ضرور

خصم ظلم و مکر تو اللہ باد　　دست عقل تو ز ما کوتاہ باد

ترجمہ: دشمن ایسے مکر کا اللہ ہو　　ہاتہہ تیری عقل کا ہمسے کوتاہ ہو

شرح عقیلہ اس پاے کے بندہارسی کو کہتے ہین جس سے اونٹ کا پاؤن باندہا جاتا ہے مطلب یہ کہ تیری عقل آدمیون کیلیے پابند یعنے دام فریب ہے بلکہ سانپ بچہو کیطرح انسان کو تکلیف پہنچانیوالی ہے چنانچہ تونے اپنی عقل سے مجہے سخت ایذا پہنچائی ہے۔ اے مردوے خدا تیرے غرور کو ڈہانے اور تیرے ظلم کا دشمن ہو اور تیری عقل کا ہاتہہ ہمسے دور رہے۔

ہم تو ماری ہم فسونگر اے عجب　　مارگیر و ماری اے ننگ عرب

ترجمہ: سانپ بہی ہے تو فسونگر بہی ہے تو　　مارگیر و مار ہے اے زشت خو

شرح یعنے تو سانپ (صاحب نفس امارہ اور ایذا رسان) بہی ہے اور فسونگر (حیلہ ساز و مکار) بہی یعنے تونے لوگون کے دکہانے کے لیے از روے ریاکاری قناعت کے افسون سے اپنے نفس امارہ کے سانپ کو قابو مین کر رکہا ہے حالانکہ فی الواقع تو قناعت کے معنے ہی نہین جانتا اے ننگ عرب تو سانپ بہی ہے اور سانپ پکڑنے والا بہی۔

نکتہ یہی حال اس شخص کا ہے جو قبل از وصول مرتبۂ فنا اظہار صوفیت و شیخت کرکے مکاری کے افسون سے لوگون کو مسخر یا مرید کرتا پہرتا ہے۔ ایسی کی بیعت سے الگ رہنا فرض ہے۔

	زاغ اگر زشتی خود بشناختے		ہمچو برف از رنج و غم بگداختے	
ترجمہ	جانتا اپنی بُرائی کو جو زاغ		غم سے ہو جاتا ہلاک اے بد دماغ	

شرح عورت بطور نصیحت مرد کو سمجھاتی ہے کہ اگر کالا کوا اپنی بُرائی اور بدصورتی کو معلوم کر لیتا تو رنج و غم کے باعث برف کی طرح پگھل جاتا۔ ہلاک ہو جاتا۔ اسیطرح اے مرد ہے اگر تجھے اپنی بُرائی معلوم ہو جاتی تو غیرت کے مارے مر جاتا علے ہذا القیاس جھوٹا صوفی اپنے عیب کو عیب خیال کرتا تو ہرگز زندہ نہ رہتا لیکن مصیبت تو یہی ہے کہ اپنا عیب کسیکو نظر نہیں آتا۔ اور ہر شخص اپنی عقل کو سب سے بالاتر جانتا ہے۔

	مرد افسونگر بخواند چون عدو		او فسون بر مار و مار افسون برو	
ترجمہ	مرد جو پڑھتا ہے منتر سانپ پر		سانپ بھی ہے فکر مین اُسکے بیخبر	

شرح لفظ چون عدو۔ دوسرے مصرع سے متعلق ہے۔ یعنے جسطرح افسونگر (منتر پڑھنے والا) سانپ کا دشمن بنکر منتر پڑھ پڑھ کے سانپ پر دم کرتا ہے اسیطرح سانپ اُسپر اپنا منتر دم کرتا ہے پھنکار سے مارتا ہے یعنے افسونگر کی ایذا رسانی کے درپے اور اُسکی جان کا دشمن ہے۔ غرضیکہ وہ اسکے مار ڈالنے کے درپے ہے اور یہ اُسکے یہی حال طالب دنیا کا ہے کہ جسطرح وہ مال دنیوی جمع کرنے کے حیلے کرتا رہتا ہے اسیطرح دنیا اُسکی گرفتاری کے فکر مین رہتی ہے یعنے اُسے اپنے دام محبت مین پھنسا لیتی ہے علے ہذا القیاس اے مرد ہے تو جو دنیا کمانے کے لیے زہد و اتقاو قناعت کے حیلے کر رہا ہے اس حیلہ سازی کا انجام یہ ہے کہ دنیا خود تجھے اپنی محبت مین گرفتار کر رہی ہے۔

	گر نبودے دام او افسون مار		کے فسون مار را گشتے شکار	
ترجمہ	گر نہوتا دام جان افسون مار		کیون فسونگر اُسکا ہو جاتا شکار	

شرح لفظ دام او مین اضافت لامی ہے یعنے دام برائے او اور ضمیر او افسونگر کی طرف راجع ہے۔ بودے فعل ناقص ہے اور افسون مار اسکا اسم اور دام او خبر مقدم۔ یعنے اگر افسون مار (سانپ کا پھنکارہ) افسونگر کے حق مین دام نہوتا تو افسونگر سانپ کے افسون کا شکار نہ بنتا مطلب یہ کہ جب دنیا کے سانپ کا پھنکارہ خود افسونگر کے لیئے دام بنجاتا ہے اور مال دنیوی کا شکار کرنے والا خود صید دنیا ہو جاتا ہے۔ یہ شعر گزشتہ شعر کی توضیح اور اُسکا ہم معنے ہے

	مرد افسونگر ز حرص کسب و کار		در نیابد آن زمان افسون مار	
ترجمہ	ہے فسونگر کو جو حرص کسب و کار		اُس گھڑی پاتا نہیں افسون مار	

شرح کسب و کار سے تدبیر حصول دنیا۔ اور آن زمان سے حرص دنیوی مین پھنسجانے کا وقت مراد ہے یعنے جب حریص آدمی کو حُب دنیا کا سانپ اپنے افسون سے قریب ہلاکت کر دیتا ہے تو اسوقت اُسکو ایسا کوئی

منتر نہین ملتا جسکے اثر سے جانبری ہو سکے فی الواقع حبِ دنیا ایسا افعی سانپ ہے جسکے کاٹے کا منتر ہی نہین

	مار گوید اے فسونگر مین وہین	آن خود دیدی فسون ما ببین
ترجمہ	سانپ کہتا ہے فسونگر ہوشیار	کر چکا تو وار اب ہے میرا دار

شرح یعنے جبوقت حُبِّ دنیا کا سانپ لپٹ جاتا ہے تو اپنے افسونگر (مکار طالب دنیا) سے یہ کہا کرتا ہے کہ ہان ہان خبردار تو نے اپنی ہلک (طلب دنیا کے متعلق فسون سازی و حیلہ بازی) کا فائدہ تو دیکھہ لیا کہ تجھے مال دنیوی حاصل ہوگیا۔ اب میرا افسون دیکھہ۔ مین افعیِ حُبِّ دنیا ہون دیکھہ تو سہی تجھے کسطرح اپنے افسون سے بہت جلد ہلاک کیے دیتا ہون

	تو بنامِ حق فریبی مر مرا	تا کنی رسوائے شور و شر مرا
ترجمہ	نام حق سے مجکو دہوکا دیکے تو	ہے مری ذلت کا خواہان سو بسو

شرح عورت کہتی ہے کہ اے مکار مردوے تو مجکو توکل علے اللہ کا نام لیکر فریب دیتا ہے اور اس سے شاید تیرا مطلب یہ ہے کہ مین تیرے جہوٹ کی تردید کرون اور تو مجہپر خفا ہوکر لوگون سے میری مذمت کرے اور لوگ جمع ہوکر مجہپر تیری نافرمانی کا الزام لگائین۔ اور مین رسوائے خلق ہو جاؤن

	نام حقم بست نے آن رائے تو	نام حق را دام کردی وائے تو
ترجمہ	نام حق سے بستہ ہون اے سُست رائے	کر لیا ہے دام تو نے ہائے ہائے

شرح عورت کہتی ہے کہ مجھے نام حق نے اپنے ساتہ متعلق کر لیا ہے یعنے مین خدا کے نام سے وابستہ ہون تیری رائے سے وابستگی نہین کہتی۔ کیونکہ تیری رائے ضعیف ہے جسکے جہوٹی اور بیکار رہبری سے تو نے نام خدا کو دامِ صید دنیا بنا لیا ہے۔ تیری حالت پر افسوس ہے کہ کلامِ ربانی کو تہوڑی سی قیمت پر بیچتا ہے۔

	نام حق بستاند از تو داد من	من بنام حق سپردم جان و تن
ترجمہ	بخشے لیگا نام حق خود میری داد	یعنے جان سونپی ہے اُسکو شاد شاد
	تا بزخم من رگِ جانت بُرد	یا ترا چون من بزندانے برد
ترجمہ	صبر ٹپ جائیگا تیری جان پر	اور بنیگا قید خانہ تیرا گھر

شرح عورت کہتی ہے کہ مجھے نام حق نے اپنے ساتہ متعلق کر لیا ہے۔ اور مینے نام حق کو اپنا دادرس اور فریاد خواہ بنا لیا ہے۔ اور اپنے جان و تن کو خدا کے سپرد کر دیا ہے وہی تجھسے میری داد لوٹے گا میرا تیرا انصاف خدا کے ہاتہ ہے۔ کیا تعجب کہ جسطرح تو نے اپنے بیہودہ کلمات اور لغو باتون سے میرے دل کو زخمی کیا ہے اللہ تعالے اسکے قصاص مین تیری رگ جان کو کاٹ دے۔ یعنے تجکو ہلاک کردے اور لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ کے سبب تجھے

حیات ابدی سے محروم رکھے یا میری طرح زندان مصیبت مین ڈالے یعنے جسطرح تو مکر کے سبب دولت دین سے محروم ہوگیا ہے دنیا کے فائدے سے بھی محروم رہے۔

	زن ازین گونہ خشن گفتارہا		خواند بر شوے خود او طومارہا
ترجمہ	کہین بہت سی اُسنے باتین سخت سخت		کہول بیٹھی ایک دفتر نیکبخت

شرح خشن بمعنے سخت ہے یعنے عورت نے اسطرح کی سخت باتون کا طومار اور شکایتون کا دفتر مرد کے سامنے کہولدیا اور خوب طعنے دیئے۔ اور خوب دل کہولکر یا کمر باندہ کر خاوند سے لڑی۔

نصیحت مرد زن را کہ در فقیران بخواری منگر و در کار حق بگمان کمال نگر و طعنہ مزن در فقر فقیران و شکر کن در فقر

ترجمہ عورت کا اپنے خاوند کو بطور نصیحت یہ کہنا کہ فقیرون کو نظر حقارت سے نہ دیکہا کر اور خدا کے کامون مین کمال کا یقین رکہا کر کیونکہ خدا کا کوئی کام ناقص نہین ہوتا۔ اور اے عورت فقیرون کی فقیری پر طعنے نہ مار بلکہ فقر کی حالت مین شکر الٰہی کیا کر

شرح خدا کے کامون مین یقین کمال رکہنے کے یہ معنے ہین کہ اُسنے جن لوگون کو وصفت درویشی عنایت فرما کر خاص اپنے کامون مین لگا لیا ہے اُنکی نسبت مکاری وحیلہ سازی کا گمان گویا خدا کے کامون کو ناقص خیال کرنا ہے اور ایسا گمان کبیرہ گناہ ہوجاتا ہے اسیلئے انسان پر لازم ہے کہ درویشونکیطرف سے بدگمان نہ رہے

	مرد چون این طعنہا از زن شنفت		مستمع شد بعد ازان این تاچہ گفت
ترجمہ	مرد نے طومار جب سب سُن لیا		ہمسے سُن لے کیا جواب اچہا دیا

شرح یعنے مرد پہلے تو اپنی گہروالی کے طعنے سنتا رہا پہر سُنتے سُنتے کیا اچہا جواب دیا ہے جو فی الواقع سننے کے قابل ہے اور آئندہ اشعار مین تفصیل کے ساتہ بیان کیا گیا ہے

	گفت اے زن تو زنے یا بو الحزن		فقر فخر آمد مرا طعنہ مزن
ترجمہ	یہ کہا سُن کے اُسکے طعن و لعن		فقر فخری ہے نہ دے تو مجکو طعن

شرح بو الحزن بمعنے صاحب حزن وغم ہے۔ مرد نے اپنی گہروالی کو بو الحزن اسیلئے کہا کہ وہ اخلاص کے باعث خود بہی غمگین رہتی تہی اور اپنے طعنون سے خاوند کو بہی مغموم کردیتی تہی اور الفقر فخری صحیح حدیث ہے رسول اللہ صلعم فرماتے ہین کہ درویشی میرے لیے باعث فخر ہے مطلب یہ کہ اے عورت تو عورت ہے یا غم کی تپلی درویشی کے متعلق مجہے طعنے کیون دیتی ہے اری بہاگوان مین حسب مضمون حدیث فقر کو اپنا فخر جانتا ہون دوسرے مصرع مین لفظ مرا فخر اور طعنہ دونون سے متعلق ہوسکتا ہے اسیلئے یا تو یہ معنے ہین کہ فقر میرا فخر ہے تو طعن

نہ کرنا یہ کہ حدیث مین الفقر فخری آیا ہے - تو مجھپر طعنہ زنی نکر -

مال و زر سر را بود ہمچون کلاہ ‏ ‏ کل بود آن کز کلہ سازد پناہ

ترجمہ: مال و زر سر کے لیئے ہے اک کلاہ ‏ ‏ ہے وہ گنجا جسکی ہے ٹوپی پناہ

شرح یعنے مال و زر کی ایسی مثال ہے جسطرح سر کی ٹوپی - وہ شخص گنجا ہوتا ہے جو کلاہ کو اپنی سر کی حفاظت بناتا ہے یعنے کلاہ سے اپنے عیوب چھپاتا ہے مطلب یہ ہے کہ مال اہل دنیا کو اسیلئے محبوب ہے کہ وہ اُنکے عیوب چھپا لیتا ہے - حدیث مین آیا ہے کہ العلم والمال یستران کل عیب مال اور علم تمام عیبون کا پردہ ہین اور عارف جنکے قلوب دولت عشق حقیقی سے مالامال ہین اُنکو ظاہری مال و زر کی کچھ حاجت نہین وہ کچھ عیب ہی نہین رکہتے جسکو مال کے پردہ مین چھپا لیتین

آنکہ زلف و جعد رعنا باشدش ‏ ‏ چون کلاہش رفت خوشتر آیدش

ترجمہ: زلف اور چوٹی ہو جسکی خوش حسین ‏ ‏ گر نہو ٹوپی اُسے پروا نہین

شرح جعد بمعنے چوٹی اور رعنا بمعنے دراز و خوبصورت ہے یعنے جسکے زلفین اور بال خوبصورت ہون اگر اُسکی ٹوپی اُڑ گئی ہو تو خوبصورتی اور زیادہ ہوجائیگی یعنے عارفان کامل جو عیوب سے پاک ہین اُنکے پاس مال نہونا اور بہی اُنکی زینت قلبی کا باعث ہے

مرد حق باشد بمانند بصر ‏ ‏ پس برہنہ بہ کہ پوشیدہ نظر

ترجمہ: مرد حق ہوتا ہے مانند بصر ‏ ‏ دیکھہ کیا سکتا ہے پوشیدہ نظر

شرح یعنے مرد حق یعنی عارف کامل مثل بینائی کی مانند ہے بس تو جسطرح نظر کا برہنہ اور بے حجاب رہنا بہتر ہے کیونکہ نظر پردہ مین رہکر قدرت حق کو نہین دیکھہ سکتی - اسیطرح عارفین کو بھی حجاب مال و زر سے جُدا رہنا اچھا ہے کیونکہ حجاب مال و زر مشاہدۂ شاہد حقیقی سے محروم رکھتا ہے

وقت عرضہ کردن آن بردہ فروش ‏ ‏ بر کند از بندہ جامۂ عیب پوش

ترجمہ: پیش کرنے کے لیے بردہ فروش ‏ ‏ دور کر دیتا ہے ستر عیب پوش

ور بود عیبے برہنہ کے کند ‏ ‏ بل بجامہ خدعۂ با وے کند

ترجمہ: اور اُسمین عیب ہوتا ہے اگر ‏ ‏ کپڑے پہناتا ہے اُسکو حیلہ گر

شرح یہ دونو شعر قطعہ بند ہین اور عرضہ بمعنے پیش کردن مبیع بر مشتری ہے یعنے بکنے والی چیز کو خریدار کے سامنے لانا تاکہ وہ تمام عیب و صواب دیکھہ لے مطلب یہ کہ جو شخص اپنے کسی بے عیب غلام کو بیچتا ہے تو اُسکے تمام کپڑے اُتار لیتا ہے تاکہ خریدار اُسکو تمام جسمانی عیوب سے پاک سمجھکر بلا تامل خرید لے بیچنے والے کو یہ جرأت اُسیوقت ہوتی ہے جبکہ غلام فی الواقع بے عیب ہوتا ہے اور اگر اُسمین کوئی عیب ہے تو اُسکو بیچنے والا برہنہ نہین کرتا بلکہ اچھے اچھے کپڑے پہنا کر

خریدار کو دہوکا دیتا ہے یہ پہلے مضمون کی دوسری تمثیل ہے یعنے عارفون کو ظاہری زینت اور حجاب مال کی حاجت نہین ہے۔ وہ بالکل بے عیب ہین البتہ اہل دنیا مال سے اپنا عیب چہپایا کرتے ہین۔ خدعہ بمعنے فریب و دغا ہے

	گوید این شرمنده است از نیک و بد	از برهنه کردن او از تو رمد
ترجمہ	اور کہتا ہے کہ ہے یہ باحیا	ہو نہین سکتا ہے ننگا بر ملا

شرح یہ شعر پہلے قطعہ بند کے دوسرے شعر سے متعلق ہے اور گوید کا فاعل اُس عیب دار غلام کا بیچنے والا ہے جو یہ کہکر مشتری کو دہوکا دیتا ہے کہ یا حضرت یہ غلام اسلیئے کپڑے نہین اُتارتا کہ اپنے اچہے برے مثلاً پیٹ پیٹھ اور ناف و زانو اور ستر عورت کے اظہار سے حیا کرتا ہے۔ اگر مین اُسکو جبراً برہنہ ہونے کا حکم دونگا تو یہ آیندہ مجہسے نفرت کرنے لگیگا کیونکہ برہنہ کرنے کا باعث تم ہوگے مطلب یہ کہ جو باعیب ہوتے ہین وہ مال و اسباب اور خارجی زینت سے اپنے عیوب چہپانے اور حیلہ حوالہ بتاکر اُنہین پوشیدہ رکہنے کی کوشش کرتے ہین اور ولی کامل چونکہ تمام عیبون سے بری ہوتا ہے اسلیئے مال و دولت کو اپنا پردہ بنانا پسند نہین کرتا

	خواجه در عیب است غرقه تا بگوش	خواجه را مال است و مالش عیب پوش
ترجمہ	عیب مین ہے غرق گو وہ تا بگوش	مال دولتمند کا ہے عیب پوش

شرح یعنے گو دولتمند آدمی پانو سے لیکر کان یعنے سر تک عیبون مین ڈوبا ہوا ہو مگر اُسکا مال اُسکے تمام عیب ڈہانک لیتا ہے

	کز طمع عیبش نه بیند طامعے	گشت دلها را طمعها جامعے
ترجمہ	عیب کیا دیکہے گی طامع کی نظر	ہے طمع دل مین اکہٹی سربسر

شرح یعنے جس شخص کے پاس مال ہو اُسکا عیب کوئی نہین ظاہر کرتا کیونکہ لوگون کے دلون مین طمع بہت سی جمع ہو گئی ہے اور چار طرف سے احاطہ کرلیا ہے طامع اگر مالدار کی عیب جوئی کریگا تو طمع کے باعث جو اُمید نفع ہے وہ منقطع ہو جائیگی

	ور گدا گوید سخن چون زر کان	ره نیابد کاله او در دکان
ترجمہ	اور گدا کی بات ہو گر زر کان	کون اُسکی بات پر دہرتا ہے دہیان

شرح زر کان۔ معدنی سونا جو کان سے نکلتا ہے اور نہایت خالص ہوتا ہے۔ اور کالہ بمعنے متاع و اسباب یعنے دولتمند کے تمام عیوب ہنر مین داخل ہوتے ہین اور فقیر کوئی ایسی قیمتی بات کہدے جو خالص سونے کے مانند ہو تب بہی اُسکا اسباب (نصیحت) کسی دُکان (گوش قبول) مین نہین سما سکتا اور اُسکے ہنر کا کوئی خریدار نہین بنتا۔ بلکہ لوگ اُسے کم پایہ اور بے وقوف بتاتے ہین۔

	کار درویشی ورای فهم تست	سوی درویشان بمنگر سست سست
ترجمہ	کار درویشی ہے باہر فہم سے	تو برا کیون کہہ رہی ہے وہم سے

شرح یعنے اے عورت درویشون کے فعل تیری سمجھ سے باہر ہین سبحھے کیا خبر کہ فقیر جھولی مین کیا ڈالتا ہے اور کیا نکالتا ہے تو فقیرون کو حسب ظاہر شکستہ حال دیکھکر انکو حقیر سمجھتی ہے حالانکہ یہ تیری کم فہمی اور سراسر بدگمانی ہے

زانکہ درویشی ورائے کارہاست ۔۔۔ دمبدم از حق مرایشان را عطاست

ترجمہ: کار درویشی ہے کامون سے جدا ۔۔۔ انکو ملتی ہین عطا ہائے خدا

شرح یعنے اے عورت درویشون کے افعال اہل دنیا کے افعال سے بالکل جدا ہین اہل دنیا کو ظاہری خزانے دیئے گئے ہین اور درویشون کو گنج معنوی (عرفان و قناعت) مرحمت ہوا ہے خدا کی عطائے خاص درویشون ہی کے ساتھ مخصوص ہے مگر اس رمز کو ہر کوئی نہین سمجھ سکتا۔

بلکہ درویشان ورائے ملک و مال ۔۔۔ روزیے دارند ژرف از ذوالجلال

ترجمہ: وہ نہین رکھتے خیال ملک و مال ۔۔۔ روزی دیتا ہے انہین خود ذوالجلال

شرح یعنے اے عورت درویش لوگ ملک معانی و عرفان اور دولت قناعت و ایمان کے علاوہ خدا کی طرف سے بڑی فراخ روزی (تجلی الہی) رکھتے ہین اور ایسی روزی نام انکی اصطلاح مین غذائے روحانی ہے۔

حق تعالی عادل ست و عادلان ۔۔۔ کے کنند استمگری با بیدلان

ترجمہ: حق ہے منصف اور منصف بالیقین ۔۔۔ بیدلون پر ظلم کرتا ہی نہین

شرح یعنے اللہ تعالے عادل ہے اور عادل اسی کو کہتے ہین جو دادگر اور سب کے حقوق مین برابری کرنے والا ہو جو حاکم دولتمندون پر کرم اور ضعیفون پر ستم کرے وہ عادل نہین بلکہ فاسق ہے مطلب یہ کہ چونکہ اللہ تعالے سب سے بڑا حاکم و عادل ہے اسلیئے وہ بیدلون (ضعیفون) پر ہرگز ستم نہین کرتا۔ یعنے بیدلون کو فقر و فاقہ یا بیماری و ناداری مین مبتلا کر دینا معاذ اللہ داخل ستم نہین بلکہ عین عدل و انصاف الہی ہے اسکی وجہ آیندہ شعر مین بیان ہوگی۔

آن یکے را نعمت و کالا دہند ۔۔۔ وین دگر را بر سرش آتش نہند

ترجمہ: یہ نہین ہوتا کہ نعمت اسکو دے ۔۔۔ اور جلائے دوسرے کو آگ سے

شرح دونو مصرعون مین استفہام انکاری ہے یعنے یہ ہرگز نہین ہوسکتا کہ اللہ تعالے ایک کو تو نعمت و دولت اور سامان دنیوی عنایت فرمائے۔ اور دوسرے کے سر پر آگ رکھدے یعنے آتش فقر و فاقہ یا سخت مصیبت مین مبتلا کردے۔ کیونکہ ایسا کرنا ستمگری ہے اور عدل الہی بالکل اسکا مخالف ہے بلکہ یہ سمجھنا چاہیئے کہ تفاوت مراتب (ایک کی دولتمندی دوسرے کی فقیری ایک صحت دوسرے کی بیماری) عین عدالت الہی ہے اللہ تعالے نے ایک کو اسلیئے فقر و مصیبت دی ہے کہ شاید اسکو دولت ملتی تو سرکش اور نافرمان ہو جاتا قرآن مجید مین ہے وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِی الْاَرْضِ یعنے اگر اللہ اپنے بندون کی روزی فراخ کر دیتا تو نہایت سرکش ہو جاتے اور دوسرے کو نعمت اسلیئے عنایت

ہوئی ہے کہ فقیرون کو صدقہ دے بعض بندگان نفس کو اسلیئے مال ملا ہے کہ وہ ہوا پرست ہوکر قابل نار ہو جائین اور یہ دوزخ کے حق مین عدل ہے کیونکہ وہ بھی مخلوق الٰہی ہے۔ اور بعض کو اس غرض سے زاہد متقی بنایا گیا ہے کہ وہ درجات عالیہ کے مالک بنجائین غرضیکہ اللہ تعالےٰ کا کوئی فعل حکمت اور عدل سے خالی نہین ہے۔ اُسنے ہر ایک کو وہی شئے عنایت فرمائی ہے جو اُسکے لایق تھی اور یہ سراسر عدل ہے۔

آتشش سوزد کہ دارد این گمان	بر خدائے خالق ہر دو جہان
ترجمہ: دوزخی ہو وہ جو رکھے یہ گمان	سوئے خلاق زمین و آسمان

شرح آتشش سوزد بددعا ہے اور کہ بمعنے مرکہ اور اشارۂ این بجانب ستمگری ہے یعنے جو شخص خالق ہر دو جہان پر ستمگری کا گمان کرے خدا کرے اُس بدگمان کو بھی دنیوی آگ یا آتش دوزخ جلاکر خاکستر کردے بعض نسخون مین سوزد کی جگہ سوزا مخفف سوزاد ہے اور معنے دونون کے ایک ہین

فقر فخری از گزافست و مجاز	صد ہزاران عز پنہان ست و ناز
ترجمہ: فقرُ فخری لغو ہے؟ یا ہے مجاز؟	یہ نہین ہین اسمین پنہان عز و ناز

شرح گزاف بمعنے بیہودہ و ہرزہ۔ و مجاز ضد حقیقت یعنے وہ کلمہ جو اپنے حقیقی معنون مین مستعمل نہو پہلے مصرع مین استفہام انکاری ہے یعنے ایمخاطب کیا کلمۂ اَلفَقرُ فَخرِی (حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) خدانخواستہ کوئی بیہودہ یا لغو بات یا تیرے نزدیک غیر حقیقی معنون مین مستعمل ہے نہین ہرگز۔ بلکہ تیرا یہ خیال بالکل غلط ہے۔ حدیث اَلفَقرُ فَخرِی کا مضمون بالکل درست ہے اور یہ مبارک کلمہ اپنے حقیقی معنون مین مستعمل ہوا ہے فقر مین فی الواقع ہزارون عزتین پنہان ہین۔ اور حقیقی درویش اس حدیث کے لحاظ سے اپنے فقر پر ہزارون طرح کے ناز کرتے ہین تنبیہ حدیث مذکورہ مین لفظ فقر سے احتیاج مال اور اسکی طلب مین سرگردانی مراد نہین ہے جو آجکل کے گداگرونکی خصلت ہے بلکہ یہ مراد ہے کہ آدمی تمام حالتون اور جمیع امور مین اپنے آپ کو محتاج اور فقیر بارگاہ حق سبحانہ و تعالےٰ جانے اور مال نہونے سے پریشان نہو یہ درویشی عام لوگون کی سمجھ سے باہر ہے اور اسکی شان مین الفقر فخری وارد ہوا ہے۔

از غضب بر من لقب ہا راندی	یار خوئے و مار گیرم خواندی
ترجمہ: تونے بیہودہ دیے مجکو لقب	مار خوئے و مار گیر اے پر غضب

شرح یعنے اے عورت تونے درویشی کے معنون کو نہین سمجھا اور کم فہمی کے باعث مجہپر بہت سی پھبتیان کہین کبھی مکار کبھی حیلہ ساز کبھی سانپ اور کبھی سانپ پکڑنے والا حالانکہ قرآن مجید مین موجود ہے وَلَا تَنَابَزُوا بِالأَلقَابِ اے ایمان والو باہم ایکدوسرے کو برے لقب سے نہ پکارو۔ راندی اور خواندی کو ضرورت شعر کے لیئے بفتح نون

پڑھنا چاہیئے بعض نسخون مین یا رگیرم مارگیرم رما خوا مدی سے ہے یعنے مین تجکو اپنا دلی دوست جانتا ہون اور تو مجکو مارگیر سمجھتی ہے۔

گر بگیرم مار دندانش کنم	تا کش از سر کوفتن ایمن کنم
ترجمہ توڑتا ہون دانت مین تو سانپ کے	تاکہ سر کوبی سے بہتر سے بچے

شرح یعنے مین اگر کسی سانپ (صاحب نفس امارہ اور اہل دنیا) کو شکار کرتا ہون تو اے عورت تو یہ سمجھتی ہے کہ طلب دنیا کا حیلہ ہے حالانکہ میرا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اُسکے دانت اُکھاڑ دون یعنے اُس سے اخلاق ذمیمہ کو دور کرون تاکہ وہ ہلاکت اور سر کچلے جانے کے عذاب سے بچ رہے اور شریعت کے بتہر کہا کر اختیاری موت سے مرجائے اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ خود اضطراری موت سے اور لوگ اُسکے شر سے محفوظ رہین گے

زانکہ دندانش عدوے جان اوست	من عدو را مے کنم زین علم دوست
ترجمہ دانت خود دشمن ہین اُسکی جان کے	دوست مین کرتا ہون اس ترکیب سے

شرح یہ گذشتہ شعر کی دلیل ہے یعنے مین اُس سانپ (صاحب نفس آمارہ) کے دانت اسلیئے اکھاڑ دیتا ہون کہ سانپ کے دانتون ہی مین زہر ہوتا ہے۔ اور اُسکی دانت ہی اُسکے جان کے دشمن ہین لوگ سانپ کو دانتون ہی کے خوف سے مار ڈالتے ہین یعنے صاحب نفس آمارہ اخلاق ذمیمہ ہی کے باعث ہلاک ہوجاتا ہے اسلیئے مین اُن دانتون کو جو سانپ کی جان کے دشمن ہین اُکھاڑ دیتا ہون دوسرے مصرع کے یا تو یہ معنی ہین کہ سانپ آدمیون کی جان کا دشمن ہے مین دانت اُکھاڑ کر اُسے دوست بنا دیتا ہون۔ کیونکہ دانت اُکھڑے ہوے سانپ کو لوگ اپنا دشمن نہین سمجھتے۔ یا یہ مطلب ہے کہ مین دانت اُکھاڑ کر سانپ کو اُسکی جان کا دوست بنا دیتا ہون کیونکہ اس حالت مین کوئی اُسکے مار ڈالنے کا قصد نہین کرتا مطلب یہ کہ مین اپنے علم و نصیحت کے باعث بندگان نفس آمارہ کے اخلاق ذمیمہ دور کرکے اُنکو نیک لوگونکا دوست بنا دیتا ہون جب بُرے اخلاق دور ہوجاتے ہین تو نیک لوگ اپنے پاس بٹھانے سے نفرت اور اُسکی صحبت سے پرہیز نہین کرتے۔

از طمع ہرگز نخوانم من فسون	این طمع را می کنم من سرنگون
ترجمہ حرص کے باعث نہین پڑھتا فسون	بلکہ کرتا ہون مین اسکو سرنگون

شرح یعنے اے عورت مین دنیوی طمع کے سبب کسی شخص پر منتر نہین پڑھتا بلکہ اس طمع کو اوندھے منہ گرا کر لوگون کے ساتھ سچی خیر خواہی کرتا ہون۔

حاش للہ کاین طمع از خلق نیست	از قناعت در دل من عالمیست
ترجمہ حاش للہ طمع خلقت کی نہین	ہے مرے دل مین قناعت جاگزین

شرح حاش و حاشا بمعنے پناہ و پاکیزگی و دوری یعنے اے عورت مین طمع سے خدا کی پناہ مانگتا ہون اور لوگونکو
اُنہین کی خیرخواہی کے لیئے اپنا معتقد کرتا ہون مخلوق سے کسیطرح کی طمع نہین رکہتا میرے دل مین قناعت
کا ایک ایسا جہان آباد ہے کہ جسمین طمع کا گذر ہی نہین ہو سکتا **نکتہ** اس اعرابی درویش نے مخلوق سے طمع رکہنے
کا انکار کیا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ خالق سے طمع رکہنی منافی قناعت و صبر نہین ہے کیونکہ حضرت ایوب
کی شان مین اِنَّا وَجَدْنَاہُ صَابِرًا ارشاد بمعنے ہمنے اپنے بندے ایوب کو صابر پایا نازل ہے حالانکہ حضرت نے
رَبِّ اِنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ اے خدا مجہے بیماری لگ گئی ہے فرماکر اپنے مرض کی شکایت اور صحت کی طمع خدا سے کی تہی۔

	ازسر امرودبن بہی چنان		زان فرود آتا نماند این گمان	
ترجمہ	تو چڑہی بیٹہی ہے کیون امرود پر		بدگمان آ دیکہہ لے جلدی اُتر	

شرح امرودبن باضافت مقلوب ہے بمعنے درخت امرود برسر امرودبن آمدن را امرود کے درخت پر چڑہنا
بمعنے گمان و تخمین ہے اور امرود کے درخت سے اُترنا گمان و تخمین کے چہوڑ دینے کو کہتے ہین یعنے اے عورت
تو مرتبہ ہٰؤن ناقصات العقل مین ہے۔ اور گویا امرود کے درخت پر چڑہی ہوی ہے اسلیئے بدگمان ہوکر مجہے مکار
جانتی ہے اس امرود کے درخت (مرتبۂ نقصان عقل اور بدگمانی) سے اُتر آتا کہ حقیقت حال معلوم ہو جاے
اور میری طرف سے بدگمانی جاتی رہے **لطیفہ** امرود کے درخت کے متعلق بعض شارحین نے اس مقام پر ایک
لطیفہ لکہا ہے وہ یہ کہ ایک فاحشہ عورت نے اپنے آشنا سے شرط کی کہ مین کسی دن اپنے خاوند کے سامنے تجہے
گلے سے لگا لون گی۔ چنانچہ ایک روز اُسنے آشنا کو کہلا بہیجا کہ تم فلان وقت فلان باغ مین پہنچکر کسی جگہ چہپکر
بیٹہہ رہنا۔ مین اپنے خاوند کو لیکر اُسی باغ مین آؤنگی حسب الارشاد اُسکا آشنا پہلے سے جا چہپا۔ اور وہ اپنے خاوند کو
لیکر آئی۔ سیر کرتے کرتے تو خاوند بیوی ایک امرود کے درخت کے نیچے پہنچے اور عورت امرود توڑنے کے
بہانے جہٹ درخت پر چڑہ گئی اور اوپر چڑہکر خاوند کو لعنت ملامت کرنی اور گالیان دینے شروع کردیئے
اُسکا خاوند نیچے کہڑا کہڑا سخت متعجب ہوا اور بمنت و سماجت پوچہنے لگا کہ تم کسی قصور پر لعنت ملامت کررہی ہو
عورت نے جواب دیا کہ او کمبخت جا نہا مین سب کچہ دیکہہ رہی ہون تو کب سے موقع کا منتظر اور فرصت کا
متلاشی تہا کہ میرے جدا ہوتے اور درخت پر چڑہتے ہی اس عورت کو پیار کرنے لگا؟ یہ تیری آشنا کون ہے
کونے مین چہپی بیٹہی تہی؟ اس خالہ کی بہتیجی کو کہان سے ساتہ لگا لایا تہا۔؟ ٹہیر تو سہی مین درخت سے اُترکر تیری خبر
لیتی ہون۔ اور دونونکی کیسی فضیحتی کرتی ہون مرد یہ تقریر سنکر نہایت حیران ہوا اور قسم کہاکر کہنے لگا کہ
میرے پاس تو کسی غیر عورت کا نام و نشان ہی نہین۔ پیار کرنا کیسا؟ عورت بولی کہ ہے ہے چالباز مردوے
سچا بنکر میری آنکہون مین خاک ڈالے جاتا ہے کیا مین ایسی اندہی ہوگئی ہون۔ مجہے تو صاف نظر آرہا ہے کہ تو کسی

عورت کو گود مین لیئے بیٹھا ہے مرد نے پھر سخت متعجب ہوکر قسم کہائی ۔ اور عورت غضبناک ہوکر درخت سے اتر آئی اور چار طرف غور سے دیکھا اگر یہان کیا ر کہا تہا انجام کار ندامت زدہ ہوکر خاوند کے پانوین گر پڑے اور یہ کہا کہ شاید اس امرود کے درخت ہی مین کچھ ایسا اثر یا سپر کوئی اسرار ہے کہ اوپر چڑہنے والے کو ایک کے دو نظر آتے ہین مرد نے کہا کہ تم اجازت دو تو مین بہی امتحان کرلون عورت نے اجازت دی مرد درخت پر چڑہا عورت نے اپنے آشنا کو جو پہلے ہی سے باغ کے کسی گوشہ مین چھپا ہوا تہا اشارہ سے اپنے پاس بلا کر گلے لگا لیا خاوند نے چیخنے لگا کہ اے نابکار عورت تو غیر مرد سے کو پیار کیون کر رہی ہے عورت نے جواب دیا کہ یہان کوئی غیر مرد وا نہین ۔ بلکہ اب مجھے اور تمہین دونون کو یقین ہوگیا ہے کہ یہ اس درخت پر چڑہنے کا اثر ہے یہ سنکر مرد خاموش ہوگیا اور اسکے اترنے سے پہلی عورت نے اپنے آشنا کو چلتا کر دیا ۔ نتیجہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس مکار عورت کے درخت پر چڑہنے اور آشنا کو گلے لگانے کا لطیفہ عرب مین مشہور تہا اسیلئے اعرابی ازروئے اشارہ اپنے گھر والی کو اس قصہ کی طرف اشارہ کرکے یہ کہتا ہے کہ تو اس مکار عورت کی طرح گویا امرود کے درخت پر چڑھکر مجھے حریص و طامع خیال کرتی ہے حالانکہ مین اس سے بالکل پاک ہون ۔

	چونکہ بر گردی و سرگشتہ شوی	خانہ را گردندہ بینی آن توئی
ترجمہ	پھرتے پھرتے پھر گیا ہے تیرا سر	کون کہتا ہے کہ چکر مین ہے گھر

شرح یعنے اے عورت جب تو زیادہ چکر کہائے اور تیرا سر پھر جائے ۔ تو تجکو اپنا گھر چکر کہاتا معلوم ہوگا حالانکہ چکر کہانیوالی خود تو ہی ہے گھر اپنی جگہ قایم ہے ۔ اسیطرح چونکہ تو خود طالب دنیا اور حریص ہے مجکو بہی ایسا ہی جانتی ہے مولانا قدس سرہ نے آیندہ عنوان کے تمام اشعار اسی شعر کی مناسبت سے لکہے ہین ۔

در بیان آنکہ جنبیدن ہر کسے از انجاست کہ وے ست ہر کسے از چنبرۂ وجود خود بیند تابہ کبود آفتاب را کبود نماید ۔ و تابہ سرخ سرخ و چون تابہ ہا از رنگ بیرون آید سپید شود و از ہمہ تابہ ہائے دیگر او راست گوئے تر باشد

ترجمہ اس بات کا ذکر کہ ہر شخص کی حرکت نظری اسی مقام سے تعلق رکہتی ہے کہ جس مقام مین وہ شخص خود موجود ہے ۔ اور ہر شخص اپنے دائرہ وجود کے لحاظ سے دوسرے کو دیکھتا ہے ۔ اسکی مثال ایسی ہے کہ نیلے رنگ کا شیشہ آفتاب کو نیلا ۔ اور سرخ رنگ کا شیشہ آفتاب کو سرخ دکہاتا ہے جب شیشے پر کوئی رنگ نہین ہوتا وہ سفید ہوتا ہے اور دیگر تمام شیشون سے زیادہ سچ بولتا ہے یعنے آفتاب کو ویسا ہی دکہاتا ہے جیسا کہ خود ذات آفتاب ہے

شرح اس عنوان کا یہ مطلب ہے کہ ہر شخص کی حرکت ارادی اور نظری اسی حالت کی جانب سے ہوتی ہے

کہ جس حالت مین وہ خود موجود ہے مثلاً اگر وہ کفر کی حالت مین ہے تو اُسکی نظر مین دوسرے بھی ایسے ہی ہونگے اور اگر ایمان کی حالت مین ہے تو اورون کو بھی مومن ہی خیال کریگا۔ علےٰ ہذا القیاس جو شخص نیکیون کی حالت مین ہے اُسکی نظر صرف دوسرون کی نیکیون پر ہوگی۔ اور گناہون کی حالت مین ہے تو دوسرون کو بھی گنہگار خیال کریگا۔ کیونکہ ہر شخص اپنے دائرہ وجود سے دوسرے کو دیکھتا ہے اُسکے دائرہ وجود مین ایمان ہے تو غیرونکو مومن اور کفر ہے تو غیرون کو کافر جانے گا۔ اسکی مثال ایسی ہے جیسا کوئی شیشہ یا عینک کہ سبز ہے تو سبز دکھائیگی اور سرخ ہے تو سرخ۔ البتہ جب سپید ہوگی تو اشیا کو انکی اصلی حالت پر دکھائیگی۔ اسیطرح آئینہ قلب منور ہوگا تو ہر شے اصلی حالت پر معلوم ہوگی چنانچہ آئندہ اشعار انہی معنون کی تائید مین ہین۔

دید احمد را ابوجہل و بگفت | زشت نقشے کز بنی ہاشم شگفت

ترجمہ: دیکھکر احمد کو بوجہل لعین | بول اُٹھا نقش یہ اچھا نہین

شرح ابوجہل نے حضرت احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھکر یہ کہا کہ یہ محمد بہت ہی برا نقش ہے جو اولاد ہاشم مین سے ظاہر ہوا ہے چونکہ ابوجہل کا دائرہ وجود انواع شرک وحسد سے پُر تھا اسلیئے اُسنے رسول اللہ کو بھی نقش زشت خیال کیا اور اس بات کو نہ جانا کہ وہ اپنی حالت کے عکس سے ایسا کہہ رہا ہے چونکہ اُسنے اپنی حالت کو آئینہ جمال رسول مین دیکھہ لیا تھا اسلیئے برے کو برا ہی نظر آیا۔

گفت احمد مر ورا کہ راستی | راست گفتی گرچہ کار افزاستی

ترجمہ: آپنے سنکر کہا سچا ہے تو | راست گو ہے گرچہ کار افزا ہے تو

شرح یعنے ابوجہل مردک کے جواب مین رسول اللہ نے یہ فرمایا کہ بیشک تو سچ کہتا ہے کیونکہ تو نے اپنی برائیون کو میرے آئینہ جمال مین دیکھہ لیا ہے لیکن تو نے اپنے کلام مین زیادتی اور بوالفضولی کی ہے کہ جو کچھہ اپنی ذات مین دیکھا تھا وہ میری طرف منسوب کر دیا۔

دید صدیقش بگفت اے آفتاب | نے ز شرقی نے ز غربی خوش بتاب

ترجمہ: اور کہا صدیق نے اے رشک مہر | ہے ترا مشرق دگر دیگر سپہر

شرح یعنے رسولخدا کو ابوجہل نے اپنی برائی کے سبب نقش زشت کہا اور اپنی ذاتی نیکی کے باعث حضرت ابوبکر صدیق نے یہ فرمایا کہ اے آفتاب ہدایت تو ہمیشہ چمکتا رہ اور عالم کو فیض پہنچاتا رہ۔ کیونکہ تو نہ شرقی ہے نہ غربی یعنے تو آفتاب آسمان دنیا نہین ہے کہ تجکو شرق و غرب اور عروج و ہبوط و زوال سے تعلق ہو بلکہ آفتاب آسمان صفات و اسما اور نور محض ہے۔ جو مشرق بنی ہاشم اور مطلع عبد اللہ بن عبد المطلب سے چمکا ہے اور جسنے مشارق و مغارب کو منور کر رکھا ہے۔ تیرا نور مشرق سے لیکر مغرب تک تا بہ قیامت پھیلتا اور تمام عالم کو روشن کرتا رہیگا۔

	گفت احمد راست گفتی اے عزیز	اے رہیدہ تو ز دنیائے نہ چیز
ترجمہ	بولے حضرت راست ہے یہ اے عزیز	روبرو تیرے ہے دنیا ہیچ چیز

شرح یعنے آنحضرت صلعم نے جسطرح ابوجہل کو راست گو فرمایا تہے اسیطرح حضرت صدیق سے ارشاد کیا کہ تو اپنے کلام مین سچا اور دنیائے ناچیز و ہیچ سے رہائی یافتہ ہے یہان سے یہ نکلتا ہے کہ ابوجہل دنیوی محبت کی گرفتاری کے سبب آپکی رسالت کا منکر تہا۔

	حاضران گفتند اے صدر الورا	راست گو گفتی دو ضد گو را چرا
ترجمہ	قول یہ سنکر صحابہ نے کہا	آپنے کیون دونون کو حق گو کہدیا

شرح یعنے جبکہ رسولخدا نے ابوجہل اور ابوبکر صدیق رضہ دونون کو راست گو اور سچا بتایا تو دیگر حاضرالوقت صحابہ نے ازراہ تعجب آپ سے یہ سوال کیا کہ اے صدر الورا (جمیع مخلوق کے سردار) ابوجہل نے تو آپ کو نعوذ باللہ نقش زشت کہا اور آپ کی تکذیب کی اور حضرت صدیق نے آپ کو آفتاب ہدایت فرمایا اور صدق دل سے آپ پر ایمان لائے ان دونون کا کلام ایکدوسرے کی ضد ہے انمین ایک (ابوجہل) جہوٹا ہے اور ایک (حضرت صدیق) سچے ہین پہر آپنے دونون کو راست گو کیون فرمایا اسکا کیا سبب ہے۔ اِس سوال کا جواب آئندہ شعر مین ہے۔

	گفت من آئینہ ام مصقول دست	ترک و ہندی در من آن بیند کہ ہست
ترجمہ	آپ بولے ہون مین حق کا آئینہ	جیسا جو ہوگا سجھے گا آئینہ

شرح یعنے رسولخدا نے گزشتہ سوال کا یہ جواب دیا کہ مین دست قدرت الہی کا صیقل کیا ہوا اور صاف و مجلا آئینہ ہون کوئی شخص ترک کا رہنے والا ہو یا ہند کا عرب کا یا فارس کا میرے آئینہ جمال مین اُسکو وہی حالتین نظر آئینگی جو خود اُسمین موجود ہونگی کیونکہ جو جیسا ہوتا ہے آئینہ مین ویساہی نظر آتا ہے مین بُرے کو بُرا نظر آتا ہون اور اچہے کو اچہا مصقول بمعنے مجلا و صیقلکردہ ہے۔

	ہر کرا آئینہ باشد پیش رو	زشت و خوب خویش را بیند دروہ
ترجمہ	آئینہ رکہے گا جو پیش نظر	دیکہہ لیگا اپنے سب عیب و ہنر

شرح یعنے جس شخص کے روبرو آئینہ رکہا ہوگا وہ اپنی بُرائی بہلائی کو اسیطرح معلوم کرلیگا جسطرح کہ وہ فی الواقع موجود ہے علی ہذا القیاس اعرابی درویش اپنی گہروالی سے کہتا ہے کہ اے نیکبخت تو مجہے بُرا تو کہتی ہے مگر فی الواقع مین بُرا نہین ہون بلکہ تجہے اپنی بُرائیون اور عیبون کا عکس مجہہ مین نظر آتا ہے۔

	اے زن از طماع مے بینی مرا	زین تحری زنانہ برتر آ
ترجمہ	لالچی تجکو نظر آئے مری	یہ تحری زنانہ ہے تری

شرح تحریر زنانہ۔ عورتون کی سی عقل اور ناقص فکر کے معنون مین ہے اور یہان سے پہر مرد کا جواب شروع ہوا ہے یعنے اے عورت تو جو مجھے طماع کہتی ہے یہ تیری غلطی ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تو خود طماع ہے اور مجھے بھی اپنا جیسا خیال کرتی ہے۔ اِس زنانہ تحریری رمز تیۂ لفقصان عقل وضعف فکر سے جدا ہوکر میری حالت کو دیکھ اسوقت تجھے اپنے خیال کی غلطی آپ معلوم ہوجائیگی۔

	کو طمع آنجا کہ آن نعمت بود	آن طمع را ماند و رحمت بود	
	کسکو کہتے ہین طمع نعمت ہے فقر	حرص کی صورت مین اک رحمت ہے فقر	ترجمہ

شرح ضمیر آن فقر و درویشی کی طرف راجع ہے۔ یعنے فقر گو ظاہر مین طمع کے مشابہ ہوتا ہے مگر فی الواقع رحمت ہے اور جب فقر رحمت یا نعمت الٰہی ہے تو طمع ہرگز نہین ہوسکتا۔ اللہ تعالےٰ جب کسیکو درویشی کی نعمت عطا فرما دیتا ہے اُسے طمع سے ہرگز سروکار نہین رہتا۔ ماند صیغہ مضارع ہے بمعنے مانند و مشابہ شود۔

	تا لفقر اندر غنا یابی دو تو	امتحان کن فقر را روزے دو تو	
	اسمین ہے دونا غنا اے دلفروز	امتحان کر فقر کا دو اک روز	ترجمہ

شرح پہلے مصرع مین روزے دو۔ بمعنے دو دن ہے اور تو ضمیر خطاب۔ اور دوسرے مین لفظ دو تو بمعنے مضاعف ہے یعنے دونا مطلب یہ کہ اے عورت دو دن درویش صفت بنکر دیکھ لے۔ حالت فقر مین تجھے دونی تونگری (غنا ے ظاہر و باطن) حاصل ہوگی۔

	زانکہ در فقر ست عز ذو الجلال	صبر کن با فقر و بگذار این ملال	
	فقر مین پنہان ہے عز ذو الجلال	صبر کر اور چھوڑ دے رنج و ملال	ترجمہ

شرح یعنے اے عورت اِس مفلسی کے ملال کو چھوڑ دے اور فقیری کی حالت مین صبر کر کیونکہ اللہ تعالےٰ نے درویشی مین عزت کو مخفی رکھا ہے صبر اولیا ر کا شعار۔ اور اصفیا کا لباس ہے حضرت جنیدؒ سے کسینے پوچھا کہ سب سے زیادہ عزت والا کون ہے۔ آپنے فرمایا الفقیر الراضی۔ یعنے سب سے زیادہ عزت والا وہ درویش ہے جو اللہ تعالےٰ سے ہر حالت مین رضا مند رہے۔

	از قناعت غرق بحر انگبین	سرکہ مفروش و ہزاران جان ببین	
	شاد ہین جانین قناعت کے سبب	ترش رو کیون ہو تی ہے اے بوالعجب	ترجمہ

شرح سرکہ فروختن ترش رو ہونے کے معنون مین مستعمل ہے یعنے اے عورت درویشی کے باعث ترش رو نہو اگر تو غور سے دیکھیگی تو ہزارون درویش ایسے نظر آجائینگے جنکی روحین قناعت کے باعث شہد (معرفت الٰہی) کے دریا مین غرق ہین اور وہ درویشی مین شیرین کام ہین۔

صد ہزاران جان تلخی کش نگر ہمچو گل آغشتہ شد اندر شکر

ترجمہ ہین بہت یان تلخ جان اے بے خبر ہو گئے انجام مین جو گل شکر

شرح یعنے اے عورت بہت سے درویش تجھے ایسے نظر آئینگے جنکی جانین ترک لذات دنیوی کے باعث تلخیان اُٹھارہی ہین مگر انجام کار وہ عشق الٰہی کے سبب گلاب کا پہول بنجاتی ہین اور وصال الٰہی اُسکے لیئے شکر ہوجاتا ہے اسلیئے انکی دنیوی تلخی شیرینی سے بدلجاتی ہے۔

اے دریغا مر ترا گنجا بُدے تا ز جانم شرح دل پیدا بُدے

ترجمہ کاش تجھہ مین ظرف ہوتا اسقدر تاکہ باطن سے مرے ہوتی خبر

شرح گنجا مخفف گنجایش ہے بمعنے جگہ یعنے اے عورت کاش تیرے دلمین اتنی سمائی ہوتی کہ میری جان جو میرے دل کا حال کہہ رہی تو اُسے سمجھ لیتی۔ اور تجھہ پر درویشی کی بابت اعتراض نہ کرتی۔

این سخن شیرست در پستان جان بے کشندہ خوش نمیگردد روان

ترجمہ ہے سخن پستان جان مین شکل شیر بے کشندہ ہیچ ہے اے دلپذیر

شرح یعنے فقر و درویشی اور عشق حقیقی کے متعلق کلام کرنا ایسا ہے جیسا چہاتی مین دودھ جسطرح دودھ بغیر کہینچنے والے کے نہین نکلتا۔ اسیطرح یہ کلام ہے جب تک کوئی طالب صادق نہو فائدہ مند نہین ہوتا اور اسکے دقائق سمجھ مین نہین آتی

مستمع چون تشنہ و جویندہ شد واعظ ار مردہ بود گویندہ شد

ترجمہ سُننے والا گر کوئی جویندہ ہو مردہ ہو واعظ تو جھٹ گویندہ ہو

شرح یعنے جب سُننے والا کلمات حکمت کا پیاسا اور جویندہ ہوتا ہے تو واعظ یعنے کہنے والا کیسا ہی کم گو اور مردہ ہو مگر سامعین کے صدق ارادت کے باعث گویندہ ہوجاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ طرح طرح کے مضامین اُسکے دلمین ڈالتا اور اسکے زبان سے نکلوا دیتا ہے۔ حدیث شریف مین آیا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ یُلَقِّنُ الْحِکْمَۃَ عَلٰی لِسَانِ الْوَاعِظِیْنَ بِقَدَرِ ہِمَمِ الْمُسْتَمِعِیْنَ یعنے اللہ تعالےٰ سُننے والون کے ارادہ کے مطابق واعظون کی زبان سے کلمات نکلوا دیتا ہے۔

مستمع گر تازہ آید بے ملال صد زبان گردد بگفتن گنگ و لال

ترجمہ مستمع گر تازہ ہو اور بے ملال صد زبان ہوجائے گو واعظ ہو لال

شرح یعنے اگر وعظ و نصیحت سننے کے وقت سُننے والا تازہ رو اور بے ملال رہے اور اُسکا باطنی شوق کم نہو تو گو واعظ یا مرشد کا دل وعظ و ارشاد کو نہ چاہے مگر پہر بہی کشش شوق سامع سے باوجود گنگ اور لال ہونے کے گویندہ صد زبان اور بلبل ہزار داستان ہوجائیگا گردد کا فاعل گویندہ ہے اور گنگ و لال اُسکی صفت ہے اور گنگ و لال گونگے آدمی کو کہتے ہین۔

چونکہ نامحرم در آید از درم | پردہ در پنہان شوند اہل حرم

ترجمہ: آئے نامحرم اگر سے محترم | پردہ مین چھپ جاتے ہین اہل حرم

شرح لفظ پردہ در یا تو ضمیر آید سے حال واقع ہوا ہے بمعنے پردہ درندہ یا بمعنے در پردہ ہے - یعنے الیورت جیسے میرے دروازہ سے کوئی نامحرم آجاتا ہے تو گھر والے پردہ کر لیتے ہین مطلب یہ کہ مین اجنبی اور عوام کے روبرو اسرار معرفت ظاہر نہین کرتا - کیونکہ انکو فہم اسرار کی طاقت نہین ہے بلکہ الحاد مین پڑنے کا اندیشہ ہے اسیلئے نامحرمون کے سامنے اظہار اسرار ناجائز ہے -

ور در آید محرمے دور از گزند | بر کشایند آن ستیران روبند

ترجمہ: اور جو محرم ہو کوئی دور از گزند | کھولتی ہین اہل پردہ روسے بند

شرح ستیران جمع ستیر بمعنے مستور یعنے اسے عورت نامحرم کا حال تو تونے سن لیا اب یہ سمجھ کہ اگر کوئی محرم راز اور طالب صادق (خدا اسکو ہر طرح کے نقصان سے محفوظ رکھے) میرے پاس آجاتا ہے تو تمام چھپی ہوئی چیزین اسرار الٰہی اپنے منہ سے برقع اتار دیتے ہین یعنے مین بھید کی باتین اسپر ظاہر کر دیتا ہون

ہر چہ را خوب و خوش و زیبا کنند | از برائے دیدہ بینا کنند

ترجمہ: خوب و زیبا لوگ کرتے ہین جسے | ہے وہ بیشک چشم بینا کے لیے

شرح یعنے الیورت ہر چیز کی خوبصورتی و خوبی یا زیبائش صرف دیدہ بینا کے لیئے ہے اندھے کے آگے خوبصورتی و بدصورتی سب یکسان ہے اسیطرح اظہار اسرار انکے روبرو ہونا چاہیئے جو سمجھنے کی لیاقت اور فائدہ اٹھانے کا مادہ رکھتے ہین - دل کے اندھون اور عوام الناس کے روبرو راز کی باتین کہنی اندھے کے آگے روئے اپنے نین کھوئے کی مصداق ہین -

کے بود آواز چنگ از زیر و بم | از برائے گوش بے حس اصم

ترجمہ: چنگ کی آواز اسکا زیر و بم | بہر شنوائی ہے - نہین بہر اصم

شرح یعنے چنگ کی آواز اور اسکے زیر و بم کا لطف اس شخص کے لیے نہین جو کانون سے بہرہ اور حس سماعت سے بے بہرہ ہو یہ مضمون سابق کی دوسری مثال ہے -

مشک را حق بیہودہ خوش دم نکرد | بہر شم کرد و پے اخشم نکرد

ترجمہ: مشک مین بیہودہ کچھ خوشبو نہین | سونگھنے والا مرے بیان تو نہین

شرح شم سونگھنے کو اور اخشم اس شخص کو کہتے ہین جسکی قوت شامہ (وہ طاقت جسکے ذریعہ سے خوشبو یا بدبو دماغ تک پہنچ جاتی ہے) باطل ہو گئی ہو - یعنے اللہ تعالے نے مشک کو بیکار طور پر خوشبوناک پیدا نہین کیا بلکہ بہر آنکے

فائدہ رسانی کے غرض سے پیدا ہوا ہے جنکی قوت شامہ صحیح ہے مشک خشم کے لیے نہین اسی مضمون کی تیسری مثال

	تا ئے را حق بہیدہ خوش دم نکرد		بہر انس آمد پے اہرم نکرد	
ترجمہ	کون کہتا ہے کہ نے خوش دم نہین		بہر انسان ہے پے اہرم نہین	

شرح اہرم بمعنے دیو و شیطان ہے اور حلیم کوٹنے کی موسل یا بہت بڑے کفچے کو بہی کہتے ہین۔ یہان دونو معنے درست ہین مطلب یہ کہ اسد تعالیٰ نے نائے (بانسلی) کو بیکار طور پر پیدا نہین کیا بلکہ انسان اسکا لطف اوٹہا سکتا ہے دیو یا حلیم کا موسل بانسلی کے مزے سے واقف نہین ہوسکتا علی ہذا القیاس کلمات فقر گویا آواز چنگ یا مشک کی مانند ہین جو سننے یا سونگہنے والے یعنے طالب صادق کے لیئے ہین بد دماغ اور اہرمن کے لیے نہین ہین

	حق زمین و آسمان بر ساختست		در میان بس نار و نور افراختست	
ترجمہ	حق نے ارض و آسمان پیدا کیے		اور نار و نور اونمین رکہہ دیئے	

شرح یعنے العورت اسد تعالیٰ نے زمین و آسمان کو بنا کر انکے مابین نار (وجود کفار و فساق) اور نور (وجود انبیا و اولیا) کو بلند کیا ہے یعنے انبیاء کا نور اعلاء دین برحق کے باعث اور کافرون کی نار اعطاء مال دنیوی کے سبب بلند ہوی ہے انبیا نے اپنے نور درویشی کے سبب دارین مین نیکنامی حاصل کی ہے اور کفار نے اپنی نار (آتش کفر و ظلم) کے باعث جہنمیون کے دفتر مین بڑے بڑے نام پائے ہین چنانچہ حضرت ابراہیم و حضرت موسےٰ اور حضرت احمد مجتبےٰ علیہم السلام ہدایت و ارشاد مین اور نمرود و فرعون اور ابوجہل کفر و الحاد مین مشہور ہین انبیا کی نیکنامی کا باعث ترک دنیا و درویشی ہے اور کفار کی بدنامی کا سبب تونگری و دنیا پرستی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اے عورت مال دنیوی جسپر تو مٹی ہوی ہے اکثر اوقات گمراہی کا باعث ہو جاتا ہے یا یہ معنے ہین کہ اے عورت اسد تعالیٰ کی مخلوق دونون طرح کی ہے نار بہی نور بہی بُری بہی اچہی بہی مفلس بہی توانگر بہی پہر تجہے افلاس کی شکایت کیون ہے

	این زمین را از برائے خاکیان		آسمان را مسکن افلاکیان	
ترجمہ	ہے زمین جائے قرار خاکیان		اور گردون مسکن افلاکیان	

شرح یعنے اسد تعالے زمین کو خاکیون (مٹی مین ملنے والی چیزون) کے لیے پیدا کیا ہے اور آسمان کو افلاکیون (فرشتون یا روحانیون) کے لیئے زمین کے رہنے والے آسمانی اسرار سے واقف نہین ہو سکتے العورت یہی باعث ہے کہ تو میری باتین سمجہنے سے قاصر ہے نکتہ خاکیون کی دو قسمین ہین ایک وہ کہ جنکی ظاہری صورت جسمیہ خاک سے ہے اور سیرت عالیہ فلک الافلاک سے مثلا انبیا، اور انکے تابعین یہ گروہ خاکیون مین نہین بلکہ فی الواقع افلاکیون مین داخل ہے دوسرے وہ جو باعتبار صورت و طینت سفلیہ خاک ہی خاک کے پتلے اور مدارج عالیہ سے محروم ہین مثلاً کفار و دنیا پرست چنانچہ آیندہ شعر مین لفظ سفلی بمعنے خاکی سے یہی دوسرے معنے مراد ہین

	مرد سفلی دشمن بالا بود	مشتری ہر مکان پیدا بود
ترجمہ	مرد سفلی ہے عدوے آسمان	ہے ولیکن مشتری ہر مکان

شرح یعنے مرد سفلی جو سراسر خاک ہی خاک ہے علوی کا دشمن ہے مثلاً جو شخص سیرت اور اعمال دونون مین سفلی ہے وہ خلقت وطبیعت دونو اعتبارون سے علوی کا دشمن ہے اور جو باعتبار خلقت سفلی ہے اور محض ظاہر اعمال مین علوی وہ علوی سے ضرور باعتبار سیرت مخالفت کرتا ہے۔ بہر حال سفلی علوی کا دشمن اور اُسکا مخالف ہے کیونکہ المرء عدو ما جہلہ ہے یعنے آدمی جس چیز کو نہین جانتا اُسکا دشمن ہوتا ہے۔ یہی باعث ہے کہ سفلی یعنے عوام لوگ اسرار عالیہ معرفت کو سمجھ نہین سکتے دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ ہر جگہ کا مشتری اور ہر مرتبہ کا طالب ضرور پیدا ہوجاتا ہے مثلاً عاشقان الٰہی اپنے عمر کے رأس المال کو اعمال صالحہ کے سبب جنت خریدنے مین صرف کرتے ہین۔ اور کفار وفساق معصیت کے باعث دوزخ مول لیتے ہین۔ نتیجہ یہ کہ اے عورت اگرچہ تو سفلی ہونے کے سبب میری اعلے درجہ کی نصیحت کو نہین سمجھتی مگر اسکا خریدار بھی کوئی نہ کوئی پیدا ہو ہی جائے گا۔

	اے ستیرہ ہیچ تو برخاستی	خویشتن را بہر کور آراستی
ترجمہ	تو کبھی اُٹھی ہے اے پردہ نشین	واسطے اندھے کے بنکر مہ جبین

شرح یعنے اے پردہ نشین اور باحیا بیوی کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ تو نے بڑی تیاری کے ساتھ کسی اندھے کے دکھانے کے لیئے اپنے آپ کو بنایا سنوارا ہو نہین ہرگز ایسا نہین ہوا کیونکہ اندھا کسیکی آرایش کو دیکھ ہی نہین سکتا نتیجہ یہ کہ جسطرح کوئی خوبصورت عورت اندھے کے لیے بناؤ سنگار نہین کرتی اسیطرح پوشیدہ اسرار کی باتین اُس شخص کے روبرو بیان نہین ہوسکتین جو اُنکے سمجھنے کی لیاقت نہ رکھتا ہو یہی باعث ہے کہ تو میری باطنی اسرار اور پوشیدہ حالات سے واقف نہین کیونکہ مین تیری کم لیاقتی کے باعث انکو تیرے روبرو بیان نہین کرسکتا۔

	گر جہان را پُر دُرِ مکنون کنم	روزی تو چون نباشد چون کنم
ترجمہ	گر جہان پُر لولوے لالا کرون	تیری قسمت مین نہو تو کیا کرون

شرح یعنے اے عورت اگر مین اسقدر دنیوی مال و دولت جمع کرون کہ گھر بھرتے باہر بہہ جائے یا اسقدر نصیحت و کلمات حکمت کے قیمتی موتی لٹاؤن کہ سارا جہان مالا مال ہوجائے مگر تیری قسمت مین کچھ بھی نہو تو مین اسکا کیا علاج کرسکتا ہون مطلب یہ کہ افسوس تو میری نصیحت سے فائدہ نہین اُٹھا سکتی۔

	ترک جنگ و رہزنی اے زن بگو	ورنمیگوئی بترک من بگو
ترجمہ	رہزنی و جنگ۔ بدخو چھوڑدے	یہ نہین ممکن تو مجکو چھوڑدے

شرح یعنے اے عورت اس روز کے لڑائی اور رہزنی (دنیا طلبی) کو چھوڑدے اور اگر یہ ممکن نہو تو مجھے الگ کر

تیرا اور ستم ہے اور میرا اور میری تیری نہتی نظر نہین آتی -

مر مرا چه جای جنگ نیک و بد | کاین دلم از صلحها هم میرمد

ترجمہ: تاب جنگ نیک و بد مجھہ مین نہین | صلح سے بہی ہون نفور اے مہ جبین

شرح یعنے اے عورت اچھی بری یا واجبی اور غیر واجبی لڑائی سے مجھے کیا سروکار میرا دل تو لوگون کے ساتہ صلح کرنے (موافقت و مجالست) سے بہی بہت نفرت کرتا ہے اور اسکا سبب یہ ہے کہ یہ اعرابی درویش اولیاء اللہ مین سے تہا اور اولیا گوشہ نشین ہوا کرتی ہین انکو نہ کسیکی لڑائی سے مطلب ہوتا ہے نہ صلح سے -

بر سر این ریشها نشتر مزن | زخمها از جانب خویشم مزن

ترجمہ: میری زخمون پہ نہ نشتر مار تو | اپنی جانب سے نہ دے آزار تو

شرح یعنے اے عورت مین فراق مرتبۂ احدیت کی تیغ سے پہلے ہی زخمی ہون اور میرا دل ٹوٹا پہوٹا ہو رہا ہے تو ان اندرونی زخمون پر طعنون کے نشتر نہ لگا اور اپنی تیغ زبان سے مجھے اور زیادہ زخم نہ پہنچا کیونکہ زخمی کو اور زخمی کرنا سراسر ظلم ہے

گر خمش کردی وگرنه آن کنم | که همین دم ترک خان و مان کنم

ترجمہ: چپ رہے گی گر تو اے جان جان | ترک مین کردونگا بالکل خانمان

شرح گر خمش کردی جملہ شرطیہ ہے اور اسکی جزا فبہا محذوف ہے یعنے اے عورت اگر تو طعنہ زنی سے باز آگئی تو فبہا ورنہ مین تیرے ساتہ وہی سلوک کرونگا جو مرد بدزبان اور نافرمان عورتون کے ساتہ کیا کرتے ہین یعنے گہر بار کو چہوڑ دونگا اور تجھے طلاق دیدونگا۔ اور گہر سے جلاوطن ہو کر کہین نکل جاونگا۔

پا برهنه گشتن بهتر از کفش تنگ | رنج غربت به که اندر خانه جنگ

ترجمہ: تنگ جوتی سے بہلا ہون ننگے پیر | اس لڑائی سے تو ہے غربت مین خیر

شرح یعنے تنگ جوتی پہنے (نافرمان عورت کے رکہنے) سے ننگے پاؤن پہرنا (اسے طلاق دیدینی) اور روز کی خانہ جنگی سے کہین نکل جانا بہتر ہے۔ مین تیرے پاس سے چلا۔ اور اب چلا

مراعات کردن زن مر شوی را و استغفار نمودن از گفتهٔ خود

ترجمہ: عورت کا اپنے خاوند کے ساتہ نرمی اور سلوک سے پیش آنا۔ اور اپنے کہے سے توبہ و استغفار کرنا

زن چو دید او را که تند و توسن است | گشت گریان گریه خود دام زن است

ترجمہ: دیکہکر عورت کہ ہے وہ ناشکیب | رو پڑی رونا ہے عورت کا فریب

شرح توسن سرکش و تند گہوڑے کو کہتے ہین لیکن یہان مطلق سرکش کے معنون مین ہے یعنے عورت نے جب یہ دیکہا کہ اسکا خاوند تیز ہو گیا ہے چہرہ سے غصہ کے آثار پائے جاتے ہین میری کسی بات کو نہین مانتا اور مجھسے سرکشی

کیسے جاتا ہے تو اُسکے دل کو نرم کرنے اور اپنی حالت پر رحم دلانے کے لیئے رونے لگی۔ گریہ خود دام زن است مولانا کا مقولہ ہے یعنے اُس عورت کے رو دینے کا سبب یہ تہا کہ بیشک عورتون کا رو پڑنا ایک دام فریب ہے جسکے ذریعہ سے وہ مردون کو شکار کیا کرتی ہین۔ اور یہ ظاہر ہے کہ مرد جسقدر عورت کے گریہ سے گہلتا ہے اسقدر کسی چیز سے نہین متاثر ہوتا۔

	گفت از تو کے چنین پنداشتم		از تو من اُمید دیگر داشتم	
ترجمہ	اور بولی یہ نہتا میرا گمان		تجہسی رکہتی تہی اُمید جاودان	

شرح یعنے عورت نے رو کر خاوند سے یہ کہا کہ مین تیری جانب سے ایسا ترک خانمان وطلاق کا گمان ہرگز نہ کرتی تہی بلکہ تجہسے تو کچہ اور اُمید یعنے مرتے دم تک باہم اتفاق ومحبت کی آس تہی نکتہ یہ پہلے ہی معلوم ہوچکا ہے کہ اعرابی درویش سے عقل اور عورت سے نفس امارہ مراد ہے اِس لحاظ سے اِن اشعار کا مطلب یہ ہے کہ جب نفس یہ دیکہتا ہے کہ عقل میرا کہنا نہین مانتی اور مجہے چہوڑے دیتی ہے تو ازراہ مکر اُسکی خوشامد کیا کرتا ہے اور عقل کا دامن چہوڑنا نہین چاہتا

	زن درآمد از طریق نیستی		گفت من خاک شمایم نے ستی	
ترجمہ	تیرے آگے خاک ہے ہستی مری		کیسی بیگم مین تو ہون لونڈی تری	

شرح طریق نیستی سے طریقہ فنا کے اوصاف خود داری لڑنے جہگڑنے کا عادتون کا ترک یعنے عجز ونیاز اور خاکساری وانکسار مراد ہے اور ستی مخفف لفظ ستیدی ہے یعنے جب عورت نے مرد کو طلاق دینے پر آمادہ دیکہا تو طریقہ عجز ونیاز سے پیش آئی اور یہ کہا کہ مین تو تمہارے پاؤن کی خاک اور ایک ذلیل لونڈی ہون اور اِس لایق ہرگز نہین کہ تم مجکو یا ستی (اے میری سرکار) کہکر پکارو فائدہ عرب کا دستور ہے کہ جلیل القدر عورتون کو ستی کہکر پکارتے ہین اور ستی مخفف لفظ ستیدتی ہے یعنے اے میری سردار بی بی۔

	جسم وجان وہرچہ ہستم آن تست		حکم وفرمان جملگی فرمان تست	
ترجمہ	ملک سب تیری ہے جسم وجان ودل		تو ہے حاکم حکم تیرا ہے بحال	

شرح یعنے میرا جسم وجان اور اِسکے سوا جو کچہ میرے پاس ہے سب تیری ملک ہے۔ مین محکوم ہون تو حاکم۔ تجہے ہر طرح کے حکمرانی کا اختیار حاصل ہے۔

	گر ز درویشی دلم از صبر جست		بہر خویشم نیست این بہر تو ہست	
ترجمہ	مین جو درویشی مین ہون بے صبر ہون		ہے فقط تیرے لیے حالت زبون	

شرح یعنے اگر فقر وفاقہ کی تکلیف کے باعث میرا دل صبر سے الگ ہو گیا ہے تو یہ بیصبری مین اپنی ذات کے لیئے نہین بلکہ تیری دل سوزی کے لیے ظاہر کرتی ہون۔ مجہے تو ہر حالت مین تمہارا خیال ہے اپنا خیال نہین مین تو تمہاری تکلیفین دیکہکر بیتاب ہتی ہون کیونکہ مین اور عورتونکیطرح تن پرست اور خود مطلبی نہین بلکہ جان نثار لونڈی ہون۔

تو مرا در دردہا بودی دوا — من نمیخواہم کہ باشی بے نوا

ترجمہ تو ہے میرے درد کی دکھ کی دوا — دیکھہ سکتی ہون نا تجھے کب بے نوا

شرح یعنے چونکہ تو میرے درد کی دوا اور مجھے تکلیف مین راحت پہنچاتا ہے اسلیئے مین بہی تجھے بے نوائی کی تکلیف مین دیکھنا نہین چاہتی اور تیری تکلیف سے میرا دل ہر وقت گرفتار رہتا ہے۔

جان تو کز بہر خویشم نیست این — از برائے تست این بانگ و حنین

ترجمہ یہ نہین اپنے لیے تیری قسم — بلکہ تیرے واسطے ہے رنج و غم

شرح جان تو جملہ قسمیہ ہے بمعنے بجان تو یعنے عورت خاوند سے کہتی ہے کہ مجھے تمہاری جان کی قسم افلاس کی حالت مین میرا رونا پیٹنا اور نالہ و فریاد اپنی ذات کے لیئے نہین مین اپنے کہانے جاٹنے کو نہین روتی بلکہ یہ صرف تمہارے خیال سے ہے کہ تم مفلسی مین ضروریات سے حیران رہتے ہو۔

خویش من واللہ کہ بہر خویش تو — ہر نفس خواہد کہ میرد پیش تو

ترجمہ جان ہے میری تری جان کے لیے — تیرے آگے مجکو مرنا چاہیئے

شرح لفظ خویش دونو جگہ بمعنے ذات ہے اور بعض نسخون مین جان من واللہ کہ بہر خویش تو ہے یعنے خدا کی قسم میری جان جو تیری ذاتی ملک ہے ہر دم یہ چاہتی ہے کہ تجھپر نثار ہو جائے یعنے خدا کرے میری زندگی مین تمہین کوئی تکلیف نہ پہنچے بلکہ مین تمہارے سامنے مر جاؤن اکثر عورتین خاوندون سے ایسے الفاظ کہا کرتی ہین۔

کاش جانت کش روان من فدی — از ضمیر جان من واقف شدی

ترجمہ کاش تو۔ اے مین تری جان پر فدا — جو مرے دل مین ہے وہ سب جانتا

شرح فدے امالۂ فدا بمعنے قربان و تصدق و نثار۔ اور کش روان من فدے۔ جملۂ معترضہ دعائیہ ہے اور ضمیر بمعنے راز۔ یعنے اے کاش تمہاری جان (کہ اُسپر میری جان قربان ہو جائے) میری جان کی پوشیدہ راز (یعنے اُس باطنی عشق و محبت سے جو مجکو تمہاری ساتھ ہے) واقف ہوتی تاکہ تم مجھے سچا جان نثار جانتے۔

چون تو با من اینچنین بودی بظن — ہم ز جان بیزار گشتم ہم ز تن

ترجمہ جب بجھے مجھسے ہے ایسا سوئے ظن — مجھسے ہین بیزار میرے جان و تن

شرح یعنے جبکہ تو اسقدر مجھسے بدگمان ہے کہ طالب دنیا سمجھکر مجھے چھوڑنا چاہتا ہے تو مین اپنے جان و تن سب سے بیزار ہون اور اپنی زندگی کو ہیچ سمجھتی ہون۔

خاک را بر سیم و زر کردیم چون — تو چنینی با من اے جان را سکون

ترجمہ خاک ایسے سیم و زر پر ڈالدون — تو جب ایسا مجھسے ہو تو کیا کرون

شرح یعنے اے باعث آرام جان وسکون دل جبکہ تو میرے ساتھ ایسا برا سلوک کرنا چھوڑ دینا چاہتا ہے تو مین زرطلبی کے سر پر خاک ڈالے دیتی ہون

	زین قدر از من تبرا میکنی		تو کہ در جان و دلم جا میکنی	
	اتنی بیزاری تری اچھی نہین		تو ہے میرے جان و دل مین جا گزین	ترجمہ

شرح تبرا بمعنے بیزاری دراصل تیری تہا بصورت تقاضا و تمنا یعنے تیری جگہ میرے دل و جان مین ہے اور تو مجھے نہایت محبوب ہے تیری صحبت اور درویشی نے مجھین بہت اچھا اثر کیا ہے۔ پھر تعجب ہے کہ تو اپنے ایسے عاشق سے ذرا سی بات پر نفرت کا اظہار کرتا ہے۔ این قدر سے مراد عورت کا وہ طعن آمیز مکالمہ ہے جو گزر گیا۔

	اے تبرا تراجان عذر خواہ		تو تبرا کن کہ ہستت دستگاہ	
	اور میری جان ہے تجسے عذر خواہ		تو تبرا کر تجھے ہے دستگاہ	ترجمہ

شرح عورت کہتی ہے کہ تم مجھسے نفرت کیے جاؤ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے تمہین مجھپر حاکم کیا ہے مجسے بیزار رہنے اور بالکل چھوڑ بیٹھنے (طلاق دینے) کی طاقت دی ہے جو چاہو کر سکتے ہو لیکن یہ خیال رہے کہ میری جان تمہاری بیزاری سے اپنی خطا کی معافی چاہتی رہتی ہے۔ یعنے جب تم بیزار ہوتے ہو تو مین خیال کرلیتی ہون کہ مجھسے ضرور کوئی قصور ہوا ہوگا اسلیئے میری روح مجھے تحریک کرتی ہے کہ تمسے اپنی خطاؤن کے معافی چاہون عذر خواہ بمعنے معافی خواہ ہے۔

	چون صنم بودم تو بودی چون شمن		یاد میکن آن زمانے را کہ من	
	اور تہا تو برہمن اے ذو الکرم		یاد آیا منکہ مین تہی اک صنم	ترجمہ

شرح عورت کہتی ہے کہ سرکار تمہین وہ اگلا زمانہ بھی یاد ہے کہ مین اپنے حسن مین بت کی شکل اور آپ میرے عشق مین بت پرست کے مانند تھے یعنے میری جوانی کے زمانہ مین آپ میرے اشارون پر چلا کرتے تھے اللہ اللہ اب یہ انقلاب ہوگیا کہ آپ صنم (معشوق) بنگئے اور مین صنم پرست (عاشق) ہوگئی یعنے اب میرا یہ حال ہے کہ تعمیل ارشاد کے لیئے آپکے ہونٹون کی طرف دیکھا کرتی ہون نکتہ یہی حال بعینہ سالک کا ہے کہ قبل از سلوک وہ خود صنم پرست اور اسکا نفس اسکے لیئے بمنزلہ صنم تہا لان النفس ہے الصنم الاکبر یعنے سب سے بڑا بت نفس امّارہ ہے۔ بر بعد سلوک وہ خود صنم اور اسکا نفس صنم پرست بنگیا اور چاپلوسی کرنے لگا کیونکہ وہ اب سالک کو اپنے قابو سے باہر دیکھتا ہے۔

	ہرچہ گوئی پختہ گوید سوختست		بندہ بر وفق تو دل افروختست	
	تو کہے پکا کہون مین جلگیا		بندی اب تیری ہوئی مین بے خطا	ترجمہ

شرح بندہ سے عورت نے اپنی ذات مراد رکھی ہے اور وفق بمعنے موافقت ہے یعنے اُس بندہ نے تو اب تک سے یہان تمہاری موافقت اور اطاعت کے مضمون کی روشنی اپنے دل پر ڈالی ہے کہ جس چیز کو تم کہوگے کہ یہ پختہ ہوگئی ہے

اگرچہ وہ خام ہی کیوں نہوں پندی یہ جواب دی گی کہ ہان بیشک پختہ ہونے کی کیا معنے بلکہ پک کر جلگئی ہے یہ اطاعت
مین کمال مبالغے کرنے کا کنایہ ہے یعنے مین وہی کہونگی جو تم کہو گے۔ اگرچہ خلاف واقع ہو اب سے مین تمہاری ہان مین
ہان ملانے والی لونڈی بنکر رہونگی۔

من سپاناخ تو با ہر چہ پزی ۔ یا ترش با یا کہ شیرین مے سزی

ترجمہ: مین ہون پالک اور ہر حالت مین خوش ۔ تو مجھے شیرین پکائے یا ترش

شرح اسفاناخ و اسپاناخ و سفاناخ و سپاناخ پالک کے ساگ کو کہتے ہین اور با مخفف آبا ہے آبا اُس کھانے کو
کہتے ہین جو رقیق اور پینے کے قابل ہو۔ مگر یہ لفظ کسی دوسرے لفظ کے ساتھ مرکب ہوکر مستعمل ہوتا ہے مثلاً شوربا۔ وہ سالن
جو نمکین ہو اور ترش با۔ وہ سالن جو کھٹا ہو عورت یہ کہتی ہے کہ مین تمہارے سامنے ایسی ہون جیسا پالک کا ساگ
تم جس چیز کے ساتھ چاہو مجھے پکالو۔ خواہ شیرینی کے ساتھ۔ خواہ ترشی کے ساتھ۔ مطلب یہ کہ تم مجھے تکلیف مین رکھو یا راحت
مین ترش روئی سے پیش آؤ یا شیرین کلامی مین ہر حالت مین تمہارے دم کے ساتھ اور ہر صورت مین تابع فرمان ہون کہتے
شاید ترک یا عرب پالک کو مٹھاس مین ہی پکاتے ہین اسیلئے مولانا قدس سرہ نے ان ملکون کے رسم کے موافق پالک کے
[illegible] پکانے کی طرف اشارہ کیا ہے

کفر گفتم نک بایمان آمدم ۔ پیش حکمت از سر جان آمدم

ترجمہ: چھوڑ کر مین کفر ایمان لائی ہون ۔ تیری جانب از سر جان آئی ہون

شرح یعنے مین اُس طعنہ زنی کو جو تمہاری نسبت پہلے کر چکے ہون اب کفر خیال کرتی ہون یعنے بہت برا جانتی ہون یعنے
اس سے توبہ کر لی ہے اور آپ کے حسن اخلاق پر ایمان لے آئی ہون یہی باعث ہے کہ آپ کو اپنا حاکم جانکر حکم حضور کے
روبرو سر جان کو قدم بناکر حاضر ہون او ہمیشہ اسیطرح حاضر رہونگی۔

خوئے شاہانہ ترا نشناختم ۔ پیش تو گستاخ خرد رتاختم

ترجمہ: مین نہ پہچانی تھی تجھکو صاف صاف ۔ میری گستاخی کو تو کردے معاف

شرح عورت کہتی ہے کہ مینے تمہاری شاہانہ خو اپنی بے علمی و ترک عشق [illegible] کی وجہ سے نہین پہچانا تھا اسیلئے گستاخی سے پیش
[illegible] آئی تھی آپ مجھے میری بے علمی کے باعث معذور رکھین گستاخ ترتاختن [illegible]

چون ز عفو تو چراغے ساختم ۔ توبہ کردم اعتراض انداختم

ترجمہ: عفو تیرا ہے چراغ رہبری ۔ اعتراض سے اب توبہ مری

شرح یعنے مینے تمہاری خوے عفو کو چراغ ہدایت بناکر ملامت سے توبہ کر لی ہے اور آئندہ [illegible] اعتراض کرنیکا
[illegible] بالکل چھوڑ دیا ہے پہلا قصور معاف ہو۔

می نہم پیش تو شمشیر و کفن — می کشم پیش تو گردن را بزن

ترجمہ: تیرے آگے رکھتی ہون تیغ و کفن — مجکو گردن مار دے لے تیغ زن

شرح یعنے مین تمہارے آگے تلوار اور کفن رکھکے اپنی گردن حاضر کیے دیتی ہون آپ خطا معاف نہین کرتے تو شوق سے میری گردن اُڑا دین - مجھے ایسی زندگی کے مقابلہ مین تیرے ہاتون مرنا زیادہ پسند ہے ۔

از فراق تلخ میگوئی سخن — ہر چہ خواہی کن ولیکن این مکن

ترجمہ: کسلیئے ذکر طلاق لائے پر سخن — اور جو چاہے سو کر پر یہ نہ کر

شرح یعنے تم جو مجھے طلاق دینے کا ارادہ کہتے ہو اس خیال کو چھوڑ دو اور جو چاہو سو کرو مگر طلاق نہ دو مین اسے ہرگز پسند نہین کرتی کیونکہ مین تہ دل سے تمہاری عاشق ہون - یہ عموماً عورتون کا قاعدہ دیکھا گیا ہے کہ خواہ کسیقدر قصور مند اور قابل طلاق ہون مگر طلاق کے نام سے بہت گھبراتی ہین ۔

در تو از من عذر خواہی ہست سر — با تو بے من او شفیعے مستمر

ترجمہ: عذر گو میرا ہے تیری ذات مین — ہے سفارش گر مری ہر بات مین

شرح یعنے تیری ذات مین میری طرف سے ایک پوشیدہ عذر خواہ (یعنے حسن خلق جسکی تفسیر اگلے شعر مین ہے) موجود ہے جو میرے کہے بغیر تیری خدمت مین میری سفارش کرتا اور ہمیشہ میرا شفیع رہتا ہے مطلب یہ کہ مجھے وہ گستاخی جو آپ کی نسبت ہوی ہے فقط آپ کے حُسن اخلاق کے بھروسہ پر تھی کیونکہ مین قطعاً جانتی تھی کہ آپ اپنے نیک اخلاق کے باعث میرے قصور کو معاف کرینگے ۔

عذر خواہم در درونت خلق تست — ز اعتماد او دل من جرم جست

ترجمہ: یعنے تیرا خلق ہے وہ عذر خواہ — جسکے بھروسے پہ کیا مینے گناہ

شرح یہ گزشتہ شعر کی توضیح ہے یعنے تمہاری طبیعت مین میری جانب سے ایک عذر خواہ (تمہارا خلق نیک) ہمیشہ موجود رہتا ہے جو تقصیر کے وقت میری سفارش کرتا رہتا ہے اور تھا آپ کے حُسن خلق کے بھروسہ پر مجکو گناہ اور آپکے ساتھ معارضہ کی جرأت ہوئی تھی اگر یہ اعتماد نہوتا تو میرا دل مجکو ترک ادب کے ارتکاب ہرگز نکرتا ۔

رحم کن پنہان ز خود اے خشمگین — اے کہ خلقت بہ ز صد من انگبین

ترجمہ: رحم میرے حال پہ اے خشمگین — ہین ترے اخلاق رشک انگبین

شرح لفظ من عربی مین دو رطل وزن کو اور ہندی مین چالیس سیر کو کہتے ہین نیز من بمعنے تو وہ ہے چنانچہ خرمن (توده کلان) یعنے اے شخص تیرے اخلاق بہت سارے شہد سے زیادہ میٹھے اور خوشگوار ہین اسلئے التجا کرتی ہون کہ مجھسے ناراض نہ ہو پہلے مصرع مین پنہان ز خود یعنے پنہان ز جنس خود ہے یعنے پنہان ز مردمان مطلب یہ کہ

مجھپر آدمیون سے چھپا کر رحم کر تا کہ اُنکو میرے گناہ کی اطلاع نہو - یا یہ کہ مجھپر ایسا رحم کر جو آدمیون سے کیا خود تیرے ذات سے بھی پوشیدہ ہو یہ اخفاء رحم پر مبالغہ کیا گیا ہے -

زین نسق میگفت با لطف و گشاد ۔ در میانش گریہ بر وے اُو فتاد

ترجمہ: کہہ رہی تہی اسطرح وہ باحیا ۔ ناگہان کہنے مین گریہ چھپٹ گیا

شرح یہان سے مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے یعنے عورت خاوند سے عذر و معذرت کرتے کرتے آخر کا رو پڑی - جو اکثر عورتون کا قاعدہ ہے - رونا عورتون کے چراغ مکر کا روغن رہا ہے -

گریۂ چون از حد گذشت و ہاے ہاے ۔ از خنیش مرد را دل شد ز جاے

ترجمہ: حد سے بڑہکر جب وہ روئی زار زار ۔ ہوگیا دل مرد کا بے اختیار

شرح یعنے جب عورت کا ہائے ہائے کر کے رونا حد سے گذر گیا تو خاوند کا دل پگہل گیا کڑہنے لگا بیصبر و بیتاب ہو گیا

چون قرارش ماند و صبرش بجاے ۔ زانکہ بے گریہ بد او خود دلرباے

ترجمہ: صبر اُسکا کسطرح رہتا بجا ۔ کیونکہ وہ بے گریہ تہی خود دلربا

شرح یعنے جس حالت مین کہ وہ عورت بغیر گریہ کے خاوند کے معشوق اور دلربا تہی تو حالت گریہ مین خاوند کا صبر و قرار کیونکر باقی رہتا - بلکہ اُسکے گریہ نے خاوند کی محبت کو دوبالا کردیا - پہلے سے بڑہا دیا -

شد ازان باران یکے برقے پدید ۔ زد شرارے بر دلِ مردِ وحید

ترجمہ: ہوگئی اُس رینہ سے اک برق آشکار ۔ مرد کے دل تک گئے جسکے شرار

شرح یعنے عورت کے باران گریہ (آنسوؤن کے مینہہ) سے ایک بجلی چمکی (تاثیر پیدا ہوئی) اور اُسکا ایک شعلہ (شعلۂ محبت) خاوند کے پیراہن دل مین جا لگا یعنے رونے کی تاثیر سے اُس مرد وحید (یکتائے زمانہ و بے نظیر در اخلاق درویشانہ) کے دل مین بیوی کی محبت کی آگ بھڑک اُٹھی آتش عشق تیز ہو گئی -

آنکہ بندۂ روے خوبش بود مرد ۔ چون بود چون بندگی آغاز کرد

ترجمہ: جسکا بندہ مرد تہا خود لا کلام ۔ کیا بنے ہو جائے جب دل سے غلام

شرح یعنے اعرابی درویش کا بیوی کے سیلئے دل پگہل جانا کوئی اچنبھے کی بات نہین کیونکہ اے شخص تو ہی انصاف کر کہ وہ معشوق جسکی خوبصورتی نے عاشق کو اپنا بندہ بنا رکہا تہا جب خود عاشق کا بندہ بنجائے تو عاشق کا کیا حال ہوگا

آنکہ از کبرش دلت لرزان بود ۔ چون شوی چون پیش تو گریان شود

ترجمہ: کبر سے جسکے کہ تو کانپا کرے ۔ حال کیا ہو جب وہ خود رویا کرے

شرح یعنے اے شخص وہ شاہد رعنا اور متکبر معشوق جسکے حسن کی ہیبت سے تیرا دل کانپتا تہا جب تیرے سامنے

اگر عاجزی کے ساتھ رونے لگے تو سمجھ تہا کہ اُسوقت دل کا کیا حال ہوگا۔ ضرور تو پگھل جائیگا اور جیتے جی گویا مر رہیگا۔ واقعی ایسے معاملات کو وہی لوگ خوب سمجھ سکتے ہین جو عاشق مزاج ہین۔

آنکہ از نازش دل و جان خون بود ‖ چونکہ آید در نیاز او چون بود

ترجمہ: جان و دل ہو ناز سے جس بت کے خون ‖ کیا ہو جب وہ عجز سے خود ہو زبون

شرح یعنے جس معشوق کے ناز و کرشمہ نے عاشق کے دل و جان کا خون کر رکہا تہا جب وہ عجز و نیاز سے پیش آنے لگے تو دل کی کیا حالت ہوگی۔ اے شخص تو ہزار جان سے اُسکے سامنے عاجزی کرنے لگے گا۔

آنکہ در جور و جفایش دام ماست ‖ عذر او چہ بود چو او در عذر خاست

ترجمہ: ہر گہڑی جور و جفا ہو جسکا کام ‖ عذر اُسکا کام کر دیگا۔ تمام

شرح یعنے اُس شخص جس پیارے معشوق کے جور و جفا مین ہمارے لیے دام تعلق پنہان ہے اور ہم جسکے جور و جفا سے مربوط اور ظلم و ستم سے وابستہ رہتے ہین اور ہر قسم کے جور و جفا مین اُسے معذور سمجھتے ہین جب وہ خود ہمسے معافی چاہے تو اُسکا عذر کسدرجہ دلپر اثر کرنے والا ہوگا۔ غالبًا ایسے عالم مین تو شادیمرگ ہو جائے تو تعجب نہین

آنکہ جز خونریزیش کارے نبود ‖ چون نہد گردن زہے سود و سود

ترجمہ: مشغلہ جسکا رہے خونریزیان ‖ ہے اطاعت اُسکی سود بے زیان

شرح یعنے وہ بیباک اور سرکش معشوق جسکا کام بجز خون ریزی عشاق اور کچھ نہو جب عاشق کے روبرو گردن جہکائے اور اطاعت کرنے لگے تو یہ کسقدر اچہا سودا اور کتنے فائدہ کی بات ہے اور عاشق کے دل کی حالت اُسوقت کیا سے کیا ہو جاتی ہے۔ اس بات کا اندازہ وہی کر سکتے ہین جنپر ایسے موقع گزر چکے ہین

آنکہ جز گردن کشی ناید ازو ‖ خوش در آید با تو چون باشد بگو

ترجمہ: کام ہو جس شوخ کا گردن کشی ‖ اُسکی خوش ہونی کی ہے کیسی خوشی

شرح یعنے جس معشوق سے سوائے گردن کشی اور نافرمانی کے کسی اور چیز کی توقع ہی نہو جب وہ خوش خوش اور خندہ پیشانی ہو کر تیرے پاس آجائے تو بتا کہ تیرے دل کا مارے خوشی کے کیا حال ہوگا اور تو اُسے کسقدر محبوب کہنے لگے گا۔ کیا ایسے معشوق پر تجھے پیار نہ آئیگا بلکہ ضرور آئیگا

چون لیسکن الیہا آفرید ‖ کے تواند آدم از حوا برید

ترجمہ: زن کو کہتا ہے سکون جان خدا ‖ کسطرح حوا سے آدم ہون جدا

شرح یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے ہُوَ الَّذِی خَلَقَکُم مِّن نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا۔ یعنے اے لوگو خدا وہ ہے جسنے تمکو ذات واحد (حضرت آدم) سے پیدا کیا اور اسی ذات واحد سے اسکی بیوی کو اسلیے مخلوق کیا کہ وہ اس سے راحت حاصل کرے اسلیے مرد کو

ہر حالت مین عورت کی محبت ہوتی ہے اور بسا اوقات اسپر رغبت آہی جاتی ہے۔ اور اسکی جدائی نہایت ناگوار گزرتی ہے۔ چونکہ حضرت آدم اپنی بیوی (حضرت حوا) سے کسی عالم مین قطع تعلق نہ کرسکے اسلیئے انکے بیٹے عموماً انسان بھی اپنی بیویون سے قطع تعلق نہین کرسکتے سخت مجبوری کی حالت مین گو طلاق مباح ہے۔ مگر چھوڑنے والے کے دل کا خدا ہی حافظ ہوتا ہے

زین للناس حق آراستست	زانچہ حق آراست چون دانند رست
ترجمہ: زین ہے قول حق اے خوش صفات	ہو نہین سکتی ہے عورت سے نجات

شرح یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے زُیِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ الی آخر الآیہ یعنے اللہ تعالے نے لوگون کے لیئے انکی خواہشون (عورتون اور بیٹون اور مال خزانون وغیرہ) کی محبت کو آراستہ کر دیا ہے اور جب عورتونکی محبت اللہ تعالے نے خود مردون کے دلون مین ڈالدی ہے تو اُس سے قطع تعلق ناممکن ہے۔

آنکہ عالم مست گفتش آمدی	کلمینی یا حمیرا مے زدی
ترجمہ: مست جسکے قول کے سب رہتے تھے	کلمینی یا حمیرا کہتے تھے

شرح یعنے وہ برگزیدۂ الٰہی اور پیغمبر آخر الزمان جنکی زبان مبارک کی باتین (حدیثین) تمام عالم مین موثر ہین اور جنکی حُسن گفتار نے ایک زمانے کو مسخر کر رکھا ہے۔ حمیرا (ام المومنین حضرت عائشہ) کے کلام کے مشتاق رہا کرتے تھے اور اُنسے تکلم کی درخواست فرمایا کرتے تھے اسکا سبب یہ ہے کہ حضور کو عورتون (اپنی حلال بیویون) سے محبت بہت تھی لیکن یہ محبت ایسی نہ تھی جیسے کہ عام لوگون کو اپنی بیویون سے ہوتی ہے بلکہ محبت الٰہی کا عکس تھا چنانچہ ہم پہلے بھی لکھ چکے ہین کہ عورتون مین مرتبۂ شہود کامل اور حلال بیویون مین بدرجۂ اکمل ہوتا ہے۔ رسولخدا کلام عائشہ صدیقہ سننے کے لیئے مشتاق رہتے تھے کہ انکے لب مبارک کی بات آوازِ حق ہوتی تھی یہ تمام اشعار اعرابی درویش کے محب زن ہونے کی دلیل ہین۔ ایک دلیل قرآن مجید سے دیگئی ہے ایک حدیث شریف سے

آب غالب شد بر آتش از نہیب	ز آتش او جوشد کہ باشد در حجیب
ترجمہ: دیکھیے لیجے آگ پر غالب ہے آب	جوش کھاتا ہے جو ہوتا ہے حجاب

شرح نہیب بمعنے ہیبت و ترس و عظمت اور حجیب بالہ حجاب ہے بمعنے حائل یعنے پانی اپنی عظمت کے باعث آگ پر غالب ہے اور اُسے بجھا دیتا ہے لیکن باینہمہ عظمت جب آگ اور پانی کے مابین کوئی تیسری چیز حائل ہوجاتی ہے تو پانی آگ کے اثر کو قبول کرلیتا اور کھولنے لگتا ہے یعنے مغلوب ہوجاتا ہے۔

چونکہ دیگے حائل آمد ہر دو را	نیست کرد آن آب را کردش ہوا
ترجمہ: برتن ان دونون مین جب حائل ہوا	کر دیا آتش نے پانی کو ہوا

شرح یعنے آگ اور پانی کے مابین کوئی دیگ یا پتیلی وغیرہ حائل ہوجاتی ہے تو آگ پانی کو نیست یعنے خشک کر کے ہوا بنا دیتی ہے اور اسپر غالب آجاتی ہے یہی حال مرد عورت کا ہے کہ جب تک حجاب عشق حائل نہین ہوتا مرد باعتبار ظاہر غالب معلوم ہوتا ہے اور جب یہ حجاب حائل ہوجاتا ہے تو باعتبار باطن مغلوب ہوجاتا ہے عورت آگ مانند ہے اور مرد پانی کی اور یہ دونو شعر بطور تمثیل ہین اور یہ تمثیل ایسی نادر ہے کہ اس سے بہتر خیال مین نہین آسکتی۔

ظاہرا بر زن چو آب غالبی — باطنا مغلوب و زن را طالبی

ترجمہ یعنے تا ظاہرا غالب ہے تو — باطنا عورت کا پر طالب ہے تو

شرح یعنے ایسا شخص تو باعتبار ظاہر عورت پر غالب معلوم ہوتا ہے مگر باعتبار باطن مغلوب اور اسکا طالب ہے

ہمچنین خاصیتے در آدمی ست — مہر حیوان را کم ست آن از کمی ست

ترجمہ خاصیت رکھتے ہین ایسی آدمی — جانور مین ہے محبت کی کمی

شرح یعنے ہر انسان مین بلکہ وہ آدمی ہے یہ خاصیت (عورتون کی محبت) ازلی ہے۔ البتہ مطلق حیوانون مین محبت کا مادہ کم ہے اور اسکا سبب یہ ہے کہ حیوانات مین بہ نسبت انسان کمی یعنے کمینگی موجود ہے یا انمین عقل کی کمی ہے **نکتہ** اس سے یہ نکلتا ہے کہ جو مرد حلال بیبیون سے محبت نہین رکھتے وہ گدہے سے بدتر ہین۔

در بیان این خبر اِنَّهُنَّ یَغْلِبْنَ الْعَاقِلَ وَیَغْلِبُهُنَّ الْجَاهِلُ

ترجمہ اس حدیث کا بیان کہ عورتین عقلمند مردون پر غالب اور جاہلون سے مغلوب ہوجاتی ہین

گفت پیغمبر کہ زن بر عاقلان — غالب آید سخت بر صاحبدلان

ترجمہ ہے یہ قول حضرت پیغامبر — عورتین غالب ہین اہل عقل پر

شرح صحیحین مین یہ حدیث موجود ہے مَا رَأَیْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَدِیْنٍ اَذْهَبَ لِلُبِّ الرَّجُلِ الْحَازِمِ مِنْهُنَّ۔ یعنے باوجود نقصان عقل و دین اچھے دانا مرد کی عقل کہو دینے والی عورت سے زیادہ مینے کوئی چیز نہین دیکھی یہ مطلب شعر یہ ہے کہ حسب فرمان پیغمبر عورت عاقل مردون پر غالب اور صاحبدلون (اولیاء اللہ) پر اور بھی زیادہ غالب آجاتی ہے لیکن مرد عاقل سے مراد وہ شخص ہے جسپر حقایق مکشوف ہون اور جو عورت کی حقیقت کو خوب جانتا ہو۔ اور عورت مین وہ سر مخفی دیکھتا ہو جسنے اسکو عورت کا مشتاق کر رکھا ہے۔ وہ سر مخفی شاہدہ حق ہے جو بہ نسبت مرد کے عورت مین بوجہ کمال ہوتا ہے رسول خدا ازواج مطہرات کو انہی معنون سے دوست رکھتے تھے بخلاف عامہ کہ انکی محبت عورت سے ہوائے نفسانی پر مبنی ہوتی ہے۔

باز بر زن جاہلان غالب شوند — زانکہ ایشان تند و بس خیرہ روند

ترجمہ اور ہین مغلوب جمع جاہلان — عورتون پر تیز ہین یہ بے گمان

شرح یعنے اُسی حدیث مین آنحضور کائنات یہ بہی فرماتے ہین کہ جاہل مرد اپنی عورتون پر غالب آجاتے ہین اسلیے کہ وہ تُند مزاج اکھڑ اور خیرہ رُو یعنے بدخلق ہوتے ہین اور نادانی کی تاریکیون مین پڑے رہتے ہین۔ وہ عورت کے آئینہ جمال مین مشاہدۂ جلوۂ حق نہین کرسکتے - صرف نفس امارہ کے بندے ہوتے ہین۔

	کم بود شان رقت و لطف و وداد	زانکہ حیوانی ست غالب بر نہاد
ترجمہ	کم ہے اُنمین رقت و لطف و وداد	کیونکہ ہر جاہل ہے حیوانی نہاد

شرح یعنے جاہل مردون کی طبیعت مین نرمی مہربانی اور محبت کا مادہ بہت کم ہوتا ہے کیونکہ اُنپر حیوانیت سوار رہتی ہے

	مہر و رقت وصفِ انسانی بود	خشم و شہوت وصف حیوانی بود
ترجمہ	مہر و رقت وصف انسانی سمجہ	خشم اور شہوت وصف حیوانی سمجہ

شرح یعنے مہربانی اور نرمی انسانی صفات مین اور غصبا کی و شہوت رانی حیوانی خصائل مین داخل ہے عقلمند مردونمین مہربانی اور جاہلون مین شہوت رانی کا مادہ زیادہ ہوتا ہے۔ اسیلئے عقلمند حلال بیویون کو دوست رکھتے ہین اور جاہل اُنسے نفرت کرتے ہین۔

	پرتو حق ست آن معشوق نیست	خالق ست آن گوئیا مخلوق نیست
ترجمہ	پرتوِ حق ہے ہ‍ ہسین معشوق وہ	عکس خالق ہی نہین مخلوق وہ

شرح یہ شعر مثنوی کے مشکل اشعار مین سے ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ عورت عکس حسن و جمال حق ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ عورت کے مظہر مین اپنے اسم جمیل کے ساتہ بوجہ اتم ظاہر ہوا ہے۔ عورت صرف معشوق ہی نہین بلکہ مظہر جمال بہی ہے اسمین اوہر اشارہ ہے کہ عورت سے اُسکو صرف معشوق سمجہکر عشق نہ کرنا چاہیئے بلکہ یہ بہی دیکہہ لیا جائے کہ یہ کیسکا مظہر ہے فی الواقع اگر عورت کامل طور پر بوجہ اتم مظہر جمال نہوتی تو اُسکی طرف مردون کے دل کو کشش نہوتی یہ کشش خود کمال مظہریت کی گواہ ہے۔ عورت کے کمال مظہر ہونے کی دلیل یہ ہے کہ عورت مرد کی صورت پر مخلوق ہوی ہے اور مرد صورت ذاتِ حق پر چنانچہ خلق اللہ الآدم علے صورتہ (اللہ تعالےٰ نے آدم کو اپنی صورت پر مخلوق کیا ہے) سے صاف ظاہر ہے اسیلئے عورت آئینۂ الٰہی کا آئینہ ہے یعنے صورت الٰہی مرد سے منعکس ہوکر عورت مین ظاہر ہوی ہے اس تقریر سے عورت منفعل (اثر پذیرندہ ٹہری) اور مرد فاعل پس توجسوقت مرد عورت کے آئینہ جمال کو بلا اعتبار نفس خود دیکہتا ہے تو یہ شہود باعتبار وجود منفعل ہے اور جسوقت اُسکو باعتبار نفس خود دیکہتا ہے یعنے یہ سمجہکر مشاہدہ کرتا ہے کہ عورت اُس سے مخلوق ہوی ہے تو یہ شہود باعتبار وجود فاعل ہے نتیجہ یہ نکلا کہ عورت کے سبب مرد فاعل و منفعل دونو مین مشاہدہ حق کرسکتا ہے اور جماع کے وقت وُہ لذت مشاہدہ جو مرد کو عورت مین فنا کردیتی ہے عورت کے پرتو حق اور مظہر اتم ہونے کی قوی دلیل ہے۔ اور دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ جب تو عورت کو باعتبار مظہر اتم

کے مشاہدہ کریگا اور یہ جانیگا کہ اسمین شہود حق بطور اکمل ہے تو اسکو مخلوق خیال نہ کریگا۔ بلکہ بیخود ہوکر خالق کہہ بیٹھے گا کیونکہ اسمین ظہور خالق درجۂ کمال کو پہنچ گیا ہے مگر اسکے عمدہ اور سہل سعنے یہ ہین کہ خالق کا مضاف محذوف مانا جائے اور یون کہا جائے کہ محبت زن گویا محبت خالق ہے محبت مخلوق یعنے محبت ذات زن نہین ہے کیونکہ عورت اگر مظہر اتم نہوتی تو اسکی محبت ہرگز نہوتی یہ محبت دربردہ خالق ہی کی محبت ہے کہ اسطرح مرد کے دل مین سمائی ہوی ہے ان معنون کے اعتبار سے دوسرے مصرع مین ضمیر آن زن کی طرف نہین بلکہ محبت زن کی طرف راجع ہے۔ بیدالحمد کہ اس مشکل شعر کی شرح اس خوبی کے ساتہ ہوگئی ہے کہ کوئی لفظ دائرہ شریعت وطریقت سے خارج نہین ہوا خاکسار شارح کو دوسرے معنے نہایت مرغوب اور دلپسند ہین۔

تسلیم کردن مرد خود را بزن و اعتراض او را اشارۂ حق داشتن

ترجمہ اعرابی درویش کا اپنے آپ کو عورت کی مرضی کے سپرد کرنا اور اسکے اعتراض کو اشارۂ الٰہی جاننا

بنزد عقل ہر داننده ہست — که با گردنده گردانندہ ہست

ازان چرخہ که گرداند وراپیر — قیاس چرخ گردان راہمی گیر

شرح یہ دو نو شعر بہی جو مثنوی کی بحر مین نہین ہین مندرجۂ بالا عنوان مین شامل ہین اور مطلب یہ ہے کہ ہر جاننے والے عقل مند کے نزدیک یہ بات مسلم ہے کہ ہر متحرک کے لیئے محرک ضرور ہے ایک بڑہیا کے چرخہ چلانے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ چرخ گردان کا چلانے والا بہی کوئی ہے مطلب یہ کہ ہر فعل کا محرک عقلمندون کے نزدیک مسلم ہے مگر اتنا فرق ہے کہ اولیا اور صالحین کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے تحریک ہوتی ہے اور کفار و فجار کو نفس وشیطان کی طرف سے چونکہ اعرابی درویش اولیاء اللہ مین سے تہا اسلیئے اُسے الہام کے ذریعہ سے معلوم ہوگیا ہوگا کہ عورت کا اعتراض اشارۂ الٰہی ہے مجہے اسکے حکم کی تعمیل ضرور کرنی چاہیئے کیونکہ اسکے انجام مین کوئی حکمت پنہان ضرور ظاہر ہوگی۔

مرد زان گفتن پشیمان شد چنان — کز عوانی ساعت مردن عوان

ترجمہ یون پشیمان وہ ہوا پیش حرم — ظلم سے جسطرح ظالم مرتے دم

شرح عوان بفتح میانہ سال و کدبانو و صاحب شوہر کو کہتے ہین۔ اور عوّان بتشدید واو بمعنے ظالم و سخت گیر ہے یہان یہی پچہلے معنے مراد ہین لیکن وزن شعر درست و مستقیم رکہنے کے لیے عوان کو بلا تشدید واو لایا گیا ہے عوانی بیائے معروف منسوب ہوسے عوان ہے بمعنے ظلم مطلب یہ کہ مرد اپنے کہے رعورت کی مخالفت کرنی ہے ایسا پشیمان ہوا کہ جیسا کہ ظالم مرتے دم اپنے ظلم سے پشیمان ہوا کرتا ہے۔

گفت خصم جان جان چون آمدم — بر سر جان من لگدہا چون زدم

ترجمہ اور کہا مین دشمن جان کیون ہوا — اُسکو ایذا دی یہ مینے کیا کیا

شرح یعنے اعرابی درویش نے اپنے دلمین پشیمان ہوکر یہ کہا کہ مینے اپنی جان جان (بیوی) سے ناحق مخالفت کی اور بیفائدہ اُس بیچاری کے لاتین مارین یعنے اُسے ایذا پہنچائی اور غصہ مین طلاق دینے کا ارادہ کر بیٹھا جس سے اُسکو نہایت رنج ہوا۔ یہ سراسر میرا ہی قصور تہا۔ اس سے مجکو سخت ندامت ہے۔

چون قضا آید نماند فہم و رای ‖ کس نمے داند قضا را جز خدای

ترجمہ: عقل رہتی ہی نہین وقت قضا ‖ اور قضا کو جانتا ہے بس خدا

شرح یہان سے مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے نیز ممکن ہے کہ اعرابی درویش کا ہی قول ہو۔ مطلب یہ کہ جب قضا آتی ہے تو آدمی کی عقل جاتی رہتی ہے اور قضا کا وقت بجز خدا کے اور کسیکو معلوم نہین چونکہ عورت کی تقدیر مین بُرا بہلا سنا لکہا تہا اسیلئے میری عقل سلب ہوگئی اور زبان سے اُسکی نسبت سخت الفاظ نکلگئے۔

چون قضا آید فرو پوشد بصر ‖ تا ندانه عقل ما پا از سر

ترجمہ: سوجہتا ہی کچہ نہین جب آتی ہے ‖ اُسکے آگے عقل ماری جاتی ہے

شرح یعنے جب تقدیر الٰہی کسی کام کے متعلق ہوتی ہے تو آدمی کو اُس سے بچنے کی کوئی تدبیر نظر نہین آتی اور عقل بالکل زائل ہوجاتی ہے اور وہی ظاہر ہوکر رہتا ہے جو تقدیر مین بروز ازل لکہا گیا تہا۔

زان امام المتقین داد این خبر ‖ گفت اذا جاء القضا عمی البصر

ترجمہ: اسیلئے ہے قول ختم الانبیا ‖ اندہا کردیتی ہے انسان کو قضا

شرح یعنے چونکہ قضا کے وقت کوئی تدبیر کارگر نہوتی اسیلئے امام المتقین افضل المرسلین رسول رب العالمین حضرت احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسوقت قضا آتی ہے چشم ظاہر و باطن کو اندہا کردیتی ہے یعنے چشم و عقل کو اُسکے دفعیہ کے اسباب باوجود جستجو کہین نہین ملتے۔

چون قضا بگذشت خود را میخورد ‖ پردہ بدریدہ گریبان میدرد

ترجمہ: جب گزر جاتی ہے ہوتا ہے خجل ‖ اور گریبان پہاڑتا ہے منفعل

شرح یعنے جب قضائے الٰہی اپنا کام کرگئی (مثلاً تقدیر کے خلاف کوئی تدبیر کارگر نہوئی) تو آدمی اپنے آپ کو کہانے لگتا ہے یعنے اپنے نفس کو آپ ملامت کیا کرتا ہے اور آشکارا طور پر اپنا گریبان چاک کرکے یہ کہا کرتا ہے کہ مینے ناحق خلاف تقدیر اپنا زور و زر صرف کیا جسکا نتیجہ بجز پشیمانی کے اور کچہ نہوا۔

مرد گفت اے زن پشیمان میشوم ‖ گر بدم کافر مسلمان میشوم

ترجمہ: مرد بولا مین پشیمان ہوگیا ‖ پہلے کافر اب مسلمان ہوگیا

شرح یعنے اعرابی درویش نے پہر عورت کو مخاطب کرکے یہ کہا کہ مین تیری نسبت اپنے کہے سے سخت پشیمان ہون

اور گو مین پہلے کافر (تیری بات کا منکر) تہا مگر اب مسلمان (تیری حکم کا تابع) ہوتا ہون نکتہ اس مرد وزن نے جہان کہین اپنی نسبت کفر و اسلام کا لفظ زبان سے نکالا ہے اس سے کفر و اسلام کے اصطلاحی معنے مراد نہین ہین۔ کیونکہ یہ دونو اصطلاحی معنون کی لحاظ سے مسلمان تہے بلکہ لغوی معنے مراد ہین لغت مین کفر بمعنے نہ ماننا اور اسلام بمعنے تابع فرمان ہونا ہے۔

	من گنہگار توام رحمے بکن	بر مکن یکبار گیم از بیخ و بن
ترجمہ	رحم فرما دیکہہ لے بیچارگی	بیخ و بن سے مت اوکہاڑ ا کبارگی

شرح یہان سے اعرابی درویش نے خدا سے مناجات کرنی شروع کی ہے اور مطلب یہ ہے کہ الٰہا مین تیرے بندہ (اپنی بیوی) کی دل آزاری کے سبب بندہ کا بہی گنہگار ہون اور تیرا بہی بندہ سے تو مینے اپنی خطا معاف کرالی ہے اب تو ہی میرے حال پر رحم فرما اور میرے گناہ کو بخشدے اور مجکو دفعتاً جڑ پیر سے نہ اوکہاڑ یعنے اپنی رحمت اور عفو سے دور نہ رکہہ نکتہ اس اعرابی درویش سے گو کوئی کبیرہ صادر نہین ہوا تہا۔ کیونکہ میان بیوی کی شکر رنجی داخل جرم نہین ہے لیکن اہل اللہ کے نزدیک ذراسی لغزش بہی بڑا گناہ ہے اسیلئے خدا سے معافی چاہنی کی ضرورت ہوئی۔

	کافر پیر ار پشیمان مے شود	چونکہ عذر آرد مسلمان مے شود
ترجمہ	پیر کافر جب پشیمان ہوگیا	توبہ کرتے ہی مسلمان ہوگیا

شرح یعنے الٰہا اگر کوئی بڈہا کافر جسکی تمام عمر کفر مین گذری ہے پشیمان ہوکر معافی چاہے (کفر کو چہوڑ دے) تو تو معاف کردیتا ہے اور وہ پکا مسلمان ہوجاتا ہے بس تو تیری ایسی وسیع رحمت کے آگے میری خطا کیا چیز ہے از بمعنے اگر حرف شرط ہے اور مصرع دوم جزا۔ اور یہ شعر بہی درویش کی مناجات ہے۔

	من گنہگار توام رحمے بکن	عذر من بپذیر و بشنو این سخن
ترجمہ	مین ترا مجرم ہون مجہپر رحم کر	عذر میرا مجہسے سن لے سر بسر

شرح یعنے الٰہا مجہپر رحم کر اور میری توبہ قبول فرما۔ اور میری مناجات کا آخر فقرہ (آیندہ شعر) جسمین تیری رحم و کرم کا ذکر ہے سن لے۔

	حضرتت پُر رحمت و پُر کرم	عاشق او ہم وجود و ہم عدم
ترجمہ	ہے تری درگاہ پُر رحم و کرم	ہے وجود اُسکا مسخر اور عدم

شرح یعنے الٰہا تیری ذات پاک پُر رحمت و پُر کرم ہے اور اُسی (تیری ذات) پر وجود و عدم دونو عاشق ہین یعنے جس چیز پر تو اپنے اسم محیی کے ساتھ جلوہ گر ہوتا ہے وہ فی الفور موجود اور جسپر ممیت کا جلوہ ڈالتا ہے وہ

اُسی وقت معدوم ہو جاتی ہے یا یہ معنے ہین کہ وجود و عدم (مومن و کافر) دونو تیرے تابع فرمان ہین تیرے حکم سے کسی کو گردن کشی کی مجال نہین البتہ اتنا فرق ہے کہ مومن کو اسم ہادی نے مسخر کر رکھا ہے اور کافر کو اسم مضل نے۔

	كفر و ايمان عاشق آن كبريا		مس و نقره بندهٔ آن كيميا	
ترجمہ	کفر ایمان ہین محب کبریا		نقرہ و مس ہین غلام کیمیا	

شرح مس (تانبے) سے کفر اور نقرہ (چاندی) سے ایمان اور کیمیا سے ذات الٰہی مراد ہے مطلب یہ کہ ہر کافر و مومن اور نیک و بد اسکے قبضہ قدرت مین ہے اور جمیع موجودات اُسکے محکوم ہین البتہ اسمائے حسنے کے مختلف اثر مظاہر مین مختلف طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

دربیان آنکه موسے و فرعون ہر دو مسخر یک مشیت اند چنانکه زہر و پازہر و نور و ظلمت و مناجات فرعون با حق

ترجمہ اس بات کا ذکر کہ حضرت موسٰے اور فرعون دونون کے دونو ایک ہی مشیت کے تابع ہین جیسا کہ زہر اور تریاک اور نور اور اندہیرا اور اللہ تعالےٰ سے فرعون کی مناجات کا بیان

شرح پہلے مولانا یہ فرما چکے ہین کہ عاشق او ہم وجود و ہم عدم۔ یہان اسی عشق وجود و عدم (تسخیر مومن و کافر) کو بالتفصیل بیان کیا گیا ہے بعض نسخون مین مشیت کی جگہ تمشیت ہے بمعنے جاری کرنا جس سے ارادہ و قدرت الٰہی مراد ہے مگر لفظ مشیت بے تکلف و تمشیت سے اچھا ہے پازہر پاؤ زہر کا مخفف ہے بمعنے پاک کنندہ زہر کیونکہ لفظ پاؤ دہو نے کے معنون مین مستعمل ہے اور بعض نے اسکو پاد زہر کا مخفف کہا ہے بمعنے پاس دارندہ زہر کیونکہ لفظ پاد فارسی مین بمعنے پاسبانی ہے اور پاد زہر اسکا معرب ہے بمعنے تریاک و زہر مہرہ یعنے وہ دوا جو زہر کے اثر کو دفع کر دے مطلب یہ کہ مومن و کافر تریاک و زہر نور و ظلمت غرضیکہ ہر چیز مشیت الٰہی کی پابند ہے اُسنے اپنے اسماء کا پرتو ڈالکر ہر شے کو جدا جدا اثر عنایت فرما رکھا ہے۔

	موسی و فرعون معنی را رہی		ظاہر آن رہ دارد و آن بے رہی	
ترجمہ	موسے و فرعون ہین عبد الٰہ		راہ پہ ہے ایک ایک گم کردہ راہ	

شرح لفظ رہی پہلے مصرع مین بمعنے غلام و بندہ ہے اور دوسرے مین بے رہی بمعنے گمرہی ہے یعنے موسے علیہ السلام اور فرعون دونو ایک ہی معنے کے تابع ہین۔ اگرچہ باعتبار ظاہر موسٰے راہ راست پر ہین اور فرعون گمراہ لیکن باعتبار حقیقت دونو اُسی رستہ پر چل رہے ہین جو مشیت ایزدی نے اُنکو بتا یا تہا۔ اس شعر مین معنے سے مراد وہ اسم ذات ہے جو الگ الگ موسے اور فرعون مین ظاہر ہوا ہے اور یہ دونو اس اسم کے مظہر اور اُسکی تاثیر کے منقاد ہو

مسخر ہین موسٰے مظہر اسم ہادی ہین ۔ اور فرعون مظہر اسم مضل ۔ اسلیئے وہ ہدایت پر رہے اور یہ گمراہ ہو گیا مطلب یہ کہ تمام ممکنات اعیان ثابتہ یعنے اسماء حسنے کے محکوم ہین ۔ اس لحاظ سے تمام مخلوق ایک ہی مشیت کی مسخر ہے مگر چونکہ اسماء کے تاثیر مختلف ہے اسلیئے ممکنات مین ہی بعد ظہور اختلاف ہوجاتا ہے اور شریعت اس اختلاف ہی کے مٹانے کو آئی ہے

روز موسےٰ پیش حق نالان شدہ　نیم شب فرعون ہم گریان شدہ

ترجمہ: دیکھکر موسے کو نالان پیش رب　یون ہوا فرعون گریان نیم شب

شرح لفظ روز بمعنے جمیع اوقات ہے یعنے حضرت موسٰے ہر وقت خدا کے سامنے نالان اور فرعون کی ہدایت و ایمان کے خواہان رہتے تھے اور فرعون دن کو تو خدائی دعوے کیا کرتا تہا اور آدہی رات کو زمانہ کی آنکھ سے چھپ کر خداوند حقیقی سے مناجات مین مصروف ہوجاتا تہا ۔ اسکی مناجات کا مضمون یہ تہا کہ اے خالق کون و مکان تو شریک اور نظیر سے پاک ہے اور موسٰے بیشک پیغمبر برحق ہین لیکن چونکہ مین خدائی دعوے کرچکا ہون اسلیئے موسٰے علیہ السلام پر ایمان نہین لاتا کہ میری قوم یعنے قبطیون مین میری آبرو نہ جائے ۔ اکثر علما کا قول ہے کہ فرعون حضرت موسٰے کے معجزے دیکھکر دریردہ ایمان لے آیا تہا مگر حب جاہ کے باعث زبان سے کلمہ شہادت نہ پڑہ سکا چونکہ اسلام کے لیئے تصدیق جنان اور اقرار زبان شرط ہے اسلیئے وہ اس نعمت عظمے سے محروم رہا ۔

کاین چہ غل ست اے خدا در گردنم　ورنہ غل باشد کہ گوید من منم

ترجمہ: کیا ہے یہ گردن مین گمراہی کا طوق　ورنہ کیون ہے یہ انانیت کا شوق

شرح مولانا قدس سرہ نے یہان سے فرعون کی مناجات کا مضمون شروع کیا ہے ۔ یعنے فرعون اپنی مناجات مین یہ کہتا ہے کہ اے رب یہ گمراہی کا طوق میری گردن مین کیسا ہے اگر یہ نہوتا تو مین ضرور موسٰے کی پیغمبری کا اقرار اپنی زبان سے کرلیتا ۔ اور اگر یہ نہو تو کوئی شخص دعوے انانیت نہین کرسکتا اور یہ نہین کہہ سکتا کہ مین ہی ہی ہون دوسرے مصرع مین گویا فرعون کی واقعی حالت کا ذکر ہے کیونکہ اسنے انا ربکم الاعلے (اے لوگو مین تمہارا خدائے بلند تر ہون) کہا تہا گویا فرعون یون کہتا ہے کہ اگر گمراہی کا طوق میری گردن مین نہوتا تو مین ہرگز دعوے خدائی نہ کرتا ۔

زانچہ موسے را منور کردہ　مر مرا ہم زان مکدر کردہ

ترجمہ: جس سے موسے ہین منور رائے خدا　اس سے ہون مین کیون مکدر ایچہ

زانچہ موسے را تو مہ رو کردہ　ماہ جانم را سیہ رو کردہ

[illegible]

شرح فرعون کہہ رہا ہے کہ اے خدا جس چیز (مشیت خاص) کے سبب تو نے حضرت موسےٰ کو منور (اور تعظیم یا صاحب معجزۂ ید بیضا) کیا ہے اُسی مشیت کے باعث مجھے مکدر (تیرہ دل) کر دیا ہے اور جس مشیت سے تو نے اُنکو آسمان رسالت کا بدر الدجے بنا دیا ہے اُسی مشیت سے دو جہان میں میرا منہ کالا کر دیا ہے **نکتہ** فرعون کی یہ مناجات وزاری یا تو عجز و نیاز پر مبنی تھے اور وہ یہ چاہتا تھا کہ اے خدا حضرت موسےٰ کی طرح مجھے بھی سپید ہارستہ دکھا یا یہ معنے ہین کہ وہ اپنے آپ کو تقدیر کے سامنے مجبور خیال کرتا تھا اور یہ کہتا تھا کہ اے خدا جبکہ تو نے میری تقدیر ہی مین فرعونیت اور کافر رہنا لکھدیا ہے تو مین موسےٰ اور اُسکے خدا پر کیونکر ایمان لا سکتا ہون۔ یہ جبریہ کا مذہب ہے۔

	بہتر از ماہے نبود استارہ ام		چون خسوف آمد چہ باشد چارہ ام
ترجمہ	میرا طالع چاند سے بہتر نہین		اور گہن کا کوئی چارہ گر نہین

شرح فرعون کہتا ہے کہ اے خدا میرے نصیبے کا ستارہ آسمان کے چاند سے کسیطرح بہتر نہین ہو سکتا اور ظاہر ہے کہ چاند خسوف (گہن) کی مصیبت سے ہرگز نہین بچ سکتا۔ پھر میرے نصیبے کے ستارہ کو زوال یا غروب نہو یہ ممکن نہین جب میرا ستارہ زوال مین آجائیگا (یعنے فرعونیت اور سلطنت زوال پذیر ہو جائیگی) تو کیا علاج کرونگا۔ یہ بادشاہت اور خدائی دعوے کہان سے لاؤنگا مطلب یہ ہے کہ چونکہ میرے نصیبے کے ستارے قمر سعادت (حضرت موسےٰ) سے اقتباس نور ہدایت نہین کیا۔ اسلیئے مین اُسے عنقریب زوال پذیر سمجھتا ہون۔

	نوبتم گر ربّ و سلطان میزنند		مہ گرفت و خلق پنگان می زنند
ترجمہ	لوگ گو کہتے ہین مجکو ربّ ناس		ہے گہن کے وقت گویا زخم طاس

شرح پنگان بکسر پائے موحدہ و کاف فارسی اُس طاس مسی (تانبے کے کٹورے) کو کہتے ہین جسکو پانی مین ڈالکر گھڑی کا اندازہ کیا جاتا ہے۔ یہان پنگان بمعنے مطلق طاس ہے جو ولایت مین خسوف (چاند گہن) کے وقت بجایا جاتا ہے اور لفظ گر بمعنے اگرچہ ہے یعنے فرعون یہ کہتا ہے کہ اگرچہ لوگ مجکو لفظ رب یا خطاب سلطان دو عالم سے مشہور کرتے ہین مگر انکو اس بات کی خبر نہین کہ یہ سراسر میرے لیئے فضیحت اور رسوائی کا باعث ہے اور اسکی مثال ایسی ہے جیسا کہ چاند گہن کے وقت لوگ کٹورہ بجاتے ہین اور اپنے نزدیک اُسکو گہن چھٹ جانے کا ٹوٹکا جانتے ہین مگر فی الواقع اس سے چاند کی اور تفضیح ہوتی ہے کیونکہ جو شخص گہن کو نہین جانتا وہ بھی معلوم کر لیتا ہے کہ خسوف ہوا ہے [illegible] میرا لوگون سے جبراً اَنَا رَبُّکُمُ الاَعْلٰے (مین تمہارا خدائے بلند مرتبہ ہون) کہلوانا میرے [illegible] سب کے نزدیک میرے رسوائی کا باعث ہے کیونکہ ہر شخص کا دل صاف طور پر گواہی دیتا ہے کہ انسان خدا نہین ہو سکتا۔

	می زنند آن طاس و غوغا میکنند		ماه را از زخم رسوا میکنند
ترجمہ	طاس سے ہوتا ہے غوغا ہر طرف		چاند ہو جاتا ہے رسوا ہر طرف

شرح یہ گزشتہ شعر کی تشریح ہے یعنے جو لوگ چاند گہن کے وقت کٹورہ بجاتے یا غل مچاتے ہین وہ اس زخم (کٹورہ بجانے) سے چاند کو رسوا کرتے ہین۔

	من کہ فرعونم ز خلق اے وائے من		زخم طاس ربی الاعلائے من
ترجمہ	گو ہون مین فرعون مست کبر خویش		ہے ہوئی زخم ربی الاعلیٰ سے ریش

شرح یہ شعر مختلف نسخون مین مختلف طور پر ہے حسب نسخہ بالا لفظ ز خلق دوسرے مصرع سے متعلق ہے یعنے فرعون یہ کہتا ہے کہ گو مین فرعون ہون اور اپنے آپ کو خدا کہلواتا ہون مگر خلق کی طرف سے زخم طاس یعنے آواز نوبت ربی الاعلےٰ جو میرے حکم سے ہے۔ میرے لیئے نہایت خرابی اور فضیحت کا باعث ہے لفظ وائے بمعنے خرابی ہے۔ مطلب یہ کہ لوگون کا مجکو میرے حکم سے ربی الاعلےٰ کہنا میرے واسطے سبب رسوائی ہے کیونکہ مین خوب جانتا ہون کہ خلقت اس دعوے مین مجکو جہوٹا جانتی ہے۔ مگر مین حب جاہ کے سبب جبراً انسے ایسا کہلواتا ہون۔ نیز ممکن ہے کہ لفظ ز خلق فرعونم کے متعلق ہے یعنے تمام مخلوق مین سے فرعون اور اپنے آپ کو خدا کہلوانے والا مین ہون۔ مگر لے میری خرابی مین اپنے زخم طاس رَبِّیَ الْاَعْلٰے کا کیا علاج کرون کہ میری خدائی دعوے مین خود میری رسوائی ہوتی ہے اسصورت مین من بمعنے خود ہے بعض نسخون مین ز خلق کی جگہہ ز شہرت ہے اور بعض مین ز شہرت یعنے گو مین اپنی شہرت پسندی و تکبر یا خواہش نفس امارہ کے باعث فرعون یعنے خدا بنا ہوا ہون مگر افسوس زخم طاس (خدائی دعوے کی آواز) میرے لیئے رسوائی کا سبب ہے

	خواجہ تاشانیم اما تیشہ ات		می شگافد شاخ را در بیشہ ات
ترجمہ	ایک کے بندے ہین ہم پر اسے خدا		چیرتا ہے شاخ کو تیشہ ترا

شرح یہ پہلے ہی معلوم ہو چکا ہے کہ ایک آقا کے دو غلام باہم خواجہ تاش کہلاتے ہین فرعون اپنی مناجات مین یہ کہتا ہے کہ اے خدا مین اور موسےٰ دونو ایک خواجہ کے غلام اور ایک معبود کے بندے ہین۔ مگر مشیت اور قدرت الٰہی دونو مین مختلف طور پر ظاہر ہوی ہے کہ وہ ہدایت پر ہین اور مین گمراہ ہون۔ تیشہ سے مراد مشیت الٰہی اور قدرت فعال ہے اور بیشہ سے صحن دنیا اور شاخ سے وجود ممکنات یعنے لے اسد اگرچہ جمیع ممکنات عالم کن مین پہلے ایک تہے لیکن تیری قدرت اور مشیت کا تیشہ صحن دنیا مین وجود ممکنات کی شاخون کے ساتھ جدا جدا عمل کرتا ہے جسطرح باغبان بعض شاخون کو چیر کے پیوند کر دیتا ہے تاکہ وہ زیادہ باور رہون۔ اور بعض کو کاٹ کر پہینکدیتا ہے۔ اسیطرح تیری قدرت و مشیت بعض شخص کو پیوند ہدایت کرتی ہے اور بعض کو ہدایت سے الگ کر کے پہینکتا اور

اور گمراہ کر دیتی ہے بعض شارحین نے خواجہ ناش کے یہ معنے لیئے ہین کہ فرعون اور موسےٰ دونوں کو حضرت شعیب علیہ السلام کی صحبت نصیب ہوی تہی مگر اس سے حضرت موسےٰ کو رہبری عنایت ہوئی اور فرعون کو گمراہی ملی۔

	باز شاخے را موصل میکنی	شاخ دیگر را معطل میکنی
ترجمہ	ایک کو تونے موصل کر دیا	شاخ دیگر کو معطل کر دیا

شرح یعنے اے خدا تیری مشیت کا تیشہ ممکنات کی شاخون کو چیر کر نہین جدا جدا عمل کرتا ہے ایک شاخ کو زیادہ بار ہونے کے لیے پیوند کر دیتا ہے اور ایک کو کاٹ کر پھینک دیتا ہے یعنے توجسکو چاہے سید بارہ دکہاتا ہے اور جسکو چاہے گمراہ کر دیتا ہے۔ یہ شعر پہلے شعر سے متعلق ہے۔

	شاخ را بر تیشہ دستے ہست نے	ہیچ شاخ از دست تیشہ رست نے
ترجمہ	شاخ کو تیشہ پہ قدرت ہے ؟ نہین	ہاتہہ سے تیشہ کے فرصت ہے نہین

شرح دونو مصرعون مین لفظ ہست درست سوال ہے اور لفظ نے جواب۔ یعنے فرعون یہ کہتا ہے کہ اے خدا کیا کسی شاخ (ممکن الوجود) کو تیرے تیشے (مشیت) پر غلبہ حاصل ہو سکتا ہے ؟ ہرگز نہین۔ اور کیا کوئی شاخ تیرے دست قدرت کے تصرف سے بچ سکتی ہے ؟ کبہی نہین مطلب یہ کہ ہدایت وگمراہی تیرے اختیار مین ہے

	حق آن قدرت کہ آن تیشہ تراست	از کرم کن این کژیہا را تو راست
ترجمہ	تجکو اپنی خاص قدرت کی قسم	اس کجی کے بدلے کر جہیر کرم

شرح یہان لفظ حق بمعنے سچی القدرت ہے مطلب فرعون یہ ہے کہ اے خدا اُس قدرت کے صدقے مین جو تیرا تیشہ ہے اور اپنے اُس کرم کے طفیل مین جو بلا تخصیص سب کا نگہبان ہے میری ان کج فہمیون اور کج افعالیون (دعوے خدائی اور انکار رسالت حضرت موسےٰ) کو سیدہا کر دے اور مجہے راہ راست دکہا کر شاخ ہدایت وایمان سے پیوند کر دے۔

	باز با خود گفتہ فرعون اے عجب	من نہ در یا ربنا ام جملہ شب
ترجمہ	پہر کہا یہ اپنے دل مین یا عجب	کاٹتا ہون عجز سے مین نیم شب
	در نہان خاکی و موزون میشوم	چون بموسےٰ میرسم چون میشوم
ترجمہ	ضعیف خلوت مین ہے سچے التجا	سامنے مین موسےٰ سے ہوجاتا ہون کیا

شرح یہ دونو شعر قطعہ بند ہین یعنے فرعون دل ہی دل مین یہ بہی کہا کرتا تہا کہ اے خدا کیا مین راتون کو تیری بارگاہ مین عجز و نیاز اور مناجات نہین کیا کرتا ؟ کیا مین تجہے تمام شب یا ربنا یا ربنا اے میرے خدا اے میرے خدا

کہکر نہین پکارتا ہے؟ بلکہ ضرور ایسا کرتا ہون۔ بجھے سچا اور اپنے آپ کو جہوٹا خدا جانتا ہون دل مین تیری وحدت کا قائل ہون مگر یہ نہایت تعجب کی بات ہے کہ مین خلوت مین تو خاکی زبدۂ ذلیل اور موزون رہدایت یافتہ ہوجاتا ہون لیکن جب موسے کے سامنے جاتا ہون تو منکر توحید اور اپنی خدائی کا مدعی کیونکر ہوجاتا ہون؟ اسکا سبب کیا ہے کہ مین خلوت مین مومن ہون اور جلوت مین کافر میری زبان سے علے الاعلان تیری توحید اور موسے کی رسالت کا اقرار کیون نہین نکلتا؟ پہلا لفظ چون دقتیہ ہے اور دوسرا استفہامیہ بمعنے چگونہ۔

	رنگ زر قلب وہ تو مے شود	پیش آتش چون سیہ رو میشود
ترجمہ	کہوٹے سونے پر اگر ہو دس تہین	آگ کے آگے تہین کیونکر رہین

شرح اس شعر مین فرعون نے ایک تشبیہ کے ذریعہ سے اپنی حالت کا فیصلہ آپ کیا ہے۔ زر قلب۔ کہوٹا سونا اور دہ تو بمعنے دس تہ۔ مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص کہوٹے سونے پر کہرے سونیکا رنگ یا ملمع دس تہ تک چڑہادے اور پہر آگ کے پاس رکہکر دیکہہ لے کہ کیونکر سیہ ہوجائیگا۔ یہی حال میرا ہے کہ شب کو خلوت کے وقت تو نور وحدت سے منور ہوجاتا ہون۔ لیکن جب دن کو حضرت موسے کے سامنے جاتا ہون تو انکا شعلۂ نبوت میرے کہوٹ کو ظاہر کردیتا ہے اور نور وحدت کی روشنی قلب سے جاتی رہتی ہے دل سیاہ ہوجاتا ہے اور مین گمراہ کا گمراہ رہجاتا ہون نیز ممکن ہے کہ فرعون کی حالت بیان کرنے کے متعلق یہ شعر مولانا قدس سرہ کا مقولہ ہو بہرحال مطلب دونون باتونکا ایک ہے

	نے کہ قلب و قالبم در حکم اوست	لحظۂ مغزم کند یک لحظہ پوست
ترجمہ	قلب و قالب ہے مرا محکوم دوست	مغز دہ کرتا ہے گاہے۔ گاہ پوست

شرح ان چار شعرون مین عقاید جبریہ کے مطابق فرعون نے اپنی گمراہی کو نعوذ باللہ فعل الٰہی خیال کرکے اپنی تسلی کرلی ہے جبریہ کا قول ہے کہ خیر و شر خدا کی جانب سے ہے بندہ کچہ اختیار نہین رکہتا حالانکہ یہ عقیدہ بالکل باطل بلکہ کفر ہے اور اسکا مفصل بیان پہلے گزر چکا ہے۔ فرعون یہ کہتا ہے کہ میرا دل اور جسم (یعنے زبان) دونو حکم الٰہی کے تابع ہین وہ مجکو کبہی (یعنے خلوت مین) مغز (محض نور توحید) بنادیتا ہے اور کبہی (یعنے جلوت مین) پوست (نور توحید سے خالی) کردیتا ہے یعنے مین خلوت مین مناجات کے وقت دل سے تیری توحید کو مان لیتا ہون مگر جلوت مین حضرت موسے کے سامنے زبان سے اقرار نہین کرسکتا۔ یہ دونو باتین تیرے ہی اختیار مین ہین مین خود اپنے ہدایت و ضلالت پر کسیطرح کا اختیار نہین رکہتا۔

	لحظۂ ماہم کند یکدم سیاہ	خود چہ باشد غیر این کار اِلٰہ
ترجمہ	ماہ کرتا ہے کبہی گاہے سیاہ	کچہ نہین اسکے سوا کار الٰہ

شرح یعنے اللہ تعالےٰ نے کبھی تو مجکو چاند کی طرح نورانی (صاحب انوار توحید) بنا دیتا ہے اور کبھی سیاہ دل (منکر توحید) کر دیتا ہے اِس انقلاب حالت سے مجھے تعجب نہ کرنا چاہیئے کیونکہ خدا کا کام ہی یہی ہے کہ وہ کبھی مومن کو کافر کر دیتا ہے اور کبھی کافر کو مومن۔ اُسکی قدرت انقلاب ہی مین نظر آتی ہے۔

	سبز گردم چونکہ گوید کشت باش	زرد گردم چونکہ گوید زشت باش
ترجمہ	سبز ہوتا ہون کرے گر مجکو کشت	زرد ہوتا ہون کرے گر مجکو زشت

شرح یعنے میری حالت ایسی ہے جیسے کھیتی۔ اللہ تعالےٰ نے اُسکی بھلائی کا حکم دیا سرسبز ہوگئی بُرائی کا حکم دیا زرد ہوگئی۔ اُسکی بھلائی بُرائی سب خدا کے ہاتھ مین ہے

	پیش چوگانہائے حکم کن فکان	مے دویم اندر مکان و لامکان
ترجمہ	رہتے ہین سامنے زیر حکم کن فکان	جہان مارے سب مکان و لامکان

شرح فرعون کہتا ہے کہ ہم چوگان حکم الٰہی کے سامنے مکان و لامکان (عالم تعین و لاتعین یا عالم اجسام و عالم ارواح) مین گیند کی طرح دوڑتے ہین بلا جسطرف چاہتا ہے گیند کو پھینکدیتا ہے اسیطرح حکم الٰہی مشیت ایزدی کے مطابق ہمین جس کام مین چاہتا ہے لگا دیتا ہے ہماری گمراہی کا گناہ ہم پر نہین ہے **فائدہ** یہانتک فرعون کی مناجات تمام ہوی اِس مناجات سے یہ نہین نکلتا کہ وہ باطن مین مومن تھا کیونکہ فرعون کا کفر قرآن مجید کی بہت سی آیتون سے ظاہر ہے اگر وہ باطناً مومن ہوتا تو قرآن مجید مین جہان اُسکی بابت مفصل آیتین نازل ہوی ہین مجملاً اُسکے باطنی ایمان کی طرف بھی ضرور اشارہ کیا جاتا نیز باطنی مومن ہانسے فرعون واقعی مومن نہین ہوسکتا۔ کیونکہ ایمان دلی تصدیق اور زبانی اقرار کا نام ہے اور یہ گذشتہ اشعار مناجات سے معلوم ہوچکا ہے کہ فرعون خلوت مین ایمان لانے اور حضرت موسیٰ کے روبرو منکر رہنے سے خود تعجب کیا کرتا تھا اور چونکہ اپنے دل مین رب العالمین کے سچے اور اپنے جھوٹے خدا ہونے کا قائل تھا اسلیئے لوگون کی ملامتین چھپ چھپ کر خدا سے مانگتا تھا۔ یہ مناجات اظہار ایمان کے لیئے نہ تھی بلکہ اسلیئے تھی کہ لوگون مین اُسکی آبرو قایم رہے۔ فرعون کی اکثر دعائین بطور استدراج قبول ہوی ہین۔

	چونکہ بے رنگی اسیر رنگ شد	موسیے با موسیے در جنگ شد
ترجمہ	چونکہ بے رنگی اسیر رنگ ہے	موسیٰ و موسیٰ ہین باہم جنگ ہے

شرح یہان سے مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے اور مقصود حضرت موسیٰ اور فرعون کی مخالفت یا ہر نیک و بد کی تفریق کا اصلی سبب بیان کرتا ہے اور طالب کو ایک نہایت اعلےٰ درجہ کی مخفی راز سے آگاہ کر دینا منظور ہے اب حل شعر سنیئے بیرنگی مرتبۂ لاتعین کہ تقید اور تعین سے منزہ ہے۔ رنگ مرتبۂ تعین اور اسیر رنگ

شدن بمعنے متعین شدن ہے تعین دو قسم کا ہے ایک تعین مرتبۂ اسماء الٰہی میں ہے کہ ہر ممکن ایک اسم خاص سے متعلق ہو کر متعین اور ایک دوسرے سے ازل میں ممیز ہو چکا ہے دوسرا تعین مرتبۂ خارج میں ہے جسکے اقتضا سے ممکنات خارج میں ممیز و متعین ہوئے ہیں۔ مولانا کا یہ مطلب ہے کہ جب ذات حق تعینات میں آئی تو متعینات میں جنگ اور منافرت پیدا ہو گئی۔ اول مباینت مرتبۂ اسما میں واقع ہوئی کیونکہ ہر اسم کا مقتضیٰ دوسرے اسم کے مقتضیٰ کے مخالف ہے مثلاً مضل کا مقتضا اور ہے اور ہادی کا اور ثانیاً متعینات خارجیہ میں منافرت واقع ہوئی کیونکہ متعینات مظاہر اسما ہیں اور جبکہ اسماء میں مباینت ہے تو متعینات میں بطریق اولے منافرت ہوگی مطلب یہ کہ لا حسب تعین مقید بہ قید تعین ہو گیا اور روحیں بدن سے متعلق ہوئیں تو باعتبار ظہور تعینات کثیرہ اُنمیں اختلاف واقع ہو گیا ایک موسے (شخص متعین) دوسرے موسے کا مخالف بنگیا۔ اور جب تک یہ تمام ممکنات مرتبۂ لاتعین میں تھے تو سوائے ذات کے اور کچھ نہ تھا تمام اشیا اُسکے علم ازلی میں متحد تہیں۔ موسےٰ سے مراد شخص متعین ہے لیکن چونکہ اس داستان میں فرعون اور موسے کا ذکر ہے اسلیئے دونو جگہ لفظ موسے سے شخص متعین مراد لیا گیا ہے یعنے عالم کثرت میں اگر ایک متعین دوسرے متعین سے مخالف ہو گیا۔ اگرچہ مرتبہ لاتعین میں سب متحد تھے یہ معنے اُس صورت میں ہیں کہ موسے میں دونو جگہہ یائے وحدت مانی جائے اور اگر یائے نسبت ہے تو یہ معنے ہیں کہ ایک موسائی دوسرے موسائی کے ساتھ جنگ میں ہے پہلے موسائی سے فرعون مراد ہے جو حضرت موسے کی اُمت یا اُنکے زمانہ میں تھا اور دوسرے موسائی سے خود حضرت موسے مراد ہیں کیونکہ جسطرح اُمتون پہ رسولوں کی تصدیق فرض ہے اسیطرح ہر رسول پر بھی اپنی تصدیق لازم ہے۔ لیسلیئے حضرت موسے۔ موسے بھی ہیں اور موسائی بھی ہے اور ہمارے رسول بقبول محمد بھی ہیں اور محمدی بھی ہے۔ یا یہ کہ پہلے موسے میں یائے نسبت ہو اور دوسرے میں یائے وحدت یعنے موسائی (فرعون) موسے کے ساتہ جنگ میں ہے۔

	چون بہ بیرنگی رسی کو داشتی		موسی و فرعون کردند آشتی	
ترجمہ	گر تجھے حاصل ہو نور معرفت		موسی و فرعون میں ہے مصلحت	

شرح یعنے اے سالک جب تو اُس مرتبۂ لاتعین کا خیال کریگا جو عالم کثرت میں آنے سے پہلے تجکو حاصل تھا تو تجکو معلوم ہو جائے گا۔ کہ فرعون اور موسے اُس مرتبہ میں متحد تھے۔ کیونکہ اُسوقت سوائے ذات کے اور کچھ نہ تھا تمام اشیا علم ازلی میں بالکل متحد تہیں

	گر ترا آید برین نکتہ سوال		رنگ کے خالی بود از قیل و قال	
ترجمہ	ہو ترے دل میں اگر پیدا سوال		رنگ کب رہتے ہیں بے بحث و جدال	

شرح بعض نسخون مین نکتہ کی جگہ گفتہ ہے یعنے ہمنے جو یہ کہا ہے یا نکتۂ وحدت بیان کیا ہے کہ متعینات عالم لاتعین مین سب کے سب متحد تھے اگر اسپر تجکو یہ اعتراض سوجھے کہ یہ متعینات تو جنگ و جدال اور باہمی اختلاف سے خالی نہین حالانکہ دعوے یہ تہا کہ متعینات سب کے سب متحد تھے نتیجۂ اعتراض یہ نکلا کہ دعوے حالت واقعی کے اور فرع اپنی اصل کے خلاف ہے کیونکہ عجیب بات ہے کہ یہ رنگ یعنے متعینات ذات واحد سے پیدا ہوے ہین اور اسی سے قایم ہین پہر مرتبۂ تعین مرتبۂ لاتعین کا مخالف کیون ہے۔ کیونکہ مرتبۂ لاتعین اصل ہے اور مرتبۂ تعین اسکی فرع اسکو چاہیئے کہ اصل کا مخالف نہوتا ضدیت اور مخالفت تو ضدین مین ہونی چاہیئے۔ اور جبکہ دونو مرتبے ایک حقیقت سے وابستہ ہین تو مخالفت کیون ہے؟ اسصورت مین قیل و قال یعنے جنگ و جدال ہے۔ اور پہلے شعر کا دوسرا مصرع۔ اور دوسرے شعر کے دونو مصرعے تقریر اعتراض ہین نیز ممکن ہے کہ پہلے شعر کا دوسرا مصرع داخل تقریر اعتراض نہو بلکہ اعتراض کی علت ہو یعنے اگر تجکو نکتۂ وحدت پر اسلیئے اعتراض ہو کہ تو متعینات مین سے ہے اور متعینات کا قاعدہ ہمیشہ بحث اور قیل و قال کا ہے اور تو یہی کہے کہ اے عجب کاین رنگ از بیرنگ خاست الیٰ آخرہ اس صورت مین صرف آیندہ شعر تقریر اعتراض ہے۔

	رنگ با بے رنگ چون در جنگ خاست		اے عجب کاین رنگ از بیرنگ خاست
	رنگ کو بے رنگ سے کیون جنگ ہے		اے عجب یہ رنگ جزو رنگ ہے

(ترجمہ)

شرح یعنے اگر تو از راہ التعجب یہ اعتراض کرے کہ یہ تمام رنگ (متعینات) بے رنگ (ذات واحد) سے پیدا ہوے ہین پہر مرتبۂ تعین مرتبۂ لاتعین کا مخالف کیون ہے حالانکہ فرع اصل کی مخالف نہین ہوتی تو اسکا جواب آیندہ شعر مین ہے۔

	عاقبت با آب ضد چون میشود		اصل روغن زاب افزون میشود
	آب و روغن کسلیئے باہم ہین ضد		اصل روغن آب ہے اے معتقد

(ترجمہ)

شرح یعنے اے سالک ہم تیرے مذکورۂ بالا اعتراض کا جواب ایک تشبیہ مین دیتے ہین تاکہ اچھی طرح سمجھ مین آجائے۔ ذرا توجہ سے سن۔ روغن کی اصل (یعنے روغنی تخمون مثلاً سرسون یا تلون وغیرہ کی جڑ) پانی ہی سے بڑہتی ہے اور سرسون یا تل وغیرہ پیدا ہوتے ہین۔ اور پہر انہین مین سے تیل نکلتا ہے۔ لیکن انجام پر نظر کر کہ روغن۔ پانی کا مخالف ہے مطلب یہ کہ روغن جب تک روغن نہ تہا یعنے روغن کی صورت مین نہ آیا تہا ہرگز اپنی اصل یعنے پانی کا مخالف نہ تہا یہ مخالفت اس تعین خاص (روغن ہونے) کے سبب سے پیدا ہوی ہے۔ علیٰ ہذا القیاس متعینات کا اختلاف مرتبۂ تعین کے باعث سے ہے۔ مرتبۂ لاتعین مین سب متحد تھے کوئی کسیکا مخالف نہ تہا یہ مخالفت بعد حصول مرتبۂ تعین واقع ہوی ہے۔

چونکہ روغن را ز آب اسرشتہ اند	آب با روغن چرا ضد گشتہ اند
ترجمہ: آب ہے سب سے مشتبہ روغن کا خمیر	کیون یہ پہر ضدین ہین اے دل پذیر

شرح یعنے چونکہ بونے کے وقت روغنی تخمون کی جڑ کو پانی کے ساتہ گوندہا ہے مطلب یہ کہ انکی جڑون مین پانی دیا گیا ہے اسیلئے مناسب یہ تہا کہ آب اور روغن باہم مخالف نہوتے حالانکہ دونو ایک دوسرے کی ضد ہین۔ پانی کی اور خاصیت ہے روغن کی اور اسکا سبب وہی ہے جو پہلے بیان ہو چکا ہے کہ روغن مرتبۂ تعین یعنے روغن ہونے سے پہلے پانی کا مخالف نہ تہا یہ اختلاف تعین کے بعد ہوا ہے علے ہذا القیاس رنگ و بیرنگ مرتبہ تعین سے پہلے متحد تہے مخالفت بعد مین ہوی ہے

چون گل از خارست و خار از گل چرا	ہر دو در جنگ اند و اندر ماجرا
ترجمہ: خار سے جب گل ہے گل سے خار ہے	کسلیے دونو مین پہر تکرار ہے

شرح اسی گزشتہ اعتراض کا جواب دوسری تشبیہ مین دیا گیا ہے۔ یعنے اے سالک باوجودیکہ گل خار کی جنس مین سے ہے اور خار گل کی کیونکہ دونو ایک ہی پانی سے پیدا ہوے ہین باینہمہ ان دونون مین جنگ و مخالفت کیون ہے؟ دیکہہ لیجے گل محبوب ہے اور خار مبغوض۔ پہول باعث تازگی و مسرت ہے اور کانٹا موجب تکلیف و اذیت۔ اسکا جواب وہی ہے کہ خار کانٹا ہونے سے پہلے گل کا مخالف نہ تہا یہ جنگ باہمی مرتبۂ تعین کے سبب سے واقع ہوئی ہے حاصل جواب یہ ہوا کہ یہ متعینات کا اختلاف اور جنگ و منافرت عالم کثرت مین آنے کے باعث سے ہے اور ہمنے اتحاد اضداد کا دعوے عالم لاتعین مین کیا تہا۔
یعنے متعینات اگرچہ عین واحد سے پیدا ہوئی ہین اور اس اعتبار سے سب کے سب متحد ہی ہین لیکن بنظر تعینات انمین اختلاف اور منافرت واقع ہوئی ہے اگر اختلاف تعینات نہوتا تو صنعت ربانی اور قدرت حضرت سبحانی ظاہر نہوتی یہہ اختلاف فرع مع اصل حکمت الٰہی پہ مبنی ہے چنانچہ آئندہ شعر مین اسی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

یا نہ جنگ ست این ا حکمت ست	ہمچو جنگ خر فروشان صنعت ست
ترجمہ: یا یہ حکمت کے لیے ہے رہبری	خر فروشون کی سی جنگ زرگری

شرح یعنے اب اس اختلاف کو یا تو باعتبار تغایر تعینات سمجہیے یا یون کہیے کہ یہ اختلاف فی الواقع اختلاف نہین ہے بلکہ جنگ مصنوعی ہے یعنے کفار کی مخالفت انبیا و اولیا کے ساتہ اور نفس کے روح کے ساتہ اظہار حکمت ربانی کے لیے ہے کیونکہ کفر نہوتا تو ایمان کی عزت اور کافر نہوتے تو مومن کی تمیز اور جہنم نہوتی تو جنت کا مزا ہرگز سمجہ مین نہ آتا۔ اور یہ جنگ مصنوعی ایسی ہے جیسے کہ خر فروشون مین باہم ہوتی ہے جس سے

مشتری کو رغبت دلانے مقصود ہوا کرتی ہے مثلاً ایک خر فروش دوسرے سے کہا کرتا ہے کہ تو نے میرے گدہے کی قیمت سو روپیہ کیون کہدی فلان خریدار دوسو دیتا ہے تجکو غیر کے مال کی قیمت لگانے سے کیا مطلب۔ اِس جنگ باہمی گدہے والون کا مطلب واقعی جنگ نہین ہوتا بلکہ یہ خریدار کو رغبت دلانے کی حکمت ہے۔ اِسیطرح متعینات کا اختلاف خالی از حکمت نہین۔

یا نہ این ست و نہ آن حیرانی ست	گنج باید گنج در ویرانی ست
ترجمہ: یا سمجھ لے عقل حیرانی مین ہے	گنج حاصل کر جو ویرانی مین ہے

شرح یعنے اختلاف تعینات یا تو واقعی جنگ ہے یا مصنوعی یا یہ سمجھیئے کہ یہ نہ جنگ واقعی ہے نہ جنگ مصنوعی بلکہ سراسر حیرانی ہے۔ کیونکہ جب مرتبۂ لاتعین کو دیکہا جاتا ہے تو سب متحد پائے جاتے ہین اور جب مرتبۂ تعین پر نگاہ ہوتی ہے تو سب مختلف ہین اور اِس سے طالب کو سوائے حیرت کے اور کچھ حاصل نہین ہوتا بس تو طالب صادق کے قابل یہ بات ہے کہ گنج معرفت کو تلاش کرے جو ویرانہ مین ملتا ہے یعنے خزانۂ معرفت اور کنز اسرار غیب کو مخزن قلوب کاملین سے ڈہونڈے۔ کیونکہ خزانہ ویرانی مین ہوتا ہے یعنے اسرار ایسے کاملین کے دل مین پنہان رہتے ہین جنہون نے اپنے وجود موہوم کو ویران اور معدوم و فنا کر رکہا ہے۔ یا یہ معنے ہین کہ اختلاف تعینات نہ جنگ واقعی ہے نہ جنگ مصنوعی بلکہ سراسر حیرانی یعنے حیرت محمودہ ہے اسی حیرت کے عالم مین خزانۂ شہود حق حاصل ہو سکتا ہے کیونکہ تمام تعینات آئینہ جمال حق ہین ایخاطب تو اسی خزانہ کے حاصل کرنے کی کوشش کر بعض نسخون مین گنج باید جست این ویرانی ست۔ ہے یعنے یہ مراتب تعین اور لاتعین کی بحث سراسر طالب کے لیے ویرانی یعنے باعث خرابی ہے کیونکہ ایسے خیالات سے وہ مجاہدہ اور ریاضت سے رکجاتا ہے۔ اسکو چاہیئے کہ کاملین سے خزانہ معرفت ڈہونڈے اور مباحثہ کو ترک کردے

آنچہ تو گنجش توہم مے کنی	زان توہم گنج را گم مے کنی
ترجمہ: وہم نے سمجہا ہے تیرے جسکو گنج	وہ نہین ہے گنج ہے وہ صین رنج

شرح توہم سے وجود موہوم یا ہستی فانی مراد ہے۔ یعنے ایخاطب تو جس وجود موہوم کو اپنے وہم و رائے مین گنج اور سامان مسرت خیال کر رہا ہے وہ فی الواقع گنج نہین ہے بلکہ صرف مٹی کا ڈہیر ہے تو اس لغو خیال کے باعث خزانۂ معرفت کو ہاتہ سے کہو رہا ہے۔

چون عمارت دان تو وہم و رایہا	گنج نبود در عمارت جایہا
ترجمہ: وہم تیرا ہے عمارت میرے جان	گنج ہوتا ہے عمارت مین کہان

شرح یعنے تو جس وجود موہوم کو اپنے وہم ورائے مین گنج خیال کر رہا ہے یہ وہم ورائے بمنزلہ عمارت یعنے

فریب ہستی ہے اور یہ ظاہر ہے کہ خزانہ عمارت یعنے آبادی مین نہین ہوتا اسیطرح جبتک تیرے دل مین وہم و رلانے کی عمارت یا فریب ہستی کی بنیاد قایم رہیگی خزانۂ معرفت الٰہی ہرگز حاصل نہوگا۔

	در عمارت ہستی و جنگے بود		نیست را از ہستہا ننگے بود
ترجمہ	ہے عمارت مین سر ہستی و جنگ		نیست کو ہست سے ہر لحظ ننگ

شرح نیست سے مراد عارف فانی نے اللہ ہے اور ہست سے گرفتار ہستی خود۔ مطلب یہ کہ عمارت وجود موہوم مین ہر دم خیال ہستی اور خصومت فنا رکھی ہوی ہے۔ جو شخص گرفتار ہستی ہے وہ اپنے وجود کو مستقل جانتا ہے اور اسی لیئے فانی سے خصومت اور نفرت رکھتا ہے۔ لیکن در اصل نیست کو ہست سے ننگ و عار ہے یہی وجہ ہے کہ گرفتار ہستی عارف کے ارشادات کو قبول نہین کرتا۔ اگر عارف کو اس سے نفرت نہو تو گرفتار ہستی کیسی ہی نفرت رکھے لیکن عارف اپنے جذب باطن سے اسکو کھینچ سکتا ہے مطلب یہ کہ اہل دنیا جو عارفین سے نفرت رکھتے ہین یہ نفرت عارفین ہی کے نفرت سے پیدا ہوی ہے۔

	نے کہ ہست از نیستی فریاد کرد		بلکہ نیست آن ہست را وادا کرد
ترجمہ	ہست سے کچھ نیست فریادی نہین		خود یہی اس سے جدا ہے بالیقین

شرح پہلے مصرع مین لفظ نے بالکل کے معنون مین نہین بلکہ نیست کا مخفف ہے اور فریاد بمعنے شکایت و نفرت اور وا داد بمعنے جدا از عطا ہے کیونکہ لفظ وا بمعنے نارسیدہ و جدا آیا ہے۔ یعنے یہ بات نہین ہے کہ ہست (گرفتار دنیا) نیست (عارف) سے نفرت کرتا ہے بلکہ عارف ہی نے اس گرفتار ہستی موہوم کو عطائے معرفت سے جدا کر رکھا ہے۔ اور عارف ہی فی الواقع اس سے نفرت رکھتا ہے۔

	تو مگو کہ من گریزانم ز نیست		بلکہ او از تو گریزان ست ایست
ترجمہ	تو نہ کہہ مین بھاگتا ہون نیست سے		بھاگتا ہے خود وہ تجھسے دیکھہ لے

شرح دوسرے مصرع مین لفظ ایست بمعنے قیام کن و گریزان مشتق ہے یعنے تو یہ نکہہ کہ مین نیست یعنے عارف باللہ سے بھاگتا ہون اے شخص ٹھہر جا اور غور سے دیکھہ کہ وہ خود تجھسے گریزان ہے۔ بعض نسخون مین ایست کی جگہ بیست ہے اسصورت مین بیست یا تو بمعنے ایست ہی ہے اور بائے موحدہ امر حاضر مین زیادہ ہے یا بیست سے مراد بیست بار ہے بطریق مبالغہ یعنے تو ایک بار بھاگتا ہے تو عارف باللہ تجھسے بیس بار گریز کرتا ہے

	ظاہرا مے خواندت او سوے خود		وز درون مے راندت با چوب رد
ترجمہ	تجکو ظاہر مین بلاتا ہے مگر		سمجھے ہے اسکو تنفر سے بسر

شرح یہ ایک سوال کا جواب ہے۔ معترض یون کہتا تہا کہ عارف اہل دنیا سے بھاگتے کب ہین بلکہ انکی طرف

راغب ہوتے ہین اور دعوت اسلام کرتے ہین۔ مولانا کا جواب یہ ہے کہ یہ مخالطت اور رغبت کسی ظاہری مصلحت کے لیے ہے باطن مین عارف اُنسے نافر رہتے ہین۔ مثلاً فرض کیجیے کہ اگر کسی ظالم بادشاہ سے کوئی عارف باللہ مخالطت کریگا تو یہ رغبت صرف اُسکے بُرائیون سے بچنے یا اُسکو بُرائیون سے بچانے کے لیے ہوگی لیکن وہ دل مین ضرور بادشاہ مذکور سے متنفر رہیگا۔ اور چوب رو ردفع کرنے کی لکڑی ہے سے ہا نکتا رہیگا۔

	قومے اندر آتش سوزان چو ورد	قومے اندر گلستان بارنج و درد
ترجمہ	آتش سوزان مین ہین اک شکل ورد	باغ مین رہکر ہین اک بارنج و درد

شرح اس شعر مین عارف اور اہل دنیا کی حالت کا فرق اور عارفین کی نفرت کا باعث بیان کیا گیا ہے یعنے عارف ایسا گروہ ہے کہ آتش سوزان مین گُل ورد کی طرح خوش وخرم رہتے ہین یعنے مصائب دنیوی مین اُنکو مرضی خدا سے نفرت نہین ہوتی۔ اور اہل دنیا ایسے لوگ ہین کہ عیش مین رہکر بھی رنج و درد کی شکایت کیا کرتے ہین یعنے ناشکر ہین۔ جبکہ اُنکے اور انکے مسلک مین اسقدر تفاوت ہے تو باہم نفرت کیون نہوگی ورد گلاب کے پھول کو کہتے ہین۔

	نعلہائے بازگونہ ست اے سلیم	نفرت فرعون را دان از کلیم
ترجمہ	اُلٹی جوتی کی طرح سمجھ اے سلیم	نفرت فرعون ہے غیظِ کلیم

شرح نعل بازگونہ (اُلٹی جوتی) کنایہ برعکس اور نشان مٹا دینے کے معنون مین مستعمل ہے اور ضمیر ست رغبت کی طرف راجع ہے۔ یعنے اے سلیم العقل اہل عرفان کی اُس رغبت کو جو اہل دنیا سے ہے برعکس سمجھنا چاہیئے عارف تمام اہل دنیا سے ظاہر مین رغبت رکھتے ہین اور باطن مین متنفر رہتے ہین اولیاء اللہ کی رغبت و نفرت اتفاقی نہین بلکہ الہامی ہوتی ہے۔ اُنکو از راہ الہام معلوم ہو جاتا ہے کہ فلان شخص ہرگز ایمان نہ لائے گا اسلیئے وہ باطنی توجہ نہین کرتے مگر ظاہر طور پر دعوت اسلام اور تبلیغ احکام جو شرعی فرض ہے برابر ادا کیے جاتے ہین اور جبکہ اہل اللہ دنیا پرستون سے دلی نفرت رکھتے ہین تو اسی نفرت کا عکس دنیا دارون کے دلون مین بھی پڑتا ہے اور وہ بھی اہل اللہ سے متنفر ہو جاتے ہین چنانچہ دوسرے مصرع کے بھی معنے ہین کہ فرعون کو حضرت موسےٰ سے نفرت تھی یہ موسےٰ ہی کی نفرت سے پیدا ہوئی تھی موسےٰ باعتبار ظاہر دعوت اسلام کر رہے تھے۔ اگر باطنی کشش بھی ہوتی تو فرعون ضرور ایمان لے آتا کیونکہ عارفین کی حالت کو فعل معکوس سمجھنا چاہیئے جسطرح اُلٹی جوتی کا نشان زمین پر نہین پڑتا ہے اسطرح عارفین کی حالت لوگونکو معلوم نہین ہوتی کہ اُسکا ظاہر کیا ہے اور باطن کیا۔ اولیاء کے ظاہر و باطن کا اختلاف خدانخواستہ نفاق پر محمول نہین بلکہ ایک مصلحت پر مبنی ہے وہ خدا کے لئے بغض و محبت رکہا کرتے ہین۔

سبب حرمان اشقیا از دو جہان کہ خسر الدنیا و الآخرۃ

ترجمہ بدون کے دو جہان سے محروم رہنے کا سبب کیونکہ انکی شان مین آیت خسر الدنیا والآخرۃ نازل ہے

شرح یہان سے اُس مضمون کی تمثیل شروع ہوی ہے جو مصرع سابق۔ وز درون مے راندت با چوب ردین ہے یعنے اولیاء اللہ اہل دنیا سے متنفر رہتے ہین اور اُنکو چوب رد سے ہانکدیتے ہین یہی باعث ہے کہ وہ دو جہان سے محروم رہکر دنیا اور آخرت مین خسارہ اُٹھاتے ہین۔ اس تمثیل مین اہل فلسفہ کی رائے کے مطابق زمین و آسمان کی ہیئت وغیرہ کا ذکر ہے جسکی مفصل تشریح مع نتیجۂ تمثیل آیندہ اشعار مین آنیوالی ہے۔

چون حکیمک اعتقادے کردہ است	کاسمان بیضہ زمین چون زردہ است
ترجمہ فلسفی کو اس گمان پہ ہے یقین	آسمان انڈا ہے زردی ہے زمین

شرح لفظ حکیمک مین کاف تصغیر کے لیے ہے جیسا کہ مردک مین اور حکیم سے مراد فلسفی ہے یعنے ذلیل فلسفی کا یہ مقولہ ہے اور اُسنے یہ اعتقاد کر رکھا ہے کہ آسمان بیضہ کے مانند ہے اور زمین اُسمین ایسی ہے جیسا کہ بیضہ مین زردی یعنے آسمان مدور اور کرہ کے شکل ہے اور زمین اُسمین زردی بیضہ کی طرح معلق ہے۔

گفت سائل چون بماند این خاکدان	در میان این محیط آسمان
ترجمہ ایک سائل نے کہا یہ خاکدان	ہو گیا کیونکر محیط آسمان

شرح یعنے چونکہ آسمان علوی و نورانی چیز ہے اور زمین سفلی و جسمانی اسلیئے باہم دونو متضاد ہین اور یہ صاف ظاہر ہے کہ ضد دوسری ضد مین نہین سما سکتی۔ بدین لحاظ سائل فلسفی پر اعتراض کرتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ یہ خاکدان زمین کرۂ آسمان مین کیونکر سما سکتی ہے۔ یہ دونو تو باہم متضاد ہین پھر ہم یہ کیونکر مان لین کہ آسمان بیضہ کی اور زمین اُسمین زردی بیضہ کی مانند ہے۔ کیونکہ ضدین ہرگز ایک جگہ جمع نہین ہوسکتین۔

ہمچو قندیلے معلق در ہوا	نے بہ اسفل مے رود نے بر علا
ترجمہ صورت قندیل کیون لٹکی ہے یہ	زیر و بالا کیون نہین ہوتی ہے یہ

شرح یہ شعر بھی معترض کا مقولہ اور گزشتہ اعتراض کا تتمہ ہے۔ وہ یہ کہتا ہے کہ مین اسکو نہین مانتا کہ زمین کرۂ آسمان مین زردی بیضہ یا قندیل کی طرح ہوا یعنے ادھر مین لٹکی ہوی ہے نہ نیچے آتی ہے نہ اوپر جاتی ہے کیونکہ آسمان اپنی ضد یعنے زمین کو اپنے کرہ مین جگہ ہی نہین دیسکتا۔ پھر اُسمین زمین کے معلق ہونے کے کیا معنے۔

آن حکیمش گفت کز جذب سما	از جہات شش بماند اندر ہوا
ترجمہ فلسفی بولا کہ جذب آسمان	اسکو رکہتا ہے ہوا کے درمیان

شرح یہ اُس اعتراض کا جواب ہے یعنے فلسفی نے تقریر اعتراض سُنکر سائل کو یہ جواب دیا کہ آسمان مین جذب یعنے

کھینچ لینے کی قوت موجود ہے اسلئے جب اُسنے چھوں طرفوں سے زمین کو کھینچا تو وہ ادھر ہی معلق رہگئی۔ نہ نیچے ہٹ سکتی ہے نہ اوپر جاسکتی ہے بلکہ لٹک کر کرۂ فلک کے وسط میں رہگئی ہے۔

	چون ز مقناطیس قبہ ریختہ	درمیان ماند آہنے آویختہ
ترجمہ	قبہ ہو جس طرح مقناطیس کا	اُسمین آہن رہگیا لٹکا ہوا

شرح اس شعر مین فلسفی نے اپنے جواب کو ایک تشبیہ مین سمجھایا ہے تاکہ سائل اچھی طرح سمجھ لے یعنے آسمان کے ایسے مثال ہے جیسا کہ سنگ مقناطیس سے کوئی قبہ بنایا جائے اور اسمین لوہا رکھا جائے تو لوہا اُسمین معلق رہیگا اسیطرح آسمان مین جذب کی قوت ہے اور زمین اُسمین معلق ہے فلک نے وسط کرہ مین زمین کو جگہ نہین دی بلکہ زمین اُسکی مقناطیسی طاقت کے باعث ششں جہات سے کھنچکر خود بخود معلق رہگئی ہے۔

	آن دگر گفت آسمان باصفا	کے کشد در خود زمین تیرہ را
ترجمہ	دوسرا بولا کہ چرخ اے نیک خو	کھینچتا ہے کب زمین تیرہ کو
	بلکہ دفعش میکند از شش جہات	تا بماند درمیان عاصفات
ترجمہ	بلکہ اُسکو دفع کرکے آسمان	چھوڑ دیتا ہے ہوا کے درمیان

شرح یہ دونو شعر قطعہ بند ہین۔ زمین کے متعلق بعض فلسفیون کی رائے پہلے بیان ہوچکی ہے اور بعض کی رائے کا خلاصہ اس قطعہ مین ہے۔ یعنے فلسفیون کے دوسرے گروہ کا یہ قول ہے کہ آسمان صاف و منور اور زمین کثیف و مکدر چیز ہے اسلئے ضد اپنی ضد کو جذب نہین کرسکتی۔ بلکہ یہ بات ہے کہ آسمان زمین کو سب طرف سے دفع کرکے اپنے کرہ سے نکالتا رہتا ہے یعنے آسمان کی ہر جانب زمین کو دوسری جانب دھکیلتی ہے مگر چونکہ دوسری جانب بھی وہی آسمان صافی ہوتا ہے جو کثیف کو جذب نہین کرسکتا۔ اسلئے یہ دوسری جانب تیسری طرف دھکیل دیتی ہے علیٰ ہذا القیاس۔ اسوجہ سے زمین عاصفات (سخت آندھیون اور تیز چلنے والی ہواؤن) مین معلق رہگئی ہے یعنے جسطرح ہوائین ادھر مین رہتی ہین اسیطرح زمین ادھر مین ہے اور اسکے مثال ایسی ہے جیسا کہ چند اشخاص ملکر کسی چیز کو ہاتھون سے اُچھال لیتے ہین۔ زمین نہ صعود کی قدرت رکھتی ہے نہ ہبوط کی۔ نہ اوپر جاسکتی ہے نہ نیچے بلکہ معلق ہے **فائدہ** یہ دوسرے حکماء کا مذہب ہے۔ گو زمین کے معلق ہونے کے دونو قائل ہین صرف اُسکی توجیہ مین اختلاف ہے لیکن یہ دونون قول ضعیف ہین اسلئے مولانا نے حکیم کو بصیغۂ تصغیر یاد کیا ہے جسمین اشارہ ہے کہ اُنکے اقوال ضعیف ہین کیونکہ پہلے قول کے موافق اگر یہ مانا جائے کہ آسمان زمین کو جذب کرتا ہے اسلئے زمین معلق ہے تو ہم یہ کہینگے کہ اجرام علوی اجسام سفلی کو جذب نہین کرسکتے کیونکہ دونو ایکدوسرے کی ضد ہین اور اگر یہ کہئے کہ مدافعت آسمان کی باعث زمین معلق ہے تو یہ کہا جائے گا کہ زمین اجسام سفلیہ مین سے ہے اسلئے اسکا معلق رہنا محال ہے کیونکہ ہر جسم

اپنے مرکز کی جانب رجوع کرتا ہے بس توفی الواقع یہ ہے کہ زمین و آسمان دونو قبضۂ تصرف الٰہی مین ہین اور اُسکے حکم سے قایم ہین۔ اللہ تعالے فرماتا ہے وَمِنْ آیَاتِہٖ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِہٖ۔ یعنے خدا کی بڑی نشانیون مین سے ایک یہ بہی ہے کہ آسمان و زمین اُسکے حکم سے قائم ہین۔

پس ز دفع خاطر اہل کمال ‌ ‌ جان فرعونان بماند اندر ضلال

ترجمہ: چونکہ رد کرتے ہین ارباب کمال ‌ ‌ اسیلئے سرکش ہین پابند ضلال

شرح یہانسے تمثیل مذکور کا نتیجہ شروع ہوا ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ جسطرح حسب مقولہ حکما آسمان زمین کو ہر جانب سے دفع کرتا رہتا ہے اسیطرح اہل کمال کا دل متکبرین کو اپنی جانب سے دفع کر دیتا ہے اور وہ گمراہ ہو جاتے ہین۔ کیونکہ اہل کمال اور عارفین بہی آسمان تجلی اسما و صفات ہین گرفتاران وجود کثیف کو اپنی باطنی جذبے مین جگہ نہین دیتے۔ اور اُن سے متنفر رہتے ہین۔

پس ز دفع این جہان وآن جہان ‌ ‌ ماندہ اند این بے رہان این وآن

ترجمہ: دفع کرتے ہین انہین ہر دو جہان ‌ ‌ رہگئے ہین اسیلئے بے این وآن

شرح یعنے گمراہون کو دین و دنیا دونون نے دفع کر دیا ہے۔ کیونکہ جب انہون نے انبیا اور اولیا کے ارشادات نہ مانے تو دین سے تو دفع ہوے ہی تہے اہل دنیا نے بہی انکو مردود سمجہا۔ اور مصداق خسر الدنیا والآخرہ ہو گئے۔ ع نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادہر کے رہے نہ ادہر کے ہوے۔

سرکشی از بندگان ذوالجلال ‌ ‌ زانکہ دارند از وجود تو ملال

ترجمہ: کیونکہ ان نہ تجکو اُنسے ہو نفرت کمال ‌ ‌ اولیا رکہتے ہین خود تجہسے ملال

شرح سرکشی مین یائے خطاب ہے۔ یعنے اے گمراہ تو بندگان خدا انبیا و اولیا سے اسیلئے سرکش ہے کہ وہ خود تجہسے ملال رکہتے ہین اور انہین کی باطنی نفرت کے اثر کے باعث تو اُنسے سرکش رہتا ہے۔

کہربا دارند چون پیدا کنند ‌ ‌ کاہ ہستی ترا شیدا کنند

ترجمہ: کہربا کو اپنے گر پیدا کرین ‌ ‌ کاہِ ہستی کو ترے شیدا کرین

شرح یعنے انبیا اور اولیا اور خاص بندگان خدا خاصیت کہربا یعنے جذب باطن رکہتے ہین اُنہین مقناطیسی قوت موجود ہے جب وہ اس کہربا کو ظاہر کر دیتے ہین تو انسان کے کاہِ ہستی کو اپنی طرف کہینچکر شیدائے حق اور عاشق الٰہی بنا دیتے ہین۔ کاہ گہاس کے تنکے کو کہتے ہین جسکو کہربا کا منکا اپنی طرف کہینچ لیتا ہے۔

کہربائے خویش چون پنہان کنند ‌ ‌ زود تسلیم ترا طغیان کنند

ترجمہ: اور اگر پنہان کرین کچہہ جانکر ‌ ‌ ہو ترا ایمان۔ طغیان سر بسر

شرح یعنے خاصان خدا جب اپنے کہربا کو چھپالیں یعنے مجھسے رضامند نہون اور اپنی طرف جذب نہ کریں تو تیری سلامتی و نجات مبدل بضلال وطغیان ہو جائیگی تسلیم بمعنے گردن نہادن و بسلامت داشتن اور طغیان بمعنے سرکشی ہے مطلب یہ کہ ولی کامل کی توجہ کیے بغیر تو جس چیز کو باعث سلامتی و نجات خیال کریگا وہ فی الواقع سرکشی اور گمراہی کا باعث ہوگی۔

	اینچنان کو مرتبہ حیوانی ست	کو اسیر و سغبۂ انسانی ست
ترجمہ	جسطرح رتبہ بھی حیوان کا	ہے مسخر رتبۂ انسان کا

شرح یعنے اولیا کے کہربا اور عوام کے کاہ ہونے کی ایسی مثال ہے۔ جیسا کہ مرتبۂ حیوانی کہ اسیر او مطیع مرتبۂ انسانی ہے۔ یہ مرتبہ غالب ہے اور وہ مغلوب۔ اولیاء اللہ چونکہ مرتبۂ انسانی رکھتے ہین اسلئے تمام مخلوق پر متصرف ہین اور دیگر مخلوق چونکہ مرتبۂ حیوانی مین ہے اسلئے اولیاء کی مطیع و مسخر ہے جیسا کہ حیوانات انسان کے مطیع ہوتے ہین لفظ سغبہ بمعنے گرسنگی ہے لیکن مطیع و مسخر کے معنون مین مستعمل ہے۔ اور یہان یہی معنے مراد ہین۔ یعنے مرتبۂ حیوانی مطیع مرتبۂ انسانی ہے۔

	مرتبۂ انسان بدست اولیا	سغبہ چون حیوان شناسش ای کیا
ترجمہ	رتبۂ انسان ہے قبض اولیا	اور وہ حیوانی ہے سن لے اے کیا

شرح یہ پہلے شعر کی شرح ہے اور لفظ شناسش کی ضمیر مرتبۂ حیوانی کی طرف راجع ہے۔ یعنے مرتبۂ انسانی اولیاء اللہ کے ہاتھ مین ہے اور اے عقلمند مخاطب مرتبۂ حیوانی کو حیوان کے مانند مرتبۂ انسانی کا مطیع و مسخر سمجھ اور اولیاء کے تصرف کو واقعی خیال کر۔ اولیاء اللہ حیوان کو انسان بنا دیتے ہین۔

	بندۂ خود خواند احمد در رشاد	جملہ عالم را بخوان قل یا عباد
ترجمہ	اپنا بندہ سب کو کہتے ہین رسول	پڑھ کہین قل یا عبادی اے بو الفضول

شرح یعنے حضرت احمد مجتبے محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد رحالت ہدایت مخلوق یا قرآن مجید مین تمام عالم کو اپنا بندہ کہا ہے اگر تجھے اسمین شک ہے تو قرآن مجید کی اس آیت کو پڑھ قل یا عبادی الذین اسرفوا علے انفسہم لاتقنطوا من رحمۃ اللہ یعنے اے محمد اپنے نفس پر زیادتی کرنے والے لوگون سے کہدے کہ اے میرے بندو خدا کی رحمت سے نا امید نہو۔ یہ شعر گذشتہ شعر کی دلیل ہے یعنے مرتبۂ انسانی مرتبۂ حیوانی پر غالب ہے چونکہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مجسم کمال انسانی تھے اس نظر سے تمام عالم آپ کا مطیع ٹہرا اور آپ نے اللہ تعالےٰ کے حکم سے لوگون کو یا عبادی (اے میرے بندو) کہکر پکارا فائدہ گو مولانا قدس سرہ نے اپنے مطلب پر یہ دلیل اپنے الہام سے پیدا کی ہے لیکن ارباب تفسیر کے نزدیک آیت مذکورہ کے یہ معنے نہین

ہین۔ بلکہ رسول نے فرمان الٰہی کی حکایت اپنی زبان مبارک سے فرمائی ہے ہان یہ ممکن ہے کہ مفسرین نے آیت کی ظاہری معنے لیئے ہین اور مولانا قدس سرہ نے باطنی۔

عقل تو ہمچون شتربان تو شتر — میکشاند ہر طرف در حکم مُر

ترجمہ: عقل تیری ہے شتربان تو شتر — ہے ہر اک اشتر مطیع حکم مُر

شرح حکم مُر تلخ حکم یعنے وہ حکم جو محکوم کی مرضی کے خلاف ہو مطلب یہ کہ انسان کی عقل شتربان کی اور انسان خود شتر کے مانند ہے جسطرح شتربان اپنے اونٹ کو اُسکی مرضی کیخلاف جس طرف چاہتا ہے لیجا سکتا ہے اسیطرح عقل آدمی کو جہان چاہتے ہی کھینچ لیجاتی ہے بس توجب کہ عقل کا اتنا بڑا تصرف ہے تو اولیاء اللہ (جو عقل عقل یعنے سر بسر عقل ہی عقل ہین) کا تصرف کسقدر زبردست ہو گا۔ چنانچہ آیندہ شعر انہی معنون کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔

عقل عقلند اولیاء و عقل ہا — بر مثال اشتران تا انتہا

ترجمہ: اولیا ہین عقل عقل اسے عقلمند — آدمی ہین شکل اشتر پائے بند

شرح یعنے اولیاء اللہ عقلِ عقل یعنے عقل محض ہین۔ اور دیگر انسانون کی عقلین اول سے لیکر آخر تک اُنکے روبرو ایسی ہین جیسے کہ شتربان کے آگے اونٹ اولیاء اللہ لوگون کی عقلون کو جسطرف چاہتے ہین لگا دیتے ہین۔ نیز ممکن ہے کہ لفظ تا انتہا عقل عقلند کے متعلق ہو یعنے اولیاء اللہ طالبین کو مرتبہ انتہائے حقیقت تک پہنچا دیتے ہین عقل عقل ہین مطلب یہ کہ تمام عالم اولیاء کا تابع ہے وہ اُسمین جسطرح چاہین تصرف کر سکتے ہین اگر وہ اپنے طرف جذب کرین تو گو کسیکا دل ایمان لانے کو نچاہے مگر وہ ضرور مومن ہو کر رہیگا اور اگر جذب نہ کرین تو گو مومن ہونے کو کسی کا جی چاہتا ہو مگر وہ کافر ہی ہو کر مریگا چنانچہ حضرت عمرؓ کا ایمان لانا رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ کے جذب کا اور فرعون کا کافر رہنا حضرت موسےؑ کے عدم جذب کا نتیجہ ہے۔ اگر جذب کو کامل طور پر عمل مین لایا جاتا تو ابوجہل اور ابوطالب بھی مومن ہو جاتے۔

اندر ایشان بنگر آخر ز اعتبار — یک قلاوز است جان صد ہزار

ترجمہ: ڈال تو اُنپر نگاہ اعتبار — ہاتھہ مین ہین ایک کے جانین ہزار

شرح اعتبار بمعنے یقین صدق و اعتقاد راست ہے اور قلاوز رہبر کو کہتے ہین یعنے اولیاء اللہ کو سچے اعتقاد کی نظر سے دیکھا کر کیونکہ ہر ولی گو عالم اصغر (انسان واحد) کی صورت مین نظر آتا ہے مگر وہ فی الحقیقت عالم اکبر (سارے جہان) کی مانند ہے دوسرے مصرع کا مطلب یہ ہے کہ جسطرح ایک رہبر لاکھہ آدمیون کی جان ہوتا ہے اسیطرح ایک ولی گویا سارے جہان کی جان ہے اور جسطرح رہبر کے رستہ بھولجانے یا بہلا دینے سے قافلہ ہلاک ہو جاتا ہے

لیسلئے اولیا رکو چشم حقارت سے ہرگز نہ دیکھنا چاہیئے ع توچہ دانی کہ درین گرد سوارے باشد۔

	چہ قلاورز و چہ اشتر بان بیاب	دیدۂ کان دیدہ بیند آفتاب
ترجمہ	کون رہبر کیا شتر اے نکتہ یاب	لا وہ دیدہ دیکھ لے جو آفتاب

شرح لفظ بیاب دبمعنے حاصل کر) دوسرے مصرع سے متعلق ہے یعنے ہمنے جو اولیا اللہ کو رہبر یا شتربان فرض کرلیاہے یہ تمثیل صرف سمجہانے کے لیئے ہے۔اس سے ممثل کی حقیقت ہرگز نہین معلوم ہوسکتی۔لیسلئے ایمخاطب ان تمثیلات کو چہوڑ کر ایسا دیدہ حاصل کر جو آفتاب حقیقت انسانی اور مرشد کامل کو دیکھ سکے۔

	تک جہان در شب بماندہ میخ دوز	منتظر موقوف خرشید ست روز
ترجمہ	وقت شب سارا جہان ہے میخ دوز	اور ہے خرشید پر موقوف روز

شرح تک مخفف اینک اسم اشارہ ہے یعنے یہ عالم دنیا۔اور بعض نسخون مین تک کی جگہ تاپ بیائے تحتانی ہے اسصورت مین تک جہان سے تمام عالم دنیا مراد ہے اور ماحصل دونو نسخون کا ایک ہے شب بمعنے کدورت و ظلمت بشریت ہے یا بمعنے غفلت اور میخ دوز بمعنے غیر متحرک یعنے وہ چیز جو ہل نہ سکے جسمین کیل ٹہکی ہوی ہو۔ پہلا مصرع ترکیب مین جملہ ہوکر مبتدا واقع ہوا ہے۔اور دوسرے مصرع مین لفظ منتظر اس مبتدا کی خبر ہے یعنے تمام عالم در شب میخ دوز ماندہ منتظر روز ست و روز موقوف بر خرشید ست مطلب یہ کہ تمام عالم غفلت کی تاریکیون مین میخ دوز ہوکر دن نکلنے (ہدایت) کا منتظر ہے اور دن کا نکلنا خرشید کے نکلنے (وجود انبیا و اولیا) پر موقوف ہے بس تو نتیجہ یہ نکلا کہ اہل دنیا غفلت اور ظلمات بشریت کے میخون مین قید ہین اور اس ظلمت کے دور کرنے کے لیے مظہر آفتاب حقیقت یعنے ولی کامل کے منتظر رہتے ہین غرض یہ کہ ظلمت بشریت کا دور ہونا اور قید غفلت سے نجات پانا وجود اولیا پر موقوف ہے یہ نہون تو سارے جہان مین اندہیر ہو جائے اور ہدایت وایمان کی روشنی ہرگز نظر نہ آئے۔

	اینت خرشید نہان در ذرۂ	شیر نر در پوستین برۂ
ترجمہ	ذرہ مین پنہان ہے سورج سر بسر	کہال مین بکرے کی ہے اک شیر نر

شرح یعنے یہ ولی کامل جسکی ہم تعریف کر رہے ہین ذرہ مین خورشید نہان۔اور پوستین برہ (بکری کے بچہ کی کہال) مین شیر پنہان کی مانند ہے۔ذرہ اور برہ سے ولی کی صورت ظاہری مراد ہے جو دیگر آدمیون سے ممتاز نہین ہے۔اور خرشید و شیر نر سے اُنکے باطنی اوصاف لیے گئے ہین جنکا علم عوام کو نہین ہوسکتا۔ مطلب یہ کہ اولیا کے وجود ظاہری مین جو لاشے اور ذرہ کی مانند ہے آفتاب حقیقت اور اُنکی پوستین (ظاہری جسم) مین شیر معرفت پنہان ہے اسیلئے اُنکی تعظیم ہر حالت مین واجب ہے۔

	اینت دریائے نہان در زیر کاہ	پا برین کہ ہین منہ تا اشتباہ
ترجمہ	دیکھ اک دریا نہان ہے زیر کاہ	پانو تو اسپر نہ رکھ تا اشتباہ

شرح یعنے ولی کامل جو دریائے معانی و اسرار الٰہی ہے گھاس (یعنے صورت ظاہری و شکل انسانی) مین پوشیدہ ہے اے شخص خبردار جب تک تجھے کسی شخص کے ولی کامل یا غیر کامل ہونے مین شبہ ہے ہرگز اس گھاس مین پانو نہ رکھ یعنے صورت ولی کو حقیر نسمجھ کیونکہ تو جسے باعتبار صورت غیر کامل سمجھ رہا ہے شاید وہ باعتبار معنے کامل ولی ہو اور انجام کار تجھے سخت گنہگار ہونا پڑے اور اگر تا اشتباہ کی جگہ با اشتباہ ہو تو یہ معنے ہین کہ ولی کامل کے حالات سے واقف ہو کر اسکی ولایت مین شبہ نکر اور حقارت کا قدم اس پر نہ رکھ ورنہ عصبت الٰہی نازل ہو جائیگا۔

	اشتباہے و گمانے در درون	رحمت حق ست بہر رہنمون
ترجمہ	اشتباہ و بد گمانی دردرون	رحمت حق ہے برائے رہنمون

شرح لفظ بہر رہنمون پہلے مصرع سے متعلق ہے یعنے اشتباہ و گمان بہر طلب رہنمون طالب کے لیے باعث رحمت حق تعالٰے ہے کیونکہ اگر طالب بلاتحقیق و بلاشبہ کسیکا مرید ہو جائے اور اسکا شیخ فی الواقع پیر بننے کی لیاقت نہ رکھتا ہو تو مرید ضرور گمراہ ہو جائے گا جسکی بابت مولانا اے بسا ابلیس آدم روے ہست ہ فرما چکے ہین بس تو خلاصہ یہ ہوا کہ ولی کو مرید ہونے سے پہلے آزما لینا چاہیئے امتحان کے بعد اسکی حقارت کرنی سخت گناہ ہے رہنمون یعنے رہبر سے مرشد کامل اور ولی برحق مراد ہے اس شعر کے دوسرے معنے یہ ہین کہ کسی ولی کی نسبت اسکے کامل و غیر کامل ہونے کا شبہ رکھنا طالب کے حق مین رحمت الٰہی ہے۔ کیونکہ اگر کامل ولی کی پہچان مین کسیکو شبہ نرہتا اور ہر شخص کامل و غیر کامل کو الگ الگ پہچان لیتا اور پہچاننے کے بعد ولی کامل کو حقیر جانتا تو اس بے ادبی سے وہ بے ادب اپنے ساتھ سارے جہان کو ہلاک کر دیتا اسلئے اللہ تعالٰے نے اولیاء کو عام انسان کی صورت مین پوشیدہ رکھا ہے۔ کیونکہ انسان اپنے جہل کے باعث اپنے ہمجنس نبی یا ولی کے اتباع سے گریز کرتا ہے پس اگر انسان کامل ہر شخص پر ظاہر ہو جاتا اور لوگ اسکے اتباع گریز کرکے اسکی توہین کرتے تو غضب الٰہی نازل ہو جاتا بنابرین اللہ تعالٰے نے اپنی رحمت سے اولیاء کو عوام کی نظرون سے پوشیدہ رکھا ہے تاکہ اتفاقاً اگر لوگون سے کوئی گستاخی یا بے ادبی صادر ہو جائے تو وہ عذر کر سکین کہ یا الٰہی ہمنے اس شخص کو ولی کامل نہین سمجھا تہا۔ یہ سراسر خدا کی رحمت ہے۔

	ہر پیمبر فرد آمد در جہان	فرد بود و صد جہانش در نہان
ترجمہ	ہر پیمبر گو اکیلا تہا یہان	تہے نہان باطن مین اسکے سو جہان

شرح یعنے ہر پیغمبر باعتبار ظاہر دنیا مین تنہا تشریف لائے تہے ابتدائے زمانہ رسالت مین کوئی انکا ساتہی

نہ تہا اور بعض پیغمبروں نے ساری عمر تنہائی مین گزاری ہے یعنے اُنپر ایک شخص بہی ایمان نہین لایا۔ لیکن باعتبار باطن سو جہان اُنکے ساتہ تہے۔ صد جہان سے عالم شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت اور عالم ملکوت و لاہوت و جبروت و ناسوت وغیرہ مراد ہین **نکتہ** یہان یہ شبہ ہوتا ہے کہ بعض زمانہ مین دو پیغمبر بہی مبعوث ہوے ہین مثلاً حضرت موسےٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام دو نو بہائی ایک ہی زمانہ مین بنی اسرائیل کی طرف پیغمبر بنا کر بہیجے گئے تہے پہر ہر پیمبر فرد آمد در جہان کیونکر درست ہو سکتا ہے اسکا جواب یہ ہے کہ جس زمانہ مین دو پیمبر ایک ہی وقت مین مبعوث ہوے ہین اُنہین سے ایک دوسرے کا تابع ہوا ہے۔ چنانچہ حضرت ہارون حضرت موسےٰ کی شریعت کے مطیع تہے اس لحاظ سے ہر پیمبر یک فرد ہے۔

	عالم کبرے بقدرت سخرہ کرد	کرد خود را در کہین نقشے نورد
ترجمہ	عالم کبرے مسخر اُسکا ہے	ظاہری صورت مین ہیچ ادنے سی شے

شرح عالم کبرے ماسوے اللہ کو اور عالم صغرے انسان کو کہتے ہین کیونکہ انسان مین الگ الگ تمام عالم کے صفتین بطریق اجمال یا بالقوہ موجود ہین مطلب یہ کہ ہر پیغمبر نے عالم کبرے یعنے تمام جہان کو قدرت آلہی سے اپنا مسخر کر لیا کیونکہ وہ شتربان کی طرح تمام جہان مین متصرف ہوتا ہے اور اپنے گرد یعنے اطراف اور وجود کو ایک نقش ذلیل یعنے ہستی موہوم کے پردہ مین چہپا لیا مطلب یہ کہ وہ ظاہر مین ایک وجود انسانی کی صورت مین نظر آتی تہی مگر باطن مین عالم کبرے اُنکا مسخر اور مطیع تہا۔ سخرہ بمعنے مسخر و مطیع ہے۔

	ابلہانش فرد دیدند و ضعیف	کے ضعیف ست آنکہ باشہ شد حریف
ترجمہ	ابلہون کے روبرو گو ہے ضعیف	ہے مگر باطن مین وہ شہ کا حریف

شرح یعنے گو بیوقوفون (جاہلون اور کافرون) نے ہر پیمبر کو تنہا بیکس اور ضعیف خیال کیا مگر یہ اُنکی غلطی تہی کمبختون نے یہ نہ سوچا کہ جو شخص بادشاہ حقیقی کا مصاحب اور خدا کا دوست ہو وہ بیکس و ضعیف ہرگز نہین ہو سکتا۔ تائید الٰہی ہمیشہ اُسکی مددگار رہتی ہے۔ اور ملائکہ ہر وقت اُسکی امداد کرتے رہتے ہین۔

	عاقبت دیدن بود از کاملی	دور بودن ہر نفس از جاہلی
ترجمہ	عاقبت بینی ہے گویا کاملی	عاقبت بینی ہے ترک جاہلی

شرح کاملی بمعنے کمال ہے اور شعر کے ایک معنے تو یہ ہین کہ عاقبت بینی دو طرح ہوتی ہے ایک تو کامل ہونے سے جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہے۔ دوسرے جہل سے دور رہنے سے یہ کمال ریاضت اور کسب سے ہی حاصل ہو سکتا ہے دوسرے معنے یہ ہین کہ عاقبت بینی کاملی پر موقوف ہے اور کاملی جہل سے دور رہنے کو کہتے ہین پہلی صورت مین دوسرے مصرع سے واو عطف محذوف ہے اور دوسری صورت مین دوسرا مصرع پہلے کی تفسیر ہے

حقیر دیدن خصمان صالح ناقہ را۔ چون خدا خواہد لشکرے را ہلاک گرداند در نظر ایشان خصمان را حقیر نماید ویقللکم فی اعینہم

ترجمہ حضرت صالح کے دشمنون (قوم ثمود) کا ناقہ کو حقیر جاننا اور اُسے ہلاک کر کے خود ہلاک ہوجانا جب خدا کسی لشکر کو ہلاک کرنا چاہتا ہے تو اُنکی نظرون مین اُسکے دشمنون کو حقیر کر کے دکہاتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ قرآن مجید مین فرماتا ہے ویقللکم فی اعینہم لیقضی اللہ امرا کان مفعولا + والی اللہ ترجع الامور۔

شرح - مولانا قدس سرہ پہلے فرما چکے ہین کہ اولیاء کو حقیر نہ سمجہنا چاہیئے۔ ورنہ خوف ہلاکت ہے یہان اُسی کو پہ دلیل لاتے ہین وہ یہ کہ چونکہ قوم صالح نے ناقۂ صالح کو حقیر جانکر اُسے ہلاک کر دیا تہا اسلیئے وہ سب کے سب بُری طرح ہلاک کیے گئے اور اُنکو ناقۂ اللہ اور نبی اللہ کے ستانے کی سخت سزا دیگئی۔ چنانچہ اسکا مفصل قصہ آئندہ آتا ہے ویقللکم فی اعینہم اس آیت کا ایک ٹکڑا ہے۔ واذ یریکموہم اذ التقیتم فی اعینکم قلیلاً ویقللکم فی اعینہم لیقضی اللہ امرًا کان مفعولاً یعنے اے مسلمانو خدا کے اس انعام کو یاد کرو جبکہ اُسنے کافرون کو جنگ بدر کے دن باوصف کثرت کفا تمہاری نظرون مین تہوڑا کر کے دکہایا۔ تاکہ تم شجاعت وثبات کے ساتہ اُنپر حملہ کرو۔ اور اسیطرح تمہین کافرون کی نظرون مین تہوڑا کر کے ظاہر کیا تاکہ وہ جان کے خوف سے بہاگ نہ جائین اور یہ اسلیئے کیا تاکہ اللہ تعالےٰ اس بات کو دنیا مین بہی پورا کر دے جسکو روز ازل مین کرچکا تہا یعنے تمہین فتح اور کافرون کی شکست دی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جنگ بدر مین کفار قریش کے ستر سردار مارے گئے۔ اور ستر قید کیے گئے۔ اسکا باطنی سبب مولانا قدس سرہ کے نزدیک یہ تہا کہ کفار کے مقابلہ مین مسلمان فی الواقع بہت تہوڑے تہے باایہمہ کفار کی نظرون مین اُنکی قلیل جماعت اور بہی تہوڑی اور نہایت حقیر تہی۔ اسلیئے کفار نے دلیری سے مسلمانو نپر حملہ کیا اس حقیر وذلیل سمجہنے کے باعث غیرت الٰہی کو تحریک ہوی اور کفار نے خود ذلت اُٹہاکر شکست فاش کہائی اور جسطرح ناقہ صالحؑ کے ذلیل سمجہنے سے قوم ثمود ہلاک ہوے تہے اسیطرح کفار مکہ جنگ بدر مین مومنون کے حقیر جاننے کے باعث ہلاک کیے گئے۔

	بگزر از صورت طلب معنی آن		بشنو اکنون قصۂ صالح روان
	چہوڑ دے صورت کو اے معنی طلب		داستان روح صالح سُن لے اب	**ترجمہ**

شرح صالح روان باضافت مقلوب یعنے روان صالح ہے یعنے روح نیک۔ مطلب یہ کہ اگرچہ بظاہر ہم یہان حضرت صالح اور اُنکی قوم ثمود کا قصہ بیان کرتے ہین لیکن باطنی طور پر صالح سے روح نیک اور ثمود سے نفس امارہ اور ناقہ سے جسم خاکی مراد ہے ایمخاطب تو ظاہری قصہ سے گذر کر اسکے باطنی معنون کی تلاش کر چنانچہ آئندہ اشعار سے ظاہری قصہ اور باطنی حقیقت دونو باتین معلوم ہوجائینگے۔

زانکه صورت بین نه بیند عاقبت ۔ عاقبت بینی بیابی عافیت

ترجمہ: چشم ظاہر بین ہے دور از عاقبت ۔ عاقبت بینی ہے بیشک عافیت

شرح یعنے پہلے شعر مین جو مطلب معنے کی تاکید کیگئی ہے اسکا سبب یہ ہے کہ صورت پرست اور ظاہر بین انجام کار کو نہین دیکھہ سکتا۔ اے شخص تو عافیت مین ہو تاکہ دارین کا آرام ملے اور خاتمہ بالخیر ہو ظاہر بینون کو عافیت عاقبت میسر نہین ہوتی۔

ناقۂ صالح بصورت بد شتر ۔ پے بریدندش ز جہل آن قوم مُر

ترجمہ: ناقۂ صالح تہا صورت مین شتر ۔ ذبح کر بیٹھے اُسے وہ قوم مُر

شرح مُر بمعنے تلخ و بدخو ہے یعنے ناقہ حضرت صالح علیہ السلام جسکی اُس بدخو قوم (قوم ثمود) نے کونچین کاٹ ڈالی تہین ظاہر مین بصورت شتر نظر آتا تہا مگر فی الواقع اور باعتبار باطن شتر نہ تہا۔ بلکہ کرشمہ قدرت الٰہی اور معجزۂ نبی تہا۔ اسی لیے اُسکی تحقیر قوم ثمود کی ہلاکت کا باعث ہوئی **فائدہ** حضرت صالح علیہ السلام اور قوم ثمود اور ناقۃ اللہ کا قصہ اسطرح ہے کہ جب صالحؑ قوم ثمود کی طرف پیمبر بناکر بہیجے گئے تو قوم نے یہ معجزہ طلب کیا کہ اِس پہاڑ کے ٹکڑے مین سے ایک موٹی تازی سنہری رنگ اور اونچے قد کی۔ بالون دار اور حاملہ اونٹنی نکلے اور نکلتے ہی بچہ جنے اور وہ بچہ اُسکے قد کی برابر ہو جائے چنانچہ حضرت صالحؑ نے وضو کیا اور دو رکعتین پڑہکر خدا سے دعا مانگی اُسیوقت پتہر ہلنے لگا۔ اور اُسمین سے ایسی آواز نکلنے لگی جیسا کہ جننے وقت اونٹنی چلاتی ہے ایسکے بعد پتہر پہٹ گیا۔ اور اُنکی فرمائش کے مطابق اونٹنی نکل آئی اور اُسیوقت بچہ جنا جو بعد ولادت فوراً ماں کے قد کی برابر ہوگیا۔ اِس معجزہ کو دیکہکر اشراف ثمود مین سے صرف جندع بن عمر ایمان لایا۔ اور باقی سب گمراہ کے گمراہ رہے۔

از برائے آب چون خصمش شدند ۔ آب گور و نان گور ایشان بدند

ترجمہ: اُسکو مارا صرف پانی کے لیئے ۔ کیونکہ وہ آب و غذائے گور تہے

شرح اگر لفظ گور دونو جگہ بکاف فارسی ہے تو یہ معنے ہوے کہ وہ قوم آب و نانِ قبر یعنے غذائے گور اور عنقریب ہلاک ہونیوالی تہی اسیلئے پانی کے پیچہے ناقہ کے دشمن بنگئی اور اُسکو ہلاک کرکے خود ہلاک ہو گیئے اور اگر کور بکاف عربی ہے تو یہ معنے ندیدۂ آب و نان ہے یعنے وہ لوگ حریص آب تہے اور پانی کو ایسا سمجہتے تہے گویا کبہی دیکہا ہی نہین۔ اس صورت مین نان کا ذکر یا تو اتفاقی اور بطریق تغلیب ہے یا اسلیے ہے کہ وہ اپنے جانورون کو پانی دیکر اپنے معاش کا باعث سمجہتے تہے دودہ وغیرہ کہاتے پیتے تہے اسیلئے ندیدۂ آب و نان تہے اور اگر آب کور اور نان کور کو بمعنے نا شکر لیا جائے تو بہی معنے درست ہین کیونکہ خدا کے دیئے ہوے آب و

وناں کا شکر یہ یہ تہا کہ ناقۃ اللہ کو بہی چارہ اور پانی دیا جاتا مگر قوم ثمود نے اپنے بخل کے سبب ناشکری کی اور اُس اونٹنی کو پانی نہ دیا۔ اور انجام کار ہلاک کر دیا۔ اور اُسکے بدلے مین خود ہلاک ہوگئے۔

ناقۃ اللہ آب خورد از جوی میغ	آب حق را داشتند از حق دریغ
ترجمہ: ناقہ کو ملتا تہا آب جوئے میغ	آب حق کو حق سے رکہتے تہے دریغ

شرح یعنے ناقۃ اللہ جوئے میغ (ابر کی نہر) سے پانی پیتا تہا۔ کیونکہ قوم ثمود کے نہرون یا تالابون مین مینہہ کا پانی بہرا رہتا تہا۔ اُنکی خاص ملکیت نہ تہا۔ پہر بہی کمبختون نے خدا کا دیا ہوا پانی خدا کو نہ دیا یعنے ناقۂ خدا کو نہ پلایا **فائدہ** چونکہ یہ ناقہ بلا سبب تولد پیدا ہوا تہا اسلیئے اُسکو اللہ تعالےٰ نے ناقۃ اللہ فرمایا ہے۔ اور اس ناقہ کی بابت قرانمجید کی کئی پارون مین آیتین موجود ہین اور خلاصۂ قصہ یہ ہے کہ یہ ناقہ چارہ بہت کہاتا اور پانی بہت پیتا تہا اس سے قوم ثمود کو اپنے مویشیون کے بہوکے پیاسے رہنے کا خوف ہوا اور حضرت صالح سے شکایت کی اُنہے یہ فیصلہ کیا کہ ایک دن صرف ناقہ جنگل مین جاکر کہایا پیا کرے اور شہر کے تمام مویشی اپنے اپنے گہرون مین رہا کرین۔ اور ایک دن دیگر تمام مویشی چرتے رہین اور ناقہ جنگل مین نہ جایا کرے۔ چندروز ایسا ہوا لیکن قوم ثمود پر یہ بہی گران گزرا اور تمام قوم کے مشورہ سے ایک نہایت شقی آدمی (قدار بن سالف) نے ناقہ کی کونچین کاٹ لین۔ اور وہ ہلاک ہوگئی۔ حضرت صالح نے خبر پاکر قوم سے فرمایا کہ اے بدبختو اگر عذاب الہی سے بچنا چاہتے ہو تو اُسکے بچے کو ڈہونڈو اور اُسکی خدمت کرو ورنہ سب کے سب ہلاک ہو جاؤگے لیکن ماں کے ہلاک ہوتے ہی بچہ اُسی پہاڑ کی طرف بہاگا اور پتہر نے پہٹکر اُسے اپنے اندر لیا۔ لوگون نے بہت ڈہونڈہا مگر اسکا پتا اب کہان تہا اسکے بعد حضرت صالح نے فرمایا کہ تین دن کے بعد تم ہلاک ہو جاؤگے چنانچہ صالح وہان سے باہر چلے گئے اور تین دن کے بعد حضرت جبرئیل نے ایک چنگہاڑ ماری جسکے صدمہ سے اُن سب کے کلیجے پہٹ گئے۔ مفصل قصہ مثنوی ہی کے اشعار مین آیندہ آنیوالا ہے۔

ناقۂ صالح چو جسم صالحان	شد کمینے در ہلاک طالحان
ترجمہ: ناقہ صالح بشکل صالحان	تہا کمین گاہ ہلاک طالحان

شرح یعنے ناقۂ صالح علیہ السلام جو صالحون اور نیکون کے جسم کے مانند تہا قوم ثمود کی ہلاکت کیلئے حیلہ یا ٹٹی بنگیا یعنے جسطرح صالحین (انبیاء اولیاء) کے ظاہری جسمون کو ایذا پہنچاکر اور تکلیفین دیکر کفار واشقیا خود دنیوی واُخروی عذاب مین مبتلا ہو جاتے ہین اسیطرح ناقہ کے جسم کو ستاکر قوم ثمود ہلاک ہوگئی۔

تا بران امت ز حکم مرگ و درد	ناقۃ اللہ وسقیاہا چہ کرد
ترجمہ: منکرون کے ساتہ مرگ و درد سے	ناقۃ اللہ نے کیا کیا دیکہہ لے

شرح یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے فقال لھم رسول اللہ ناقۃ اللہ وسقیاھا یعنے خدا کے پیغمبر (حضرت صالح) نے قوم ثمود سے یہ کہا کہ ناقۃ اللہ اور اسکے پانی پینے کی رعایت رکھو۔ یعنے اُسے رنج نہ پہنچاؤ اور پانی سے ضرر دکو۔ اسکو اسی فیصلہ پر چھوڑ دو جو پہلے ہو چکا ہے۔ لیکن قوم نے اس حکم کو نہ مانا آخر کار اس حکم کی مخالفت نے اُنکے ساتھ کیسا بُرا سلوک کیا کہ سب کو مرگ و درد کا حکم دیدیا۔ چہ کرد سوال ہے اور حکم مرگ و درد اسکا جواب

	شحنۂ قہر خدا زیشان بجست	خونبہائے اشترے شہرے درست
ترجمہ	قہر یزدانی نے بھر اُسنے لیا	شہر پورا اک شتر کا خونبہا

شرح یعنے خدا کے قہر نے شحنہ (حاکم و منتظم شہر) کی صورت بنکر قوم ثمود سے ایک اُشتر (ناقۂ صالح ع) کے خونبہا (قصاص) میں پورے ایک شہر کو لے لیا۔ یعنے مسلمانوں کے سوا تمام قوم ثمود کو ہلاک کر دیا۔

	روح ہمچون صالح وتن ناقہ است	روح اندر وصل تن در فاقہ است
ترجمہ	روح اک صالح ہے اور تن ناقہ ہے	روح کو ہے وصل تن کو فاقہ ہے

شرح یعنے انسان کامل یا ولی کی روح عاشق الٰہی ہونے میں حضرت صالح ع کی اور اولیا کے بدن منکرین کی ایذا اُٹھانے میں ناقۂ صالح کے مانند ہیں اولیا کی روحیں عالم وصال الٰہی میں متمکن رہتے ہیں اور بدن ناقۂ صالح ع کی طرح فقر و فاقہ کی مصیبت میں گرفتار رہتے ہیں۔

	روح صالح چون سوار اشتر است	نفس گمرہ مر ورا چون پے بُرست
ترجمہ	روح ہے اُشتر سوار اے مستند	اُسکی کونچین کاٹتا ہے نفس بد

شرح یعنے روح راکب ہے اور بدن اُسکا مرکب اسلیئے روح شتر سوار کی اور بدن شتر یعنے ناقہ کے مانند ہے اور نفس امّارہ اس ناقۂ بدن کی کونچین کاٹنے والا ہے یعنے اعضا سے بد افعالیان صادر کرا کے اُسے دوزخ مین پہنچانے والا ہے اسلیئے نفس بد سے ہمیشہ خوف اور اسکے اطاعت سے گریز کرنا لازم ہے نکتہ جسطرح سوار کو اپنے سواری سے تعلق ہوتا ہے اسیطرح روح کو بدن کے ساتھ تعلق ہے کیونکہ روح کے کمالات (اور امر و نواہی شرعیہ کا بجالانا وغیرہ) تعلق بدن پر موقوف ہین اسلیئے مولانا قدس سرہ نے روح نیک کو سوار اور بدن کو ناقہ کہا ہے بعض نسخون مین روح صالح بر مثال اشتر است ہے اس صورت مین اشتر کے بعد لفظ سوار اسلیئے محذوف مانا جائیگا کہ پچھلے شعر مین مولانا نے تن کو ناقہ فرمایا ہے اور چونکہ بدن مرکب روح ہے اسلیئے اسکو اشتر سوار کہنا چاہیئے آئیندہ اشعار سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ روح کو سوار ہی مانا گیا ہے اور نفس گمراہ منکرین بدن انسان کامل کے آزار کے فکر مین ہے کیونکہ اُنکو یہ گمان ہے کہ بدن ہلاک ہونے سے اُنکی روح بھی فنا ہو جائیگی حالانکہ یہ ناممکن ہے اور یا صرف جسم کو صدمہ پہنچتا ہے روح سالم رہتی

	روح صالح قابل آفات نیست	زخم بر غاقہ بود بر ذات نیست
ترجمہ	روح صالح قابل آفت نہین	زخم تن سے جان کی شامت نہین

شرح ذات سے مراد روح ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ روح نیک قابل آفات نہین ہوتی کیونکہ روح امر ربی ہے اور امر ربی کسی آفت کو اپنی ذات پر قبول نہین کرسکتا خصوصاً اولیاء اللہ کی روح محض نور الٰہی ہے اور نور الٰہی کو منکرین کسیطرح مغلوب نہین کرسکتے۔ چنانچہ آیندہ شعر کے یہی معنے ہین

	روح صالح قابل آزار نیست	نوریزدان سغبۂ کفار نیست
ترجمہ	روح بیشک پاک ہے آزار سے	نور یزدان ہے بری کفار سے

شرح یعنے چونکہ روح نور یزدانی ہے اسیلئے مطیع و مغلوب کفار ہرگز نہین ہوسکتی یہ شعر گذشتہ شعر کے ہم معنی ہے

	حق ازان پیوست با جسمے نہان	تاش آزارند و بینند امتحان
ترجمہ	روح یون جسم ولی مین ہے نہان	تاکہ موذی دیکھہ لین تجہہ امتحان

شرح یہ ایک اعتراض کا جواب ہے۔ سائل کہتا تہا کہ جب اولیاء کی روح نور الٰہی ہے تو اس نور کو جسم خاکی سے کیون متعلق کیا گیا؟ لفظ نہان یا تو لفظ پیوست سے متعلق ہے یا لفظ ازان سے اور حاصل جواب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اسیلئے روح نیک کو مخفی طور پر پیوستۂ جسم اولیاء کیا ہے یا اس سبب مخفی کے باعث روح کو جسم سے پیوست کیا ہے کہ لوگ اولیاء کے جود یا جود سے جسمانی و روحانی فیض اُٹھائین مگر چونکہ اکثر جاہل ازراہ بیخبر کہا ماننے کے بدلے اُنکو ایذا دیتے ہین اسیلئے اولیاء کے اجسام سے ارواح کے متعلق کرنے کا مقصود انجام کار یہ ہوجاتا ہے کہ لوگ اُنکو ستائین اور پہر اللہ تعالےٰ کے اُس امتحان (بلا و مصیبت) کو دیکھہ لین جو اس آزار کے بدلے مین اُنپر نازل ہوتی ہے۔ گویا اولیاء اللہ کا پیدا کرنا فی الواقع اسیلئے تہا کہ مخلوق اُنسے ہدایت حاصل کرے مگر وہ لوگون کے آزار دینے کے باعث مجسم امتحان الٰہی ہوجاتے ہین۔ اسیلئے اُنکو ستانا گویا غضب الٰہی مول لینا ہے۔ بعض نسخون مین جسم خاکی را بدو پیوست جان ہے۔ اس صورت مین جان سے مراد ذات الٰہی ہے۔

	بیخبر کازار این آزار اوست	آب این خم متصل با آب جوست
ترجمہ	ہے ستانا اُسکا آزار خدا	نہر سے پانی نہین خم کا جدا

شرح یعنے اولیاء اللہ کے ستانیوالے جاہل اس بات سے بیخبر ہین کہ اولیا کا ستانا گویا خدا کو آزار دینا ہے کیونکہ اولیا متخلق باخلاق اللہ اور صاحبان مرتبۂ فنا فی اللہ و بقا باللہ اور اُسکے خلیفہ برحق ہین۔ اسیلئے خدا اُنکا حامی ہوکر اُنکے دشمنون سے انتقام لیتا ہے۔ حدیث قدسی مین ہے من آذی لی ولیا فقد بارزنی یعنے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ جسنے میرے ولی کو ستایا گویا اُسنے میرا مقابلہ کیا۔ اور قرآن مجید مین اللہ تعالےٰ نے رسول کو

محبت کو اپنی محبت اور انکی ایذا کو اپنی ایذا فرمایا ہے اسلیئے اولیاء اللہ کے مرتبہ کو ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھنا چاہیئے ۔

زان تعلق کرد با جسمش اله ‖ تا کہ گردد جملہ عالم را پناہ

ترجمہ — جسم سے جان کو ملاتا ہے الہ ‖ تا کہ ہو وہ سارے عالم کی پناہ

شرح انسان کامل کی روح کو اسکے بدن سے متعلق کرنے میں اللہ تعالےٰ کی بیشمار حکمتیں مخفی ہیں انمیں سے یہاں مولانا قدس سرہ نے ایک حکمت کا تذکرہ فرمایا ہے وہ یہ کہ اللہ تعالےٰ نے انسان کامل کے بدن سے روح کو اسلیئے متعلق کیا ہے تاکہ وہ تمام عالم کے لیئے پناہ بنجاوے کیونکہ نظام عالم اسیوقت تک قائم ہے جب تک انسان کامل موجود ہے دنیا اور مافیہا اور تمام نظام عالم اور کل موجودات اسیوقت تک قائم ہیں جب تک خلیفۂ الٰہی باقی ہے قرآن مجید میں ہے وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ یعنے ای محمد جبتک تم موجود ہو خدا کافران مکہ کو عذاب نہ کریگا۔ وجود انبیاء و اولیاء کے باعث تمام عالم کو پناہ ملتی ہے کیونکہ وہ نفس و شیطان کے مکر سے بچنے کے رستے دکہاکر لوگوں کو دوزخ سے محفوظ رکھتے ہیں۔

کس نیابد بر دل ایشان ظفر ‖ بر صدف آید ضرر نے بر گہر

ترجمہ — انکے دل پر کون پاتا ہے ظفر ‖ ہے صدف صد پارہ گوہر بے ضرر

شرح یعنے اولیاء اللہ کے دل پر نفس و شیطان میں سے کوئی غلبہ نہیں پا سکتا۔ کیونکہ وہ خدا کے خاص بندے ہیں اور خدا اپنے خاص بندوں کے حق میں فرما چکا ہے۔ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ ۔ یعنے اے ابلیس تجہے میرے خاص بندوں پر غلبہ حاصل نہوگا۔ اور اگر شیاطین انس و جن انکو ضرر پہنچائینگے تو یہ ایذا صرف بدن کو پہنچیگی۔ روح کو کسی قسم کا صدمہ نہوگا جیسا کہ آفتیں سبب پر آتی ہیں موتی اس سے محفوظ رہتا ہے یہیں اولیاء کے بدن کو سبب سے اور روح کو موتی سے تشبیہ دیگئی ہے ۔

ناقۂ جسم ولی را بندہ باش ‖ تا شوی با روح صالح خواجہ تاش

ترجمہ — ناقۂ جسم ولی کا بندہ بن ‖ صالحوں کا خواجہ تاش اے خواجہ بن

شرح یعنے ناقۂ جسم اولیاء کا بندہ بن۔ انہیں کسیطرح کا جسمانی آزار نہ پہنچا باطنی عظمت دل میں رکھنے کے علاوہ انکی ظاہری تعظیم بجا لاتا رہ تاکہ تو انکی روح کا جو حضرت صالح کی مانند ہے شریک حال ہوجاوے اور مرتبۂ کمال تک جا پہنچے۔ یہ شعر بطور نصیحت عامہ ہے۔ اور خاص مولانا کا مقولہ ہے

گفت صالح چونکہ کردید این حسد ‖ بعد سہ روز از خدا نقمت رسد

ترجمہ — بولے صالح گر ہو تم کامیاب ‖ تین دن کے بعد آئیگا عذاب

شرح یہاں سے حضرت صالحؑ اور انکے ناقہ کے قصہ کی طرف رجوع ہوا ہے۔ اور لفظ کردید اگر بکاف فارسی ہے

واحد غائب ہے اور ضمیر این ناقہ کیجانب ہے - اور اگر بکاف عجمی ہے تو صیغہ جمع حاضر ہے اور کرد یعنے ہلاک کر دیا ہے اور این جد سے ناقہ مراد ہے یعنے حضرت صالح نے کونچین کاٹ دینے کے بعد قوم ثمود سے یہ کہا کہ چونکہ یہ ناقہ تمہارے فعل سے جسم بے روح ہوگیا ہے یا تمنے اسکو ہلاک کر دیا ہے اسکا بدلہ یہ ہوگا کہ آج سے تین دن کے بعد خدا کی طرف سے تم پر عذاب الٰہی نازل ہوگا نقمت بالکسر بمعنے عذاب ہے یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے فَعَقَرُوهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوا فِي دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ یعنے جب قوم ثمود نے ناقہ کو ہلاک کر دیا تو صالحؑ نے یہ فرمایا کہ تم صرف تین دن تک اپنے گھرون مین آرام کرسکتے ہو نکتہ باوجودیکہ قوم ثمود کے سرکش کافر ناقۃ اللہ کو ہلاک کرچکے تھے تاہم عذاب کے لیئے تین دن کی مہلت اسلیئے دیگئی کہ وہ زیادہ شرارت اور حضرت صالح کی عداوت کے باعث کامل طور سے سزاوار عذاب ہوجائین اور حجت الٰہی بالکل تمام ہوجائے۔

	بعد سہ روز از خدائے جان ستان	آفتے آید کہ دارد سہ نشان
ترجمہ	یعنے آئیگا عذاب جان ستان	تین دن مین تین ہین جسکے نشان

شرح حضرت صالح کا قول ہے - یعنے تین روز کے بعد جان کے لینے والے (اللہ تعالےٰ) کی طرف سے ایک آفت آئیگی جسکی تین علامتین ہونگی - جو اگلے شعر مین مذکور ہین۔

	رنگ روئے جملہ تان گردد دگر	رنگ رنگِ مختلف اندر نظر
ترجمہ	رنگ چہرہ اور ہوگا سربسر	مختلف رنگون مین آئیگا نظر

شرح دوسرے مصرع مین رنگ مختلف - لفظ رنگ کا بدل واقع ہوا ہے - یعنے اے قوم ثمود تم سب کے چہرونکا رنگ بدلجائیگا اور جو رنگ آج ہے وہ کل برنگ مختلف نظر آئیگا - مثلاً آج زرد ہوگا کل سرخ - پرسون سیاہ - اسکے بعد سب ہلاک ہوجاؤ گے۔

	روز اول روئے تان چون زعفران	در دوم رو سرخ ہمچون ارغوان
ترجمہ	پہلے دن ہوگا برنگ زعفران	دوسرے دن سرخ شکلِ ارغوان
	در سوم گردد ہمہ روہا سیاہ	بعد از ان اندر رسد قہر آلہ
ترجمہ	تیسرے دن سب کے منہ ہونگے سیاہ	اسکے بعد آجائیگا قہر آلہ

شرح یعنے پہلے دن تمہارے چہرے زعفران کی طرح زرد اور دوسرے دن ارغوان (گل سرخ رنگ) کی طرح سرخ - اور تیسرے دن بالکل سیاہ ہوجائینگے - اور اسکے بعد خدا کا قہر یا عذاب الٰہی نازل ہوگا اور تم سب کے سب ہلاک ہوجاؤگے - چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

گر نشان خواہید از من زین وعید ۔ کرۂ ناقہ بسوئے کہ دوید

ترجمہ: چاہتے ہو گر نشان آشکار ۔ جا رہا ہے بچہ سوئے کوہسار

شرح حضرت صالح فرماتے ہین کہ اگر تم مجسے اس وعید و وعدۂ بد یعنے عذاب الٰہی کا کوئی نشان معلوم کرنا چاہتے تو وہ یہ ہے کہ اس ناقہ کا بچہ پہاڑ کی طرف بھاگ گیا ہوگا جو شاید اب تمہارے ہاتہ نہ آئے لیکن حتی الامکان اُسکے پکڑنے کی کوشش کرو۔ ورنہ عذاب الٰہی نازل ہونے مین شک نہین رہا۔

گر توانید ش گرفتن چارہ ہست ۔ ورنہ خود مرغ اُمید از دام جست

ترجمہ: اُسکو گر پکڑو تو ہے تدبیر کار ۔ ورنہ چھوٹا دام سے مرغ شکار

شرح یعنے اگر تم اُس بچہ کو پکڑ سکتے ہو تو چارۂ کار (عذاب الٰہی سے نجات کا سامان) ہو سکتا ہے ورنہ یہ سمجہو کہ مرغ اُمید نجات ۔ دام سے چھوٹ گیا ہے جو اب کسیطرح ہاتہہ نہ آئیگا اور تم ہرگز عذاب سے نہ بچ سکوگے۔

چون شنیدند این ازو جملہ بتک ۔ در پئے اشتر دویدندے چو سگ

ترجمہ: سُنکر اسکو بہاگ نکلے اسطرح ۔ اونٹ کے پیچھے ہو کتا جسطرح

شرح یعنے قوم ثمود کے لوگ حضرت صالح سے یہ سُنکر بچہ کی تلاش مین اسطرح دوڑے جسطرح کتا شکار کے پیچھے دوڑتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ انکو عذاب الٰہی کا یقین ہو گیا تہا۔ باوجود ایمان نہ لانا پرلے درجہ کا کفر ہے

کس نتانست اندران کرہ رسید ۔ رفت در کہسار ہا شد ناپدید

ترجمہ: پر کہان ملتی تہی بچہ کی رسید ۔ ہو گیا کہسار مین وہ ناپدید

شرح یعنے دوڑنے والون سے کوئی اُس بچہ کو نہ پکڑ سکا اور وہ پہاڑون مین جاکر بالکل غائب ہو گیا۔

ہمچو روح پاک کو از ننگ تن ۔ میگریزد جانب رب المنن

ترجمہ: جسطرح جان چہوڑکر ننگ بدن ۔ بہاگتی ہے سوئے رب ذی المنن

شرح یہ مولانا کا مقولہ ہے یعنے وہ بچہ پہاڑ کی طرف اسطرح بہاگا جسطرح کوئی پاک روح ننگ بدن سے رہائی پاکر اللہ تعالےٰ کی طرف بہاگتی ہے اور مشاہدۂ جمال مین مستغرق ہوکر پہر جسم مین آنا پسند نہین کرتی۔

گفت دیدید این قضا مبرم شدست ۔ صورت اُمید را گردن زدست

ترجمہ: بولے پہر صالح یہ مبرم ہے قضا ۔ صورت اُمید ہے بالکل فنا

ترجمہ یعنے جب بچہ ناقہ باوجود تلاش نہ ملا تو حضرت صالح نے یہ فرمایا کہ اے لوگو تم عنقریب دیکہ لوگے کہ یہ وعدۂ عذاب الٰہی قضائے مبرم (محکم و مضبوط) ہے جو کسیطرح نہین ٹلیگا اور اسنے اُمید نجات کو گردن مار دیا ہے اب تم ہرگز نجات نہین پا سکتے۔ نتیجہ یہان سے یہ نکلتا ہے کہ قضائے مبرم کسیطرح نہین ٹلتی اور اُسکے خلاف کسی نبی یا

ولی کی دعا مستجاب نہین ہوسکتی - اور مولانا قدس سرہ جو اس سے پہلے یہ شعر لکھہ چکے ہین کہ - اولیارا ہست قدرت از آلہ تیر جستہ بازگرداننذ زراہ - یعنے اولیا کو اتنی طاقت ہے کہ کمان سے نکلے ہوئے تیر کو رستہ سے واپس پھیر دیتے ہین - اسکے یہ معنے ہین کہ قضائے معلق اُنکی دعا سے واپس ہو جاتی ہے - یہ مطلب نہین ہے کہ وہ قضائے مبرم کو بھی پھیر سکتے ہین - چنانچہ اسکی شرح اپنے موقع پر گذر چکی ہے -

کرۂ ناقہ چہ باشد خاطرش | کہ بجا آرید ز احسان و برش

ترجمہ: بچۂ ناقہ ولی کا دل سمجھہ | نیکی و احسان سے اُسکا پاس رکھہ

شرح یہ اور اسکے بعد کا شعر مولانا کا مقولہ ہے جو نصیحت عوام پر مبنی ہے یعنے باطنی طور پر بچۂ ناقہ سے مراد ولی کامل کا دل ہے مطلب یہ کہ اگر تمنے ولی کو ستایا ہے تو اب بھی اُسکے دل کو قرار دینا چاہیے اور اُسکے ساتھ احسان اور نیکی کرنی چاہیئے ورنہ ضرور عذاب الٰہی نازل ہوگا - بِرّ بکسر بائے موحدہ بمعنے نکوکاری ہے نیز ممکن ہے کہ یہ شعر صالح علیہ السلام کا مقولہ ہون اسصورت مین خاطرش کی ضمیر شین - کرہ کی جانب - اور برش کی ضمیر خاطر کی طرف راجع ہے یعنے صالحؑ نے یہ فرمایا کہ بچۂ ناقہ کی تلاش کرنے سے میرا یہ مطلب ہے کہ تم اسکو بچہ کے اُسکے دل کی نگہبانی کرو - یعنے چارہ پانی سے اُسکی خبر لیتے رہو اور اُسکے ساتھ ایسا سلوک نہ کرو جیساکہ اُسکی ماں کے ساتھ کیا ہے -

گر بجا آید دلش رستید از ان | ورنہ نومید ید وساعد ہا گزان

ترجمہ: گر قرار آجائے اُسے تو ہے نجات | کاٹ کھاؤگے دگرنہ اپنے ہات

شرح اگر اسکو مولانا کا قول کہیئے تو ضمیر دلش ولی کی طرف اور اگر حضرت صالحؑ کا قول ہے تو بچۂ ناقہ کی طرف راجع ہے مطلب یہ کہ اگر ستانے کے بعد تمنے ولی کے دل یا بچۂ ناقہ کو رضامند رکھا اور اسکے ساتھ نیک سلوک کیا تو عذاب الٰہی سے نجات حاصل کرلوگے ورنہ بحالت ناامیدی نہایت پشیمان ہوگی اور وقت نزول عذاب اپنے ہاتھہ کاٹ کاٹ کھاؤگے - نہایت پچتاؤگے مگر اُسوقت کی پشیمانی بیکار رہوگی -

چون شنیدند آن وعید منکدر | چشم بنہادند آنرا منتظر

ترجمہ: سُنکے صالح سے وعیدِ منکدر | اُسکی آمد کے رہے سب منتظر

شرح یعنے قوم ثمود وعید منکدر ووعدۂ تیرہ و تار متعلق بعذاب الٰہی سُنکر اُسکے نازل ہونے کا انتظار کرنے لگی

روز اول روئے خود دیدند زرد | مے زدند از ناامیدی آہ سرد

ترجمہ: روز اول چہرے اُن سب کے تھے زرد | یاس سے بھرنے لگے سب آہ سرد

شرح یعنے حسب فرمان حضرت صالحؑ پہلے دن اُنکے منہ زرد ہوگئے - اور ناامیدی کے باعث سرد آہین بھرنے

لگے نزول عذاب کا یقین ہونے لگا۔ اور نجات کی اُمید منقطع ہوگئی

	شد روئے ہمہ روز دوم سرخ	نوبت اُمید و توبہ گشت گم	
ترجمہ	لال چہرے ہو گئے روز دوم	نوبت اُمید و توبہ سب سے گم	

شرح یعنے دوسرے دن سب کے منہ سرخ ہوگئے اور نوبت اُمید و توبہ بالکل جاتی رہی کیونکہ جسوقت عذاب الٰہی کے آثار نظر آنے لگتے ہیں اُسوقت توبہ قبول نہیں ہوتی اور عذاب سے نجات ہرگز نہیں ملتی

	شد سیہ روز سوم روئے ہمہ	حکم صالح راست شد بے ملحمہ	
ترجمہ	تیسرے دن ہوگئے سب روسیاہ	حکم صالح سچ ہوا بے اشتباہ	

شرح یعنے تیسرے دن سب کے منہ سیاہ ہوگئے۔ اور حضرت صالحؑ کا حکم بلا خلاف درست ہوگیا بے ملحمہ یعنے بلا جنگ و خلاف ہے۔ چونکہ یہ حکم ازروے وحی دیا گیا تھا اسلیے سچ ہوکر رہا۔

	چون ہمہ در نا اُمیدی سر زدند	ہمچو اُشتر در دو زانو آمدند	
ترجمہ	ہوگئے نا اُمید جب دیکھی اجل	سہمگین ہوکر گرے گھٹنون کے بل	

شرح سرزدن یعنے ظاہر شدن ہے یعنے جبکہ سب پہ نا اُمیدی کے آثار ظاہر ہوگئے تو خوف عذاب کے باعث اونٹ کی طرح گھٹنون کے بل بیٹھ گئے۔ اور عذاب الٰہی سے بھاگنے پر قادر نہو سکے۔ یہانتک کہ سب کے سب ہلاک ہوگئے

	در بیٓ آورد جبریل امین	شرح این زانو زدن را جاثمین	
ترجمہ	لائے ہین قرآن مین جبریل امین	شرح اس گھٹنون کے بل کی جاثمین	

شرح یعنے قرآن مجید مین حضرت جبریل امین نے قوم ثمود کے اس گھٹنون کے بل بیٹھ جانے کی شرح لفظ جاثمین سے کی ہے یہ لفظ اس آیت کی طرف اشارہ کر رہا ہے فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ۔ یعنے حضرت جبریل کی چیخ مارنے کے بعد قوم ثمود کو زلزلے نے پکڑ لیا۔ اور وہ اپنے گھرون مین گھٹنون کے بل گرے ہوے مرکر رہ گئے

	زانو آن دم زن کہ تعلیمت کنند	وز چنین زانو زدن بیمت کنند	
ترجمہ	ہو دم تعلیم تو زانو نشین	ایسے دن سے جب ڈرائین اہل دین	

شرح یہ شعر مقولہ مولانا ہے بطور نصیحت عام یعنے زانو کے بل اُسوقت بیٹھ جبکہ مُرشدان کامل تجکو احکام شریعت و معرفت کی تعلیم کرین اور اسطرح کی زانو نشینی سے ڈرائین جو قوم صالح کو نصیب ہوی ہے یعنے دعا و عبادت اور فرمان الٰہی کی تعظیم کی مخالفت سے ڈرانے کے وقت زانو کے بل بیٹھنا فائدہ مند ہے اور جب کہ عذاب الٰہی کے آثار نظر آنے لگین اور موت کا وقت قریب آجاے اُسوقت زانو کے بل بیٹھنا یا نجات کے لیے دعا کرنی بیشک بالکل بیکار ہے۔

منتظر گشتند زخم قہر را — قہر آمد نیست کرد آن شہر را

ترجمہ: دیکھتے رکھتے تھے زخم قہر کو — قہر سے آخر اجاڑا شہر کو

شرح یعنے زانو بل بیٹھکر قوم ثمود جس عذاب کی منتظر تھی اُس عذاب نے نازل ہوکر اُنکے تمام شہر کو نیست نابود کردیا

صالح از خلوت بسوے شہر رفت — شہر دید اندر میان درد و دود

ترجمہ: پھر گئے خلوت سے صالح سوئے شہر — شہر کو دیکھا میان درد و قہر

شرح تفت یعنے گرم و سوختہ سے یہان ہلاکت مراد ہے یعنے حضرت صالحؑ جو عذاب الٰہی کے نازل ہونے سے پہلے شہر سے نکلکر کسی اور جگہ خلوت نشین ہو گئے تھے قوم ثمود کی ہلاکت کے بعد اُنکے شہر مین آئے اور تمام شہر کو درد و ہلاکت مین مبتلا دیکھا۔

نالہ از اجزاے ایشان مے شنید — نوحہ پیدا نوحہ گویان ناپدید

ترجمہ: اُنکے اک اک عضو سے نالے سُنے — نالہ کرنیوالے سب معدوم تھے

شرح یعنے حضرت صالح اُنکے اجزا اعضائے جسمانی سے نالہ کی آواز سنتے تھے اور یہ عجیب بات ہے کہ نوحہ کی آواز آرہی تھی۔ مگر نوحہ کرنے والے ناپدید تھے مطلب یہ کہ قوم ثمود تو سب کی سب ہلاک ہو چکی تھی۔ مگر اُنکا حال اُنپر نوحہ کر رہا تھا۔ اُنکے اعضا اُنکی حالت زار پر رو رہے تھے۔

گریہا از حد گذشت و ہاے ہا — گریہاے جانگزاے دلربا

ترجمہ: حد سے گزرے نالہاے جانگزا — آگیا اُنکے کیے کا سب مزا

شرح یعنے ہلاک ہونے والی قوم ثمود کے گریے جو روح کو زخم پہنچانے اور دلکو اُڑا دینے والے تھے حد سے گزر گئے تھے ان گریون سے وہی گریے مراد ہین جو اُنکے حال سے عیان ہو رہے تھے

راستخوانہاشان شنید آن نالہا — اشک خون از جان شان چون ژالہا

ترجمہ: نالہ کرتین اُنکی ساری ہڈیان — اور اشک خون تھے جان سے روان

شرح یعنے حضرت صالح نے اُنکی ہڈیون سے نالون کی آوازین سُنین اور اُنکی آنکھون سے آسمانی اولون کے مانند خون کے آنسو بہتے دیکھے اشک خون سے یا تو گریہ حالیہ مراد ہے یا ممکن ہے کہ مرتے دم واقعی آنسو نکلے ہون

صالح آن بشنید و گریہ ساز کرد — نوحہ بر نوحہ گران آغاز کرد

ترجمہ: قوم کا یہ حال صالح دیکھکر — رونیوالون پر ہوئے خود نوحہ گر

شرح یعنے حضرت صالح نے نالہ کی آواز سُنکر رونا شروع کردیا اور اُن نوحہ گرون پر از روے ترحم خود نوحہ کرنے لگے صالح علیہ السلام کا یہ نوحہ اُس محبت باطنی کے سبب سے تھا جو پیغمبرونکو اُمت کے ساتھ ہوتی ہے

	گفت اے قوم باطل بستہ	وز شما من پیش حق بگریستہ
ترجمہ	بولے اے باطل پرستو ہے یہ کیا	مین تمہارے جور سے رو رو دیا

شرح یعنے حضرت صالح نے از روے حسرت یا از راہِ عتاب اُنکی نعشون سے یہ خطاب کیا کہ اے قوم ثمود صد حیف تمنے اپنی تمام عمر باطل مین گزاری۔ اور جہوٹے مشغلون مین مصروف رہکر زندگانی کی اور مینے تمہارے ہاتون سے بارہا اللہ تعالے کے سامنے رو رو کر یہ عرض کیا کہ اے خدا انکو راہ راست دکہا لیکن چونکہ تم ازلی بدبخت تہے اسلیئے تمہین میری نصیحت نے کچہ فائدہ نہ دیا۔ یہانتک کہ تم ہلاک ہوگئے نکتہ یہان سے یہ نکلتا ہے کہ ارواح موت کے بعد معدوم نہین ہوتین بلکہ عالم برزخ مین بصورت اعمال خود موجود رہتی ہین یہی وجہ ہے کہ کفار بدر کی نعشون کو خطاب کرکے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تہا کہ اِنَّا وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا یعنے اے کافرو ہمسے جو ہمارے رب نے (فتح) کا وعدہ کیا تہا اُسکو ہمنے سچ پایا۔ پس کیا تمنے بہی اُس وعدہ کو سچ پایا جو تمسے تمہارے رب نے کیا تہا، یہ سُنکر حضرت عمر نے فرمایا کہ یا رسول اللہ کیا مُردے بہی کچہ سُن سکتے ہین؟ آنسرور کائنات نے ارشاد کیا کہ اُس ذات پاک کی قسم جسکے قبضہ مین محمد کی جان ہے یہ نعشین میرے قول کو تمسے زیادہ سُنتے ہین لیکن جواب نہین دیسکتین۔ لیکن اس سے یہ خیال کرنا کہ موتے ہر شخص کا کلام سُن لیتے ہین درست نہین معلوم ہوتا۔ بلکہ یہ تخصیص انبیا کے ساتہ ہے یہی وجہ ہے کہ قوم ثمود کی نعشون نے حضرت صالح کا۔ اور مقتولین بدر نے آنسرور کائنات کا کلام سُن لیا تہا۔

	حق بگفتہ صبر کن بر جورشان	پندشان دہ بس نماند از دورشان
ترجمہ	حکم حق تہا صبر کر میرے حبیب	کر نصیحت موت ہے انکے قریب

شرح حضرت صالح نعشون سے خطاب کرکے فرماتے ہین کہ جب مین خدا کے سامنے اس بات پر روتا تہا کہ میری نصیحتین اُنکے دلون مین اثر نہین کرتین تو وہان سے یہ جواب ملتا تہا کہ اے صالح اُنکی جور و جفا پر صبر کر اور برابر نصیحت کرتا رہ کیونکہ انکی زندگی کا زمانہ اب بہت سا نہین رہا یہ عنقریب ہلاک ہونے والے ہین۔

	من بگفتہ پند شد بند از جفا	شیر پند از مہر جوشد وز صفا
ترجمہ	مین یہ بولا پند اب بالکل ہے بند	جوش زن سے مہر کب ہو شیر پند

شرح یعنے مینے اللہ تعالے سے عرض کیا کہ انکے جور و جفا کے باعث باب نصیحت بند ہوگیا ہے میرے دل سے کوئی ناصحانہ مضمون نہین نکلتا۔ کیونکہ نصیحت کا شیر خالص محبت اور صفائی باطن کے سبب جوش مین آتا ہے اور جب لوگ محبت کے بدلے ناصح کے دشمن بنجائین تو مضمون نصیحت اُسکے ذہن مین نہین ڈالا جاتا۔ یا خدا مین نصیحت کرتے کرتے عاجز آگیا۔ اب مجہے کوئی ناصحانہ مضمون نہین سوجہتا۔

بس کہ گردید از جفا بر جان من	شیر پند افسرد در رگہای من
ترجمہ اسقدر ہونے لگی مجھپر جفا	پند شیر اب سب ٹھٹر کر رہگیا

شرح یعنے ایجا چونکہ محبت کی جگہ قوم ثمود نے مجھے بہت کچھ ستایا ہے اسیلئے نصیحت کا شیر خالص میرے دل و دماغ اور زبان ولب کی رگون مین منجمد ہوگیا ہے یعنے اپنی اپنی جگہ جم کر رہگیا ہے مجھے اب ایسے ظالمون کی نصیحت کا شیر خالص نہین ملتا یعنے نصیحت کا کوئی مضمون نہین سوجہتا مین اُنسے عاجز آگیا ہون۔

حق مرا گفتہ ترا لطفی دہم	بر سر آن زخمہا مرہم نہم
ترجمہ حق نے فرمایا کہ اب ہم لطف سے	دینگے مرہم تیرے زخمون کے لیے

شرح حضرت صالحؑ فرماتے ہین کہ پہر اللہ تعالے نے مجھے کہا کہ اے صالح تو انہین نصیحت کیے جا ہم عنقریب تجھپر مہربانی کرینگے۔ یعنے اس نصیحت کا اجر دینگے اور تیرے زخمون پر مرہم لگائینگے یعنے اُنسے تیرے ستانے کا بدلا لینگے۔ اور بہت جلد انکو سخت عذاب اور تکلیف کے ساتہ ہلاک کردینگے۔

صاف کردہ حق دلم را چون سما	روفتہ از خاطرم جور شما
ترجمہ ہوگیا دل صاف مثل آسمان	یعنے سب جاتارہا رنج نہان

در نصیحت من شدہ بار دگر	گفتہ امثال و سخن ہا چون شکر
ترجمہ پہر نصیحت مینے کی بار دگر	جسکی اک اک بات تہی رشک شکر

شرح یعنے جب اللہ تعالے نے تسلی دیکر میرے دل کو گرد ملال سے آسمان کی طرح صاف کردیا اور تمہارے ظلم سابق کا خیال میری طبیعت مین نہ رہا تو مین بار دگر پہر تمہین نصیحت کرنے پر آمادہ ہوگیا اور بہت سی ایسی مثالین اور کلام جنکو مانند شکر سمجھنا چاہیئے تمہین سنائین مگر تمنے میری ایک نہ مانی۔

شیر تازہ از شکر انگیختہ	شیر و شہدے با شکر آمیختہ
ترجمہ شیر تازہ تہا شکر انگیختہ	شہد و شیر آپسمین تہے آمیختہ

شرح یعنے میری نصیحتین ایسے شیر تازہ کے مانند تہین جو شکر سے پیدا ہوا ہو۔ یا شیر و شکر باہم ملے ہوئے ہون

در شما چون زہر گشتہ آن سخن	زانکہ زہرستان بدید از بیخ و بن
ترجمہ ہوگئی ہر بات میری تمکو زہر	کیونکہ تم خود ہو رہے تہے کم کرہ بہر

شرح یعنے میری میٹہی باتین اور خوشگوار نصیحتین مقتضائے الخبیث عنقر (ہر شی کرلیتا ہے) تمہارے حق مین زہر بنگئین اور اسکا سبب یہ ہے کہ تم جڑ بنیاد سے زہرستان یعنے ازل سے زہر کی کان تہی۔ اسیلئے زہر مین شیرینی ملکر خود زہر بنگئی۔ کیونکہ زہر کا اثر بہت سی شیرینی پر بہی غالب آجاتا ہے۔

	چون شوم غمگین که غم شد سرنگون	غم شما بودید اے قوم حرون
ترجمہ	کیون مین غمگین ہون کہ غم ہے سرنگون	تم مجسم غم تھے اے قوم حرون

شرح حضرت صالح فرماتے ہین کہ اے سرکش قوم اب مین کسلئے غمگین رہون؟ میرے لیے تو تمہاری نافرمانی باعث رنج اور تم خود غم مجسم تھے تمہارے معدوم ہو جانے سے میرے دلکا غم سرنگون ہو گیا ہے بالکل جاتا رہا ہے۔ حرون بمعنے سرکش ہے۔

	ہیچکس بر مرگ غم نوحہ کند	ریش سر چون شد کسے مو بر کند
ترجمہ	مرگ غم پر نوحہ گر ہوتا ہے کون	زخم اچھا ہو تو پھر رتا ہے کون

شرح۔ دونو مصرعون مین استفہام انکاری ہے اور پہلے مین کند بضم الکاف ہے اور دوسرے مین بالفتح یعنے کیا کوئی شخص غم کے مرجانے (معدوم ہونے) پہ نوحہ کیا کرتا ہے؟ ہرگز نہین۔ اور کیا جب کسیکے سر کا زخم اچھا ہو جاتا ہے یا جاتا رہتا ہے تو وہ نوحہ کرکے بال اکھاڑا کرتا ہے، ہرگز نہین بلکہ خوش ہوتا ہے علے ہذا القیاس اے سرکش قوم مین تمہاری ہلاک ہو جانے سے ہرگز غمگین نہین ہون۔

	رو بخود کرد و بگفت اے نوحہ گر	نوحہ ات را مے نیرزد این نفر
ترجمہ	پھر کہا دل سے کہ سن اے نوحہ گر	قابل گریہ نہین ہین یہ بشر

شرح یعنے اسکے بعد صالح نے اپنے دل سے خطاب کر کے یہ فرمایا کہ اے رونے والے یہ قوم اس قابل نہین کہ تو انپر نوحہ کرے۔ کیونکہ سرکشون اور بیدینون کا ہلاک ہی ہو جانا بہتر ہے۔

	کژ مخوان اے راست خوانندہ مبین	کیف آسٰے خلف قوم کافرین
ترجمہ	قول پیغمبر کا ہے اے مرد دین	کسطرح مین کافرون پر ہون حزین

شرح لفظ مبین سے مراد قرآن مبین ہے یعنے اے سیدہی طرح پڑہنے والے قرآن مجید کی آیت کو ٹیڑہا نہ پڑہ یعنے یہ سمجھ کہ کیف آسے علے قوم کافرین خاص حضرت شعیب کا مقولہ ہے۔ بلکہ یہ آیت مقولہ صالح بھی ہو سکتا ہے۔ کیونکہ انبیاء سب کے سب دعوت اسلام مین متحد ہین ایک کا مقولہ اور ارشاد گویا بعینہ دوسرے کا مقولہ ہے حضرت شعیب کی قوم جب نافرمانی کے سبب ہلاک ہو گئی۔ تو انہون نے یہ فرمایا کہ کیف آسے علے قوم کافرین یعنے مین کافرون کے ہلاک ہونے پر کیونکر غم کہاؤن۔ وہ کمبخت اسی قابل تھے۔ مولانا قدس سرہ نے حضرت شعیب کے اس مقولہ کو بنظر اتحاد ارشاد و ارتباط انبیاء علیہم السلام حضرت صالح کی طرف منسوب کر دیا ہے اس صورت مین یہ شعر مولانا کا مقولہ ہے اور لفظ مبین اگر عربی ہے تو بمعنے قرآن مبین ہے اور اگر فارسی ہے تو نہی کا صیغہ اور مخوان کی تاکید ہے یعنے اے آیت کیف آسے علے قوم کافرین کو درست پڑہ

والے تو اس آیت کو ٹیڑہی طرح نہ پڑہ۔ اور ٹیڑہے پن سے نہ دیکھ۔ بلکہ یہ تو سیدہی بات ہے کہ تمام انبیا علیہم السلام کا مقصود ایک ہے اسلئے حضرت شعیبؑ کا مقولہ بعینہ حضرت صالحؑ کا مقولہ ہو سکتا ہے بعض نسخون مین ببین کی جگہ ببین بصیغۂ امر حاضر ہے اسصورت مین یہ شعر حضرت صالح علیہ السلام کا مقولہ ہے۔ یعنے حضرت صالح اپنے دل سے خطاب فرما کر یہ کہتے ہین کہ لے احکام الٰہی کے سیدہی طرح پڑہنے والے تو ہی دیکھ کہ یہ کمبخت غمخواری کے قابل نہین ہین۔ پہر مین انکے ہلاک ہو جانے پر غمگین کیون ہون۔ گویا مولانا قدس سرہ نے دوسرے مصرع مین آیت قرآنی سے قطع نظر حضرت صالحؑ کے مقولہ کو عربی زبان مین نقل کر دیا ہے۔

بازاندر چشم دل او گریہ یافت — رحمت بے علتے بروے بتافت

ترجمہ: آپنے پہر دل مین پایا رحم رب — جلوہ گر رحمت ہوئی پہر بے سبب

شرح یعنے باینہمہ حضرت صالح نے پہر اپنی چشم دل کو نالان پایا۔ اور رحمت بے سبب ردّا ترحم جو کسی پہ بلا سبب ظاہری محض انسانی ہمدردی کے طور پر ہو آپ کے دل پر جلوہ افگن ہوئی۔ یعنے دل بہر آیا۔

قطرہ مے بارید و حیران گشتہ او — قطرۂ بے علت از دریائے جود

ترجمہ: شامل گریہ تہا رحمت کا وجود — تہا یہ گریہ قطرۂ دریائے جود

شرح یعنے صالحؑ کی آنکہون سے جو آنسوون کی قطرے ٹپک رہے تہے وہ خود حیران تہے یا صالحؑ کو حیرت تہی کہ یہ گریۂ بے سبب کیسا ہے دوسرا مصرع مولانا کا مقولہ اور اس حیرت کا جواب ہے یعنے یہ گریۂ بے سبب اُس دریائے کرم سے آیا تہا جو اُمت کی نسبت انبیاء علیہم السلام کے دلون مین جوش زن ہوا کرتا ہے گو کفار انبیاء کے دشمن ہو کر انجام کار ہلاک ہو جاتے ہین مگر نبیون کو انکی اُس حالت پر بہی رحم آجاتا ہے۔

عقل میگفتش کہ این گریہ زچیست — بر چنان افسوسیان باید گریست

ترجمہ: عقل کہتی تہی یہ گریہ کیسلئے — ایسے بیدینون پہ نوحہ کیسلئے

شرح افسوس بمعنے طنز و بازی و ظرافت و مسخرہ و دریغ و حسرت و ظلم و استہزا۔ یہان بمعنے استہزا و ظلم ہے یعنے عقل یہ کہہ رہی تہی کہ اے صالحؑ کیا ایسے ظالمون اور خدا کے احکام سے ہنسی کرنے والون کی موت پر رونا چاہیئے ہرگز نہین یہ کمبخت اسی قابل تہے کہ عذاب مین مبتلا ہو کر ہلاک ہو جائین۔

بر چہ میگرئی بگو بر فعل شان — بر سپاہ کینہ توز فعل سان

ترجمہ: کسپہ تم روتے ہو اُنکے فعل پہ — تہے یہ ظالم پُر جفا و بد عمل

شرح عقل کہہ رہی ہے کہ اے صالحؑ تو کس چیز پہ روتا ہے کیا ان ہلاک ہونے والی قوم کے شور و شر کے فعل پہ کیا اس کینہ رکہنے والی اور بد فعل قوم پہ؟ یہ ہرگز اس قابل نہین۔ فما بکت علیہم السماء والارض یعنے ظالم و بدکار

کی معرفت پر نہ آسمان روتے ہین نہ زمین ۔ اور حدیث شریف مین آچکا ہے کہ نیکون کی موت پر زمین و آسمان
کے ساتھ جن اور فرشتے تک روتے ہین ۔ شر فعل بمعنے بد فعل ۔ ہے

	بر دل تاریک پر زنگار شان	بر زبان ہمچو زہر مار شان
ترجمہ	انکی تیرہ قلب پر زنگار پر	اور زبان بشکل زہر مار پر

شرح یعنے اے صالح کیا تو انکے تاریک و پر زنگار (تیرہ) دل پر روتا ہے ۔ کیا تو انکی ایسی کڑوی زبان پر
روتا ہے جو سانپ کے زہر کے مانند تھی ۔ اور جس سے احکام الٰہی کے خلاف ناشائستہ کلمات نکالا کرتے تھے ۔

	بر دُم و دندان سگسارانہ شان	بر دہان و چشم کژدم خانہ شان
ترجمہ	اُس دم و دندان سگسارانہ پر	اُس دہان و چشم کژدم خانہ پر

شرح سگسار بمعنے مثل سگ یعنے بد و پلید اور لفظ دُم اگر بضم دال مہملہ ہے تو بمعنے پشت ہے اور اگر بالفتح
ہے تو بمعنے خون ہے ۔ یعنے اے صالح کیا تو انکے ایسے دم و دندان پر روتا ہے جو کتون کے مانند ناپاک تھے
اور کیا انکے ایسے دہان و چشم گریہ کرتا ہے جو بچھو کے گھر تھے ۔

	بر ستیز و تسخر و افسوس شان	شکر کن چون کرد حق محبوس شان
ترجمہ	انکے استہزا پر انکی جنگ پر	ہین وہ محبوس جہنم شکر کر

شرح یعنے اے صالح کیا تو انکے اس جنگ و تسخر و استہزا پر روتا ہے جو تیرے اور احکام الٰہی کے ساتھ کیا کرتے
تھے خدا کا شکر کر کہ اُسنے انہین موت کے حصار یا دوزخ کے قید خانہ مین محبوس کر دیا ہے ان سب شعرون مین
استفہام انکاری ہے ۔ یعنے اے صالح تجھے ایسے ناپاک لوگون کے مرنے پر رونا اور افسوس کرنا نچاہیئے ۔

	دست شان کژ پای شان کژ چشم کژ	مہر شان کژ صلح شان کژ خشم کژ
ترجمہ	دست و پا تھے انکے ٹیڑھے چشم کج	مہر کج تھی صلح کج تھی خشم کج

شرح یعنے انکے ہاتھ پانو آنکھین غرضکہ تمام اعضا مرضیات حق مین مستعمل نہوتے تھے اور انکی محبت و صلح
اور غضب و غصہ سب خلاف محل تھا ۔ مہر کی جگہ خشم اور خشم کی جگہ مہر کرتے تھے بدون کے دوست تھے
اور نیکون کے دشمن اسیلیے ہلاک کیے گئے ۔ یہ ایسی ٹیڑھ مین مر گئے ۔

	از پئے تقلید و از رایات نقل	پا نہادہ بر جمال پیر عقل
ترجمہ	باپ داداؤن کی کرتے تھے وہ نقل	بسبب کے سب ناقدردان پیر عقل

شرح رایات نقل ۔ وہ علامتین جو بزرگون سے منقول چلی آتی ہین ۔ یعنے انہون نے اپنے بزرگون کی تقلید اور
اقوال و علامات منقولۂ اسلاف کے سبب جمال پیر عقل کو پامال کر دیا تھا یعنے حسب فحوائے بَلْ نَتَّبِعُ مَا اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَائَنَا

دیکھتو کسی رستہ کی پیروی کرینگے جسپر ہمنے اپنے بزرگون کو پایا ہے) اُنہون نے اپنی عقل کو ضایع کر دیا تہا نیز ممکن ہے کہ پیر عقل سے مراد حضرت صالح ہون جنکی تحقیر کی گئی تہی ۔

	پیر خر نے جملہ گشتہ پیر خر		از زبان و چشم و گوش و ہم دگر
ترجمہ	تہے وہ سب بے پیر گویا پیر خر		پیر یکدیگر خریدہ یک دگر

شرح ۔ مصرع اول مین سیر مصرع کا پیر خر اسم فاعل ترکیبی ہے بمعنے خریدار پیر اور نے حرف نفی ہے ۔ اور آخر مصرع مین پیر خر موصوف وصفت ہے بمعنے خر ضعیف و کہن سال اور دوسرا مصرع پیر خر نے سے متعلق ہے اور ہم دگر بمعنے اعضائے دیگر ہے ۔ یعنے قوم ثمود کے لوگ اپنے پیر و مرشد یعنے حضرت صالح کے خریدار نہ تہے نہ تو اُنہون نے زبان سے خریدا کیونکہ اُنکی رسالت کا اقرار نکیا ۔ اور نہ آنکھون سے خریدا یعنے اُنکے اس معجزہ کو نہ دیکہا جو نبوت صالح پر روشن دلیل تہی اور نہ کانو سے خریدا یعنے آواز حق نہ سُنی نیز دیگر اعضا سے بہی نہ خریدا ۔ یعنے پانو سے حق کی طرف نہ چلے ۔ اور ہاتہون سے آیات اور احکام الٰہی کو نہ سنبہالا ۔ بلکہ وہ بالکل خر پیر یعنے بیوقوف نکمّے اور کہن سال گدہے کی مانند تہے نیز ممکن ہے کہ دوسرا مصرع پیر خر کے متعلق ہو ۔ یعنے یہ لوگ ایک دوسرے کی زبان و چشم و گوش کے سبب پیر بنگئی تہی ہر شخص دوسرے کو اہل کمال جان کر حضرت صالحؑ کے پروانہ کرتا تہا ۔ یعنے آپسمین ایک دوسرے کو زبان سے اچہا کہتا تہا اور آنکھ سے کامل اور بزرگ دیکھتا تہا اور کان سے اُسکے مقولہ کو بسماعت قبول سُنتا تہا ۔ مگر اسصورت مین گوش ہمدگر بلا واو عطف ہے ۔ اور یہ دونون مطلب نہایت چسپان ہین جو شعر کے لفظون سے نکلتے ہین

تفسیر آیہ کریمہ مرج البحرین یلتقیان بینہما برزخ لا یبغیان

ترجمہ اس آیت کی تفسیر کہ اللہ تعالیٰ نے دو دریا جاری کیئے ہین جو باہم ملتے ہین مگر دونون مین ایک حائل ہے جسکے باعث ایک دوسرے پر غالب نہین ہوسکتے ۔ میٹہا دریا الگ بہتا ہے اور کہاری الگ دونوکی دہارین جدا جدا ہین ۔

شرح اس آیت کی تفسیر کہ اللہ تعالیٰ نے دو دریا جاری کیئے ہین جو باہم ملتے ہین مگر دونون حائل ہے اس سے پہلے ہی گذر چکی ہے چونکہ مولانا نے یہان اسکو عنوان ہی مین درج فرمایا ہے لہٰذا شرح کی ضرورت ہے تاکہ آئیندہ اشعار اچہی طرح سمجہہ مین آجائین مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ نے دو دریا جاری کیئے ہین ایک شور و تلخ اور ایک شیرین و خوشگوار یہ دونوایک جگہ جا کر ملتے ہین مگر دونون مین ایک قدرتی برزخ اور حائل ہے کہ ایک دوسرے پر غالب نہین ہونے پاتا یہ برزخ قدرت الٰہی ہے اہل تفسیر نے ان دو دریاؤن سے بحر روم اور بحر فارس مراد لیا ہے جو بحر محیط مین جا کر ملتے ہین اور دونون کی دہارین باوجود اختلاط الگ الگ معلوم ہوتے ہین ایک شیرین ہے اور ایک تلخ لیکن معنوی طور پر دریائے شیرین سے بحر روحانی اور انبیا و اولیا اور دریائے تلخ سے بحر جسمانی اور کفار و فجار مراد ہین ان دونون کے بیچ مین قلب انسانی حائل ہے ۔ اگرچہ

یہ دونو دریا دنیا مین آکر ملگئے ہین مگر قلب ایسا حائل ہے کہ ایک کو دوسرے پر غالب نہین ہونے دیتا۔ اگر ایک دوسرے پر غالب آجائین تو عالم روحانی وجسمانی ایک ہوجائے حالانکہ یہ باطل ہے کیونکہ بحر روحانی نور محض ہونے کے باعث بحر جسمانی کو جو سراسر کثیف ہے اپنے مین جگہ نہین دیتا اور بحر جسمانی اپنی کثافت کے باعث روحانی کے اختلاط سے خودشرمندہ اور باقی باقی ہے۔ مگر اتنی بات ضرور ہے کہ چونکہ یہ دونو دریا ملگئے ہین اسلیئے انکی تمیز ہر ایک سے نہین ہوسکتی۔ انہی مضمون کو مولانا آگے بیان کرتے ہین۔

	از بہشت آورد یزدان بردگان	تا نماید شان سقر پروردگان
ترجمہ	خلد سے بندون کو لایا ذو الجلال	تا سقر والون کا کچھ دکھلائے حال

شرح بعض نسخون مین بردگان کی جگہ بندگان ہے یعنے غلامان سقر پروردگان (دوزخ کے پلے ہوئے) کفار وفجار ہین اور بندگان یا بردگان سے اہل ایمان مراد ہین۔ مطلب یہ کہ اللہ تعالے آدم اور انکی اولاد صالح کو بہشت سے اسلیئے دنیا مین لایا ہے کہ انکو کفار قابل نار کی حالت دکھائے۔ اور یہ بات معلوم کرائے کہ وہ بھی صورت مین تم ہی جیسے ہین مگر باعتبار [illegible] تم مین اور انہین بہت فرق ہے جسکی مفصل آیندہ آنیوالی ہے

	اہل نار وخلد را بین ہمدکان	درمیان شان برزخ لا یبغیان
ترجمہ	اہل نار وخلد ہین سب ایک سان	بیچ مین ہے برزخ لا یبغیان

شرح ہمدکان یعنے مقارن ومصاحب در صورت انسانی اور دکان سے مراد دیتا ہے یعنے گو اہل نار واہل خلد (کفار ومومنین) صورت انسانی مین ایک دوسرے کے مقارن ہین مگر ان دونون کے مابین ایک حائل اور پردہ موجود ہے جو ایک کو دوسرے پر غالب آجانے سے روکتا ہے اس برزخ اور حائل کا نام قلب ہے گو باعتبار قالب کفار ومومنین اتحاد رکھتے ہین مگر باعتبار قلب جدا جدا ہین کیونکہ اہل ایمان کا قلب مظہر اسمائے جمالی ہے کفار کا قلب مظہر اسمائے قہری ہے اسلیئے یہ دونو معنوی طور پر اختلاط نہین رکھتے۔

	اہل نار واہل نور آمیختہ	درمیان شان کوہ قاف انگیختہ
ترجمہ	ہین بہم گو اہل نار و اہل نور	انمین انمین ہے مگر اک راہ دور

شرح یعنے گو اہل نار ونور باعتبار صورت انسانی باہم مختلط اور ملے جلے ہین مگر دونون گویا معنوی کوہ قاف حائل ہے یعنے سیرت مین فرق عظیم ہے۔ وہ اور چیز ہین اور یہ دیگر شے ہین۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

	اہل نار ونور با ہم درمیان	درمیان شان بحر ژرف بیکران
ترجمہ	اہل نار ونور ہین باہم مگر	فرق ہے دونون مین بیشک سربسر

شرح یعنے گو اہل نار ونور دنیا مین ظاہری اختلاط رکھتے ہین۔ لیکن فی الواقع انمین ایک دریائے عمیق حائل ہے

جنسے دونون کو جدا کر کے کہا ہے بحر ژرف سے مراد قلب انسانی ہے کیونکہ اہل نور کا قلب دریائے بیکران معرفت و حقیقت ہے اور اہل نار کا دریائے حب دنیا و شہوت۔ اگر کوئی یہ کہے کہ ایک شئے کا مختلط اور جدا ہونا کیونکر ممکن ہے اجتماع نقیضین ہرگز نہین ہوسکتا۔ اسکا جواب آئندہ شعر مین ہے۔

	ہمچو در کان خاک و زر کرد اختلاط		درمیان شان صد بیابان رباط
ترجمہ	جس طرح معدن مین باہم خاک و زر		مختلط ہو کر ہین ضد یکدگر

شرح لفظ رباط بمعنے کمینگاہ دشمن ہے۔ مراد یہ کہ اہل نار و نور کے ظاہری اختلاط اور باطنی جدائی کی ایسی مثال ہے جیسا کہ معدن مین سونا اور خاک کہ دو نو ملکر رہتے ہین مگر فی الواقع دونون مین بہت بڑا بعد ہے خاک کو سونے سے کچھ بھی نسبت نہین۔ اسیطرح نیک و بد مین باعتبار معنے فرق عظیم ہے اگرچہ دنیا مین دونو ایک جگہ ہین۔

	ہمچنانکہ عقد در دُرّ و شبہ		مختلط چون میہمان یک شبہ
ترجمہ	اک لڑی مین جسطرح پو ہتہ اور گہر		مہمان اک شب کے ہین ایسے پڑ ہے ہر

شرح عقد بکسر العین۔ بمعنے گلوبند زنان شبہ در مصرع اول بمعنے پوتہہ و در مصرع ثانی شبہ بفتح شین منسوب بہ شب یہ اہل نار و نور کے ظاہری اختلاط اور معنوی افتراق کی دوسری مثال ہے اور عقد در بمعنے در عقد ہے مطلب یہ کہ اہل نار و نور کے ظاہری اختلاط کی ایسی مثال ہے جیسا کہ موتیون اور پوتھونکا گلوبند جسمین موتی اور پوتہین اسطرح مختلط ہین جسطرح کسی سرائے مین چند مسافر ایک شب کے لیئے مہمان ہوجاتے ہین علے ہذا القیاس دنیا کے گلے مین اہل نار و نور کا گلوبند پڑا ہوا ہے۔ اگرچہ یہ گلوبند موتیون اور پوتھون کے ملنے جلنے کے باعث ایک شئے ہوگیا ہے مگر درحقیقت موتیون اور پوتھون مین باطنی فرق بہت ہے

	صالح و طالح بصورت مشتبہ		دیدہ بکشا بو کہ گردی منتبہ
ترجمہ	شکل مین گو نیک و بد ہین مشتبہ		کہول آنکہین تاکہ ہو تو منتبہ

شرح یعنے گو نیک و بد صورت انسانی مین باہم مشابہ اور ایکسان دکہائی دیتی ہین مگر اے مخاطب آنکہہ کہولکر دیکہہ تاکہ تو اس بات سے آگاہ (باخبر) ہوجاوے کہ ان دونو مین معنوی اتحاد نہین ہے۔ لفظ بو۔ بود کا مخفف ہے

	بحر را نیمیش شیرین چون شکر		طعم شیرین رنگ روشن چون قمر
ترجمہ	نصف ہے دریا کا مانند شکر		ذائقہ میٹہا ہے رنگت ہے قمر

شرح لفظ بحر را اُس صیغہ امر (ہین) کا مفعول ہے جو اہل نار و خلد رامین ہمارکان مین واقع ہوا ہے۔

	نیم دیگر تلخ ہمچون زہر مار		طعم تلخ و رنگ مظلم قیروار
ترجمہ	نصف دیگر تلخ ہے جیون زہر مار		ذائقہ کڑوا ہے رنگ اُسکا ہے نار

شرح یعنے انکا طالب اس دریائے معنوی کو دیکھے کہ ایک اسکا آدھا شکر کے مانند شیرین اور خوش ذائقہ ہے اور اسکا پانی چاند کی طرح صاف و شفاف ہے۔ اور دوسرا آدھا سانپ کے زہر کے مانند تلخ اور بدمزہ ہے اور اسکا پانی قیر (روغن سیاہ رنگ) کی طرح کالا ہے۔ بحر شیرین سے انبیا و اولیا اور تلخ سے کفار و فجار مراد ہین۔

	ہر دو بر ہم مے زنند از تحت و اوج	بر مثال آب دریا موج موج	
ترجمہ	گاہ سوئے تحت ہین گہ سوئے اوج	آب دریا کی طرح سے موج موج	

شرح برہم زدن دریا کے پانی کا تھپیڑے مارنا۔ اور لفظ موج موج یعنے موج بر موج لفظ زنند کی ضمیر سے حال واقع ہوا ہے۔ یعنے اہل نار و نور آپسمین مختلط ہین اور انکی مثال ایسی ہے جیسا کہ دریا کا پانی کہ موج بر موج اور نیچے سے اوپر اوپر سے نیچے ہوتا رہتا ہے حاصل یہ کہ ان دونو فرقون کی ایسی مثال ہے جیسے کہ پانی کی لطمہ زن موجین کہ ایک دوسرے کے اوپر تلے ہوتی رہتی ہین اور اسحالت مین امواج کی تمیز غیر ممکن ہے۔ لیکن یہ اختلاط ظاہری ہے فی الواقع دونو الگ الگ ہین۔ چنانچہ اگلے شعر مین مولانا انکی تمیز اور تفرقہ کی بابت خود اشارہ فرماتے ہین

	صورت برہم زدن از چشم تنگ	اختلاط جانہا در صلح و جنگ	
ترجمہ	انکو باہم دیکھتی ہے چشم تنگ	کیونکہ ہین دونو شریک صلح و جنگ	

شرح اس شعر مین دوسرے مصرع سے واو عطف محذوف اور یہ مصرع برہم زدن پر معطوف ہے عطف معطوف ملکر مبتدا اور از چشم تنگ خبر ہے یعنے اہل نار و اہل نور کا باہمی اختلاط یا ظاہری میل جول اور انکی جانون کی ظاہری الفت و یگانگت جو دنیا کے برے بھلے معاملات مین ہے یہ چشم تنگ سے ناشی ہوئی ہے یعنے جو شخص چشم ظاہر بین جو بہ نسبت چشم باطنی تنگ ہے ان دونون فرقون کا حال ملاحظہ کریگا وہ انکو صلح و جنگ اور دنیوی معاملات مین باہم مختلط پاویگا بخلاف اس شخص کے جو چشم باطن سے دیکھیگا وہ فرق عظیم معلوم کریگا بعض نسخون مین چشم بجیم فارسی و شین منقوطہ کی جگہ جسم بجیم عربی و سین مہملہ دیکھا گیا ہے۔ اسصورت مین جسم تنگ سے قید جسم خاکی مراد ہے یعنے جو شخص جسم تنگ کے قید مین ہے اور اسکی خیالات کو ایسی وسعت نہین جو روحانیون کو ہوتی ہے وہ اہل نار و نور کو مختلط جانیگا ورنہ یہ ظاہری جسم مین مختلط ہین اور باعتبار معنے جدا ہین اس ظاہری میل جول اور واقعی جدائی کی شرح آئندہ اشعار مین ہے۔

	موجہائے صلح برہم مے زنند	کینہ ہا از سینہ ہا برمے کنند	
ترجمہ	صلح کی موجین سے یہ شور سے	سینہ سے کینے کو کر دیتی ہین دور	

شرح یعنے دریائے شیرین (انبیا و اولیا) کی موجین صلح اور نیکیاں ہین یہ موجین دریائے تلخ (کفار و فجار) کی موجون (برائیون) سے اسلیئے ملتے ہین کہ انکی تلخی کو دفع کر دین یعنے انکے سینہ سے کینہ احکام شریعت

کو دور کر دین لیس تو یہ اختلاط فی الواقع اختلاط نہین بلکہ معنے جدائی ہے علے ہذا القیاس موجہائے تلخ (کفار و فجار) موجہائے شیرین سے اسلیئے ملتے ہین کہ اُنکی شیرینی کو کہو دین اور شریعت سے جو اُنکو محبت ہے اُسکو مٹاڈالین

موجہائے جنگ بر شکل دگر — مہرہا را مے کند زیر و زبر

ترجمہ: جنگ کی ہر موج بر شکل دگر — مہر کو کر دیتی ہے زیر و زبر

شرح یعنے جسطرح انبیاء اولیا کی موجہائے صلح کفار کے کینہ کی تلخیون کو دفع کرنے کے لیے اُنسے ملتے ہین اُسکے برعکس کفار کے جنگ و نفاق کی موجین نیکیون اور محبت الٰہی کو زیر و زبر کر دیتے ہین۔ کیونکہ کفار و فجار ہمیشہ انبیاء و اولیا کی مخالفت کیا کرتے ہین شکل دگر یعنے برعکس ہے۔

مہر تلخان را بشیرین مے کشد — زانکہ اصل مہرہا باشد رشد

ترجمہ: مہر ہر کڑوے کو شیرین کرتی ہے — کیونکہ فی الواقع ہدایت ہے یہ شے

شرح رشد بفتحتین سیدہے رستے چلنا۔ یعنے انبیاء اولیا کی محبت تلخ لوگون (کفار و فجار) کو شیرینی (ہدایت وایمان) کی طرف کہینچتی ہے۔ کیونکہ محبت کی اصل سیدہے رستہ چلنا ہے۔ نیک لوگ اپنی ذات کی طرح دوسرون کے لیئے بہی سیدہے رستہ کو پسند کرتے ہین۔

قہر شیرین را بہ تلخی مے برد — تلخ با شیرین کجا اندر خورد

ترجمہ: تلخ کر دیتا ہے ہر شیرین کو قہر — جمع کب ہوتی ہے شیرینی و زہر

شرح یعنے کفار کے قہر کی موج شیرین (انبیاء اولیا) کو تلخی (گمراہی) کی طرف لیجانا چاہتی ہے لیکن دراصل بات یہ ہے کہ تلخ و شیرین باہم ہرگز ایک دوسرے کی لایق نہین نہ یہ اُس سے ملسکتی ہے نہ وہ اِس سے یہی باعث ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت لوط کی بیویان اور پسر نوح کافرون سے ملکر کافر ہی رہے چونکہ یہ تینون بمنزلہ موج تلخ تہے اسلیئے موج شیرین کے قابل نہوئے۔

تلخ و شیرین زین نظر ناید پدید — از دریچۂ عاقبت تانند دید

ترجمہ: سچ تو یہ ہے تلخ و شیرین اے بشر — عاقبت بینون کو آتے ہین نظر

شرح یعنے تلخ و شیرین (کافر و مومن) اس ظاہری آنکہہ سے نظر نہین آتے بلکہ انکو دیکہنے والے دیدۂ عاقبت بینی سے دیکہہ سکتے ہین۔ تانند مخفف توانند ہے۔

چشم آخربین تواند دید راست — چشم آخوربین غرورست و خطاست

ترجمہ: چشم آخربین ہے اچہی پُر شعور — چشم آخوربین خطا ہے اور غرور

شرح یعنے چشم انجام بین ہر شے کو راست طور پر دیکہہ سکتی ہے۔ اور چشم آخوربین (یعنے گہاس پہونس اور

اور دنیوی لذتون کو دیکھنے والی آنکھہ) سراسر دہوکا اور مجسم خطا ہے مطلب یہ کہ چشم ظاہربین اشیاء کے
دیکھنے مین خطا کرتی ہے۔ اور اُسکو ولی پر عام آدمی کا اور عام پر ولی کا دہوکا ہوجاتا ہے۔ بعض نسخون مین آخوربین
کی جگہ اوّل بین ہے اور اوّل بین سے مراد چشم ظاہربین ہے۔

	اے بسا شیرین کہ چون شکر بود	لیک زہر اندر شکر مضمر بود
ترجمہ	ہین بہت ظاہر مین شیرین چون شکر	زہر ہین باطن مین لیکر سر بسر

شرح یہ پہلے معلوم ہوچکا ہے کہ مونح تلخ و شیرین یعنے انبیاء و اولیا اور کفار و فجار مین باہم تمیز کرنی مشکل ہے
اسکے لیئے دیدۂ آخربین ہونا چاہیئے۔ اسیلئے مولانا قدس سرہ طالبان معرفت کو ہدایت کرتے ہین کہ اچھی طرح
دیکھہ بہال کر کسی مرشد کے ہاتہ مین ہاتہ دینا چاہیئے۔ کیونکہ بہت سے مدعی اور جہوٹے شیخ حسب ظاہر
اچھے معلوم ہوتے ہین مگر باطن مین زہر ہین۔ یا یہ معنے ہین کہ بہت سے اعمال آدمی کو اچھے معلوم ہوتے ہین مثلاً
ترک دنیا لیکن فی الواقع وہ زہر ہین مثلاً یہی ترک دنیا اگر برائے حُب جاہ و مال ہو یا عبادت جو بنظر ریا و سمعہ ہو یا اپنے
نیک عملون پر اعتماد یا عجب کہ انکو آدمی یکایک معلوم نہین کرسکتا حالانکہ یہ ظاہر مین اچھے اور باطن مین سم قاتل ہین

	آنکہ زیرک تر بود بشناسدش	چونکہ دید از دورش اندر کشمکش
ترجمہ	ہوشیاری دی ہے قدرت نے جسے	دور سے پہچان لیتا ہے اسے

شرح پہلے شعر مین معلوم ہوچکا ہے کہ بہت سی چیزین ظاہری صورت مین نیک یا شیرین معلوم ہوتی ہین مگر
فی الواقع نہایت بد یا زہر کی مانند ہین گو یا شکر مین سنکہیا ملی ہوئی ہے۔ مثلاً اعمال نیک جو ریاکاری کی نیت سے
ہون یا جہوٹا صوفی جو ازراہ مکر لوگون کو مرید کرتا پہرتا ہو۔ ظاہر مین شکر ہے اور باطن مین زہر اسنے پرہیز کرنا لازم
ہے۔ آدمی بسا اوقات اپنے لیئے ان الفاظ مین دعا کرتا ہے اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْاَشْیَاءَ کَمَا ھِیَ (اے اللہ ہمین تمام اشیاء
کو ان واقعی حالت مین دکہا۔ یعنے دہوکے سے بچا) چونکہ شکر مین ملی ہوئی سنکہیا یا نیکون کی صورت مین بدصوفیون
کی تمیز مشکل ہے اور لوگون کی سمجہ نیک و بد کی تمیز کرنے مین مختلف واقع ہوئی ہے اسیلئے ان سات آٹہ شعرون
مین مولانا قدس سرہ نے عقل و فہم کے مرتبون کا اختلاف بیان ہے۔ مطلب یہ کہ بعض زیادہ عقلمند طالب
دور ہی سے شکر کی صورت دیکہکر پہچان لیتا ہے کہ اسمین زہر ملا ہوا ہے یعنے ہوشیار سالک شیخ کو مکّار
دنیا مین زیادہ اپنے نیک اعمال کو کشمکش ریا و عجب مین دیکہکر پہچان جاتا ہے کہ زہر ہے اور اسکو چہوڑ دیتا ہے
یہ عقل کا اعلے مرتبہ ہے۔

	وان دگر بشناسد ار تا بو کند	وان دگر چون بر لب و دندان زند
ترجمہ	سونگہہ کر پہچانتا ہے دوسرا	تیسرا لیتا ہے جب چکہہ کر مزا

شرح دوسرا شخص اس زہریلی شکر کو سونگھکر پہچان لیتا ہے اور تیسرا چکھہ کر معلوم کرلیتا ہے کہ اسمین زہر ہے یعنے بعض شخص اپنے شیخ یا اپنے اعمال کو چندروزہ صحبت یا عمل کرنے کے بعد۔ اور بعض کچہ معاملہ پڑنے کے بعد معلوم کرلیتے ہین کہ یہ جہوٹا ہے یا اس عمل مین ریاکاری پائی جاتی ہے

	وان دگر در پیش بانوئے برد	وان دگر چون دست بنہد کرد رد
ترجمہ	ایک لیجاتا ہے اسکو اپنے گہر	ایکبار کہکر بات کرتا ہے حذر

شرح یعنے چوتہا شخص اس زہریلی شکر کو سونگھہ کر یا چکھہ کر معلوم نہین کرسکتا بلکہ اپنے گہروالی کے پاس لیجاتا ہے اور وہ بتادیتی ہے کہ اسمین زہر ہے۔ یعنے اسے دوسرے شخص کی نصیحت کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ یہ شیخ یا عمل نیک زہریلا اثر رکہتا ہے اور پانچوان دوسرے کی نصیحت سے بہی معلوم نہین کرسکتا۔ بلکہ زہریلی شکر کو اسوقت پہچانتا ہے جب کہ کسیکی نصیحت نماننے کے بعد کہاجانے کی نیت سے اسپر ہاتہہ ڈالتا ہے اور منہ مین رکہہ جاتا ہے۔ یعنے بعض لوگون کو اپنے شیخ کا مکر یا اپنے اعمال ریائی کی برائی دوسرے کی نصیحت سے بہی معلوم نہین ہوتی بلکہ انکی آنکہین اسوقت کہلتی ہین جبکہ نصیحت نماننے کے بعد جہوٹے کی باتون پر قدرے عمل۔ یاد کہانے کے لیئے چندروز عبادت کا قصد کرلیتے ہین۔

	پس لبش ردش کند پیش از گلو	گرچہ نعرہ مے زند شیطان کلو
ترجمہ	اسکے لب کرتے ہین رد پیش از گلو	گرچہ شیطان کہتا جاتا ہے کلو

شرح یہ پچہلے شعر سے متعلق ہے۔ یعنے پانچوان شخص جب ہاتہ ڈالتا ہے اور زہریلی شکر کو منہ مین رکہہ جاتا ہے تو اسکے لب حلق مین اترنے سے پہلے اس شکر کو رد کردیتے ہین یعنے وہ فی الفور اسے اگلدیتا ہے۔ اگرچہ شیطان اور نفس امارہ نعرے مارتا رہتا ہے کہ اے شخص اس شکر کو کہالے مگر وہ ہرگز نہین کہاتا کلو عربی لفظ اور امر کا صیغہ ہے یعنے بجوریدہ۔

	وان دگر را در گلو پیدا شود	وان دگر را در بدن رسوا شود
ترجمہ	ایک پر کہاپی کے ظاہر ہوگیا	ایک بعد ہضم ظاہر ہوگیا

شرح یعنے چہٹے شخص کو اسکے حلق مین جاکر یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اس شکر مین زہر ہے اور وہ فوراً اسے تہوکدیتا ہے اور حلق کو صاف کرلیتا ہے مطلب یہ کہ بعض شخص کو جہوٹے شیخ یا اعمال ریائی کی بُرائی تہوڑا سا عمل کرنے کے بعد معلوم ہوتی ہے اور ساتوین شخص کو زہریلی شکر کا حال اسکے پیٹ مین جاکر معلوم ہوتا ہے اور وہ قے کرکے اس شکر کو نکالدیتا ہے۔ یعنے چندروز جہوٹے شیخ کے قول پر عمل کرنے یا عبادت ریائی کے بعد اسکی برائی کا حال کہلتا ہے اور وہ اسے چہوڑدیتا ہے۔

	وان دگر را در حدث سوزش دہد		خرج آن از دخل آموزش دہد
ترجمہ	ایک کو سوزش ہوئی پاخانے مین		ملگیا تہا زہر یعنے کہانے مین

شرح یعنے آٹھوین شخص کو زہریلی شکر کا حال اُسوقت معلوم ہوتا ہے جبکہ وہ حدث (پاخانہ) مین سوزش یعنے جلن پیدا کرتی ہے۔ اور اُسکا تکلیف کے ساتہ خارج ہونا داخل ہونے کی خبر یعنے اس بات کی اطلاع دیتا ہے کہ فی الواقع اس شکر مین زہر ملا ہوا تہا۔ مطلب یہ کہ بعض شخص کو چہوٹے شیخ یا عمل ریائی کی چہپی ہوئی برائی کا حال چند روز عمل کرکے تکلیف اُٹہانے کے بعد معلوم ہوتا ہے۔

	وان دگر را بعد ایام و شہور		وان دگر را بعد مرگ از قعر گور
ترجمہ	ایک پر ظاہر ہوا بعد شہور		ایک سے کہنے لگے بہائی گور

شرح یعنے نوین شخص کو بہت دنون اور مہینون کے بعد قے اور اسہال مین مبتلا رہکر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یعنے فلان وقت زہریلی شکر کہائی تہی یعنے اکثر عمر گزر جانے اور موت کے قریب آنے کے وقت اُسکی آنکہین کہلجاتی ہین۔ اور عنایت الٰہی اُسکی دستگیری کرتی ہے اور وہ مرنے سے پہلے چہوٹے شیخ کے قول پر عمل کرنے یا عبادت ریائی بجالانے سے توبہ کرلیتا ہے اور دسوان شخص زہریلی شکر کہاکر توبہ کرنے سے پہلے مرجاتا ہے اور اُسکو بعد مرگ قبر کے گڑہے سے یہ بات معلوم ہوجاتی ہے کہ یعنے زہریلی شکر کہائی ہے یعنے جب چہوٹے شیخ کی باتو نپر عمل کرنے یا عبادت ریائی بجالانے سے قبر مین عذاب ہوتا ہے تب آنکہین کہلجاتی ہین اور آدمی اپنے گناہون کو عذاب کی صورت مین مجسم دیکہہ لیتا ہے۔ حدیث شریف مین ہے القبر روضة من ریاض الجنان او حفرة من حفر النیران۔ یعنے قبر یا تو بہشت کے باغون مین سے ایک باغ ہے یا دوزخ کے گڑہون مین سے ایک گڑہا ہے۔

	ور دہندش مہلت اندر قعر گور		لابد آن پیدا شود یوم النشور
ترجمہ	اور مہلت دے اُسے گر قعر گور		حال سب کہلجائیگا یوم النشور

شرح یعنے اگر کسی شخص پر زہریلی شکر (یعنے اعمال بد بصورت نیک) کا اثر قبر مین بہی نہو یعنے عذاب قبر سے محفوظ رہے تو حشر کے دن اعمال کے مطابق سزایاب ہوگا اور وہان معلوم ہوجائیگا کہ جو شکر یعنے کہائی تہی اُسمین زہر ملا ہوا تہا۔ عذاب قبر کی مہلت کی بابت حدیث حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوْتُ فَيَقُوْمُ عَلٰى قَبْرِهٖ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا لَا يُشْرِكُوْنَ بِاللّٰهِ اِلَّا شَفَّعَهُمُ اللّٰهُ فِيْهِ (یعنے جب کوئی مسلمان مرجائے اور اسکی قبر پر چالیس ایسے پکے مسلمان جو شرک نکرتے ہون کہڑے ہوکر بخشش کی دعا مانگین تو خدا اُنکی سفارش کو قبول کرلیتا ہے۔ اور اُسے عذاب قبر سے محفوظ رکہتا ہے) اس سے یہ لازم

نہین آتا کہ وہ عذاب قبر سے بچا رہا تو عذاب حشر سے بہی محفوظ رہیگا یا مہلت کے یہ معنے ہین کہ عذاب حشر کی بہ نسبت عذاب قبر گویا لاشے ہے۔ اسلیئے گنہگار کو قبر مین کیسا ہی عذاب ہوتا ہو مگر وہ گویا مہلت ہی مین ہے حشر کے دن اُسکے گناہ دوزخ کے سانپ بچھوون کی صورت مین مجسم ہوکر سامنے آجائینگے۔

	ہر نبات و شکرے را در جہان	مہلتے پیدا است از دورِ زمان
ترجمہ	ہر نبات و ہر شکر کو میر یجان	مہلتین دیتا ہے دورِ آسمان

شرح یعنے جسطرح اللہ تعالےٰ نے ہر شئے کے ظہور یا کمال۔ یا نتیجہ نکلنے کے لیے ایک مہلت یا میعاد رکہی ہے اسیطرح فہم اور وقوف شکر و زہر کے لیئے بہی مہلت مقرر کی ہے کوئی تہوڑے عرصہ مین سمجہ لیتا ہے کہ اس شکر مین زہر تہا اور کوئی زیادہ عرصہ مین کوئی کہا لینے سے پہلے کوئی بعد۔ کوئی قبل از موت کوئی بعد از مرگ۔ کوئی قبر مین کوئی حشر مین۔

	سالہا باید کہ تا از آفتاب	لعل یابد رنگ و رخشانی و تاب
ترجمہ	چاہیئے برسون کہ تابِ آفتاب	لعل رمانی کو بخشے رنگ و تاب

شرح یعنے اس بات کو برسون چاہیئن کہ لعل تاثیر آفتاب سے رنگ اور چمک دمک حاصل کرسکے۔ بغیر مہلت یہ بات ہرگز نہین ہوسکتی۔ اسیطرح ہر آدمی شکر و زہر کو بلا مہلت تمیز نہین کرسکتا۔ فوراً پہچاننے والے بہت کم ہین یا یہ مطلب ہے کہ سالک کو چاہیئے کہ آفتاب قلوب مرشد کامل کے عکس سے برسون رنگ اور چمک حاصل کرے تاکہ اُسکا دل بہی مجلا ہوکر آئینہ اسرار الٰہی اور مظہر جمال یزدانی بنجائے۔ یہ مرتبہ ایک دو دن کی ریاضت سے حاصل نہین ہوتا بلکہ سالک بڑے عرصہ مین اعلےٰ مرتبہ پر پہنچتا ہے۔

	پنج سال و ہفت باید تا درخت	یابد از میوہ رسانی فر و بخت
ترجمہ	اک شجر کو چاہیئین ہین سات سال	تاکرے میوہ رسانی سے نہال

شرح یعنے اس بات کو پانچ یا سات سال چاہیئین تاکہ ایک درخت بارآور ہوکر میوہ رسانی کے باعث فر و بخت (شان و عزت) حاصل کرسکے اسیطرح ہر نیک و بد کی تمیز عرصہ مین اور ہر مرتبہ کا حصول مدت مین ہوتا ہے

	باز تره در دو ماه اندر رسد	باز تا سالے گل احمر رسد
ترجمہ	دو مہینے چاہیئین ہین ساگ کو	پہول کو اک سال سُن اے نیک خو

شرح یعنے ساگ پات یا سبز ترکاریان دو مہینے مین کہانے کے قابل ہوتی ہین اور سرخ پہول برس دن کے بعد کہلتے ہین۔ یہ اُسی گزشتہ مضمون کی تمثیلین ہین مطلب یہ کہ ہر شئے کی ماہیت عرصہ مین ظاہر ہوتی ہے نیک و بد کی تمیز کوئی آسان چیز نہین ہے۔ خاصکر جہوٹے صوفیونکا دہوکا تمام عمر مین بہی نہین کہلتا۔

	پھر این فرمود حق عزّ وجل	سورۃ الانعام در ذکر اجل
ترجمہ	اسلیئے کہتا ہے حق عزّ وجل	سورۂ انعام مین ذکر اجل

شرح یعنے اسلیئے کہ ہر شئے کا ظہور یا کمال مہلت پر موقوف ہے اللہ تعالےٰ نے سورۂ انعام مین اجل یعنے ہر شئے کی مہلت کا ذکر فرمایا ہے سورۂ انعام مین یہ آیت موجود ہے ہوالذی خلقکم من طین ثم قضےٰ اجلاً و اجل مسمّےٰ عندہٗ ۔ یعنے اے لوگو خدا نے تمھین مٹی سے پیدا کیا پھر اجل یعنے موت مقرر کی اور ہر شئے کی اجل یعنے مہلت خدا کے نزدیک مقرر ہو چکی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے ہر نیک و بد کی تمیز کے لیے بھی ہر شخص کے واسطے الگ الگ ایک مہلت مقرر کر رکھی ہے۔ جیسا کہ گذشتہ اشعار سے معلوم ہو چکا ہے

	این شنیدی مو بمویت گوش باد	آب حیوان است خوردی نوش باد
ترجمہ	جو کہا ہمنے سراسر گوش ہو	آبحیوان ہے الٰہی نوش ہو

شرح یعنے اے مخاطب آیت مَرَجَ البحرین کی یہ تفسیر اور اسکے متعلق اسرار باطنی تو نے سن لیئے ہین مگر خدا کرے اسکے گوش دل سے سننے کے لیے تیرا ایک ایک بال اور رونگٹا رونگٹا کان بنجائے یعنے تو اسے ہمہ تن گوش ہو کر سنے۔ اور قبول کرے اور یہ تفسیر بمنزلہ آبحیوان ہے جسکو تو نے پی تو لیا ہے لیکن اللہ کرے یہ خوشگوار اور تیرے لیے باعث صحت روح ہو۔ اور باطنی فائدہ پہنچائے۔

	آبحیوان خوان مخوان این را سخن	جان نوبین در تن حرف کہن
ترجمہ	آبحیوان ہے نہین ہے یہ سخن	جان تازہ رکھتے ہین حرف کہن

شرح یعنے یہ کلمات قدسیہ اور اسرار مخفیہ دلون کو زندگی اور روحون کو تازگی بخشنے مین آبحیوان سے کم نہین تو انکو معمولی باتین یا قصہ کہانی خیال نہ کر بلکہ یہ سمجھ کہ پرانے حرفون مین نئی روح پھونک رکھی ہے یعنے لفظ تو وہی ہین جو اور کتابون مین ہوتے ہین مگر معنوی اعتبار سے گویا ان لفظون مین نئی روح ڈالی گئی ہے۔

	نکتۂ دیگر تو بشنو اے رفیق	ہمچو جان او سخت پیدا و دقیق
ترجمہ	ایک نکتہ اور سن لے اے رفیق	جو مثل جان ہے پیدا و دقیق

شرح یعنے تو آیت مذکورہ کی تفسیر اور اسکے نکات تو سن چکا۔ اب ہم یہان ایک اور نکتہ بیان کرتے ہین جو کیفیت روح کی طرح عارف پر ظاہر ہو جائے گا۔ اور غیر عارف پر اپنے دقت کے سبب مخفی رہیگا۔ وہ نکتہ آیندہ شعر سے شروع ہوتا ہے۔

	در مقامے ہست این ہم زہر مار	از تصاریف خدائے خوشگوار
ترجمہ	اس جگہ حکم خدا سے زہر مار	ہو ہی جاتا ہے لطیف و خوشگوار

شرح اس شعر مین اشارۂ این - کلام سابق یعنے تفسیر آیت مَرَجَ البحرین کی طرف ہے اور خوشگوار بمعنے محبوب ہے یعنے یہ کلام جو تفسیر آیت مذکورہ کے متعلق گزر چکا ہے گو سراسر ہدایت اور نیکون کے حق مین شکر کے مانند شیرین ہے مگر محبوب عاشقان یعنے اللہ کے تاثیر بدلدینے سے بدون کے حق مین سانپ کے زہر کی مانند ہوجاتا ہے مطلب یہ کہ بمقتضائے یُضِلُّ بِهٖ کَثِیرًا وَّیَهۡدِیۡ بِهٖ کَثِیرًا بہت سے اسکو سنکر راہ راست پر آجا ئینگے اور بہت سے گمراہ ہوجا ئینگے مقصود یہ ہے کہ حکم الٰہی سے ایک ہی شئے ایک جگہہ باعث کمال اور دوسری جگہ موجب نقصان یا ایک جگہ نافع اور دوسری جگہ ضرررسان ہوجاتی ہے کیونکہ ہر شے کی حقیقت ایک یعنے ذات حق ہے مگر اختلاف تعینات کے سبب اُسکے آثار مختلف ہوجاتے ہین جیسا قرآن مجید کے مطالعہ سے لاکھون مومن راہ راست پا چکے ہین اُسی نے لاکھون کافرون کو گمراہ کر دیا ہے کیونکہ مومن مظہر اسم ہادی ہین اور کافر مظہر اسم مضل - اسماء الٰہی کے آثار اور تعینات کے اختلاف نے ایک شے مین دو اثر پیدا کر دیئے ہین نکتہ بعض شارحین نے اشارۂ این لذات دنیوی اور شہوات جسمانی کی طرف کیا ہے اور اس شعر کو اسطرح مانا ہے در مقامے ہست ہم این زہرِ ما ✤ از تصاریف خدائی خوشگوار ✤ یعنے کسی جگہہ ہی سانپ کا زہر (لذائذ دنیوی وغیرہ) تصرف خدائی کے باعث خوشگوار یعنے شیرین ہوجاتا ہے مطلب یہ کہ لذائذ دنیوی جو سالک اور مبتدی کے حق مین زہر ہین - اہل کمال اور منتہی کیلئے خوشگوار اور باعث قوت طاعات ہین - اسکے حق مین مُضر ہین اور اُنکے لیئے نافع اسصورت مین لفظ خدائی بیائے معروف نسبتی ہے اور زہر مار فعل ناقص (ہست) کا اسم ہے اور خوشگوار اسکی خبر گو یہ معنے بہی درست ہو سکتے ہین مگر گزشتہ اشعار سے مربوط نہین ہین البتہ آئیندہ عنوان سے انکا تعلق ظاہر ہے۔

	در مقامے زہر در جائے دوا	در مقامے کفر در جائے روا
ترجمہ	ہے یہ اک جا زہر اور اک جا دوا	اک جگہ ہے کفر اور اک جا روا

شرح یعنے یہ کلام گزشتہ ایک جگہ (منکرون کے حق مین) زہر ہے اور ایک جگہ (مومنون کے حق مین) شفا بخشنے والی دوا ہے اُنکے نزدیک کفر و ناگفتنی ہے اور اِنکے نزدیک بالکل روا و جائز ہے - کیونکہ وہ گمراہ ہین اور یہ راہ یاب ✤ یا لذائذ دنیوی مبتدی کے لیے زہر ہین اور منتہی کے لیے روا اُسکے لیئے حرام و ناجائز اور اسکے لیے حلال و مباح - آئیندہ تمام اشعار اسی شعر کے قریب المعنے ہین۔

	در مقامے خار و در جائے چو گل	در مقامے سرکہ در جائے چو مُل
ترجمہ	اک جگہ ہے خار اور اک جا ہے گل	اک جگہ سرکہ ہے یہ اک جا ہے مُل

شرح یعنے یہ کلام یا لذائذ دنیوی ایک جگہ بمنزلہ گل اور ایک جگہ خار ہین کہین کہٹا سرکہ ہین اور کہین خوشگوار شراب

	در مقامے خوف در جائے رجا		در مقامے بخل و در جائے سخا
ترجمہ	ہے کہین یہ ڈر کہین یہ ہے رجا		اک جگہ ہے بخل اور اک جا سخا

شرح یعنے کلام مذکور کسی جگہ باعث خوف ہے اور کسی جگہ باعث اُمید منکرین مال وجاہ دنیوی یا قومی عزت کے جاتے رہنے کے خوف سے اسپر ایمان نہین لاتے۔ اور معتقدین اسپر ایمان لاکر بلندی مراتب روحانی کی اُمید رکھتے ہین۔ یا یہ معنے ہین کہ لذائذ دنیوی ابتدائی کیلیے باعث خوف ہین کیونکہ اُسکا نفس امارہ سرکش ہو جاتا ہے اور منتہی کے لیئے باعث اُمید ہین کیونکہ اُنکو لذائذ کے استعمال سے طاعت کی اُمید اور زیادہ ہوجاتی ہے علے ہذا القیاس کلام مذکور کافرون کے حق مین سبب بخل ہے اور مومنون کے حق مین سبب سخاوت ازلی شقی اسکو سنکر جھوٹا جانینگے اور ایمان لانے یا خدا کی راہ مین جان و مال صرف کرنے سے بخل کرینگے۔ اور ازلی سعید فراخ دلی سے ایمان لائینگے اور راہ خدا مین سب کچھ لٹا دینگے۔ یا یہ معنے ہین کہ لذائذ دنیوی مبتدی کے حق مین باعث بخل اور منتہی کے حق مین موجب سخاوت ہین کیونکہ وہ لذائذ کو صرف اپنے نفس کے لیے مخصوص رکھتا ہے۔ اور یہ خود بھی استعمال کرتا ہے اور خدا کی راہ مین بھی دیدیتا ہے۔

	در مقامے فقر در جائے غنا		در مقامے قہر در جائے رضا
ترجمہ	اک جگہ ہے فقر اک جا ہے غنا		اک جگہ ہے قہر اک جا ہے رضا

شرح یعنے کلام یا لذائذ دنیوی کسی جگہ باعث فقر ہین اور کسی جگہ باعث غنا کسی جگہ موجب قہر الٰہی ہین اور کسی جگہ موجب رضا ازلی شقی اس پر ایمان نہ لانے یا سالک لذائذ دنیوی مین محو رہنے کے باعث دولت سعادت سے محروم ہوکر فقیر کی طرح بے سامان رہجاتا ہے۔ اور ازلی سعید ایمان لانے یا لذائذ کے استعمال سے (غفروسی؟) دولتمند ہو جاتے ہین اور قوت طاعات حاصل کرتے ہین۔ علے ہذا القیاس منکرین و سالکین کے حق مین یہ کلام یا لذائذ باعث قہر الٰہی ہین اور مومنین و کاملین کیلیے باعث رضا کے حق ہین۔

	در مقامے جور و در جائے وفا		در مقامے منع و در جائے عطا
ترجمہ	اک جگہ ہے جور اک جا ہے وفا		اک جگہ ہے منع اک جا ہے عطا

شرح یعنے یہ کلام یا لذائذ منکرین یا سالکین کے حق مین باعث ظلم ہین۔ وہ ایمان نہ لانے یا لذائذ مین مصروف رہنے کے باعث اپنی جان پر ظلم کرتے ہین اور مومنین یا کاملین کے حق مین باعث وفا ہین وہ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ کے جواب مین قَالُوا بَلٰی کے وعدہ کو پورا کر رہے ہین۔ اور یہ ازلی بدبختون کو ایمان لانے یا سالکین کو ترقی درجات سے منع کرتا ہے اور ازلی نیکون کو دولت ایمان یا کاملین کو بلندی مرتبۂ عرفان عطا کرتا ہے۔ مبتدی کو منتہی کی تقلید لذائذ دنیوی کے متعلق عند الطریقت قطعاً حرام اور بالکل ناجائز ہے۔

در مقامے دُرد و در جائے صفا — در مقامے خاک و در جائے کیا

ترجمہ اک جگہ ہے دُرد اک جا ہے صفا — اک جگہ ہے خاک اک جا کیمیا

شرح یعنے یہ کلام کسی جگہ تلچھٹ ہے اور کسی جگہ شراب صاف کسی جگہہ خاک ہے اور کسی جگہ سبزہ کافر تلچھٹ یا خاک سمجھکر از راہ نفرت اسے پھینک دیتے ہیں اور مومن شراب صاف جانکر قبول کر لیتے ہیں اور سبزہ سمجھکر اس سے تر و تازگی حاصل کرتے ہیں یا لذائذ دنیوی سالک کے حق میں پھینک دینے کے قابل تلچھٹ یا خاک ہے اور کامل کے حق میں شراب صاف اور سبزہ کی طرح باعث تر و تازگی ہے بعض نسخون مین در مقامے خاک جا کیمیا ہے مطلب دونونکا ایک ہے۔

در مقامے عیب و در جا ہنر — در مقامے سنگ و در جائے گہر

ترجمہ اک جگہ ہے عیب یہ اک جا ہنر — اک جگہ ہے سنگ اور اک جا گہر

شرح یعنے یہ کلام یا لذائذ منکرین یا سالکین کے حق مین عیب ہین اور مومنین و کاملین کے حق مین ہنر انکے نزدیک پتھر ہین اور انکے نزدیک موتی۔ وہ اسنے ضرر اٹھاتے ہین اور یہ نفع حاصل کرتے ہین۔

در مقامے حنظل و جائے شکر — در مقامے خشکی و جائے مطر

ترجمہ اک جگہ حنظل ہے اک جا ہے شکر — اک جگہ ہے خشک اک جا ہے مطر

شرح یعنے یہ کلام یا لذائذ منکرین یا سالکین کے حق مین حنظل (اندرائن) کے مانند ہین اور مومنین یا کاملین کے حق مین بمنزلہ شکر ہین۔ انکے لیے ہوائے خشک سالی ہین اور انکے لیئے باران بہاری۔ وہان ضرر رسان ہین یہان نفع بخش۔ منکر اس سے پژمردہ ہوتے ہین اور مومن سرسبز۔

در مقامے ظلم و جائے محض عدل — در مقامے جہل و جا عین عقل

ترجمہ اک جگہ ہے ظلم اکجا عدل ہے — اک جگہ ہے جہل اک جا عقل ہے

شرح یعنے یہ کلام یا لذائذ کہین سر بسر ظلم ہین اور کہین سراسر انصاف۔ کہین محض جہل ہین۔ اور کہین عین عقل ایمان نہ لانا یا لذائذ مین محو ہو جانا ظلم ہے اور ایمان لانا یا قوت طاعت بڑھانا انصاف ہے اسنے کافرون یا سالکون کا جہل ترقی کرتا ہے اور مومنون یا کاملون کی عقل کا نور بڑھتا رہتا ہے۔

گرچہ اینجا او گزند جان بود — چون بد انجا در رسد درمان بود

ترجمہ اک جگہ گو وہ گزند جان ہے — اُس جگہ جائے تو بس درمان ہے

شرح اینجا سے منکرین یا سالکین اور آنجا سے مومنین یا کاملین مراد ہین۔ یعنے اگرچہ یہ کلام یا لذائذ دنیوی منکرین یا سالکین کے پاس پہنچکر انکے لیے باعث نقصان جان ہو جاتے ہین لیکن مومنین یا کاملین کے پاس

جاکر موجب علاج جان وتقویت روح بنجاتے ہین اسکا سبب یہ ہے کہ منکر یا سالک بشری نجاست کا منبع یا جسمانی کثافت کا تپلا ہوتا ہے اسیلئے جو شے اُس سے متعلق ہوگی وہ خود کثیف ہوکر اُسکی کثافت کو دوگنا کردیگی اور مؤمنین یا اولیائے کاملین نمک عشق الہی کی کان ہین۔ ان سے جو شے متعلق ہوگی وہ نمک عشق ہی بنجائے گی۔ کیونکہ ع ہر چیزکہ درکان نمک رفت نمک شد۔ کافرافعی سانپ کے مانند ہین وہ دودہ جو سانپ کو پلایا جاتاہے انجام کار زہر ہو جاتا ہے۔ اور مومن کان نمک ہین لذائذ دنیوی کو اگر مردار فرض کرلیا جائے تو فقہی مسئلہ کے مطابق جس طرح مردار شے کے ہڈیان اور کہال وغیرہ مستحیل بہ نمک ہوکر پاک اور خود نمک ہو جاتی ہین اسیطرح لذائذ دنیوی کاملین کے استعمال سے پاک ہوجاتے ہین۔

آب در غورہ ترش باشد ولیک	چون بانگوری رسد شیرین و نیک
ترجمہ: آب غورہ مین ترش ہوتا ہے لیک	جب ہوا انگور ہو جاتا ہے نیک

شرح غورہ کچے انگور کو کہتے ہین۔ اور انگوری مین یائے معروف مصدری ہے بمعنے پختگی انگور۔ یعنے کچے انگور کا پانی کہٹا اور ضرر رسان ہوتا ہے لیکن جب وہی کچا انگور پختگی کے درجہ کو پہنچ جاتا ہے تو اُسکا پانی میٹھا اور فائدہ مند ہو جاتا ہے۔ علے ہذا القیاس یہ کلام یا لذائذ دنیوی منکرین یا سالکین کے حق مین مضر ہین اور مومنین یا کاملین کے حق مین سر بسر فائدہ رسان۔

باز در خم او بود تلخ و حرام	در مقام سرگی نعم الادام
ترجمہ: خم مین رہکر بنگیا تلخ وحرام	سرکہ ہوکر ہو گیا نعم الادام

شرح یعنے انگور کا وہی میٹھا پانی جب مٹکے مین جاکر سڑا اور نشہ لے آیا تو پہر تلخ اور حرام ہوگیا یعنے شراب بنگیا۔ اور جب نمک ڈالنے سے وہی شراب سرکہ بنگئی۔ اور آب انگور سرکہ بننے کے مرتبہ تک پہنچ گیا تو پہر سب سے اچہا سالن بنگیا۔ یہ اُس حدیث کی طرف اشارہ ہے نِعْمَ الْاِدَامُ الْخَلُّ (سرکہ سب سے اچہا سالن ہے) یہان سے یہ بات نکلتی ہے کہ ایک ہی شے کا حکم اختلاف مراتب کے سبب بدلتا رہتا ہے دوسرے مرتبہ مین وہ حکم نہین رہتا جو پہلے مرتبہ مین تہا۔ مثلاً انگور کا پانی پینا جائز تہا۔ شراب بنکر ناجائز ہوگیا۔ اور سرکہ بنکر پہر جائز ہوگیا علے ہذا القیاس کلام الہی واحادیث انبیا وملفوظات اولیا یا لذائذ دنیوی منکرین یا سالکین کے حق مین تلخ وحرام ہین۔ اُنکے نفس انکو قبول نہین کرسکتے۔ بلکہ اور زیادہ سرکش ہو جاتے ہین اور مومنین یا کاملین کے حق مین حلال ہین۔ چنانچہ آئندہ کامل وسالک کے مرتبہ کا فرق مفصل طور پر بیان ہوگا۔

ہمچنین باشد تفاوت در امور	مرد کامل این شناسد در ظہور
ترجمہ: اسطرح سے مختلف ہین کل امور	جانتا ہے اسکو مرد پُر شعور

شرح یعنے جسطرح گزشتہ اشعار مین ہمنے بعض اعیان ممکنات کا تفاوت بیان کیا ہے اسیطرح تمام متعینات مین تفاوت ہے مگر اس تفاوت امور کو جو ظہور مین ہے یعنے اعیان ممکنات مین موجود ہے مرد کامل پہچان سکتا ہے غیر کامل معلوم نہین کر سکتا لفظ در ظہور یا تو تفاوت سے متعلق ہے یا امور سے بدل واقع ہوا ہے

در معنے آنکہ ہرچہ ولی کامل کند مرید را نشاید گستاخی کردن و ہمان فعل کردن کہ حلوا طبیب را زیان ندارد اما بیمار را زیان دارد و سرما و برف انگور را زیان ندارد اما غورہ را زیان دارد کہ در رہست و تا مرتبہ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر نشدہ است

ترجمہ اس بات کا ذکر کہ مرید کو از راہ گستاخی و بے ادبی وہ فعل نہ کرنا چاہیئے جو مرشد اور ولی کامل کرتا ہے حلوا طبیب کو نقصان نہین دیتا مگر بیمار کو زیان پہنچاتا ہے پختہ انگور کو برف اور سردی مضر نہین البتہ کچے کو مضر ہے کیونکہ مبتدی ہنوز رستہ ہی مین ہے۔ اور مرتبہ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر تک نہین پہنچا

شرح پوری آیت یہ ہے اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا لِّیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ الیٰ آخر الآیہ یعنے اے محمد ہمنے تجھے ظاہر طور پر فتح مکہ کا حکم دیدیا ہے تاکہ اللہ تعالےٰ تیرے پہلے اور پچھلے گناہ بخشدے یہ جہاد کے لیئے ترغیب اُمت ہے ورنہ رسول اللہ صلعم گناہون سے بالکل معصوم ہین یعنے اللہ نے جہاد کا حکم اسلیئے کیا ہے کہ اُس سے تیرے اُمت کے سب گناہ معاف کردیے اور اپنی نعمتین تمام کرے اور تیری اُمت کو راہ راست دکہائے۔ یعنے دولت اسلام عطا فرمائے۔ یہ ظاہری معنے مفسرین نے لیے ہین اور باطنی معنے یہ ہین کہ اے محمد میرے قلب کو تجلی صفات جمالیہ و جلالیہ کے باعث اپنی شان ربوبیت کی طرف کہولدیا ہے اور اُنہین تفصیل شرایع اسلام کو میسر کردیا ہے اور یہ فتح قلب اسلیے ہے کہ اللہ تعالےٰ نے تیرے وجود یا تعین بشیرے کو جو مقدم ہے یعنے عالم ارواح مین ہو چکا ہے یا مؤخر ہے یعنے دنیا مین موجود ہے اپنی ذات مین چھپالے لفظ غفران بمعنے ستر ہے بس تو تیرا قول میرا قول اور تیرا فعل میرا فعل تیرا اتباع میرا اتباع تیری نافرمانی میری نافرمانی ہوگی۔ گناہ وجود شرکت فی الوجود ہے اور اسکی مغفرت اُسکا نور وحدت مین چھپالینا ہے۔ تاکہ آثار اثنینیت محو ہو جائین۔ تیز اتمام نعمت اور صراط مستقیم اور باعزت مدد دینے سے رسول مقبول کے وجود مجازی کا وجود حقیقی مین صرف یا محو کردینا مراد ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی متابعت کے باعث یہی مرتبہ اُنکے خلفا اور صحابہ اور تابعین کا ہے کیونکہ وہ سب بطفیل حضور بحر وحدانیت مین غرق ہین اسلیئے مولانا قدس سرہ نے مبتدی کو اُنکے افعال کی تقلید سے منع کیا ہے کیونکہ مبتدی کو ہنوز وہ مرتبہ نہین ملا جو اُنکو

	ور خورد طالب سیہ ہوشے شود		گر ولی زہرے خورد نوشے شود	
	اور طالب کہالے تو ہی مدہوش ہو		زہر اگر کہالے ولی تو نوش ہو	ترجمہ

شرح زہر سے امور مباح مراد ہین جو حظ نفس سے تعلق رکھتے ہین اور عند الطریقت زہر قاتل ہین۔ کیونکہ مانع وصول الی اللہ ہین لیکن ولی جو مرتبۂ فنا اور بقا تک پہنچ گیا ہے اسکے حق مین مضر نہین ہین کیونکہ زہر ایسے فانی کو جو باقی ببقاء اللہ ہے ہرگز ضرر نہین پہنچا سکتا۔ البتہ طالب مبتدی اس زہر کو کہا کر سیہ ہوش (بیہوش) بیعقل اور سیہ دل ہو کر انجام کار ہلاک ہوجائیگا۔

	رب هب لی از سلیمان آمدست	که مده غیر مرا این ملک و دست
ترجمہ	رب ہب لی پھر سلیمان نے کہا	دے مجھی کو بادشاہت اے خدا

شرح اگر ملک و دست مین واو عطف ہے تو دست بمعنے قدرت ہے اور اگر نہین ہے تو دست دادن بمعنے میسر ہونا ہے۔ اور یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمَانَ وَأَلْقَيْنَا عَلَىٰ كُرْسِيِّهِ جَسَدًا ثُمَّ أَنَابَ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَّا يَنبَغِي لِأَحَدٍ مِّن بَعْدِي إِنَّكَ أَنتَ الْوَهَّابُ یعنے امتحان الٰہی کے بعد حضرت سلیمان نے یہ دعا کی کہ اے خدا مجھے ایسی بادشاہی عنایت فرما جو میرے بعد کسی کو سزاوار نہو یعنے جن وانس اور وحوش وطیور پر بادشاہی کرے۔ مشہور ہے کہ حضرت سلیمان نے ایک عورت امینہ سے نکاح کیا تہا جو مخفی طور بت پرست تہی حضرت سلیمان اپنی عادت کے موافق جب خلوت مین جاتے تہے تو وہ انگشتری جسمین اسم اعظم کندہ تہا اتار دیتے تہے چنانچہ آپ جب امینہ کے پاس گئے انگشتری اُتار دی ایک جن جسکا نام صخر تہا امینہ کے پاس آیا۔ اور انگشتری لے گیا اور خود آپ کی تخت پر بیٹھکر سلیمانی کرنے لگا جن وحوش وطیور سب اُس صخر کے تابع ہوگئے کیونکہ قوت سلطنت انگشتری ہی مین رکھی گئی تہی حضرت سلیمان نے لوگون سے بہت کہا کہ واقعی سلیمان مین ہون مگر کسی نے باور نہ کیا آخرکار آپ ملک چہوڑکر بہاگے اور ایک ماہی فروش عورت سے نکاح کیا اتفاقاً انگشتری دیو کے ہاتہ سے نکلکر نہر مین جا پڑی اور اسکو ایک مچہلی نگلگئی جو اس عورت کے شکار مین آئی انگشتری نکالکر حضرت سلیمان کو دیدی آپ پھر بادشاہ ہوگئے چنانچہ ثم اناب کے یہی معنے ہین۔ لیکن یہ قصہ غلط ہے کیونکہ باوجود علم نبوت بت پرستی حضرت سلیمان کا بت پرست عورت سے نکاح کرلینا خلاف عقل ونقل ہے اور بعد نکاح منکوحہ کے بت پرستی سے بیخبر رہنا عجیب ہے ایسا ہوتا تو اللہ تعالےٰ ضرور بطور وحی آپکو خبردار کردیتا پھر یہ کہ سلیمان مظہر اسم ہادی تہے اور دیو مظہر اسم مضل مظہر ہادی پر غالب نہین ہوسکتا۔ تیسرے یہ کہ حضرت سلیمان کو جو کچھ دعا کے سبب ملک ملا ہے اور چونکہ پیغمبرون کی فعل اپنی طرف سے نہین ہوتے لہذا یہ دعا بھی امتثال حکم الٰہی ہے۔ صرف انگشتری مین ملک کا انحصار غیر ضروری معلوم ہوتا ہے بلکہ معتبر روایت ہے جو صحیح بخاری مین ہے کہ سلیمان نے کہا کہ آج اپنی تمام بیبیون کے پاس جاؤنگا اور ہر ایک سے ایک لڑکا پیدا ہوگا جو خدا کی راہ مین جہاد کریگا مگر انشاءاللہ کہنا بہول گئے پھر ترک استثنا کے تامل

سے رجوع کیا چنانچہ نظم آئندہ اسی طرف اشارہ کرتا ہے اور گو ترک استثنا گناہ نہ تھا اسلیئے کہ پیغمبر گناہ سے معصوم ہوتے ہین مگر لغزش ضرور تھی جسکو اللہ تعالے نے معاف کردیا لیکن مولانا کے آئندہ اشعار اور خصوصًا۔ چون بماند از تخت ملک خود تہی سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اُنہون نے پہلے ہی قصہ کو معتبر سمجھا ہے اسکا جواب یہ ہے کہ مولانا کو قصہ کی صحت اور غلطی سے کچھ علاقہ نہین ہے وہ تو صرف نتیجہ نکالتے ہین خواہ قصہ کیسا ہی ہو چنانچہ اس قصہ کا نتیجہ آئندہ اشعار سے معلوم ہونے والا ہے۔

	تو مکن بر غیر من این لطف وجود		این حسد را ماند اما آن نبود
ترجمہ	تو نہ دے غیرون کو رب العالمین		ہے حسد ظاہر مین یہ لیکن نہین

شرح یعنے حضرت سلیمان ؑ کی یہ دعا کہ الٰہی تو مجھے ایسی بادشاہی دے جو میرے سوا اور کسیکے لایق نہو اور بجز میرے اور کسی پر ہرگز ایسی مہربانی نہ کر، بظاہر حسد کا جامہ پہنے ہوئے ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ ازراہ حسد اپنے سوا کسی اور کے اپنے مانند بادشاہ بننے کو پسند ہی نہ کرتے تھے مگر فی الواقع یہ دعا ازراہ حسد و بخل نہ تھی۔ بلکہ ازراہ ترحم تھی جسکی شرح آیندہ شعر مین ہے۔

	نکتۂ لا ینبغی میخوان بجان		سرّ من بعدی ز بخل او مدان
ترجمہ	نکتۂ لاینبغی پڑھ ہے شعور		بخل سے یہ سرّ من بعدی ہے دور

شرح یعنے اے مخاطب سلیمان ؑ پر حسد یا بخل کا گمان نکر بلکہ نکتۂ لاینبغی (یعنے لایق نیست) کو اچھی طرح سمجھ اور لفظ من بعدی پر کامل غور کر کیونکہ لا ینبغی لاحدٍ من بعدی (بادشاہی میرے بعد کسیکی لایق نہین) سے صاف طور پر یہ بات نکلتی ہے کہ الٰہی ملک خطرات کے سبب میرے سوا کسیکے قابل نہین مطلب یہ کہ مین خطرات کی برداشت کرلونگا۔ تو کسی غیر کو ملک گیری کے مہمات اور سلطنت کی بلا مین نہ پھنسا کیونکہ نکتۂ آیت مذکورہ مین علمائے ظاہر کے نزدیک جملۂ لاینبغی لفظ ملکًا کی صفت ہے۔ یعنے الٰہی مجھے ایسی سلطنت دے جو لا جواب ولا ثانی ہو۔ اور علمائے اسرار کے نزدیک جملہ لاینبغی دعائے ربّ ہب لی کی علت ہے۔ یعنے الٰہی مجھے بہت بڑی بادشاہت دے کیونکہ عظیم الشان سلطنت کے خطرات کی برداشت مین کرسکتا ہون میرے سوا اور کسی پر یہ بار گران نڈال۔ یہان سے وجہ ترحم معلوم ہوگئی ہے۔

	بلکہ اندر ملک دید او صد خطر		مو بمو ملک جہان بد بیم سر
ترجمہ	بلکہ دیکھے سلطنت مین سو خطر		مو بمو ملک جہان تھا بیم سر

شرح یعنے دعائے سلیمان ؑ ازراہ حسد و بخل نہ تھی بلکہ ازراہ ترحم تھی آپنے بادشاہت مین لاکھون خطرے معلوم کرلیئے تھے کیونکہ ملک جہان سر سے پاتک مجسم بیم سر یعنے باعث خوف جان ہے پیغمبر چونکہ

اولوالعزم ہوتے ہین اسلیئے سلیمان ع نے اس تکلیف کو محض اپنے ذات کے لیئے مخصوص کیا تہا۔

	ہیم سر با ہیم سِر یا بیم دین	امتحانے نیست مارا مثل این
ترجمہ	خوف راز و خوف دین و خوف جان	اور ایسا کونسا ہے امتحان

شرح پہلا سَر بفتح سین مہلہ بمعنے جان اور دوسرا بالکسر بمعنے راز و کیفیت روح ہے یعنے سلطنت مین خوف جان بہی ہے اور خوف تبدل کیفیت روح بہی کیونکہ لذائذ جسمانی کے باعث روح کثیف اور مکدر ہو جاتی ہے اور خوف قوت دین بہی ہے عنوان سے اس قصہ کو یہ ربط ہے کہ اپنے لیئے جیسی دعا حضرت سلیمان نے کی ہے ہر شخص ایسی دعا نہین مانگ سکتا۔ کیونکہ آپ کا مرتبہ فانی فی اللہ و باقی باللہ کا تہا اسلیئے آپ کے افعال و اقوال سب ذات حق کی طرف منسوب ہین۔ سالک یا کوئی اور طالب ایسی دعا مانگے گا تو حسد اور بے ادبی مین داخل ہوگی۔

	پس سلیمان ہمتے باید کہ او	بگزرد زین صد ہزاران رنگ و بو
ترجمہ	ہو سلیمان ہمت ایسا یا خدا	جو ہزاران رنگ و بو سے ہو جُدا

شرح یہان سے بطور نصیحت مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے۔ یعنے بادشاہی کے لیے کوئی سلیمان جیسی ہمت والا آدمی چاہیئے کہ لاکہون طرح کے رنگ و بو یعنے جمیع اقسام کی دنیوی محبت و رغبت سے کنارہ کش ہے اور حب جاہ و مال کو دلمین جگہ نہ دے اور عالم کثرت مین رہکر مرتبہ وحدت طے کیئے ہوئے ہو۔ چونکہ یہ بات بہت مشکل تہی اسلیئے حضرت سلیمان نے اپنی دعا مین لاینبغی لاحدٍ من بعدی فرمایا تہا۔

	با چنان قوت کہ او را بود ہم	موج آن ملکش فرو مے بست دم
ترجمہ	باوجود قوت دنیا و دین	بند تہا دم سلطنت سے بالیقین

شرح یعنے باوجود قوت نبوت و قوت ملکوتیت اور تسخیر جن و انس و وحوش و طیور دریائے سلطنت کی موجون نے آپ کا دم بند کر رکہا تہا۔ اور حضرت سلیمان بسا اوقات انتظام ملکی و مالی اور ادائے حقوق کے متعلق ساکت و متحیر رہتے تہے۔ کبہی کبہی بعض ضروری باتین بہول جاتے تہے چنانچہ قرآن مجید مین موجود ہے اذ عرض علیہ بالعشی الصافنات الجیاد و لآخر الآیہ یعنے جب سلیمان ع کے روبرو تیسرے پہر کے وقت جہاد کے لیئے ایسے ہزار گہوڑے جو تین پاؤن زمین پر رکہکر اور ایک پاؤن اٹہا کر کہڑے ہوتے تہے اور جو بہت تیز چلنے والے یا دراز گردن تہے پیش کیئے گئے اور نو سو گہوڑون کے ملاحظہ کے بعد دن چہپ گیا اور عصر کی نماز یا آپکا وظیفہ قضا ہو گیا تو آپ نے یہ فرمایا کہ افسوس مینے مال یعنے گہوڑون کی دوستی کو یاد الٰہی سے زیادہ محبوب رکہا یہانتک کہ آفتاب پردے مین جا چہپا۔

	خوان کہ القینا علےٰ کرسیہ	چون باند از تخت و ملک خود تہی
ترجمہ	دیکھہ القینا علےٰ کرسیہ	رہ گئے وہ تخت و شاہی سے تہی

شرح یہ شعر فرد سے بست دہم کی توضیح ہے یعنے چونکہ تدابیر سلطنت اور فکر مملکت کے ساتہہ آپ کو زیادہ اشتغال رہتا تہا جو سبا اوقات مانع اشتغال یاد الٰہی ہے اسلیئے انگشتری امینہ کے پاس بہول آئے اور وہان سے اُس دیو کے قبضہ مین چلی گئی۔ اور آپ تخت و ملک سے جریدہ اور تنہا رہ گئے اگر انگشتری حفاظت الٰہی مین رکہی جاتی تو شاید یہ بات نہوتی۔

	چون بر و بنشست زین اندوہ گرد	بر ہمہ شاہانِ عالم رحم کرد
ترجمہ	اس سبب سے آپ کو جب غم ہوا	رحم سب شاہانِ عالم پہ کیا

شرح یعنے چونکہ حضرت سلیمان پر قضائے نماز اور سلطنت کے جاتے رہنے سے رنج ظاہری ہوا۔ اور یہ معلوم ہوگیا کہ مملکت مانع ذکر الٰہی ہے تو تمام بادشاہون پر رحم کہایا اور سوا اپنے اور کسیکو بلائے سلطنت مین مبتلا ہونا پسند نہ فرمایا کیونکہ جب آپ سے نبی ہوکر سہو ہوگیا۔ تو دوسرے بادشاہون کو بہولکر بہی خدا یاد نہ آئیگا اور وہ ہرگز حقوق عباد اور حقوق اللہ کی حفاظت نہ کرسکینگے۔

	شد شفیع و گفت این ملک و لوا	باکمالے دہ کہ دادی مر مرا
ترجمہ	اور کہا اللہ یہ ملک و علم	کر کسی مجہ جیسے کامل پہ کرم

شرح دوسرے مصرع مین لفظ باکمالے کے بعد علامت مفعول محذوف ہے یعنے ملک باکمالے را بدہ یعنے ایسے حصہ سے اٹہا کر حضرت سلیمان نے بطور سفارش یہ کہا کہ الٰہی یہ سلطنت کسی باکمال آدمی کو دیجیو جیسا کہ مجہے مرحمت ہوئی ہے مجہسے کمتر مرتبہ والے کو نہ دیجیو کیونکہ وہ مراعات حقوق اللہ و حقوق العباد نکر سکیگا بعض شارحین کی رائے ہے کہ مولانا قدس سرہ نے بہت سے قصے نتیجہ نکالنے کے لیئے خود اختراع کیے ہین مگر امینہ کے نکاح اور انگشتری کی چوری اور صخر کے قبضہ کا قصہ جو یہود کا بہتان ہے انکی شان سے بعید ہے کہ سلیمانؑ جیسے نبی کی طرف منسوب کرین اسلیئے ان اشعار کے یہ معنے ہین کہ باوجود اسقدر روحانی اور جسمانی قوت اور تسخیر انس و جن وغیرہ کے امواج ملک یعنے تدابیر سلطنت نے آپکا دم یاد الٰہی سے روکدیا تہا یعنے آپ انشاء اللہ کہنا بہول گئے تہے اسلیئے آپکی خواہش کے مطابق اولاد نہوئی بلکہ ایک مُردہ بچہ آپکے تخت پر دہانے کو لایا گیا۔ اسوقت آپنے اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع کیا اور ترک استثنا سے توبہ و استغفار کی گو وہ گناہ نہین تہا مگر انبیا کی شان کے خلاف تہا۔ اسصورت مین چون باند از تخت و ملک خود تہی کے یہ معنے ہین کہ جسوقت بچہ تخت پر لایا گیا تو آپکو ترک استثنا کا سہو یاد آیا اور آپ اسقدر مشتغل

الیے اسد ہوے کہ ملک اور تخت خیال دل سے جاتا رہا۔

	ہر کرا بدہی و بخشی از کرم	او سلیمان ست و آن کس ہم منم
ترجمہ	یہ کرم جسپر ہوا ے رب المنن	وہ ہون مین یعنے سلیمان زمن

شرح سلیمان فرماتے ہین کہ الہٰذا بالفرض جسکو تو ایسا ملک دیگا جیسا مجکو دیا ہے تو وہ شخص سلیمان ہمت ہوگا بلکہ یون سمجھنا چاہیئے کہ وہ مین ہی ہون علمائے صوفیہ نے لکھا ہے کہ ہر نبی کی حالت کا عکس کم سے کم ایک ولی مین ضرور رہوتا ہے اُس نبی کی ولایت اس ولی مین ظاہر ہوتی ہے اور وہ ولی اس نبی کا نائب ہوتا ہے لیکن ادب کے لیئے یون کہا کرتے ہین کہ فلان ولی اُس نبی کے قدم بقدم ہے چنانچہ اس شعر مین اُنہی معنون کی طرف اشارہ ہے کہ ایسے شخص مین میری ولایت ظاہر ہوگی اگرچہ باعتبار تعین اور تشخص کے وہ میرا غیر ہوگا مگر باعتبار حقیقت اور روح کے اُسے میرا عین سمجھنا چاہیئے یہ نکتہ نہایت لطیف اور سمجھنے کے قابل ہے اور اسکی مفصل شرح پہلے گذر چکی ہے۔

	نبود او بعدی و لے باشد معی	خود معی چہ بود منم بے مدعی
ترجمہ	وہ نہین بعدی و لیکن ہے معی	کیا معی وہ خود ہون مین بے مدعی

شرح یہ بھی حضرت سلیمان ؑ ہی کا مقولہ ہے یعنے ایسا شخص میرے بعد نہوگا بلکہ رتبہ مین میرے ساتھ ہے اگرچہ باعتبار زمانہ مؤخر ہے۔ بلکہ میرے ساتھ ہونے کے کیا معنے۔ وہ مین ہی ہون بلا نزاع مدعی یعنے اس دعوے مین مدعی کچھ نزاع نہین کرسکتا۔ کیونکہ اعتبار معنے اور حقیقت کا ہے نہ کہ صورت کا اور حقیقت انسانی گوشت پوست اور ہڈیان نہین ہین بلکہ وہ ایک ایسی شے ہے جو مظہر اسماء و صفات اور آئینہ تجلی ذات ہے اور یہ معنے ہر مظہر مین متحد ہین۔ اسلیئے اتحاد معنوی کے لحاظ سے مین اور وہ گویا ایک ہین۔

	شرح این فرض ست گفتن لیک	باز مے گردم بقصہ مرد و زن
ترجمہ	شرح اسکی فرض ہے مجہپر مگر	قصہ پھر کہتا ہون قصہ مختصر

شرح یعنے گو اس اتحاد معنوی کی شرح بیان کرنی فرض ہے لیکن چونکہ سر وحدت مین ضمناً یہ بحث معلوم ہوچکی ہے اسلیئے مین قصہ کی طرف رجوع کرتا ہون۔

	مخلص ماجرائے عرب و جفت او
ترجمہ	اعرابی درویش کے قصہ کا بقیہ اور اسکی اہلیہ کا حال

	ماجرائے مرد و زن را مخلصے	باز میجوید درون مخلصے
ترجمہ	مرد و زن کے حال کو پر کندہ پست	مجہسے سننا چاہتا ہے ایک دوست

شرح پہلے مصرع مین مُخلَص بفتح المیم مصدر میمی بمعنے خلاص و تمام ہے اور دوسرے مُخلِص بضم المیم بمعنے دوست جس سے مولانا حسام الدین مراد ہین یعنے چونکہ اعرابی درویش اور اُسکی گہروالی کے قصہ کے بقیہ کو ایک سچے مخلص (مولانا حسام الدین) کا دل ڈہونڈہ رہا ہے اسلیئے مین قصہ کو تمام کردینا چاہتا ہون۔

	ماجرائے مرد و زن افتاد نقل		این مثال نفس خود مے دان و عقل
ترجمہ	ماجرائے مرد و زن ہوتا ہے نقل		معنوی مطلب ہے اسکا نفس و عقل

شرح یعنے گو حسب ظاہر ہمنے اعرابی درویش اور اسکی عورت کا قصہ نقل کیا ہے مگر باعتبار باطن عورت سے نفس امّارہ اور مرد سے عقل مراد ہے اور یہ سب گفتگو اور نزاع گویا نفس و عقل کے مابین ہو رہی ہے۔

	این زن و مردے کہ نفس ست و خرد		نیک بایستست بہر نیک و بد
ترجمہ	مرد و زن کو تو سمجھ نفس و خرد		دونو ہین پابند بہر نیک و بد

شرح یعنے یہ زن و مرد (نفس و عقل) دونو نیک و بد کیلئے ہین عقل ہمیشہ پابند نیکی ہے اور نفس پابند بدی۔

	وین دو بایستہ درین خاکی سرا		روز و شب در جنگ و اندر ماجرا
ترجمہ	اور یہ دونو قالب انسان مین		روز و شب ہین جنگ کے میدان مین

شرح خاکی سرا (مٹی کے گہر) سے جسم انسانی مراد ہے یعنے نفس و عقل جسم انسانی مین رہکر ہمیشہ لڑتے جہگڑتے رہتے ہین نفس عقل کو نیکیون سے اور عقل نفس کو بدیون سے ہر وقت روکتی رہتی ہے انکی باہم مخالفت اکثر رہا کرتی ہے یا جنگ سے یہ مراد ہے کہ نفس عقل سے اپنی خدمت چاہتا ہے جسطرح عورت شوہر سے خرچ خانگی چاہا کرتی ہے اسلیئے دونو لڑتے رہتے ہین۔

	زن ہمے جوید حویج خانقاہ		یعنے آب رو و نان و خوان و جاہ
ترجمہ	زن طلب کرتی ہے ساز خانقاہ		آبروے و نان و خوان و عزّ و جاہ

شرح حویج تصغیر حاجت ہے اور خانقاہ سے مراد گہر ہے اور حو تج اُس ساگ کو بہی کہتے ہین جو گوشت مین پکایا جائے اسصورت مین حویج سے جسمانی لذتین مراد ہین اور دوسرا مصرع حاجتون یا جسمانی لذتون کی تفسیر ہے مطلب یہ کہ جسطرح عورت اپنے گہر کی حاجتین اور خانہ داری کے ضروری سامان شوہر سے طلب کیا کرتی ہے اسیطرح نفس اپنی حاجتین یا لذائذ جسمانیہ (مثلاً کہانا۔ پانی۔ دنیوی عزت وغیرہ) عقل سے طلب کرتا ہے۔ بعض نسخون مین حوائج خانقاہ ہے۔ اسصورت مین حوائج جمع حاجت ہے بفک اضافت۔

	نفس ہمچون زن پئے چارہ گری		گاہ خاکی گاہ جوید سروری
ترجمہ	نفس کی حالت پئے چارہ گری		گاہ خاکی ہے کبہی ہے سروری

شرح یعنے نفس امارہ حصول لذت جسمانی کی حیلہ سازی کے لیے کبھی منسوب بخاک یعنے ذلیل اور متواضع ہوجاتا ہے اور کبھی ریاست اور عظمت کا طالب ہوتا ہے۔ اُسکا ذلیل و متواضع ہوتا اور طلب عظمت یہ دونو باتین حصول لذات کے لیئے ہین جیسا کہ بعض پیٹ بھری عورتین فقط بازار کی سودے کہانے کو محنت مزدوری کرتی ہین مطلب یہ کہ نفس لذات جسمانی کے حاصل کرنے کو کبھی عقل معاد کے سامنے ذلیل ہوکر اپنا مطلب نکالنا چاہتا ہے اور کبھی اپنی عظمت اور ریاست ظاہر کرتا ہے تاکہ اس حیلہ سے اُسپر غالب آجائے۔

عقل خود زین فکرہا آگاہ نیست	در دماغش جز غم اللہ نیست
ترجمہ عقل ان فکرون سے ناآگاہ ہے	اُسکو کیا غم جز غم اللہ ہے

شرح یعنے باوجودیکہ نفس امارہ عقل سے لذائذ دنیا کا طالب ہتا ہے مگر عقل اُسکے ایسے بُرے خیالات سے واقف نہین کیونکہ عقل عشق الٰہی اور خالق کون و مکان کی فرمان بری کے سوا اور کچھ جانتی ہی نہین۔

گرچہ سِرّ قصہ این دانہ ست و دام	صورت قصہ شنو اکنون تمام
ترجمہ راز قصہ دانہ ہے یہ اور یہ دام	ظاہری قصہ کو اب سن لے تمام

شرح دانہ سے مراد عقل ہے جو دانۂ مزرع وجود انسانی مین نشو و نما پاکر باعث بارآوری معرفت ہے اور دام سے مراد نفس ہے جو انسان کو لذات جسمانی اور حظوظ دنیائے فانی کی طرف کھینچتا ہے۔ یعنے المخاطب یا اے حسام الدین اگرچہ اس قصہ کا بیر راز باطنی معنوی یہ ہین جو مینے اب تجکو بتا دیئے ہین یعنے مرد عرب سے مراد عقل معاد ہے۔ اور عورت سے نفس امارہ مگر اب پورا پورا ظاہری قصہ بھی سُن لے کیونکہ فقط بیان معنوی اور اشارہ مخاطب کے سمجھانے کے لیئے ناکافی ہے۔ بلکہ معنوی اور ظاہری دونون طرح سے خوب مطلب سمجھ مین آجاتا ہے چنانچہ آیندہ مولانا قدس سرہ خود ارشاد فرماتے ہین۔ کہ سمجھانے کے لیئے فقط بیان معنوی کافی نہین ہوسکتا۔ بلکہ ظاہری باتین اور مثالین بھی ضرور ہونی چاہیین۔

گر بیان معنوی کافی شدے	خلق عالم عاطل و باطل شدے
ترجمہ بس اگر ہوتا بیان معنوی	آفرینش خلق کی بیکار تھی

شرح یعنے اگر فقط ایمان قلبی اور عرفان باطنی بلا وجود اعمال ظاہری وصول الی اللہ کے لیئے کافی ہوتا تو عالم کا پیدا کرنا بیکار اور بالکل باطل ہوجاتا کیونکہ اعمال تو غیر ضروری چیز ٹھہرتے اور عرفان باطنی و ایمان قلبی خود مخفی شئے ہے تو نتیجہ یہ نکلتا کہ طالح و صالح اور فاسق و ناقل و مومن مجاہد فی اللہ مین تمیز نہ رہتی۔ اور نماز روزہ حج و زکاۃ اور جمیع اعمال ستودہ بیکار ہوجاتے پیغمبرون کا دنیا مین آنا بیفائدہ ہوتا۔ اور جب انبیاء جو خلیفۃ اللہ ہین عالم مین تشریف نہ لاتے تو دنیا ہرگز پیدا نہ ہوتی۔

کامل یعنے کافی ہے کیونکہ بعض نسخون مین کافی شدی اور باطل بدی ہے یا یہ معنے ہین کہ اگر بیان معنوی بہ بنوجہ کامل ہوتا کہ ہر شخص کی سمجھ مین آجاتا تو لوگ بالکل تارک الدنیا بنجاتے اور دنیا سر بسر اُجڑ جاتی ہے۔

	گر محبت فکرت و معنیستے		صورت صوم و نمازت نیستے
ترجمہ	اگر محبت فکر و معنے کا ہو نام		ہوبن نماز و روزہ لاشے اے ہمام

شرح یعنے اگر محبت الٰہی صرف فکر اور معنے یعنے عمل قلب اور تصدیق بالجنان ہوتا اور ظاہری اعمال اور صورت طاعات جسمین اقرار باللسان بھی داخل ہے، کی حاجت نہوتی تو روزہ نماز اور تمام ارکان شرعیہ غیر ضروری اور سر بسر بیہودہ ہو جاتے حالانکہ ارکان شرعیہ کی بجا آوری سب سے پہلا فرض ہے اسلیئے وہ صوفی جو پابند شریعت نہین ہے شیطان بصورت انسان ہے۔

	ہدیہائے دوستان با یکدگر		نیست اندر دوستی الا صُوَر
ترجمہ	تحفہائے دوستان باہمدگر		ظاہری ہوتی ہین چیزین سب سراسر

شرح صُوَر جمع صورت ہے یعنے ظاہری چیزین مطلب یہ کہ دوست جو باہم ایک دوسرے کو تحفہ بھیجا کرتے ہین وہ تحفہ مجسم اور کوئی ظاہری چیز ہوا کرتا ہے مثلاً دلی کا حلوا سوہن۔ لکھنؤ کا عطر حنا لاہور کے ریشمی ازار بند۔ جلیبور کا کیوڑہ۔ اسیطرح محبان الٰہی جو اپنے حبیب کی طرف ہدیہ بھیجتے ہین وہ بھی ظاہری چیزین یعنے اعمال صالحہ نماز روزہ وغیرہا ہونی چاہئین۔ جنسے محبت کا اظہار ہو۔

	تا گواہی دادہ باشد ہدیہا		بر محبتہائے مضمر در خفا
ترجمہ	تاکہ ہو جائین یہ سب تحفے گواہ		دلمین پوشیدہ محبت کو ہے راہ

شرح یعنے ظاہری تحفے اسلیئے بھیجے جاتے ہین تاکہ باہم ایک دوسرے کی باطنی محبت پر گواہی دین۔ حدیث شریف مین ہے تَہَادَوْا تَحَابُّوا یعنے اے لوگو باہم ہدیے بھیجا کرو اس سے تم باہم ایک دوسرے کے دوست بنجاؤ گے۔ فی الواقع محبت بڑھانے مین باہم تحفے بھیجنا بہت بڑا اثر رکھتا ہے۔

	زانکہ احسانہائے ظاہر شاہدند		بر محبتہائے سر ارجمند
ترجمہ	کیونکہ احسانہائے ظاہر پُر شعور		باطنی الفت پہ شاہد ہین ضرور

شرح یعنے یہ ظاہری تحفے تحائف بھیجنے کا دستور اسلیئے اچھا ہے کہ یہ بات پوشیدہ اور دلی محبت کا اظہار کیا کرتی ہے باہم ہدیے وہی لوگ بھیجتے ہین جو باہم دلی اتحاد رکھتے ہین علے ہذا القیاس ارکان شرعیہ کے ظاہری تحفے (روزہ نماز حج زکوٰۃ وغیرہا) اس بات کے گواہ ہین کہ بھیجنے والے کو خدا سے دلی محبت ہے بعض نسخون مین بر محبتہائے سر ارجمند ہے۔

	مست گاہے از مے و گاہے از دوغ	شاہد گہ راست آید گہ دروغ	
	مست مے سے گاہ گاہ سے مست دروغ	گاہ شاہد راست ہے گاہے دروغ	ترجمہ

شرح چونکہ ظاہری ہدیہ (عبادت الٰہی) کبھی بھیجنے کے قابل ہوتا ہے اور کبھی نہین ہوتا اسلیئے مولانا قدس سرہ بطور نصیحت یہ فرماتے ہین کہ اے شخص تو جو اپنے دوست کو ہدیہ بھیجتا ہے وہ کبھی تو عمدہ ہوتا ہے اور کبھی ناقص اور تو نے جسکو اپنا گواہ بناکر بھیجا ہے وہ کبھی تو سچ بولتا ہے جسکو حاکم قبول کرلیتا ہے اور کبھی جھوٹے جسکو وہ رد کردیتا ہے اسیطرح تیرے ظاہری اعمال کبھی خالص لوجہ اللہ ہوتے ہین انکو گواہ صادق سمجھکر اللہ تعالے قبول کرلیتا ہے اور کبھی کاذب اور دکھانے سنانے پر مبنی ہوتے ہین ایسے گواہ رد کردیئے جاتے ہین جیسا نشہ باز کبھی شراب سے مست ہوتا ہے اور کبھی کئی دن کے سڑی ہوئی چھاچھ سے نتیجہ یہ کہ جس شخص کے اعمال خالص ہین وہ مست شراب محبت الٰہی ہے اور جسکے غیر خالص ہین وہ بدمست شراب ریا و سمعہ ہے اُسکے اعمال مقبول ہین اور اسکے نامقبول وہ برگزیدۂ الٰہی ہے اور یہ راندۂ درگاہ۔

	ہائے و ہوو سرگرانی ہا کند	دوغ خوردہ مستئے پیدا کند	
	سر دُکھا دیتی ہے اُسکی ہائے و ہو	چھاچھ پیکر مست ہے وہ زشت خو	ترجمہ

شرح یعنے ریاکار شخص مستی محبت حق ظاہر کرتا ہے یعنے اپنے اعمال کو اسطرح دکھاتا ہے گویا مقبول حق ہین اور ایسا شور وغل مچاتا ہے جو باعث سرگرانی سامعین ہے یعنے ایسا غل کرتا ہے جس سے دماغ پادہ محبت پایا جائے حالانکہ اُسکو محبت کا نشہ نہین ہوتا حضرت ابن مبارک نے معاذ بن جبل رضی کو ایک حدیث سنائی جسکا مفہوم یہ تھا کہ اللہ تعالےٰ نے ساتوں آسمانوں مین ایک ایک فرشتہ مقرر کیا ہے جب کاتبین اعمال بندون کے عمل آسمانوں کی طرف لیکر چڑھتے ہین تو اول آسمان پر فرشتہ محافظ غیبت روک کر یہ کہتا ہے کہ یہ اعمال قابل قبول نہین کیونکہ انمین غیبت ملی ہوی ہے جب کسیطرح اس سے نجات ملتی ہے تو علے ہذا القیاس دوسرے آسمان پر فرشتۂ محافظ تفاخر (فخر حسب ونسب) اور تیسرے پر فرشتۂ تکبر چوتھے پر فرشتۂ عجب پانچوین پر فرشتۂ حسد چھٹے پر فرشتۂ شکایت تقدیر الٰہی ساتوین پر فرشتۂ محافظ طلب ثنائے اور آدمیان و عبادت ریائی موجود ہے جب ان سب سے نجات ہوتی ہے اور اعمال حضرت رب العالمین مین پیش کیے جاتے ہین اور پہچانے والے فرشتے قبول ہونے کی سفارش کرتے ہین تب اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ تم محافظ اعمال ہو اور مین واقف حالت قلب ہون ان اعمال سے اُسنے کبھی اور معبود کو مقصود سمجھا ہے یہ میرے لئے نہین کیئے اسوقت اس شخص پر تمام فرشتے لعنت بھیجتے ہین اللّٰہم احفظنا عن سوء الاعمال والنیات۔ اے خدا ہمین بُرے اعمال اور بُری نیت سے بچا۔

آن مرائی در صلوٰۃ و در صیام — **مے نماید جِدّ و جہدے بس تمام**

ترجمہ: ہے ریائی اُسکا سب روزہ نماز — گو وہ ظاہر مین ہے پورا با نیاز

تا گمان آید کہ او مست ولاست — **چون حقیقت بنگری غرق ریاست**

ترجمہ: تا یقین آئے کہ ہے مستِ وِلا — اور حقیقت مین ہے وہ غرق ریا

شرح یہ دو نو شعر بطور قطعہ بند گذشتہ شعر کی شرح ہین۔ یعنے سڑی ہوئی چھاچھ سے بدمستی ظاہر کرنے اور دکھانے سُنانے کے لیئے اللہ کی ضربین لگانے والا نماز روزہ مین صرف آدمیون کے دکھلانے کے لیئے حد سے بڑھکر کوشش کرتا ہے تاکہ خلقت کو یقین آجائے کہ وہ خدا کی محبت مین مست ہے لیکن حقیقت حال پر نگاہ ڈالیئے تو ایسا آدمی سر بسر ریاکاری کے دریا مین ڈوبا ہوا نکلے گا۔

حاصل افعال برونی رہبرست — **تا نشان باشد بر آنچہ مضمرست**

ترجمہ: الغرض فعل برونی سر بسر — ہین برائے سترِ مخفی راہبر

شرح یعنے ہمارے پچھلے اشعار کا ماحصل یہ ہے کہ افعال ظاہری اور طاعاتِ صوری اُس محبت کی جو دل مین پنہان ہے رہبر اور دلیل ہین جو شخص افعال ظاہری کو نہین بجا لاتا اُسکے دلمین محبت الٰہی نہین ہے اور جو بجا لاتا ہے وہ ضرور محبت رکھتا ہے مگر اتنی بات ہے کہ رہبر کبھی سیدھے رستہ لیجاتا ہے اور کبھی رستہ بہکا لیجاتا ہے اسیطرح اعمال کبھی خالص ہوتے ہین اور کبھی مبنی بر ریا اعمال ریائی سے ضرور پرہیز کرنا چاہیئے بعض نسخون مین رہبر کی جگہ دیگرست ہے یعنے افعال ظاہری افعال قلبی سے جدا ہین لیکن افعال ظاہری اسلیئے موضوع ہوئے ہین کہ افعال باطنی کے علامت بنجائین۔

راہبر گہ حق بود گاہے غلط — **گہ گزیدہ باشد و گاہے سقط**

ترجمہ: رہنما حق پر ہے گہ گاہے غلط — برگزیدہ ہے کبھی گاہے سقط

شرح گزیدہ بمعنے برگزیدہ اور سقط بمعنے بیہودہ ہے یعنے ظاہری اعمال کبھی برحق ہوتے ہین اور کبھی سر بسر غلط کبھی بیہودہ یعنے عبادت کبھی خالص اللہ کے لیئے ہوتی ہے اور کبھی دکھانے سُنانے کے لیئے اعمال ریائی سے بچنا چاہیئے

یا رب آن تمیز دہ ما را بخواست — **تا شناسیم آن نشان کژ ز راست**

ترجمہ: یا خدا پہچان ایسی ہمکو دے — تا سمجھ لین راست کو نا راست سے

شرح خواست بمعنے دعا و طلب ہے یعنے اے خدا ہم تجھسے ایسی تمیز مانگتی ہین جسکے باعث ہمین سیدھا رستہ ٹیڑھے رستہ سے جُدا ہو کر معلوم ہو جائے یعنے یہ ظاہر ہو جائے کہ ہمارا رہبر سیدھے رستہ

لیجاتا ہے یا طبیعت ہے رستے مطلب یہ کہ ہمکو اچھے برے اعمال کی تمیز دے تاکہ ہم ریائی اعمال کو چھوڑین اور خالص کو اختیار کرلین۔ تاکہ ہمین ہمارے اعمال کی اُجرت اور تیری رضامندی کا ثمرہ ہو جائے۔

حس را تمییز دانی چون شود — آنکہ حس ینظر بنور اللہ بود

ترجمہ ہم بتاتے ہین سبھے حس کی تمیز — نور حق سے دیکھ لے جو اے عزیز

شرح پہلا مصرع سوال ہے اور دوسرا جواب۔ یعنے المخاطب کیا تجھے معلوم ہے کہ حس کو نیک و بد کی تمیز کیونکر ہوتی ہے اسطرح ہوتی ہے کہ تیری حس خدا کے نور کی روشنی سے اشیاء کو دیکھنے لگے حس ظاہری بالکل بے تمیز ہے۔ نور خدا سے دیکھنے والی حس کا نام روشن ضمیری ہے

ور اثر نبود سبب ہم مظہرست — ہیچو خویشی کز محبت مخبرست

ترجمہ ہے سبب بھی مظہر الفت ہے اثر — دیتی ہے خویشی محبت کی خبر

شرح یہ شعر زانکہ احسانہائے ظاہر شاہدند۔ کے متعلق ہے یعنے اگر کسی مین احسانہائے ظاہر اور اعمال صوری جو اثر محبت الٰہی ہین ملحوظ نہون تو سبب ہی مظہر محبت ہے سبب سے مراد ترک دنیا اور تجرد عن غیر اللہ ہے جس شخص کو تم تارک دنیا دیکھو اگرچہ اُسکے اور اعمال ظاہری مثلاً روزہ نماز تجہین نظر نہ آئین مگر یہ سمجھو کہ وہ ضرور محبت الٰہی رکھتا ہے مگر شدت احتیاط ریا کے باعث اعمال ظاہری کو ظاہر طور پر وہ نہین کرتا۔ اور اس سبب کی مثال ایسی ہے جیسا کہ قرابت اور آپس کا رشتہ اگرچہ ایک دوسرے سے احسان نہ کرے۔ مگر باہم محبت ضرور ہوتی ہے۔

نبود آنکہ نورِ حقش شد امام — مر اثر را یا سببہا را غلام

ترجمہ ہو گیا ہے نور حق جسکا امام — کب اثر کا یا سبب کا ہے غلام

شرح یعنے نور حق جسکا رہبر ہے اور جو مصداق ینظر بنور اللہ ہے وہ اثر یعنے اعمال ظاہری اور سبب یعنے ترک دنیا کا محتاج نہین اگر اسکی جانب سے کوئی اثر یا سبب ظاہر نہو تو اُسکی محبت مین فرق نہین آتا کیونکہ وہ فانی فی اللہ ہے۔ اور فانی اثر یا سبب کا محتاج نہین ہوتا۔

چونکہ نور اللہ در آمد در مشام — مر اثر را ہیچ کس نبود غلام

ترجمہ مظہر نور خدا ہو جب مشام — کب اثر کا کوئی ہوتا ہے غلام

شرح یعنے جب نور الٰہی سے دل و دماغ کو روشن کر دیا تو اظہار اثر و سبب کی ضرورت نہین رہتی یہ گزشتہ شعر کی شرح

تا محبت در درون شعلہ زند — زفت گردد و ز اثر فارغ کند

ترجمہ عشق دل مین ہو گیا جب شعلہ ریز — سبب سے فارغ کر گئی یہ نار تیز

شرح یعنے جب محبت الٰہی نے کسیکے دلمین آگ لگادی اور وہ آگ بتدریج بڑہتی گئی تو وہ شخص ایسا ہوگیا جیسا کہ آگ پر زال ہوتی ہے یعنے اسکا وجود عارضی فنا ہوگیا اور اس شعلہ نے اسکو اظہار اثر یعنے عمل ظاہری سے فارغ کردیا مگر اسحالت مین بہی اعمال کا بجالانا امتثال امرالٰہی کے لیے فرض اور ضروری ہے

	چون محبت نور خود زد بر سپہر	حاجتش نبود پے اعلام مہر	
	عشق ہو جب انور افزائے سپہر	پہر نہین ہے حاجت اظہار مہر	ترجمہ

شرح مہر یعنے محبت ہے۔ اور سپہر سے اولیاء اللہ کا آسمان دل مراد ہے جو مظہر خرشید محبت الٰہی اور مصدر انوار نامتناہی ہے۔ مطلب یہ کہ جس شخص کے دلمین محبت الٰہی نے اپنا نور پہیلا رکہا ہے اسکو اس باطنی محبت کے اعلام (اظہار) کی حاجت نہین ہے۔ کیونکہ عاشقون کے دل مین داغ عشق جسکو محبت کا آفتاب کہنا چاہیے خود ہی مشہود ہے

	این سخن لیکن بجو تو والسلام	ہست تفصیلات تا گردد تمام	
	یہ سخن۔ لیکن طلب کر والسلام	ہے بڑی تفصیل تا ہو اختتام	ترجمہ

شرح این سخن تا گردد تمام کا فاعل ہے۔ یعنے سخن معرفت و اسرار کے تمام ہونے کے لیے بہت تفصیلین ہین ایمخاطب اگر تو تمامہ اسکے واقف ہونا چاہتا ہے تو کسی مرشد کامل سے ڈہونڈہ والسلام یعنے اب ہمارا اسلام ہے ہم کہانتک اسرار لکہینگے حال قال کے ذریعہ سے اچہی طرح سمجہ مین نہین آسکتا۔ اسلیے اسکی طلب مرشد کامل سے چاہیے۔ تاکہ بذریعہ کشف تمام اسرار و حالات خود بخود ظاہر ہوجائین۔

	صورت از معنے قریب است و بعید	گرچہ شد معنے درین صورت پدید	
	دو نو کچہ نزدیک ہین کچہ ہین بعید	گرچہ اس صورت مین معنے ہین پدید	ترجمہ

شرح یعنے اگرچہ صورت حکایات اور کلمات مین معنے اور اسرار ظاہر ہوتے ہین۔ لیکن صورت معنے سے من وجہ قریب ہے اور من وجہ بعید۔ قریب اس وجہ سے ہے کہ مخاطب الفاظ سے ہی کچہ نہ کچہ مطالب سمجہ ہی لیتا ہے اور بعید اسلیے کہ جب تک مخاطب خود معنوی یا طالب معنی نہو حال صرف قالی سے اچہی طرح مفہوم نہین ہوتا۔

	چون بماہیت روی دور اند سخت	در دلالت ہمچو آبند و درخت	
	اور ماہیت مین دونون دور سخت	ہین بظاہر صورت آب و درخت	ترجمہ

شرح یعنے صورت معنے پر اسطرح دلالت کرتی ہے جسطرح درخت پانی پر لیکن جب پانی اور درخت کی ماہیت کو دیکہیے تو دونو مین بہت فرق ہے۔ پانی کی ماہیت جوہر سیال ہے اور درخت کی جسم نامی اسیطرح صورت اور معنے مین مناسبت بہی ہے اور منافرت بہی صورت طاعات کو درخت اور محبت الٰہی کو پانی سمجہنا چاہیے طاعت بیشک محبت پر دلالت کرتی ہے بعض نسخون مین دلالت کی جگہ دلادت ہے

اسصورت مین معنے ظاہر ہین بعض شارحین نے معنے سے ذات حق مراد لی ہے جو صورت مین ظاہر ہے کیونکہ ذات اس اعتبار سے کہ صورت اُسکا مظہر ہے بہت قریب ہے اور اس اعتبار سے کہ ذات موجود نفسہ ہے اور صورت موجود بغیرہ ہے دونون مین بعد ہے۔ یہ عینیت اور غیریت کا نکتہ غور سے سمجھنے کے قابل ہے

دانہ بین کز آب وخاک و آفتاب	چون درختے گشت سالم در شتاب
ترجمہ: دیکھہ آب وخاک و مہر اے نیکبخت	جن سے دانہ ہوگیا سالم درخت
در ماہیت بگردانی نظر	دور دور ند اینہمہ از یکدیگر
ترجمہ: اُنکی ماہیت پہ گر ڈالے نظر	دور ہے اک اک سے اُنکی اک سر بسر

شرح اس قطعہ مین اسی صورت و معنے کے من وجہ قریب اور من وجہ بعید ہونے کی شرح ہے یعنے اے مخاطب دانے کو دیکھہ کہ پانی اور خاک اور تاثیر آفتاب کے باعث زمین سے نکلکر ایک عالیشان درخت بنگیا ہے اور چارچیزین ایک جگہ جمع ہین مگر حقیقت کو دیکھئے تو پانی اور خاک اور آفتاب اور دانہ چارون کے چارون الگ الگ ہین۔ یہی حال صورت و معنی کا ہے کہ باہم قریب بھی ہین اور بعید بھی۔

ترک ماہیات و خاصیات گو	شرح کن احوال آن دو رزق جو
ترجمہ: ترک ماہیات و خاصیات کر	حال مردوزن کا سُن لے سر بسر

شرح مولانا اپنے نفس کو مخاطب فرماکر یہ کہتے ہین کہ درخت وغیرہ کی ماہیتون اور پانی کی خاصیتون کا تذکرہ جو اعرابی درویش کے قصہ مین بطور جملہ معترضہ آگیا تھا چھوڑ کر اُن دو روزی ڈھونڈنے والوں اعرابی درویش اور اُسکی اہلیہ کا بقیہ حال سُنا دے تاکہ سُننے والے کو قصہ کا نتیجہ معلوم ہوجائے

دل نہادن مرد عرب بر التماس دلبر خویش و سوگند خوردن کہ مرا درین تسلیم حیلہ و امتحانی نیست

ترجمہ: مرد عرب کا اپنی اہلیہ کے التماس کو دل لگاکے سننا اور اسپر مبالغہ کرنا کہ مین اس تسلیم مین کوئی حیلہ یا امتحان نہین کرتا

مرد گفت اکنون گذشتم از خلاف	حکم داری تیغ برکش از غلاف
ترجمہ: مرد بولا چھوڑ بیٹھا مین خلاف	رکھہ امری گردن پہ تیغ بے خلاف

شرح یعنے مرد نے عورت سے یہ کہا کہ اب مین تیری مخالفت سے درگزرا تو حاکم ہے مین محکوم اسوقت تو تلوار کھینچکر مجھے جان سے مار ڈالے گی تو بھی سرکشی نہ کرونگا۔ مجھے اب معلوم ہوا ہے کہ تو حق پر تھی یہی حال عقل کا ہے کہ جب نفس اُسکے سامنے لوامہ یا مطمئنہ کی صورت مین ظاہر ہو تو عقل اُسکی مطیع ہوجاتی ہے

ہرچہ گوئی مر ترا فرمان برم	در بد و نیک آید آن را ننگرم
ترجمہ: جو کہے تو مین ہوں فرمان بر ترا	نیک و بد کچھہ کرہنین سکتے مرا

شرح یعنے اے عورت مین آج سے ایسا تیرا فرمان پذیر رہونگا کہ تیرے حکم کی تعمیل مین اپنے نفع یا نقصان کی طرف نہ دیکھونگا حتے الامکان جس بات کا تو حکم دیگی اُسے دل و جان سے بجالاؤنگا۔

	در وجود تو شوم من منعدم	چون محبم حُبُّ یُعمِی و یُصِم
ترجمہ	تیری ہستی مین ہوا مین ہیچ سے	کیونکہ الفت اندہا بہرہ کرتی ہے

شرح یعنے اے عورت مین آج سے تیری ہستی کے سامنے اپنی ہستی کو کالعدم سمجہتا ہون یعنے تیرے ارشاد بجالانے مین مجھے اپنی جان کی پروا نہین ہے۔ کیونکہ مین تیرا مُحِب رچاہنے والا) ہون اور تو محبوب ہے یعنے تجکو اپنی جان کا اختیار دیدیا ہے۔ یا اسلیئے کہ عاشق معشوق کے ہاتہ مین ایسا ہوتا ہے جیسا کہ مردہ بدست زندہ حدیث شریف مین آچکا ہے کہ حُبُّکَ الشَّیْءَ یُعْمِیْ وَیُصِمُّ یعنے محبت آدمی کو اندہا اور بہرہ کردیتی ہے عاشق کو اچہا بُرا کچہ نہین سوجہتا۔ اور وہ اپنی دشمن کیسکی نہین سُنتا۔ یہی حال عقل کا نفس مطمئنہ کے ساتہ ہے کہ جب نفس کو مرتبۂ اطمینان حاصل ہوجاتا ہے تو عقل اُسکی فرمان پذیر ہوجاتی ہے۔

	گفت زن آہنگ بِرّم میکنی	یا بحیلت کشف سِرّم میکنی
ترجمہ	بولی عورت کیا سمجہے ہے عزم بِر	چاہتا ہے مجہسے یا اظہار سِر

شرح بِر بالکسر بمعنے احسان ہے جس سے انقیاد اور کمال محبت مراد ہے یعنے عورت نے مرد کی حد سے بڑہی ہوئی زبانی محبت دیکہکر یہ کہا کہ اے شخص کیا تو فی الواقع میرے ساتہ احسان کرنے اور آیندہ میری دلی اطاعت کا ارادہ رکہتا ہے۔ یا اظہار محبت کے بہانہ سے فقط میرا بہید لینا چاہتا ہے اور اس سے تیرا صرف یہ منشا ہے کہ مین آیندہ تجہسے کسی کام کے متعلق اپنے دل کی بات کہون اور تو مجھے حریص یا طامع کہکے میری ہنسی اُڑائے جیسا کہ پہلے اُڑا چکا ہے اسیطرح نفس امّارہ فریب دینے کے لیئے عقل کو ٹٹولا کرتا ہے

	گفت واللہ عالم السّر الخفی	کافرید از خاک آدم را صفی
ترجمہ	بولا وہ باللہ دانا ہے خفی	جسنے آدم کو کیا پیدا صفی

شرح عورت کے اطمینان دلانے کو مرد نے قسم کہاکر یہ کہا کہ اُس خدا کی قسم جو چہپے ہوئے بہید و نکا جاننے والا ہے اور جسنے حضرت آدمؑ کو خاک سے پیدا کرکے برگزیدہ کیا اور اپنا خلیفہ بنایا ہے مین اس اظہار محبت سے نہ تیرا امتحان لینا چاہتا ہون اور نہ یہ محبت جہوٹی شیخی پر مبنی ہے بلکہ مین سچے دل سے تیرا فرمان پذیر ہوگیا ہون لفظ صفی آفرید یا آدم را سے حال واقع ہوا ہے اور اس قسم کا جواب بہت سے اشعار کے بعد آیندہ آئیگا۔

	در سہ گز قالب کہ دادش وانمود	ہرچہ در ارواح و در الواح بود
ترجمہ	قالب آدم مین سب کچہہ رکہدیا	عالم ارواح مین جو کچہ کہ تہا

شرح سہ گز قالب ریتن گز کے جسم سے حضرت آدم کا بدن مراد ہے یعنے اُس خدا کی قسم جسنے آدمؑ کو تین گز کا جسم عنایت فرمایا اور اسمین عالم ارواح اور الواح غیب کے تمام اسرار ظاہر کردیئے یعنے آدمؑ کو جامع حقایق ملکوتی و جبروتی و لاہوتی و ناسوتی بنایا اور اُنکے علم کو فرشتون کی معلومات سے بڑہا دیا۔

یاد داد ش لوح محفوظ وجود ۔۔ تا بدانست آنچہ در الواح بود

ترجمہ علم لوح ذات خود اُنکو دیا ۔۔ کہلگیا الواح مین جو کچہ کہ تہا

شرح یعنے اللہ تعالے نے آدم کو لوح محفوظ وجود یعنے خود اُنکی ہستی یا مطلق وجود انسانی کی کیفیت بتادی کیونکہ جبتک وہ اپنے وجود کو نہ جانتے علم الواح غیب ہرگز ہرگز حاصل نہوتا۔ حدیث شریف مین ہے مَن عَرَفَ نَفسَہٗ فَقَد عَرَفَ رَبَّہٗ۔ یعنے جسنے اپنے نفس کو پہچانا اُسنے خدا کو پہچانلیا۔ عارفان الٰہی وہی ہین جو اپنی نفس کی حقیقت سے آگاہ ہین اسلیئے حضرت آدمؑ کو پہلے اُنکے نفس کی حقیقت بتائی گئی۔ اور پہر غیب کی تختیان پڑہائی گئین۔ جبتک آدمی اپنے وجود موہوم کی نیستی کو خیال مین نہین لاتا خدا کی ہستی کو ہرگز نہین پہچان سکتا۔

تا ابد ہرچہ کہ از پس بود و پیش ۔۔ درس کرد از علّم الاسماء خویش

ترجمہ تا ابد پہر علم اک اک چیز کا ۔۔ علّم الاسما سے اُنپر کہلگیا

شرح لفظ تا ابد اس بات پر قرینہ ہے کہ یہان سے ازل محذوف ہے یعنے ازل سے ابد تک جو چیز کہ زمانۂ حضرت آدم کے بعد ہونیوالی تہی اور جو اس سے پہلے ظاہر ہوچکی تہی اللہ تعالے نے اُن سب کا علم آدمؑ کو دیدیا تہا اور اسکا سبب یہ تہا کہ اُنکو اسمائے حسنے سکہائے گئے تہے جنکی حکومت نے تمام موجودات کو مغلوب کر رکہا ہے بعض نسخون مین تا ابد ہرچہ بود او پیش پیش ہے یعنے زمانۂ ابد تک جو شے آگے آگے آنیوالی تہی اُسکا علم بطور پیشنگی آدمؑ کو دیا گیا تہا۔ نظر بر انجام دونون نسخون کا مطلب ایک ہے

تا ملک بیخود شد از تدریس او ۔۔ قدس دیگر یافت از تقدیس او

ترجمہ اس سے بیخود تہے فرشتے سر بسر ۔۔ ہاتہ اُنکے لگ گیا قدس دگر

شرح یعنے حضرت آدمؑ کو ایسا علم لدُنّی دیا گیا کہ فرشتے اللہ تعالے کی اس تدریس سے جو آدمؑ کے ساتہ مخصوص تہی حیران ہوگئے۔ اور سب نے یکزبان ہوکر یہ کہا کہ سُبحَانَکَ لَا عِلمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمتَنَا اِنَّکَ اَنتَ العَلِیمُ الحَکِیمُ اے خدا تو سب طرح کے نقصانون سے پاک ہے ہمین اُسیقدر علم ہے جتنا تونے دے رکہا ہے اور دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ جب حضرت آدمؑ نے اسمائے خاص کے ساتہ حضرت رب العلا کی تسبیح و تقدیس کی تو فرشتون نے بہی سیکہہ لی چنانچہ آیت مذکورہ مین اسم علیم و حکیم حضرت آدمؑ ہی کی تسبیح مین سے فرشتون نے معلوم کیا ہے۔ ورنہ فرشتے خاص خاص اسماء سے واقف تہے اور اُنکی تسبیح سُبّوحٌ قُدّوسٌ تہی۔

آن گشادے شان کہ آدم وانمود　　در گشاد آسمانہا شان نبود

ترجمہ: کشف انہین آدم سے جو حاصل ہوا　　بالیقین وہ آسمانون مین نہ تہا

شرح: مصرع اول مین گشاد بمعنے کشف اور دوسرے مین بمعنے فراخی ہے اور ضمیر شان فرشتون کی طرف راجع ہے یعنے بعض اسمائے صفات کا کشف جو فرشتونکو ہوا یہ حضرت آدم ہی کے باعث سے تہا۔ اور یہ کشف باوجود اسقدر وسعت کے اُنکے آسمانون کی فراخی مین نہ تہا۔ یعنے فرشتے اور آسمان علم لدنی سے محروم تہے۔

در فراخی عرصۂ آن پاک جان　　تنگ آمد عرصۂ ہفت آسمان

ترجمہ: ہے فراخ اتنی فضائے پاک جان　　تنگ جسکے آگے ہین سات آسمان

شرح: یعنے آدم کی جان پاک اور روح لطیف کے میدان کی فراخی کے مقابلہ مین وسعت ہفت آسمان تنگ ہے کیونکہ حضرت آدمؑ یا انسان کامل کا عرصۂ روح اور فضائے قلب ہفت آسمان وزمین اور جمیع عالم سے فراخ تر ہے اسلیئے کہ روح اور قلب مظہر اسمار وصفات الٰہی ہین اور اسکے سوا تمام موجودات صرف مظہر قدرت خداوندی ہین۔ اور یہ ظاہر ہے کہ مظہر اسماء وصفات کا مرتبہ مطلق مظاہر سے بدرجہا بلند ہے۔

گفت پیغمبر کہ حق فرمودہ است　　من نگنجم ہیچ در بالا و پست

ترجمہ: نقل پیغمبر سے ہے قول خدا　　پست و بالا مین نہین ہے میری جا

شرح: اس شعر مین مولانا اس دعوے پر کہ روح اور قلب انسان کامل زمین وآسمان اور جمیع عالم سے فراخ تر ہے شہادت لائے ہین حدیث قدسی ہے کہ لا یسعنی ارضی ولا سمائی ولکن یسعنی قلب عبدی المؤمن کیونکہ ذات الٰہی جامع جمیع اسماء وصفات ہے اور ہر شے مین اُسی خاص اسم کی گنجایش ہے جسکا وہ مظہر ہے۔ اسیلئے عرش یا زمین یا آسمان مین جمیع اسما کی گنجایش نہین ہے۔ البتہ قلب مومن بالقوہ جامع جمیع اسما وصفات ہے اسلیئے اسمین سب کی گنجایش موجود ہے۔ اور آیندہ شعرونمین انہی معنونکی طرف اشارہ ہے

در زمین وآسمان وعرش نیز　　من نگنجم این یقین دان اے عزیز

ترجمہ: ہو زمین وآسمان یا عرش ہو　　مین سما سکتا نہین اے نیک خو

در دل مومن بگنجم اے عجب　　گر مرا جوئی دران دلہا طلب

ترجمہ: ہے دل مومن مری جا اے عجب　　مومنون کے دل مین کر مجھکو طلب

شرح: یہ دونو شعر بطور قطعہ بند اُسی حدیث قدسی کا ترجمہ ہین جو ہم پہلے نقل کر چکے ہین یعنے اللہ تعالے فرماتا ہے کہ مین بالا و پست اور زمین وآسمان اور عرش وکرسی وغیرہ کسی چیز مین نہین سما سکتا۔ بلکہ مومن کے دل مین رہتا ہون اور میرے ڈہونڈنے والے مجہے مومن کے دل ہی مین پا سکتے ہین۔

عرش میں صرف استوائے اسم رحمٰن کی گنجایش ہے اور کرسی میں صرف استوائے اسم رحیم کی اور مومن کامل کے دل میں جمیع اسمائے صفات کی اس تقریر سے ثابت ہو گیا کہ مومن کا دل نہایت وسیع ہے

	گفت فَادْخُلْ فِیْ عِبَادِیْ تَلْتَقِیْ	جَنَّۃً مِنْ رُؤْیَتِیْ یَا مُتَّقِیْ
ترجمہ	کہدیا داخل ہو بندوں میں مرے	جنت دیدار حاصل ہو تجھے

شرح یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے یَا اَیَّتُہَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ یعنے اے نفس مطمئنہ خوش خوش اپنے رب کی طرف پھر آ اور میرے نیک بندوں میں شامل اور میری جنت میں داخل ہو۔ علمائے ظاہر نے اس آیت کو مومنین کاملین کی موت کے وقت پر محمول کیا ہے یعنے انکو مرتے دم خدا کی طرف سے یہ بشارت آتی ہے اور علمائے باطن نے یہ معنے لیئے ہین کہ اے نفس مطمئنہ ماسوے اللہ سے اعراض کر کے اللہ کی طرف رجوع کر اور فقط اُس ذات سے جسکا تو مظہر ہے خوش رہ کیونکہ وہ تجھسے خوش ہے اور باطن عباد کاملین میں داخل ہو اُسمین تجھکو میرا دیدار حاصل ہوگا کیونکہ میں قلوب عباد اللہ الصالحین میں ہوں۔ چنانچہ مولانا نے آیت کے یہی معنے لیئے ہین اور جنت سے رویت الٰہی مراد لی ہے اور جسطرح گزشتہ اشعار میں قلب عباد کو مظروف ذات حدیث قدسی سے ثابت کیا تھا۔ اس شعر میں اُسی مطلب کو آیت سے ثابت کیا ہے نفس شعر کا ترجمہ یہ ہے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے اے نفس مطمئنہ میرے کامل اور نیک بندون میں داخل ہو جا اُسوقت اے پرہیزگار تو میرے دیدار کی جنت سے ملاقات کر لیگا۔

	عرش با آن نور با پہنائے خویش	چون بدید او را برفت از جائے خویش
ترجمہ	عرش کو پر نور ہے اور بس عظیم	رہگیا آدم سے حیران اے ندیم

شرح یعنے عرش الٰہی نے جب حضرت آدم کے قلب کی فراخی کو دیکھا تو با وجود اپنی فراخی اور اپنے پر نور ہونے کے اپنے مرتبے اور عظمت کو چھوڑ دیا اور مرتبۂ آدمؑ کو ملاحظہ کر کے حیران رہگیا۔ کیونکہ جب آدم علیہ السلام مظہر اسماے و صفات ذاتیہ ٹھیرے اور آپکا قلب بجز ذات احدیت ہوا تو غیریت مرتفع ہو گئی۔ اور عرش و کرسی و لوح و قلم بلکہ جمیع عالم اُسمین محو ہو گیا۔ سما گیا۔ اسیلئے مرتبۂ آدمؑ مرتبۂ عرش اعظم سے بدرجہا بلند ہے

	خود بزرگی عرش باشد بس مدید	لیک صورت کیست چون معنی رسید
ترجمہ	ہے بزرگی عرش اعظم کی پدید	ہین مگر صورت سے معنے بس بعید

شرح یہ ایک اعتراض کا جواب ہے معترض کہتا تہا کہ عرش کی صفت میں لفظ عظیم قرآن مجید میں جا بجا مذکور ہے پھر اسنے قلب آدمؑ یا مومن کامل کے باعث اپنی عظمت کا ترک کیون کیا۔ یہ سمجھ میں نہیں آتا مولانا فرماتے ہین کہ بیشک عرش نہایت بزرگ اور اعظم ہے لیکن یہی عرش جو مظہر اسم رحمٰن ہے اہل شرع کے نزدیک ایک صوری چیز ہے اور

قلب آدم بحر معنی کا نام ہے ذات کو عرش وہ وسیع علاقہ نہین ہے جو قلب سے ہے اسلیے اگر عرش نے قلب آدم کو اپنی عظمت سے زیادہ جانا تو کیا تعجب ہوا۔ آدم خود جمیع موجودات سے اشرف اعلے اور اعظم ہے۔

ہر ملک میگفت ما را پیش ازین	الفتے مے بود با روئے زمین
ترجمہ: حال ماضی ہر ملک سے کہنے لگا	یعنے ہمکو خاکدان سے عشق تہا

شرح یعنے آدم علیہ السلام نے جب فرشتون کو اسماء بتا دیئے تو ہر فرشتے نے از روے حیرت یہ کہا کہ ہمکو ظہور آدم سے پہلے خطۂ زمین کے ساتہ دلی محبت تہی مگر اسکا سبب معلوم نہ تہا وہ راز آج کہل گیا کہ خلیفہ الٰہی (آدم علیہ السلام) کا پتلا زمین ہی کی خاک سے بنایا جائیگا۔ اور یہی باعث تہا کہ باوجود آسمانی ہونے کے ہم زمین کو محبوب سمجہتے تہے

تخم خدمت در زمین می کاشتیم	زان تعلق ما عجب مے داشتیم
ترجمہ: ہم عبادت کرتے تہے دل جل کے سب	تہے تعلق سے زمین کے بو العجب

شرح فرشتے کہتے ہین کہ ہم آدم سے پہلے مین بکر خدمت کا بیج بویا کرتے تہے یعنے خدا کی عبادت کیا کرتے تہے لیکن یہ تعجب تہا کہ آسمانی ہوکر ہمین زمین سے دلی تعلق اور واقعی محبت کیون ہے اسکی وجہ معلوم نہونیکے سبب سے ہم یہ کہا کرتے تہے کہ یا الٰہی ہمین آسمانی ہوکر زمین سے اتنی محبت کیون ہے

کین تعلق چیست با این خاکدان	چون سرشت ما بدست آسمان
ترجمہ: کہتے تہے کیون ہے یہ عشق خاکدان	ہم تو رکہتے ہین سرشت آسمان

شرح یعنے ہم قبل از آدم یہ کہا کرتے تہے کہ باوجود خلقت آسمانی زمین سے ہمارا تعلق کیون ہے ہم مین اور زمین مین تو کچہ مناسبت ہی نہین۔ پہر اس تعلق کے کیا معنے یہ فرشتو نکا مقولہ ہے۔

الف ما انوار با ظلمات چیست	چون تواند نور با ظلمات زیست
ترجمہ: نور کو الفت ہے کیون ظلمات کی	نور کی ظلمت مین ہے کیون زندگی

شرح الف بکسر اول و سکون لام بمعنے محبت ہے۔ یعنے فرشتے یہ کہتے ہین کہ ہم قبل از وجود آدم یہ کہا کرتے تہے کہ ہم سراسر نور ہین اور زمین سراسر ظلمت پہر نور کو ظلمت سے محبت کیون ہے روشنی اندہیرے سے الفت کیون رکہتی ہے۔ حالانکہ یہ دونو ضدین ہین۔ اور اجتماع ضدین محال ہے۔ یہانتک الفت زمین کے متعلق فرشتو نکی حیرت ناگفتگو ہے۔ اور آیندہ شعر مین اسکا سبب بیان ہوا ہے۔

آدما این الف از بوے تو بود	زانکہ جسمت را زمین بد تار و پود
ترجمہ: آپ کی الفت تہی یہ آدم ضرور	اس زمین مین آپ ہی کا تہا ظہور

شرح فرشتون نے حضرت آدم کو مخاطب کرکے اپنی حیرت اور زمین سے محبت رکہنے کا سبب خود ہی بیان

کیا ہے۔ یعنے اے آدمؑ اب معلوم ہوا ہے کہ ہمین زمین سے اسلیئے محبت تھی کہ اسمین سے تیرے مبارک جسم کی خوشبو آرہی تھی اور تیرے بدن کا خمیر اسی کا تھا۔ تار پود۔ تانے بانے کو کہتے ہین اور یہان اس سے جسم کا خمیر اور قوام بدن مراد ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ حضرت آدمؑ کا پُتلا مٹی ہی سے بنایا گیا تھا۔

	جسم خاکت را ازینجا بافتند	نور پاکت را درینجا یافتند
ترجمہ	جسم خاکی کا ترے ہے یہ خمیر	نور تیرا ہے یہان اے دلپذیر

شرح پہلا مصرع شرط ہے بحذف حرف شرط اور دوسرا جزا یعنے اے آدم چونکہ کارکنان قضا و قدر نے ازل مین تیرے جسم خاکی کو زمین ہی سے خمیر کیا تھا اسلیئے فرشتون نے تیرے نور پاک کو بھی زمین ہی مین پایا اور زمین سے اُلفت رکھنے لگی۔ یہ اُلفت زمین سے نہ تھی بلکہ تیرے نور سے تھی۔

	اینکہ جان ما ز روحت یافتست	پیش پیش از خاک آن بر تافتست
ترجمہ	ہمکو یہ جو کچھ محبت ہے تری	وہ تری مٹی سے ظاہر ہوئی تھی

شرح فرشتے کہتے ہین کہ اے آدمؑ ہمکو جو تیری روح سے اُلفت تھی یہ تیرے ظہور سے پہلے تیری خاک سے ظاہر ہوتی تھی۔ بعض نسخون مین جسم خاکت را ازینجا یافتند اور دوسرے مین تافتند ہے۔ اور دوسرے شعر کے پہلے مصرع مین بجائے اینکہ ایک ہے اسصورت مین دونو شعر بطور قطعہ ہین یعنے اے آدمؑ گو تیرے جسم خاکی کو کارکنان قضا و قدر نے زمین ہی مین پایا اور تیرے نور کو زمین ہی مین چمکایا لیکن ہمین تیری خاک کے سبب تجھسے روحانی محبت اور زمین سے واقعی اُلفت ہوگئی تھی۔ مطلب دونو نسخون کا ایک ہے۔

	در زمین بودیم غافل از زمین	غافل از گنجے کہ بد در وے دفین
ترجمہ	ہم زمین مین تھے زمین سے بیخبر	کیا خبر تھی اسمین ہے یہ گنج زر

شرح فرشتے کہتے ہین کہ اے آدمؑ افسوس ہم زمین پر رہکر زمین کے دفینے یعنی تیرے وجود پاک سے غافل رہے

	چون سفر فرمود ما را زان مقام	تلخ شد ما را ازان تحویل کام
ترجمہ	جب ہوا ارشاد چھوڑو یہ مقام	اپنی بدلی سے ہوے ہم تلخکام

شرح فرشتے کہتے ہین کہ جب اللہ تعالےٰ نے یہ فرمایا کہ اِنِّی جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً (اے فرشتو مین زمین مین اپنا خلیفہ پیدا کرنے والا ہون) اور تمکو حکم دیتا ہون کہ زمین سے کوچ کر جاؤ۔ آخر ہمنے کوچ کیا مگر چونکہ بسبب وجود آدمؑ زمین سے محبت ہوگئی تھی اسلیئے تحویل مقام زمین سے کوچ کرنا تلخ معلوم ہوا۔

	تا کہ حجت ہا ہمی گفتیم ما	کز بجائے ما کہ آید اے خدا
ترجمہ	حجتین کین اور ہمنے یہ کہا	یا الٰہی اس جگہ کون آئیگا

شرح لفظ تا انتہا ئیہ ہے۔ یعنے فرشتے یہ کہتے ہین کہ زمین سے کوچ کرنے کی حکم کی تلخی یہانتک بڑہی کہ ہمنے اللہ تعالےٰ سے حجت کی اور یہ کہا کہ تو ہماری جگہ ایسی خلقت کو کیون لاتا ہے جس سے فساد اور خونریزی پیدا ہوگی

تو ازین تسبیح و این تہلیل را	میفروشی بہر قال و قیل را
ترجمہ تو اس تسبیح اس تہلیل کا	مول کب رکہتا ہے قال و قال کا

شرح فرشتے کہتے ہین کہ جب ہمکو زمین کو چ کرجانے کا حکم ملا تو ہمنے اللہ تعالےٰ سے یہ عرض کیا کہ الٰہا تو ہماری تسبیح و تہلیل کے بدلے قال و قیل اور جدید مخلوق کے شر و فساد کو پسند کیون کرتا ہے اس حجت کا یہ سبب ہے کہ فرشتے حضرت آدم کے حقیقت سے آگاہ نتہے البتہ باین سبب کہ خاک ایک جامع اسما صفات کا خمیر ہے زمین سے محبت رکہتی تہے جب انکو وہان سے کوچ کا حکم ہوا تو فرشتے رنجیدہ ہوی اور اللہ تعالےٰ سے حجت کرنے لگے۔ یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے قَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا الی آخر الآیہ یعنے جب اللہ تعالےٰ نے فرشتون کو حضرت آدم کے خلیفۂ زمین بنانے کی خبر دے تو انہون نے متفق ہوکر یہ کہا کہ تو ایسی مخلوق کو زمین مین کیون بہیجتا ہے جو فساد اور خونریزی کریگی پہر ایسی حالت مین کہ ہم حمد سے ملاکر تیری تسبیح و تقدیس کرتے ہین کسی اور کو اپنا خلیفہ کیون بناتا ہے۔

حلم حق گسترد بہر ما بساط	کہ بگوئید از طریق انبساط
ترجمہ حلم کا حق کے بچہوتا بچہہ گیا	حکم آیا جو کہو سب ہے بجا

شرح یہ مولانا قدس سرہ کی زبان سے فرشتون کا مقولہ ہے اور اس حالت کی خبر دیتا ہے جو مکالمہ ذات حق و فرشتگان کے وقت موجود تہی یہ شعر گویا اس اعتراض کا جواب ہے جو فرشتون پر فعل الٰہی کے متعلق اعتراض کرنے سے وارد ہوتا ہے یعنے فرشتے یہ کہتے ہین کہ مکالمہ کے وقت اللہ تعالےٰ کے حلم و رحمت نے ہمارے لیئے بچہونا بچہا دیا تہا۔ اور ہمین حکم دیا گیا تہا۔ کہ بطریق انبساط در رفع حجاب تم جو چاہو سو کہو اور اپنے ما فی الضمیر کو اچہی طرح ظاہر کردو۔ اسیلئے ہمکو اعتراض کی جراءت ہوئی۔

ہر چہ آید بر زبان تان بیحذر	ہمچو طفلان یگانہ با پدر
ترجمہ جو زبان پر آئے کہہ و بے خطر	باپ سے جسطرح کہتے ہین پسر

شرح یعنے فرشتے کہتے ہین کہ ہمین آدم کے خلیفہ بنانے پر اعتراض کرنے کی جراءت حلم الٰہی کے بہروسے پر ہوئی تہی وہ یہ کہہ رہا تہا کہ اے فرشتو جسطرح محبوب یگانہ اور چاہیتے بیٹے اپنے باپ سے سب کچہ کہدیا کرتے ہین اسیطرح تم بہی بالکل بیخوف ہوکر جو کچہ تمہاری زبان پر آسے کہدو تمسے کسیطرح کا مواخذہ نکیا جائیگا۔ کیونکہ تم ہمارے مقرب ہو ہم تمہاری گفتگو کو پسند کرتے ہین۔

	مصرع اول	مصرع دوم
	ما ہمے دانیم خود راز شما	لیک میخواہیم آواز شما
ترجمہ	ہم ہین کو واقف تمہارے راز سے	عشق ہے ہمکو مگر آواز سے

شرح یعنے اللہ تعالےٰ نے اپنی صفت حلم ظاہر کرنے کیلئے یہ فرمایا کہ اے فرشتو گو ہم تمہارے راز کو خوب جانتے ہین کہ ہم خلقت آدمؑ پر اعتراض کرکے اُسکو ناپسند کروگے مگر پھر بھی ہمین تمہارا مکالمہ اچھا معلوم ہوتا ہے کیونکہ تم مقرب بارگاہ ہو اور مقرب کی ہر بات اچھی معلوم ہوتی ہے دوسرے مصرع مین آواز سے مکالمہ مراد ہے

	مصرع اول	مصرع دوم
	گرچہ این دمہا بسے نالایق ست	رحمت من بر غضب ہم سابق ست
ترجمہ	گرچہ یہ باتین بُری ہین سر بسر	ہے مری رحمت غضب سے بیشتر

شرح یہ مقولۂ ذات حق ہے۔ اور دمہا بمعنے کلمات یعنے اللہ تعالےٰ نے فرشتون سے یہ فرمایا کہ اگرچہ تمہارا یہ اعتراض نالایق ہے کیونکہ آدم پر تم اسلیئے طعن کرتے ہو تاکہ وہ خونریزی اور فساد کریگا جو فی الواقع مخالفت حکم حق ہے لیکن اس اعتراض مین تم خود ہی داخل ہو کہ خلقت آدم کی نسبت ہماری مخالفت کرتے ہو۔ اگرچہ یہ حرکت قابل مواخذہ ہے لیکن ہم مواخذہ نہین کرتے بلکہ جو چاہو کہو کیونکہ ہماری رحمت ہمارے غضب پر غالب ہے۔ حدیث قدسی مین آچکا ہے اِنَّ رَحْمَتِی سَبَقَتْ عَلٰی غَضَبِی یعنے میری رحمت میرے غضہ سے بڑھی ہوئی ہے اور قرآن شریف مین ہے رَحْمَتِی وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ یعنے میرے رحمت نے ہر چیز کو گھیر لیا ہے۔

	مصرع اول	مصرع دوم
	از پئے اظہار این سبق اے ملک	در تو بنہم داعیہ اشکال و شک
ترجمہ	ایسی سبقت کے لیئے سُن اے ملک	یعنے تجہین رکھدیے اشکال و شک

شرح جوہری اپنی کتاب صحاح مین لکھتا ہے کہ لفظ ملک واحد و جمع دونون کے لیئے ہے نیز داعیہ بمعنے ارادہ و خواہش ہے۔ اور اشکال بمعنے دشواری یعنے اللہ تعالےٰ نے تمام فرشتون یا ایک ایک فرشتے سے یہ کہا کہ غضب پر اس غلبۂ رحمت کے اظہار کے لیئے یعنے تمہاری ذات مین ایک ارادہ اور خواہش رکھی ہے اور وہ ارادہ اشکال اور شک ہے اس صورت مین داعیہ مبدل ہے اور اشکال و شک اُسکا بدل یا یہ کہیئے کہ لفظ داعیہ اشکال و شک کی طرف مضاف ہے اور چونکہ مضاف مین باشے تحقق موجود ہے اسیلئے ایسا اضافت جائز ہے یعنے یہ بھی میری رحمت ہے کہ تمہارے دلون مین آدم کی بابت خلیفہ ہونے کا اشکال و مصلح ہونے کا شک رکھدیا ہے مطلب یہ کہ تمہارے نزدیک جو آدم کا خلیفہ ہونا مشکل و مصلح ہونا شکی امر ہے یہ سراسر میری رحمت ہے کیونکہ اگر غضب ہوتا تو ممکن تہا کہ اس ارادہ پر تمسے مواخذہ کیا جاتا۔ حالانکہ ہمنے اس اشکال اور شک کو مواخذہ کی حد تک نہین پہنچایا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رحمت الٰہی اُسکے غضب پر غالب ہے اگر اُسکی رحمت نہو تو جسمانی و روحانی کوئی شے ہست نہین رہ سکتی اور کوئی متنفس مواخذہ سے نہین بچ سکتا

تا بگوئی و نگیرم بر تو من | منکر حلمم نیارد دم زدن

ترجمہ: تو کہے اور مین کرون تجھپر کرم | حلم کا منکر نہ مارے تا کہ دم

شرح اس شعر مین غلبہ صفت حلم الٰہی اور سبقت رحمت کی غایت بیان ہوی ہے یعنے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ میری رحمت غضب پر یہانتک غالب ہے کہ اے فرشتو جو تمہاری زبان پر آئے کہے جاؤ مین ہرگز مواخذہ نہ کرونگا اسلیئے کہ میرے حلم کا منکر دم نہ مار سکے اور اچھی طرح جان لے کہ بیشک اللہ تعالےٰ نہایت حلیم و رحیم ہے۔

صد پدر صد مادر اندر حلم ما | ہر نفس زاید در افتد در فنا

ترجمہ: جمع ہوکر حلم سو مان باپ کا | ہے ہمارے حلم کے آگے فنا

شرح یعنے ہمارے رحم و حلم کے مقابلہ مین سو مان باپ قربان ہین چنانچہ حدیث شریف مین ہے کہ ایکبار رسول خدا مع بعض صحابہ مدینہ کی گلیون مین جا رہے تھے ایک عورت نے آپ کو قسم دیکر اپنے گھر مین بلا لیا۔ گھر مین کچھ کھانا پک رہا تھا اور بچے کھیل رہے تھے ۔ عورت نے کہا کہ اللہ تعالےٰ اپنے بندون پر زیادہ مہربان ہے یا مین اپنی بچون پر؟ آپنے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ ارحم الراحمین ہے اور وہ تجھسے زیادہ مہربان ہے عورت نے کہا کہ کیا آپ گمان کرسکتے ہین کہ مین اپنے بچون کو اگ مین ڈالدونگی؟ آپ نے فرمایا کہ ہرگز نہین عورت نے کہا پھر اللہ تعالےٰ ارحم ہوکر اپنے بندون کو دوزخ مین کیونکر ڈالدیگا؟ راوی کہتا ہے کہ رسولخدا یہ سنکر زار زار روئے اور یہ فرمایا کہ اسیطرح مجھپر وحی نازل ہوئی ہے لیکن آپ نے اسکی حکمت اسے نہین بتائی۔

حلم ایشان کف بحر حلم ماست | کف رود آید ولے دریا بجاست

ترجمہ: جھاگ ہے یہ حلم میرے حلم کا | جھاگ سب فانی ہین دریا ہے بجا

شرح اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ سو باپون کا حلم ہمارے حلم و رحمت کا ایک ادنے جھاگ ہے اور یہ ظاہر بات ہے کہ جھاگ پیدا ہو ہو کر فنا ہو جاتے ہین اور دریا اسیطرح بجائے خود قایم رہتا ہے اسیطرح ان باپون کے حلم و رحم کا اعتبار نہین ہے۔ کبھی ہوتا ہے کبھی نہین ہوتا۔ لیکن اللہ تعالےٰ کا حلم و رحم ہمیشہ موجود اور باقی رہنے والا ہے کیونکہ اسکی تمام صفات ابدی ہین۔

خود چہ گویم پیش آن دُر این صدف | نیست الا کفِ کفِ کفِ کف

ترجمہ: کیا کہون اس دُر کے آگے یہ صدف | کچھ نہین ہے کف کا کف ہے کف کا کف

شرح یہ شعر مولانا قدس سرہ اور اعرابی درویش دونون کا مقولہ ہوسکتا ہے اور آن دُر کا اشارہ حلم و رحمت الٰہی اور این صدف کا حلم مادر و پدر کی طرف ہے یعنے مین اس سے زیادہ اور کیا کہہ سکتا ہون کہ حلم و رحمت الٰہی کے آگے سو مان باپون کا حلم ایسا ہے جیسا کہ دریا کے مقابلہ مین اسکے جھاگ کا جھاگ۔ اور پھر اس جھاگ

کا جھاگ کا جھاگ یعنے جو تیسرے مرتبہ کا جھاگ اور بہت ہی کمتر درجہ کا کف ہے جسکو دریا سے کچھ بھی نسبت نہین ۔

	حق آن کف حق آن دریای صاف	کامتحانے نیست این گفت و نہ لاف
ترجمہ	مجکو سوگند کف و دریائے صاف	امتحانی ہے نہ ہے یہ بات لاف

شرح اعرابی درویش نے جو پہلے قسم کہا کر یہ کہا تھا کہ گفت واللہ عالم السر الخفی ۔ یہ شعر اُس قسم کا جواب ہے یعنے اے عورت مجھے اُس جھاگ (علم مادر و پدر) کی قسم اور دریائے صاف (علم و رحمت الٰہی) کی قسم ۔ میری گفتگو کہ مین تیرا فرمان پذیر اور تیرے اشارون پر چلنے والا ہون نہ تو بطور امتحان ہے اور نہ جھوٹی شیخی ہے بلکہ مین سچے دل سے تیرے حکم کو قبول کرونگا ۔ اور جو کچھ تو کہے گی اُسے مان لونگا ۔

	از سر مہر و صفا ایست و خضوع	حق آنکس کہ بدو آرم رجوع
ترجمہ	ہے نیاز و سر بسر مہر و صفا	میری توبہ مجکو سوگند خدا

شرح اے عورت مجھے اُس ذات پاک کی قسم جسکی طرف مینے سچے دل سے رجوع کیا ہے کہ تیری فرمانبری کے متعلق جو کچھ مین کہہ رہا ہون یہ امتحان اور لاف و گزاف کے طور پر نہین ہے بلکہ عاجزی اور صاف دلی اور محبت خالص پر مبنی ہے ۔ مین اس اظہار محبت مین تجکو کسی قسم کا فریب دینا نہین چاہتا ۔

	گرچہ پیشت امتحان ست این ہوس	امتحان را امتحان کن یک نفس
ترجمہ	تیرے آگے گرچہ ہے یہ امتحان	امتحان کا امتحان کر میری جان

شرح یعنے مین جو کچھ تجسے کہہ رہا ہون اُسمین دروغ اور امتحان نہین ہے اور اگر تو امتحان ہی سمجھتی ہے تو خیر امتحان ہی سمجھکر مجکو آزمالے کہ تیرے اطاعت کے دعوے مین سچا ہون یا جھوٹا ہوس سے وہ خواہش اطاعت زن مراد ہے جو اعرابی درویش کے دلمین ہے ۔

	سر مپوشان تا پدید آید سرم	امر کن تو ہر چہ بر وے قادرم
ترجمہ	بھید کی سن راز اپنا مت چھپا	جو کہے گی اُسکو لاؤنگا بجا

شرح یعنے اے عورت تو اپنا راز مجھسے نہ چھپا تاکہ مین تجھپر اپنا بھید ظاہر کر دون اور مجھے اُس بات کا حکم دے جسپر مین قادر ہو سکون اسلیئے کہ عدم قدرت کی حالت مین مجھسے تعمیل ارشاد ناممکن ہوگی ۔

	دل مپوشان تا پدید آید دلم	تا قبول آرم ہر آنچہ قابلم
ترجمہ	دلمین ہو جو کچھ وہ کہدے بالفضول	جسکے قابل ہون کرونگا مین قبول

شرح دل سے ارادۂ دل مراد ہے یعنے اے عورت تو مجھسے اپنا راز پوشیدہ نہ رکھہ تاکہ مین جس چیز کے قابل ہون اُسکو قبول کرون مطلب یہ کہ طلب رزق کے متعلق تو نے جو طریقہ سوچا ہے اُسے ظاہر کردے تاکہ

مین اپنا پوشیدہ ارادہ ظاہر کروں۔ اور جو تو کہے حتے الامکان اُسے بجالاؤن۔

	چہ کنم در دست من چہ چارہ است	در نگر تا جان من چہ کارہ است
ترجمہ	کیا کرون مین سچ بتا کیا چارہ ہے	دیکھ لے تو میری جان ناکارہ ہے

شرح مرد کہتا ہے کہ مین طلب روزی کے لیئے کیا حیلہ کرون میرے ہاتھہ مین کونسا چارہ یعنے تدبیر ہے تو ہی دیکھہ کہ میری جان کس کام کی ہے کسی کام کی ہی نہین بلکہ بالکل نکمی اور بیچکارہ ہے یا یہ معنے ہین کہ اے عورت مین طلب روزی کے لیئے کیا حیلہ کر سکتا ہون مجھے تو کوئی تدبیر نہین سوجھتی۔ تو ہی بتا کہ میری جان کس کام کی ہے یعنے میرے لایق کونسا کام ہے جسکے ذریعہ سے معاش حاصل کر سکون مطلب یہ کہ نفس و عقل مین موافقت ہو گئی۔ اور وہ نفس جو پہلے امارہ تھا اب مطمئنہ بنگیا اسلیئے عقل اُسکا حکم ماننے لگی اور انجام کار نجات ابدی اور روزی کامیابی حاصل ہو گئی۔

تعیین کردن زن طریق طلب روزی شوئی خود را و قبول کردن او

ترجمہ عورت کا اپنے خاوند کے لیئے طریق طلب روزی کو معین کرنا اور خاوند کا اُسکے حکم کو قبول کر لینا

	گفت زن یک آفتابے تافتست	عالمے زو روشنائی یافتست
ترجمہ	بولی عورت دیکھہ نکلا آفتاب	نور سے اُسکے ہے عالم بہرہ یاب

شرح یک مخفف اینک ہے اور بعض نسخون مین یک بمعنے ایک ہے یعنے عورت نے یہ کہا کہ اے مرد دیکھ دنیا مین ایک ایسا آفتاب روشن ہے جسکی روشنی نے تمام جہان کو منور کر رکھا ہے۔ اِس آفتاب سے خلیفہ بغداد اور روشنی سے اُسکا جود و احسان مراد ہے۔ جو عموماً لوگونکو فائدہ پہنچاتا تھا۔

	نائب رحمان خلیفہ کردگار	شہر بغداد است ازوے چون بہار
ترجمہ	نائب حق جانشین کردگار	جس سے ہے بغداد اک باغ و بہار

شرح عورت کہتی ہے کہ وہ آفتاب خدا کا نائب اور خلیفۂ الٰہی ہے اور شہر بغداد اُسکے جود و جود کے سبب پر بہار یا مجسم بہار ہو رہا ہے۔ اُسکے احسان نے دلون کے غنچے شگفتہ کر رکھے ہین اور باغ عالم شاد و شاداب ہے۔

	گر بہ پیوندی بدان شہ شہ شوی	سوئے ہر ادبار تا کے مے روی
ترجمہ	ملکے تو اُس سے بنے گا بادشاہ	چھوڑ دے ادبار و بدبختی کی راہ

شرح اے مرد اگر تو اُس آفتاب یعنے خلیفۂ بغداد سے ملیگا تو بیشک بادشاہ یعنے دولتمند ہو جائے گا پھر جبکہ تیرا اقبال سامنے ہے یعنے ایسا کریم بادشاہ بغداد مین موجود ہے تو تو ادبار کی طرف کیون جاتا ہے اپنی روزی پر لات کیون مارتا ہے اور اُسکی خدمت مین کیون نہین جاتا۔

دوستی مقبلان چون کیمیاست　　چون نظرشان کیمیائے خود کجاست

ترجمہ　کیمیا ہے دوستی مقبلان　　کیمیا ایسی جہان مین ہے کہان

شرح یہ اور اِس سے اگلا شعر مقولۂ مولانا ہے اور دوسرے مصرع مین کیمیائی اگر بائے معروف ہے تو بمعنے کیمیاگر ہے اور اگر بائے مجہول ہے تو حدت بالتعظیم کے لیئے ہے یعنے اقبالمندون اور نیک لوگون کی صحبت کیمیا کی مانند نہایت قیمتی اور محبوب چیز ہے بلکہ صحبت سے قطع نظر اُنکی نظر ہی کیمیا ہے وہ ایک نگاہ مین خاک کو کیمیا بنا دیتے ہین۔ اُنکی صحبت یا نظرِ عنایت آدمی کو کندن بنا دیتی ہے۔

چشم احمد بر ابوبکرے زدہ　　او ز یک تصدیق صدیق آمدہ

ترجمہ　چشم احمد جب پڑی بوبکر پر　　ہوگئے صدیق ہو کر بہرہ ور

شرح نیکون کی نظر کے کیمیا ہونے کی مثال ہے اور زدہ بمعنے واقع شد ہے۔ یعنے حضرت احمد مجتبےٰ کی ایک نظر حضرت ابوبکر پڑی تہی جسکی بدولت اُنہون نے قصۂ معراج کی تصدیق کی۔ اور قیامت تک اُنکا لقب صدیق اکبر ہوگیا حضرت ابوبکرؓ کا نام عبداللہ بن عثمان ابن عامر ہے فقط قصۂ معراج کے تصدیق سے آپکا لقب صدیق ہوا ہے۔ اور رسولخدا نے آپ کی نسبت پیشین گوئی کی ہے کہ جو شخص دوزخ سے نجات یافتہ آدمی کو دیکھنا چاہے وہ ابوبکر صدیق کو دیکھ لے۔ نیز آپ کے فضائل صحیح حدیثون مین بیشمار ہین۔

گفت من شہ را پذیرا چون شوم　　بے بہانہ سوئے او من چون روم

ترجمہ　پہر کہا کیونکر گزر ہوگا وہان　　بے بہانے جاؤن کیونکر میری جان

شرح مرد نے کہا کہ اے عورت تو جانے کو کہتی تو ہے مگر یہ بتا کہ مین مقبول بارگاہ خلیفۂ بغداد کیونکر ہوسکتا ہون۔ اور بے بہانہ یعنے بلاسبب ظاہری و تعارف سابق بادشاہ کی خدمت مین کس طرح پہنچ سکتا ہون۔ مثل مشہور ہے کہ چیلے رزق بہانے موت۔

نسبتے باید مرا یا حیلتے　　ہیچ پیشہ راست شد بے آلتے

ترجمہ　کوئی نسبت کوئی حیلہ چاہیئے　　کام کرنے کو بہانہ چاہیئے

شرح نسبت بمعنے مناسبت برائے حضوری بادشاہ ہے یعنے اے عورت مجھے حضوری بادشاہ کے لیئے کوئی مناسبت یعنے کوئی ذریعہ یا حیلہ ضرور چاہیئے کیونکہ جسطرح کوئی پیشہ اور کوئی کام بغیر اوزار کے درست نہین ہوتا۔ اسیطرح مین بہی بلا کسی ذریعہ کے بادشاہ تک نہین پہنچ سکتا۔

ہمچو مجنونے کہ بشنید از یکے　　کہ مرض آمد بہ لیلی اندکے

ترجمہ　سنکے بیماری لیلیٰ کی خبر　　ہوگئے مجنون سنے پریشان سر بسر

	گفت اوّہ بے بہانہ چون شوم	ور بمانم از عیادت چون شوم
ترجمہ	یہ کہا بے حیلہ جاؤن کسطرح	بے عیادت چین پاؤن کسطرح

شرح اوّہ بفتح واو و اظہار ہا عربی کلمہ ہے جو حسرت کے موقع پر بولا جاتا ہے جسطرح فارسی مین افسوس اور اُردو مین ہے ہے یعنے مرد کہتا ہے کہ اے عورت میری مثال مجنون کی سی ہے کہ اُس بیچارہ نے جب کسی سے یہ سن لیا کہ لیلےٰ کی طبیعت قدرے علیل ہے تو یہ کہا کہ افسوس مین بغیر بہانہ کیسے لیلیٰ کے پاس جا نہین سکتا۔ اور عیادت کو نجاؤن۔ یہ ہو نہین سکتا۔ دونو طرح مشکل ہے۔

	لَیْتَنِیْ کُنْتُ طَبِیْبًا حَاذِقًا	کُنْتُ اَمْشِیْ نَحْوَ لَیْلٰے سَابِقًا
ترجمہ	کاش مین ہوتا کوئی دانا طبیب	تاکہ ہو جاتا مجھے وصل حبیب

شرح یہ مجنون کے قول کا اقتباس ہے جو لیلی کو بیمار سُنکر یہ کہتا ہے کہ کاشکے مین طبیب حاذق ہوتا اور اس بہانہ سے دوڑکر یا سب سے پہلے لیلی کی طرف چلا جاتا۔ **فائدہ** مجنون عرب کا رہنے والا لیلی کا عاشق اور نازکخیال شاعر تھا اسکا عربی دیوان مسمّٰے بہ دیوان قیس خاکسار شارح کی نظر سے گذرا ہے مجنون کا تخلص قیس ہے اور لیلی کے بیماری کے متعلق اُسکا شعر یہ ہے یَقُوْلُوْنَ لَیْلٰے فِی الْعِرَاقِ مَرِیْضَۃٌ فَیَا لَیْتَنِیْ کُنْتُ طَبِیْبًا مُدَاوِیًا یعنے لوگ یہ کہتے ہین کہ لیلی عراق مین بیمار ہو گئی ہے۔ اسیلئے میری تمنّا ہے کہ اے کاش مین علاج کرنے والا طبیب ہوتا اور اس بہانہ سے لیلی تک جا پہنچتا۔

	قُلْ تَعَالَوْا گفت حق ما را بدان	تا بود شرم اشکنی ما را نشان
ترجمہ	قُلْ تَعَالَوْا۔ دیکھ لے قول جلیل	یعنے یہ شرم اشکنی کی ہے دلیل

شرح اس شعر مین اعرابی درویش نے حضوری بادشاہ کا دوسرا سبب بیان کیا ہے یعنے اے عورت حضوری کے لیے دو باتین چاہئین یا تو حاضر ہونے والا کوئی حیلہ رکھتا ہو یا بادشاہ خود طلب کرے جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ عَلَیْکُمْ رَبُّکُمْ الٰے آخر الآیہ۔ یعنے اے پیغمبر میرے بندون سے کہدے کہ میری طرف آؤ تاکہ مین تمسے وہ باتین بیان کردون جو تمہارے ربّ نے تمپر حرام کردی ہین وہ یہ ہین کہ خدا کے ساتھ کسیکو شریک نہ کرو اور والدین کے ساتھ نیکی کرتے رہو اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔ چونکہ اس آیت مین اللہ تعالےٰ نے بندون کو اپنی طرف بلایا ہے اسیلئے نیک بندے خوشی خوشی اُسکیطرف جانا پسند کرتے ہین اور ہمیشہ کرتے رہینگے۔ دوسرے مصرع مین شرم اشکنی (اور بعض نسخون مین شرم اگنی) بیائے مصدری لفظ ما را کی طرف مضاف ہے نہ کہ اضافت۔ اور یہ دونو لفظ بمعنے دور کردن شرم ہین۔ یعنے اللہ تعالےٰ لفظ تَعَالَوْا فرما کر ہمین اسیلئے اپنی طرف بلاتا ہے تاکہ اُسکا بلانا

ہمارے دل سے شرم دور کرنے کی علامت ہو جائے۔ یا یہ سمجھیئے کہ دوسرے مصرع مین لفظ مارا لفظ بود کے متعلق ہے اور لفظ نشان شرم اسکنے کا مضاف ہے بطریق اضافت مقلوب یعنے اللہ تعالے نے ہمین اسیلئے اپنی طرف بلایا ہے تاکہ یہ بلانا علامتِ ترکِ حیا ہو جائے۔ کیونکہ اگر بادشاہ کسیکو نہ بلائے تو بلا سبب جانے سے جانیوالی کو حیا آیا کرتی ہے مطلب یہ کہ اللہ تعالے نے بمقتضائے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَسْتَحْیِیْ مِنَ الْحَقِّ اپنے احکام کی طرف بلاکر ہماری حیا توڑدی ہے۔ تاکہ ہم بے تکلف حاضر خدمت خداوندی ہو جائین۔

	شب پران را گر نظر آلت بدے	روز شان جولان و خوشحالت بدے
ترجمہ	چمگادڑ کو بھی ہوتی گر نظر	دن میں بھی خوشحال رہتے سربسر

شرح اعرابی درویش نے اپنی بے آلتی اور بے سامانی کو تشبیہ مین بیان کیا ہے اور نظر آلت مین اضافت مقلوب ہے اور بعض نسخون مین نظر و آلت بواو عطف ہے اسصورت مین آلت بمعنے طاقت دیدہ ہے مطلب یہ کہ اگر چمگادڑون کے پاس آلۂ نظر ہوتا یا اُنہین آفتاب کی طرف دیکھنے کی قوت دیجاتی تو وہ رات کی طرح دن مین بھی جولانیان کرتے اور دیگر طائرون کیطرح اڑتے پھرتے۔ اور اُنکی حالت دن کو بھی اچھی رہتی۔ مگر چونکہ یہ بیچارے آلۂ نظر نہین رکھتے اسیلئے دن مین جولانیون سے محروم ہین۔ مرد کا مطلب یہ ہے کہ اے عورت بلا وسیلۂ ظاہری کوئی کام درست نہین ہوتا مجھے بادشاہ کے پاس بے حیلہ نجانا چاہیئے۔

	گفت چون شاہ کرم میدان رود	عین ہر بے آلتی آلت شود
ترجمہ	شاہ جب میدان مین ہوتا ہے رواں	سربسر ساماں ہین بے سامانیاں

شرح عورت نے اعرابی درویش کے بیسامان ہونے کی شکایت کا جواب دیا ہے بے آلتی بیائے مصدری بمعنے بیسامانی ہے اور آلت بمعنے سامان یعنے عورت کہتی ہے کہ اے مرد وے جب کوئی سخی بادشاہ سیر و شکار کے لیئے جنگل یا میدان کی طرف جاتا ہے تو حاجتمند کی بیسامانی ہی اُسکی کامیابی کا سامان بنجاتی ہے کیونکہ کریم کے یہی معنے ہین کہ بلا سبب کسی پر کرم کرے۔ اسیطرح ذاتِ حق ہمیشہ عرصۂ کرم مین ہے جب سالک تضرع اور افتقار کے ساتھ بلا اعتماد وسیلۂ اعمال اُس سے دعا مانگتا ہے تو وہ قبول کرلیتا ہے نکتہ یہان اتنی بات یاد رکھنی چاہیئے کہ سلطان یا خلیفۂ بغداد سے معنوی طور پر شہنشاہ حقیقی مراد ہے۔ یہ نکتہ تمام داستان مین کام دیگا۔

	زانکہ آلت دعوی است و ہستی است	کار در بے آلتی و پستی است
ترجمہ	حیلہ ساماں ہستی ہے ضرور	کام کی شے عجز و پستی ہے ضرور

شرح عورت کہتی ہے کہ اے مرد وے بادشاہون کے پاس جانے کے لیئے حیلہ اور ظاہری وسیلہ

یا سامان کی ضرورت نہیں کیونکہ ظاہری سامان ایک قسم کا دعوے اور انانیت ہے گویا بادشاہ کو یہ معلوم کرانا ہے کہ با این ساز و سامان ہم بھی کوئی چیز ہیں۔ کام بے سامانی اور پستی ہی مین بنتا ہے مطلب یہ کہ عبادت اور طاعت اور اُسپر اعتماد دعوے انانیت اور ایک قسم کا تکبر ہے اور خدا کے حضور مین بلا وسیلۂ اعتماد عبادت کام بنتا ہے سالک کو اپنے علم و عمل اور عبادت پر اعتماد نہ کرنا چاہیئے سب سے اچھا وسیلہ حسن افتقار یعنے عاجزی اور فقیری ہے کیونکہ کبریائی اور تکبر خاص خدا ہی کو سزاوار ہے۔

	گفت کے بے آلتے سودا کنم	تا نہ من بے آلتی پیدا کنم
ترجمہ	بولا وہ کیا بے سبب سودا کرون	تا نہ بے سامانیان پیدا کرون

شرح پہلے مصرع مین بے آلتے بیائے مجہول ہے اور دوسرے مین بیائے معروف اور سودا بمعنے خرید فروخت ہے۔ یعنے مرد نے عورت کو جواب دیا کہ مین جب تک بیسامانی ظاہر نہ کرون (یعنے اپاہج نہ بنجاؤن) بلا کسی ظاہری سامان کے نفع کیونکر حاصل کرسکتا ہون لنگڑے لولے اندھے اور اپاہج تو پر رحم کھاکر ہر کوئی اُسکی مدد کرسکتا ہے۔ ہٹے کٹے کو بلا وسیلۂ ظاہری کوئی کچھ نہین دیتا۔ مجھسے یہ نہین ہوسکتا کہ خاصا توانا ہوکر بلا وسیلۂ ظاہری بادشاہ کے دربار مین چلا جاؤن۔ باطنی مطلب یہ ہے کہ مین جب تک اپنی بیسامانی کا اظہار نہ کرون بلا وسیلۂ ظاہری بازار قبول الٰہی مین سودا یعنے خرید و فروخت کرکے ہرگز نفع حاصل نہین کرسکتا یعنے مین پہلے اپنی بے سامانی ظاہر کرون اسکے بعد تجارت بلا سامان شاید ممکن ہو تو ہو مطلب یہ کہ جب تک مین معدوم نہو جاؤن اور مجکو مرتبۂ فنا فی اللہ حاصل نہو جائے اُس وقت تک یعنے اعمال ظاہری کو ترک نہین کرسکتا۔ کیونکہ ترک اعمال باوجود بقائے قیاہستی سراسر خطا کاری اور عصیان شعاری ہے اور عقائد اہل سنت والجماعت کے خلاف فرقہ جبریہ کا مذہب ہے۔

	پس گواہے بایدم بر مفلسی	تا شہے رحمے کند در مفلسے
ترجمہ	چاہیئے ہے مفلسی پر اک گواہ	تا کرے کچھ رحم مجھپر بادشاہ

شرح مرد کہتا ہے کہ اے عورت تو جو بلا سامان و بلا حیلہ بحالت افلاس مجھے بادشاہ بغداد کے پاس جانے پر مجبور کررہی ہے یہ تو بتا کہ جبتک کوئی گواہ نہو بادشاہ کو میری مفلسی کا یقین کیونکر ہوگا اسلئے مجھے اپنے افلاس پر گواہ ساتھ لیجانے کی ضرورت ہے تاکہ بادشاہ رحم کرے اور باطنی معنے یہ ہین کہ گو مین اعمال صالحہ سے مفلس ہون لیکن تاہم مجھے یقین ہے کہ بلا وسیلۂ عبادت ظاہری مقبول بارگاہ الٰہی نہو سکون گا اسلئے مجھے اپنی مفلسی پر گواہ لانا چاہیئے۔ یعنے جسطرح ممکن ہو ارکان شرعیہ ادا کرتے رہن

فائدہ شریعت کے نزدیک مفلس وہ ہے جو درہم و دینار نہ رکھتا ہو اور طریقت کے نزدیک وہ جسکو درہم

ہو دنیا کی خواہش ہی نہو اور محبت دنیا دل سے بالکل نکلگئی ہو چنانچہ اس شعر مین مفلسی کے یہی معنے ہین اور گواہ سے مراد عبادت اور اعمال ہین یعنے مجہپر فرض ہے کہ ترک دنیا پر طاعت اور عبادت کو گواہ کرون تاکہ بادشاہ حقیقی رحم کرے چنانچہ انبیاء علیہم السلام باوجود ترک قلب سے زیادہ عبادت کے پابند تھے۔

تو گواہے غیر گفت و گو و رنگ	وانما تا رحم آرد شاہ شنگ
ترجمہ غیر رنگ و گفتگو دے اک گواہ	رحم تا فرمائے ہم پر بادشاہ

شرح یعنے اے عورت تو اظہار افلاس پر مجھے کوئی ایسا گواہ دے جو منہ سے کچھ نہ کہے اور بالکل بے رنگ ہو یعنے بے عیب و شنگ اور ریتہاز یعنے سچا ہو اور با اینہمہ میرے افلاس کو ظاہر کردے یعنے زبان حال سے میرے افلاس کی گواہی دے اور ایسی حالت دیکھکر بادشاہ دلبر وظریف یا نیک طبع کو رحم آجائے اس صورت مین رنگ بمعنے عیب و شنگ اور شنگ بمعنے دلبر وظریف ونیک طبع ہے اور باطنی معنے یہ ہین کہ اے عورت تو مفلسی پر ایسا گواہ قایم کر یعنے ایسی عبادت آلہی بجالا کہ قیل وقال یعنے دعوے اور رنگ یعنے ریا کی شکل سے بالکل جدا ہو ایسی حالت مین بادشاہ حقیقی کو ضرور تجہپر رحم آئیگا۔

کاین گواہے کو ز گفت و رنگ بد	نزد آن قاضی القضاۃ او جرح شد
ترجمہ کیونکہ گفت و رنگ کا ہے جو گواہ	ہے وہ نامقبول پیش بادشاہ

شرح ظاہر معنے یہ ہین کہ اے عورت مین تجسے مقالیہ کے خلاف حالیہ اور خاموش و بے عیب گواہ اسلئے مانگتا ہون کہ وہ بادشاہ زیادہ بولنے والے کو جہوٹا گواہ سمجھکر مجروح یعنے مردود کردیتا ہے اور باطنی معنے یہ ہین کہ ایسے اعمال جو دعوے اور ریا سے پُر ہین اُس قاضی القضات احکم الحاکمین یعنے اللہ تعالے کی بارگاہ مین مجروح اور نامقبول ہین اُسکے سچے گواہ یعنے خالص عبادتین پسند ہین۔

بس گواہے زاندرون مے بایدم	نے گواہے از برون مے بایدم
ترجمہ چاہیئے مجکو گواہ اندرون	کچہ نہین ہوتے گواہان برون

شرح یعنے اے عورت مجھے ایسا گواہ چاہیئے جو اپنے منہ سے کچہ بغیر میرے افلاس پر گواہی دے مین زبان مقال سے کلام کرنے والے گواہ کو پسند نہین کرتا باطنی مطلب یہ ہے کہ عبادت صدق دل سے کرنی چاہیئے جسمین ریاکاری مطلق نہو۔ ورنہ جہوٹے گواہ کی مانند نامقبول ہوگی

صدق میخواہد گواہ حال او	تا بتابد نور او بے قال او
ترجمہ یعنے حاکم چاہتا ہے صدق حال	تاکہ چمکے نور خود بے قیل وقال

شرح ضمیر میخواہد بادشاہ کی طرف اور ضمیر او مفلس کی طرف اور دوسرے مصرع مین دونو ضمیرین گواہ

کی طرف راجع ہین ۔ یعنے بادشاہ حالِ مفلس کے گواہ کا صدق چاہتا ہے اور اُسے یہ پسند ہے کہ گواہ سچ بولے اور گواہ کے صدق کا نور بغیر اُسکے کچھ کہے چمک اُٹھے یعنے گواہ زبان حال سے گواہی دے ۔ کیونکہ زبان مقال کا اعتبار نہین ۔ کبھی جھوٹی ہوتی ہے کبھی سچی البتہ زبان حال ہمیشہ سچ بولتی ہے باطنی معنے یہ ہین کہ بادشاہ حقیقی کی بارگاہ مین صدق نیت مقبول ہے یعنے اُسکو صدق دل سے عبادت کرنی پسند ہے اس سے بلاقیل وقال نور عرفان حاصل ہوتا ہے اور یہی عبادت قبول ہوتی ہے ان تمام اشعار کا خلاصہ یہ ہے کہ سالک پر فقر اور تضرع الی اللہ ہر حالت مین لازم ہے اور اعمال پر اعتماد نہ کرنا اور عجب ۔ لیکن باوجود اسکے طاعات بے ریا اور عبادت خالص کا بجالانا مع نیت صادق فرض ہے تاکہ اُسپر اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے رحم کرے

ہدیہ بردن آن اعرابی سبوے آب باران از میان بادیہ سوے بغداد نزد خلیفہ بر پندا شب آنکہ آنجا قحط الست

ترجمہ اُس اعرابی درویش کا جنگل مین سے مینہہ کے پانی کی ٹھلیا بھر کر بطریق ہدیہ خلیفہ بغداد کے پاس لیجانا اور یہ گمان کرنا کہ بغداد مین پانی کا قحط ہے

	پاک بر خیزی ۔ واز مجہود خویش		گفت زن صدق آن بود کز بود خویش
	اپنی ہستی سے الگ ارہ ساتھ ہمام		بولی عورت صدق ہے بس اسکا نام	ترجمہ

شرح لفظ مجہود ۔ بمعنے کوشش ومقدور ۔ بود پر معطوف ہے ۔ یعنے عورت نے کہا کہ صدق اسکا نام ہے کہ تو اپنے وجود وہستی ۔ اور کوشش ومقدور سے بالکل الگ ہوجائے اور کسی چیز سے علاقہ نہ رکھے سوائے خدا کے ہر شئے کو لاشئے جانے اور مجہود یعنے اپنی کوشش سے اپنے کیے ہوے اعمال پر اعتماد نہ کرے ۔ یعنے اپنے اعمال کے ہدیہ حقیر کو قابل بارگاہ الٰہی نہ جانے

	ملکت وسرمایہ واسباب تو		آب باران ست مارا در سبو	
	ملک ہے تیری ترا اسباب ہے		دیکھہ اُس ٹھلیا مین جو کچھ آب ہے	ترجمہ

شرح یعنے عورت نے مرد سے یہ کہا کہ ہماری اس ٹھلیا مین مینہہ کا پانی بھرا ہوا ہے تو اسی کو اپنا سرمایہ اور وسیلہ ملاقات خلیفہ بغداد سمجھکر اپنے ہمراہ لیجا ۔ یہ پانی تیرے افلاس کا حالیہ گواہ بنجائے گا اور تجھے ضرور کامیابی ہوگی

	ہدیہ ساز و پیش شاہنشاہ شو		این سبوے آب را بردار رو	
	ہے یہی تحفہ برائے بادشاہ		لیکے اس ٹھلیا کو چل لگ اپنی راہ	ترجمہ

شرح یعنے اے مرد تو اس پانی کی ٹھلیا کو اُٹھالے اور بادشاہ کے پاس ہدیہ بناکر لیجا اور اُس سے یہ عرض کر کہ

گوکه ما را غیر ازین اسباب نیست | در مفازه هیچ به زین آب نیست

ترجمہ | کچھہ نہین رکھتے ہین ہم اسباب کچھ | ہے ہمارے جنگلون مین آب کچھ

شرح یعنے بادشاہ سے یہ کہنا کہ ہمارے پاس ہدیہ دینے کو اسکے سوا اور کوئی شے نہین کیونکہ ہم جنگل کے رہنے والے ہین ہمارے ملک مین پانی کمیاب اور کھاری ہے اسلیئے ہمارے جنگل مین میٹھے پانی سے بہتر اور کوئی چیز میسر نہین آتی۔ چونکہ میٹھا پانی ہمارے ملک مین نایاب ہے اسلیئے ہم اسکو ہدیہ نادر جانتے ہین۔

گر خزانه اَش پر زرِ فاخر است | این چنین آبش نباشد نادر است

ترجمہ | پاس ہون اسکے دُرِ فاخر بہت | ہے مگر یہ آب بھی نادر بہت

شرح عورت کہتی ہے کہ اگرچہ خلیفۂ بغداد کا خزانہ قیمتی موتیون سے بھرا ہوا ہے مگر ایسا میٹھا پانی اسکے یہان ہرگز نہ ہوگا کیونکہ یہ پانی فی الواقع نادر و نایاب ہے نادر است بطریق جملہ مستانفہ نباشد کی علت ہے نکتہ چونکہ اس مرد و زن (عقل و نفس) کو طاعات انبیا و اولیا اور تسبیحات ملائکہ کی خبر نہتھی اسلیئے اُنہون نے اپنے حقیر تحفے (یعنے اُن اعمال صالحہ کو جو حواس کی استعانت سے کیئے گئے تھے) قیمتی او لایق قبولیت خیال کیا اور یہ نجانا کہ اللہ تعالی کے فضل و احسان کا پانی (یعنے حواس) جو سبوے وجود انسانی مین موجود ہے اُسی کی ملک ہے اور مالک کو اُسیکی مملوک شے کا ہدیتا بھیجنا خلاف عقل ہے اسکا سبب یہ ہے کہ اللہ تعالی بڑا قدردان بادشاہ ہے اور وہ ایسے ہدیہ کو بھی قبول کرلیتا ہے۔ مولانا اس نکتہ کو آیندہ شعر مین بیان کرتے ہین کہ کوزہ و سبو سے وجود انسانی اور پانی سے حواس مراد ہین۔ یعنے حکایت کا باطنی نتیجہ شروع ہوتا ہے

چیست آن کوزه تنِ محصورِ ما | اندرو آبِ حواسِ شورِ ما

ترجمہ | کیا ہے وہ کوزہ تن محصور ہے | اسمین کچھ آب حواس شور ہے

شرح یعنے اس سبو یا کوزہ سے جسم انسانی مراد ہے جو محصور (مقید بقید آب و گل) ہے اور اس اُٹھلیا کے پانی سے حواس خمسہ کا کھاری پانی مراد ہے جو بدن سے ایسا تعلق رکھتے ہین جیساکہ پانی اپنی ظرف سے حواس کو آب شور اسلیئے کہاکہ یہی کمبخت ہماری تلخکامی کا باعث ہین۔ حواس نہوتے تو انسان حساب و کتاب سے بالکل فارغ رہتا اسلیئے دیوانہ مرفوع القلم ہوتا ہے۔ مطلب شعر یہ ہے کہ ہمین اپنے حواس اُسیکی محبت مین لگا دینی چاہئین جسکی ملک ہین۔ اور یہ ہدیہ اسی بادشاہ کے حضور مین پیشکش کرنے کی قابل ہے جسنے ازل مین ہمین عطا کیا تھا۔ بااینہمہ اسکا قبول کرلینا اللہ تعالی کے فضل و کرم پر مبنی ہے۔

اے خداوند این خم و کوزه مرا | در پذیر از فضلِ اللهُ اشتریٰ

ترجمہ | اس خم و کوزہ کو اے ربّا عقول | فضل اللہ اشتریٰ سے کر قبول

شرح یہ شعر تعلیم سالک کیلئے مولانا کی مناجات ہے یعنی اے خدا میرے وجود اور حواس کو اپنی محبت مین صرف کرا اور انکے جو اعمال نیک صادر ہون اُنہین اپنے فضل سے قبول فرما کیونکہ تو نے قرآن مجید مین وعدہ کیا ہے کہ اِنَّ اللہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ۔ یعنے اللہ تعالے نے مومنین سے اُنکے جان ومال کو جنت کے بدلے مین خرید لیا ہے سبحان اللہ یہ آیت کسقدر خوشخبری دینے والی ہے

کوزۂ باپنج لولۂ پنج حس ۔ پاک دار این آب را از ہر نجس

ترجمہ اُن ٹونٹیان اس کوزہ مین ہین پانچ حس ۔ تو نکر اس آب کو ہرگز نجس

شرح لولہ بمعنے آبتابہ ہے جسکو ٹونٹی کہتے ہین اور پنج لولۂ پنج حس مین اضافت بیانی ہے نیز یاد رہے کہ گذشتہ شعر مین تن کو کوزہ اور حواس خمسہ کو پانی کہا گیا تہا اور اس شعر مین اُنہین حواس خمسہ کو پانچ ٹونٹیون سے تشبیہ دیگئی ہے اسلیئے دوسرے مصرع مین این آب کا اشارہ طاعات وعبادات کی طرف ہے جو حواس کی درستی سے تعلق رکھتی ہین۔ اور یہ شعر داخل مناجات بہی ہوسکتا ہے اور بطور نصیحت خطاب بسوے سالک بہی یعنے ہمارا تن محسوس پانچ ٹونٹیون کا ایک کوزہ یا بدہنا ہے اور یہ پانچ ٹونٹیان حواس ہین۔ اے خدا یا اے سالک تو اس پانی (طاعت وعبادات) کو جو جسم کے حواس خمسہ سے متعلق ہے ریاکاری اور پست ہمتی کی نجاست سے بچا یعنے بدن اور حواس کو جو طاعات اور بجا آوری مرضیات الٰہی کے لیے پیدا ہوے ہین ناپاک پانی (خواہشات نفسانی وشیطانی) کی آمیزش سے پاک رکھ۔

تا شود زین کوزہ منفذ سوے بحر ۔ تا بگیرد کوزۂ ما خوے بحر

ترجمہ تاکہ ہو کوزہ سے رستہ سوے بحر ۔ تاکہ ہو کوزہ کو حاصل خوے بحر

شرح یعنے جب تو بدن اور حواس کو مرضیات الٰہی مین صرف کریگا اور ناپاک خواہشون سے جو عند الطریقت نجس العین ہین بچائے گا۔ تو یہ کوزہ دریاے معرفت سے جا ملیگا اور آب وحدت وشراب محبت سے لبریز ہوجائیگا۔ اور اس کوزہ مین دریا کی خصلت پیدا ہوجائیگی قطرہ دریا سے اور جزو اپنے کل سے جا ملیگا سمجہو اسی کوزہ سے دریا کی طرف جانے کا رستہ ملجائیگا منفذ بمعنے طریقہ وراہ ہے۔

تا چو ہدیہ پیش سلطانش بری ۔ پاک بیند باشدش شہ مشتری

ترجمہ ہدیہ تا لیجاے تو سلطان کے پاس ۔ اور خریدے اسکو شاہ نیک اساس

شرح جب تو اپنے ایسے کوزۂ بدن کو جو مع حواس خمسہ مرضیات الٰہی مین مصروف رہا ہے بادشاہ حقیقی کے روبرو ہدیہ بناکر لیجائے گا تو وہ اُسے خواہشات نفسانی سے پاک سمجہکر ضرور قبول فرمالیگا۔ اور اسکا خریدار ہوجائے گا یعنے اسکے صلہ مین تجکو دولت وصال ابدی عطا کیجائے گی۔

بے نہایت گردد آبش بعد ازان | پر شود از کوزۂ ما صد جہان

ترجمہ: پہلے بحد ہوگا پانی۔ بعد ازان | پر اسی کوزہ سے ہونگے سو جہان

شرح یعنے دریا کی طرف منفذ پانے کے بعد ایسے کوزۂ بدن کا رجو خواہشات نفسانی کی نجاست سے پاک ہے پانی بے نہایت ہو جائے گا۔ کیونکہ کوزہ آب بلکہ قطرۂ آب دریا سے ملکر خود دریا ہو جاتا ہے اور جب ہمارا کوزۂ جسم بحر حقیقت سے جا ملا (مرتبۂ فنا حاصل ہو گیا) تو وہ منبع فیوض ربانی ہو گیا اسوقت ہمارے کوزۂ وجود کے پانی سے سو جہان پر ہو سکتے ہیں یعنے لاکھون آدمیون کو فیض پہنچ سکتا ہے

لولہا بر بند و پر دارش ز خم | گفت غضوا عن ہوا ابصارکم

ترجمہ: ٹونٹیون کو بند کر کوزہ کو بہر | اور غضوا عن ہوے پر کر نظر

شرح لولہا جمع لولہ سے وہی پانچ ٹونٹیان یعنے حواس خمسہ مراد ہین مطلب یہ کہ اے شخص اپنے حواس کو منہیات سے بند کرلے اور خم یعنے دریائے حقیقت کے مشکے (ارشاد ولی کامل) کے پانی سے بہر لے کیونکہ اللہ تعالے فرماتا ہے قُل لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ یعنے اے پیغمبر مومنین سے کہدے کہ اپنی آنکھین بند رکھین اور شرمگاہون کی حفاظت کرین۔ اہل ظاہر نے آنکھین بند رکھنے کے یہ معنے لئے ہین کہ نامحرم عورتون پر نگاہ نہ ڈالنی چاہیئے۔ اور مولانا قدس سرہ نے مِنْ أَبْصَارِهِمْ کا مطلب عن ہواکم نکالا ہے۔ یعنے خواہشات نفسانی سے اپنے حواس کو بند کرلو۔ فائدہ مولانا قدس سرہ نے اس حکایت کا باطنی مطلب یا معنوی نتیجہ ان دو تین شعرون مین بیان کر دیا ہے۔

ریش او پر باد۔ کاین ہدیہ کراست | لا الی چون آن شہ این ہدیہ راست

ترجمہ: مردِ کے دلمین کہا قابل ہے یہ | اور حضور شاہ کے لایق ہے یہ

شرح یہان سے پہر قصہ کی طرف رجوع ہوا ہے یعنے مرد عرب اپنے ہدیہ پر مغرور ہوا اور دلمین کہنے لگا کہ جیسا ہدیہ میرے پاس ہے ایسا اور کسیکے پاس نہین اور اس جیسے عظیم الشان یعنے خلیفہ بغداد کے لایق ہدیہ یہی ہدیہ ہے۔ ریش پر باد شدن فارسی کا محاورہ ہے یعنے فخر کرنا تکبر و ناز و غرور کرنا۔

و آن نمے دانست کانجا بر گذر | ہست جاری دجلۂ ہمچون شکر

ترجمہ: لیکن اسکو یہ نہ تہا ہرگز شعور | دجلہ جاری ہے وہان رشک شکر

شرح بعض نسخون مین زن نمیدانست ہے۔ یعنے اعرابی درویش یا اسکی اہلیہ نے مینہہ کے پانی کو بہت بڑا ہدیہ سمجہا مگر یہ نہ جانا کہ بغداد کے رستہ ہی مین دجلہ شیرین جاری ہے باطنی مطلب یہ ہے کہ نفس یا عقل نے یہ خیال نہ کیا کہ اللہ تعالے کے پاس انبیا اور صلحا کے بڑے بڑے اعمال صالحہ جمع ہین وہان یہ حقیر سا ہدیہ

یعنے تہوڑی سی عبادت کا پانی۔ جو کوزۂ جسم وحواس میں بہرا ہوا ہے کیونکر قبول ہوگا۔

درمیان شہر چون دریا روان	بر سرش کشتیہا و شست ماہیان
ترجمہ شہر میں ہے صورت دریا روان	جا بجا ہیں دام نہر سو کشتیان

شرح یعنے دجلہ بغداد کے رستے میں بہی تہا اور شہر میں بہی مانند دریا روان تہا اور اسمیں کشتیان اور مچھلیان پکڑنے کے جال اور کانٹے لگے ہوے تہے۔ یعنے اعرابی نے یہ نسجہا تہا کہ مدینۂ قرب الٰہی میں انبیاء و اولیا کے اعمال دریا کی طرح جاری ہیں اور انمین نجات کی کشتیان لگی ہوی ہیں جو انکی متبعین کو نظر آتی ہیں اور طالبان حق کے شکار کرنے کے لیئے کانٹے موجود ہیں۔ ایسی جگہ کوزۂ آب کو کون قبول کریگا اور اسکی کیا خاک عزت ہوگی۔ کیونکہ ہر شے کی قبولیت اور عزت وہین ہوتی ہے جہان وہ شے نایاب ہو۔

رو بر سلطان و کار و بار بین	حس تجری تحتہا الانہار بین
ترجمہ دیکہہ کیا سلطان کا کاروبار ہے	حسن تجری تحتہا الانہار ہے

شرح یعنے اعرابی کی بے خبری یا کم فہمی اس سے یہ کہتی تہی کہ اے شخص خلیفۂ بغداد کے پاس جا اور اسکی شوکت وعظمت کو معلوم کر۔ اور اسکی حس باصرہ کو دیکہہ جسکے نیچے نہرین جاری ہین مطلب یہ کہ اے بیخبر اپنی پانی کا ہدیہ کیا لیجاتا ہے اس بادشاہ کی تو انکہون کے تلے نہرین جاری ہین۔ کیونکہ بادشاہ اپنے دیوان خانہ مین بہی نہرین لیجایا کرتے ہین حس موصوف اور تجری تحتہا الانہار اسکی صفت ہے باطنی معنے یہ ہین کہ بادشاہ حقیقی کی عظمت وشان کو دیکہہ اور مشاہدۂ حق کی کوشش کر اور ایسی حس پر نظر ڈال جسکے نیچے اسرار کی نہرین جاری ہین۔ یہ حس انبیا اور اولیا کی ہے مطلب یہ کہ انبیاء و اولیاء کا تابع ہو بعض نسخون مین حس کی جگہ حسن ہے اسصورت مین لفظ جنات بقرینہ آیت محذوف ماننا پڑیگا یعنے خلیفہ کے دربار مین جا۔ اور اُن باغون کی لطافت وخوبصورتی کو دیکہہ جنکے نیچے نہرین جاری ہین یا بادشاہ حقیقی کی مشاہدہ کی کوشش کر اور انبیا واولیا کے اعمال صالحہ کے باغون کو دیکہہ جنکے نیچے اسرار کی نہرین جاری ہین۔

ہمچنین حسہا و ادراکات ما	قطرۂ باشد دران بحر صفا
ترجمہ پس اسی صورت سے ادراک بشر	قطرۂ بحر صفا ہے سر بسر

شرح یعنے جسطرح اس اعرابی کا ہدیہ نہایت حقیر تہا اسیطرح ہمارے حس اور ادراک کی مدد سے جو طاعت ہم سے ہوسکتی ہے ایسی مثال کہتی ہے جیسا کہ اُس بحر صفا مین جسمین اعمال صلحا جمع ہین کسینے ایک قطرہ ڈالا بحر صفا سے لوح محفوظ اور علم الٰہی مراد ہے مطلب یہ کہ ہمارے اعمال انبیا و اولیا کے اعمال کے مقابلہ مین ایسے ہین جیسا کہ دریا کے مقابلہ مین قطرہ اسلیئے ہمین اپنے تہوڑے سے اعمال پر مغرور نہونا چاہیئے۔

باز جوے دبازبین و بازیاب	از کہ از من عندہ ام الکتاب
ترجمہ: ڈھونڈ۔ آنکھین کھول تا ہو کامیاب	ہے معاون صاحب ام الکتاب

شرح یعنے توفیق طاعت خدا سے ڈھونڈ اور راہ معرفت اُسیکی رہنمائی کے بھروسہ پر دیکھ اور مرتبہ فنا اُسیکی امداد سے حاصل کر یہ سب باتین اُسی ذات پاک کی مدد سے حاصل ہونگی جسکے پاس ام الکتاب (لوح محفوظ) ہے مطلب یہ کہ اے بیخبر اُس اعرابی کی طرح اپنے اعمال پر اعتماد نکر کیونکہ وہ بالکل لاشے ہین۔ بلکہ اللہ تعالےٰ سے طاعت کی توفیق مانگتا رہ انشاء اللہ راہ معرفت معلوم ہوجائےگی اور تو مرتبۂ فنا حاصل کریگا بغیر اُسکی مدد کے کچھ نہین ہوسکتا کیونکہ اُسکی لوح محفوظ مین سب کچھ لکھا ہوا ہے۔ طاعت اہل نجات کی اور معصیت اہل عذاب کی ایسی ہی علامت ہے جو ازل سے لوح محفوظ مین درج ہے اور لوح محفوظ مین تغیر و تبدل نہین ہوسکتا۔

در نمد دوخت زن سبوی آب را	مُہر کرد و نہادن از غایت اعتقاد
ترجمہ: اعرابی کی اہلیہ کا پانی کی ٹھلیا کو نمدہ مین سی دینا اور قبولیت کی اعتقاد سے اُسپر مہر لگا دینی

مرد گفت آرے سبو را سر بہ بند	ہین کہ این ہدیہ ست ما را سودمند
ترجمہ: مرد بولا کر سبو کو جلد بند	ہے یہ نادر ہدیہ بلاشک سودمند
در نمد در دوز تو این کوزہ را	تا کشاید شہ بہدیہ روزہ را
ترجمہ: مجلد یہ کوزہ نمد مین سی کے تو	تا کہ اس سے شاہ کا روزہ کھلے

شرح مرد نے کہا کہ اے عورت اس ٹھلیا کو نمدے مین سر بند کرکے مہر لگا دے یہ ہدیہ ہمارے لیے نفع بخش ہوگا یعنے بادشاہ بغداد ضرور اسکو قبول فرماکر بہت بیش بہا صلہ مرحمت کریگا۔ اور یہ ایسا نادر پانی ہے کہ کیا تعجب بادشاہ اس سے روزہ افطار کرے۔ یعنے ہدیہ گویا تبرک ہے۔

کاینچنین اندر ہمہ آفاق نیست	جز رحیق و مایۂ ارزاق نیست
ترجمہ: بے نصیب اس ہدیہ سے آفاق ہے	یہ شراب اور مایۂ ارزاق ہے

شرح یعنے ایسا پانی تمام زمانہ مین کہین نہین اس پانی کو سوائے شراب خالص اور سرمایہ روزی کے اور کسی چیز سے تشبیہ نہین دیجا سکتی یعنے یہ نہایت بیش بہا ہے بعض نسخون مین مایۂ ارواق ہے یعنے مادۂ وصل گوارائی کیونکہ ارواق یعنے صافی و گوارائی ہے۔ مختصر یہی حال اُس شخص کا ہے جو مرتبۂ حقیقت تک نہین پہنچا ایسا آدمی اپنی طاعات پر اعتماد کرکے اُنکو نہایت اچھا سمجھا کرتا ہے

زانکہ ایشان ز آبہای تلخ و شور	دائما پُر علتند و نیم کور
ترجمہ: کیونکہ پیتے آب تلخ و شور	ہوگئے وہ سب کے سب بیمار و کور

شرح مولانا اعرابی اور اسکی اہلیہ کے اس کوزۂ آب کو بیش بہا ہدیہ خیال کرنے کی وجہ بیان فرماتے ہین وہ یہ ہے کہ اہل عرب خاصکر اعرابی (جنگل کے رہنے والے اور دہقانی) کہاری پانی استعمال کرتے کرتے بیمار اور نیکور (آدھے اندھے) ہوجاتے ہین بینائی مین فرق آجاتا ہے اسلیئے میٹھے پانی کی ایک ایک بوند اُنکے نزدیک آبِ موتی سے زیادہ بیش بہا اور نہایت قیمتی ہے معنوی مطلب یہ ہے کہ تھوڑی سی طاعت پر اعتماد کرنے والے بہت گناہون پر نظر نہین کیا کرتے جو سراسر خلاف عقل و نقل ہے

	مرغ کاب شور باشد مسکنش	او چه داند جای آب روشنش
ترجمہ	کہاری پانی ہو وطن جس مرغ کا	آب شیرین کی وہ جانے قدر کیا

شرح روشنش کی ضمیر شین بمعنے برائے خود ہے یعنے جس جانور کا مسکن کہاری پانی ہو وہ اپنے لیئے آب روشن (میٹھے اور صاف پانی) کی جگہ معلوم نہین کرسکتا بلکہ اپنے کہاری پانی ہی کو بیش بہا نعمت سمجھتا ہے اسطرح اعرابی اور اسکی اہلیہ نے اپنے ہدیہ کو نادر خیال کرلیا تہا۔

	ای که اندر چشمهٔ شورست جات	تو چه دانی شط و جیحون و فرات
ترجمہ	شور چشمے مین ہے تو اے بد صفات	تجکو کب ہے علم جیحون و فرات

شرح شط بمعنے مطلق جو و کنارۂ دریا و جو وغیرہ جیحون بلخ کے قریب خراسان اور ماوراء النہر کے مابین ایک بڑی نہر ہے اور فرات مطلق آب شیرین کو بہی کہتے ہین اور اس نہر کا نام بہی ہے جو کوفہ کے قریب ہے اور دجلہ بغداد کی نہر یہان سے مولانا قصہ چہوڑکر حصۂ معنوی کی طرف رجوع کرتے ہین یعنے اے مخاطب تو کہاری پانی کے چشمے (آب شور بشریت) کا رہنے والا ہے جب تک اس سے نجات نپائیگا جیحون و فرات (دریائے تجلیات الٰہی) کے پانی کے مزہ سے واقف نہین ہوسکتا۔

	ای تو نارسته ازین فانی رباط	تو چه دانی صحو و سکر و انبساط
ترجمہ	قید خانہ ہے ترا فانی رباط	تجکو کب ہے علم سکر و انبساط

شرح یعنے اے شخص تجہے اس سرائے فانی (قید بشریت یا حبّ دنیا) سے ابہی نجات نہین ملی اسلیئے تو صحو (بیہوشی محبت الٰہی) اور سکر و انبساط (نشۂ عشق اور روحانی خوشی) سے بالکل ناواقف ہے۔

	ور بدانی نقلت از آب و جدست	پیش تو این نامها چون ابجدست
ترجمہ	علم ہے تو باپ دادا سے تجہے نقل	شکل ابجد نام ہین اے خام عقل

شرح یعنے اگر تو سکر و صحو و انبساط یا دیگر اصطلاحات صوفیہ کو جانتا ہے تو یہ سمجھ کہ تو نے یہ الفاظ اپنے باپ دادون اور بزرگون سے سن رکہے ہین عملی طور پر اُنسے واقف نہین ہوا اسلیئے صرف الفاظ صوفیہ

کا یاد کر لینا بالکل بیکار بات ہے جیسا کہ بچے ابجد ہوز یاد کر لیتے ہین۔

ابجد و ہوز چہ فائق ست و مدید	بر ہمہ طفلان و معنی بس بعید
ترجمہ ابجد و ہوز ہے لڑکون پر پدید	لیکن ان لفظون کے معنے ہین بعید

شرح یعنے ابجد ہوز اسقدر مشہور ہے کہ بچے بچے کو یاد ہے مگر اسکے معنے بڑے بڑون کو معلوم نہین اسیطرح صوفیون کی اصلاحین اکثر لوگونکو معلوم ہین مگر عملی طور پر اُنکے معنون سے بہت کم واقف ہین **فائدہ** بعض کتب مین ابجد ہوز کے مندرجہ ذیل معانی نظر سے گزرے ہین **ابجد**۔ اَبیٰ اٰدَمُ۔ وَجَدَ فِی التَّقَرُّبِ اِلَی الشَّجَرَۃِ وَاَکَلَ الْحِنْطَۃَ (یعنے آدم نے ازراہ انکار درخت کے قریب جانے مین کوشش کی اور گیہون کہا گئے **ہوز** اِتَّبَعَ ہَوَاہُ فَزَالَ عَنْہُ نَعِیْمُ الْجَنَّۃِ یعنے آدم نے اپنی خواہش کا اتباع کیا اور اُسنے جنت کی نعمتین زائل ہوگئین۔ اور بعض نے **ہوز** بمعنے تَحَرَّکَ اِلَی التَّوْبَۃِ لکھا ہے یعنے آدم نے توبہ کی طرف حرکت کی **حطی** حُطَّ عَنْہُ ذُنُوْبُہٗ بِالتَّوْبَۃِ وَالْاِسْتِغْفَارِ یعنے آدم سے اُنکے گناہ توبہ و استغفار کے سبب معاف کیے گئے **کلمن** فَتَلَقّٰی اٰدَمُ مِنْ رَّبِّہٖ کَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَیْہِ۔ یعنے آدم نے اپنے رب سے کچھ کلمات سیکھہ لیے اور خدا نے اُنکی توبہ قبول کر لی **سعفص** سَعٰی فَصَارَ مَقْبُوْلًا یعنے آدم نے اپنے گناہ کے معافی مین کوشش کی اور مقبول بارگاہ ہو گئے **قرشت** اَقَرَّ بِذَنْبِہٖ فَخَصَّ بِالْکَرَامَۃِ وَکَسَبَتْ نَفْسُہٗ دَرَجَۃً عَالِیَۃً۔ یعنے آدم نے اپنے گناہ کا اقرار کیا پس خدا نے اُنپر کرم فرمایا اور اُنکی ذات نے مرتبہ بلند حاصل کر لیا **ثخذ** ثُمَّ اَخَذَ مِنَ اللّٰہِ الْقُوَّۃَ یعنے پھر آدم نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے قوت حاصل کر لی **ضظغ** ضَلَّ عَنْہُ وَسَاوِسُ الشَّیْطَانِ یعنے پھر آدم سے شیطان کے وسوسے دور ہو گئے شیخ ولی محمد نے اسکو حدیث کہا ہے مگر صحاح ستہ مین یہ حدیث موجود نہین ہے۔

پس سبو برداشت آن مرد عرب	در سفر شد میکشیدش روز و شب
ترجمہ پس سبو لیکر چلا مرد عرب	اور سفر مین تہا نگہبان روز و شب

شرح پھر قصہ کی طرف رجوع ہوا ہے۔ یعنے اعرابی اُس ٹھلیا کو لیکر گھر سے چل پڑا اور دن رات سفر کر کے بغداد کے قریب جا پہنچا **نکتہ** یہان سے یہ نکلتا ہے کہ اگر خدا گھر بیٹھے نہ مل سکے تو اسکی تلاش مین سفر کرنا لازم ہے اور اُطْلُبُوا الْعِلْمَ وَلَوْ کَانَ بِالصِّیْنِ (یعنے علم اگر چین مین ہو تو وہین جا کر طلب کرنا چاہیے) کے یہی معنے ہین۔

بر سبو لرزان بد از آفات دہر	ہم کشیدش از بیابان تا بشہر
ترجمہ رکھتے رکھتے خطرۂ آفات دہر	خیریت سے لیکے پہنچا تا بہ شہر

شرح یعنے آفات زمانہ کے خوف سے اعرابی کا دل دُہکڑ پُکڑ کرتا رہتا تہا کہ ایسا نہو یہ ٹھلیا ٹوٹ جائے یہانتک کہ شہر مین جا پہنچا۔ اور اُسکی محنت و تکلیف سفر رائگان نہ گئی۔

زن مصلے باز کردہ از نیاز	رب سلم ورد کردہ در نماز
ترجمہ عاجزی سے کرتی تھی عورت دعا	اُس سبو کو رکھہ سلامت اے خدا

شرح یعنے اعرابی تو ٹھلیا لیکر گہر سے چلا اور اسکی بیوی نے جانماز بچھائی اور رب سلم کا وظیفہ پڑہنے لگی یعنے الٰہی میرے خاوند اور اُس ٹھلیا کو سلامتی کے ساتہ خلیفہ بغداد تک پہنچا اور صحیح سلامت واپس لا۔

کہ نگہدار آب ما را از خسان	یارب این گوہر بدان دریا رسان
ترجمہ رکھیو کمینون سے اسے یارب نگاہ	اور دے گوہر کو دریامین سپاہ

شرح یہ عورت کی مناجات کا مضمون ہے یعنے الٰہی ہماری پانی کو کمینون راہ چورون یا ٹھلیا توڑنے والون سے محفوظ رکھیو۔ اور اس بیش بہا گوہر ریانی کو اُس دریائے کرم (خلیفہ بغداد) تک صحیح سالم پہنچا دیجیو۔ نکتہ یہی حال نفس لوامہ کا ہے کہ جب وہ دنیوی جہگڑون کو چہوڑ کر متوجہ ہوے سیر الی اللہ ہوتا ہے تو گوہر ایمان کی حفاظت۔ اور وصول تا باب رحمت مع الایمان چاہا کرتا ہے نیز اسمین اشارہ ہے کہ سالک کی عقل کو سیر الی اللہ کے وقت عاقبت بینی سے غافل نہ رہنا چاہیئے۔ جیسا کہ یہ مرد عرب غافل نہ تہا۔ اور نفس بہی عقل کے بہروسہ پر نہ ہے جیسا کہ عورت اپنے شوہر کے بہروسہ پر نہ رہی بلکہ مصلے بچہا کر خود بہی دعا مانگنے لگی

گرچہ شویم آگہ است و پُرفن است	لیک گوہر را ہزاران دشمن است
ترجمہ ہے مرا خاوند گو پُرفن بہت	ہوتے ہین گوہر کے پر دشمن بہت

شرح ظاہری معنے ظاہر ہین اور باطنی مطلب یہ ہے کہ اگرچہ عقل نہایت درجہ کی دانا لیکن پہر بہی شیطان اور نفس امارہ اُسکے دشمن ہین۔ جو راہ حق سے ہردم بہکانے کے لیئے آمادہ ہین۔

خود چہ باشد گوہر آب کوثر است	قطرۂ زان آب اصل گوہر است
ترجمہ کیا ہے گوہر آب کوثر ہے وہ آب	سچ تو یہ ہے اصل گوہر ہے وُہ آب

شرح عورت کہتی ہے کہ ہمارے پانی کے مقابلہ مین گوہر کیا چیز ہے کچہ بہی نہین یہ پانی آب کوثر اور اسکا ایک ایک قطرہ اصل گوہر ہے۔ یعنے گوہر ایسی قیمتی چیز نہین کہ اُس سے آپ ایمان کو تشبیہ دیجائے۔ بلکہ ایمان آب کوثر اور حقیقی خوبی ہے اسکو اصل گوہر کہا جائے تو بالکل بجا ہے۔

از دعاہائے زن و زاریِ او	وز غم مرد و گرانباریِ او
ترجمہ ہوگیا عورت کی زاری کا اثر	مرد کے محنت سخاری کا اثر
سالم از دزدان و از آسیب سنگ	برد تا دار الخلافہ بیدرنگ
ترجمہ بےغم دزدان و بے آسیب سنگ	جالیا بغداد اُسنے بے درنگ

شرح دونو شعر قطعہ بند ہیں یعنے عورت کی دُعا و زاری کی برکت اور اپنی گرانباری کی محنت کے باعث اعرابی چوروں اور رہزنوں سے بچا کر اُس تھیلیا کو دار الخلافہ بغداد تک سے پہنچا یعنے خدا نے عورت کی سُن لی اور مرد کی محنت کو رائیگان نہ کیا۔ باطنی معنے یہ ہیں کہ عقل دنیوی جھگڑوں سے الگ ہو کر بلا خوف و زد شیطان اور صدمۂ سنگ ماسوے اللہ موصل الی اللہ ہو گئی۔

دید درگاہے پُر از انعام ہا | اہل حاجت گستریدہ دام ہا

ترجمہ: دیکھی اک درگاہ پُر انعام سے | جا بجا بچھے ہوئے کچھ دام سے

شرح یعنے اعرابی نے بغداد پہنچکر خلیفہ کی عالیشان بارگاہ کو انعامات و احسانات سے پُر اور ضرورتمندوں کو جال بچھائے یعنے وسائل حاجت برآری پیش کرتے ہوئے دیکھا مطلب یہ کہ چونکہ اعرابی واصل الی اللہ ہو گیا تھا اسلیئے از راہ مکاشفہ اُسے لوگوں کی حاجتیں اور ضرورتمندوں کی حاجت برآری کے وسائل نظر آنے لگے

وبدم ہر سوئے صاحب حاجتے | یافتہ زان در عطا و خلعتے

ترجمہ: اور دیکھے اہل حاجت ہر طرف | ہر طرف انعام خلعت ہر طرف

شرح یعنے اعرابی نے یہ دیکھا کہ اُس بادشاہ کے دربار سے ہر صاحب حاجت کو خلعت و انعام مل رہا ہے

بہر گبر و مومن و زیبا و زشت | ہمچو خورشید و مطر نے چون بہشت

ترجمہ: یعنے وہ درگاہ بہر خوب و زشت | شکل باران تھی نہ تھی شکل بہشت

شرح یعنے اعرابی نے یہ دیکھا کہ بادشاہ کا کرم کافر مومن اور اچھے بُرے سب کیلیئے سورج اور مینھ کی طرح عام ہے اور بہشت کی طرح مومنوں یا نیکوں کے لیئے خاص نہیں۔ کیونکہ کرم خداوندی ارزاق و مال اور اولاد وغیرہ دینے کے اعتبار سے تمام مخلوق پر یکسان ہے۔

دید قومے در نظر آراستہ | قوم دیگر منتظر برخاستہ

ترجمہ: دیکھا اک فرقہ کو با صد زیب و فر | حکم شہ کی منتظر قوم دگر

شرح یعنے اعرابی نے ایک گروہ کو بادشاہ کی نظروں میں آراستہ اور دوسرے گروہ کو منتظر حکم اور خدمت شاہی بجالانے کے لیئے ایستادہ دیکھا پہلا فرقہ وزرا و اُمرا اور مقربین بارگاہ الٰہی کا ہے اور دوسرا معمولی نوکروں اور خدمتگاروں زہاد و عبّاد کا۔ جو طاعت کے لیئے ہر دم کمربستہ اور حکم یا اشارہ کا منتظر ہے

خاص و عامہ از سلیمان تا بمور | زندہ گشتہ چون جہان از نفخ صور

ترجمہ: زندہ اُس میں اسطرح سب خاص و عام | صور سے جسطرح اُٹھیں گے تمام

شرح یعنے اُس بادشاہ کی بارگاہ میں سلیمانی سے لیکر مور تک تمام خاص عام اسطرح از سر نو زندگی پاتے

ہوئے تھے جسطرح جہان کو صور پھکنے سے نئی زندگی ملنے والی ہے یعنے اسکے کرم سے ہر شخص کو حسب استعداد انعام و اکرام اور اضافی طرح ملی ہوئی تہی۔ کوئی شخص محروم نہ تہا۔

	اہل صورت زان جواہر یافتہ	اہل معنی بحر نادر یافتہ
ترجمہ	اہل صورت کو جواہر مل گئے	اہل دلکو بحر نادر مل گئے

شرح ظاہری معنے یہ ہین کہ اہل صورت (طالبان دنیا) نے اس بادشاہ کے دربار سے زر و جواہر اور انعامات حاصل کیئے اور اہل معنے (طالبان اخلاق حسنہ) اسکی نیک طینی کے باعث دریائے انوار معانی کے مالک ہوگئے اور باطنی مطلب یہ ہے کہ بارگاہ الٰہی سے اہل صورت نے حور و قصور حاصل کیے اور اہل معنی نے بحر نادر یعنے مرتبۂ وصول حق پایا۔ بعض نسخون مین جواہر فتہ اور بحر نادر کی جگہ بحر معنے یافتہ ہے اور مطلب دونون کا ایک ہے یعنے اہل صورت جواہر مین بیٹھے ہوئے یعنے غرق جواہر تھے اور اہل معانی کو دریائے معنی ملگیا تہا

	آنکہ بے ہمت چہ باہمت شدہ	وانکہ باہمت چہ با نعمت شدہ
ترجمہ	تہا جو بے ہمت وہ باہمت ہوا	اور جو باہمت تہا با نعمت ہوا

شرح یعنے اعرابی نے یہ دیکہا کہ جو بے ہمت اس ایوان مین داخل ہوا وہ بہت بڑا باہمت ہوگیا۔ اور جو باہمت داخل ہوا وہ صاحب نعمت ہوگیا یعنے بیسامان باسامان ہوگیا اور باسامان رئیس اعظم بنگیا۔ باطنی مطلب یہ ہے کہ بے ہمت سالک عابد کامل بنگیا اور باہمت عابد مقرب خاص ہوگیا۔ نکتہ اگران تمام اشعار مین خلیفہ سے مراد اللہ تعالے لیئے ہے تو ظاہر ہے کہ اسکا کرم جمیع مخلوق کو شامل ہے اور اگر رسول خدا مراد ہین تو آپ رحمۃ للعالمین ہین اور اگر ورثا رسول مراد ہین تو انکی دعا ہی جو بمنزلہ کرم ہے عام کو شامل ہے ہمنے تفہیم عام کے لیے تمام اشعار مین خلیفہ سے اللہ تعالے مراد لیا ہے۔ مگر ذوق سلیم گواہی دیتا ہے کہ اس سے رسول خدا اور انکے ورثا یعنے اولیاء کامل اور مرشد ہی مراد ہو سکتے ہین۔

در بیان آنکہ چنانکہ گدا عاشق کرم و کریم ست کرم و کریم ہم عاشق گدا ست اگر گدا را صبر بیش بود کریم بر در او در آید و اگر کریم را صبر بیش بود گدا بر در او آید اما صبر گدا کمال گدا ست و صبر کریم نقصان کریم ست

ترجمہ اس بات کا بیان کہ جسطرح گدا کرم اور کریم کا عاشق ہے اسیطرح کرم اور کریم گدا کا عاشق ہے فقیر زیادہ صبر کرتا ہے تو کریم اسکے دروازہ پہ آجاتا ہے اور اگر کریم صبر کرتا ہے تو گدا اسکے دروازہ پہ چلا آتا ہے لیکن اتنی بات ہے کہ فقیر کا صبر کرنا کمال فقیر ہے اور کریم کا صبر کرنا نقصان کریم۔ کیونکہ فقیر ضرورتمند ہو کر صبر کریگا تو یہ فی الواقع اسکا کمال ہے اور کریم صبر کریگا تو اظہار کرم نہونے سے اسے نقصان پہنچیگا۔

	بانگ مے آید کہ اے طالب بیا		جود محتاج گدایان چون گدا	
ترجمہ	آتی ہے آواز اے محتاج آ		ہے عطا و جود محتاج گدا	

شرح یعنے اعرابی نے داخل بارگاہ سعادت ہوکر یہ آواز سنی کہ اے طالب ادہر آ۔ تیری دستگیری کیجائیگی کیونکہ جسطرح گدا جود وسخا کا محتاج ہوا کرتا ہے اسیطرح جود وسخا گدا کا محتاج ہے۔ اور یہ احتیاج طرفین سے ایکسان ہے۔ گدا جود کا حاجتمند ہے اور جود گدا کا محتاج ہے۔

	جود محتاج ست و خواہد طالبے		ہمچنانکہ توبہ خواہد تائبے	
ترجمہ	جود کو ہے اپنے طالب کی تلاش		جسطرح توبہ کو تائب کی تلاش	

شرح یعنے جسطرح توبہ تائب کی تلاش مین ہے اسیطرح جود گدا کی تلاش مین ہے چونکہ اللہ تعالے کو تمام عمال مین سے گنہگار کی توبہ بہت پسند ہے اسلیئے گویا توبہ تائب کی جستجو کرتی رہتی ہے۔

	جود مے جوید گدایان و ضعاف		ہمچو خوبان کائنہ جویند صاف	
ترجمہ	جود کو یون ہے گدا کی جستجو		طالب آئینہ جیسے خوبرو	

شرح یعنے جسطرح حسین اپنا حال دیکھنے کو آئینہ کے طالب ہین اسیطرح اہل جود وکرم۔ اپنے جود وسخا کی اچھی صورت دیکھنے کو گدا کے خواہان ہین گداہنو تو یے جود وکرم ہرگز نہین نظر آسکتا۔ یا یہ کہ گدا نہو تو جود خود اپنے چہرہ زیبا کو نہین دیکھہ سکتا۔ ضعاف جمع ضعیف ہے بمعنے ناتوان و گدا۔

	روئے خوبان ز آئنہ زیبا شود		روے احسان از گدا پیدا شود	
ترجمہ	آئینہ ہے روئے خوبان کے لیے		اور گدا ہے روے احسان کے لیے	

شرح یعنے جسطرح کسی حسین کا چہرہ آئینہ دیکھنے سے اور زیادہ حسین ہوجاتا ہے اسیطرح احسان وکرم کا چہرہ فقیر کے آنے سے چمک اٹھتا ہے۔ مطلب یہ کہ گدا باعث آرایش جود وکرم ہے۔

	پس ازین فرمود حق در والضحی		بانگ کم زن اے محمد بر گدا	
ترجمہ	والضحی مین ہے یہ رمز بحشہ و شاہ		اے محمد سائلون کو مت جھڑک	

شرح یعنے چونکہ احسان وکرم کا اظہار فقیر ہی کے سبب ہے اسلیئے اللہ تعالے سورہ والضحی مین اپنے پیارے رسول کو سائل کو جھڑک دینے یا دھکا دینے سے منع فرمایا ہے۔ وہ آیت یہ ہے وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ یعنے اے پیغمبر سائل کو ہرگز مت جھڑک کریم وہ ہے جو حتے الامکان سائل کا سوال پورا کرے۔ یا اس نرمی سے جواب دے کہ دینے سے زیادہ فقیر کا دل خوش ہوجائے فائدہ اس آیت کے شان نزول مین بعض مفسرین نے یہ لکھا ہے کہ ایکبار آنسرور کائنات کے پاس حضرت عثمان کھجورون کی ٹوکری لائے آپنے

تناول فرمانا چاہا۔ اُسوقت ایک سائل آگیا۔ آپنے چند کہجورین دیدین۔ مگر چونکہ یہ کہجورین حضرت عثمان رضی فقط آپ ہی کے کہلانے کی نیت سے لائے تہے اسلیئے اُنہون نے سائل کو قیمت دیکر پہر خریدلین اور اُسنے پہر سوال کیا۔ رسولخدا نے پہر کہجورین دیدین اور حضرت عثمان نے پہر خریدلین اسیطرح تین مرتبہ ہوا بعدہ رسول اللہ نے فرمایا کہ اے شخص تو سائل ہے یا بایع ؟ اُس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ

	چون گدا آئینۂ جودست ہان		دم بود بر روئے آئینہ زیان	
ترجمہ	ہے گدا آئینۂ لطف و کرم		آئینے پر کسلیئے کرتا ہے دم	

شرح یعنی یہ ثابت ہوگیا کہ گدا آئینہ جود و کرم ہے اور یہ خود ظاہر ہے کہ آئینہ پہونک مارنے سے مکدر اور اندہا ہوجاتا ہے۔ اور اسمین پہونک مارنیوالے کا نقصان ہے بس تو اسیطرح گدا پر پہونک مارنے (اُسے جہڑکنے یا اپنے دم وخم دکہانے اور تکبر کرنے۔ یا گالیان دینے) سے اپنا ہی نقصان متصور ہے کہ روئے احسان کا اظہار نہین ہوسکتا نکتہ اس مقام کی باطنی تحقیق یہ ہے کہ عالم کا مظہر اسما وصفات الٰہی ہونا دو طرح ہے ایک یہ کہ اسما کے آثار مظہر مین پائے جائین مثلاً بندہ مرزوق ہے اور خدا رزاق مرزوقیت رزاقیت کا اثر ہے یعنے اگر بندہ مین صفت مرزوقیت نہوتی تو خدا کی صفت رزاقیت کا ظہور نہوتا علے ہذا القیاس اور اسما ہین دوسری مظہریت یہ ہے کہ بندہ اُس اسم یا صفت کے ساتہ خود موصوف ہوجائے مثلاً زید نے خالد کو کچہ ہبہ کیا تو زید بہی واہب ہے اور اللہ تعالے بہی کیونکہ اس صورت مین مظہر جس صفت کے ساتہ موصوف ہوگیا ہے وہ فی الواقع صفت الٰہی ہے چونکہ زید موصوف ہوگیا ہے اسلیئے اُسکو بہی واہب کہین گے۔ اور چونکہ فی الواقع یہ صفت الٰہی کا ظہور ہے اسلیئے واہب حقیقی اللہ تعالےٰ ہے مولانا ان ابیات مین اول معنے کی طرف اشارہ فرما رہے ہین۔ یعنے صفت جود گدا کی خواہان ہے تاکہ اُسپر احسان کرے اور اُسے محسن الیہ بنائے۔ اگر وہ محسن الیہ نہوتا تو اللہ تعالےٰ کے محسن ہونیکا ظہور غیر ممکن تہا اس لحاظ سے شعر کے یہ معنے ہوے کہ اگر گدا مین صفت گدائی نہوتی تو جود کا ظہور غیر ممکن تہا اسلیئے اللہ تعالےٰ نے سائل کے جہڑکدینے سے منع کردیا ہے کیونکہ اُسکو سوال کرنے سے مطلوب کے ملجانے کی اُمید ہوتی ہے اور مطلوب کے اُس تک پہنچ جانے سے دینے والے مین صفت جود حق کا اظہار ہوتا ہے

	آن یکے جودش گدا آورد پدید		وین دگر بخشد گدایان را مزید	
ترجمہ	اک کرم کرتا ہے سائل کو پدید		بخشتا ہے دوسرا اُسکو مزید	

شرح اس شعر مین جود اقدس اور جود مقدس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے یعنے اللہ تعالےٰ کا ایک جود تو یہ ہے کہ گدا یعنے ہر ممکن کو جو سر بسر محتاج فیوض رحمانی تہا وجود یا عالم ہستی مین لایا اور ایک کو دوسرے

سے ممتاز کردیا۔ دوسرا جود یہہ ہے کہ ممکنات کی حاجات اور سوالات کے مطابق انکو فیض پہنچایا یعنے فقیروں کو
خلعت ہستی کے سوا اور بہی بہت سے انعامات عطا فرمائے۔ اصطلاحات صوفیہ مین پہلے جود کا نام اقدس
اور دوسرے کا مقدس ہے دوسرے معنے ہین کہ اے اہل کرم سائل کے آنے سے اللہ تعالے تجہپر دو طرح
کی مہربانیان کرتا ہے ایک یہ کہ گدا کو تیرے دروازہ پر لے آیا۔ دوسرے یہ کہ تیرے ہاتہ سے کچہ دلوادیا کیونکہ
دینے والا تو نہین ہے بلکہ فی الواقع خدا ہی ہے

	پس گدایان آینہ جود حقند	وانکہ باحق اند جود مطلقند
ترجمہ	ہین گدا آئینۂ جود خدا	جود مطلق ہین جو باحق ہین گدا

شرح یعنے وہ گدا جو اللہ تعالے کو جواد مستقل اور اہل جود وکرم کو صفت جود کا مظہر سمجہتے ہین وہ جود حق کا
آئینہ ہین جود واحسان کا جو بصورت جہرہ انہین کے سبب دکہائی دیتا ہے۔ اور وہ گدا جو اپنے صبر وتقوے
کے باعث باحق اور خدارسیدہ ہوگئے ہین خود جود مطلق ہین انہین کی برکت سے مینہ برستا ہے اور
انہین کے طفیل لوگون کو روزی ملتی۔ حدیث شریف مین لعلکم ترزقون بضعفائکم موجود ہے یعنے اے لوگو
فقیرون اور ناتوانون کے ساتہ احسان کرتے رہا کرو کیا عجب تمہین انہین کی بدولت روزی ملتی ہو۔

	وانکہ جز این دو ستا و خود مردہ است	او برین در نیست نقش پردہ است
ترجمہ	اور جو انکے سوا ہے مردہ ہے	وہ نہین اس در پہ نقش پردہ ہے

شرح حاجتمندون کی تین قسمین ہین اول یہ کہ کوئی شخص یہ سمجہکر اپنی حاجت خلقت کی طرف لیجائے کہ احتیاج
فی الواقع خالق کی طرف ہے اور خلقت سے جو کچہ فیض پہنچتا ہے وہ درحقیقت خالق کی جانب سے ہے۔
اسیلیئے عارف کے نزدیک تمام ممکنات جو محتاج فیضان الہی ہین آئینۂ جود حق ہین اور گذشتہ شعر کا پہلا مصرع
پس گدایان آینہ جود حقند۔ اسی پہلے قسم کی طرف اشارہ کر رہا ہے اور یہ مرتبہ سالک کا ہے دوسرا وہ شخص
ہے جو مرتبۂ بقا تک ترقی کرکے اور واصل الی اللہ ہوکر متصف بجمیع صفات ہوگیا ہو اسوقت یہ شخص
خود جود مطلق بنجاتا ہے اور اسکا فیض کسی خاص شخص کے لیے مخصوص نہین ہوتا بلکہ اسی کے طفیل عوام
کو رزق ملتا ہے مینہ برستا ہے یہ مرتبہ ابدال اور اقطاب کا ہے ایسے شخص کو بعض ضروری امور مین احتیاج
مخلوقات ہو جاتے ہین مگر فی الواقع وہ محتاج خالق ہین گویا باعتبار صورت اپنی احتیاج خلقت کی طرف
لیجاتے ہین گذشتہ شعر کا دوسرا مصرع یہی معنے رکہتا ہے تیسرا گدائے دنیوی ہے جسکو مکر گدا کہتے ہین
ایسا شخص مخلوق کو جواد مستقل سمجہکر اپنی حاجتین انکی طرف لیجاتا ہے اور جابجا دہکے کہاتا پہرتا ہے۔ چنانچہ
یہ شعر اسی تیسری قسم کی طرف اشارہ ہے یعنے جو شخص مذکورہ شعر بالا کی ان دو قسمون سے الگ ہے

کہ نہ تو محتاج الی اللہ یا سالک ہے اور نہ فقیر فانی فی اللہ اور قطب ہے۔ وہ فقیر دنیوی ہے جسکو صوفی محجوب کہتے ہین۔ ایسا آدمی مردہ ہے اور اسکا وجود عدم برابر ہے وہ دروازۂ الٰہی کا فقیر نہین ہے بلکہ گدائے در اغنیا اور خوان مگس اہل دولت ہے اسکو ایسا سمجھنا چاہیئے جیسا کہ پردے پر نقش و نگار یا تصویر کہ صرف صورت ہی صورت ہوتی ہے اور باطنی اعتبار سے فی الواقع کچھ بھی نہین ہوتا **فائدہ** اعرابی درویش کے قصہ سے اس نصیحت عامہ کو یہ مناسبت ہے کہ فقیر الی اللہ ہمیشہ کامیاب ہوتا ہے۔

فرق میان آنکہ درویش ست بخدا و تشنۂ خدا ست و آنکہ درویش ست از خدا و تشنہ است بغیر

ترجمہ ایک شخص محتاج الٰہی اور عاشق خدا ہے اور ایک خدا سے غافل اور عاشق ماسوا ہے ان دونون کی فرق کا بیان

ہست لیک درویشے کہ او تشنہ خداست — ہست دایم از خدا ایش کار راست

ترجمہ ہے مگر تشنہ خدا کا جو فقیر — کام اسکے سب کے ہین سب دلپذیر

لیک درویشے کہ تشنہ غیر شد — او فقیر و ابلہ بے خیر شد

ترجمہ ہان مگر محتاج ہیتا جو غیر کے — کام کر سکتے نہین وہ خیر کے

شرح جو درویش عاشق الٰہی اور محتاج الی اللہ ہے خدا ہمیشہ اسکے کام تیار رہتا ہے اور جو عاشق غیر ہے وہ ظاہری و معنوی دو طرح سے محتاج اور بے وقوف اور نیکیون کا دشمن ہے ع اسکی وہ مثل ہے نہ ادہر کا نہ اودہر کا۔

نقش درویش ست او نے اہل جان — نقش سگ را تو مینداز استخوان

ترجمہ نقش درویشان ہے کب ہے اہل جان — نقش سگ کو دے نہ ہرگز استخوان

شرح یعنے جو شخص دنیوی فقیر ہے وہ اہل جان یعنے صاحب معنے نہین بلکہ درویشون کی صورت مین بھیک منگا فقیر ہے ایسے کو کچھ دینا بے فائدہ ہے۔ یہ شخص نقش سگ ہے اور نقش سگ و کتے کی تصویر کے آگے ہڈی ڈالنا بیوقوفی ہے کیونکہ اسمین کھا لینے کی لیاقت ہی نہین بعض نسخون مین نقش سگ کے جگہ نفس سگ بفا وسین مہملہ ہے مطلب دونونکا ایک ہے مگر مولانا کے اس قول سے معلوم ہوتا ہے کہ بھیک منگے فقیرون کو کچھ نہ دینا چاہیئے۔ حالانکہ یہ خلاف شریعت و طریقت ہے۔ اسلیئے استخوان سے مراد بھیک نہین ہے بلکہ حرف درویشی ہے یعنے سگ کے آگے حرف درویشی نکہنا چاہیئے لیکن اس صورت مین بھی آدمی کو سگ کہا گیا لہذا یون کہنا چاہیئے کہ نفس موصوف ہے اور سگ اسکی صفت مطلب یہ کہ نفس درویش ظاہری کے آگے جو سگ صفت ہے حرف درویشی نہ بیان کر کیونکہ وہ اسکا اہل ہی نہین حدیث شریف مین موجود ہے کہ نالائقون کو علم کی باتین سکھانے والا ایسا ہے جیسا کہ خنزیر کے گلے مین موتیونکا کنٹھا

ڈالنے والا بعض نسخون مین منہ از (صیغۂ نہی) کی جگہ بنہ از (صیغۂ امر) ہے۔ یعنے بہک منگا فقیر چونکہ صاحب معنی نہین ہے بلکہ روٹیونکا طالب اور سگ دنیا ہے اسلیئے اسکے آگے ہڈی ڈالدیا کر۔

فقر لقمہ دار داو نے فقر حق ‖ پیش نقش مردۂ کم نہ طبق

ترجمہ ہے گدائے لقمہ کب محتاج حق ‖ مُردے کے آگے نہ رکھہ ہرگز طبق

شرح یعنے بہک منگا فقیر لقمہ کا محتاج ہے فقیر الی اللہ نہین ہے ایسے نقش مردہ (ظاہری فقیر) کے آگے نعمت ظاہری (کہانا) اور نعمتِ باطنی (حرف درویشی) کے طبق نہ رکھہ اگر اس لفظ کو طبق کہا جائے تو یہ معنے ہین کہ ایسے پیٹ کے بندے کے آگے کہانے کے تو طباق بہی کم ہین

ماہیے خاکی بود درویش نان ‖ شکل ماہی لیک از دریا رمان

ترجمہ خاک کی مچھلی ہے ہر درویش نان ‖ شکل ماہی اور دریا سے رمال

شرح یعنے درویش نان (روٹیان مانگ کہانے والا فقیر) ایسا ہے جیسا ریگ ماہی کہ شکل مین مچھلی ہے لیکن دریا سے نفرت رکہتی ہے اسیطرح بہک منگا فقیر دریائے معرفت سے نفرت رکہتا ہے

نقش ماہی کے بود درویش آب ‖ آن نہ بے آبی کند کردہ خراب

ترجمہ نقش ماہی کب ہوا محتاجِ آب ‖ اُسکو بے آبی نہین کرتی خراب

شرح یعنے جسطرح نقش ماہی (مچھلی کی تصویر) پانی کی محتاج نہین ہے اور خشکی مین رہنے سے خراب نہین ہوتی۔ اسیطرح روٹیون کا محتاج درویش تجلیات معرفت کی احتیاط نہین رکہتا۔

مرغ خانہ ست او نہ سیمرغ ہوا ‖ لوت نوشد او نہ نوشد از خدا

ترجمہ گہر کی مُرغی کب ہے سیمرغ ہوا ‖ ہے نجاست سر بسر اُسکی غذا

شرح لوت بمعنے طعامہائے لذیذ و قوت نفیس اور لوت پوت بمعنے اقسامہائے طعام لذیذ ہے یعنی بہک منگا فقیر گہر کی مرغی کی طرح ناپاک روزی کہاتا ہے یعنے نفس امارہ کی امان مین بیٹھا ہوا لذیذ کہانے چکتا ہے وہ آسمان معانی کا سیمرغ نہین ہے جو وجود فانی کی قید سے اُڑکر لذائذ دنیوی کا پابند نہ ہے اور اُسکی غذا صرف محبت الٰہی ہو بلکہ اسکی قوت چکنی چپڑی روٹیان ہین۔

عاشق حق ست او بہر نوال ‖ نیست جانش عاشق حسن جمال

ترجمہ عاشق اللہ ہے بہر نوال ‖ وہ نہین ہے عاشق حسن وجمال

شرح یعنے ایسا فقیر لوگون سے عطا و بخشش حاصل کرنے کے لیئے زبردستی آپ کو خدا کا عاشق ظاہر کرتا ہے حالانکہ اُسکی روح ہرگز خدا کے حسن وجمال کی عاشق نہین ہے۔

گر تو وہم میکند او عشق ذات ｜ **ذات نبود وہم اسما و صفات**

ترجمہ: وہم مین اُسکے اگر ہے عشق ذات ｜ ذات کب ہے وہم اسما و صفات

شرح یعنے ایسا فقیر اگر یون کہے کہ مین عاشق ذات ہون تو اُسکا یہ دعوے غلط ہے کیونکہ اُسنے وہم اسما وصفات الٰہی کو ذات تصور کر لیا ہے حالانکہ ذات وہم اسما وصفات نہین ہے بلکہ وہم اسما وصفات اور چیز ہے اور ذات اور چیز ہے اسلیئے جس شے کو اُسنے ذات تصور کیا ہے وہ ذات نہین ہے نکتہ وہم ایک قوت جسمانی ہے جو آخر دماغ کے وسط مین ہے اسکا کام اُن بعض چیزون کا ادراک ہے جو محسوسات سے متعلق ہون مثلاً ادراک شجاعت زید و سخاوت خالد لیکن وہم غیر محسوسات کے ادراک مین غلطی کرتا ہے اور غیر معلوم شے سے کچہ تعلق نہین رکہتا پس تو یہ فقیر لقمہ جو اپنے آپ کو عاشق ذات کہتا ہے ذات کی کیفیت تو اُسکو معلوم نہین فقط وہم اسما و صفات الٰہی کو جو اُسکے دماغ سے پیدا ہوا ہے ذات تصور کرتا ہے نتیجہ یہ نکلا کہ اُسکا وہم اُسکا خدا ہے حالانکہ وہم مخلوق اور حادث ہے اور خدا قدیم اور غیر مخلوق ذات ہرگز وہم سے تعلق نہین رکہتی کیونکہ حادث کا ہمپایہ حادث ہی ہوتا ہے آیندہ شعر مین وہم مخلوق کے یہی معنے ہین۔

وہم مخلوق ست و مولود آمدست ｜ **حق نزائیدست او لم یولدست**

ترجمہ: وہم ہے مخلوق و حادث اے فتا ｜ اور لم یولد ہے وصف کبریا

شرح اس شعر کے وہی معنے ہین جو گذشتہ شعر مین بیان ہو چکے ہین۔ یعنے وہم ایک مخلوق و مولود (حادث و نوزائیدہ) شے ہے اور اللہ تعالےٰ مخلوق یا حادث نہین ہے بلکہ قدیم اور ازلی ہے وہ اپنی شان مین خود فرماتا ہے لم یلد ولم یولد یعنے نہ اُسنے کسیکو جنا اور نہ وہ خود کسی سے پیدا ہوا مطلب یہ کہ قدیم حادث سے میل جول نہین رکہتا اسلیئے حادث کے دل مین جو وہم پیدا ہوگا وہ حادث ہی ہوگا پس تو حادث کے خیالات و توہمات نے جس چیز کو خدا سمجہ رکہا ہے وہ فی الحقیقت خدا نہین ہے اُسکا ادراک خیال و قیاس و گمان و وہم سے برتر ہے۔ اُسکی ماہیت و کیفیت کا خطرہ بہی دل مین نہین گزرتا۔

عاشق تصویر و وہم خویشتن ｜ **کے بود از عاشقان ذو المنن**

ترجمہ: ہو جو عاشق وہم کی تصویر کا ｜ ایسے کو ہوتا نہین عشق خدا

شرح یعنے جو شخص اپنے وہم کی تصویر اور خیالات کے بُت کا عاشق ہے وہ خدائے ذو المنن کا عاشق نہین ہو سکتا۔ کیونکہ عاشقان الٰہی وہم و تصور سے پاک اور بالمنتہا حقیقی خداوند کے عاشق ہین۔

عاشق آن وہم اگر صادق بود ｜ **آن مجازش تا حقیقت می کشد**

ترجمہ: وہم کا عاشق بہی صادق ہو اگر ｜ ہے مجازی تا حقیقت راہ بر

شرح یعنے ہم وہم وخیال کے عاشق کو ہر حالت مین برا نہین کہتے بلکہ وہم اسما وصفات کا عاشق بہی اگر صادق ہے تو ایک دن عاشق حقیقی ہو جائیگا اور یہ عشق مجازی اسکو حقیقی کی طرف کہیچ لیگا نکتہ عاشق ذات حقیقی وہ ہے جسکو جذبہ احدیث اپنی طرف کہیچ لے اور اسکو اسما وصفات اور جنت ونار کا کچہ لحاظ نہ رہے۔

	شرح میخواہد بیان این سخن	لیک مے ترسم ز افہام کہن
ترجمہ	شرح کامل چاہتا ہے یہ سخن	مجکو ہے پر خوف افہام کہن

شرح یعنے اس کلام (گفتگوئے عشق حقیقی) کا مفصل طور پر بیان کرنا بہت بڑے دفتر کو چاہتا ہے لیکن مین افہام کہن (ہیچ پوچ اور بوسیدہ عقلون) سے خوف کرتا ہون کہ کہین لوگ اپنی کم فہمی کے باعث ملحد نہ سمجہین اور اپنے الحاد پر اس مثنوی کے کسی شعر کو دلیل نہ لے آئین اسلیئے اس گفتگو کو طول نہین دیسکتا نکتہ صوفیونکا قول ہے اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ یعنے درویشی کی انتہا خدا ہے اور لَا یَذْکُرُ اللّٰهَ غَیْرُ اللّٰهِ یعنے درویش سوائے خدا کے خدا کا ذکر نہین کرتا نافہمون کے نزدیک یہ دونو فقرے الحاد پر مبنی ہین مگر فی الواقع نہایت درست ہین کیونکہ ان سے کمال فنا فی اللہ کے معنے نکلتے ہین عاشق صادق اور فنا فی اللہ اپنے تمام تصرفات کو فنا کرکے باقی ببقاء اللہ ہو جاتا ہے۔ ان باریک نکتون کی شرح سے دل لرزا جاتا ہے اور قلم کانپ اٹہتا ہے۔

	فہمہائے کہنہ کوتہ نظر	صد خیال بد در آرد در فکر
ترجمہ	فہم کہنہ دیدہ کوتہ نظر	فکر بد لاتا ہے دلمین سر بسر

شرح فِکَر بکسر الفاء وفتح الکاف جمع فکرت ہے اور فِکْر بکسر و بفتح اول وسکون ثانی بمعنے اندیشہ۔ یہان فکر بفتح الکاف جمع فکرت ہے بعض شاعرون نے جو قافیہ مین فکر بفتح الکاف باندہا ہے وہ بلحاظ معنے جمع ہے البتہ فکر بسکون کاف و بمعنے اندیشہ کو فکر بفتح الکاف باندہنا غلط ہے مطلب شعر یہ ہے کہ کوتہ نظر اور کم عقل آدمیون کی پرانی اور بوسیدہ عقلین نافہمی اسرار کے باعث سو طرح کے بدخیالات اپنے اندیشون مین لاسکتی اور اہل اللہ کے کلام کو الحاد بتا سکتے ہین اسلیئے ہمنے عشق حقیقی کے اسرار کے زیادہ شرح کرنی نامناسب سمجہی ہے

	بر سماع راست ہر کس چیر نیست	طعمہ ہر مرغکے انجیر نیست
ترجمہ	ہر کوئی سمجہے گا یہ تقریر کب	لقمہ ہر طائر کا ہے انجیر کب

شرح یہ شعر پہلے بہی گذر چکا ہے یعنے اسرار عشق حقیقی فی الواقع صحیح اور ماننے کی لایق بہی مگر ہر شخص اپنی کم فہمی کے باعث سچ بات کی سُننے کی طاقت نہین رکہتا جیسا کہ ہر طائر انجیر نہین کہا سکتا اور باز کا لقمہ چڑیا کے منہ مین نہین جاسکتا۔ اسیطرح ہر شخص مین اتنی طاقت نہین کہ سچی بات کو سنکر اُسے سمجہ لے۔ یا تہ کی بات معلوم کرلے۔ بلکہ اکثر نافہم جو تصوف کے نکتون کو نہین سمجہتے صوفیہ کرام پر اعتراض کر بیٹہتے ہین۔

خاصہ مرغے مردۂ پوسیدۂ — پر خیالے اعمیے بے دیدۂ

ترجمہ خاص وہ طائر کہ جو بوسیدہ ہو — مردہ ہو کم عقل ہو۔ بے دیدہ ہو

شرح یہ گذشتہ شعر سے متعلق ہے یعنے انجیر عمومًا ہر طائر کی خوراک نہیں بن سکتا۔ اور خاصکر ایسے جانور کے تو خواب مین بھی نہین آتا جو مرکر سٹر گیا ہو۔ پر خیال اور اندھا ہو یعنے جو شخص درویش کامل کی صورت بناکر دنیا کماتا پھرتا ہو اور اپنے خیال مین عاشق حقیقی ہو کر حقیقت عشق سے اندھا ہو وہ ہرگز اسرار وحدت سُنکر اُسکے واقعی معنے نہین سمجھ سکتا۔ بلکہ ایسا شخص جہل مرکب کی لاعلاج بیماری مین مبتلا ہے۔

نقش ماہی را چہ دریا و چہ خاک — رنگ ہندو را چہ صابون چہ زاک

ترجمہ نقش ماہی کو نہین دریا ضرور — سچ تو ہے زنگی کو صابن کیا ضرور

شرح یعنے جسطرح مچھلی کی تصویر کو دریا مین ڈالدیا جائے تو زندہ نہین ہوتی۔ اور خشکی مین رکھا جائے تو مرتی نہین اسیطرح نافہم اور کوتہ نظر آدمی کو اسرار بتائے جائین تو روحانی زندگی نہین ملتی اور نہ بتائی جائین تو شوق بیقرار کرکے ہلاک نہین کرتا۔ اسکی مثال ایسی ہے جیسا کوئی ہندو یعنے سیاہ فام آدمی لاکھہ صابن یا پھٹکری ملے مگر اُسکے رنگ کی ازلی سیاہی ہرگز زائل نہین ہوتی۔ اسیطرح نافہم کو لاکھہ سمجھایا جائے لیکن اسکی اندرونی سیاہی کسیطرح نہین چھٹتی۔ اور تعلیم اسرار اُسکو کسیطرح کا ظاہری و معنوی فائدہ نہین پہنچا سکتی۔ زاک اور زاج پھٹکری کو کہتے ہین

نقش اگر غمگین نگاری بر ورق — او ندارد از غم و شادی سبق

ترجمہ صورت غمگین ہے کاغذ پہ اگر — شادی و غم کی نہین اُسکو خبر

صورتش غمگین و او فارغ از آن — صورتش خندان و او زان بے نشان

ترجمہ شکل غمگین ہے پر اسکو غم نہین — شکل شادان ہے مگر خرم نہین

شرح یہ دونو شعر باہم متعلق ہین اور مطلب یہ ہے کہ اگر تو کسی کاغذ پر کوئی غمگین یا شادمان تصویر بنادے تو وہ تصویر شادی و غم سے کچھ خبر نہ رکھے گی کیونکہ تصویر مین جان ہی نہین ہوتی کہ اُسے شادی و غم کی کچھ خبر ہو غمگین تصویر کی ظاہری صورت غمگین اور شادمان کی ظاہری صورت شادمان معلوم ہوگی۔ مگر فی الواقع تصویر شادی و غم دونو سے فارغ ہے بعینہ یہی حال نافہم اور دنیا کمانے والے فقیر کا ہے۔ وہ چاہتا ہے صوفیون کا لباس پہنکر اور یہ دکھانے کو کہ غم آخرت مین مبتلا ہے غمگین صورت بناکر بیٹھ جائے چاہے یہ جتانے کو کہ عاشق الٰہی اور غم دنیا سے بالکل فارغ ہے شادمانی کا اظہار کرے مگر یہ دونو باتین خلاف واقع ہین۔ وہ غم آخرت اور عشق حقیقی کی شادمانی سے بالکل ناواقف ہے۔ اُسکو ہمیشہ دنیا کمانے کا غم رہتا ہے دنیا ملگئی تو خوش ہوگیا اور نہ ملی تو غمگین رہا ایسے کو فقیر نہین کہتے۔

	وین غم و شادی که اندر دل خفیست	پیش آن شادی و غم نقش دنی ست
ترجمہ	یہ غم و شادی کہ ہے دل مین نہان	اُسکے آگے ہیچ ہے سن میری جان

شرح مولانا نے فقط لفظ نقش کی مناسبت سے اور مطلب کی طرف انتقال کیا ہے۔ یعنے یہ دنیوی غم و شادی جو دنیا کے سبب دلمین مخفی ہے اُس اُخروی غم و شادی کے آگے ایک نقش دنی اور مٹنے والی چیز ہے۔ کیونکہ جیسے دنیا فانی ہے تو اُسکی غم و شادی بہی فانی ہین جیسا سبب ہوتا ہے ویسا ہی مسبب ہوتا ہے لیکن اتنی بات ہے کہ جو بالکل دنیا مین منہمک ہے وہ حقیقی موت کے باعث خود بہی فنا ہوجاتا ہے اور اُسکے ساتہ اُسکے غم و شادی بہی مگر گناہ باقی رہجاتا ہے بخلاف تارک دنیا کہ اُسکی شادی و غم اختیاری موت یعنے مرتبۂ فنا کے باعث حقیقی موت سے پہلے مٹ گئی ہین۔ نتیجہ یہ نکلا کہ دنیا کے غم و شادی کو لاشے سمجہنا چاہیئے بعض نسخون مین یہ شعر اسطرح ہے وین غم و شادی کہ اندر دل خطیست۔ پیش آن شادی و غم جز نقش نیست ۔ خط بمعنے نقش بے اعتبار و فانی ہے مطلب دونونکا ایک ہے۔

	صورت غمگین نقش از بہر ماست	تا کہ ما را یاد آید راہ راست
ترجمہ	ہے ہمارے واسطے شکل غمین	تا کہ راہ راست سوجہے بالیقین
	صورت خندان نقش از بہر تست	تا ازان صورت شود معنی درست
ترجمہ	صورت خندان ہے تیرے واسطے	تا کہ ہو معنے درست اس شکل سے

شرح یہ دونو شعر باہم متعلق ہین۔ پہلے شعر مین لفظ ما سے انسان کامل اور دوسرے مین تو سے اہل غفلت مراد ہین۔ اور مطلب یہ ہے کہ نقش غم و شادی جو مثلاً کسی کاغذ پر ہو گو بظاہر بیکار سی چیز ہے مگر اسمین ایک بہت بڑا فائدہ بہی ہے وہ یہ کہ غمگین تصویر ہمارے یعنے انسان کامل کے لیئے ہے اُنکو اس سے راہ راست یاد آجاتی ہے وہ صورت مغموم سے متاثر ہوکر غم آخرت مین منہمک ہوجاتے ہین۔ اور دنیوی غم کو دل سے نکالدیتے ہین اور اے شخص صورت نقش شادی تیرے یعنے اہل غفلت کے لیئے ہے تا کہ اس صورت سے باطنی حالت درست ہوجائے یعنے صورت شادی سے متاثر ہوکر سرور عقبے کا خیال تیرے دلمین پیدا ہو۔ اور تو حصۂ اُخروی حاصل کیلے۔

	نقشہائے کاندرین حمامہاست	از برون جامہ کن چون جامہاست
ترجمہ	نقش جو ہیں پیش حمام ہین	مثلِ حمام مین ہین جامہ ہین

شرح دوسرے مصرع مین جامہا مخفف جامہ ہا ہے یعنے کپڑے بسبب اجتماع دو ہمجنس جامہ کی ہائے ہوز حذف کیگئی۔ اور ضرورت قافیہ کے لیئے میم ساکن کیا گیا جامہ کن وہ جگہ جہان حمام مین داخل ہوتے وقت

کپڑے اُتارے جاتے ہین اور جسکو صُفّۂ حمام کہتے ہین۔ نیز حمام سے دنیا اور نقشہائے حمام سے وجود ظاہر انسانی مراد ہے یعنے یہ نقش وصورت اور یہ وجود ظاہر انسانی جو عالم دُنیا مین موجود ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسا کہ نہانے والے کے کپڑے کہ جامہ کن اور صف حمام سے باہر رہتے ہین اور حقیقت حمام کو نہین دیکھہ سکتے علے ہذا القیاس نقش اور صورت ظاہری عالم معنے کی حقیقت کو معلوم نہین کر سکتے کیونکہ صورت ظاہری ادراک حقیقت کی قوت و طاقت ہی نہین رکھتی

	تا بروُنی جامہا بینی و بس		جامہ بیرون کن درآ اے ہمنفس
ترجمہ	جامہ بیرون کا نظارہ کچھہ نہین		اندر آ۔ کپڑے اتار اے ہمنشین

شرح یہ گزشتہ شعر سے متعلق ہے اور مطلب یہ ہے کہ اے شخص جب تک تو باہر ہے یعنے ادراک حقایق ومعانی کی طرف متوجہ نہین ہے تو یہ سمجھ کہ فقط کپڑون یعنے نقش اور صورت ظاہری ہی کو دیکھہ سکیگا جس سے کچھہ فائدہ نہین اسلیئے تجکو چاہیئے کہ کپڑے اُتار دے اور حمام مین داخل ہو یعنے صورت اور وجود ظاہری کو فنا کرکے حقیقت دنیا اور ماہیت اشیا کو معلوم کر اُسوقت آنکھین کھلینگی اور تو دنیا کو لاشے سمجھیگا۔ بعض شارحین نے گزشتہ شعر مین جامہا بمعنے شیشہا و آئینہا کہا ہے اسصورت مین بلا تکلف قافیہ صحیح ہے اور معنے یہ ہین کہ وجود انسانی دنیا مین ایسا ہے جیسا کہ جامہ کن کے باہر شیشے اور آئینے لگے ہوے ہوتے ہین۔ چنانچہ نہانے والون کی ترغیب کے لیے اکثر حامیون کی دکانون پر آئینے وغیرہ نصیب ہوا کرتے ہین پس شخص جبتک تو باہر رہیگا فقط آئینون کے دیکھنے سے حمام کا حال معلوم نہین کر سکتا۔ اسیطرح دنیا کے نقش اور ظاہری صورت سے اُسکی حقیقت اور ماہیت معلوم نہین ہو سکتے بلکہ وجود ظاہری کو فنا کرکے اسکی حقیقت کو دیکھنا چاہیئے۔ اسوقت دنیا لاشے اور بے حقیقت معلوم ہوگی

	زانکہ جامہ را دران سو راہ نیست		تن زجان۔ جامہ زتن آگاہ نیست
ترجمہ	کپڑے والو نکا نہین اُسجا گزر		جان سے تن ہے تن سے جامہ بیخبر

شرح یعنے اےطالب ادراک حقیقت کے لیے کپڑا اُتار دینا ترک وجود فانی ہے اسلیئے لازم ہے کہ کپڑے یعنے وجود فانی کو اُس طرف جانے کا رستہ نہین ملتا۔ کیونکہ جب تک وجود فانی اور فریب ہستی موجود ہے دنیا کے لاشے اور بے حقیقت ہونے کی حقیقت ہرگز نہین معلوم ہو سکتی اسکی مثال ایسی ہے جیسا کہ بدن کو روح کی حقیقت معلوم نہین اور کپڑا بدن کی کیفیت سے آگاہ نہین۔ کیونکہ دونو خلاف جنس ہین اسیطرح انکشاف حقایق اور وجود ظاہری مین باہم مخالفت ہے بعض نسخون مین تن زجان و جان زتن آگاہ نیست ہے اس صورت مین شعر کے یہ معنے ہونگے کہ بلا ترک وجود انکشاف حقیقت ہرگز نہین ہو سکتا۔ کیونکہ اہل ظاہر کا بدن حقیقی روح سے اور روح اُنکے بدن سے واقف ہی نہین ہے۔ یا اسلیئے کہ گرفتاران ہستی موہوم کی روحین

کثافت ظلمت مین بمنزلہ بدن ہین اس لحاظ سے گویا روح اُنکے بدنون سے متعلق ہی نہین ہوئی۔ وہ بالکل بیجان اور مُردہ کے مانند ہین اور یہ بات بہت ٹھیک ہے کہ جو لوگ خدا سے غافل ہین وہ مردہ ہین۔

پیش آمدن نقیبان و دربانان خلیفہ از بہر اکرام اعرابی و پذیرفتن ہدیہ او

ترجمہ بادشاہ کے نقیبون اور دربانون کا اعرابی کی تعظیم و استقبال کے لیئے آنا اور اُسکا ہدیہ قبول کرنا

شرح اسکا باطنی مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ رسول اور خلفاء رسول کی وساطت سے مومنین کے تھوڑے تھوڑے سے نیک عملون کو جو ہدیۂ فقیر کے مانند ہین قبول فرما کر اُنکے بدلے مین بڑے بڑے ثواب اور درجات عنایت فرماتا ہے۔ اور یہ صرف اُسکا احسان اور محض کرم ہے کہ ایسے ناچیز ہدیہ کو قبول کر لیتا ہے۔

آن عرابی از بیابان بعید	بر در دار الخلافت چون رسید
ترجمہ کر کے طے جنگل وہ مرد پارسا	شاہ کے دار الخلافت مین گیا
پس نقیبان پیش اعرابی شدند	بس گلاب لطف بر رویش زدند
ترجمہ سامنے آئے نقیب اُسکے شتاب	اور چھڑکا مہربانی سے گلاب

شرح یہ دونو شعر قطعہ بند ہین یعنے اعرابی درویش سفر دراز طے کر کے جب دار الخلافہ بغداد مین پہنچا تو بادشاہ کے نقیب استقبال کے لیئے آئے اور حسب رسم اہل فارس اُسکے چہرہ پر گلاب چھڑکا یعنے نہایت مہربانی سے پیش آئے بعض نسخون مین جیبش زدند ہے جیب یعنے گریبان ہے شاید مسافر کے گریبان پر گلاب پاشی اہل بغداد کا دستور ہوگا۔ باطنی مطلب یہ ہے کہ سالک جب واصل بحق ہو جاتا ہے تو خدا کے مقرب اُسکا استقبال کرتے ہین اور جب وہ متوجہ ذات ہوتا ہے تو تجلی صفات اُسپر متوجہ ہوتی ہے اور مقربان حضرت خداوندی الطاف الٰہی کو اُسپر نثار کرتے ہین نقیب لغت مین معرّف یعنے چوبدار کو کہتے ہین جو مقرب سلاطین ہوتا ہے

حاجت او فہم شان شد بے مقال	کار ایشان بد عطا پیش از سوال
ترجمہ اُنکی حاجت جان لیئے بے قیل و قال	کام اُنکا تھا عطا قبل از سوال
پس بدو گفتند یا وجہ العرب	از کجائی چونی از راہ و تعب
ترجمہ اور پھر بولے کہ یا وجہ العرب	کیئے حال راہ احوال تعب

شرح یعنے نقیبون نے از راہ حسن اخلاق اعرابی کی مزاج پرسی کی اور یہ کہا کہ اے شریف عرب تو کہانکا رہنے والا ہے اور کہان سے آیا ہے اور سفر مین تیری حالت کیسی رہی شاید تو نے رستے مین تکلیف اُٹھائی ہوگی۔

گفت وجہم گر مرا وجہے دہید	بے وجوہم چون پس پشتم نہید
ترجمہ بولا وہ ہون اوجہ عزت دو اگر	ورنہ مین ہون خوار عالم سر بسر

شرح یعنے اعرابی درویش نے نقیبون سے کہا کہ مین اُسی حالت مین شریف عرب ہو سکتا ہون کہ تم مجھے

آبرو دو یعنے سبوسے آب کو بادشاہ تک پہنچادو۔ اور اگر پس پشت پھینکدو یعنے میرے حال پہ توجہ نہ کرو تو مین سراپا بے آبرو ہون۔ ذلیل ہون۔ اس بارگاہ سے محروم ہوکر چلا جاؤنگا۔

اے کہ در رو تان نشان مہتری ست — فرتان خوشتر ز زر جعفری ست

ترجمہ ہے عیان تم مین نشان مہتری — ہے تمہاری دید زرِّ جعفری

شرح اعرابی کہتاہے کہ اے نقیبو تمہارے چہرون مین بزرگی وسعادت کے آثار پائے جاتے ہین اور تمہارے پیشانیون کا نور میرے نزدیک خالص سونے سے زیادہ محبوب ہے۔ فر بمعنے شان وشوکت ونور وپرتو ہے یہان پچھلے معنے مراد ہین۔ یعنے تمہارے چہرے کا پرتو نہایت جلوہ گر ہے۔

اے کہ یک دیدار تان دیدارہا — اے نثار دید تان دینارہا

ترجمہ کیا مبارک آپ کے دیدار ہین — جن پہ صدقے درہم و دینار ہین

شرح یعنے اے نقیبو تمہارے نورانی چہرون اور اخلاق مین ایسی کشش ہے کہ تمہین جو شخص ایکبار دیکھہ لیتا ہے وہ ہزار بار دیکھنے کا مشتاق ہوجاتا ہے یا یہ معنے ہین کہ تمہین ایکبار دیکھہ لینا ایسا ہے جیسا کسی نے بشمار آدمیون کو دیکھہ لیا۔ کیونکہ تم مین کا ہر شخص عالم اکبر او مجمع صفات کثیرہ ہے تمہاری دولت دیدار پر ہزارہا دینار نثار کردینے چاہئین۔ دینار تمہاری دولت دیدار کے سامنے بالکل بے قدر چیز ہین۔

اے ہمہ ینظر بنور اللہ شدہ — از پئے بخشش آمدہ

ترجمہ سب کے سب ہو ناظران نور رب — اور بخشش کے لیئے آئے ہو سب

شرح یعنے اے نقیبو تم خدا کے نور سے دیکھتے ہو اور بادشاہ کے پاس سے لوگون پر بخشش کے لیئے آئے ہو

تا زنید آن کیمیاہائے نظر — بر سر مسہائے اشخاص بشر

ترجمہ کیمیا سے بڑھ کے ہے سب کی نظر — جس سے کندن بنگیا جسم بشر

شرح یعنے اے نقیبو تم اسلیئے آئے ہو کہ اپنی نظر کیمیا اثر سے اجسام بشر کے تانبے کو کندن بنادو یعنے صفات بشریت کو صفات ملکوتیت سے بدلدو۔ اشخاص بمعنے اجسام یا افراد ہے۔ اور ان اشعار سے صاف ظاہر ہے کہ معنوی طور پر نقیبون سے انبیا و اولیا مراد ہین جو مقربان بارگاہ آلہی ہین اور جنکی نظر کیمیا کا اثر رکھتی ہے

من غریبم از بیابان آمدم — بر امید لطف سلطان آمدم

ترجمہ آیا ہون طے کرکے مین راہ بعید — لائی ہے الطاف سلطان کی اُمید

شرح اعرابی کہتاہے کہ مین مسافر ہون اور لطف بادشاہ کی اُمید پر بہت دور سے آیا ہون میری حالت قابل رحم ہے۔ تم میری مدد کرو اور میرے تحفہ کو بادشاہ تک پہنچادو۔

بوئے لطف او بیابانہا گرفت ذرہ ہائے ریگ ہم جانہا گرفت

ترجمہ تا بیابان لطف اُسکا عام ہے ذرہ ذرہ شاہد انعام ہے

شرح یعنے بادشاہ کے لطف و احسان کی خوشبو جنگلون تک پہیلگئی ہے یعنے اُسکا لطف عام ہے اور ریت کے ذرّون نے جانین حاصل کرلی ہین۔ یعنے اُسکے لطف نے جمادات مین اضافی روح ڈالدی ہے پہر افسوس کہ جسمین حقیقی روح موجود ہو وہ لطف و کرم سے محروم رہے مطلب یہ کہ سب پر اس بادشاہ کا لطف و کرم عام ہے۔

تا بدینجا بہر دینار آمدم چون رسیدم مست دیدار آمدم

ترجمہ مجکو کہینچا تہا یہان دینار سے مست لیکن کردیا دیدار نے

شرح اعرابی کہتا ہے کہ اے نقیب مین مال و زر حاصل کرنے کے لیئے آیا تہا لیکن جب یہان پہنچا تو تمہارے دیدار کی شراب سے مست ہوکر مال و زر وغیرہ سب چیز کو بہول گیا اسیطرح سالک جنت و حور و قصور کے لیئے نیک عمل کیا کرتا ہے لیکن حالت وصال مین مست دیدار الٰہی ہوکر ماسوے اللہ کو بالکل بہول جاتا ہے

بہر نان شخصے سوئے نانوا دوید داد جان چون حسن نانوا را بدید

ترجمہ نان بائی تک گیا اک بہر نان دیدی اُسکی صورت زیبا پہ جان

شرح اعرابی کہتا ہے کہ میری ایسی مثال ہے جیسا کہ کوئی شخص روٹی کے لیے نان بائی کی طرف دوڑا لیکن نان بائی کا حسن دیکہکر اپنی جان دیدی اور روٹی کو بہول گیا۔ نانوا و نانبا۔ بمعنے خبّاز و نانبائی ہے

بہر فرجہ شد یکے تا گلستان فرجۂ او شد جمال باغبان

ترجمہ سیر کرنے اک گیا تا گلستان ہوگیا محو جمال باغبان

شرح یعنے میری ایسی مثال ہے کہ ایک شخص سیر و تفریح کے لیئے باغمین گیا لیکن باغبان کے حسن و جمال کی تفریح کے مقابلہ مین گل و بلبل سب کو بہول گیا بعض نسخون مین فرجہ بجیم منقوطہ بمعنے تفرج ہے۔

ہمچو اعرابی کہ آب از چہ کشید آبِ حیوان از رخ یوسف چشید

ترجمہ جسطرح اک شخص پانی کو گیا آبِ حیوان از رخ یوسف ملا

شرح یعنے میری مثال اُس اعرابی (دیہقانی شخص) کی سی ہے جو پانی کہینچنے کنوین پر آیا اور اُسے مشاہدہ رخ یوسف کا آبِ حیوان ملگیا۔ حضرت یوسف کے کنوین مین گرنے اور نکلنے کا قصہ مشہور ہے۔

رفت موسے کآتشے آرد بدست آتشے دید او کہ از آتش برست

ترجمہ آگ کو موسے گئے دیکہی وہ شے جسکے آگے آگ بالکل خاک ہے

شرح یعنے حضرت موسے کوہ طور کے قریب آگ کی تلاش مین تہے مگر اس جستجو مین اُنہون نے ایسی آگ

(تجلی الٰہی) دیکھی کہ اس ظاہری آگ کو بھول گئے جسکی تلاش مین تھے کسی نے کیا اچھا کہا ہے ؎ خدا کی دین کا موسےٰ سے پوچھیئے احوال ؛ کہ آگ ڈھونڈھنے جائین پیمبری ملجائے ؛ یہ قصہ مختصر طور پہ اسطرح ہے کہ حضرت موسےٰ جب مصر سے بھاگ کر حضرت شعیب کے وطن (شہر مدین مین) جا رہے تو شعیبؑ نے اپنی صاحبزادی (صفورہ) سے انکا نکاح کر دیا۔ اور دس برس مدین مین رہکر موسےٰ مع اپنی اہلیہ کے پھر مصر کی جانب روانہ ہوے۔ اور وادی طور مین مقام کیا اُسدن اتفاقاً نہایت مینہ برسا اور بڑی سخت سردی پڑی۔ اور چونکہ حضرت صفورہ کی مدت وضع حمل تمام ہوگئی تھی اسلیئے دوزہ شروع ہوگیا۔ سردی سے بچنے کے لیے آگ کی ضرورت ہوئی حضرت موسےٰ اضطراب مین آگ ڈھونڈھنے نکلے اور وادی کوہ طور کی طرف نگاہ کی تو بائین جانب ایسی آگ نظر آئی جسمین دھوان نہ تھا۔ آپ اپنی اہلیہ کو تسلی دیکر اور سوکھی گھاس جمع کرکے آگ کے قریب گئے مگر آگ درخت پر چڑھ گئی۔ اور وہان سے آواز آئی کہ اے موسےٰ مین تیرا رب ہون چنانچہ حضرت موسےٰ کو تقویت سے پیغمبری ملگئی۔ اور پھر توریت ملی۔ اور آپ اولوالعزم اور بڑے مرتبہ کے رسول بنائے گئے۔

	جست عیسیٰ تا رہد از دشمنان	بردش آن جستن بچارم آسمان
ترجمہ	دشمنون سے بھاگ کر عیسیٰ بنی	آسمان پر جا رہے سن اے جنی

شرح یعنے حضرت عیسیٰ دشمنون سے نجات پانے کے لیئے بھاگے تھے مگر یہ بھاگنا گویا چوتھے آسمان پر تشریف لیجانے کا مقدمہ تھا جب یہود حضرت عیسیٰ کے قتل کے ارادہ سے آئے تو آپ ایک حجرہ مین داخل ہوگئے اور اللہ تعالےٰ نے اُنکو آسمان کی طرف اُٹھا لیا جب حجرہ توڑکر کچھ لوگ اندر داخل ہوے تو ایک شخص حضرت عیسیٰ کی شکل بن گیا۔ یہود نے اُسی کو سولی دیدی پھر یہ شک پڑا کہ اگر ہمنے عیسیٰ کو سولی دی ہے تو وہ شخص کہان گیا اور اگر اسکو قتل کیا ہے تو عیسیٰ کہان ہین۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ یہود نے حضرت عیسیٰ کو ہرگز قتل نہین کیا۔ اور نہ سولی دی۔ بلکہ خدا نے اُنہین اپنی طرف اُٹھا لیا ہے۔

	دام آدم دانۂ گندم شده	تا وجودش خوشۂ مردم شده
ترجمہ	دام آدم دانۂ گندم ہوا	اُنکا ہونا خوشۂ مردم ہوا

شرح یعنے حضرت آدم کو گو دانہ گندم نے وجود بشریت مین پھنسا لیا تھا۔ لیکن انجام کار اُنکا وجود خوشۂ مردم ہوگیا۔ یعنے اُنسے لاکھون انبیا اور اولیا پیدا ہوے۔ اگر حضرت آدم گیہون کھا کر جنت سے نہ نکلتے تو اسقدر انبیا و اولیا ہرگز پیدا نہوتے اعرابی کہتا ہے کہ مضمون اشعار بالا کے مطابق میرے سفر کی ابتدا تحصیل مال دنیوی پر مبنی تھی مگر انتہا مین مجھے معنوی خزانہ ہاتھ لگ گیا۔ فائدہ بہت سے کام ایسے ہوتے ہین کہ انکی ابتدا کچھ اور ہوتی ہے اور انتہا کچھ اور اسلیئے حدیث شریف مین ہے کہ العبرۃ بالخواتم یعنے ہر نیک و بد کا اعتبار اُسکے انجام پر ہے

	باز آید سوے دام از بہر خور	ساعدشہ یابد واقبال و فر
ترجمہ	باز بہر حرص آیا دام مین	بازوے شہ ملگیا انعام مین

شرح یعنے باز شکاری جانور ابتدا مین لقمہ کے لیئے جال مین پہنستا ہے مگر انتہا مین بادشاہون کے ہاتہہ پر بیٹہکر شان وشوکت اور اقبال مرتبہ حاصل کرلیتا ہے بعض نسخون مین ساعد شہ یابد او با صد خطر ہے لفظ خطر یعنے شوکت وعظمت ہے اسیطرح اعرابی تحصیل روزی کے نیت سے گیا تہا۔ مگر وہان پہنچکر مقبول بارگاہ سلطانی ہوگیا۔ اور اسے اسکی امید سے بہت زیادہ دولت وکامیابی حاصل ہوگئی

	طفل شد مکتب پے کسب ہنر	بر امید مرغ با لطف پدر
ترجمہ	طفل مکتب مین گیا بہر ہنر	لیگئی امید الطاف پدر

شرح لفظ بالطف پدر مکتب شد کے متعلق ہے۔ یعنے لڑکا باپ کی لطف وکرم سے اس امید پر کہ باپ مجہے کہیلنے یا دل بہلانے کے لیئے جانور (لال بلبل کبوتر وغیرہ) دلادیگا علم حاصل کرنے کے لیے مکتب یا مدرسہ مین چلاجاتا ہے۔ گو اسے مدرسہ کی قید اور استاد کی صورت بڑی معلوم ہوتی ہے مگر اسکا انجام اچہا ہوتا ہے جو آیندہ شعر مین مذکور ہے۔ یعنے وہی لڑکا پڑہ لکہکر ایک دن بڑا عہدہ دار اور صدر الصدور بنجاتا ہے

	پس ز مکتب آن یکے صدرے شدہ	ماہگانہ دادہ و بدرے شدہ
ترجمہ	رفتہ رفتہ مین گیا صدر جہان	ماہیانہ سے ہوا بدر جہان

شرح یعنے وہی لڑکا جو مکتب کو جیلخانہ سے بدتر سمجہتا تہا جب فارغ التحصیل ہوکر نکلتا ہے تو صدر نشین (یعنے حاکم) ہوجاتا ہے اور استاد کو دو چار آنے مہینا دیکر آسمان علوم کا ماہ کامل بنجاتا ہے۔

	آمدہ عباس حرب از بہر کین	بہر قمع احمد واستیز دین
ترجمہ	آئے تہے عباس بہر حرب وکین	تاکہ کہاڑین بیخ اسلام مبین

شرح حرب یعنے کارزار و دشمن جنگجو ہے۔ یہان دوسرے معنے مراد ہین یعنے حضرت عباس جو نہایت جنگجو تہے دین حق سے کینہ ظاہر کرنے اور رسولخدا کو اکہاڑ دینے کے لیے آئے تہے لیکن انجام کار خود اسلام لے آئے۔ انکا قصہ یہ ہے کہ عباس جنگ بدر مین کفار کے ہمراہ ہوکر لڑنے کے لیئے آئے۔ اور اہل اسلام کے ہاتہ اسیر ہوے جب انسے فدیہ مانگا گیا تو یہ کہا کہ میرے پاس کچہ نہین ہے رسولخدا نے فرمایا کہ تونے ام الفضل کو روانگی کے وقت تہیلی دی تہی عباس یہ سوچکر کہ اس راز کو بجز خدا کے اور کوئی نہین جانتا تہا رسول اللہ نے بیشک از راہ معجزہ خبر دی ہے۔ ایمان لے آئے۔ فائدہ ام الفضل حضرت عباسؓ کی اہلیہ کا نام تہا۔ اور عرب مین یہ دستور تہا کہ قیدیون کو کچہ بدلا لیکر چہوڑ دیا کرتے تہے فدیہ بدلے کو کہتے ہین۔

	گشت دین را تا قیامت پشت و رو	در خلافت او و فرزندان او
ترجمہ	دین کے لیکن ہو گئے پشت و پناہ	وہ اور اُنکی پشت سے نکلے جو شاہ

شرح پشت و رو بمعنے معین و پشت پناہ ہے اور لفظ در خلافت او گشت کا فاعل ہے یعنے حضرت عباس رض اپنی خلافت معنوی مین اور اُنکی اولاد کے لوگ اپنی خلافت صوری مین دین کے معاون تھے اور تا قیامت کے یہ معنے ہین کہ جب عباس رض کی اولاد کی خلافت صوری جاتی رہی تو معنوی قایم ہو گئی۔ اور یہ خلافت تا قیامت باقی رہیگی بعض نے قیامت سے واقعۂ کربلا مراد لیا ہے جو خلفائے عباسیہ کی زوال کا باعث ہوا۔ کیونکہ تغیر سلطنت بھی قیامت صغرے سے کم نہین ہوتا۔ بادشاہت بدلجانے کے موقع پر بڑی بڑی خونریزیان ہوتی ہین اور بہت سی جانین تلف ہو جاتی ہین

	آمدہ عمر بحرب مصطفے	تیغ در کف بستہ بس میثاق ہا
ترجمہ	بہر جنگ مصطفے آئے عمر	لیکے تلوار اور پیمان باندہ کر
	گشت اندر شرع امیر المومنین	پیشوا و مقتدائے اہل دین
ترجمہ	شرع مین ٹھہرے امیر المومنین	ہو گئے خود پیشوائے اہل دین

شرح یعنے حضرت عمر رض ابتدا مین کفار سے عہد و پیمان کرکے اور کمر مین تلوار باندہ کے رسول خدا صلعم سے لڑنے کیلیئے آئے اور آخرکار اسلام لا کر پیشوائے اہل دین اور خلیفۃ المسلمین و امیر المومنین ہو گئے آپ کی نسبت رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو حضرت عمر نبی ہوتے۔ مگر نبوت مجھپر ختم ہو گئی ہے۔ حضرت عمر کے اسلام لانے کا قصہ یہ ہے کہ اُنسے پہلے اُنکی بہن اور بہنوئی سعید بن زید ایمان لے آئے تھے ایک روز یہ دونو اپنے گھر مین سورۂ طاہا پڑہ رہے تھے یکایک عمر رض آگئے اور اپنے بہنوئی کو پکڑ لیا۔ اُنکی بہن نے چھڑانا چاہا عمر نے اُنکو مارا لیکن بعد مین نادم ہوئے اور یہ کہا کہ جو صحیفہ تم پڑہ رہے تھے مجکو دو بہن نے کہا کہ تم پہلے غسل کر لو اُسکو بلا طہارت مس نہین کرتے آپنے غسل کیا اور صحیفہ لیکر پڑہا اور یہ فرمایا کہ یہ نہایت اچھا کلام ہے خباب بن ارت جو اُنکی بہن کے مکان مین خوف عمر رض سے چھپے ہوئے تھے اُنکو مائل باسلام پاکر باہر نکل آئے۔ آپنے فرمایا کہ اے خباب مجھے رسول خدا کے پاس لیچل چنانچہ آپ خدمت رسول مین پہنچکر مشرف باسلام ہو گئے۔ اس واقعہ سے ایک دن پہلے رسولخدا نے یہ دعا کی تہی۔ الہٰی یا ابوجہل یا عمر بن الخطاب کے اسلام لانے سے اپنے دین حق کی تائید کر۔ چنانچہ یہ دعا حضرت عمر کے حق مین مستجاب ہو گئی۔

	آن علف کش سوئے ویرانہا شدہ	بیخبر بر گنج ناگہ بر زدہ
ترجمہ	ایک گھسیارہ جو جنگل مین گیا	ملگیا ناگاہ گنج بے بہا

شرح۔ اعرابی کہتا ہے کہ میری وہ مثل ہے کہ کوئی گھسیارہ ویرانہ مین گیا۔ اور ناگاہ اُسکا ہاتھ خزانہ پر جا پڑا

تشنہ آمد سوئے جوئے آب در ‎ ‎ دید اندر جوئے خود شمس و قمر

ترجمہ: تشنہ کام اک شخص آیا سوئے نہر ‎ ‎ ہوگئی دید قمر سے لہر بہر

شرح یعنے میری وہ مثل ہے کہ کوئی پیاسا صاف پانی سمجھکر نہر کی طرف آیا مگر پانی مین اُسے چاند سورج ملگئے جو پانی سے کہین زیادہ باآب وتاب تھے اور وہ اُنکے ملنے کی خوشی مین پانی کو بھول گیا۔ پہلے مصرع مین لفظ در زائد ہے۔ جوئے آب سے مقام حاجت اور شمس قمر سے مطلوب کا حاجت سے زیادہ ملجانا مراد ہے

من برین در طالب چیز آمدم ‎ ‎ صدر گشتم چون بدہلیز آمدم

ترجمہ: طالب دنیا تہا مین الغرض قدر ‎ ‎ بنگیا اس آستان پر آکے صدر

شرح اعرابی کہتا ہے کہ مین یہان طالب دنیا بنکر آیا تہا۔ لیکن بعنایات الٰہی مقرب بارگاہ سلطانی ہوگیا۔

آب آوردم بہ تحفہ بہر نان ‎ ‎ بوئے نانم برد تا صدر جنان

ترجمہ: تحفتاً لایا تہا پانی بہر نان ‎ ‎ جسکی بو نے کردیا صدر جنان

شرح صدر جنان (مسند جنت) سے صحبت عارفین مراد ہے یعنے مین اپنے اعمال کے قبول ہونے کی امید پر طالب جنت تہا لیکن جب اُسکے باب رحمت پر آیا تو مشاہدۂ جمال بے کیف نصیب ہوگیا۔ اور دنیا کے بدلے دولت دین ملگئی۔ گویا مجھے دنیا طلبی دین تک اور روٹیون کی خوشبو صدر مقام تک لیگئی۔

نان برون راند آدمی را از بہشت ‎ ‎ نان مرا اندر بہشتے در سرشت

ترجمہ: نکلے آدم خلد سے جس نان سے ‎ ‎ خلد مین پہنچا دیا اُسنے مجھے

شرح اعرابی کہتا ہے کہ جس گیہون نے آدمؑ کو بہشت سے نکالا تہا اسی نے مجھے بہشت مین داخل کردیا کیونکہ روٹی جسطرح خدا سے دور کردینے کا باعث ہے اسیطرح اُس سے قریب بھی کردیتی ہے جبکہ پیٹ مین جاکر قوت عبادت کا سبب بنجائے مطلب یہ کہ مین روٹی کا طالب تہا مگر اسکے بدلے مین مجھے معنوی روزی ملگئی

رستم از آب و زنان ہمچون ملک ‎ ‎ بے غرض گردم برین در چون فلک

ترجمہ: آب و نان سے دور ہون مثل ملک ‎ ‎ اب کرونگا رقص مانند فلک

شرح اعرابی کہتا ہے کہ مین بارگاہ سلطانی مین پہنچکر فرشتون کی طرح فکر آب و نان (تلاش معاش) سے بالکل فارغ ہوگیا ہون اور آیندہ سے بےفکر ہوکر بحالت مسرت مین فلک کی طرح رقص کرتا رہونگا معنوی مطلب یہ ہے کہ مین واصل قرب حق ہوکر متعلقات کونیہ اور قیود جسمانیہ سے بالکل آزاد ہوگیا ہون۔ اب مجھے نہ دنیوی دولت سے غرض ہے نہ لذائذ جنت سے بعض نسخون مین بے غرض گردم برین در چون فلک ہے یعنے مین باب محبت الٰہی پر بلاغرض حصول ثواب و عذاب ہمیشہ فلک کی طرح رقص کرتا رہونگا۔ فلک کی تشبیہ بےغرض گردش مین ہے

بلکہ گردش کی ہمیشگی مین ہے یعنے مین بحالت مسرت ہمیشہ آسمان کی طرح رقص کرتا رہونگا اور سفکیر ہوکر زندگانی کرونگا

بے غرض نبود بگردش در جہان	غیر جسم و غیر جان عاشقان
ترجمہ بے غرض ہین گردشین کسکی یہان	ماسوائے جسم و جان عاشقان

شرح یعنے سارے جہان مین کوئی شخص ایسا نہین جسکی نقل وحرکت بے غرضانہ اور بلانیت حصول فائدہ دنیوی یا اخروی صرف خدا کے لیئے ہو البتہ عاشقان الہی کی جسمانی اور روحی حرکتین محض خدا کے لیئے ہوتی ہین کیونکہ وہ فانی فی اللہ اور باقی باللہ ہین اسلیئے سوائے خدا کی اور کوئی چیز انکا مقصود دلی ہو ہی نہین سکتی۔

عاشقان کل نہ این عشاق جزو	ماند از کل آنکہ شد مشتاق جزو
ترجمہ عاشق کل کب ہوئے عشاق جز	دور ہین کل سے جو ہین مشتاق جز

شرح یعنے بیغرض حرکت اُن لوگون کی ہوتی ہے جو عاشقان کل (طالبان ذات الہی) ہین عاشقان جزو (مجازی عشاق) اس حرکت سے ناآشنا ہین بلکہ وہ غرض حظ نفس کے لیئے معشوقون کے کوچون مین چکر لگایا کرتے ہین۔ اور عاشق جزو ہوکر کل سے محروم ہین۔

دربیان آنکہ عاشق دنیا بر مثال عاشق دیوار یست کہ بر وے آفتاب تافتہ و او جہد نکرد تا فہم کند کہ این تاب و رونق از دیوار نیست از قرص آفتاب ست در آسمان چہارم۔ لاجرم کلی دل بر دیوار نہاد و چون پرتو آفتاب با آفتاب پیوست او محروم ماند۔ وَحِيلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُونَ

ترجمہ اس بات کا بیان کہ عاشق دنیا کی ایسی مثال ہے جیساکہ کوئی شخص اُس دیوار پر عاشق ہے جسپر سورج کی چمک پڑتی ہے لیکن وہ اتنا نہین سمجھتا کہ یہ چمک دیوار کی نہین بلکہ سورج کی ہے جو چوتھے آسمان مین ہے اُسنے اپنی کم فہمی کے باعث دیوار سے دل لگا لیا۔ مگر جب آفتاب کا عکس غروب کے وقت آفتاب سے جاملا تو دیوار کا عاشق محروم رہگیا۔ اور وہ آیت حیل بینہم وبین مایشتہون کمافعل باشیاعہم من قبل کا مصداق ہوگیا۔

شرح سورۂ سبا مین یہ آیت موجود ہے وَحِيلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُونَ كَمَا فُعِلَ بِأَشْيَاعِهِمْ مِنْ قَبْلُ یعنے قیامت کے دن کفار اور اُنکی خواہش ایمانی کے اور اُنکے معبودون یعنے بتون کی مابین جنکو وہ بڑی خواہش سے پوجتے تھے پردہ ڈالا جائے گا۔ یعنے محشر مین جب کفار علم مومنین کے درجون کو دیکھینگے تو ایمان کی خواہش کرینگے مگر اسوقت ایمان اور اُنکی خواہش ایمانی کے مابین پردہ ہوگا یعنے ایمان نہ لاسکینگے کیونکہ اسکا وقت نکلگیا ہے۔ یا یہ کہ محشر مین اُنکے بت اُنکی مدد نہ کرسکینگے۔ اسی طرح عاشقان دنیا مرنے کے بعد معلوم کرلینگے کہ دنیا کی خوبصورتی فقط اسلیئے تھی کہ اُسمین نور حق کا فیضان ہوتا رہتا ہے جبکہ یہ نور موت کے سبب اُنسے منقطع ہوجائیگا

تو پھر اندھیری گور سے دنیا میں آنے کی خواہش کرینگے تاکہ اصلی نور کو پہچان لیں۔ مگر پھر آنا غیر ممکن ہوگا۔ اُمتین اور اُنکی اُس خواہش مین دوری ہو جائیگی۔ یا معنے ہین کہ جسطرح غافل کے لیے دیوار حجاب بنی ہوئی ہے اور وہ نور شمس کو نور دیوار جانتا ہے۔ یہی حال اُس شخص کا ہے جسنے دنیا کے نقش و نگار سے دل لگا رکھا ہے جب آفتاب روح غروب ہو جائیگا تب معلوم ہوگا کہ کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ اور اس بات کا یقین کامل ہو جائیگا کہ پہلی حالت اُسکے اور مقصود اصلی کے مابین حائل اور دیوار بنی ہوئی تھی کہ اُسنے دنیا سے دل لگایا اور اُسکو فانی نسمجھا۔ انہی معنون کو مولانا آیندہ بیان فرماتے ہین۔

چونکہ جزوے عاشق جزوے شود — زود معشوقش بسوئے کُل رود

ترجمہ: ہو گیا جب جزو عاشق جزو کا — جزو فوراً جانب کُل جا رہا

شرح یعنے جب جزو کُل کو چھوڑکر کسی اپنے جیسے جزو کا عاشق ہوگا تو انجام کار پشیمانی اُٹھائیگا کیونکہ جزو کُل کی طرف رجوع ہوکر فانی ہو جائیگا۔ اور اسوقت عاشق جزو کے پاس بجز حسرت و یاس اور کچھ نہ رہیگا۔

ریش گاؤ و بندۂ غیر آمد او — غرقہ شد کف در ضعیفے درزد او

ترجمہ: سر بسر احمق ہے بندہ غیر کا — ڈوبتے کا گھاس سے کیا ہو بھلا

شرح یعنے عاشق جزو احمق اور بندۂ غیر اللہ ہے اور اُسکی مثال ایسی ہے جیسا کہ کوئی شخص ڈوبتے وقت کسی کمزور چیز کو ہاتھ مین تھام لے۔ لیکن ڈوبتے کو تنکے کا سہارا جان بچانے کے لیئے کافی نہین ہو سکتا بعض نسخون مین ضعیفے کی جگہ حشیشے ہے یعنے گھاس مطلب دونون نسخون کا ایک ہے۔

نیست حاکم تا کند اشیار او — کار خواجہ خود کند یا کار او

ترجمہ: وہ نہین حاکم کہ کچھ بخشے اُسے — خواجہ کی یا جزو کی خدمت کرے

شرح یعنے معشوق مجازی یا وہ چیز جس سے ڈوبنے والے نے مدد چاہی ہے بذاتہ حاکم یا کسی چیز پر قادر نہین ہے کہ اُسکی مدد کرے یا اُسے کچھ دیسکے بلکہ جسطرح ڈوبنے والا محکوم و عاجز ہے وہ شے بھی محکوم و نادار ہے اب فرماتے ہین کہ محکوم اپنے حاکم و خواجہ کا فرمان بجالائے یا اِس ڈوبنے والے کا مطلب یہ کہ عاشق مجازی کا معشوق مجازی خود محکوم حکم رب ہے جب اللہ تعالے اُسکو فنا کر دیگا تو یہ معشوق عاشق کا کہا نہ مانیگا کہ اپنے آپ کو فنا ہونے سے بچائے۔ بلکہ خواجہ کا حکم مانیگا اور عاشق کے پاس حسرت چھوڑ جائیگا اسیلئے عاشق مجازی کو چاہیئے کہ مجازی کو چھوڑکر عشق حقیقی اختیار کرے۔ اور ایسی معشوق کو چاہے جسکو فنا نہ

فاَزن بالفرع ہے این شد مثل — فاشرق الدّٰہ وبدین شد متصل

ترجمہ: کرتا بیکم سے ہے ضرب المثل — اور جیرا سوتی مثل ہے متصل

شرح عرب مین یہ مثل مشہور و منتقل از زبان زد خاص و عام ہے کہ اِذَا زَنَیْتَ فَازْنِ بِالْحُرَّۃِ وَاِنْ سَرَقْتَ فَاسْرِقِ الدُّرَّۃَ یعنے بجھے زنا کرنا ہو تو کسی بیگم یا خوبصورت عورت سے کر لونڈیون باندیون کی طرف نہ دیکھہ اور چوری کرتے ہو تو سچے موتی چرایا کر پیسے ٹکے کی چوری نہایت ذلیل بات ہے نکتہ اس ضرب المثل سے زنا اور چوری کی اجازت مراد نہین ہے۔ کیونکہ مثال اور مثل مین یہ فرق ہے کہ مثال مین ممثل اور ممثل بہ کی مساوات جمیع صفات مین شرط ہے مثلاً ہمنے زید کو شیر کے مانند کہا تو اس مثال کے یہ معنی ہین کہ زید اور شیر صفات شجاعت مین دونو برابر ہین۔ اور مثل مین یہ مساوات شرط نہین ہے۔ بلکہ اکثر ضرب المثلین از قبیل المحال ہوتے ہین۔ مطلب شعر یہ ہے کہ آدمی ہر کام مین اعلے درجہ کی چیز کو اختیار کرے اسیطرح عشق بہی اعلے درجہ کا اختیار کرنا چاہیئے جسکا نام حقیقی عشق ہے۔ اور جو تمام صفتون مین اعلے درجہ کی صفت ہے۔

	بندہ سوئے خواجہ شد او ماند زار	بوئے گل شد سوئے گل او ماند خار
ترجمہ	مر گیا معشوق اب عاشق ہے زار	بوئے گل جاتی رہی۔ باقی ہے خار

شرح یعنے عشق مجازی مین جب معشوق فنا ہو جاتا ہے تو عاشق محزون و مغموم اور زار زار ہو کر رہجاتا ہے جسطرح بوئے گل جب گل کی طرح چلی جاتی ہے تو بجز الم خار کے اور کچہ باقی نہین رہتا۔

	ہمچو آن ابلہ کہ تاب آفتاب	دید بر دیوار و حیران شد شتاب
ترجمہ	جسطرح احمق کوئی دیوار پر	سخت حیران ہو چمک کو دیکھکر
	عاشق دیوار شد کاین با ضیاست	بیخبر کاین عکس خورشید سماست
ترجمہ	اور عاشق اس سے ہو دیوار کا	اور نہ سمجھے عکس خورشید سما

شرح یعنے عاشق دنیا کی ایسی مثال ہے کہ جیسا کسی بیوقوت نے دیوار پر آفتاب کی چمک دیکھی اور دیوار کو پُر ضیا سمجھکر اسیر عاشق ہو گیا اور اُسکو یہ معلوم نہوا کہ یہ چمک خُرشید فلک کا عکس ہے۔ دیوار اپنی ذات مین چمک دمک نہین رکھتی۔ یہ دونو شعر قطعہ بند ہین۔ اور اسی لیے ملا کر لکھے گئے ہین۔

	چون باصل خویش پیوست آن ضیا	دید بر دیوار و حیران شد فنا
ترجمہ	لگئی جب اصل سے بالکل ضیا	عاشق دیوار حیران رہگیا
	او بماندہ دور از مطلوب خویش	سعی ضایع رنج باطل پائے ریش
ترجمہ	ہو گیا مطلوب سے وہ اپنے دور	رہگیا یہ رنج باطل سبکے شور

شرح یہ دونو شعر بہی قطعہ بند ہین یعنے جب آفتاب کی چمک اپنی اصل سے جا ملی۔ اور سورج چہپ گیا تو وہ بیوقوت نوجوان جو دیوار کا عاشق تہا اپنے مطلوب سے دور رہنے کے باعث حیران ہو گیا اور عشق

دیوار کے متعلق اسکی کوشش ضایع اور محبت میں محنت اٹھانی باطل اور دوڑ دھوپ سب بیکار ہوگئی اور بیانو مفت میں زخمی ہوئے۔ عاشقان دنیا کا بعینہ یہی حال ہے کہ انجام کار انکی محنت بالکل برباد جاتی ہے۔

ہمچو صیادے کہ گیرد سایۂ ‖ سایہ کے گردد ورا سرمایۂ

ترجمہ جیسے ہو صیاد کوئی سایہ گیر ‖ سایہ سے ہوتا ہے کب وہ مایہ گیر

شرح یعنے عاشق دنیا کی دوسری مثال یہ ہے کہ کوئی شکاری شکار کی جگہ اُسکے سایہ کو پکڑ لے یہ سایہ صیاد کے لیئے سرمایہ نفع پہنچانیوالی پونجی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ سایہ شکار کا کام نہیں دسکتا۔

سایۂ مرغے گرفتہ مرد سخت ‖ مرغ حیران گشتہ بر شاخ درخت

ترجمہ سایۂ طائر کو پکڑا اُس نے سخت ‖ اور اُس طائر نے لی راہِ درخت

شرح یعنے صیاد نے مرغ کے سایہ کو مضبوط پکڑ لیا مگر مرغ درخت کی ٹہنی پر بیٹھکر تعجب سے یہ کہنے لگا

کاین مدمغ بر کہ مے خندد عجب ‖ اینت باطل اینت پوسیدہ سبب

ترجمہ اور کہا ہنستا ہے یہ کیوں یا عجب ‖ ہے یہ باطل ہے یہ پوسیدہ سبب

شرح یعنے مرغ حیران ہوکر یہ کہتا ہے کہ یہ متکبر صیاد ہنستا کیوں ہے اگر سایے کا پکڑ لینا اسکے لیئے باعث خوشی ہے تو یہ سبب بالکل نامعقول اور نکما ہے کیونکہ سایہ کے شکار سے اُسکو کسیطرح کا فائدہ نہیں ہوسکتا

ور تو گوئی جزو پیوستہ کل است ‖ خار میخور خار مقرون گل است

ترجمہ گر کہے تو جزو کو ہے وصلِ کل ‖ کانٹے کہا جا۔ کانٹے ہیں مقرون گل

شرح مولانا قدس سرہ نے اس سے پہلے عشق جزو با جزو یعنے عشق مجازی و عشق متعین با متعین کو مذموم کہا ہے اسپر معترض یہ کہتا ہے کہ جزو بھی تو کل کے ساتھ متصل ہے کیونکہ ہر متعین مظہر اوصاف الٰہی ہے پھر عشق جزو مذموم کیوں ہونے لگا اسکا جواب دوسرے مصرع میں ہے یعنے اے معترض اگر تیرے نزدیک عشق جزو گویا عشق کل ہے تو دیکھہ کانٹا پھول کا جزو اور اُس سے پیوستہ ہے۔ پھر کیا معنے کہ تو پھول کو کھاتا ہے اور کانٹے کو نہیں کھاتا اور کانٹے سے وہ کام نہیں لیتا جو پھول سے لیتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کل اور جزو میں تیرے نزدیک بھی کچھہ نہ کچھہ فرق اور امتیاز ضرور ہے اور یہی ہمارا مقصود تھا۔

جزو یک رو نیست پیوستہ بکل ‖ ورنہ خود باطل شدی بعث رسل

ترجمہ اک سبب سے جز نہیں مقرون کل ‖ ورنہ ہو جاتا عبث بعثِ رسل

شرح لفظ یکرو بمعنے یک وجہ ہے یعنے جزو ایک وجہ سے کل کے ساتھ پیوستہ نہیں ہے اور وہ وجہ جزو کے امکانیت اور بشریت اور متعین ہونے کی ہے، گو دوسری وجہ سے پیوستہ ہے اور یہ وجہ

مظہریت یعنے تعینات کے مظہر الٰہی ہونے کی ہے مطلب یہ کہ جزو بھمہ وجوہ کل سے پیوستہ نہین ہے اگر بھمہ وجوہ پیوستہ ہوتا تو رسولون کا آنا نعوذ باللہ باطل ہٹہرتا۔ کیونکہ جس حالت مین کہ ہر شخص واصل الٰہی ہوتا تو رسولون کے آنے کی ضرورت ہرگز نہ رہتی۔

چون رسولان از پے پیوستن آمد	پس چہ پیوندشان چون یکتن اند
ترجمہ: ہین ملانے کے لیئے جبارسے رسول	اور ملانا واصلون کا ہے فضول

شرح یہ گزشتہ شعر کی دلیل ہے یعنے اگر یہ فرض کرلیا جائے کہ جزو۔ اپنے کل سے بھمہ وجوہ پیوستہ ہین تو رسولون کا آنا باطل ٹہرتا ہے اسلیئے کہ رسول لوگون کو واصل بحق کرنے کے لیئے تشریف لائے ہین اور جبکہ جزو اپنے کل سے خود ہی پیوستہ فرض کرلیئے گئے ہین تو ملے ہوونکا ملانا فعل عبث ٹہرتا ہے حالانکہ خدا کا کوئی فعل عبث نہین ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ جزو کلی طور پر کل سے پیوستہ نہین ہین۔

این سخن پایان ندارد اے غلام	روز بیگہ شد حکایت کن تمام
ترجمہ: یہ سخن بے انتہا ہے لا کلام	ہوچکا ہے وقت قصہ کر تمام

سپردن عرب ہدیہ را یعنی سبو را بغلامان خلیفہ و شرح آن

ترجمہ: اعرابی درویش کا اپنے تحفے (سبوے آب) کو غلامان خلیفۂ بغداد کے سپرد کرنا اور اُسکا حال

با نقیبان حال خود را آن عرب	چون بگفت و دید ہنگام طلب
ترجمہ: اُس عرب نے نوکرون سے اپنا حال	کہہ دیا دیکھا جو ہنگام سوال
آن سبوے آب را در پیش داشت	تخم خدمت را دران حضرت بکاشت
ترجمہ: تہا سبوے آب جو زیر بغل	آگے رکہا بنا کر حسن عمل

شرح دونو شعر قطعہ بند ہین یعنے جبکہ اعرابی درویش نے نقیبون سے اپنا حال کہدیا اور قرینہ سے یہ بات معلوم کرلی کہ مانگنے کا وقت اور سوال کا موقع بہی ہے تو اُس سبوے آب کو خدمت سلطانی مین پیش کردیا۔ کیونکہ جو شخص موقع پر چوک جاتا ہے وہ ضرور ناکامیاب رہتا ہے۔

گفت این ہدیہ بران سلطان برید	سائل شہ را ز حاجت وا خرید
ترجمہ: اور کہا لیجاؤ اُس سلطان کے پاس	دو مدد سائل کو تم اے خوش اساس

شرح یعنے اعرابی نے نقیبون سے یہ کہا کہ اس تحفہ کو بادشاہ کی خدمت مین لیجاؤ اور سائل بارگاہ سلطانی کو یعنے مجھے قید حاجت سے نجات دلواؤ اور اپنے احسان و کرم کے بدلے مین خرید لو۔ مرہون منت بنالو۔ کسے را از حاجت واخریدن فارسی محاورہ ہے یعنے کیسکی حاجت برآری کرنی اور سوال پورا کردینا۔

آب شیرین و سبوئے سبز و نو | زاب بارانے کہ جمع آمد بہ گو

ترجمہ: آب شیرین ہے نئی ہے یہ سبو | ہنہ کا پانی اسمین ہے اے نیک خو

شرح: گو بفتح کاف فارسی بمعنے مغاک یعنے جنگل کا وہ گڑہا جسمین مینہ کا پانی جمع ہو جاتا ہے اعرابی کہتا ہے کہ یہ شیرین پانی ہے اور نئی سبز ٹھلیا ہے۔ اور اسمین آب باران ہے جو گڑہے مین جمع ہو گیا تہا نکتہ اسمین یہ نکتہ ہے کہ جب اسنے بیابان ریاضت کو قطع کر کے اپنے سبوئے وجود کو آب محبت الٰہی سے بہر لیا جو صحرائے مجاہدات سے حاصل ہوا تہا تو اسکو بلا عیب جانا اور یہ گمان کیا کہ ایسا پانی نایاب ہے اسیلئے خادمان سلطان کے آگے پیش کر دیا۔

خندہ مے آمد نقیبان را ازان | لیک بپذرفتند آن را ہمچو جان

ترجمہ: آئے اس کہنے پہ ہنستے تہے رسول | مثل جان لیکن کیا اسکو قبول

شرح: نقیبون کو اعرابی کے ہدیہ پیش کرنے سے ہنسی آتی تہی۔ کیونکہ انہون نے قرینہ سے معلوم کر لیا تہا کہ اعرابی نے خلیفہ کے انجیات اور فرات عنایات کو نہین دیکہا اور یہ خیال نہین کیا کہ گڑہے کا پانی آب جاری کا مقابل نہین ہو سکتا لیکن با اینہمہ حسن اخلاق کے باعث اسکے ہدیہ کو قبول کر لیا۔

زانکہ لطف شاہ خوب باخبر | کردہ بود اندر ہمہ ارکان اثر

ترجمہ: کیونکہ لطف بادشاہ باخبر | کر چکا تہا سب نقیبون مین اثر

شرح: یعنے اس حقیر ہدیہ کے قبول کرنے کی وجہ یہ تہی کہ نیک سیرت اور باخبر بادشاہ کے الطاف اور حسن اخلاق نے ان تمام ارکان سلطنت اور خادمان بارگاہ کے دلون مین نیک اثر ڈال رکہا تہا۔ نوکر آقا کی حالت کا عکس ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ اسکی تمثیلین آیندہ شعرون مین موجود ہین۔

خوئے شاہان در رعیت جا کند | چرخ اخضر خاک را اخضرا کند

ترجمہ: خوئے شہ ہوتی ہے سب مین جاگزین | آسمان سے سبز ہوتی ہے زمین

شرح: یعنے بادشاہون کی خصلت رعایا مین ضرور جاگزین ہو جاتی ہے اسیلئے حدیث مین آیا ہے کہ النّاس علٰی دِینِ مُلُوکِہِم (آدمی اپنے بادشاہون کے دین پر ہوا کرتے ہین) چونکہ آسمان زمین کے لیئے بمنزلہ بادشاہ ہے اسیلئے اپنی سبزی کے اثر سے اسے بہی سرسبز کر دیتا ہے۔

شہ چو حوضے دان حشم چون لولہا | آب از لولہ رود در گولہا

ترجمہ: حوض ہے شہ اور حشم ہین ٹونٹیان | ٹونٹیون سے آب ہوتا ہے روان

شرح: گولہا جمع گول بمعنے مغاک۔ یعنے جنگل کا وہ گڑہا جسمین پانی جمع ہو جاتا ہے۔ یعنے بادشاہ پانی کے حوض

کی اور ارکان دولت ٹونٹیون کی مانند ہین پانی حوض کی ٹونٹیون مین سے گڑہون مین جا یا کرتا ہے اسیطرح حسن اخلاق کا صاف پانی بادشاہون سے ارکان سلطنت کو اور ارکان سے رعایا کو ملتا ہے یہ شعر مضمون شعر گزشتہ کی دلیل ہے یعنے جیسا بادشاہ ہوتا ہے ویسے ارکان دولت ہوتے ہین۔ اور ارکان کا اثر رعایا پر پڑتا ہے

	چونکہ آب جملہ از حوضیست پاک	ہر یکے آبے دہد خوش ذوقناک	
ترجمہ	چونکہ ان سب کا ہے منبع حوض پاک	اسلیئے ہے سب کا پانی ذوق ناک	

شرح یعنے چونکہ بادشاہ اور ارکان دولت کا پانی ایک ہی پاک حوض (فیضان کرم ولطف الٰہی) سے آتا ہے اسلیئے شیرین اور بامزہ ہے۔ اور اس سے ہر ایک کو فیض پہنچتا ہے کوئی پیاسا محروم نہین جاتا۔

	ور دران حوض آب شورست وپلید	ہر یکے لولہ ہمان آرد پدید	
ترجمہ	اور جو اسکا آب ہے شور و پلید	ٹونٹیون سے بہی وہی ہوگا پدید	

شرح یعنے اگر حوض مین کہاری یا ناپاک پانی ہے تو ٹونٹیون مین سے بہی ناپاک ہی نکلیگا۔ مطلب یہ کہ اگر بادشاہ خود بدخلق اور تند خو ہے تو اُسکے ارکان اور رعایا کے لوگ بہی ضرور بد مزاج اور بد خصلت ہونگے۔ الغرض نیکی بدی مین بادشاہ کا اثر ارکان و رعایا پر ضرور پڑتا ہے۔

	زانکہ پیوستست ہر لولہ بحوض	خوض کن در معنے این حرف خوض	
ترجمہ	کیونکہ ہر ٹونٹی ملی ہے حوض سے	خوض سے اس حرف کو سن خوض سے	

شرح یعنے ٹونٹیون مین سے ناپاک پانی نکلنے کی یہ وجہ ہے کہ ہر ٹونٹی حوض سے اتصال رکہتی ہی اور اُس سے ملی ہوئی ہے بس تو جیسا حوض کا پانی ویسا ٹونٹی کا۔ اے شخص تو اس حوض کی تشبیہ مین نہایت خوض کرکے راز مخفی کو سمجہ۔ وہ یہ ہے کہ پچہلے شعر مین جس بادشاہ کو حوض سے تشبیہ دیگئی ہے وہ دل ہے اور خدام جنکو ٹونٹیون سے تشبیہ دیگئی ہے وہ جوارح اور اعضا ہین۔ اگر دل مین صلاحیت ہے تو اعضا سے بہی اعمال صالح صادر ہونگے اور اگر دل بگڑا ہوا ہے تو اعمال بہی خراب ہونگے۔ چنانچہ حدیث مین آیا ہے کہ بدن مین ایک گوشت کا ٹکڑا ہے جب وہ صلاحیت پر آجاتا ہے تو تمام بدن صلاحیت پر آجاتا ہے اور جب وہ بگڑ جاتا ہے تو تمام بدن بگڑ جاتا ہے۔ یا خوض کرنے کے قابل راز مخفی یہ ہے کہ حوض اسمائے الٰہی ہین اور اُن کا ہر مظہر ٹونٹے کے مانند ہے اگر کسی مظہر مین اسم لطیف یا محسن یا حلیم یا ہادی کا ظہور ہے تو مظہر بہی ایسا ہی ہوگا۔ اور اگر ضار یا مضل کا ظہور ہے تو مظہر بہی ویسا ہی ہوگا۔ خوض سے انہی معنون کی طرف اشارہ ہے۔ یعنے اینجا طلب اسباب کو غور کرکے سمجہ لے کہ تمام مظاہر مین تاثیر اسمائے الٰہی موجود ہے۔

	لطف شاهنشاهِ جان بی‌وطن	چون اثر کرد ست بین در کل تن
ترجمہ	دیکھ لے تو تن مین روح بے وطن	ہو گئی ہے حاکم جملہ بدن

شرح یہ مضمون سابق کی تمثیل ہے۔ اور جان بے وطن سے روح مراد ہے جسکا وطن اصلی بدن نہین ہے لیکن اسنے تمام بدن مین اپنا اثر کر رکھا ہے (مثلاً سلاست نطق اور قوت سمع اور حدت بصر اور جودت رفتار اور شدت بطش اور استقامت حرکات سب روح کے اثر اور اسکے حکومت کے باعث ہین اسیطرح کل رعایا مین بادشاہ کا اثر ہوا کرتا ہے رعایا نیکی بدی مین ویسی ہی ہوتی ہے جیسا کہ بادشاہ ہوتا ہے۔

	لطف عقل خوش نهاد و خوش نسب	چون همه تن را در آرد در ادب
ترجمہ	لطف عقل خوش صفات و نیکذات	تن کو دیتی ہے ادب سے خوش صفات

شرح یعنے عقل خوش نہاد (مبارک و نیک) اور خوش نسب (مقبول الٰہی) سے تمام بدن کو حالت ادب اور سنجیدگی مین لے آتی ہے۔ یعنے ایمان و حیا و طاعات اور جمیع آداب جو انسان مین پائے جاتے ہین عقل کے کل آثار عقل ہین یہ اسی گزشتہ مضمون کی دوسری مثال ہے۔

	عشق شنگ بیقرار و بی‌سکون	چون همه تن را در آرد در جنون
ترجمہ	سچ ہے عشق بیقرار و بے سکون	تن مین آکر بخشتا ہے جنون

شرح عشق بمعنے معشوق ہے یعنے معشوق شوخ و شنگ و مطبوع و بیقرار و ہرجائی عاشق کو مجنون بنا دیتا ہے۔ نیز ممکن ہے کہ شنگ و بیقرار عشق کی صفت ہو یعنے عشق کہ مطبوع عاشقان الٰہی اور انکو بیقرار و بے سکون کرنیوالا ہے دیوانہ کر دیتا ہے مطلب یہ کہ جسطرح عشق زبردست مؤثر ہے اور عاشق متاثر اسیطرح بادشاہ کے اخلاق اثر ڈالنے والے ہین اور رعایا کے اخلاق اسکا اثر قبول کرنیوالے یہی مضمون گزشتہ کی تمثیلین بیان ہو رہی ہین لفظ شنگ کو لفظ معشوق محذوف کی صفت مانا جائے تو یہی معنے درست ہین

	لطف آب بحر کو چون کوثر ست	سنگریزه اش جمله در و گوهر ست
ترجمہ	لطف آب بحر ہے کوثر نمط	سنگریزے اسکے ہین گوہر نمط

شرح یعنے آب دریائے شیرین کا یہ اثر ہے کہ اسکے تمام سنگریزے بھی در و گوہر ہین۔ اور یہ اثر پانی کی شیرینی کا ہے کہ سنگریزون کو گوہر بنا دیتا ہے یہان دریا سے مرشد کامل اور آب بحر سے اسکے کمالات مراد ہین جو سنگریزون یعنے اہل دنیا کو بھی گوہر معانی بنا دیتے ہین۔

	هر هنر کاستا بدان معروف شد	جان شاگردان بدان موصوف شد
ترجمہ	جو ہنر رکھتا ہے کامل اوستاد	اچھے شاگردون کو ہوجاتا ہے یاد

شرح یعنے جس ہنر کے ساتھ اُستاد مشہور ہوتا ہے شاگرد بھی اُسکے ساتھ موصوف ہوجاتے ہین۔ یہ صحبت واخلاق کا اثر ہے بلکہ شاگردونکو اُستادی کا مرتبہ ملجاتا ہے اور وہ خود اُستادِ کامل ہوجاتے ہین

پیش استاد اصولی ہم اصول	خواند آن شاگرد چیست با حصول
ترجمہ یعنے ہو جو واقف علم اصول	اُسکے شاگردون کو ہوتا ہے حصول

شرح یعنے اگر کوئی اُستاد علم اصول حدیث یا اصول فقہ سے ماہر ہے تو اُسکا ذہین اور ہوشیار شاگرد جسکو حصول علم کا شوق ہوگا ضرور علم اصول کو حاصل کرلیگا۔ اور اُستاد کی طرح اصولی بنجائیگا۔

پیش اُستاد فقیہ آن فقہ خوان	فقہ خواند نے اصول و نے بیان
ترجمہ فقہ دان سے پڑھتے ہین سب فقہ خوان	پڑھ نہین سکتا کوئی علم بیان

شرح یعنے اگر اُستاد علم اصول سے واقف نہین بلکہ علم فقہ کا ماہر ہے تو شاگرد اُس سے علم فقہ ہی حاصل کرسکتا ہے علم اصول اور علم بیان کی تحصیل نہین کرسکتا۔ کیونکہ اُستاد خود ہی اِن علمون سے ماہر نہین ہے

پیش اُستادے کہ او نحوی بود	جان شاگردش ازان نحوی شود
ترجمہ اور جو اُستاد سے پڑھتا ہے نحو	نحو مین شاگرد ہوجاتا ہے محو

شرح یعنے ایسے استاد کی تعلیم سے جو علم نحو کا ماہر ہو شاگرد نحوی ہوسکتا ہے اصولی یا فقیہ نہین بن سکتا

نکتہ ان تمام اشعار مین اسی مضمون کی تمثیلین ہین کہ جیسا بادشاہ ہوتا ہے ویسی ہی رعایا ہوجاتی ہے۔

باز اُستادے کہ آن محو رہ ست	جان شاگردش ازان محو شہ ست
ترجمہ لیک وہ کامل کہ ہے جو محو راہ	ہوتے ہین شاگرد اُسکے محو شاہ

شرح یعنے ایمخاطب یہ تو تونے سمجھ لیا کہ ظاہری علوم کے اُستاد سے شاگرد کو ظاہری علوم ہی حاصل ہوسکتے ہین مگر اسکے بعد یہ بھی سمجھ لے کہ وہ استاد کہ محو راہِ عشق حقیقی اور فانی فی اللہ ہے وہ اپنے شاگرد کو بھی محو شہنشاہ حقیقی کردیتا ہے۔ کیونکہ شاگرد اُس علم سے ضرور ماہر ہوسکتے ہین جسکے اُنکا اُستاد ماہر ہے۔

زین ہمہ انواع دانش روز مرگ	دانش فقرست ساز راہ و برگ
ترجمہ علم ہون سارے و لیکن روز مرگ	علم درویشی ہے بنتیک ساز و برگ

شرح یعنے مرنے کے دن علم فقر اور علم محوِ ذات ہی توشہ عقبے ہوگا دیگر علوم ہرگز کام نہ آئینگے کیونکہ جابر رضہ سے یہ حدیث منقول ہے کہ اَلعِلمُ عِلمَانِ عِلمٌ فِی القَلبِ فَذٰلِکَ العِلمُ النَّافِعُ وَعِلمٌ عَلَی اللِّسَانِ فَذٰلِکَ حُجَّۃٌ عَلٰی ابنِ آدَم یعنے علم دو طرح کے ہین ایک علم باطنی اور دوسرا علم زبانی یعنے ظاہری۔ پہلا علم نفع رسان ہے اور دوسرا خود آدمی پر حجت اور باعث نقصان آخرت ہے۔ کیونکہ علوم ظاہری بلا عمل کسی کام کے نہین ہوتے۔

پس علم صرف و نحو اصلاح کلام کا آلہ ہے اور فقہ و اصول جواز عمل اور عدم جواز کی تعلیم کرتا ہے وہ شخص جو حدیث فقہ پڑھ کر عمل نہ کرے کسی کام کا نہین حضرت علیؑ کا قول ہے العلم نقطۃ کثرہا الجاہلون یعنے علم ایک نقطہ ہے جسکو جاہلون نے بڑہا دیا ہے اس سے علم وحدت مراد ہے۔ کیونکہ وحدت منافی کثرت ہے۔ اور اللہ تعالے ادراک عقول سے منزہ ہے اور الفاظ و حروف سے اُسکی معرفت حاصل نہین ہو سکتی۔ کیونکہ یہ سب حادث ہین قدیم حادث سے ہرگز نہین پہچانا جاتا علم محو اور فنائے ذات حق چونکہ قیل و قال اور نزاع و جدال سے پاک ہے اسلیئے اس سے معرفت حاصل ہو سکتی ہے اور یہی علم بعد مرگ کام آئیگا۔

ماجرائے مرد نحوی در کشتی با کشتیبان و جواب دادن او

ترجمہ: ایک عالم نحو کی حکایت کشتی مین کشتیبان کے ساتھ اور کشتیبان کا جواب

آن یکے نحوی بکشتی در نشست ۔۔۔ رو بکشتیبان نمود آن خود پرست

ترجمہ: ہو گیا کشتی مین اک نحوی سوار ۔۔۔ اور کشتیبان سے بولا بد شعار

گفت ہیچ از نحو خواندی گفت لا ۔۔۔ گفت نیم عمر تو شد در فنا

ترجمہ: کچھ پڑھی ہے نحو؟ وہ بولا نہین ۔۔۔ بولا آدہی عمر کہو دی بالیقین

شرح: یعنے ایک علم نحو جاننے والا عالم جو خود پرست (اپنے علم پر متکبر) تھا اتفاقاً کشتی مین بیٹھا اور ملاح سے یہ کہنے لگا کہ تو نے کچھ علم نحو بھی پڑھا ہے یا نہین۔ ملاح نے جواب دیا کہ مینے کچھ نہین پڑھا۔ نحوی نے طنز سے کہا کہ افسوس تیری آدہی عمر بالکل برباد گئی کہ تو نے علم نحو کا ایک حرف بھی نہ پڑھا۔

دل شکستہ گشت کشتیبان ز تاب ۔۔۔ لیک آندم گشت خاموش از جواب

ترجمہ: چپ رہا ملاح کہا کر پیچ و تاب ۔۔۔ رہگیا خاموش ہو کر لاجواب

شرح: تاب بمعنے حرارت دِل و اضطراب ہے یعنے کشتیبان نحوی کا طعنہ سنکر اضطراب قلب کے باعث دِل شکستہ ہو گیا اور اُسوقت نحوی کو کچھ جواب نہ دیسکا۔ کیونکہ اسکا اعتراض حسب ظاہر بالکل بجا تھا۔

باد کشتی را بگرداب فگند ۔۔۔ گفت کشتیبان بآن نحوی بلند

ترجمہ: لیگئی کشتی ہوا گرداب مین ۔۔۔ کشتی والے نے کہا یہ آب مین

ہیچ دانی آشنا کردن بگو ۔۔۔ گفت نے اے خوش جواب خوبرو

ترجمہ: تیرنا کچھ تجکو آتا ہے بتا ۔۔۔ بولا وہ نحوی نہین مین جانتا

شرح: یعنے تھوڑی دیر کے بعد ہوا نے کشتی کو بھنور مین ڈالدیا اُسوقت ملاح نے کہا کہ اَے نحوی تجھے کچھ تھوڑا بہت تیرنا بھی آتا ہے یا نہین۔ نحوی نے جواب دیا کہ اے معقول جواب دینے والے اور اچھی صورت والے

شارح میں تیرنا بالکل نہیں جانتا۔ بلکہ صرف علمِ نحوہی سے واقف ہوں۔

گفت کل عمرت اے نحوی فناست ۔ زانکہ کشتی غرق در گرداب ہاست

ترجمہ: یہ کہا اُسنے کہ تیری عمر سب ۔ ہوگئی فانی کہ کشتی ڈوبی اب

شرح یعنے نحوی نے جب یہ کہا کہ میں تیرنا نہیں جانتا تو کشتیبان نے جواب دیا کہ اے نحوی گو علم نحو کے نہ پڑھنے سے میری آدہی عمر ضایع ہوی ہے۔ مگر افسوس تیراک نہونے سے تیری ساری عمر ضایع ہوگئی۔ کیونکہ کشتی عنقریب ڈوبنے والی ہے۔ اسوقت علمِ نحو ہرگز کام نہ دیسکے گا

محو مے باید نہ نحو اینجا بدان ۔ گر تو محوی بے خطر در آب ران

ترجمہ: نحو کی جا چاہیئے ہے محو بس ۔ تو ہے گر واقف تو چل اے ہمنفس

شرح یہان سے بطور نتیجۂ حکایت مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے محو لغت مین مٹجانے اور اصطلاحات صوفیہ مین جیتے جی مرجانے۔ اوصاف بشری سے معدوم ہونے اور فنا فی اللہ ہو رہنے کو کہتے ہین مولانا کا یہ مطلب ہے کہ دریائے محبت الٰہی مین محو ہو جانا کام دیتا ہے صرف و نحو (یعنے علوم ظاہری) بالکل بیکار ہین الشخص اگر تو محو ہونا جانتا ہے تو بلا خوف دریا مین چلا جا۔ ورنہ اُس نحوی کی طرح ہلاکت کا اندیشہ ہے نکتہ نحوی اور کشتیبان کا یہ مختصر سا قصہ اس مضمون کی تمثیل ہے کہ وقت مرگ بجز علم فقرو فنا او محوذات کے اور کوئی علم کام نہین آسکتا۔ جیسا کہ اُس نحوی کا علم کشتی کے ڈوبتے وقت کچہ کام نہ آیا

آب دریا مردہ را بر سر نہد ۔ ور بود زندہ ز دریا کے رہد

ترجمہ: تیرتا ہے مُردہ بیشک آب پر ۔ اور زندہ ڈوبتا ہے سربسر

شرح یعنے دریا مُردے کو اپنے سر پر رکہہ لیتا ہے (اوپر تیرا دیتا ہے) اور زندہ شخص بھنور مین جا پہنچے تو اُسکی رہائی ناممکن ہے۔ اسیطرح دریائے محبت الٰہی اُس عاشق کو تیرا دیتا ہے جو مُوتُو قَبْلَ اَنْ تَمُوتُوْا پر عمل کرکے مرنے سے پہلے مرچکا ہے۔ اور جو انانیت و ہستی کا مدعی ہے وہ ضرور ڈوبجاتا ہے جیسا وہ متکبر نحوی ڈوب گیا۔ اسلیئے طالب حق کو علم نحو کی جگہ علم محو سیکہنا فرض ہے۔

چون بمردی تو ز اوصاف بشر ۔ بحر اسرارت نہد بر فرق سر

ترجمہ: چہوڑدے گر تو ہی اوصاف بشر ۔ پہر ہو تو اور راز کے دریا کا سر

شرح یعنے جب تو اوصاف بشری سے کنارہ کرے گا تو دریائے اسرار الٰہی تجکو اپنے سر کی مانگ پر بیٹہا لیگا۔ تیری تعظیم کریگا۔ اور تجھے ڈوبنے سے بچائے گا کیونکہ اسحالت مین تو قطرہ کی طرح دریا مین جا ملیگا اور یہ ظاہر ہے کہ دریا قطرہ کو نہین ڈبویا کرتا۔

	اینکه خلقان را تو خر مے خواندۂ		این زمان چون خر برین یخ ماندۂ
ترجمہ	تو گدہا اور ون کو کہتا تہا مگر		مرتے دم خود ہو گیا مانند خر

شرح یعنے اے عالم علوم ظاہری تو جو از راہ تکبر اورونکو بیوقوف یا گدہا کہتا تہا اسوقت (وقت مرگ) تو خود ایسا ہو گیا ہے جیسا کہ برف پہ گدہا کہ چلنے سے عاجز ہو جاتا ہے اسیطرح تو سیر جنت دیدار الٰہی سے عاجز ہے

	گر تو علامۂ زمانی در جہان		نک فنائے این جہان بین وین زمان
ترجمہ	تو ہے علامہ جہان کا میری جان		ہے فنا ہونے کو لیکن یہ جہان

شرح یعنے اگر تو علامۂ زمان ہے تو اس دنیا اور زمانہ کی فنا ہونے کو دیکہہ اور آخرت کا تدارک کر اور وہ علم سیکہہ جو وقت مرگ کام آئے اس علم کا نام علم خداداني یعنے علم تصوف و معرفت ہے -

	مرد نحوی را ازان در دوختیم		تا شما را نحو محو آموختیم
ترجمہ	اسلیئے ہے قصۂ دانائے نحو		تا بتا دین ہم جہان کو راہِ محو

شرح دوختن بمعنے سینا ہے اور یہان اس لفظ سے ملا دینا اور پیوند کرنا مراد ہے یعنے ہمنے اعرابی درویش کے حکایت سے نحوی کے قصہ کو اسلیئے ملا دیا ہے کہ طالبین کو قاعدۂ محو سکہا ئین - یعنے انکو یہ معلوم ہو جائے کہ جو شخص قاعدۂ محو اور طریقہ فنائے نجز ذات نہین جانتا وہ ڈوبیگا جیسا کہ یہ نحوی جو تیرنا نہین جانتا تہا دریا مین ڈوب گیا - اور ڈوبتے وقت اسکے علم ظاہری یعنی نحو نے اسے کچہ کام نہ دیا -

	فقہ فقہ و نحو نحو و صرف صرف		در کم آمد یابی اے یار شگرف
ترجمہ	فقہ ہو یا نحو ہو یا علم صرف		خود کو لاشئے جان اے یار شگرف

شرح اس شعر کے معنے دو طرح ہو سکتے ہین - اول یہ کہ پہلے مصرع مین اضافت عام کی بسوئے خاص ہے - کیونکہ لفظ فقہ لغت مین بمعنے فہم ہے اور اصطلاح مین مسائل شرعیہ مع دلائل کو کہتے ہین اور نحو لغت مین بمعنے قاعدہ و مثال و قصد ہے - اور اصطلاح مین ایک علم ہے جس سے ترکیبات کلمات عرب کے احوال باعتبار اعراب معلوم ہوتے ہین - اور صرف لغت مین بمعنے تغییر و تبدیل ہے اور اصطلاح مین ایک علم ہے جس سے بناے کلمہ کے احوال معلوم ہوتے ہین - پس تو پہلے لفظ فقہ و نحو و صرف سے لغوی معنے مراد ہین اور دوسرے سے اصطلاحی یعنے اے شخص علم فقہ کی سمجہ - اور علم نحو کا قاعدہ اور علم صرف کی تغییر و تبدیل تو اپنی تواضع اور اپنے آپ کو ناقص ظاہر کرنے یا فانی سمجہنے مین حاصل کریگا - دوسرے مصرع مین کم آمد بمعنے نقصان ہے اور اگر کم آمد ہے تو بمعنے فنا ہے - مطلب یہ کہ ان تمام علمونکا مقصود یا مفہوم فروتنی یا فنا کے باعث حاصل ہوگا - جس شخص مین یہ دونو باتین نہون خواہ وہ کیسا ہی عالم ہے مگر یہ سمجہئے کہ اُسنے اپنے

علم کے اصلی مقصود کو نہین سمجھا۔ کیونکہ جمیع علوم کا مطلب اصلی معرفت اور فنا فی الذات ہے۔ دوسرے معنے یہ ہین کہ فقہ کی فقہ اور نحو کی نحو اور صرف کی صرف سے ان علمون کا خلاصہ مراد ہے یعنے اہلِ طلب ان تمام علوم کا خلاصہ تیرے لیئے باعث نقصان ہے کیونکہ علوم ظاہری آخرت مین کام نہ آئینگے۔ مگر فقہ کی نسبت جو علم آخرت ہے یہ معنے اسوقت درست ہونگے کہ فقیہ اپنی فقہ پر عمل نہ کرتا ہو۔

	آن سبوئے آب دانشہائے ماست		وان خلیفہ دجلۂ علم خداست	
ترجمہ	وہ سبو گویا ہمارا علم ہے		اور وہ دجلہ خدا کا علم ہے	

شرح یعنے اہلِ طلب تو اس اعرابی کے قصہ کو صرف کہانی خیال نہ کر بلکہ یہ تو تیرے حال کا خلاصہ ہے اسکو اپنی ذات پر مطابق کرلے اور یہ سمجھ لے کہ اس پانی کی ٹھلیا سے ہمارے ظاہری علوم مراد ہین جو دریا علم الٰہی کے مقابلہ مین قطرہ سے بھی کم ہین۔ اور خلیفہ سے اللہ تعالےٰ اور دجلہ سے دریائے علم الٰہی مقصود ہے پس تو نتیجہ یہ نکلا کہ ہم اپنے قطرۂ علم کو جو باران فیض الٰہی سے ہم مین موجود ہوگیا ہے اور جو بحر علم الٰہی کے روبرو بالکل ہیچ ہے قابل قدر سمجھکر لایق ہدیہ بارگاہ الٰہی جانتے ہین۔ اور اپنے علم پر مغرور ہوئے بیٹھے ہین۔ حالانکہ ہمارا علم دریائے علم الٰہی کے مقابلہ مین قطرہ سے بھی کم ہے۔

	ما سبوہا پُر بدجلہ مے بریم		گرنہ خر دانیم ما خود را خریم	
ترجمہ	سبوے دجلہ لیجاتے ہین ہم سبو		خر نہین تو کیا ہین ہم اپنے زشت خو	

شرح یعنے اگر ہم پانی کی ٹھلیین بھر کر دجلہ کی طرف لے جائین۔ اور پھر اپنے آپ کو گدہا یا بیوقوف نہ سمجھین تو یہ خود ہمارا گدہاپن اور سخت بیوقوفی ہے یعنے اگر ہم اپنے علم پر مغرور رہین اور یہ نسمجھین کہ ہمارا علم بہ نسبت علم الٰہی سراسر جہل ہے تو یہ ہماری محض بیعقلی ہے اللہ تعالےٰ خود فرماتا ہے وَمَا اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا۔ یعنے اے لوگو تمہین بہت تہوڑا سا علم دیا گیا ہے نکتہ مولانا قدس سرہ نے اس سے پہلے سبو سے بدن اور آب سبو سے حواس انسانی مراد لیئے تہے۔ اور یہان سبو سے علم انسانی اور دجلہ سے بحر علم الٰہی مراد لیا ہے۔ اسکا سبب یہ ہے کہ اس قصہ کا وہ نتیجہ بھی درست ہے اور یہ بھی۔ چونکہ ان دو شعرون سے پہلے علوم ظاہری کی بحث ہوچکی ہے اس مناسبت سے یہ دوسرا نتیجہ نہایت اعلےٰ درجہ کا ہے

	آن عرب بارے بدان معذور بود		کو ز دجلہ غافل و بس دور بود	
ترجمہ	وہ عرب اسواسطے معذور تہا		یعنے دجلہ سے نہایت دور تہا	

شرح لفظ بارے بمعنے حاصل کلام ہے یعنے اعرابی اپنے غفلت کے سبب معذور تہا اور اپنے واقعی جہل کے سبب اپنے علم و عمل کو اچھا جانکے بارگاہ الٰہی مین ہدیتاً لیگیا تہا مغرور نہ تہا۔ یہی باعث ہے

تو اُسکا ہدیہ قبول ہوگیا۔ اس سے یہ نکلتا ہے کہ اگر عالم اپنے علم وعمل پر مغرور ہوگا تو ہرگز مقبول بارگاہ نہو سکیگا بلکہ ہلاک ہو جائے گا۔ کیونکہ تکبر ایسی صفت خاص ہے جسکو اللہ تعالےٰ نے بجز اپنی ذات کے اور کسیکے لیئے پسند نہیں کیا

	گر ز دجلہ باخبر بودے چو ما	او نبردے آن سبو را جا بجا
ترجمہ	وہ اگر دجلہ سے ہوتا باخبر	کیون لیئے پہرتا سبو کو در بدر

شرح لفظ ما سے علما مراد ہین۔ یعنے اگر اعرابی دجلہ کے حال سے ہماری طرح واقف ہوتا یعنے اگر اسکے عالمون کی طرح یہ بات معلوم ہوتی کہ دریائے علم الٰہی بے پایان ہے تو وہ سبو کو منزل بمنزل اپنے ہمراہ لیکر بغداد کا قصد ہرگز نہ کرتا بلکہ اس سے نادانستگی مین ایسا ہوا اور اُسکا بھولا پن ہی اُسکے ہدیے کی قبولیت کا باعث ہوگیا۔ نکتہ اس سے یہ نکلتا ہے کہ جو شخص باوصف علم ایسا کریگا وہ ہرگز مقبول نہوگا یعنے متکبر عالم دولت قبولیت سے بالکل محروم رہیگا۔

	بلکہ از دجلہ اگر واقف بدے	آن سبو را بر سر سنگے زدے
ترجمہ	بلکہ دجلہ کا اگر ہوتا شعور	توڑ دیتا اپنی ٹھلیا کو ضرور

شرح یعنے اعرابی اگر دجلہ کے حال سے واقف ہوتا تو اُس ٹھلیا کو پتھر پر دے مارتا۔ توڑ دیتا یعنے بلا اعتماد علم وعمل فقیر بنکر بارگاہ الٰہی مین جاتا۔ کیونکہ وہان تکبر و خود پسندی بہر اسر ناپسند ہے۔

	آن سبوئے تنگ پُر ناموس ورنگ	شد حجاب بحر زن آن را بسنگ
ترجمہ	اُس سبو مین پُر ہے بس ناموس ورنگ	اس حجاب بحر کو لازم ہے سنگ

شرح یعنے اے مخاطب تیرا سبو یعنے جسم وعلم جو ناموس ورنگ (تکبر وبائیہ قلیل) سے پُر ہے تیرے حق مین باعث حجاب دریائے حقیقت ہے اُسکو توڑ دے اور دریا سے حال متکبر کو وصال حقیقی نصیب نہین ہوتا۔ اُسکا تکبر اُسمین اور جلوۂ شاہد حقیقی مین پردہ بنا رہتا ہے۔

قبول کردن خلیفہ ہدیہ او را و عطا فرمودن باکمال بے نیازی از ان ہدیہ و

ترجمہ بادشاہ بغداد کا اُس ہدیے کو قبول فرمالینا اور بے ضرورت اُسکے لیے اور ٹھلیا کا صلہ دینا

	چون خلیفہ دید و احوالش شنید	آن سبو را پُر ز زر کرد و مزید
ترجمہ	بادشاہ نے حال اُسکا جب سُنا	اُس سبو کو بیکے پُر زر کردیا

شرح یعنے بادشاہ نے اعرابی کا حال سُنکر اور اُسکا ہدیہ دیکھکر اُسکی ٹھلیا کو سونے سے بھر دیا اور خلعت وغیرہ بطور مزید احسان مرحمت کیا۔ کیونکہ اہل کرم اور قدردان تھوڑی سی چیز کے صلہ مین بہت کچھ دیدیا کرتے ہین اور اللہ تعالےٰ اپنی شان مین خود لفظ شاکر فرماتا شاکر یعنے قدردان ہے۔

داد خلعتہاے و بخشش ہاے خاص ۔۔۔ آن عرب را کرد از فاقہ خلاص

ترجمہ: خلعتین دین اور دیا انعام خاص ۔۔۔ رنج فاقہ سے کیا اُسکو خلاص

شرح یعنے بادشاہ نے خلعتین اور انعام دیکر اُس اعرابی درویش کو فقر و فاقہ اور محتاجی سے نجات دلوادی

پس نقیبان را بفرمود آن قباد ۔۔۔ آن جہان بخشش و آن بحر داد

ترجمہ: پہر نقیبون سے کہا یہ شاہ نے ۔۔۔ بحر بخشش شاہ عالیجاہ نے

کاین سبو پُر زر بدستش او دہید ۔۔۔ چونکہ واگردد سوے دجلہ اش برید

ترجمہ: وہ سبو دیئے زر عرب کو سونپ دین ۔۔۔ اور راہِ دجلہ سے رخصت کرین

شرح دونو شعر قطعہ بند ہین اور قباد یعنے عادل ہے اور اُس بادشاہ کا نام ہے جسنے اول لقب کے اختیار کیا تہا اور جسکو کیقباد کہتے ہین یعنے خلیفۂ بغداد نے جو اپنے وقت کا کیقباد اور جہانِ جود و سخا اور دریاے کرم و داد تہا نقیبون سے یہ کہا کہ یہ پُر زر ٹہلیا اعرابی کو دیدین اور جب واپس جانا چاہے تو اُسے دجلہ یعنے دریا کے رستے سے روانہ کرین

از رہِ خشک آمدست و از سفر ۔۔۔ از رہِ دجلہ اش بود نزدیک تر

ترجمہ: کرچکا ہے خشک رستے سے سفر ۔۔۔ وراہ دجلہ سے رخصت کرین

شرح بادشاہ کہتا ہے کہ یہ اعرابی خشکی کے رستے سے دور و دراز کا سفر کرکے آیا ہے خشکی کے رستے پہیرہے اسلیئے اِسے دجلہ کے رستے سے روانہ کرنا چاہیئے تاکہ جلدی اسے اپنے گہر پہنچ جائے

چون بکشتی در نشیند رنج راہ ۔۔۔ خود فراموشش شود این جایگاہ

ترجمہ: بیٹہکر کشتی مین بالکل رنج راہ ۔۔۔ بہول جائیگا یہ مردِ داد خواہ

شرح یعنے بادشاہ کہتا ہے کہ جب اعرابی کشتی مین بیٹہیگا تو اُسمین بیٹہکر رنج راہ بہول جائیگا اور بہت آرام پائیگا۔ این جایگاہ کا اشارہ کشتی کی جانب ہے۔

ہمچنان کردند و دادندش سبو ۔۔۔ پُر ز زر و بردند تا دجلہ دو تو

ترجمہ: آخرش لائے بجا احکام شاہ ۔۔۔ لیگئے اُس شخص کو دجلہ کی راہ

شرح دوتو یعنے دوتہ سے مراد دو سمت ہے۔ یعنے نقیبون نے حسب فرمان بادشاہ اعرابی کی ٹہلیا کو سونے سے بہردیا۔ اور اُسکو دجلہ تک لیگئے جو بغداد کی دو سمت بہ رہا تہا۔ دو تو صفت دجلہ ہے۔

چون بکشتی در نشست و دجلہ دید ۔۔۔ سجدہ میکرد از حیا و مے خمید

ترجمہ: بیٹہکر کشتی مین دجلہ دیکہکر ۔۔۔ ہوگیا شرمندہ دل مین سربسر

شرح یعنے جب اعرابی نے کشتی مین بیٹھکر دجلہ کو دیکھا تو اپنی کامیابی پر سجدۂ شکریہ ادا کیا اور اس شرم سے کہ باوجودیکہ خلیفہ کے ملک مین میٹھے پانی کا دریا بہ رہا ہے۔ اور پھر اُسنے میرے لائے ہوے پانی کو قبول کرلیا ہے اپنی گردن جھکالی اور اپنی حرکت پر سخت نادم اور فی الحقیقت شرمندہ ہوکر ازروے خجالت یہ کہا کہ

کاے عجب لطف آن شہِ وہاب را — وین عجب تر کو ستد آن آب را

ترجمہ: اور کہا ہے لطف اُس وہاب کا — ہو گیا جو لینے والا آب کا

شرح پہلے مصرع مین لفظ (ا) قایم مقام اضافت لطف ہے۔ یعنے اعرابی کشتی مین بیٹھکر ازروے شرم وحیا یہ کہتا تہا کہ اس کریم بادشاہ کی مہربانی عجیب ہے اور پھر اُس ٹھلیا کے پانی کو قبول کرلینا اس سے بھی عجیب تر ہے لطف شاہ کا عجیب ہونا اسلیئے ہے کہ اُسکا کرم عام تہا اور عجیب تر ہونا اسلیئے کہ اُسنے لینے ناکارہ ہدیہ کو قبول کرلیا

چون پذیرفت از من آن دریاے جود — اینچنان جنس دغل را زود زود

ترجمہ: ہے یہ سلطان بحر صد جود ازل — جسنے لی مجھسے یہ جنس دغل

شرح یعنے اعرابی کو اِس بات پر تعجب تہا کہ اُس دریائے بخشش یعنے خلیفہ بغداد نے میری کہوٹی جنس کو کیونکر قبول کرلیا۔ اور اُس ناکارہ ہدیہ کے صلے مین اسقدر انعام واکرام سے مالامال کیون کردیا۔

کلِ عالم را سبو دان اے پسر — کان بود از لطف و خوبی تا بسر

ترجمہ: سارے عالم کو سبو جان اے پسر — لطف و خوبی سے جو پُر ہے سربسر

قطرۂ از دجلۂ خوبیٔ اوست — کان نمے گنجد ز پُری زیر پوست

ترجمہ: ہے مگر یہ قطرۂ خوبیٔ دوست — جو سما سکتا نہین ہے زیر پوست

شرح یہ دونو شعر قطعہ بند ہین۔ دوسرے شعر مین پُری بمعنے کثرت و وسعت ہے اور پوست سے مراد پردہ ہے یعنے نتیجۂ قصہ یہ ہے کہ اے مخاطب تو اس سارے جہان کو جو لطف و خوبی سے پُر ہے ٹھلیا سمجہ۔ مگر یہ بہی یقیناً جان لے کہ جہان مین جسقدر خوبیان ہین وہ سب اللہ تعالےٰ کے دریائے خوبی کا قطرہ ہین کیونکہ اللہ تعالےٰ کا لطف و خوبی اور علم و وسعت کے سبب پردہ مین نہین رہ سکتا تہا اسلیئے اُسنے ممکنات کو پیدا کیا۔ تا کہ انکے واسطہ سے لطف و خوبی کا اظہار ہو۔ پس تو ممکنات مین جو کچہ لطف و خوبی ہے وہ اُسی بحر خوبی کا ایک قطرہ ہے اسلیئے انسان کو اپنے علم پر نازان ہونا چاہیئے۔

گنج مخفی بد ز پُری چاک کرد — خاک را تابان تر از افلاک کرد

ترجمہ: گنج مخفی تہا۔ کیا پردے کو چاک — چرخ سے زائد ہوی پُر نور خاک

شرح یہ شعر اس حدیث قدسی کی طرف اشارہ ہے کہ کُنتُ کَنزاً مَخفِیاً الیٰ آخرہ۔ یعنے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے

کہ مین خزانہ پوشیدہ کے مانند تہا پس مینے اپنی معروف کو محبوب رکھا اور مخلوق کو پیدا کر دیا۔ یہ حدیث اگرچہ سنداً ضعیف ہے۔ مگر معنےً صحیح ہے یعنے اللہ تعالے گنج مخفی کے مانند تہا لیکن اُسنے اپنے کمال صفات اور کثرت انعام کے سبب پردۂ غیب کو چاک کیا۔ اور خاک یعنے آدم یا حقیقت انسانی کو افلاک سے زیادہ تابان کر دیا یعنے خاک کو مظہر اسما و صفات بنا کر افلاک سے بدرجہا زیادہ روشنی عنایت فرمائی

گنج مخفی بد ز پُری جوش کرد — خاک را سلطان اطلس پوش کرد

ترجمہ: گنج پنہان سر لبسر پر جوش ہے — خاک اک سلطان اطلس پوش ہے

شرح جوش بمعنے ظہور ہے۔ اور خاک سے وہی آدم یا حقیقت انسانی مراد ہے جو گزشتہ شعر مین تہی یعنے اللہ تعالے خزانہ مخفی کی مانند تہا اُسنے کثرت انعام کے باعث ظہور فرما کر آدم کو بادشاہ اطلس پوش دستلبس بہ لباس مظہریت خود بنا دیا اور اُسے اپنی خلافت کا خلعت عنایت فرما کر تمام موجودات مین ممتاز کر دیا

ور بدیدے شاخے از دجلہ خدا — آن سبو را او فنا کردے فنا

ترجمہ: دیکہتا گر شاخ دریائے خدا — تو سبو کو اپنے کر دیتا فنا

شرح شاخ سے دریا کی نالی مراد ہے یعنے وہ شخص جسنے اپنے کوزۂ وجود کو آب علم سے پُر جانا تہا اگر بحر علم الٰہی کے ایک جدول دیکہہ لیتا تو اپنے کوزۂ وجود کو فنا کر دیتا کیونکہ دریا کے آگے قطرہ کی کیا حقیقت ہے

آنکہ دیدندش ہمیشہ بیخودند — بے خودانہ بر سبو سنگے زدند

ہین جو بینا مست ہین اُسے نیک خو — پہینک مارا سنگ پر اپنا سبو

شرح یعنے جن لوگون نے دریائے علم الٰہی کی ایک شاخ کو بہی دیکہہ لیا ہے وہ بیخود یعنے فنا فی اللہ ہو گئے ہین اور اُنہون نے اپنے وجود فانی کی ٹہلیا پر بیخودی کے عالم مین پتہر مار دیا ہے یعنے قید جسم سے بالکل نجات پائے ہوئے ہین۔ یہ اولیاء اللہ کا مرتبہ ہے۔

اے ز غیرت بر سبو سنگے زدہ — وان سبو ز اشکست کامل تر شدہ

ترجمہ: یہ سبو جس وقت ٹکڑے ہو گیا — اور کامل ہو گیا اُس سے فنا

شرح اشکست حاصل مصدر ہے بمعنے شکستن (توڑنا یا ٹوٹنا) یعنے اے مخاطب جس شخص نے اپنے سبوے وجود فانی کو توڑ دیا ہے اُسکا سبو ٹوٹ جانے سے اور زیادہ کامل یعنے پختہ ہو گیا ہے۔

خم شکستہ آب ازان نا ریختہ — صد درستی زین شکست انگیختہ

ترجمہ: کچہ نہین ہے آب کے گرنے کا ڈر — ہے درستی ٹوٹنے مین سر لبسر

شرح یعنے سبوئے وجود کے ٹوٹنے سے اُسکے پختہ ہو جانے کا یہ باعث ہے کہ سبو تو ٹوٹ گیا

ہے کہ اُسکا پانی نہین گرا۔ یعنے فنائے وجود سے آب عقل و عرفان ضایع نہین ہوا بلکہ کامل طور پر حکمت و ایمان و عرفان اور ذوق محبت الٰہی اور مرتبہ استغراق دریائے وحدت حاصل ہو گیا ہے۔

	جزو جزو جسم بر رقص ست و جال		عقل جزوی را نمودہ این محال
ترجمہ	جزو جزو جسم کو آتا ہے حال		عقل جزوی دیکہہ لے ہے یہ محال

شرح یعنے ایسے فنا کی حالت مین بدن کا ایک ایک ٹکڑا رقص اور وجد کرنے لگتا ہے لیکن یہ وجد عقل جزوی کو دکہلائی دیا ہو؟ یہ محال ہے کیونکہ جب قطرہ دریا سے ملگیا تو اُسی کی صفتین اسمین بہی آگئین اور عقل جزوی چونکہ بحر ذات کا ادراک نہین کر سکتی لہذا قطرہ کی حالت سے بہی واقف نہین ہوسکتی

	نے سبو پیدا درین حالت نہ آب		خوش بہ بین واللہ اعلم بالصواب
ترجمہ	اب سبو معلوم ہوتا ہے نہ آب		دیکہہ لے واللہ اعلم بالصواب

شرح یعنے حالت استغراق مین نہ وجود کی خبر رہتی ہے نہ علوم کی بلکہ مرتبۂ فنا والفنا، حاصل ہو جاتا ہے دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ ہمنے جو کچہ کہا ہے اُسکو غور سے دیکہہ ہمین اپنے کشف سے یونہی معلوم ہوا ہے آیندہ اللہ اعلم بالصواب حقیقت اشیا اور واقعی حال کو خدا ہی خوب جانتا ہے۔

	چون در معنے زنی بازت کنند		پر فکرت زن کہ شہبازت کنند
ترجمہ	طالب معنی ہو تا در باز ہو		فکر کا پر مار تا شہباز ہو

شرح یعنے اے طالب جس وقت تو عالم معنی کا دروازہ کہٹ کہٹائیگا تو کارکنان قضا و قدر تیرے لیئے ضرور باب رحمت کہولدین گے کیونکہ یہ قول بالکل ٹہیک ہے کہ مَنْ قَرَعَ بَابًا وَلَجَ جسنے دروازہ کہٹ کہٹایا وہ ضرور گہر مین داخل ہو گیا اسلیئے اے شخص فکر وصال الٰہی کے پر لگا کر عالم صورت سے عالم معنی کی طرف پرواز کر ایسے حال مین تو شہباز یعنے سلطان طیور حضرت قدس دا فرِ لائکہ ہو جائیگا۔

	پر فکرت شد گل آلود و گران		زانکہ گل خواری ترا گل شد چو نان
ترجمہ	فکر ہے تیرا گل آلود گران		تو ہے گل خوار اور گل ہے تیری نان

شرح یعنے تیرے فکر و عقل کا معنوی پر گل آلود ہو کر (مٹی مین لتہڑ کر) بوجہل ہو گیا ہے۔ اسلیئے یہ پر بہاری ہونیکے سبب تجکو آسمان معنے کی طرف نہین اُڑا سکتا۔ اور اسکا یہ سبب ہے کہ تو مٹی کہانے والا ہے تو نے مٹی کو روٹی سمجہ رکہا ہے اسکی تشریح آیندہ شعر مین ہے۔

	نان گل ست و گوشت کمتر خور ازین		تا نمانی ہمچو گل اندر زمین
ترجمہ	نان گل ہے گوشت گل ہے بس نہ کہا		تا نہ شکل گل رہے بے مدعا

شرح یعنے جو تجھے مٹی کہلانے والا کہا ہے اسکا یہ مطلب نہین کہ اے شخص تو فی الواقع بہی ظاہری مٹی کہایا کرتا ہے بلکہ یہ مدعا ہے کہ تیری تمام غذائین مٹی سے پیدا ہوی ہین اسلیئے گوشت بہی مٹی ہے اور روٹی بہی۔ اس مٹی کو کم کہایا کر ورنہ تو بہی مٹی کی طرح زمین پر پڑا رہیگا۔ کیونکہ گوشت روٹی مین اجزاے ارضی ملے ہوے ہین تاثیر سفلیات تجکو بہی سفلی بنا دیگی اور بمقتضاے الجنس الی الجنس یمیل جو شخص مٹی زیادہ کہائیگا یعنے لذائذ دنیوی کو محبوب رکہیگا وہ معنوی بلندی کو چہوڑکر ہمیشہ پستی کی طرف مائل رہیگا اسلیئے سالکان طریقت کو غذا کم کہانی چاہیئے۔ البتہ طالب دنیا اور غافل کو نہ پیٹ بہر کر کہانا کسیطرح کا فائدہ پہنچا سکتا ہے اور نہ بہوکا رہنا اسکے لیئے مفید ہے چنانچہ آیندہ اشعار اہی معنونکیطرف اشارہ کرتے ہین۔

	چون گرسنہ میشوی سگ میشوی	تند و بدپیوند و بدرگ میشوی
ترجمہ	بہوک جب لگتی ہے سگ ہوتا ہے تو	تند و سرکش تیز رگ ہوتا ہے تو

شرح تند بمعنے تیز و سرکش و بدپیوند بمعنے غضبناک و دشمن و بدرگ بمعنے بدخصلت و بداصل ہے یعنے اے طالب جب تو زیادہ بہوکا ہوتا ہے تو بدخصلت کتے کی طرح پہاڑ کہانے کو دوڑتا ہے۔ اسلیئے زیادہ بہوک آفت الہی ہے۔ جو انسان مین قوت حیوانیت بڑہا کر اسے انسانیت سے خارج کر دیتی ہے۔

	چون شدی تو سیر مرداری شدی	بیخود و بیحس چو دیوارے شدی
ترجمہ	ہو گیا جب سیر تب مردار ہے	بیخود و بیحس ہے اک دیوار ہے

شرح یعنے جب تو پیٹ بہر کر کہا لیتا ہے تو مرے ہوے جانور کی مانند ہو جاتا ہے لوتہہ بنجاتا ہے لمبی تان کر اسطرح سوتا ہے کہ گویا کسیکا کفنایا ہوا اخبار درکہا ہے۔ یعنے ایسا بیخود اور بیحس و حرکت ہو جاتا ہے کہ جیسے کوئی دیوار بعض نسخون مین بیخبر ہے یا چو دیوارے شدی ہے اسصورت مین سب سے یا دیوار سے گری ہوئی دیوار مراد ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ زیادہ کہانا باعث مصیبت ہے بس تو متوسط درجہ کی پابندی چاہیئے آدہے پیٹ کہانا تو سے اور حواس کو بہی قایم رکہے گا۔ اور طاعات و عبادات مین بہی اچہی طرح مدد دیگا۔ سالک کے لیئے روزہ رکہہ لینا سب سے بہتر ہے

	پس دمے مردار و دیگر دم سگی	چون کنی در راہ شیران خوش تگی
ترجمہ	ہے ابہی مردار ابہی کتا ہے تو	کسطرح پہر شیر بن سکتا ہے تو

شرح یعنے گزشتہ دو شعرون کا نتیجہ یہ ہے کہ تو پیٹ بہر کر مردار یا دیوار بنجاتا ہے اور بہوک کی حالت مین کتا ہو جاتا ہے۔ کیونکہ حالت سیری مین رطوبت غالب ہو کر غفلت پیدا کرتی ہے اور حالت گرسنگی مین یبوست غلبہ پاکر غضبناک بنا دیتی ہے بس تو جب کہ دونو حالتین ضرر رسان ہین تو شیران بیشۂ

توحید و عرفان کے رستے مین تو ہرگز نہین دوڑ سکتا ۔

	الف اشکار خود جز سگ مدان	کمترک انداز سگ را استخوان
ترجمہ	ہے شکاری سگ ۔ ترا نفس اے بشر	ہڈیان اسکو نہ دے سن با خبر

شرح اشکار یعنے شکار مین الف زائد ہے چنانچہ اشکم یعنے شکم مین اور سگ سے مراد نفس امارہ ہے یعنے لذائذ دنیا کے شکار کرنے کا ذریعہ بجز نفس امارہ کے اور کسی چیز کو نہ جان ۔ اسلیئے اسکے آگے ہڈیان کم ڈالا کر یعنے لذائذ مین محو نہو تاکہ یہ کُتا حملہ نہ کرسکے کیونکہ جب کُتا ہڈیان کھا کھا کر سیر ہو جائیگا تو زیادہ سرکش ہوگا بعض نسخون مین جز سگ مدان کی جگہ خر سگ مدان ہے خرسگ موٹے تازے کتے کو کہتے ہین جس سے وہی نفس حیوانی مراد ہے ۔ یہ کتا زیادہ غذا کھانے سے سرکش ہوجاتا ہے ۔ اسلیئے غذا متوسط ہونی چاہیئے ۔ چنانچہ اسی متوسط درجہ کی غذا کھانے کا فائدہ آئندہ شعر مین بیان ہوا ہے ۔

	آن عرب را بے نوائی مے کشید	تا بدان درگاہ و آن دولت رسید
ترجمہ	اس عرب کو بے نوائی لیگئی	سے لقائے مال و دولت دیگئی

شرح یعنے وہ اعرابی درویش نہ تو حد سے زیادہ پیٹ بھرا تھا اور نہ حد سے زیادہ بھوکا اسلیئے درگاہ شہنشاہ حقیقی تک پہنچ گیا ۔ اور دولت معرفت حاصل کرلی ۔ اسیطرح جو لوگ لذائذ دنیوی کو چھوڑ دیتے ہین انکا نفس امارہ پہلے لوامہ پھر ملہمہ پھر مطمئنہ بنکر شیر بیشۂ معرفت بنجاتا ہے ۔

	در حکایت گفتہ ایم احسان شاہ	در حق آن بے نوائے بے پناہ
ترجمہ	ہین حکایت مین رقم احسان شاہ	جسنے ایسے بے نوا کو دی پناہ

شرح یعنے اگرچہ ہمنے اس قصہ مین حسب ظاہر اعرابی درویش کی بینوائی اور عطائے خلیفۂ بغداد کا ذکر کیا ہے لیکن ۔ اس سے معنوی طور پر ۔ وہ دولت معرفت مراد ہے جو بطور عطیۂ خداوندی طالبان صادق کو ملتی ہے ۔ کیونکہ اہل اسرار کا کلام ظاہری معنو پر محمول نہین ہوتا ۔ بلکہ اسکا ظاہر کچھ اور ہوتا ہے اور باطن کچھ اور

	ہر چہ گوید مرد عاشق بوئے عشق	از دہانش مے جہد در کوئے عشق
ترجمہ	میل عاشق ہے ہمیشہ سوے عشق	آتی ہے باتون سے اسکی بوے عشق

شرح لفظ بوئے عشق میجہد کا فاعل ہے اور میجہد یعنے ظاہر شود یعنے عاشق کے مُنہ سے جو بات نکلتی ہے اس سے عشق کی خوشبو ظاہر ہوتی ہے ۔ اور سامع کو کوچۂ عشق مین لیجاتی ہے ۔ کیونکہ چمچے مین وہی آتا ہے جو دیگ مین ہوتا ہے ۔ یہ اشعار اس بات کی دلیل ہین کہ اہل اسرار اور اولیاء اللہ کی باتین ظاہری معنو پر محمول نہین ہوا کرتین ۔ بلکہ وہ ایسے باطنی مطالب سے پُر ہوتی ہین جو ہر شخص کی سمجھ مین نہین آسکتی ۔

	گر بگوید فقہ فقر آید ہمہ		بوئے فقر آید ازان خوش دمدمہ
ترجمہ	گر کہے وہ فقہ اسکو فقر جان		بوئے فقر آتی ہے اُس سے بےگمان

شرح یعنے عاشق الٰہی اگر لفظ فقہ مُنہ سے کہیگا تو اس سے فقر کی خوشبو آئیگی فقہ سے علوم ظاہر اور فقر سے علوم راہ سلوک و طریقت مراد ہین۔ اسکی مثال خود یہ مثنوی ہے کہ اسکے ظاہری حکایتین علوم ظاہر یعنے قصص مین سے ہین مگر باطنی طور پر تمام قصون سے راہ سلوک کی خوشبو آتی ہے جس سے دماغ روح معطر ہوتا ہے خوش و دمدمہ بمعنے کلمات لطیف ہے جنکے سُننے سے روح تروتازہ ہو جاتی ہے۔

	ور بگوید کفر آید بوئے دین		آید از گفت شکش بوئے یقین
ترجمہ	گر کہے وہ کفر اسکے بوئے دین		اُسکے شک سے آتی ہے بوئے یقین

شرح یعنے عاشق الٰہی کی زبان سے بالفرض کوئی کفر کا کلمہ بھی نکلجائیگا تو اُس سے عین دینداری اور شککیہ باتون سے بالکل عین الیقین ہونے کی خوشبو آئیگی۔ کیونکہ اُسکا باطن دین اور یقین سے پُر ہے گو باعتبار ظاہر بعض کلمات حدِ شرع سے باہر معلوم ہوتے ہون لیکن باعتبار باطن اسرار توحید سے بھرے ہوئے ہوتے ہین۔ اسکی مثال حضرت بایزید بسطامی کا یہ قول ہے **سبحانی ما اعظم شانی** یعنے پاکیزگی ہے میرے لیے مین کسقدر بڑی شان والا ہون نیز حضرت جنید بغدادی رح کا یہ قول **لیس فی جبتی سوی اللہ** یعنے میرے جبہ مین سوائے خدا کے اور کوئی نہین۔ یہ الفاظ بظاہر کلمات کفر معلوم ہوتے ہین مگر فی الواقع عین دین اور توحید پر مبنی ہین کیونکہ اہل فنا بمقتضائے حدیث بی ینطق وبی یسمع ناطق بنطق حق ہوتے ہین اس حدیث کی مفصل شرح پہلے گزر چکی ہے دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ سامعین اولیاء اللہ کے اُن کلمات کو بھی جو بطور شک اُنکی زبان سے نکلین یقینی سمجھا کرین ایسے اقوال کو مجذوب کی بڑ سمجھنا سخت غلطی ہے کیونکہ عاشق کا کلام مجذوب کی بڑ سے الگ ہوا کرتا ہے اسلیے اس شعر مین کفر سے مراد وہ کفر نہین جو ضد ایمان ہے۔ بلکہ کفر بمعنے ستر ہے۔ مطلب یہ کہ اولیاء اللہ کے مخفی اشارات و کلمات جنکو شطحیات کہتے ہین اگر غور سے دیکھا جائے تو رندانہ نہین ہوتے بلکہ عین توحید و یقین ہوتے ہین۔ چنانچہ اُنہون نے صنم سے مقصود اصلی اور ترسا سے عالم تجرد اور عقد زنار سے عقد کمر خدمت اور کفر سے ستر وحدت حق از کثرت مراد لیا ہے علیٰ ہذا القیاس تصوف کی اور بہت سی خاص اصطلاحین ہین جنکے متعلق ایک الگ رسالہ لکھا جائیگا

	ور بگوید کژ نماید راستی		اے کژی کہ راست را آراستی
ترجمہ	گر کہے وہ کج تو عین دین ہے		اس کجی سے راست کو تزئین ہے

شرح یعنے عاشق اگر کوئی ٹیڑھی بات کریگا تو وہ فی الواقع مستند ہی ہوگی۔ ایسی کجی تو کسقدر قابل تعریف ہے

کہ تونے راست کو آراستہ کر دیا ہے یعنے دین و یقین کو زینت دے رکھی ہے۔

کفِ کژ کز بحر صافی خاستست	اصل صاف آن فرع را آراستست
ترجمہ جھاگ ہے یہ موج بحرِ صاف کی	فرع کو اُس اصل سے زینت ملی

شرح اِس شعر مین عاشق الٰہی کے ایسے کلام کو جو بظاہر خلاف شرع ہو ٹیڑھا ہے یا مکدر جھاگ سے اور عاشق یا اُسکے کلام کے باطنی مفہوم کو دریائے صاف سے تشبیہ دیگئی ہے۔ یعنے وہ مکدر جھاگ (مثلاً کلمۂ کفر) جو دریائے صاف یعنے عاشق الٰہی کی زبان سے نکلا ہے اُسے فی الواقع مکدر نسمجھ بلکہ اصل صاف (عاشق کے دل یا باطنی مفہوم) نے اُس فرع یعنے جھاگ کو بھی صاف کر دیا ہے۔ گو تجھے وہ جھاگ مکدر نظر آرہا ہے مگر فی الواقع باطنی آنکھون والون کو اُس سے نور یقین حاصل ہوتا ہے جو مثال کفر کی ہے وہی کژ کی سمجھنی چاہیے کیونکہ کفر اور کژ مین کچھ فرق نہین۔ اِس مثال کو ہم گزشتہ شعر مین بیان کر چکے ہین۔

آن کفش را صافی و محقوق دان	ہمچو دشنام لب معشوق دان
ترجمہ جھاگ کو تو صافی و محقوق جان	شکل دشنام لب معشوق جان

شرح محقوق۔ بمعنے لایق و مقبول و برحق ہے یعنے اے مخاطب اُس مکدر جھاگ کو مقبول اور برحق خیال کر یا ایسے کلام کو جو بظاہر خلاف شرع ہو کسی معشوق کے مُنہ کی گالی سمجھ جو ظاہر مین گالی ہے مگر باطن عاشق مین نہایت با لطیف اور شیرین ہے معشوق کی گالیون کے مزے عاشق ہی کا دل جانتا ہے۔ اسیطرح کلمات اولیاء اللہ کا لطف اُنہین کو آتا ہے جو خود بھی تھوڑا بہت عشق الٰہی رکھتے ہین

گشت این دشنام نا مطلوب او	خوش ز بہر عارض محبوب او
ترجمہ ہے لب معشوق کی گالی عزیز	اُسکے چہرہ کے سبب سارے با تمیز

شرح ضمیر او دونو مصرعون مین اگر عاشق کی طرف راجع ہے تو یہ معنے ہین کہ گالی جو نامرغوب عاشق تھی عاشقِ عارض محبوب ہونے کے سبب اُسے مرغوب ہو گئی ہے کیونکہ وہ حسین ہے اور عارض خوب بصورت رکھتا ہے اسیلئے حسین کی ہر ادا پیاری ہے اور اگر دونو ضمیرین معشوق کی طرف ہین تو یہ مطلب ہے کہ معشوق کے مُنہ سے جو نامرغوب گالی نکلتی ہے۔ یہ اُسکے عارض محبوب اور روئے حسین کے سبب عشاق کے نزدیک شیرین ہو گئی ہے ع تیری گالی مین بھی مٹھائی ہے۔ ہا ہمنے کس کس مزے سے کھائی ہے۔

از شکر گر شکل نانے می پزی	طعم قند آید نہ نان چون می مزی
ترجمہ روٹی شکر کی پکائے تو اگر	لطف قند آئیگا اُسمین سربسر

شرح لغت مین مزیدن بمعنے مکیدن ہے یعنے چوسنا۔ مطلب یہ کہ اگر تو شکر کو روٹی کی شکل بنا کر

پکالیگا (جیساکہ اکثر باورچی مصری کی روٹی پکالیتے ہین) تو کہاتے وقت قند کا مزا آئیگا روٹی کا مزا ہرگز نہ آئیگا۔ کیونکہ اُس روٹی کا خمیر صرف شکر ہی شکر ہے آٹا یا میدہ اُسمین نہین ملا۔ اِسیطرح عاشقان الٰہی کا وجود گو لباس بشریت مین ہے مگر فی الواقع محبت آلٰہی کی مجسم شکر ہے اُنکے مُنہ سے جو کلمات نکلتے ہین وہ عشق و محبت کی شکر ہوتے ہین اور اُنسے محبت الٰہی کا مزا آتا ہے۔ روٹی کا مزا نہین آتا۔ یعنے اُنکے کلماتِ کفر فی الواقع کفر نہین ہوتے۔ یہ مضمون سابق کی دوسری تمثیل ہے۔

	گربتِ زرین بیابد مومنے	کے ہلد او را پئے سجدہ کنے
ترجمہ	سونے کا بُت پائے مومن کو اگر	توڑ دیگا نقش بُت کو سربسر

شرح۔ یعنے اگر مومن کو کہین سے سونے کا بُت ملجائے تو اُسے کسی سجدہ کرنے والے یعنے بُت پرست کے لیئے ہرگز نہ چھوڑیگا۔ بلکہ توڑ ڈالیگا۔ بعض نسخون مین یہ شعر اسطرح ہے + گر بیابد مومنے زرین وثن ٭ کے ہلد آنرا برائے ہر شمن ٭ وثن بُت کو اور شمن بُت پرست کو کہتے ہین مطلب دونوں کا ایک ہے

	بلکہ گیرد اندر آتش افگند	صورت عاریتش را بر کند
ترجمہ	بلکہ اُسکو چولھے مین جھوکے گا وہ	شکل صورت سب مٹا ڈالے گا وہ

شرح۔ یعنے مومن اُس سونے کی بت کو آگ مین ڈالدے گا اور اُسکی ظاہری صورت کو بگاڑ دیگا بعض نسخون مین برکند جگہ بشکند ہے اور مطلب دونون نسخون کا ایک ہے۔

	تا نماند بر ذہب نقش وثن	چونکہ صورت مانع ست و راہزن
ترجمہ	تا نہ سونے پر رہے شکل وثن	کیونکہ صورت ہے بتون کی راہزن

شرح یعنے مومن اسلیئے اُس سونے کے بُت کو آگ مین ڈالدیگا تاکہ سونے پر بُت کی صورت باقی نہ رہے کیونکہ صورت مانع عبادت آلٰہی اور راہِ سلوک مین ایک قزاق کی مانند ہے۔ صورت پرست عاشق معنے ہرگز نہین ہوسکتا۔ بلکہ صورت پرستی کرتے کرتے خدا پرستی سے محروم رہکر مرجاتا ہے۔

	ذات زرّش دادِ ربّانیّت ست	نقشِ بُت بر نقدِ زر عاریّت ست
ترجمہ	دادِ ربّانی ہے بیشک ذاتِ زر	شکل بُت اک عاریت ہے سربسر

شرح یعنے سونے کے بُت مین سونے کی ذات عطائے ربانی ہے اسمین ایجاد بشر کو کچھ دخل نہین البتہ صورت بُت مصنوعات خلق مین سے ہے اسکو مٹا دینا چاہیئے۔ اسیطرح اولیاء اللہ کے ظاہری کلمات کو چھوڑکر معنے کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔ یہ اُسی مضمون کی تیسری تمثیل ہے اور چارون شعر بطور قطعہ بند ہین۔ اور سب کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر چیز کی ظاہری صورت کو چھوڑکر اُسکے حقیقی معنون پر غور کرنا چاہیئے

بہر کیکے تو گلیمے را مسوز
وز صداعے ہر مگس مگذار روز

ترجمہ: پسوون کے ڈر سے گدڑی کو نہ چھوڑ — مکھیون کے ڈر سے روزی کو نہ چھوڑ

شرح کیک پسو کو کہتے ہین اور لفظ روز یا تو بمعنے یوم ہے یعنے دن۔ یا مخفف روزی ہے بمعنے طعام یعنے ایخاطب تو پسوون کے خوف سے اپنی گدڑی کو نہ جلا۔ اور مکھیون کی بہن بہناہٹ کے ڈر سے دن کو چھوڑکر رات کا طالب نہ بن کیونکہ دن نہوگا تو خلقت تباہ ہوجائیگی۔ یا یہ کہ مکھیون کے خوف سے روزی کو نہ چھوڑ ورنہ بھوکا مرجائیگا۔ مطلب یہ کہ اولیاء اللہ کے بعض ایسے کلمات کے باعث جو لفظاً برخلاف شرع ہون اُنکے معانی اور پوشیدہ مطالب کو ترک نہ کر کیونکہ معانی گلیم اور روزی کے مانند ہین اور ظاہری الفاظ پسو اور مکھی کے مانند گدڑی یا روزی کو پسو یا مکھی کے خوف سے چھوڑ دینا خلاف عقل ہے۔ یہ اُسی مضمون کی چوتھی تمثیل ہے۔ جسکے یہ معنے ہین کہ اولیاء اللہ کے کلمات کو چھوڑکر اُنکے معنو پر غور کرنا چاہیئے۔

بُت پرستی گر بمانی در صُور
صورتش بگذار و در معنی نگر

ترجمہ: بُت پرستی عشق صورت ہے ضرور — چھوڑ صورت دیکھہ معنی پر شعور

شرح بُت پرستی مین یائے خطاب ہے۔ یعنے ایخاطب اگر تو صورتون کی محبت مین اُلجھا رہگیا تو یہ سمجھ کہ تو بُت پرست ہے اسلیئے بُت کی صورت کا عشق چھوڑ دے اور عشق حقیقی چاہتا ہے تو معنے کو طلب کر جسکا نام عشق الٰہی ہے نکتہ اِس سے یہ بہی نکلتا ہے کہ اولیاء اللہ کے زبان سے جو الفاظ نکلتے ہین اُنکی صورت کو نہ دیکھہ بلکہ معنے پر نگاہ ڈال۔ اسوقت کلمات کفر عین دین ثابت ہونگے۔

مرد حجی ہمرہِ حاجی طلب
خواہ ہندو خواہ ترک و یا عرب

ترجمہ: ساتھ لے حاجی کو راہِ حج مین تو — ترک ہو یا ہو عرب اے نیک خو

شرح یعنے اگر تو مرد حج ہے رحج کرنیکا ارادہ رکھتا ہے) تو کسی ایسے ہمراہی کو ڈھونڈ جو خود حاجی ہو خواہ وہ ہند کا رہنے والا ہو خواہ ترک کا۔ یا عرب کا بعض نسخون مین مرد حجی کی جگہ مرد حاجی ہے۔ اِس صورت مین لفظ حاجی مین یائے خطاب ہے کیونکہ عربی مین حاج بلا یائے تحتانی حاجی کو کہتے ہین اور ہمرہِ حاجی بیائے مجہول بمعنے رفیق سفر ہے۔ اس شعر کا مطلب آیندہ دو شعرون کے بعد نکلیگا۔

منگر اندر نقش و اندر رنگ او
بنگر اندر عزم و در آہنگ او

ترجمہ: کون کہتا ہے کہ نقش و رنگ دیکھہ — عزم اُسکا دیکھہ اور آہنگ دیکھہ

شرح یعنے تو اُس رفیق سفر حج کی ظاہری صورت اور رنگ کو نہ دیکھہ بلکہ اُسکے ارادے اور قصد پر نگاہ ڈال۔ جبکہ وہ تیرے ساتھ ارادہ مین شریک ہے تو تیرا اور رفیق ہے صورت اور رنگ مین خلاف ہے تو ہوا کرے

	گر سیاہست او ہم آہنگ تواست	تو سفیدش خوان کہ ہمرنگ تواست
ترجمہ	کوئی کالا بھی جو ہم آہنگ ہے	اُسکو گورا جان وہ ہمرنگ ہے

شرح یعنے اگرچہ تیرا رفیق سفر جو سیاہ رنگ کا ہے اور تو سفید رنگ کا لیکن جبکہ وہ تیرے ارادے مین شریک ہے تو اُسکو تو سفید ہی کا رنگ کا خیال کر کیونکہ وہ معنوی طریقہ سے تیرا ہمرنگ ہے۔ ظاہری رنگ کا اختلاف اعتبار کے قابل نہین ہوتا۔ بلکہ ہر حالت مین معنی کو معتبر سمجھنا چاہیئے۔ اسیطرح اولیاء اللہ کی زبان سے نکلے ہوئے کلمات کے معنون پر غور کرنا لازم ہے۔ ظاہری الفاظ خلاف شرع ہون تو ہوا کرین یہ اُسی مضمون کی پانچوین تمثیل ہے۔ اور ان تمثیلات کا مطلب کئی جگہ مفصل طور پر بیان ہوچکا ہے۔

	این حکایت گفتہ شد زیر و زبر	ہمچو فکر عاشقان بے پا و سر
ترجمہ	لکھی ہے یہ داستان زیر و زبر	مثل فکر عاشقان بے پا و سر

شرح یعنے یہ اعرابی درویش اور خلیفہ بغداد کی حکایت کو زیر و زبر (بلا ترتیب ظاہری) اور فکر عشاق کی طرح بے سر و پا بیان ہوئی ہے کیونکہ اسمین جملہ معترضہ کی طرح بہت سی باتین ایسی بھی لکھی گئیت ہین جو بظاہر حکایت سے کچھ تعلق نہین رکھتین۔ لیکن باعتبار معنی ساری حکایت باسر و پا اور بالکل مرتب ہے یعنے تمام حکایت کا معنوی سلسلہ اول سے آخر تک ایک ہے۔ اور آخر مین جو نتیجہ نکالا گیا ہے وہ جملہ معترضہ وغیرہ کو ملا کر بالکل متحد ہے

	سر ندارد کز ازل بودست پیش	پا ندارد با ابد بودست خویش
ترجمہ	یہ ازل سے پہلے کی ہے یاد رکھہ	ہے ابد سے متصل دل شاد رکھہ

شرح اگر لفظ ندارد کی ضمیر فکر کی طرف راجع ہے تو یہ معنے ہین کہ فکر عاشق ازلی و ابدی ہے کیونکہ عاشق کا فکر ذات و صفات آلہی سے متعلق ہے۔ اور ذات و صفات بیشک ازلی و ابدی ہین۔ اسصورت مین فکر سے مراد فکر متعلق بذات و صفات ہے ورنہ مطلق فکر حادث ہے جو ازلی و ابدی ہرگز نہین ہوسکتا اور اگر ضمیر ندارد حکایت کی طرف راجع ہے تو یہ مطلب ہے کہ یہ حکایت اپنی ابتدا کہین نہین رکھتی کیونکہ یہ ازل سے بھی کچھ پہلے کی بات ہے اور اسیطرح اپنی انتہا کہین نہین رکھتی کیونکہ یہ ابد کے ساتھ خویشی اور پیوستگی رکھتی ہے یعنے یہ کلام فیض رحمانی اور عطائے یزدانی کا عکس ہے۔ اور چونکہ صفات آلہی ازلی و ابدی ہین اسلیئے اس حکایت بلکہ ساری مثنوی کے ازلی و ابدی ہونے مین کچھ کلام نہین رہا۔ نکتہ فکر عاشق یا اس حکایت کے وجود کو ازل سے پہلے مان لینا بطریق مبالغہ ہے کیونکہ ازل سے پہلے کوئی شے موجود نہ تھے اسلیئے بعض نسخون مین کز ازل کی جگہ چون ازل ہے اسصورت مین چون حرف تشبیہ ہے یعنے فکر عاشق یا یہ حکایت ازل کی مانند پہلے ہی سے ہے اسلیئے اسکی ابتدا نہین ہے اور ابد تک رہیگی اسلیئے اسکی انتہا نہین ہے۔ الغرض یہ حکایت طالبین کو قیامت تک فائدہ پہنچاتی رہیگی۔

بلکہ چون آبست و ہر قطرہ ازان — ہم سرست و پا و ہم بے سر و پان

ترجمہ: بلکہ یہ پانی کا قطرہ ہے۔ مگر — باسر و پا ہے اور بے پا و سر

شرح یعنے فکر عاشق یا یہ حکایت باسر و پا بھی ہے اور بے سر و پا بھی یعنے اس اعتبار سے کہ فکر عاشق کے دل سے پیدا ہوا ہے اور یہ حکایت زبان بشر سے حروف اور الفاظ کی ترکیب کے بعد نکلی ہے تو البتہ انکے لیئے ابتدا اور انتہا دونو موجود ہین اور اگر متعلقات فکر یعنے ذات و صفات اور معنے حکایت پر غور کیا جاے تو بیشک نہ انکی ابتدا ہے نہ انتہا۔ اسکی مثال ایسی ہے جیسا کہ پانی کہ اسکا ہر قطرہ بحسب ظاہر سر بھی رکھتا ہے اور پانو بھی۔ اور فی الواقع دونون سے خالی ہے قطرہ مین نہ سر ہے نہ پانو یعنے قطرہ کی ابتدا و انتہا گو بحسب ظاہر معلوم ہوتی ہے مگر فی الواقع قطرہ ایک فانی شے ہے جسکو ابتدا و انتہا سے کچہ تعلق نہین۔ اسیطرح فکر عاشق یا اس حکایت کو خیال کرنا چاہیئے۔

حاش لِلّٰہ این حکایت نیست ہین — نقد حال ما و تست این خوش ببین

ترجمہ: اس حکایت کو کہانی تو نہ جان — نقد حال طالبان ہے مہربان

شرح یعنے یہ حکایت کوئی واقعی قصہ نہین بلکہ ایک فرضی کہانی ہے جو بالکل ہمارے تمہارے حسب حال ہے اور جسپر عمل کرنا نجات کا سیدہا رستہ دکہاتا ہے۔ کیونکہ اصلاح حال سے ہم ضرور نجات پاسکتے ہین۔

پیش ہر صوفی کہ او با فر بود — ہر چہ آن ماضی ست لا یذکر بود

ترجمہ: اُسکے آگے ہو جو صوفی بالیقین — ذکر ماضی کا کبھی آتا نہین

شرح یعنے اعرابی درویش کی یہ حکایت کوئی گزشتہ زمانہ کا قصہ نہین ہے کیونکہ زمانۂ ماضی اور گزشتہ قصے کہانیونکی طرف صوفی متوجہ نہین ہوا کرتا بلکہ اُسکے نزدیک ماضی لا یذکر ہوتی ہے یعنے صوفی گزشتہ زمانے کے قصے کہانیونکو پسند ہی نہین کرتا کیونکہ وہ ہر وقت اصلاح حال کی فکر مین رہتا ہے بدینظر اس حکایت کو صوفی فسانۂ گزشتہ نہ سمجہیگا۔ بافر یعنے حیست و چالاک و ساعی در راہ حق ہے مطلب یہ کہ واقعی صوفیون کے نزدیک یہ حکایت کہانی نہین ہے۔

چون بود فکرش ہمہ مشغول حال — ناید اندر ذہن او فکر محال

ترجمہ:

شرح یعنے چونکہ صوفی کا فکر ہر وقت اپنے حال کی اصلاح مین مشغول رہتا ہے اسلیئے اُسکی ذہن مین فکر محال (گزشتہ قصے کہانیونکا فکر باطل) دخل ہی نہین پاتا۔ صوفی ظاہری حکایتون سے جبتک حصۂ معنوی حاصل نہو بیشک متنفر رہتا ہے

ہم عرب ما ہم سبو ما ہم مَلِک — جملہ ما یُؤفَکُ عَنہُ مَن اُفِک

ترجمہ: ہم عرب ہین ہم سبو ہم بادشاہ — جو پہرے اس سے وہ ہے گم کردہ راہ

شرح یہان سے نقد حال ما و تست کی تفسیر شروع ہوی ہے یعنے ہم عرب بہی ہین او سبو بہی اور بادشاہ بہی یہ سب

کچھ ہم اپنی ہی ذات مین مشاہدہ کر رہے ہین ہمارے اس قول سے وہی لوگ منحرف ہونگے۔ جو فی الواقع ہدایت اور حقیقت حال سے منجانب اللہ پھیرے گئے اور فہم معانی سے روز ازل مین روگردان کیے گئے ہین یعنے اُسپر وہی معترض ہونگے جو گمراہ ہین اس آیت سے مضمون آیت کی طرف اشارہ نہین ہے بلکہ فقط یہ بات ظاہر کرتی ہے کہ ہمارے اس دعوے کا انکار ایسا ہے جیسا کہ کفار کو انبیاء علیہم السلام کے مبعوث اور پیغمبر ہونے کا انکار تھا۔

	عقل راشو دان وزن راہین نفس و طمع	این دو ظلمانی و منکر عقل شمع
ترجمہ	عقل شوہر اور زن ہے نفس و طمع	دونوں ہین تاریک اور ہے عقل شمع

شرح یعنے بطور معنوی خاوند یعنے مرد عرب سے عقل اور عورت سے نفس اَمّارہ اور طبیعت حیوانی ہیولے سے بدن پانی سے علم و عمل اور ملک سے بادشاہ حقیقی مراد ہے نفس اور طبع دونو ظلمانی اور منکر نعمت الٰہی ہین منکر بفتح الکاف پڑھا جائے تو بمعنے بد و زشت ہے اور عقل مانند شمع ہے یہ اُس صورت مین ہے کہ عقل کو بلا اضافت مبتدا اور شمع کو اسکی خبر مانا جائے اور اگر مع اضافت ہے تو اضافت مشبہ کی مشبہ بہ کی طرف ہے مگر اسصورت مین مُنکر کی اضافت عقل کی جانب ضرور ہوگی۔ یعنے نفس اور طبع دونو ظلمانی اور منکر شمع عقل ہین بعض نسخون مین طبع کی جگہ طمع ہے اور طمع سے حرص دنیوی مراد ہے۔ جو سراسر تاریک اور نور عقل کی منکر ہے اور اپنے آگے عقل کو تاریک سمجھتی ہے۔

	بشنو اکنون اصل انکار از چہ خاست	زانکہ کل را گونہ گونہ جزو ہاست
ترجمہ	اصل انکار اب سمجھنی چاہیئے	گونہ گونہ جزو ہین کل کے لیئے

شرح اس شعر مین ایک شبہ کا جواب ہے یعنے معترض یہ کہتا ہے کہ تمہارے مقولہ کے موافق جبکہ حقیقت انسانی ایک ہے تو افراد انسانی مین اختلاف کیون ہے یا یہ کہ جب انسان ذات واحد ہے تو اسکو نفس ظلمانی اور عقل نورانی کیون دیگئی ہے کیونکہ یہ دونو صفتین آپسمین مختلف ہین۔ حالانکہ انسان کو ذات واحد مانا گیا ہے۔ اسکا جواب دوسرا مصرع ہے یعنے یہ اختلاف اسلیئے ہے کہ کل کے لیے طرح طرح کے جزو ہین۔ یعنے ذات مطلق کے لیئے اسما و صفات مختلفہ ہین۔ کیونکہ کل سے مراد مرتبہ ذات ہے اور گونہ گونہ جزو سے مرتبہ اسما و صفات لیکن چونکہ عالم اور آدم مظہر اسما و صفات مختلفہ ہے اسلیئے اسمین اختلاف ضروریات سے ہے اسلیئے کہ ظاہر کی مختلف تاثیر مظاہر مین لابدی ہے جو شخص مظہر اسم مضل ہے۔ وہ گمراہ ہے اور جو مظہر ہادی ہے۔ وہ مؤمن ہے اسیطرح عقل مظہر اسم نور ہے اور نفس مظہر اسم مضل۔ پس تو اس اختلاف کی وجہ اختلاف تاثیر اسما و صفات ہے۔

	جزو کل نے جزو ہا نسبت بکل	نے چو بوئے گل کہ باشد جزو گل
ترجمہ	جزو ہین لیکن نہین ہین جزو کل	وہ نہین ہین جیسے بو ہو جزو گل

شرح یہ ایک اور اعتراض کا جواب ہے۔ معترض یہ کہتا ہے کہ اس سے پہلے شعر مین ذات کو کل اور ہمارا د

وصفات کو جزقرار دیا تہا اس سے ایک اور شبہ پڑا وہ یہ کہ کل ناقص اور اجزا کا محتاج ہوتا ہے۔ کیونکہ کل اُسیکو کہتے ہین جو
بہت سے اجزا سے مرکب ہو۔ اور جب ذات کو کل کہا تو معلوم ہوا کہ ذات بہی اجزائے اسما وصفات سے مرکب ہے حالانکہ
یہ غلط اور محض باطل ہے اسد تعالے مرکب ہونے سے پاک ہے اسکے جواب مین مولانا یہ فرماتے ہین کہ ہمنے جو اسما وصفات
کو جزو اور ذات کو کل کہا ہے اس سے وہ اجزا مراد نہین ہین جو کل کی طرف منسوب ہوا کرتے ہین مطلب یہ کہ لفظ کل سے
ہماری مراد کل حقیقی یا کل ترکیبی نہین ہے جو حقیقی اجزا سے مرکب ہوتا ہے جسطرح گل کہ بو گل سے مرکب ہے اگر بو نہو تو
گو اُسے بحسب صورت گل کہدینگے مگر وہ فی الواقع گل نہین ہے۔ لفظ کل سے کل حقیقی یا اعتباری مراد نہ لینے کی یہ وجہ ہے کہ
مرتبۂ ذات اسما وصفات سے مرکب نہین تا کہ وہ کل بنجائے اور یہ اسکے اجزا حقیقی ہون۔ بلکہ ہماری مراد کل و جزو سے
کل اعتباری اور جزو اعتباری ہے۔ چونکہ ذات حق سبحانہ وتعالے وجود مطلق اور موجود برحق ہے اور مبدا اسما وصفات ہے
اور تمام عالم اُسکا مظہر ہے اس اعتبار سے اُسکو کل کہدیا گیا ہے اور چونکہ ممکنات کا ہر جزو اور اسماء وصفات اُسکے فیضان
کے محتاج ہین اسلیئے انکو جزو کہا ہے۔ **فائدہ** کل حقیقی یا ترکیبی اُس کل کو کہتے ہین جو فی الواقع اجزائے حقیقی
سے مرکب ہو۔ چنانچہ اس شعر کا دوسرا مصرع کل حقیقی کی تمثیل ہے۔ اور کل اعتباری وہ ہے جو حقیقی اجزاء سے
مرکب نہو بلکہ اُسکے اجزاء فرض کر لیے گئے ہون اسکی مثال آئندہ شعر مین ہے۔

	لطف سبزہ جزو لطف گل بود		**بانگ قمری جزو آن بلبل بود**
ترجمہ	لطف سبزہ جزو گل ہے اے حبیب		بانگ قمری جزو بانگ عندلیب

شرح اس شعر مین کل اور جزو اعتباری کی تمثیل ہے یعنے ذات کا کل اور اسما وصفات کا جزو ہونا ایسا ہے
جیسا کہ لطافت سبزہ کہ باعتبار لطافت گل اُسکا جزو ہے اور علے ہذا القیاس بانگ قمری کہ باعتبار لطافت بانگ
عندلیب کا جزو ہے یعنے چونکہ گل تمام نباتات مین نازک اور خوبصورت ہے تو اسکی لطافت کے اعتبار سے اور نباتات
کی لطافت کو اُسکا جز کہدیا کرتے ہین اور بلبل ہزار داستان چونکہ اور پرندون مین نہایت خوش آواز ہے اسلیئے
قمری وغیرہ کی آواز کو اُسکا جزو کہدیتے ہین۔ اور یہ کلیت اور جزئیت فرضی اور اعتباری ہے۔ علے ہذا القیاس ذات
اور اسما کی کلیت اور جزئیت اعتباری ہے۔ اسلیئے معترض کا اعتراض بالکل ساقط ہے کیونکہ کل جو اجزا کا محتاج اور
بغیر اجزا کے ناقص رہتا ہے وہ کل حقیقی ہے۔ کل اعتباری کو اجزا حقیقی سے کچہ علاقہ نہین ہوتا۔

	گر شوم مشغول اشکال وجواب		**تشنگان را کے توانم داد آب**
ترجمہ	گر رہون مشغول اشکال وجواب		دے سکونگا کسطرح پیاسونکو آب

شرح یہ معترض کی تسلی کے لیئے مولانا کا مقولہ ہے۔ اشکال بمعنے ازالۂ مشکلات ہے اور آب سے مراد آب توحید و
عرفان ہے یعنے مولانا فرماتے ہین کہ اگر مین معترضین کے اعتراضات کا جواب اور مشکلات کا ازالہ کرتا رہون تو پیاسونکو

اسرار عرفان کا بانی کیونکر دے سکونگا۔ یہان سے یہ بات نکلتی ہے کہ اگر گزشتہ جواب سے معترض کے تشفی نہین ہوی تو وہ ہمارے اسرار کو سنے اور ذوق و شوق معرفت او تصفیۂ قلب پیدا کرے اور چند روز مجاہدات پر صبر کرے اسکے شکوک خود بخود مٹجاینگے اور معرفت کا رستہ ضرور ملجائے گا کیونکہ ع شوق در ہر دل کہ باشد رہبرے درکارنیست

	مصرعِ ثانی	مصرعِ اول
	صبر کن کالصبر مفتاح الفرج	ور تو اشکالی بکلی و حرج
ترجمہ	صبر کر ہے صبر مفتاح الفرج	اب ہی گر ہیں اشکال و حرج

شرح یہان اشکال بمعنے اعتراض ہے اور لفظ حرج اشکال پر معطوف۔ یعنے اگر تو سراپا اعتراض اور اپنے نفس کے لیے مجسم حرج اور باعث تنگی سینہ ہے یا شکوک کے جنجال مین پہنسا ہوا ہے تو چپکا بیٹھا رہ اور ریاضت پر صبر کر کیونکہ حسب مضمون حدیث شریف صبر کشایش اور آسانی کی کنجی ہے۔ اس سے سب مشکلین حل ہوجاتے ہین۔

	مصرعِ ثانی	مصرعِ اول
	زانکہ شیر انند درین بیشہ ہا	احتما کن احتما ز اندیشہ ہا
ترجمہ	رہتے ہین اس بن مین۔ اس جنگل مین شیر	خوف کر پرہیز کر مت ہو دلیر

شرح احتما بمعنے پرہیز ہے یعنے انجناب اندیشہائے باطل اور خیالات فاسد سے سخت پرہیز کر کیونکہ فکر اور اندیشہائے باطل کے جنگلون مین خطرات نفسانی اور وسوسۂ شیطانی کے شیر رہتے ہین۔ بعض نسخون مین فکر شیر و گور دہا بیشہ ہاست یعنے ایک فکر موصل الی اللہ ہے وہ شیر ہے اور ایک موصل الی الغیر ہے وہ گورخر ہے۔ حاصل یہ کہ اندیشہ اور فکر سے پرہیز کر اور منتظر رحمت رہ کیونکہ بعض فکر مانند گورخر ہین جنسے معارف کا شکار نہین ہوتا۔ شاید تیرا فکر بہی ایسا ہی ہو اسلئے پرہیز ضرور ہے۔ بعض نے شیر سے خطرات نفسانی اور گورخر سے معارف مراد لیئے ہین اسلئے اندیشہ اور خطرات سے بچنا ضرور ہے۔ کیونکہ اندیشہ بمنزلہ شیر ہے اور جس جنگل مین شیر ہوتا ہے وہان اور شکار نہین جاتا اسلئے جبتک خطرات کا بنتہ بلبشہ دلمین رہیگا گور معرفت اس جنگل مین نہ آئیگا۔ بعض نے فکر شیر کور دہا بیشہ ہا کہا ہے کور بمعنے نابینا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ نابینا شیر سے شکار نہین ہوسکتا۔

	مصرعِ ثانی	مصرعِ اول
	زانکہ خاریدن فزونی گرست	احتما بر دوا ہا سرورست
ترجمہ	کان کہجلانے سے بڑہتی ہے کری	صبر کر پرہیز کو ہے سروری

شرح یعنے پرہیز کرنا دوا کرنے سے بہتر ہے۔ کیونکہ اکثر دیکہا گیا کہ کان کے کہجاڑانے سے بہرا پن زیادہ ہوجاتا ہے۔

	مصرعِ ثانی	مصرعِ اول
	احتما کن قوت جانت بہ بین	احتما اصل دوا آمد یقین
ترجمہ	قوت جانکو بڑہاتی ہے یہ شے	بالیقین اصل دوا پرہیز ہے

شرح یعنے پرہیز کرنا اصل دوا ہے تو خیال باطل سے پرہیز کرکے دیکہہ لے کہ روحانی قوت کسقدر بڑہ جاتی ہے۔ کیونکہ جب آدمی کے دلمین باطل خیالات جاگزین نہین ہوتے تو روشن ضمیری حاصل ہوجاتی ہے۔

قابل این گفتہ ہا شو گوش دار	تا کہ از زر سازمت من گوشوار
ترجمہ: سن لے اُن نکتون کو نادان کان کہہ	گوشوارے زر کے ہین یہ دہیان رکہہ

شرح بعض نسخون مین گفتہ ہا کی جگہ نکتہ ہا ہے اور پہلے مصرع مین یا تو گوش دار بمعنے لشنو ہے یا گوشوار بمعنے مانند گوش ہے اور دوسرے مین گوشوار بمعنے گوشوارہ یعنے حلقۂ گوش ہے جسکو اُردو مین کانکی بالی کہتے ہین۔ اور شنونے کا گوشوارہ بنا دینے سے نکتہائے معرفت کا سنانا مراد ہے جس سے گوش دل کی زینت متصور ہے مولانا فرماتے ہین کہ اے مخاطبان نکتون کو قبولیت کے کانون سے سن یا کانون کی طرح ان باتون کو شکر قبول کرلے مین تیرے سونے (نکتہائے معرفت) کا گوشوارہ بنائے دیتا ہون۔

گوشوارہ چہ کہ کان زر شوی	تا بماہ و تا ثریا بر شوی
ترجمہ: گوشوارہ کیا ہے کان زر ہو تو	چاند اور تارون سے کچہ برتر ہو تو

شرح یعنے لے مخاطب اگر تو معرفت کے نکتون کو شکر قبول کرلیگا تو تیرے کانون مین سونیکا گوشوارہ پڑنا کیسا تو خود سونے کے کان بنجائیگا۔ اور تیرا مرتبہ چاند اور ثریا سے برتر ہوجائیگا۔ بعض نسخون مین پہلا مصرع حلقہ در گوش مہ زرگر شوی ہے مہ بمعنے محبوب۔ زرگر کی صفت مقدم ہے اور زرگر سے مراد مرشد کامل ہے۔ یعنے اگر تو ہمارے نکتون کو قبول کرلیگا تو مرشد کی کان کی بالی بنجائیگا یعنے مرشدان کامل تجکو پسند اور قبول کرینگے اور تیرا مرتبہ قمر اور ثریا سے بالاتر ہوجائیگا۔ یعنے تجہے درجات عالیہ میسر آجائینگے۔

اولا بشنو کہ خلق مختلف	مختلف جانند از یا تا الف
ترجمہ: پہلے یہ سن لے کہ خلق مختلف	مختلف ہے یے سے لیکر تا الف

شرح مولانا قدس سرہٗ اصل اختلاف کو جو اسماء و صفات یعنے ظاہر مین تہا بیان کرنے کے بعد اب مظاہر کا اختلاف بیان کرتے ہین۔ دوسرے مصرع مین مختلف جان کے یہ معنے ہین کہ روح گو باعتبار حقیقت اور امر ربی ہونے کے سبب مین یکسان ہے لیکن اسمار کی تاثیر کے اختلاف کے باعث یہ بہی باعتبار قبول اثر مختلف ہوگئی ہے اور از یا تا الف مین یا سے عالم شہادت یعنے دنیا اور الف سے حضرت احدیت مراد ہے کیونکہ صوفیون کے نزدیک مراتب کی ترقی دنیا کی جانب سے ہوتی ہے۔ اور اس سے از ابتدا تا انتہا مراد ہے۔ یعنے اے مخاطب اول اس بات کو سن کہ جسطرح مخلوق کی صورتین مختلف ہین اسیطرح ابتدا سے لیکر انتہا تک روحین بہی مختلف ہین اور یہ اختلاف ایسا ہے جیسا کہ الف بے تے کے حرفون مین کہ ایک وجہ سے سب کے سب مختلف ہین اور ایک وجہ سے متحد ہیں اسکی شرح آیندہ شعر مین موجود ہے جس سے ناظرین کو صاف طور پر معلوم ہوجائے گا کہ الف بے تے مین کس وجہ اختلاف اور کس وجہ اتحاد کیون ہے۔

در حروفِ مختلف شور و شکے ست — گرچہ از یک رو ز سر تا پا یکے ست

ترجمہ: مختلف حرفون مین شور و شک ہے لیک — گرچہ اک صورت سے سب کے سب ہین ایک

شرح یعنے تمام مختلف حرفون مین شور (ضد) اور شک (عدم مشابہت تامہ) موجود ہے اگرچہ ایک اعتبار سے سب کے سب حروف ایک ہی چیز ہین کیونکہ تمام حروف کے اصل نقطہ ہے سب حرف نقطے سے مرکب ہوے ہین نقطہ تمام حروف مین یکسان پایا جاتا ہے۔ اسیطرح مخلوق باعتبار طاعت و عصیان مختلف ہے۔ اور باعتبار خلقت متحد اور سب کی اصل وحدت ہے جو نقطہ کی طرح تمام موجودات مین سرایت کر رہی ہے۔

از یکے رو ضد و یک رو متحد — از یکے رو ہزل و از یک رو ہمی جد

ترجمہ: اک سبب سے ضد ہین اک سے متحد — اک جہت سے ہزل ہین اور اک سے جد

شرح یعنے تمام کلمات جو حروف سے مرکب ہین ایک اعتبار سے ایک دوسرے کی ضد ہین وہ ترکیبی اعتبار سے ہے مثلاً لفظ خارج لفظ داخل کی ضد ہے اور ایک اعتبار سے متحد ہین۔ وہ اعتبار نقطہ ہے علے ہذا القیاس کلام ہزل اور کلام مہذب و متین کو سمجھنا چاہیئے کہ وہی حروف ایک ترکیب مین اگر ہزل کے معنے دیتے ہین۔ اور ایک ترکیب مین جد کے۔ اصل دیکھیئے تو ایک ہے۔ اسیطرح مخلوق کا اختلاف ہے کہ باعتبار تعین تمام موجودات مختلف ہین اور باعتبار اصل سب متحد جسطرح حروف باعتبار نقطہ متحد و باعتبار ترکیب مختلف ہین یہی حال مخلوق کا سمجھنا چاہیئے

پس قیامت روز عرض اکبر ست — عرض او خواہد کہ با زیب و فر ست

ترجمہ: پس قیامت ہے بڑی پیشی کا دن — نیک ہی جائینگے پیشِ ممتحن

شرح یہ شعر لفظ اولا سے متعلق ہے اور لفظ پس۔ گویا بمعنے ثانیاً ہے۔ یعنے اول تو نے یہ تو سُن لیا کہ مخلوق دنیا مختلف ہوگئی ہے۔ اب ثانیاً یہ بھی سُن لے کہ جسطرح دنیا مین مخلوق کا حال مختلف ہے اسیطرح بروز قیامت بھی جو بہت بڑی پیشی کا دن ہے انمین باہم اختلاف رہیگا۔ قرآن مجید کی آیت ہے یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہٌ وَّ تَسْوَدُّ وُجُوْہٌ یعنے قیامت کے بہت سے مُنہ سفید اور روشن ہونگے اور بہت سے مُنہ سیاہ ہو جاینگے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رض سے مروی ہے کہ سفید مُنہ والے اہل سنت والجماعت ہین اور سیاہ مُنہ اہل بدعت و ضلالت دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالے کے روبرو پیش ہونا وہی شخص پسند کریگا جو اعمال صالحہ سے مزین ہوگا گنہگار خجالت کے باعث مُنہ دکہانے کے قابل نہ ہونگے۔

ہر کہ چون ہندو بد و سودائی ست — روز عرضش نوبت رسوائی ست

ترجمہ: اور جو تیرہ فام ہے سودائی ہے — حشر مین اسکی بڑی رسوائی ہے

شرح فارسی مین یائے نسبت کی طرح واو بھی نسبت کے لیے آتا ہے چنانچہ ہندو بمعنے ہندی ہے یعنے

ساکن ہند۔ چونکہ ہند کے رہنے والے سیاہ فام ہوتے ہین اسیلئے اس شعر مین کفار و فساق کی باطنی سیاہی کو سمجہانے کے لیے ہندی کے ظاہری رنگ سیاہ سے تشبیہ دیگئی ہے سودائی منسوب بہ سودا یعنے سیاہ رنگ مطلب یہ کہ جس شخص کا باطن کفر و عصیان کی تاریکی سے ایسا سیاہ ہوگا جیسا کہ ہندوستانی کا رنگ ہوتا ہے یا جو باعتبار سیاہ باطنی ہندی کے ظاہری رنگ کی مانند بد اور سیہ فام ہے قیامت کا دن اسکی تشہیر اور رسوائی کا دن ہے ایسے شخص کو اسدن گویا نوبت بجا کو رسوا کیا جائے گا ایمان والون مین سب سے زیادہ رسوائی حق العباد کے متعلق ہوگی کیونکہ صحیح حدیث مین ہے کہ شہید کے سب گناہ معاف ہو جاتے ہین مگر حقوق العباد معاف نہین ہوتے اور ثفیان ثوری کا قول ہے کہ بڑے بڑے ستر گناہون مین سے حق العباد قبیح تر گناہ ہے۔ افسوس اس زمانہ مین بڑے بڑے نام کے علما اور صوفی حق العباد کی ذرا بہی رعایت نہین رکہتے۔ اور حدیث کے اس مضمون پر غور نہین کرتے کہ کسیکے حق کا ایک درم رہجائیگا تو بڑی بیشی کے دن چالیس وقت کی مقبول نمازین صاحب حق کو دلوا دیجائینگی۔ اللہم احفظنا عن اتلاف حقوق العباد یا خدا تو ہمین لوگون کی حق تلفی سے بچا۔

	چون ندارد روئے ہمچون آفتاب	اونخواہد جز شبے ہمچون نقاب
ترجمہ	چہرہ جس جس کا نہوگا آفتاب	چاہیے گا وہ رات کی منہ پر نقاب

شرح یعنے چونکہ کفار سیاہ باطن ہونیکے باعث قیامت کے دن آفتاب کی مانند روئے روشن نہ رکہینگے بلکہ دل کی طرح اُنکے منہ بہی کالے ہو جائینگے اسیلئے وہ بجز ایسے رات کے جو نقاب کی طرح اُنکے گناہون کو ڈہانک لے اور رسوائیون کو چہپائے رکہے اور کسی چیز کو نہ چاہینگے نکتہ رات سے مراد دنیا ہے جو کافرون کو نہایت محبوب ہے کیونکہ انکے رسوائیون کو ڈہانک رکہا ہے جو محشر کے دن بہری محفل مین ظاہر ہونگی۔

	برگ یک گل چون ندارد خار او	شد بہاران دشمن اسرار او
ترجمہ	ایک بہی پتی نہو تو گل ہے خار	ایسے نارکارے کی دشمن ہے بہار

شرح برگ گل سے عمل صالح اور خار سے خار وجود اور بہاران سے روز قیامت اور اسرار سے چہپے ہوئے گناہ مراد ہین۔ یعنے چونکہ ہر کافر فاسق کا خار وجود ایک بہی عمل نیک نہین رکہتا اسیلئے بہار یعنے یوم حشر اُسکے اسرار کا دشمن ہے یعنے اسدن اُسکے چہپے ہوئے گناہ ظاہر ہو جائینگے۔ جو اُسکی رسوائی کا سبب ہونگے چونکہ بہار پتیون اور پہل پہولون کے سبب درختون کو نئی زندگانی دیتی ہے اور علے ہذا القیاس روز محشر بہی نئی زندگی دیگا اسلیئے اسے بہار کہا گیا اور یہ ظاہر ہے کہ بہار خار کے عیوب ظاہر کرنے کے سبب اُسکے دشمن ہے یعنے جب تمام درختون مین پتے اور پہل پہول آجاتی ہین تو بہار خار کو مردود کرکے اپنے تاثیر سے محروم رکہتی ہے مطلب یہ کہ جسطرح بہار سبزی کو محبوب اور کانٹے کو مردود کر دیتی ہے اسیطرح یوم حشر خار وجود کفار کو مردود اور رسوا کر دیگا اور مومنین کو

تر و تازہ رکھیگا۔ اس دن بہت سے چہرے خوش و خرم اور بہت سے منہ اوداس اور تیر مردہ ہونگے۔

وانکہ سرتا پا گل ست و سوسن ست — پس بہار او را دو چشم روشن ست

ترجمہ — اور جو سرتا پا ہے گل۔ یہ جان لے — چشم روشن ہے بہار اسکے لیے

شرح یعنے جسنے ذات مطلق کے جناب مین سجدے کیے اور ہاتہ و پانوٴ سے نیک عمل کرنے مین کوشش کی بس تو روز محشر اسکے لیئے دو آنکھون کی مانند محبوب ہو جائیگا۔ کیونکہ اسکو اسدن اپنے اعمال نیک کے جزائے خیر ملیگی۔

خار بے معنی خزان خواہد خزان — تا زند پہلوئے خود با گلستان

ترجمہ — خار بمعنے کہ ہے بالکل خزان — ہوگیا ہے یون حریف بوستان

شرح خار سے کفار اور خزان سے دنیا مراد ہے اور پہلو زدن بمعنے مقابلہ کرنا ہے یعنے کفار و گنہگار فقط زندگی دنیا کو محبوب رکھتے ہین۔ تا کہ انکو گلستان معرفت یعنے اولیاء اللہ کے ساتہ مقابلہ اور برابری کرنے کا موقع ملے کیونکہ دنیا مین بصورت ظاہر ولی اور فاسق یکسان ہی معلوم ہوتے ہین مگر چونکہ کفار کو یہ دغدغہ ہے کہ محشر مین ہماری سخت رسوائی ہوگی اسیلئے وہ دنیا ہی کو پسند کرتے ہین اور اپنے آپ کو نیک جانتے ہین چنانچہ یہود کی شان مین یہ آیت موجود ہے۔ قُلْ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ هَادُوا إِن زَعَمْتُمْ الے آخر الآیہ یعنے اے یہود اگر تمہین یہ گمان ہے کہ صرف تمہین خدا کے دوست ہو۔ تو موت کی آرزو کرو۔ (کیونکہ موت وصال حقیقی کا باعث ہے) مگر یہود چونکہ اپنے دعوے مین جہوٹے ہین اسیلئے موت کی تمنا ہرگز نہ کرینگے۔ یہی حال دیگر کافرون کا ہے کہ وہ موت سے بہت ڈرتے ہین

تا بپوشد حسن آن و ننگ این — تا نہ بینی ننگ آن و رنگ این

ترجمہ — تا ہو پنہان اسکا حسن اور اسکا ننگ — تا نہ دیکھین اسکا ننگ اور اسکا رنگ

شرح لفظ بپوشد صیغہ مضارع متعدی ہے اور ضمیر غائب خزان کی طرف راجع ہے یعنے جسطرح موسم خزان مین درخت بارور کا حسن اور خار دار کا ننگ اور اسکا رنگ اور اسکی بدرنگی چہپی رہتی ہے اور خزان دونون کو چہپا لیتی ہے اسیطرح دنیا بہی خزان ہے جسنے اولیاء کی نیکیون اور کفار کی بدیون کو چہپا لیا ہے اسیلئے کفار اسکو دوست رکھتے ہین۔ حاصل یہ کہ دنیا مین سعید اور شقی مخفی ہے۔ البتہ محشر مین ان دونو کی تمیز ہو جائیگی۔

پس خزان او را بہارست و حیات — یک نماید سنگ و یاقوت زکات

ترجمہ — ہے خزان اسکی بہار اے نامور — ایکسان ظاہر ہے یاقوت و حجر

شرح یعنے خار بمعنی (کفار و فساق) کے نزدیک خزان دنیا بہار اور ہمیشہ کی زندگی ہے ایسے لوگ پتہر اور بیش قیمت یاقوت کو یکسان خیال کرتے ہین۔ یعنے انہون نے دنیا و عقبے یا اپنی اور اولیاء اللہ کی ذات کو ایک سمجہ رکہا ہے۔ لفظ زکات (بمعنے پاک کرنا) یاقوت کی صفت ہے اور یہ مصدر بطریق مبالغہ بمعنے مفعول یعنے پاک کردہ شدہ ہے۔

	باغبان ہم داند اورا در خزان	لیک دیدِ یک بہ از دیدِ جہان
ترجمہ	ہے خزان سے اُسکے واقف باغبان	یہ نہین بہتر کہ واقف ہو جہان

شرح اِس شعر مین باغبان سے قطب الاقطاب مراد ہے جسپر حفظ عالم کا مدار ہوتا ہے۔ چنانچہ مولانا جو آگے لفظ یک ارشاد فرماتے ہین اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ باغبان سے قطب الاقطاب ہی مراد ہے۔ کیونکہ قطب اپنے زمانہ مین ایک ہی ہوتا ہے گو بعض نے باغبان سے مطلق ولی اور انسان کامل مراد لیا ہے لیکن آیندہ اشعار کے معنے اُسی حالت مین چسپان ہوتے ہین کہ باغبان سے قطب ہی مراد لیا جائے قطب زمانہ حاکم ہوا کرتا ہے اور دیگر تمام اولیا قطب کے محکوم مطلب شعر یہ ہے کہ قطب زمانہ جسکے تصرف مین تمام گل وخار اور سعید وشقی ہین اُس خار یعنے کافر وفاسق کی خزان دنیا مین خوب جانتا ہے۔ لیکن دنیا مین فقط اُس ایک قطب کا اُسکی شقاوت سے واقف ہونا اِس سے بہتر ہے کہ محشر کے دن تمام جہان دیکھے اور رسوا ہونا پڑے اِس سے یہ نتیجہ نکلا کہ جو قطب تیرے حال سے آگاہ ہے اُسکی طرف رجوع کر اور معاصی سے اُسکے ہاتہ پر توبہ کر۔ ورنہ اب تو ایک ہی شخص یعنے صرف قطب زمانہ واقف ہے اگر تمام اولیاء اللہ واقف ہونے تو دنیا ہی مین رسوائی ہو جاتی قطب چونکہ محافظ عالم ہوتا ہے اسلیئے اُسے عالم کے احوال بطور کشف وبتائید الٰہی ولی سے زیادہ اور مع التفصیل معلوم ہوتے ہین اور ولی بالاجمال واقف ہوتا ہے۔

	خود جہان آن یک کس ست آن ابلہ ست	ہر ستارہ بر فلک جزو مہ ست
ترجمہ	خود جہان وہ ایک رشک ماہ ہے	جزو مہ ہر اختر ذی جاہ ہے

شرح لفظ مہ فارسی مین بمعنے بزرگ وسردار قوم ومخفف ماہ بمعنے چاند ہے یہان پہلے مصرع مین بمعنے سردار ہے اور دوسرے مین بمعنے چاند اسلیئے قافیہ درست ہے اور مطلب شعر یہ ہے کہ قطب زمانہ گو بظاہر ایک شخص ہے مگر باعتبار معنی خود ایک جہان کے مانند ہے اور سارے جہان کا سردار ہے پہر جب قطب زمانہ خود جہان ٹہرا تو کیا اُسکو اپنا حال معلوم نہ ہوگا بلکہ ضرور ہوگا کیونکہ کوئی شخص اپنے نفس سے جاہل نہین ہوتا مطلب یہ کہ قطب کے سامنے تمام جہان کا حال اسطرح مکشوف ہے جسطرح اپنا حال اور اولیاء کو جو اجمالی کشف ہوتا ہے وہ قطب ہی کے طفیل ہے جیسا کہ تارے چاند کے طفیل روشن ہین بعض نسخون مین پہلا مصرع اسطرح ہے۔ خود جہان آن یک کس ست وابلہ ست یعنے قطب زمانہ خود ایک جہان کے مانند ہے اور باوجود کشف اور علم لدنی نہایت صاف قلب اور بہولا بہالا ہے کیونکہ حدیث شریف مین آیا ہے اَہْلُ الْجَنَّۃِ بُلْہٌ یعنے جنت اُنہین کے لیئے ہین جو دنیوی کامون مین بہولے ہین بعض نسخون مین واو عطف کی جگہ او ابلہ ست ہے۔ اسصورت مین وابلہ استفہام انکاری ہے یعنے قطب زمانہ خود ایک جہان کے مانند ہوکر کیا جہان کے حال سے بیخبر رہ سکتا ہے؟ ہرگز نہین بلکہ اُسے اللہ تعالے کے معلوم کرانے سے تمام جہان کی خبر رہتی ہے اور دیگر اولیاء کا مرتبہ اُسکے مقابلہ مین ایسا ہے جیسا کہ تارونکا مرتبہ چاند کے مقابلہ مین

اسی لیئے رسول مقبول نے اپنی ذات مبارک کے اعتبار سے جو قمر توحید وعرفان وہدایت تھی صحابہؓ کو اس حدیث مین بنجوم فرمایا ہے۔ اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم۔ یعنے میرے تمام صحابہ ستارون کے مانند ہین تم انمین سے جسکی پیروی کروگے سیدہا رستہ ملجائیگا۔ کیونکہ انہون نے میرے نور سے نور حاصل کیا ہے

خود جہان آن یکس ست و باقیان	جملہ اتباع و طفیل اند اے فلان
ترجمہ: ہے وہی اک آدمی گویا جہان	اور باقی ہین طفیلی اے فلان

شرح یعنے قطب زمانہ ایک ہی شخص ہے جو خود ایک جہان کے مانند ہے اور باقی تمام اولیاء اور جمیع ممکنات اُسکے حکم کے تابع اور اسکے طفیلی ہین ممکنات کو ہر قسم کا فیض قطب ہی کے ذات سے پہنچتا ہے۔

او جہان کامل ست و مفرد ست	نسخۂ کل وجود اورا بدست
ترجمہ: اک جہانِ کامل و یکتا ہے وہ	نسخۂ کل ہاتہ مین رکہتا ہے وہ

شرح یعنے قطب زمانہ باوجودیکہ بحسب صورت شخص مفرد ہے مگر بحسب معنی جہان کامل ہے اور کامل وجود یعنے تمام عالم کا نسخۂ کامل اُسکے قبضہ مین ہے یعنے وہ تمام عالم پر متصرف ہے۔

پس ہمی گویند ہر نقش و نگار	مژدہ مژدہ نک ہمی آید بہار
ترجمہ: اُس سے کہتے رہتے ہین نقش و نگار	مژدہ مژدہ دیکہہ آئی ہے بہار

شرح یعنے چونکہ قطب زمان کا تصرف تمام عالم پر ہوا کرتا ہے اسلیئے تمام نقش و نگار جو جسم و روح سے کچھ علاقہ نہین رکہتے اُس سے ہمکلام ہو کر یہ کہا کرتے ہین کہ اے قطب زمان ہم تجکو بشارت دیتے ہین ادہر دیکہہ یہ بہار معنوی تیری آنکھون کے سامنے ہے مطلب یہ کہ قطب زمان عالم دنیا کے حالات سے باخبر ہے اسیطرح عالم عقبی یا عالم مثال کی بہی خبر رکہتا ہے کیونکہ اُسکا تصرف ہر عالم پر یکسان ہے۔ اور اُس سے ذی روح وغیر ذی روح سب کلام کرتے ہین

تا بود تابان شگوفہ چون زرہ	کے کنند آن میوہا پیدا گرہ
ترجمہ: خوشی جب تک رہتے ہین شکل زرہ	میوہ پیدا کر نہین سکتی گرہ

شرح گذشتہ اشعار مین قطب زمان کی مدح تہی اور ان اشعار مین اُسکی طرف رجوع کرنے کی ترغیب ایک تشبیہ مین بیان کی گئی ہے شگوفہ سے ظاہری صورت اور میوہ سے باطنی حقیقت مراد ہے۔ تابان بمعنے موجود و ظاہر ہے اور زرہ کی تشبیہ شگوفہ کی اصلی حالت کا بیان ہے کیونکہ شگوفہ یعنے خوشہ زرہ کی طرح مشبک رجالی دار ہوا کرتا ہے اور گرہ سے مراد وہ شاخ ہے جسمین پہل لگتے ہین اور لفظ تا انتہائیہ ہے مطلب یہ ہے کہ جب تک کسی درخت مین شگوفہ زرہ کی طرح ظاہر رہیگا۔ اس درخت کی شاخین اُن میوون کو ہرگز پیدا نہ کرسکینگی جنکی پیدا ہونے کی اُمید ہے کیونکہ حسب قاعدۂ قطرت شگوفہ جب تک شگوفہ ہونے کی حالت مین رہتا ہے اُسمین پہل نہین لگتے اسیطرح انجاب طلب

جب تک تو کسی مرشد کامل سے بیعت نہ کریگا اور تیری ظاہری صورت یا ہستی موہوم فنا نہو گی تجھے حقیقت کا پھل ہرگز نہ ملیگا چنانچہ آیندہ شعر میں انہی معنون کی طرف اشارہ ہے۔

	چون شگوفہ ریخت میوہ سر کند		چونکہ تن بشکست جان سر بر کند
ترجمہ	جب شگوفہ گر گیا - میوہ لگا		آ گئی جان جسم جب دم ہٹ گیا

شرح یعنے جب شگوفہ جھڑ جاتا ہے تو میوہ ظاہر ہونے لگتا ہے اسیطرح جب حسب ارشاد مرشد ریاضات و مجاہدات کے باعث جسم خاکی مٹجاتا ہے تو معنوی روح حاصل ہو جاتی ہے یعنے روحانی ترقیان قید جسم سے رہائی پانے کے بعد نصیب ہوتی ہیں تن پرستی کی حالت میں روحانی ترقی ناممکن ہے

	میوہ معنی و شگوفہ صورتش		آن شگوفہ مژدہ میوہ نعمتش
ترجمہ	میوہ ہے معنی شگوفہ شکل سے		ہے شگوفہ مژدہ نعمت میوہ ہے

شرح یعنے معنی خود میوہ ہے اور شگوفہ اُس میوے کی ظاہری صورت ہے خود میوہ نہیں ہے۔ کیونکہ شگوفہ آیندہ میوہ پیدا ہونے کی خوشخبری دیتا ہے میوہ ایک ایسی نعمت ہے جو آیندہ شگوفہ میں سے اسوقت پیدا ہو گی جبکہ شگوفہ خود گر جائے گا۔ اسیطرح سالک کی ظاہری صورت ایک شگوفہ ہے جو آیندہ میوہ معنی پیدا ہونے کی خبر دیتا ہے لیکن یہ میوہ اسیوقت پیدا ہو گا جبکہ کسی مرشد کامل کی تلقین سے سالک کی صورت ظاہری فنا ہو جائیگی۔

	چون شگوفہ ریخت معنی شد پدید		چونکہ آن کم شد شد این اندر مزید
ترجمہ	جب شگوفہ گر گیا معنے کھلے		وہ ہوا جب کم تو میوے بڑھ گئے

شرح یعنے جب سالک کا وجود ظاہری فنا ہو جاتا ہے تب میوۂ معنی ظاہر ہوتا ہے کیونکہ جب شگوفہ کم ہوتا ہے یعنی جھڑ جاتا ہے تب پھل زیادہ ہوتے ہیں اسلیئے وجود موہوم کو فنا کرنے کے لیئے مرشد کامل کی بیعت ضرور ہے

	تا نان نشکست قوت کے دہد		ناشکستہ خوشہ کے مے دہد
ترجمہ	ٹوٹکر نان قوت جان ہوتی ہے		خوشہ بے ٹوٹے نہیں دیتا ہے مے

شرح یعنے روٹی جب تک ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہوتی یا پیٹ میں جاکر ہضم نہیں ہو لیتی بدن میں قوت نہیں پاتی اور انگور کا خوشہ جب تک درخت سے ٹکڑ ریزہ ریزہ نہیں ہوتا نچوڑا نہیں جاتا شراب نہیں دیتا اسیطرح جب تک سالک اپنے وجود کو فنا نہیں کرتا اُسے روحانی طاقت یا معنوی شراب کی کیفیت ہرگز حاصل نہیں ہو سکتی یہ گزشتہ مضمون کی پہلی مثال ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ روحانی زندگی فنائے جسم کے بعد ملتی ہے۔

	تا ہلیلہ نشکند با ادویہ		کے شود خود صحت افزا ادویہ
ترجمہ	ملتی ہے جب ہم ہلیلہ ٹوٹ کر		تب دوائیں کرتی ہیں اپنا اثر

شرح ہلیلہ ایک دوا ہے جسکو ہندی مین ہڑ کہتے ہین اور ریہ بمعنے شش ہے یعنے پھیپڑا جو حسب قول اطبا دلکو پنکہا جھلتا رہتا ہے اور یہ مضمون سابق کی دوسری تمثیل ہے مطلب یہ کہ جبتک ہلیلہ کٹ پسکر اور دواؤن کے ساتھ نہ ملیگی۔ پھیپڑے کی بیماریون کو صحت ندیگی اور ہرگز دست نہ لائیگی جو ہلیلہ کا بالخاصہ اثر ہے بعض نسخون مین دوسرا مصرع اسطرح ہے۔ کے شود خود صحت افزا ادویہ۔ یعنے جب تک ہلیلہ ٹوٹ کر شامل نہو تو دواہائے مسہلہ صحت افزا نہین ہوتین۔ شاید مولانا کے زمانہ مین ادویۂ مسہلہ مین ہلیلہ کا استعمال زیادہ ہوتا ہوگا۔ ان اشعار مین حدیث موتوا قبل ان تموتوا کیجانب اشارہ ہے اور یہ مرتبہ بلا عنایت مرشد کامل ہاتہ نہین لگتا اسیلیئے اگلے عنوان مین مولانا مرشد کامل اور ہادی برحق کی تعریف کرتے ہین اور مرشد اختیار کرنے کی تاکید فرماتے ہین۔

در صفت پیر و مطاوعت او

ترجمہ: پیر کامل کی صفت اور اُسکی اطاعت کا بیان

	اے ضیاء الحق حسام الدین بگیر	یک دو کاغذ بر فزا در وصف پیر
ترجمہ	اے حسام الدین ضیائے خاص حق	لکھہ صفات پیر مین دو اک ورق

شرح یعنے اے ضیاء الحق حسام الدین گو اعرابی درویش سے معنوی طور پر مرید اور خلیفہ سے مرشد اور اُنکی حد اعتقاد معلوم ہو چکی ہین لیکن فہم طالب کے لیئے صفت مرشد کامل مین دو ایک ورق اور بڑہا دے چونکہ مولانا حسام الدین باعث تحریر مثنوی ہین اسیلیئے مولانا قدس سرہ نے صفت پیر تحریر کرنے مین اُنہین کو مخاطب کیا ہے۔

	گرچہ جسمت نازک ست و بس نزار	بر نیاید جہان را بے تو کار
ترجمہ	گرچہ تیرا جسم ہے بالکل نزار	بے ترے بنتا نہین عالم کا کار

شرح یعنے اے حسام الدین اگرچہ ریاضت کرتے کرتے تیرا جسم نہایت نازک اور ناتوان ہو گیا ہے جس سے صفت پیر تحریر کرنے مین غالبًا تجھے زیادہ تکلیف ہوگی لیکن کیا کیا جائے کہ تیری توجہ بغیر جہان کی کاربرآری ہو ہی نہین سکتی کیونکہ تو باعث تحریر مثنوی ہے اور مثنوی سبب حل مشکلات معنوی بایہ تضمین کہ جہان کے تمام کام اسیوقت بنین گے جبکہ مرشد کامل کی صفت تحریر کیجائیگی۔ اور مرشد کی صفت اُسی وقت لکہی جائیگی جبکہ تو متوجہ ہوگا۔

	گرچہ جسم نازکت را زور نیست	لیک بے خورشید ما را نور نیست
ترجمہ	گرچہ تیرا جسم نازک ہے ضرور	کب ہمین ملتا ہے بے خورشید نور

شرح یعنے اے حسام الدین اگرچہ ریاضت و مجاہدت کی مداومت کے باعث تیرے جسم نازک مین اس بات کی طاقت نہین رہی کہ مثنوی کے اوراق بڑہاتے ہین اور زیادہ تکلیف اُٹھا سکے لیکن باینہمہ تو خورشید انوار معنوی اور مظہر اسرار مثنوی ہے اسیلیئے ہمکو تیرے انوار معنوی کی مدد کے بغیر کچہ نظر ہی نہین آتا مطلب یہ کہ تجھے صفت مرشد کامل

کے متعلق مثنوی کے چند اوراق بڑہانے کی تکلیف اُٹھانی ہی پڑیگی۔ کیونکہ تیرے بغیر مثنوی کا کام چل ہی نہین سکتا

گرچہ مصباح و زجاجہ گشتۂ — لیک سرخیل دل و سررشتۂ

ترجمہ: گرچہ مصباح و زجاجہ ہے مگر — اہل دل کا تو ہے افسر سربسر

شرح یعنے اے حسام الدین اگرچہ تو نورانیت مین مصباح (چراغ) اور لطافت مین زجاجہ (شیشہ یا فانوس) کی مانند ہے یا یہ کہ تو چراغ کی طرح ہادی۔ اور زجاجہ کی طرح قابل مصباح معرفت ہے یعنے گو اس صفت مین دیگر عارف بہی تیرے شریک ہین لیکن تو خاص طور پر اہل دل کے گروہ کا سردار اور رشتۂ معارف کا سرتاج ہے اہل دل کا گروہ تیرے پیچہے روان اور رشتۂ اسرار تیری جانب کشان ہے مطلب یہ کہ تو عارف ہی نہین بلکہ سرخیل عارفان ہے اسلیئے اُنکی تفہیم اور ارشاد تجہیر ضرور ہے یہ مولانا حسام الدین کے مدح مین مبالغہ ہے جو اُنکی مرتبۂ قطبیت کی طرف اشارہ کر رہا ہے اور خیل دل سے گروہ اہل دل مراد ہے۔ یعنے تو اہل اللہ کا سردار ہے اور رشتۂ معرفت تیرے ہاتہہ مین ہے

چون سررشتہ بدست و کام تست — درہائے عقد دل ز انعام تست

ترجمہ: تیرے ہاتون رشتہ اے خوش کام ہے — دُرّ عقد دل ترا انعام ہے

شرح یعنے اے حسام الدین چونکہ سررشتہ معارف تیرے دست استعداد اور تیرے قبضۂ مراد اور تصرف مین ہے اور معارف کے وُہ موتی جو تیرے دل کے گلوبند مین ہین تیرے ہی عطا کیے ہوے ہین یعنے یہ مثنوی تیرے سبب سے نظم ہوی ہے اسلیئے مین تجہسے کہتا ہون کہ جہان تو نے اسقدر عنایتین مجہپر کی ہین وہان تہوڑا سا پیر راہدان کا حال بہی لکہدے جو شمع راہ طریقت ہے یہ سارا شعر جملہ شرطیہ ہے اور آئندہ شعر اسکی جزا نیز ممکن ہے کہ اسی شعر کا پہلا مصرع شرط اور دوسرا مصرع جزا ہو یعنے چونکہ سررشتہ معرفت تیرے قبضہ مین ہے اسلیئے نظم مثنوی کے موتی تیرے انعامات مین سے ہین۔ پس تو جہان اتنی مثنوی لکہی ہے وہان صفت پیر مین بہی دو ایک ورق لکہدے نکتہ چونکہ بعض طالب صادق کی طلب باعث کشف مرشد ہوتی ہے شاید مولانا کا کشف بہی حضرت حسام الدین ہی کے طلب کے باعث ہو چنانچہ انعام تست کا اشارہ انہی معنونکی طرف ہے

برنویس احوال پیر راہدان — پیر را بگزین و عین راہ دان

ترجمہ: لکہہ کہین احوال پیر راہدان — عین راہ حق اُسے جان اے فلان

شرح پہلے مصرع مین راہدان اسم فاعل ترکیبی اور دوسرے مین راہ لفظ عین کا مضاف الیہ اور دان صیغہ امر ہے اسلیئے قافیہ درست ہو گیا یعنے اے حسام الدین تہوڑا سا پیران (مرشد واقف راہ معرفت) کا حال لکہدے اور مرشد کامل ہی کو اختیار کر اور اُسے عین طریقت سمجہ۔ کیونکہ بلا ارشاد مرشد راہ ہدایت و عرفان کسیطرح نہین ملسکتی بلکہ جو لوگ بلا مرشد اس رستے کو طے کرنا چاہتے ہین وہ گمراہی کے کنوین مین گر پڑتے ہین۔

پیر تابستان و خلقان تیرماہ — خلق مانند شب اند و پیر ماہ

ترجمہ: ہے خزان مخلوق مرشد ہے بہار — پیر چاند اور خلق ہے شبہائے تار

شرح تابستان گرمی کے موسم یعنے فصل بہار اور تیرماہ خزان کے مہینے کو کہتے ہین یہان سے مرشد کامل کی صفت بایں طرح شروع ہوئی ہے مطلب یہ کہ پیر کامل موسم بہار اور تمام مخلوق فصل خریف یا پیر کامل چاند اور خلقت ذات کی مانند ہے جسطرح فصل خریف کو موسم بہار سے فیض اور اندھیری رات کو چاند سے نور حاصل ہوتا ہے اسیطرح مخلوق کو مرشد کامل سے فیض پہنچتا ہے مرشد نہو تو خلقت فصل خزان کی طرح بے رونق اور رات کی طرح بے نور ہیجائے

کردہ ام بخت جوان را نام پیر — کو ز حق پیر ست نز ایام پیر

ترجمہ: ہے فقط بخت جوان کا نام پیر — وہ نہین از جانب ایام پیر

شرح مولانا فرماتے ہین کہ مینے جو مرشد کامل کا نام پیر رکھدیا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ خدا کی طرف سے پیر یعنے معظم و بزرگ ہے اسکا باعث یہ نہین ہے کہ زمانہ نے اسکو پیر یعنے بوڑھا کر دیا ہے کیونکہ پیر یعنے مرشد کامل ہونا بڑھاپے پر موقوف نہین ہے۔ بلکہ مرشد اگر کامل ہے تو خواہ کسی عمر کا ہو مریدون کے لیے بخت جوان یعنے سراسر خوش نصیبی کا باعث ہے البتہ اگر پیر کامل باوجود خداداد بزرگی کے سن ہی ہو تو نور علے نور ہے چنانچہ آئندہ شعر مین لفظ خمر کہن انہی معنون کی طرف اشارہ کر رہا ہے نہ مخفف نہ از ہے۔

او چنان پیر ست کش آغاز نیست — با چنان در یتیم انباز نیست

ترجمہ: پیر ہے وہ اور بے آغاز ہے — گوہر یکتا ہے بے انباز ہے

شرح یعنے وہ شخص جو خدا کی طرف سے معظم و بزرگ ہے ایسا پیر ہے کہ اسکی ابتدا انتہا کچھ نہین ہے کیونکہ وہ فنائے ذات ازلی و ابدی اور متعلق باخلاق اللہ ہے اور اس صفت یعنے تعظیم خدا مین کوئی غیر شخص جب تک اسیر عنایت الٰہی نہو اسکا شریک ہرگز نہین ہوسکتا در یتیم اس موتی کو کہتے ہین جسکا کوئی دوسرا موتی ہمسر نہو یہان پیر کو در یتیم سے تشبیہ دیگئی ہے۔ اس سے پیر کامل کی یکتائی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

خود قوی تر میشود خمر کہن — خاصہ آن خمرے کہ باشد من لدن

ترجمہ: تیز ہوتی ہے بہت خمر کہن — خاصکر وہ خمر جو ہو من لدن

شرح یعنے اگر پیر باوجود بزرگی اور کامل ہونے کے بوڑھا بھی ہے تو اسکی مثال ایسی ہے جیسے پرانی شراب کہ نہایت تند و تیز اور سخت نشہ لانے والی ہوتی ہے اسیطرح کہن سال پیر مین جذبات الٰہی نہایت تیزی کے ساتھ ہوتے ہین جو مرید کو بہت جلد نشۂ عشق حقیقی کی طرف کھینچ لیجاتے ہین۔ کیونکہ پیر کامل خصوصیت کے ساتھ اس شراب کے مانند ہے جو اللہ تعالےٰ کے پاس سے آئی ہو۔ اور بمقتضائے سقاہم ربہم شرابا طہورا جسکا ساقی خود خدا ہو

یہ اسلئے کہ پیر کامل خدا ہی کی عنایت سے ملتا ہے جیسا کہ شراب طہور اسیکے کرم سے اہل جنت کو ملیگی۔

پیر را بگزین کہ بے پیر این سفر ❊ ہست بس پر آفت و خوف و خطر

ترجمہ: پیر کر بے پیر عرفان کا سفر ❊ ہے بہت پر آفت و خوف و خطر

شرح یعنے اے طالب کسی پیر کامل کی تلاش کر کیونکہ یہ سفر (راہ معرفت) نہایت پر خطر ہے اگر پیر رہبری نہ کریگا تو نفس و شیطان قزاق بنکر لوٹ لینگے اور تو الحاد کے گڑہے مین گرکر ہلاک ہو جائیگا۔

آن رہے کہ بارہا تو رفتۂ ❊ بے قلاوز اندران آشفتۂ

ترجمہ: مدتون سطے کر چکا ہے تو جو راہ ❊ اسمین بے رہبر کے ہوتا ہے تباہ

شرح یعنے اے شخص جس رستے کو تو بارہا چلا ہے اسمین بہی قلاوز یعنے رہبر کی ضرورت ہوتی ہے ورنہ تو ادہر ادہر بہٹکتا رہتا ہے مثلاً کعبہ کا رستہ سب کو معلوم ہے اور مسافر شب و روز بکثرت جاتے ہین با اینہمہ بلا رہبر کے آدمی آسانی کے ساتہ منزل مقصود تک نہین پہنچ سکتا۔ پہر جس رستے (راہ سلوک و عرفان) مین تو کبہی نہین چلا اسمین رہبر (مرشد کامل کی ضرورت نہو یہ ممکن نہین۔ اس رستہ مین رہبر ضرور چاہیئے

پس رہے را کہ نرفتستی تو ہیچ ❊ ہین مرو تنہا ز رہبر سر مپیچ

ترجمہ: پہر وہ رستہ جو کبہی دیکہا نہین ❊ ہیچ تنہا ملتا ہے بے رہبر کہین

شرح یعنے جس رستے مین تو کبہی نہین چلا اسمین تنہا مت جا۔ اور رہبر سے روگردانی نکر ورنہ ہلاک ہو جائیگا۔

ہر کہ او بے مرشدے در راہ شد ❊ او ز غولان گمرہ و در چاہ شد

ترجمہ: جو چلا بے راہبر اس راہ مین ❊ وہ بہک کر گر پڑا ہے چاہ مین

شرح غول یعنے جن یا شیاطین جو جنگلون مین رہتے ہین اور مسافرون کو ڈراتے اور رستہ بہلا دیتے ہین۔ یہان غول سے شیطانی وسوسے مراد ہین یعنے جو شخص کہ بغیر مرشد اختیار کیے تصوف کے رستہ مین قدم رکہتا ہے اسکو شیطانی وسوسے گمراہ کرکے کفر و الحاد کے کنوین مین ڈالکر ہلاک کر دیتے ہین۔

گر نباشد سایۂ پیر اے فضول ❊ پس ترا سرگشتہ دارد بانگ غول

ترجمہ: پیر اگر سر پر نہو اے بو الفضول ❊ تجکو کردیگی پریشان بانگ غول

شرح یعنے اگر تیرے سر پر پیر یا مرشد کامل کا سایہ نہوگا تو بانگ غول (شیطان کا وسوسہ) تجہے حیران رکہیگا یعنے تو ہمیشہ گمراہ رہیگا بعض نسخون مین گر نباشد سایۂ او بر تو گول ہے گول بمعنے احمق ہے اور مطلب دونو نسخون کا ایک ہے یہ مقولہ بالکل درست ہے کہ من لم یکن لہ شیخ فشیخہ الشیطان یعنے جسکا کوئی مرشد نہین اسکا مرشد شیطان ہے۔ بعض نے اس قول کو حدیث کہا ہے مگر کتب حدیث مین کہین نہین پایا جاتا۔

	غولت از رہ افگند اندر گزند		از تو راہی تر درین رہ بس بدند	
ترجمہ	غول پہنچائیں گے نقصان سربسر		بہکے ہین تجسے بہی کچہ چالاک تر	

شرح یعنے ایخاطب اگر تو مرشد کامل کو اختیار نہ کریگا تو وسوسۂ شیطانی تجکو نقصان مین ڈالدیگا. کیونکہ تجسے زیادہ راہی (رستہ جاننے والے) اور عقلمند لوگ (مثلاً گزشتہ امتین اور اہل فلسفہ) صرف اپنی عقل کے بہروسہ پر بلا استمداد مرشد کامل اس رستہ (راہ معرفت) مین چلے ہین مگر ان سب کو وسوسۂ شیطانی نے گمراہ کردیا ہے۔

	از نبی بشنو ضلال رہروان		کہ چسان کرد آن بلیس بدروان	
ترجمہ	رہروون کی گمرہی قرآن سے سن		کیا کیا ابلیس نے سن یہ سخن	

شرح بلیس مخفف ابلیس ہے بمعنے شیطان اور بدروان بمعنے قبیح الاصل اور خبیث الروح ہے یعنے ایخاطب قرآن مجید سے اُن گزشتہ امتون کا حال سن لے جنہون نے اپنی عقل کے آگے مرشدان کامل یعنے پیغمبرون کی ایک نہ سنی اور گمراہ ہوکر ابدی جہنمی ہوگئے. اور اسکو خیال کرلے کہ بداصل شیطان نے انکے ساتھ کیسا سلوک کیا فائدہ اگر یہ لفظ نبی ہے تو بمعنے مصحف و قرآن مجید ہے اور شعر مذکور اُس آیت کی طرف اشارہ کررہا ہے قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ یعنے اے لوگو زمین مین چل پہر کر دیکہو کہ مرشدان کامل یعنے پیغمبرون کے جہٹلانے والون کا انجام کیسا برا ہوا کہ سخت عذاب کے بعد ہلاک کیے گئے اس صورت مین بشنو کی جگہ نسخہ برخوان اچہا ہے۔ اور اگر یہ لفظ نبی ہے تو نبی سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مراد ہین اسصورت مین نسخہ بشنو اچہا ہے اور یہ اُس حدیث کی طرف اشارہ ہے جو عبد اللہ ابن مسعود سے مروی ہے کہ خَطَّ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ خَطًّا ثُمَّ قَالَ ہٰذَا سَبِيْلُ اللّٰہِ ثُمَّ خَطَّ عَنْ يَمِيْنِہٖ وَشِمَالِہٖ وَقَالَ ہٰذِہٖ سُبُلٌ عَلٰى كُلِّ سَبِيْلٍ مِّنْہَا شَيْطَانٌ يَدْعُوْ اِلَيْہِ یعنے عبد اللہ بن مسعود فرماتے ہین کہ رسولخدا نے ہمارے سامنے ایک سیدہا خط کہینچا اور یہ فرمایا کہ یہ خدا کا رستہ ہے اسکے بعد اُس سیدہے خط کے داہنی اور بائین جانب ٹیڑہے خط کہینچے اور پہر فرمایا کہ یہ متفرق رستے ہین انمین سے ہر رستہ پر ایک شیطان مسلط ہے جو راہیرون کو اپنے یا اس ٹیڑہے رستہ کی طرف بلاتا ہے. اس سیدہے خط کے جو خدا کا رستہ ہے اور اُن ٹیڑہے خطون کی جنپر شیطان مسلط ہے صورت یہ ہے

بیچ کا سیدہا خط خدا کا رستہ ہے اور ادہر اُدہر کے ٹیڑہے شیطان کی راہین ہین.

	صد ہزاران سالہ رہ از جادہ دور		بردشان و کردشان ادبار و عور	
ترجمہ	دور راہ راست سے پہینکا انہین		کردیا ادبار سے اندہا انہین	

شرح یعنے جن لوگون نے مرشدان کامل یعنے پیغمبرونکا کہنا نہ مانا اُنکو شیطان نے جادۂ مستقیم اور سیدہی راہ سے بہت دور پہینکدیا ہے وہ خدا کے رستے سے لاکہون سال کی راہ دور پڑے ہوے ہین اور اُنکو اپنے

انکی بدبختی کے باعث زیور ایمان اور لباس تقوے سے بالکل ننگا کردیا ہے بعض نسخون مین جادہ کی جگہ راہ ہے۔ مگر مطلب دونون کا ایک ہے جادہ بیٹا اور اُس سیدہی راہ کو کہتے ہین جو جنگلون اور کہیتون مین سے جاتی ہے

استخوانہا شان ببین وموی شان | عبرتے گیر ومران خر سوی شان

ترجمہ دیکھ انکے بال انکی ہڈیان | مت ہنکا خر اُس طرف اے مہربان

شرح یعنے جو لوگ گزشتہ اُمتون مین سے پیغمبرون کی نافرمانی کے باعث ہلاک ہوچکے ہین اُنکی ہڈیون کو دیکھ اور اُنکے آثار باقیماندہ اور در و دیوار شکستہ سے عبرت و نصیحت حاصل کر اور حمار طبیعت کو اُنکیطرف نہ لیجا۔ کیونکہ وہ گمراہی پر تھے۔ اگر تیری طبیعت کا گدہا بہی اُنہین کے رستہ پر چلا تو بہی اُنہین کی طرح گمراہ ہوکر ہلاک ہوجائیگا۔ کیونکہ گمراہ کا پیرو خود گمراہ ہوجاتا ہے اور اُسے سیدہا رستہ کبہی نہین ملتا۔

گردن خر گیر وسوئے راہ کش | سوے رہ بانان و رہ دانان خوش

ترجمہ گردن اُسکی تہام کر اے مرد دین | راہ دانون کی طرف لیچل کہین

شرح رہ بان بمعنے نگہبان راہ اور رہ دان بمعنے واقف طریق سے مرشد کامل مراد ہے۔ اور لفظ خوش بواو معدولہ رہ دان کی صفت ہے۔ یعنے اپنی طبیعت کے گدہے کی گردن پکڑکر مرشد کامل کی طرف لیجا تاکہ راہ راست معلوم ہوجائے۔ کیونکہ مرشد کامل راہ معرفت کی تمام منزلون کو اچھی طرح جانتا ہے۔

ہین مہل خر را و دست از وی مدار | زانکہ عشق اوست سوی سبزہ زار

ترجمہ ہاتھ اُس سے مت اُٹھا اے نامدار | ورنہ جائیگا یہ سوے سبزہ زار

شرح یعنے حمار طبیعت اور خر نفس امّارہ کو بے لگام نچہوڑ اور اُسپر مجاہدہ کی مشقت ڈالنے سے ہاتھ نہ اُٹھا ورنہ وہ سبزہ زار (اپنی بُری خواہشون اور لذائذ دنیوی) کی طرف چلاجائے گا۔ اور پہر سانون کے گدہے کو ہرا ہی ہرا سوجہنے لگے گا۔ یعنے نفس امّارہ کا گدہا لذائذ دنیوی مین مبتلا ہوکر سرکش ہوجائے گا۔

گر یکے دم تو بغفلت واہلیش | او رود فرسنگہا سوے حشیش

ترجمہ چہوڑ دیگا گر اُسے تو ایک دم | گہاس کی جانب وہ کر جائیگا رم

شرح ہلیدن بمعنے چہوڑنا ہے اور ہلی صیغہ امر اور شین ضمیر مفعول خر کیجانب راجع ہے اور لفظ وا تحسین کلام کے لیے زائد ہے اور حشیش گہاس کو کہتے ہین یعنے اگر تو خر نفس کی تنبیہ مین ایک دم بہی غفلت کریگا تو یہ گدہا اپنی بُری خواہشون کے جنگلون کو (جنمین لذائذ دنیوی کی ہری ہری گہاس موجود ہے) کوسون تک طے کرلیگا۔

دشمن راہ است خر مست علف | اے بسا خر بندہ را کردہ تلف

ترجمہ جو گدہا ہوتا ہے سرمست علف | اپنے مالک کو وہ کرتا ہے تلف

شرح یعنے جگدہا گہاس کا عاشق ہے وہ مسافر کے رستے کا دشمن ہے کیونکہ بہت سے مالکان خراس سبب سے ہلاک ہوئے ہین کہ گدہا گہاس کہانے مین اسقدر مصروف رہا کہ منزل پر پہچنے سے پہلے شام ہوگئی اور رستہ مین قزاقون نے مال واسباب لوٹکر گدہے والے کو مار ڈالا۔ اسیطرح ہمارا نفس دشمن راہ طریقت اور طالب سبزہ زار خواہشات ہے اگر تو اسکو تنبیہ نہ کریگا۔ اور خواہشات کی جانب سے اسکی گردن موڑکر سیدہے رستہ پر نہ چلائیگا تو یہ ایک دن ضرور تجکو ہلاک کر دیگا۔ کیونکہ لذائذ دنیا مین مصروف رہنا آخرت سے غافل کر دیتا ہے۔ اور غفلت آخرت موجب ہلاکت ہے

	گر ندانی رہ ہر آنچہ خر بخواست	عکس آن را کن کہ ہست آن راہ راست
ترجمہ	گر نہین معلوم تجکو راہ راست	ہو مخالف نفس کا بے کم و کاست

شرح یعنے اگر تو راہ راست کو نہین جانتا تو ہم ایک کلیہ قاعدہ بتائے دیتے ہین وہ یہ ہے کہ تیرا نفس امارہ جو گدہے کی مانند بری خواہشات کا طالب ہے جس چیز کی طلب کیا کرے اُسکے برعکس کیا کر مثلاً نفس زنا کا طالب ہے تو اُسکے برعکس کر یا نفس زکات کا مانع ہے تو اسکے برخلاف زکات دے نفس امارہ کی مخالفت اور برعکسی سیدہا رستہ ہے جو خدا تک پہنچا دیگا۔ اور اسکی موافقت و فرمان بری گمراہی ہے جو دوزخ مین گرا دیتی ہے۔

	شاوِرُوهُنَّ پس آنگہ خالِفُو	اِنَّ مَنْ لَمْ یَعْصِہِنَّ تالِفْ
ترجمہ	ہو مخالف نفس و زن کا۔ ناخلف	ورنہ تو ہو جائیگا بالکل تلف

شرح یہ شعر اُس حدیث کا اقتباس ہے جو عورتون کی نسبت وارد ہوئی ہے رسولخدا فرماتے ہین شاوِرُوهُنَّ و خالِفُوهُنَّ یعنے عورتون سے مشورہ کرکے اُنکے خلاف کام کیا کرو۔ کیونکہ عورت ناقص العقل والدین ہوتی ہے مولانا قدس سرہ نے اس حدیث کو معنوی طور پر نفسہائے امارہ کی نسبت لیا ہے کیونکہ نفس امارہ بہی عورت کے مانند ہے جسکا شوہر عقل ہے چنانچہ قصۂ اعرابی مین معلوم ہوچکا ہے۔ کیونکہ جو نقصان عقل و دین عورت مین ہے وہی بلکہ اُس سے زیادہ نفس کی اطاعت مین موجود ہے اسیلئے نفس جو کچہ کہے اُسکے خلاف عمل کرنا چاہیئے دوسرے مصرع کے یہ معنے ہین کہ جو شخص نفس امارہ یا عورتونکی نافرمانی اور مخالفت نہ کریگا وہ تلف ہونیوالا ہے۔ تالف صیغہ اسم فاعل لفظ تلف سے مشتق ہے بعض نسخون مین اِنَّ مَنْ لَمْ یَعْصِہِنَّ یا لِف دیکہا گیا ہے۔ یعنے جو شخص نفس یا عورت کی نافرمانی اور مخالفت نہ کریگا تو اس حال سے خالی نہین کہ اُنکو دوست رکہیگا۔ کیونکہ ارتفاع نقیضین محال ہے اور اُنکی دوستی مین عقل و دین دونونکا نقصان متصور ہے دوسرا مصرع دونو شکلون مین مولانا کا قول ہے۔ اور اسصورت مین یالِف اُلفت سے مشتق ہے پہلی صورت مین تالف کا الف فاعلیت کا ہے اور دوسری صورت مین اصلی یعنے ہمزہ کا بدل

	با ہوا و آرزو کم باش دوست	چون یُضِلُّكَ عَنْ سَبِیلِ اللہ اوست
ترجمہ	آرزو کو خواہشون کو تو نہ چاہ	ورنہ ہو جائیگا خود گم کردہ راہ

شرح یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے یا داؤدُ اِنّا جَعَلْنٰکَ خلیفۃً تا آخر فیُضِلَّکَ عَنْ سَبِیْلِ اللہ۔ یعنے اے داؤد ہمنے تجکو زمین کا بادشاہ بنایا ہے پس لوگون کے فیصلے حق کے ساتھ کر اور اپنی خواہش کا پیرو نہ بن۔ کیونکہ خواہش کی پیروی تجکو خدا کے رستے سے الگ کردیگی۔ شعر کا مطلب یہ ہے کہ اینجا طب جب داود علیہ السلام جیسے اولوالعزم پیغمبر کو خواہش کی پیروی سے گمراہ ہوجانے کا خوف دلایا گیا ہے تو خواہش و آرزو کی دوستی اور پیروی سے تیرا کیا حال ہوگا؟ مطلب یہ کہ بیشک تجھے تیری بدخواہشین ضرور گمراہ کردینگی۔

این ہوا را نشکند اندر جہان	ہیچ چیزے ہمچو سایۂ ہمرہان
ترجمہ: خواہشون کو تیری کرکے زیردست	ہمرہون کا سایہ دیتا ہے شکست

شرح ہمرہان سے رفیق یعنے مرشدان کامل اور اُنکے سایہ سے اثر صحبت مراد ہے یعنے بری خواہشون کو توڑپھوڑ کر جسطرح مرشدان کامل کی صحبت کا اثر دل سے دفع کرسکتا ہے اسطرح کوئی چیز دفع نہین کرسکتی اسلیئے کاملون کی صحبت مین بیٹھکر اُنکی نصیحتون پر عمل کرنا چاہیئے چنانچہ آئندہ حدیث سے ظاہر ہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے حضرت علیؓ کو اسی مضمون کی وصیت کی ہے جسکی شرح آئندہ آتی ہے۔

وصیت کردن رسول علیہ السلام مر امیر المومنین علیؓ را کہ چون ہر کس بنوع طاعتی تقرب جوید بحق تو تقرب جوے بصحبت عاقل و بندۂ خاص صاحب سر تا از ہمہ پیش قدم باشی

شرح مولانا قدس سرہ نے یہ اس حدیث شریف کا ترجمہ کیا ہے جو خود حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول اور کتب احادیث مین موجود ہے اور جسکے الفاظ یہ ہین قَالَ النَّبِیُّ علیہ السّلام اِذَا تَقَرَّبَ النَّاسُ اِلٰی خَالِقِہِمْ بِاَنْوَاعِ البِرِّ فَتَقَرَّبْ اِلَیْہِ بِاَنْوَاعِ الْعَقْلِ وَالسِّرِّ تَسْبِقُہُمْ بِالدَّرَجَاتِ وَالزُّلْفٰی عِنْدَ النَّاسِ فِی الدُّنْیَا وَعِنْدَ اللہِ فِی الْآخِرَۃِ یعنے نبی علیہ السلام فرماتے ہین کہ اے علی جسوقت لوگ طرح طرح کی طاعتون اور نیکیون کے وسیلہ سے خدا کا قرب ڈہونڈین تو عقل اور سِرِّ معرفت کے ذریعہ سے خدا کا قرب تلاش کر اسوقت تو دنیا مین لوگون کے نزدیک اور آخرت مین خدا کے نزدیک قرب اور بلندی مراتب مین تمام لوگون سے آگے بڑہ جائیگا بعض نسخون مین یہ حدیث بہی عنوان یعنے سُرخی مین داخل ہے انواع عقل و ہنر سے انواع معارف عقلیہ و قلبیہ مراد ہین۔ مگر چونکہ یہ معارف بلاواسطہ مرشد کامل حاصل نہین ہوسکتے اسیلئے مولانا قدس سرہ نے لفظ عقل و ہنر سے جو اس حدیث مین وارد ہے مُرشد عاقل اور شیخ صاحب سر مراد لیا ہے زُلفٰے عربی لفظ ہے بمعنے قرب و نزدیکی۔

گفت پیغمبر علی را کاے علی	شیر حقی پہلوانی پر دلی
ترجمہ: مرتضٰے سے مصطفٰے نے یہ کہا	پہلوان ہے اور تو شیر خدا

لیک بر شیرے مکن ہم اعتمید — اندر آ در سایۂ نخل اُمید

ترجمہ: اپنی شیری پر نہ کرنا اعتماد — ڈھونڈلے تو سایۂ نخل مراد

شرح یہ دو شعر قطعہ بند اور خلاصۂ مضمون وصیت نبی علیہ السلام ہیں اور پہلوان بمعنے بہادر ہے یعنے اے علیؓ تو شیر اسلیئے ہے کہ اپنی ذات کو شکار معرفت میں مصروف رکھتا ہے اور بہادر اسلیئے کہ تو نے خواہشات نفس کو شکست دی ہے اور پُردل اسلیئے کہ تو نے اپنے دلمیں ایقان اور عرفان کو بھر رکھا ہے لیکن تو باوجود اس اپنے شکار معرفت پر اعتماد نکر اور کسی نخل اُمید کے سایہ میں آ یعنے مرشد کامل کی صحبت میں بیٹھ اس وصیت سے تعلیم اُمت مراد ہے ورنہ حضرت علیؓ کا مرتبہ جلیل القدر صحابی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے داماد ہونے کے باعث مرتبۂ قطبیت سے بدرجہا برتر ہے اسلیئے آپ کو کسی مرشد کامل کی صحبت میں بیٹھنے کی ہرگز ضرورت نہ تھی ہاں یہ بات ہوسکتی ہے کہ آپ نے نخل اُمید سے اپنی ذات مبارک مراد رکھی ہو۔ دوسرے شعر میں لفظ اعتمید امالہ اعتماد ہے بمعنے بھروسا وتکیہ۔ یعنے اے علی اپنی بہادری پر بھروسا نکرنا چاہیئے۔ بلکہ مرشد کامل کے سایہ میں آنا فرض ہے

ہر کسے گر طاعتے پیش آورند — بہر قرب حضرتِ بیچون وچند

ترجمہ: لوگ جو دنیا میں طاعت کرتے ہیں — بہر قرب خاص حضرت کرتے ہیں

تو تقرب جو بعقل وسرّ خویش — نے چو ایشان بر کمال وبرّ خویش

ترجمہ: تو تقرب اُسکا عقل و سرّ سے ڈھونڈ — کون کہتا ہے کمال و برّ سے ڈھونڈ

شرح یہ دونو شعر بھی قطعہ بند ہیں۔ اور دوسرے شعر میں ضمیر ایشان لفظ ہر کسے کی جانب راجع ہے جو باعتبار معنی جمع ہے مطلب یہ ہے کہ اے علیؓ جبکہ عام لوگ طاعت کو قرب الٰہی کا وسیلہ بناتے ہیں اور عبادت سے اسکا تقرب ڈھونڈتے ہیں تو کسی صاحب عقل واقف اسرار سے اُس خدائے بیچون وچند کے قرب کا طالب ہو اور لوگونکی طرح اپنے کمال طاعت اور نیکیون پر اعتماد نہ کر۔ بلکہ ہر حالت میں اللہ تعالے کے لطف وکرم پر اعتماد چاہیئے۔

یا علی از جملۂ طاعات راہ — بر گزین تو سایۂ خاص اِلٰہ

ترجمہ: اے علی اچھے ہیں گو طاعات راہ — سب سے اچھا ہے مگر ظلِّ اِلٰہ

شرح پیغمبر فرماتے ہیں کہ اے علیؓ اُن تمام طاعتون میں سے جو خدا کے رستہ میں کام آتی ہیں تو خاص خدا کے سایہ یعنے خلیفۂ الٰہی اور مُرشد کامل کی صحبت کو اختیار کرلے۔ تاکہ نجات ابدی حاصل ہو۔ کیونکہ سایۂ الٰہی یعنے مرشد کامل نجات ابدی کا سیدھا رستہ بتاتا ہے اور مرتبۂ وصال تک پہنچادیتا ہے۔

ہر کسے در طاعتے بگریختند — خویشتن را مخلصے انگیختند

ترجمہ: ہر کسی نے طاعتِ اللہ کی — اور چاہی اِس سے اپنی مخلصی

	تو برو در سایۂ عاقل گریز	تا رہی زان دشمن پنہان ستیز
ترجمہ	سایۂ عاقل مین آ اے خوش صفات	جنگجو دشمن سے تا پائے نجات

شرح یہ دونو شعر بھی قطعہ بند ہین۔ دوسرے شعر مین رہی رہیدن سے مشتق ہے بمعنے نجات پائی۔ اور دشمن پنہان ستیز (چھپکر لڑنے والے دشمن) سے نفس امارہ اور وسوسۂ شیطانی مراد ہے۔ یعنے اے علیؑ ہر شخص وسیلۂ طاعت سے اپنے لیے مخلص یعنے نجات کا طالب ہے اور عبادت الٰہی کی طرف گریز کرکے اپنے لیے رہائی کی بنیاد ڈالتا ہے لیکن تو کسی عاقل (مرشد کامل) کے سایہ مین پناہ لے تاکہ تجھکو نفس و شیطان سے رہائی ملے۔

	از ہمہ طاعات اینت لائق ست	سبق یابی بر ہر آنکو سابق ست
ترجمہ	چاہیئے یہ بات بہ طاعت سے تجھے	تاکہ حاصل سب پہ ہو سبقت تجھے

شرح یعنے اے علیؑ تو کسی مرشد کامل کے سایہ مین آجانا تمام طاعتون سے بہتر ہے اس طاعت کے باعث تو ان تمام لوگون سے آگے بڑھ جائے گا جو اسوقت نیکیون مین تجھسے آگے بڑھے ہوے ہین۔ اور وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ أُولَٰئِكَ الْمُقَرَّبُونَ کے زمرہ مین داخل ہو جائیگا۔ یعنے سب سے آگے بڑھکر مقرب الٰہی بنجائیگا۔

	چون گرفتی پیر ہین تسلیم شو	ہمچو موسےٰ زیر حکم خضر رو
ترجمہ	کرلیا جب پیر۔ کہنا اسکا مان	دیکھ حال خضر و موسےٰ میر یجان

شرح یعنے اے علیؑ جب تو نے کسی کو اپنا مرشد بنا لیا تو اسکے آگے سراپا تسلیم و رضا بنجا یعنے اسکے ارشاد کو دل و جان سے قبول کر اور اسکے حکم پر اسطرح چل جسطرح حضرت موسےٰ جناب خضرؑ کے حکم پر چلے تھے۔

	اندر آ در سایۂ آن عاقلے	کش نتاند برد از رہ ناقلے
ترجمہ	چاہیئے ہے سایۂ عاقل تجھے	نقل کر سکتا نہین ناقل جسے

شرح یعنے اے علیؑ اس عاقل یعنے مرشد کامل کے سایہ مین آجا جسکو راہ حق سے کوئی پھیرنے والا ہرگز نہین پھیر سکتا۔ کیونکہ خدا کی راہ مین اسکا قدم پہاڑ کی طرح گڑا ہوا ہے۔ اہل ہوس یا نفس و شیطان اسکو لغزش نہین دے سکتے۔ نکتہ لفظ عاقل سے صاف ظاہر ہے کہ حدیث مذکورہ مین لفظ عقل سے مرشد عاقل ہی مراد ہے اور مرشد عاقل رسول خدا ہین جو حضرت علیؑ اور تمام امت کے لیئے رہبر کامل ہین۔

	پس تقرب جو بسوے الٰہ	سر مپیچ از طاعت او ہیچگاہ
ترجمہ	ڈھونڈھتا رہتا ہے وہ قرب خدا	اسکی طاعت سے نہو اکدم جدا

شرح یعنے اے علیؑ مرشد کامل ہر وقت خدا ہی کا تقرب ڈھونڈھتا رہتا ہے تو اسکی طاعت سے کسیوقت روگردانی نکر اور اسکی فرمانبری سے منہ نہ پھیر بلکہ اسکی صحبت کو غنیمت اور فضل خداوندی سمجھ۔

زانکہ او ہر خار را گلشن کند
دیدۂ ہر کور را روشن کند

ترجمہ: خار کو گلشن کیا کرتا ہے وہ
آنکھہ کو روشن کیا کرتا ہے وہ

شرح یعنے مرشد کامل خار (شخص محجوب) کو گلشن اسرار۔ اور اندہے (نا واقف راہ عرفان) کی آنکھون کو نور ہدایت سے روشن کر دیتا ہے۔ اور جو لوگ مرشد کامل سے الگ رہتے ہین وہ اندہے اور گمراہ ہین۔

ظل او اندر زمین چون کوہ قاف
روح او سیمرغ بس عالی طواف

ترجمہ: اُسکا سایہ ہے زمین پر کوہ قاف
روح ہے سیمرغ کبس عالی طواف

شرح کوہ قاف سے عالم اجسام اور سیمرغ سے حقیقت انسانی مراد ہے۔ یعنے مرشد کامل کا وجود ظاہری دنیا مین دیگر عالم اجسام کی مانند ہے یعنے بظاہر کامل وغیر کامل مین کچھہ فرق نہین معلوم ہوتا۔ مگر کامل کی روح سیمرغ یعنے محض حقیقت انسانی ہے جسکی پرواز نہایت بلند یعنے لامکان تک ہے۔ یا یہ معنے ہین کہ مرشد کامل کا سایۂ اثر صحبت کوہ قاف کے مانند ہے جو لغزش ہی نہین کرتا اور اسکی روح ایک بلند پرواز سیمرغ ہے جو ہمیشہ فضائے قرب باری مین اُڑتی رہتی ہے۔ اسلئے ایسے کامل کی صحبت تجھے بہت جلد کامل اور مقرب الٰہی بنا دیگی۔

دستگیر و بندۂ خاص اله
طالبان را مے برد تا پیشگاہ

ترجمہ: خاص بندہ ہے وہ سب کا دستگیر
ہے وہ موصل تا بدرگاہِ قدیر

شرح یعنے مرشد کامل خدا کا خاص بندہ اور مریدون کا دستگیر ہے جو طالبون کو پیشگاہ قرب الٰہی تک پہنچا دیتا ہے۔

گر بگویم تا قیامت نعت او
ہیچ آنرا غایت و مقطع مجو

ترجمہ: تا قیامت مدح گر اُسکی کرون
انتہا اسکی نہین کیا لکھہ سکون

شرح مولانا فرماتے ہین کہ اگر مین قیامت تک مرشد کامل کی مدح کیئے جاؤن تو بھی اسکی انتہا اور مقطع یعنے اختتام نہین ہو سکتا۔ مقطع اُس شعر کو کہتے ہین جسمین شاعر اپنا تخلص ظاہر کر کے غزل وغیرہ کو تمام کر دیتا ہے۔

آفتاب روح نے آن فلک
کہ ز نورش زندہ اند انس و ملک

ترجمہ: وہ نہین ہے شکل خرشید فلک
بلکہ اُس سے زندہ ہین انس و ملک

شرح آن فلک یعنے مملوک فلک ہے یعنے مرشد کامل آفتاب روح ہے آفتاب فلک نہین ہے جسکے نور کے فائدے محدود ہین۔ بلکہ ایسا آفتاب ہے جسکے نور سے انس و ملک سب زندہ ہین اور یہ ظاہر بات ہے کہ اگر مرشد کامل یعنے حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کا نور جو عین حقیقت انسانی ہے ازل مین سب سے پہلے پیدا نہوتا تو انسان اور فرشتے وغیرہ ہرگز پیدا نہ کیے جاتے اور جب آفرینش عالم ہی نہوتی تو زندگی کہان سے آتی اس لحاظ سے لولاک لما خلقت الافلاک گو حدیث نہین ہے مگر باعتبار معنے صحیح ہے۔

در بشر روپوش گشتست آفتاب — فہم کن واللہ اعلم بالصواب

ترجمہ: ہے یہ پردے مین بشر کے آفتاب — غور کر واللہ اعلم بالصواب

شرح یعنے ایمخاطب مرشد کامل کی شرح مین صرف یہ ایک ہی نکتہ یاد رکہنے کے قابل ہے کہ وجود بشری مین آفتاب چھپا ہوا ہے آفتاب سے مراد آفتاب حقیقت ذات ہے جو حقیقت محمدیؐ اور انسان کامل کے وجود ظاہری مین مع اسماو صفات متجلی ہے اور اس وجود ظاہری کو عوام کے برداشت کے لیے پردہ بنا لیا ہے کیونکہ تجلی خاص کے برداشت انبیاء کو بہی نہین ہوتی مصرع آخر مین لفظ واللہ اعلم بالصواب دقّت مقام کی طرف اشارہ کر رہا ہے کیونکہ نکتۂ توحید مین باعتبار معنے اتحاد بلا اتصال و بلا افتراق و بلا حلول شرط ہے اور یہ بات سمجھانے سے بہی سمجھ مین نہین آسکتی۔ اسلیئے طالب کو ملہم الحق والصواب یعنے اللہ تعالٰی سے فہم کی توفیق مانگنی چاہیئے اس دقّت سے بچنے کے لیئے سب سے صاف معنے یہ ہین کہ آفتاب سے وہی آفتاب روح مراد ہے جسکا ذکر گزشتہ شعر مین ہو چکا ہے۔ یعنے ایمخاطب مرشد کامل کو اپنی ذات پہ قیاس نہ کر گو وہ وجود ظاہری مین تیرے ہی مانند ہے مگر ذکر الٰہی کے باعث اُسکی روح آفتاب کی طرح روشن ہو گئی ہے اور تیری روح کثافت جسمانی کے باعث اُلٹا تو انگبی ہے

صبر کن بر کار خضر بے نفاق — تا نگوید خضر رو ہٰذا فراق

ترجمہ: خضر کے ہر کام پر تو صبر کر — اور فراق خضر سے ہر وقت ڈر

شرح یعنے ایمخاطب تجہے خضر بے نفاق رصاف دل مرشد کامل جس چیز کا حکم دے اُسے فوراً بجا لا اور اُسکے احکام کی بجا آوری پر صبر کر ورنہ مرشد ہٰذا فراق بینی و بینک کہکر تجہے اپنی صحبت سے دور کر دیگا جیسا کہ خضرؑ نے حضرت موسےؑ کو اپنی مصاحبت سے جدا کر دیا تہا فائدہ حضرت موسےؑ کا تعلیم کے لیئے خضرؑ کے پاس جانا اور خضر کی تعلیمات کو اجنبی سمجہکر اُنکے ارشادات پر صبر نہ کرنا اور پہر خضرؑ کا اُنکو اپنے پاس سے جدا کر دینا مفصل طور پر حصۂ اول مین بیان ہو چکا ہے وہان دیکہہ لینا چاہیئے نکتہ یہ یاد رہے کہ باوجود طالب ہونے کے خضرؑ پر حضرت موسےؑ کا اعتراض اُنکے منصب رسالت کے لحاظ سے تہا کیونکہ موسےؑ صاحب شریعت و کتاب تہے اُنکی تقلید سے ہر طالب کا یہ منصب نہین ہے کہ مرشد کامل پر اعتراض کر سکے۔ ورنہ راہِ معرفت سے دور رہ جائیگا۔

گرچہ کشتی بشکند تو دم مزن — گرچہ طفلی را کشد تو مو مکن

ترجمہ: توڑ دے کشتی کو گر تو کچہہ نہ کہہ — مار دے بچہ کو تو خاموش رہ

شرح یعنے اگر خضر وقت کشتی توڑ دے تو دم نمار اور اگر کسی بچہ کو مار ڈالے تو ماتم کی حالت مین اپنے بال

نہ اُکھاڑ۔ یعنے اگر خضرِ وقت (مرشد کامل) کوئی ایسا فعل کرے جو ظاہر طور پر تیرے نزدیک خلاف شرع ہو تو اُسپر اعتراض نہ کر۔ شکستہ باطنی طور پر کشتی توڑنے سے کشتی وجود اور تعین تشخصی کو فنا کر دینا اور لڑکے کو قتل کرنے سے طفل طبیعت حیوانی کو مار ڈالنا مراد ہے۔ اگر مرشد کامل تیری کشتی وجود کو توڑ دے یا طبیعت حیوانی کو مار ڈالے تو ہرگز اعتراض نکر اِسکا سبب آیندہ شعر مین مذکور ہے۔ مَکَن۔ بفتح الکاف کندیدن سے مشتق ہے یعنے اُکھاڑنا نوچ پھینکنا کھسوٹ ڈالنا۔

	وست او را حق چو دست خویش خواند		تا یدُ اللہ فوق ایدیہم براند
ترجمہ	ہاتہ اُسکا۔ ہاتہ ہے حق کا ضرور		فَوقَ اَیدِیہِم سمجہ لے پُر شعور

شرح مُوکَش اور دم مزن کی علت ہے۔ یعنے چونکہ اللہ تعالےٰ نے عاقل اور عارفِ اکمل کے ہاتہ کو اپنا ہاتہ کہا ہے اور یداللہ فوق ایدیہم فرمایا ہے اسلیئے جو فعل اُسکے ہاتہ سے صادر ہوگا وہ گویا فعل الٰہی ہے۔ یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے اِنَّ الَّذِینَ یُبَایِعُونَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُونَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوقَ اَیدِیہِم۔ یعنے اے محمدؐ جو لوگ تجسے بیعت کرتے ہین وہ تجسے نہین بلکہ خدا سے بیعت کرتے ہین۔ خدا کا ہاتہ اُن بیعت کرنے والون کے ہاتہ کے اوپر ہے۔ اور چونکہ بیعت کرتے وقت مرشد کا ہاتہ مرید کے ہاتہ کے اوپر ہوا کرتا ہے اسلیئے وہ اوپر والا ہاتہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ہاتہ تہا جسکو اللہ تعالےٰ نے اپنا ہاتہ فرمایا ہے۔ یہ آیت بیعت الرضوان کی بابت ہے جو حدیبیہ مین واقع ہوئی تہی اور رسولخداؐ نے ایک درخت کے نیچے بیٹہکر صحابہؓ سے بیعت لی تہی۔ اور چونکہ سلسلۂ بیعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے جاری ہوا ہے اسلیئے ہر مرشد کامل کا ہاتہ کو اگر یداللہ کہا جائے تو کچہ مضائقہ نہین ہے۔

	دست حق میراندش زنده اش کند		زنده چہ بود جان پاینده اش کند
ترجمہ	مارتا ہے زندہ کرتا ہے وہ ہات		زندہ کیا پاینده کرتا ہے وہ ہات

شرح ضمیرین تینون جگہ طفل کی طرف راجع ہے مطلب یہ کہ جب خضر کا ہاتہ دستِ الٰہی تہا۔ تو لڑکے کا قتل باعث اعتراض نہین ہوسکتا۔ کیونکہ اُنہون نے قتل کرکے گویا اُسکو زندہ کر دیا۔ یعنے قتل اُسکے لیئے نافع ہوا کیونکہ لڑکا طغیان اور کفر کے گناہ سے جسمین آیندہ اپنے ماں باپ کو پہنسا دیتا بچار ہا۔ بلکہ اُسکو حیات ابدی ملگئی اور یہ جو کچہ کیا خضر نے اپنے ہات سے نہین کیا بلکہ دست حق نے کیا ہے۔ خضر کا قصہ پہلے مفصل گزر چکا ہے اسیطرح خضر وقت نے اگر طفل طبیعت و نفس امارۂ طالب کو مار ڈالا۔ تو یہ سمجہ کہ اُسکو نئی زندگی۔ اور فقط زندگی کیا۔ بلکہ حیات ابدی عنایت فرمائی۔ کیونکہ وہ نفس کشی سے مرتبۂ بقا بین پہنچگیا اور ہستیِ موہوم سے نجات پاکر ہمیشہ کے لیئے زندہ ہوگیا۔

یار باید راہ را تنہا مرو — **از سر خود اندرین صحرا مرو**

ترجمہ: دیکھہ اس رستے مین تو تنہا نجا — اور اکیلا جانب صحرا نجا

شرح یعنے خدا کے رستے مین بلا وسیلۂ مرشد کامل تنہا ہرگز نجا۔ ورنہ اُسکو خوف صحرا مین ضرور ہلاک ہو جائیگا

ہر کہ تنہا نادر این رہ را برید — **ہم بعون ہمت مردان رسید**

ترجمہ: جو گیا اس رہ مین تنہا مرد دین — ہمت مردان سے پہنچا ہے یقین

شرح یعنے ہم یہ کہہ چکے ہین کہ کوئی شخص بلا وسیلۂ مرشد کامل راہ عرفان مین قدم ہی نہین رکہہ سکتا لیکن اگر اسکے خلاف بطور شاذ و نادر کسینے تن تنہا بلا وسیلۂ مرشد اس رستہ کو طے کر لیا اور مرتبۂ وصال تک پہنچگیا تو یقین کر لینا چاہیئے کہ یہ شخص بہی مردان راہ خدا (مرشدان کامل) ہی کی دعا سے اُس مرتبہ پر جا پہنچا ہے کیونکہ قلب ماں اور مرشد کامل کی دعا غائبون کے حق مین بہی مقبول ہو جاتے ہین مگر اتنا ضرور ہے کہ وہ شخص سنت و شریعت کا پابند اور اپنے نفس کو ذلیل سمجہنے والا ہو۔ اور ریاضت و عبادت سے اُسکا مقصود فقط کشف و کرامت نہو مطلب یہ کہ بلا اتباع رسول مقبول حضرت محمد مصطفے علیہ الصلوۃ کوئی شخص منزل مقصود پر نہین پہنچ سکتا۔ حضرت سعدی نے سچ کہا ہے ؎ خلاف پیمبر کسے رہ گزید ؛ کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید
لطیفہ بعض عارفین نے رسول مقبول علیہ الصلوۃ سے عالم خواب مین یہ سوال کیا کہ مَا تَقُوْلُ فِیْ اِبْنِ سِیْنَا یعنے اے سرور کائنات آپ حکیم ابن سینا کے حق مین کیا فرماتے ہین۔ کیا وہ مرکر دوزخی ہوا یا جنتی ؟ آپنے جواب مین ارشاد فرمایا شَاءَ اَنْ یَّصِلَ اِلَی الْحَقِّ مِنْ غَیْرِ وَسِیْلَتِیْ فَاَحْجَبْتُہٗ بِیَدِیْ فَسَقَطَ فِی النَّارِ۔ یعنے ابن سینا بغیر وسیلہ بغیر خدا تک پہنچنا چاہتا تہا اسلیئے مینے اپنے دونو ہاتون سے اُسکو حجاب وصال الٰہی طرف دہکیل دیا اور وہ دوزخ مین جا پڑا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ بلا اطاعت رسول مقبول علیہ الصلوۃ نجات ناممکن ہے

دست پیر از غائبان کوتاہ نیست — **دست او جز قبضۂ اللہ نیست**

ترجمہ: غائبون سے کب الگ ہے دست پیر — ہاتہہ ہے یہ قبضۂ رب قدیر

شرح یہ پہلے شعر کی دلیل ہے یعنے مرشد کامل کی دعا سے بعض غائب اشخاص بہی مرتبۂ وصال تک پہنچ جاتے ہین کیونکہ مرشد کا ہاتہ غائبون سے کوتاہ نہین ہوتا بلکہ وہ حاضر و غائب سب پر تصرف رکہتا ہے۔ اور اُسکا ہاتہہ گویا خدا کا ہاتہہ ہے۔ یعنے وہ خدا کے حکم سے مخلوق پر متصرف رہتا ہے۔

غائبان را چون چنین خلعت دہند — **حاضران از غائبان بیشک بہند**

ترجمہ: غائبون کو جب وہ خلعت دیتے ہین — بس تو حاضر غائبون سے اچھے ہین

شرح یعنے جبکہ مرشدان کامل اپنی دعا سے غائبون کو یہ خلعت و انعام (مرتبۂ وصال) عنایت فرما دیتے ہین

تو وہ لوگ جو حاضر اور حلقۂ مریدان خاص مین داخل ہین۔ ضرور غائبون سے بہتر رہتے ہین اور انکو اعلے درجہ کی دولت معنوی ملجاتی ہے جاگتے اور سوتے حاضر اور غائب مین بہت بڑا فرق ہوتا ہے۔

	غائبان را چون نوالہ مے دہند	پیش مہمان تا چہ نعمتہا نہند
ترجمہ	غائبون کو دیتے ہین وہ دولتین	حاضرون کو بخشتے ہین نعمتین

شرح یعنے جب مرشدان کامل غائبون کو نوالہ (تہوڑی بہت دعائے خیر) دیدیتے ہین تو اپنے مہمان (حاضر اور مرید خاص) کے آگے کیا کچھ باطنی نعمتین رکہدیتے ہونگے مطلب یہ کہ حاضر و غائب مین بہت بڑا فرق ہے ایمخاطب تو حضوری کی کوشش کر مرشد کامل کی صحبت سے غائب رہنا باعث محرومی ہے۔

	کو کسے کہ پیش شہ بندد کمر	تا کسے کہ ہست بیرون سوے در
ترجمہ	ایک وہ حاضر ہے جو پیش شاہ	ایک وہ بیرون در ہو جو تباہ

شرح لفظ کو معنے کہا ہے۔ یعنے کہان وہ شخص جو بادشاہ کی خدمت کے لیئے ہر وقت کمربستہ اور نگاہ روبرو رہتا ہو اور کہان وہ جو دروازہ کے باہر کہڑا ہے وہ حاضر ہے اور یہ غائب اسمین اسمین فرق عظیم ہے بسا اوقات دولت حاضر ہی کو ملتی ہے۔ اور غائب ضرور محروم رہجاتا ہے۔

	فرق بسیارست نامد در حساب	آن ز اہل کشف و این ز اہل حجاب
ترجمہ	اسمین اور اسمین ہے فرق بے حساب	وہ ہے اہل کشف یہ اہل حجاب

شرح یعنے حاضر و غائب مین اسقدر فرق ہے کہ اندازہ مین نہین آسکتا منجملہ اور باتون کے ایک فرق عظیم یہ ہے کہ حاضر اہل کشف مین سے اور غائب اہل حجاب مین سے ہے جو نعمت باطنی حاضر کو ملجاتی ہے وہ غائب کے خواب مین بھی نہین آتی۔ یہ اسی گزشتہ مضمون کی تاکید ہے کہ مرشد کی صحبت سے جدا رہنا نچاہیئے۔

	جہد میکن تا رہے یابی درون	ورنہ مانی حلقہ وار از در برون
ترجمہ	کوششین کرتا حضوری ہو نصیب	ورنہ باہر رہگیا تو اے حبیب

شرح یعنے اے مخاطب حسب ارشاد مرشد ریاضت و عبادت کرتا رہ تاکہ تجہے اندر ربارگاہ حضور خداوندی مین رجانے کی راہ ملجائے ورنہ حلقۂ در کے مانند باہر کا باہر ہی رہجائیگا۔

	چون گزیدی پیر نازک دل مباش	سست و ریزندہ چو آب و گل مباش
ترجمہ	کر لیا جب پیر نازک دل نہ بن	سست و بہیں شکل آب و گل نہ بن

شرح یعنے جب تو نے کسی مرشد کامل کو اختیار کر لیا تو نازک دل اور بیزار ہو یا (غیر متحمل ریاضات و مجاہدات) نہ بن اور پانی یا مٹی کی طرح سست اور ریزندہ (گرنے والا۔ ڈہے پڑے) یعنے ضعیف و نا طاقت نہو بلکہ احکام

بجالانے کے لیئے ہر وقت مستعد اور چاق چوبند رہنا چاہیئے۔

	ور بہر زخمے تو پر کینہ شوی	پس کجا بے صیقل آئینہ شوی
ترجمہ	زخم کہا کہا کر جو پر کینہ ہوا	اُسکا سینہ خاک آئینہ ہوا

شرح یعنے اگر تو ریاضت ومجاہدہ یا ارشاد مرشد کے بجالانے کی تکلیف سے گہبراکر پُرکینہ یعنے مرشد یا عبادت سے ملول ہوجائیگا تو آئینہ دل ہرگز صاف نہوگا۔ کیونکہ جسطرح آئینہ بلا صیقل صاف نہین ہوتا اسطرح آئینہ دل بغیر تکلیف اُٹہائے صاف نہین ہوسکتا تکلیف وریاضت گویا آئینہ دل کی صیقل ہے۔ جو شخص تکلیف نہین اُٹہاسکتا۔ وہ ہرگز کسی رتبہ کو نہین پہنچتا۔ چنانچہ آیندہ قزوینی کی حکایت اسی کے متعلق ہے۔

حکایت کبودی زدن قزوینئے بر شانہ گاہ خود صورت شیر و پشیمان شدن او بسبب زخم سوزن

ترجمہ ایک قزوینی کے اپنے شانہ پر شیر کی صورت بنواکر اُسمین نیل بہروانے اور سوئی کے زخم سے پشیمان ہونے کی حکایت

	این حکایت بشنو از صاحب بیان	در طریق وعادت قزوینیان
ترجمہ	ہمسے سن لے لکہتے ہین اہل بیان	یعنے کہ یہ عادت قزوینیان

شرح یعنے قزوین کے رہنے والون کی عادت ورسم کے مطابق صاحب بیان (بعض مورخین) نے مندرجہ ذیل حکایت لکہی ہے الحاطب اس قصہ کو سنکر معنوی حصہ حاصل کر قزوین عراق عجم مین ایران کے ایک شہر کا نام ہے

	بر تن و دست و کتفہا بے درنگ	مے زنند از صورت شیر و پلنگ
ترجمہ	جسم دست و شانہ پر سب بے درنگ	گودتے ہین صورت شیر و پلنگ

شرح یعنے قزوینیون کی یہ عادت ہے کہ عموماً اپنے بدن اور خصوصاً ہاتون پاٹون پہ چیتے اور شیر وغیرہ کی صورت سوئی سے گدواکر اُسمین نیل بہروالیتے ہین یہ رسم اُنکے نزدیک نہایت ضروری اور سامان زیبایش بدن مین داخل ہے

	بر چنان صورت بپا بے گزند	از سر سوزن کبود یہا زنند
ترجمہ	اور اُس صورت مین بے خبث و دلیل	گود کر سوزن سے بہروالتے ہین نیل

شرح یعنے قزوینی لوگ پہلے تو بے دہڑک اور بلا خیال نقصان بدن پر شیر وغیرہ کی صورت گدواتی ہین اور پہر سوئی کے سر سے اُسمین نیل بہروالتے ہین۔ کبودی زدن یعنے نیلگون نشان کرنا ہے چنانچہ ہندوستان کے اکثر قصبات مین ذلیل قومین۔ خاصکر عورتین اب بہی اپنی بدن پر کسی جانور کی صورت بنالیتے ہین اور سوئی سے گودکر اُسمین تیل بہردیتی ہین۔ پہر یہ صورت کبہی نہین مٹتی صحیح حدیث شریف موجود ہے لعنۃ اللہ علے الواشمۃ والمتوشمۃ۔ یعنے گودنے والی اور گدوانے والی دونوپر خدا کی لعنت ہے کیونکہ اسمین تصویر بنانیکا گناہ الگ ہوتا ہے اور بے فائدہ تکلیف اُٹہانے کا الگ۔

سوی دلاکی بشد قزوینیی ‖ که کبودم زن بکن شیرینیی

ترجمہ ایک قزوینی نے اک دلاک سے ‖ یہ کہا۔ بہر نیل۔ اُجرت مجھسے لے

شرح دلاک اُس شخص کو کہتے ہین جو حمام مین نہانے والون کے بدن ملتا ہے لیکن یہان مجازاً وہ شخص مراد ہے جو سوئی سے گود کر بدن پر جانورون کی صورت بنا دے یعنے ایک قزوینی نے دلاک سے یہ کہا کہ میرے بدن پر نیلگون نشان بنا دے اور ایسا نقش شقش کر جو شیرین یعنے خوبصورت اور مرغوب ہو لفظ شیرین کا موصوف یعنے لفظ نقش محذوف ہے بعض نسخون مین ستان شیرینیی ہے یعنے میرے بدن پر نیلگون نشان بنا دے اور مجھسے اُسکی اُجرت بطور شیرینی لے لے۔ یعنے مین تجھے پوری اُجرت نہین دیسکتا یہ کلمہ تواضع ہے۔

گفت چه صورت زنم ای پهلوان ‖ گفت بر زن صورت شیر ژیان

ترجمہ بولا کیا صورت بنے اے پہلوان ‖ یہ کہا اُسنے کہ ہو شیر ژیان

شرح یعنے گودنے والے نے قزوینی سے یہ پوچھا کہ اے پہلوان تیرے بدن پر کونسے جانور کی تصویر نقش کرون۔ اُسنے جواب دیا کہ غضبناک شیر کی صورت بنا کر اُسمین نیل بھر دے۔

طالعم شیرست نقش شیر زن ‖ جهد کن رنگ کبودی سیر زن

ترجمہ میرا طالع شیر ہے ہو نقش شیر ‖ اور ہو وہ شیر نیلا ہٹ سے سیر

شرح قزوینی کہتا ہے کہ مین شیر کی تصویر بنوانے کو اسلیئے پسند کرتا ہون کہ جب مین پیدا ہوا تہا تو میرا ستارہ برج اسد مین تہا یعنے مین باعتبار خلقت بہادر شخص ہون اور مجکو فطرتاً شیر سے مناسبت ہے اسلیئے تو شیر ہی کی تصویر بنا اور اُسمین نیل سیٹ بھر کر ڈال تاکہ بدن پر نیلا رنگ نہایت تیزی کے ساتھ چمکے۔

گفت بر چه موضعت صورت زنم ‖ گفت بر شانه گهم زن آن رقم

ترجمہ بولا وہ صورت بناؤن کس جگہ ‖ بولا یہ شانہ پہ ہے اے رشک مہ

شرح یعنے گودنے والے نے پھر یہ پوچھا کہ شیر کی تصویر کو تیرے بدن پر کونسی جگہ نقش کرون قزوینی نے کہا کہ اُس رقم (یعنے صورت) کو میرے شانہ (کندھے) پر لکھ دے تاکہ مین اُسسے قوت بازو سمجھون

تا شود پشتم قوی در رزم و بزم ‖ با چنین شیر ژیان در عزم و حزم

ترجمہ تاکہ ہو قوت فزا سے رزم و بزم ‖ تاکہ ہو مضبوط اس سے عزم و حزم

شرح یعنے تصویر شیر کی تخصیص ایک تو بوجہ مذکورۂ بالا ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ کیا عجب اس ظاہری شیر کو دیکھکر لوگ مجھے زبردست پہلوان اور نہایت دلیر سمجھین اور ہر رزم و بزم (انجمنون اور معرکون) مین میری عزت ہو اور جسطرح شیر اپنے ارادہ سے باز نہین رہتا۔ اسیطرح مین بھی بزم و رزم مین اپنے ارادہ سے نہ پھرون

عزم مطلق ارادے اور جزم اُس ارادے کو کہتے ہیں جس سے آدمی باز نہ رہے۔

چونکہ او سوزن فرو بردن گرفت	درد اندر شانہ گہ مسکن گرفت
ترجمہ جسم میں اُسنے چبھوئی جب سوئی	سخت تر تکلیف شانہ میں ہوئی

شرح چونکہ قزوینی اپنے آپ کو پہلوان اور دلیر کہہ چکا ہے اور بدن کو گہر گودکر اُسمیں تیز نیل بھرنے کی تاکید کر چکا ہے اسیلئے گودنے والے نے بیرحمی سے سوئیاں چبھونی شروع کین جس سے اُسکے شانہ میں سخت درد اور تکلیف ہونے لگی۔ کیونکہ بدن کو تکلیف پہنچانے کے لیئے سوئی بہی کچھ کم نہیں ہوتی۔

پہلوان در نالہ آمد کاے سنی	مر مرا کشتی چہ صورت مے زنی
ترجمہ کرکے نالہ پہلوان کہنے لگا	مار ڈالا۔ کیا بناتا ہے بتا

شرح یعنے سخت تکلیف کے باعث جو گودنے کے سبب پہنچتی ہتی قزوینی پہلوان نے نالہ کرکے یہ کہاکہ اے سنی (مرد عالی مرتبہ اور اُستاد بزرگ) یعنے اے گودنے والے تونے تو مجھے جان سے مار ڈالا یہ تو کون سے جانور کی صورت بنا رہاہے کہ جسکا نقش خود بیجان ہو کر مجھے اسقدر تکلیف پہنچا رہا ہے سنی بمعنے عالی و بزرگ ہے

گفت آخر شیر فرمودی مرا	گفت از چہ عضو کردی ابتدا
ترجمہ بولا وہ تہا حکم تیرا شیر کا	بولا یہ کس عضو سے ہے ابتدا

شرح یعنے گودنے والے نے کہا کہ مینے اُسی شیر کی تصویر بنانی شروع کی ہے جسکا آپنے حکم دیا تہا۔ قزوینی بولا یہ تو بتا کہ پہلے تونے شیر کا کونسا عضو بنانا شروع کیاہے۔ یعنے ابتدا کونسے عضو سے کی ہے۔

گفت از دُمگاہ آغازیدہ ام	گفت دُم بگذار اے دو دیدہ ام
ترجمہ بولا وہ دُم سے ہوئی ہے ابتدا	بولا یہ دم چھوڑ دے اے جان فزا

شرح یعنے گودنے والا بولا کہ مینے شیر کی تصویر کو دُم نکلنے کی جگہ سے بنانا شروع کیاہے قزوینی نے جواب دیا کہ اے پیارے گودنے والے اے میری دو نو آنکھون کے نور دُم کو چھوڑکر کسی اور عضو کو بنانا شروع کر کیونکہ مجھے زخم سوزن نہایت تکلیف پہنچاسے ہین دم کو چھوڑکر کسی اور عضو کو بنا۔

از دُم و دُمگاہ شیرم دم گرفت	دُمگہ او دمگہم محکم گرفت
ترجمہ اُسکی دُم سے تنگی ہے دم یہ بس	اس سے مجکو ہوگیا ضیق النفس

شرح قزوینی کہتاہے کہ اے پیارے دلاک شیر کی دُم اور دُم نکلنے کی جگہ کے نقش کے باعث میرے دم پر تنگی ہے اُسکی دُمگاہ نے میرے سانس کی جگہ (منفذ نفس) کو بند کردیا یعنے مجھے نہایت تکلیف ہوتی ہے میرا دم نکلا جاتا ہے۔ مین مرا جاتاہون خدا کے لیئے اس دُم کے نقش کو چھوڑکر کوئی اور عضو بنانا شروع کردے

شیر بے دُم باش گو اے شیر ساز ۔۔۔ کہ دلم سستی گرفت از زخم گاز

ترجمہ: اس سے یہ کہدو کہ بے دُم کا رہے ۔۔۔ کون اتنے زخم سوزن کے سہے

شرح: قزوینی کہتا ہے کہ اے شیر ساز اس شیر سے کہدے کہ بے دُم ہی کا رہے کیونکہ زخم مقراض سے مجکو سخت تکلیف ہے ۔ گاز ۔ بمعنے مقراض یہان مجازاً بمعنے سوزن لیا گیا ہے ۔ یا یہ معنے ہین کہ پہلے دلاک نے سوئی سے کام لیا مگر قزوینی نے بہادری کا دعوے کیا تو گودنے والے نے مقراض کی نوک سے زخم لگائے

جانب دیگر گرفت آن شخص زخم ۔۔۔ بے محابا بے مواسائے و رحم

ترجمہ: جانب دیگر لگائے اُسنے زخم ۔۔۔ بے محابا پھر چلائے اُسنے زخم

شرح: محابا فارسی مین بحذف تا مستعمل ہے در اصل محاباۃ تہا ۔ بمعنے مروت و لحاظ و محبت ۔ علے ہذا القیاس مواسا بمعنے غمخواری و شفقت ۔ و رعایت ۔ یعنے جب قزوینی تکلیف کے مارے چیخا چلایا اور گودنے والے سے یہ کہنے لگا کہ اس شیر کو بے دُم ہی کا رہنے دے تو اُسنے بلا مروت و رحم شیر کے دوسرے عضو کے نقش کو گودنا شروع کر دیا ۔ کیونکہ دلاک کا پیشہ ہی بے رحمی کا تہا اسلیئے اُسنے بلا تکلف زخم مارنے شروع کر دیئے

بانگ زد او کاین چہ اندام ست ازو ۔۔۔ گفت این گوش ست اے نیک خو

ترجمہ: بولا قزوینی یہ جسم ہے کونسا ۔۔۔ بولا وہ یہ کان ہین سُن اے فتا

شرح: یعنے جب دلاک نے دُم کو چھوڑکر شیر کے دوسرے عضو کا نقش بنانا اور بدن کو گودنا شروع کیا تو قزوینی نے تکلیف کے باعث چیخ مارکر یہ کہا کہ اے دلاک تو شیر کا یہ کونسا عضو بنا رہا ہے اُسنے جواب دیا کہ کان بنا رہا ہون ۔ کیونکہ تو دُم نہین بنواتا تو کان ہی بنوالے یہ تو چھوٹا سا عضو ہے ۔

گفت تا گوشش نباشد اے ہمام ۔۔۔ گوش را بگذار و کوتہ کن کلام

ترجمہ: بولا وہ بے کان کا رکہہ لے ہمام ۔۔۔ چھوڑدے کانون کو کوتہ کر کلام

شرح: لفظ تا بمعنے زینہار و ہرگز ۔ اور ہمام بمعنے بزرگ ہے یعنے جب گودنے سے تکلیف پہنچی تو قزوینی نے یہ کہا کہ اے بزرگ دلاک ہرگز اس شیر کے کان نہ بنا اور قصہ کوتاہ کر بعض نسخون مین یہ شعر اسطرح ہے ۔ گفت تا گوشش نباشد اے حکیم ۔ گوش را بگذار و کوتہ کن گلیم ۔ اسصورت مین گلیم بمعنے صُوف و پشم ہے یعنے اے دلاک شیر کے کانون کو چھوڑ اور کانون کی آس پاس جو شیر کے بال ہوتے ہین ۔ انکو کترلے یعنے نہ بنا یہ نسخہ پہلے سے اچھا اور باعتبار معنے نہایت بلیغ ہے

جانب دیگر خلش آغاز کرد ۔۔۔ باز قزوینی فغانے ساز کرد

ترجمہ: زخم نے کی ستید ہی جانب خلش ۔۔۔ پہلوانجی کی فغان با صد تپش

شرح یعنے جب شیر کے کان بنانے سے قزوینی نے نالہ کیاتو دلاک نے دوسری جانب سوئیاں مارنی شروع کین۔ اور چونکہ زخم سوزن وغیرہ بدن کے ہر حصہ مین تکلیف رسان ہوتا ہے اسیلئے قزوینی نے پھر نالہ و فغان شروع کردیا

کاین سوم جانب چہ اندامست نیز	گفت اینست اشکم شیر اے عزیز
ترجمہ تیسری جانب یہ کیا ہے سچ بتا	یہ کہا اُسنے شکم ہے شیر کا

شرح یعنے قزوینی نے با نالہ و فغان یہ کہا کہ اے دلاک اس تیسری جانب مین تو شیر کا کونسا عضو بنانا چاہتا ہے اُسنے جواب دیا کہ اے عزیز اب مینے شیر کا پیٹ بنانا شروع کیا ہے۔ اشکم مزید علیہ و مرادف شکم ہے۔

گفت تا اشکم نباشد شیر را	خود چہ اشکم باید این ادبیر را
ترجمہ بولا وہ نقشِ شکم ہے کیا ضرور	چاہیئے کیا پیٹ اسے اے پر شعور

شرح۔ ادبیر الادبار ہے بمعنے مدبر و بدبخت۔ یعنے قزوینی کہتا ہے کہ شیر کے پیٹ ہرگز نہین ہوا کرتا اس موذی اور بدبخت شیر کے لیئے پیٹ کیا بنانا چاہیئے۔ اے دلاک تو بے پیٹ ہی کا شیر بنا دے

درد افزون گشت کم زن زخمہا	اشکمے چہ شیر را بہر خدا
ترجمہ بڑہگئی تکلیف سوزن کر جُدا	مت بنا نقشِ شکم بہرِ خدا

شرح یعنے اے دلاک زیادہ سوئیاں نمار کیونکہ میری تکلیف بڑہتی جاتی ہے اور برائے خدا یہ تو بتا کہ کہین شیر کے بہی پیٹ ہوا کرتا ہے۔؟ بعض نسخون مین بہر خدا کی جگہ بہر غذا ہے اسصورت مین بہرِ غذا اشکم کے متعلق ہے یعنے اشکم بہرِ غذا آن شیر را چہ باید یعنے اس شیر کو غذا کے لیئے پیٹ کیا چاہیئے۔ کیونکہ اسمین غذا کہانے کی لیاقت ہی نہین ہے۔ چونکہ قزوینی کو گودنے سے تکلیف پہنچتی تہی اسیلئے اُسنے یہ بہانے کیئے اور حجتین نکالین۔ ورنہ وہ اسیلئے آیا تہا کہ شیر کی پوری تصویر منقش کرائے۔

خیرہ شد دلاک و بس حیران بماند	تا بدیر انگشت در دندان بماند
ترجمہ سُنکے یہ دلاک حیران رہگیا	دیکھے انگلی زیرِ دندان رہگیا

شرح یعنے گودنے والا قزوینی کی ان باتون سے حیران رہگیا اور دیر تک تعجب سے دانتون مین انگلی دیئے رہا

بر زمین زد سوزن آندم اوستاد	گفت در عالم کسے را این فتاد
ترجمہ اور زمین پر پہینکدی اپنی سوئی	اور کہا اللہ یہ کیسی ہوئی

شرح یعنے گودنے والے نے حیران ہوکر سوئی زمین پر پہینکدی اور یہ کہا کہ جہان مین کسیکو ایسا موقع پیش نہ آیا ہوگا یا کسی پر ایسی مصیبت نہ پڑی ہوگی جو آج مجھپر پڑی کہ یہ بزدل قزوینی شیر بنواتا ہے مگر اُسکے کسی عضو کو بننے نہین دیتا۔ اور پہلوان ہوکر ذرا سی تکلیف کی برداشت نہین کرسکتا۔

شیر بے دُم و سر و اشکم کہ دید | اینچنین شیرے خدا ہم نافرید

ترجمہ ہو نہ کچھ دُم پیٹ سر جس شیر کا | وہ خدا نے بھی نہین پیدا کیا

شرح گودنے والا کہتا ہے کہ بے دُم اور بے سر اور بے پیٹ کا شیر آجتک کسنے دیکھا ہے ہم کسی نے نہین دیکھا اے قزوینی ایسا شیر تو خدا نے بھی پیدا نہین کیا۔ اسلیئے مین ایسے شیر کی تصویر نہین بناسکتا جو دم و سر وغیرہ نہ رکھتا ہو

چون نداری طاقت سوزن زدن | ازچنین شیر ژیان بس دم مزن

ترجمہ تجھین سوزن کی اگر طاقت نہین | شیر بنواتا ہے کیون اے مرد دین

شرح دلاک کہتا ہے کہ اے قزوینی اگر تجکو زخمون کی سہار نہین تو ایسا شیر کیون بنواتا ہے جسکی تصویر بلا دُم و سر و شکم ہرگز درست نہین ہوسکتی۔ بلکہ مکھی یا چیونٹی کی تصویر بنوالے تاکہ بلا سر و دم جلدی سے بنجاوے اور زیادہ سوئیان مارنے کی ضرورت نہو۔

اے برادر صبر کن بر درد نیش | تا رہی از نیش نفس گبر خویش

ترجمہ صبر کر تو درد پر تکلیف پر | نفس سے ہو تا رہائی سر بسر

شرح حکایت تمام ہوکر یہان سے نتیجہ حکایت شروع ہوا ہے درد نیش سے تکلیف شریعت اور محنت ریاضت اور نفس گبر سے یعنے نفس کافر سے نفس امارہ مراد ہے یعنے مولانا فرماتے ہین کہ اے مخاطب تکلیف شریعت و ریاضت پر صبر کر ورنہ اپنے نفس کافر کی نیش زنی (سرکشی و دشمنی) سے تجھے ہرگز نجات نہ ملیگی۔ اور بے صبری کی حالت مین تو اسیطرح ناکامیاب رہیگا جسطرح یہ قزوینی ناکامیاب رہا تھا نکتہ صبر کے یہ معنے ہین کہ آدمی اپنے رنج و مصیبت کی شکایت غیر اللہ سے نہ کرے ہان خاص اللہ تعالے سے اپنی مصیبتون کا شکوہ کرنا منافی صبر نہین ہوسکتا چنانچہ اللہ تعالے نے حضرت ایوبؑ کو صابر فرمایا ہے حالانکہ اُنہون نے اپنی مصیبت کا شکوہ بارگاہ رب العالمین مین کیا تھا مصیبت کے وقت خدا سے شکوہ نہ کرنا گناہ اور قہر الٰہی کا مقابلہ

کان گروہے کہ رہیدند از وجود | چرخ و مہر و ماہ شان آرد سجود

ترجمہ نفس سے پائے ہوئے ہین جو نجات | سجدہ کرتی ہے اُنہین کل کائنات

شرح یعنے وہ لوگ جو قید وجود (صفات بشری اور اوصاف طبیعت حیوانی) سے نجات پاکر فنا فی الذات ہوگئے ہین آسمان اور چاند سورج اُنکے آگے سجدہ کرتے ہین۔ یعنے ہر شے اُنکی تعظیم کرتی ہے۔

ہر کہ مرد اندر تن او نفس گبر | مر ورا فرمان برد خورشید و ابر

ترجمہ ہوگیا ہے مردہ جسکا نفس گبر | اُسکے فرمان بر ہین سب خورشید و ابر

شرح یعنے جس کسی کے جسم مین نفس کافر و امارہ مر گیا ہے خورشید و ابر اُسکے فرمان پذیر بندے سے بنجاتے ہین

چون دلش آموخت شمع افروختن — آفتاب اورا نیارد سوختن

ترجمہ: اُسنے روشن کی ہے جب شمع یقین — آفتاب اُسکو جلاسکتا نہین

شرح یعنے جس کیا نفس امارہ مرگیا اور اُسکے دل نے نورِ عشق کی شمع جلانی سیکھہ لی۔ تو اُسکو آفتاب فلک ہرگز نہین جلاسکتا۔ کیونکہ آفتاب کیا نار دوزخ بھی اُسکے نورِ قلبی کے مقابلہ مین ایک شرارہ ہے اسلیئے پلصراط پر جب مومن گزرینگے تو نار یون کہے گی کہ جُز یا مومن فان نورک اطفأ ناری یعنے اے مومن پلصراط سے گزر جانے مین جلدی کر کیونکہ تیرے نور نے میری آگ کو بجھا دیا ہے۔ مین بالکل ٹھنڈی پڑگئی ہون۔

گفت حق در آفتاب منتجم — ذکر تزاور کذا عن کہفہم

ترجمہ: قولِ حق یہ ہے کہ بیشک آفتاب — ہے ہمیشہ غار سے زیرِ حجاب

شرح لفظ منتجم بمعنے روشن ہے اور آفتاب روشن سے مراد یا تو قرآن مجید ہے یا یہ معنے ہین کہ اللہ تعالٰے نے آفتاب روشن یعنے آفتاب فلک کی بابت تزاور عن کہفہم کا ذکر کیا ہے لفظ کذا داخل آیت نہین بلکہ لفظ ذکر کے متعلق مولانا کا مقولہ ہے۔ اور کذا کا اشارہ در نیارد سوختن کی جانب ہے۔ اور مطلب شعر یہ ہے کہ جسطرح ہمنے کہا تہا کہ عارف کامل کو آفتاب نہین جلاسکتا۔ ایسا ہی ذکر اللہ تعالٰے نے اصحاب کہف کا فرمایا ہے۔ یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے وَتَرَى الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَاِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ۔ یعنے جب آفتاب نکلتا ہے تو اُنکی غار سے داہنی جانب کو میلان کرجاتا ہے۔ تاکہ غار مین دھوپ نہ پہنچے اور جب چھپتا ہے تو اُنکو بچاکر بائین جانب سے گزرجاتا ہے تاکہ اُنپر شعاع نہ پڑے۔ غرضیکہ آفتاب ایسی طرح حرکت کرتا ہے کہ اُنکو ضرر نہین پہنچتا یہ فقط اسلیئے ہے کہ اُنہون نے قید وجود فانی کو چھوڑ دیا تہا اور مصداق موتوا قبل ان تموتوا ہوگئے تھے اسلیئے تمام موجودات اُنکی مطیع ہوگئین **فائدہ** لفظ تزاور بتشدید زائے منقوطہ ایک مستند قرأت ہے جسکو وزن شعر درست رکہنے کے لیئے اختیار کیا گیا ہے اور اصحاب کہف کا ضروری قصہ ہم پہلے بیان کرچکے ہین۔ زیادہ تفصیل کی ضرورت ہو تو تفسیرون مین دیکھیئے۔

خفتگانے کز خدا بُد کارشان — میل کردے آفتاب از غارشان

ترجمہ: سوئے ہین غار مین جو یارِ غار — اُنسے ڈہلجاتا ہے مہر اے ہوشیار

شرح یعنے اصحاب کہف جو غار مین پڑے سورہے ہین چونکہ اُنکو صرف خدا سے کام تہا اسلیئے آفتاب اُنکے غار سے ڈہلکر گزرتا ہے یہ اسلیئے کہ جو خدا کا ہوجاتا ہے سب چیزین اُسکی محکوم ہوجاتی ہین۔

خار جملہ لطف چون گل میشود — پیش جزوے کو سوے کل میشود

ترجمہ: خار اُسکے حق مین ہوجاتا ہے گل — جزو کو ہوتا ہے جب لا م عشق کل

شرح لفظ خار بلا اضافت مبتدا ہے اور جملہ لطف اسکی خبر ہے خبر سے طالب اور گل سے ذات الٰہی مراد ہے یعنے جب طالب بطفیل مرشد کامل اللہ تعالےٰ کی طرف جاتا ہے یعنے رجوع کرتا ہے اور نفس امّارہ کو فنا کر دیتا ہے تو تمام دنیوی تکلیفیں اُسکے نزدیک راحتیں اور سراپا لطف بنجاتے ہین

چیست تعظیم خدا افراشتن	خویشتن را خاک و خوارے داشتن
ترجمہ: کیا ہے تعظیم حضورِ کردگار	جانتا خود کو سراسر خاک خوار

شرح یعنے تعظیم خدا کا بجا لانا کیا ہے ؟ اپنے آپ کو خاک بلکہ خاک سے بہی زیادہ ذلیل سمجھنا اور نہایت حقیر جاننا

چیست توحید خدا آموختن	خویشتن را پیش واحد سوختن
ترجمہ: کیا ہے توحید خدا کا ماننا	اُسکے آگے نیست خود کو جاننا

شرح یعنے توحید خدا کا سبق لینا کیا ہے ؟ اپنے خار وجود کو اُس واحد یکتا کے عشق مین جلا دینا۔ فنا کر ڈالنا

گر ہمے خواہی کہ بفروزی چو روز	ہستی ہمچون شبے خود را بسوز
ترجمہ: چاہتا ہے روشنی گر مثل روز	اپنی ہستی کو جلا اے دلفروز

شرح یعنے اے مخاطب اگر تو اپنے دلکو روز روشن کی طرح منور کرنا چاہتا ہے تو اپنی ہستی کو جو اندھیری رات کی مانند ہے فنا کر دے یعنے ظلمات بشریت سے بالکل الگ ہوجا۔ اور آفتاب عشق الٰہی کو دل مین رکھلے۔

ہستی ات در ہست آن ہستی نواز	ہمچو مس در کیمیا اندر گداز
ترجمہ: تیری ہستی کچھ نہین چھوڑ اسکو تو	کیمیا مین ڈالدے اِس مس کو تو

شرح یعنے اپنے وجود کو اُس خدائے زندگی بخش کے وجود مین اسطرح گلا دے جسطرح اکسیر مین تانبے کو گلاتے ہین اُسکا تانبا پن جاتا رہتا ہے اور خالص سونا بنجاتا ہے۔ اسیطرح تو اپنے اوصاف بشریت کو فنا کرکے باقی بقاء اللہ ہوجا۔ اس سے تیرے وجود کا کہوٹ نکلجائے گا اور تو کندن بنجائیگا۔

در من و تو سخت کردستی تو دست	ہست این جملہ خرابی از دو ہست
ترجمہ: ڈال رکھا ہے من و تو مین جو ہات	ہے خرابی اسلیئے سارے بد صفات

شرح یعنے یہ معرفت سے دور رہنا سراسر خرابی ہے۔ اور یہ خرابی دو ہستیون سے پیدا ہوی ہے کہ تو نے من و تو کو خوب مضبوط پکڑ رکہا ہے یعنے حق کو بہی موجود جانتا ہے اور اپنی ذات کو بہی اگر تو صرف اللہ تعالےٰ ہی کو موجود حقیقی جانتا تو اپنے آپ کو معدوم مطلق خیال کرتا۔ اور شرک خفی سے نجات پا جاتا۔ اسی نکتہ کا نام عرفان ہے اور اپنی ہستی پر غرور کرنے کا انجام ہلاکت ہے چنانچہ آئندہ حکایت سے معلوم ہوجائیگا کہ بہیڑیا اسلیئے ہلاک ہوا ہے کہ اُسنے اپنی ہستی کو شیر کی ہستی کے مقابلہ مین لا ڈالا تہا۔

رفتن گرگ و روباہ در خدمت شیر بشکار

ترجمہ ایک بہیڑیے اور لومڑی کا شکار کے لیے شیر کی خدمت مین جانا

شرح یعنے عقل اور نفس کا روح کی خدمت و اطاعت کی طرف رجوع کرنا اور اُس سے شکار اسرار کے لیئے مدد چاہنا

شیر و گرگ و روبہے بہر شکار — رفتہ بودند از طلب در کوہسار

ترجمہ شیر و روبہ و گرگ ملکر تین یار — تینون جنگل مین گئے بہر شکار

تا بہ پشت ہمدگر بر صیدہا — سخت بر بندند بار و قیدہا

ترجمہ تاکہ ہم ملکے پکڑین خوب صید — گاو و بز و خرگوش کرلین سب کو قید

شرح یہ دونو شعر قطعہ بند ہین جنکے ظاہری معنے یہ ہین کہ ایک بڑے پہاڑ مین ایک شیر اور بہیڑیا اور لومڑی طلب روزی کے باعث شکار کے لیے گئے اور ان تینون کا اکھٹا ہو کر جانا اسلیئے تہا کہ ایک دوسرے کی مدد سے ہر قسم کے صید کی آزادی کے رستہ کو بند کرین اور اُسکے قید کو مضبوط کردین اور اُنہین چار طرف سے گھیر لین لفظ پشت بمعنے مدد اور بار بمعنے اذن و رخصت و آزادی ہے بعض نسخون مین بار قید بامع الاضافت ہے اسصورت مین قید کے بوجہہ سے جانورون کو اپنے حلقہ مین پہنا کر وہی شکار کر لینا مراد ہے جو پہلی صورت مین تہا اور باطنی معنے یہ ہین کہ عقل اور نفس روح کی تائید سے شکار معرفت کے لیئے عالم اجسام مین آئے ہین۔ کیونکہ صوفیون کی اصطلاح مین لفظ شیر استعارہ روح سے بہیڑیے سے نفس امارہ لومڑی سے عقل معاش اور کوہسار سے صحرائے عالم اجسام مراد ہے اور اگر شیر سے روح الروح یعنے ذات الٰہی مراد لیجائے تو بہی صحیح ہے

کان سہ با ہم اندران صحرائے ژرف — صیدہا گیرند بسیار و شگرف

ترجمہ اُس بڑے جنگل مین تا ہون صید گیر — اور ہاتہ آئے طعام دلپذیر

شرح یعنے یہ تینون اسلیئے آئے تھے کہ اُس بڑے جنگل مین بہت سے نادر نادر شکار کرنے مین کامیاب ہون

گرچہ زانیشان شیر نر را ننگ بود — لیک کرد اکرام و ہمراہی نمود

ترجمہ گرچہ شیر نر کو اُنسے ننگ تہا — لیکن از رہ کرم ہمرنگ تہا

شرح یعنے اگرچہ شیر اپنے عظیم الشان اور گرگ و روباہ کے ضعیف ہونے کے باعث اُنکی صحبت سے ننگ و عار رکہتا تہا لیکن از راہ کرم اُنکی ہمراہی اختیار کرلی تہی کیونکہ یہ ظاہر بات ہے کہ لطیف کی کثیف کے اور شریف کے ذلیل کے ساتہ مصاحبت کسی حاجت کے لیئے نہین ہوتی بلکہ شریف اپنے کمال و لطف و اکرام کا اظہار کیا کرتا ہے۔ اللہ تعالٰے خود فرماتا ہے وہو معکم اینما کنتم یعنے اے بندو تم جہان کہین ہو خدا تمہارے ساتہ ہے نکتہ یہان سے معلوم ہوتا ہے کہ شیر سے مراد ذات الٰہی ہی ہوسکتی ہے کیونکہ وہ ہر شخص کا معاون و مددگار اور ہر کسیکے ساتہ ہے۔

	ہمچنین شہ راز لشکر زحمت ست		لیک ہمرہ شاہ جماعت رحمت ست
ترجمہ	شاہ کو لشکر سے زحمت ہے ضرور		پر جماعت حق کی رحمت ہے ضرور

شرح یہان سے مولانا کا مقولہ شروع ہوتا ہے اور شہ سے سلطان العارفین یعنے مرشد کامل اور لشکر سے مریدون کی جماعت مراد ہے۔ مطلب یہ کہ جسطرح وہ شیر گرگ وروباہ سے باطنی نفرت رکھتا تہا اسیطرح مرشد کامل کو مریدون سے تکلیف اور حرج مشاغل کا رنج ہوتا ہے لیکن وہ اپنے اکرام اور لطف کے باعث اُنکے ساتھ رہتا ہے کیونکہ حسب مضمون حدیث شریف جماعت باعث رحمت ہے۔ نیز ممکن ہے کہ سلطان سے بادشاہ دنیا مراد ہو جسکو فوج ولشکر اور اہلکارون وغیرہ کی کثرت اور معاملات کی انقلاب سے تکلیف پہنچتی ہے۔ لیکن وہ اپنے مکارم اخلاق اور سراسر مروت وکرم کے باعث انکے ہمراہی کو نہین چہوڑتا۔ یہ کیفیت ولایت کے ہمراہی کی پہلی مثال ہے۔ اور جماعت رحمت ست بطور جملہ مستانفہ ہمراہ شدن کی علت ہے۔

	ہمچنین مہ راز اختر ننگ ہاست		او میان اختران بہر سخاست
ترجمہ	چاند کو تارون سے گو ہے ننگ عار		ہے سخاوت کے سبب یارون کا یار

شرح یعنے اسیطرح چاند کو ستارون مین شامل رہنے سے ننگ ہے لیکن وہ سخاوت کرنے اور اپنے نور سے فائدہ پہنچانے کے لیئے اُنکے ساتھ ساتھ رہتا ہے کیونکہ ستارے چاند سے نور حاصل کیا کرتے ہین نکتہ باطنی طور پر چاند سے حضرت محمد مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ یا مطلق مرشد کامل اور ستارون سے خلفاء اور صحابۂ رسول۔ یا عموماً مریدان صادق مراد ہین۔ جو مرشد کامل سے فیضیاب ہوتے رہتے ہین

	امر شاورہم پیمبر را رسید		گرچہ رائے نیست رائش را ندید
ترجمہ	مشورہ کا حکم پیغمبر کو ہے		برتری گو سب سے اُس سرور کو ہے

شرح لفظ ندید بمعنے نظیر ومانند عربی لفظ ہے جو ندّ سے مشتق ہے اور بعض نسخون مین از رائش مزید ہے مطلب یہ کہ اگرچہ کوئی رائے خواہ کسی عقلمند کی ہو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی رائے کے مانند نہین ہو سکتی۔ لیکن پہر بہی مہمات مین آپ کو صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے تاکہ صحابہ حضور کی مصاحبت کا شرف اور مجالست کی برکت اور حکمت کا نور حاصل کرین۔ سورۂ آل عمران مین یہ آیت ہے وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ۔ یعنے اے محمد کامون مین اپنے صحابہ سے مشورہ کر لیا کرو۔ یہ اُسی مضمون کی دوسری مثال ہے

	در ترازو جو رفیق زر شدست		نے از انکہ جو چو زر جوہر شدست
ترجمہ	جو ترازو مین رفیق زر ہوا		گو نہ وہ مانند زر جوہر ہوا

شرح یعنے سونا تولنے کے کانٹے مین دانۂ جو سونے کا رفیق ہو گیا ہے۔ یعنے سونے کے ساتھ

ملنے لگا ہے حالانکہ دونون مین کسی قسم کی مناسبت نہین یعنے یہ بات ہرگز تصور مین نہین آسکتی کہ دانۂ جو سونے کی طرح کوئی قیمتی جوہر ہے بلکہ یہ سونے ہی کا کرم ہے کہ اپنا ہمپلہ بنا کر اسے اپنی فاقت کی عزت دے رکھی ہے **فائدہ** جسطرح ہندوستان مین سوناریون سے تلتا ہے شاید ولایت مین دانۂ جو سے تلتا ہوگا یہ اسی مضمون کی تیسری مثال ہے اور مطلب یہ ہے کہ اعلے درجہ کے لوگ از راہ کرم ادنے کے شامل حال ہوجایا کرتے ہین

روح قالب را کنون ہمرہ شدست	مدتے سگ حارس درگہ شدست
ترجمہ: روح ہے قالب کے ہمرہ دیکھہ لے	اور سگ ہے پیش درگہ دیکھہ لے

شرح یعنے انکا طلب روز ازل مین نتہی مگر دیکھہ لے اب یعنے عالم اجسام مین روح قالب کی رفیق بنی ہوئی ہے اور سگ اصحاب کہف ایک مدت سے بارگاہ یعنے اصحاب کہف کے غار کے دروازہ پر بطور نگہبان بیٹھا ہے یہ اسی مضمون کی چوتھی مثال ہے اور مطلب اشعار گزشتہ یہ ہے کہ اچھے لوگ بردن کے ہمراہی مین صرف اپنے اکرام کے اظہار اور فائدہ رسانی کی غرض سے رہا کرتی ہین یہ معترض کے اس اعتراض کا جواب ہے کہ شیر یعنے روح کو نفس اور عقل کے ہمراہ رہنے کی کیا ضرورت تہی

چونکہ رفتند آنجماعت سوئے کوہ	در رکاب شیر با فر و شکوہ
ترجمہ: وہ جماعت جب سدہاری سوے کوہ	شیر کے ہمراہ با فر و شکوہ
گاو کوہی و بز و خرگوش زفت	یافتند و کار ایشان پیش رفت
ترجمہ: گاو بز خرگوش مارے بیشمار	بنگیا کام اور ملا اچھا شکار

شرح یہ دونو شعر قطعہ بند ہین اور یہان سے پہر قصہ شروع ہوگیا ہے یعنے جب وہ تینون پہاڑ کی طرف گئے تو پہاڑی گائے اور بکرے اور موٹے موٹے خرگوش شکار کیے اور اچھی طرح کامیاب ہوے باطنی طور پر پہاڑی گائے سے طبیعت حیوانی مراد ہے جو عیش اور تنعم دنیوی پر مائل ہے اور بکرے سے شوق کسب معاش دنیوی اور خرگوش سے فکر معاش دنیوی جسمین آدمی اپنا اوقات منہمک رہتا ہے مراد لیا گیا ہے مطلب یہ کہ نفس و عقل نے قالب انسانی مین بتائید روح طبیعت حیوانی اور شوق معاش اور فکر معاش کو پایا اور انکو یہانتک اپنا محکوم و مغلوب کر لیا کہ بالکل فنا کردیا یعنے عقل و نفس دونون نے اپنے قوی اور حواس ظاہری و باطنی کا استعمال بتائید روح اکتساب معارف مین کیا۔

ہر کہ باشد در پیے شیر حراب	کم نیاید روز و شب او را کباب
ترجمہ: شیر جنگی کے رہے جو ساتہہ ساتہہ	بیشمار اسکو کباب آتے ہین ہاتہہ

شرح حراب سے جنگی یعنے لڑنے والا اور کباب سے لذیذ گوشت مراد ہے مطلب یہ کہ جو جانور جنگی شیر کے

پیچھے پیچھے رہے اُسکے لیئے کسی وقت لذیذ گوشت کی کمی نہین رہتی یعنے شیر کا پس خوردہ بہت سے جانوروں کو ملجاتا ہے۔ باطنی مطلب یہ ہے کہ جب نفس وعقل روح کے تابع ہو جاتے ہین تو حسنات مین سے حصہ لیتے ہین

چون زکہ۔ در بیشہ آوردند شان ‖ کشتہ و مجروح اندر خون کشان

ترجمہ: کوہ سے جب کھینچ لائے سوئے بن ‖ خاک و خون مین تھے وہ غلطان سر بسر

شرح یعنے جب وہ تینون اپنے شکار کردہ جانورون کو پہاڑ مین سے جنگل کی طرف لے آئے۔ یعنے جب روح عقل ونفس نے حسنات کا شکار کر لیا، تو باہم حصے تقسیم کرنے کی ٹہیری۔

گرگ و روبہ را طمع بود اندران ‖ کہ رود قسمت بعدل خسروان

ترجمہ: گرگ اور روباہ کو تھی یہ ہوس ‖ عدل سے حصے شکارون کے ہون بس

شرح یعنے تقسیم کے بارہ مین گرگ و روباہ (نفس وعقل) کو یہ طمع ہوے کہ شیر (روح) ان شکارونکو انصاف کے ساتھ تقسیم کرے یعنے اکتساب معارف کو ہمارا فعل جانکر اپنے ساتھ ہمارے شرکت بھی منظور کرلے

عکس طمع ہر دوشان بر شیر زد ‖ شیر دانست آن طمع ہارا سند

ترجمہ: پڑ گیا جب شیر پہ یہ عکس طمع ‖ مستند تہا سربسر یہ عکس طمع

شرح یعنے انکی طمع کا عکس شیر پہ پڑا اس عکس کو شیر نے اس بات کی سند گردان لیا کہ انکی طمع موجود ہے کیونکہ آئینہ مین جیساکہ عکس پڑتا ہے ویساہی معلوم ہوتا ہے۔ یا یہ کہ شیر نے ان دونون کی طمع کو انکی سختیہ گاہ جانا یعنے یہ بات یقین کر لے کہ یہ دو نو طمع پہ تکیہ کیے ہوے ہین اور اپنی طمع کے باعث میری تائید سے غافل ہین یا یہ معنے ہین کہ شیر نے انکی تنبیہ کے لیے انکی طمع کو سند یعنے دلیل سمجھ لیا اور انہین سزادی چنانچہ تنبیہ کا ذکر آگے آتا ہے۔

ہر کہ باشد شیر اسرار و امیر ‖ او بداند ہر چہ اندیشد ضمیر

ترجمہ: ہے کہین جو شیر اسرار و امیر ‖ جانتا ہے سب کا وہ مافی الضمیر

شرح یہان سے مولانا کا مقولہ ہے یعنے بتائید خدائے علام الغیوب شیر اسرار و امیر اسرار یعنے عارف کامل دلون کے پوشیدہ حالات کو معلوم کر لیتا ہے جب کوئی اہل اسرار کی صحبت مین جاتا ہے تو اسکے مافی الضمیر کا عکس اُنکے آئینۂ دل پر پڑتا ہے اور حقیقت حال منکشف ہو جاتی ہے مگر یہ انکشاف نااہل اسرار کی توجہ کی حالت مین ہوتا ہے۔ بلا ہمت و توجہ غیر ممکن یا نادر ہے۔

ہین نگہدار اے دل اندیشہ خو ‖ دل ز اندیشۂ بدی در پیش او

ترجمہ: ہان خبردار اے دلِ اندیشہ خو ‖ فکر بد ہرگز نہ لانا د کمین تو

شرح اندیشہ خو بمعنے خوگر فکر ہے یعنے اے دل اندیشہ خو مرشد کامل کے حضور مین دل کو بُرے اندیشہ
اور فکر بد سے محفوظ رکھکر کیونکہ عارف کامل تیرے باطنی اندیشون کو خدا کے دیئے ہوئے نور سے
معلوم کر لیتا ہے۔ حدیث شریف مین ہے اِتَّقُوا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّہٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰہِ یعنے مومن کامل
کی فراست سے بچتے رہا کرو۔ کیونکہ وہ تمہارے حالات کو خدا کے نور سے دیکھہ لیتا ہے۔

	داند او خر را ہمے راند خموش	بر رخت خندد برائے روے پوش
ترجمہ	ہے گدہے کو ہانک کر بالکل خموش	منہ پہ ہنستا ہے برائے روے پوش

شرح یہ شعر ایک اعتراض کا جواب ہے معترض کہتا تھا کہ جب عارف مافی الضمیر کو جانتا ہے تو پھر کہہ کیون
نہین دیتا ہم مولانا فرماتے ہین کہ وہ جانتا تو ہے مگر فکر بد کے گدہے کو جو دوسرے شخص کی جانب سے اُسکی
طرف جاتا ہے چپکے سے ہانک دیتا ہے یعنے اُسکو اپنے دلمین جگہہ نہین دیتا تاکہ کسی موقع پر زبان سے نہ
نکلجائے اور اُس شخص کی رسوائی نہو دوسرے مصرعہ کا یہ مطلب ہے کہ عارف تیرے فکر کو خوب جانتا ہے
مگر بطور تجاہل عارفانہ پردہ پوشی کے لیے تیرے منہ پر ہنستا رہتا ہے اور ایسا ظاہر ناخوش نہین ہوتا تاکہ تیرا بھید
چھپا رہے اور تجکو رنج نہو۔ کیونکہ عارف متخلق باخلاق اللہ ہوتا ہے چنانچہ شیر نے بہی گرگ وروباہ کے
وسوسون کو معلوم کر کے اُسوقت اُنکی رعایت کی اور جب اُنکی گستاخی زیادہ بڑہگئی تو سزا دی جیسا عارفین
و کاملین کا قاعدہ ہے کہ جب مرید یا طالب حد سے زیادہ گستاخ ہوتے ہین تب اُنہین سزا دیتے ہین۔

	شیر چون دانست آن وسواس شان	وا نگفت و داشت آن دم پاس شان
ترجمہ	شیر نے معلوم کر کے اُنکا حال	دل ہی دل مین رکھہ لیا اپنا خیال

شرح یعنے شیر نے گرگ وروباہ کا وسوسۂ بد معلوم کر کے اول اول اُنہین کچھہ نہ کہا اور اُنپر رعایت کی

	لیک با خود گفت بنمایم سزا	مر شما را اے خسیسان گدا
ترجمہ	اور کہا یہ دل مین بروقت جزا	اے خسیسو تمکو مین دونگا سزا

شرح یعنے باوجود رعایت شیر نے اپنے دلمین ٹہان لی تہی کہ اے گرگ وروباہ تم نہایت ہی ذلیل گدا
ہو مین تمہین سزا دونگا۔ کیونکہ تمہاری گستاخی حد سے زیادہ بڑہگئی ہے۔

	مر شما را بس نیامد رائے من	ظن تان اینست در اعطائے من
ترجمہ	راہ میری ہی تمہین کافی مگر	بدگمان تم ہوگئے ہو سر بسر

شرح شیر کہتا ہے کہ اے گرگ وروباہ افسوس تمہین میری رائے اور اعانت جسکی بدولت تمہین شکار ملگیا ہے
کافی نہوئی۔ اور تمنے اسکو غنیمت نجانا کہ میرا پس خوردہ تمہین ملجاتا۔ بلکہ میرے احسان و کرم کی بابت تمنے

یہ بڑا گمان کیا کہ اپنے آپ کو شکار کرنے کا واقعی فاعل سمجھکر میرے برابر کے شریک بنگئے۔ حالانکہ درحقیقت شکار کرنا میرا فعل ہے۔ اور تم میرے طفیلی اور دست نگر اور میرے ہاتھہ کا دیا کھانے والے ہو۔

	اے عقول و رائے تان از رائے من	از عطا ہائے جہان آرائے من
ترجمہ	ہے تمہاری رائے میری ذات سے	بخششیں ملتی ہیں میرے ہات سے

شرح ہم اس سے پہلے اشارۃً بتا چکے ہیں کہ شیر سے روح اور روح الروح (یعنے ذات الٰہی) دونو چیزیں مراد ہوسکتی ہیں۔ اور عقل و نفس اور تمام قوائے ظاہری و باطنی جسطرح روح کی مدد سے اپنا اپنا کام کرتے ہیں اس سے زیادہ انہیں امداد الٰہی کی ضرورت ہے۔ کیونکہ روح خود محتاج الٰہی اور امر ربی ہے بس تو عقل و نفس نے جو اجسام کے جنگل میں معرفت کا شکار کیا ہے یہ فی الواقع انکا فعل نہ تھا بلکہ خدا کی تائید اور روح کی اعانت اس فعل کا حقیقی فاعل ہے چونکہ گرگ نفس اور روباہ عقل نے اپنے آپ کو ہی شکار کا فاعل سمجھکر شیر کے ساتھ برابر کی شرکت کا گمان پختہ کرلیا ہے۔ اسلیئے شیر انکو سزا دینی چاہتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ اے گرگ و روباہ تمہارے حواس ظاہری و باطنی اور تمام قوی میرے عطا کیے ہوئے ہیں۔ مطلب یہ کہ عقل و نفس کے قوت اللہ تعالے کے ارادہ اور تقدیر یا روح کی اعانت و امداد سے ظاہر ہوئی ہے اور اکتساب معرفت کی کوشش اور ریاضت و مجاہدہ کا شوق سب اسکی عطا اور احسان ہے عقل و نفس ان افعال کے حقیقی فاعل نہیں ہیں پھر ان چیزوں کا خود فاعل بننا باعث قہر و ہلاکت ہے کیونکہ اسمیں شرک اور انانیت کی بو آتی ہے۔ بعض نسخوں میں عقول کی جگہ وجود بمعنے ہستی ہے۔

	نقش با نقاش چہ اسگالد دگر	چون سگالش اوش بخشید و نظر
ترجمہ	نفس کسب نقاش کا ہے ہمخیال	اسنے بخشا ہے اُسے حسن و جمال

شرح یعنے نقش بہ نسبت نقاش یا مصنوع بہ نسبت صانع بجز اسکے کہ اسکا شکریہ ادا کرے اور کوئی دوسری بات بطور اعتراض سوچ ہی نہیں سکتا کیونکہ نقش کو نقاش ہی نے قوت ر سگالش اور قوت نظر و فکر عنایت کی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اپنے محسن اور صانع کے ساتھ دعوے مساوات نکرنا چاہیئے۔ ورنہ اسکا قہر نازل ہوگا نظر بمعنے فکر ہے اور بعض نسخوں میں نظر کے جگہ خبر ہے بمعنے عقل و ہوش۔

	اینچنین ظن خسیسانہ بمن	مر شمارا بود ننگان زمن
ترجمہ	یہ کمینہ پن تمہارا مجھ سے ہے	بدگمانی یہ خدارا مجھ سے ہے

شرح شیر گرگ دوبارہ سے کہتا ہے کہ اے خسیسو اے تمام زمانہ کے چھپو۔ کیا تمہیں میری نسبت ایسا گمان کربیٹھنا لائق تھا۔ جو سفلی کیا کرتے ہیں یا جو سفلوں کی جانب کیا جاتا ہے؟ ہرگز نہ تھا۔ مطلب یہ کہ سفلی نقود ہون

مالا تفعلون کے مصداق ہوا کرتے ہین یعنے جس فعل کو خود نہین کرسکتے بطور دعوے انانیت اپنے آپ کو اسکا فاعل ظاہر کردیا کرتے ہین۔ اور اُس فعل مین شریک سمجھتے ہین جو سخت غلطی کی بات ہے۔

	ظانین باللہ ظن السوء را	گرنہ بُرّم سر بود عین خطا
ترجمہ	جو خدا سے بد گمان ہین سر بسر	یہ خطا ہے گر نہ کاٹون اُنکا سر

شرح۔ اگر شیر سے روح مراد ہے تو یہ شعر مولانا کی زبان سے روح کا مقولہ ہے جو یہ کہتی ہے کہ اے گرگ وروباہ تم بدگمان ہو اور جو خدا سے بدگمانی رکھتے ہین یعنے بطور دعوے انانیت اپنے آپ کو اُسکے فعل کا شریک جانتے ہین مین اگر اُنکا سر نہ کاٹ ڈالون یعنے نفس کو ہلاک نہ کردون تو یہ میری خطا ہے کیونکہ نفس امارہ کو جب تک ہلاک نہو عذاب سے رہائی نہین مل سکتی۔ اور اگر شیر سے روح الروح یعنے ذات الٰہی مراد ہے تو لفظ اللہ سے شیر نے خود اپنی ذات مراد رکھی ہے۔ یعنے شیر یہ کہتا ہے کہ جو میرے ساتھ بدگمانی رکھتا ہے وہ گردن مارنے کے لایق ہے۔ یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے جو مشرکون اور منافقون کی شان مین وارد ہے وَیُعَذِّبَ اللہُ المنافقین وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْمُشْرِکِیْنَ وَالْمُشْرِکَاتِ الظَّآنِّیْنَ بِاللہِ ظَنَّ السَّوْءِ یعنے اللہ تعالےٰ اُن منافق اور مشرک مرد و زن عورتون پر عذاب نازل کریگا جو خدا سے بدگمان ہین۔

	وارہانم چرخ را از ننگتان	تا بماند در جہان این داستان
ترجمہ	مار ڈالونگا تمہین اے جملہ خوار	تا قیامت تا رہے یہ یادگار

شرح شیر کہتا ہے کہ مین تمہارے ننگ وجود سے زمانے کو پاک کردونگا یعنے تمہین مار ڈالونگا تاکہ قصہ یادگار رہے کہ سفلون اور بدگمانون کو ایسی سزا ملا کرتی ہے۔ اس سے آیندہ کے لیے اورون کو عبرت ہوگی

	شیر با این فکر مے زد خندہ فاش	از تبسم ہائے شیر ایمن مباش
ترجمہ	شیر اپنے فکر مین تھا خندہ زن	اس سے ایمن تو نہو اے جان من

شرح یعنے شیر اُنکے قتل کی تدبیر دلمین سوچ رہا تھا مگر اس سبب سے کہ راز فاش نہو جائے ظاہر مین ہنستا تھا۔ اے شخص شیر کے تبسم سے مطمئن نہو۔ وہ ہنستی ہنسی مین بھی مار ڈالتا ہے

	مال دنیا شد تبسم ہائے حق	کرد ما را مست و ہم مغرور دق
ترجمہ	مال دنیا کا تبسم حق کا ہے	اور ہمین مغرور کرتی ہے یہ شے

شرح یہ ایک اعتراض کا جواب ہے۔ معترض کہتا ہے کہ بہت سے لوگ دنیوی مال وجاہ پر مغرور ہین اور اپنی بد افعالیون پر سخت متکبر اور مدعی انانیت ہین مگر اُنپر کسی قسم کا عذاب نازل نہین ہوتا بلکہ وہ اپنی دنیوی جاہ وثروت کو یہ سمجھتے ہین کہ خدا ہمسے خوش ہے اسکا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ جو کسیکو مال و دولت اور انبساط

دنیوی عطا کرتا ہے۔ اس سے یہ سمجھنا چاہیئے کہ شیر ذات الٰہی ہم سے خوش ہے۔ بلکہ استدراج ہے اور یہ خندہ زہر خند ہے۔ مال دنیا کے شغل مین جب گستاخی غایت درجہ کو پہنچ جائے گی تو ضرور قہر الٰہی نازل ہوگا یمطلب یہ کہ مال دنیوی گویا تبسم (استدراج) الٰہی ہے اُسنے ہمین اُسکی محبت مین مست اور اُسکی زینت پر مغرور کر رکھا ہے۔ اور ہم حصول دنیا سے نہایت خوش ہین جب یہ خوشی حد سے زیادہ بڑھ جائے گی تو شیر حق ضرور ہلاک کر ڈالے گا لفظ دق بالفتح بمعنے [illegible]س نفیس ہے جس سے یہان دنیوی زینت مراد ہے اور ان اشعار سے صاف ظاہر ہے کہ شیر بمعنے روح اور رح [illegible] دونون طرح ہوسکتا ہے چنانچہ قرآن شریف مین یہ آیت موجود ہے حتّٰی اِذَا فَرِحُوْا بِمَا اُوْتُوْا اَخَذْنٰاهُمْ بَغْتَةً یعنے جب [illegible]ر رسولون کے منکر استدراج الٰہی کے باعث اپنے دنیوی مال و دولت پر مغرور ہوکر بہت خوش ہوئے تو ہمنے ناگہان اُنکو [illegible] لیا یعنے اُنکو سخت عذاب مین مبتلا کرکے ہلاک کر دیا۔

	کان تبسم دام خود را بر کند		فقر و رنجوری بہشت است اے سند	
	دام اکھڑ جاتا ہے استدراج کا		فقر مین آتا ہے جنت کا مزا	ترجمہ

[illegible] یعنے فقر اور مسکنت بہشت اور باعث نجات ہے کیونکہ اسکے سبب وہ تبسم یعنے استدراج الٰہی اپنے دام [illegible] جو عاشقان دنیا کے لیئے بچھا رکھا ہے اُکھاڑ لیتا ہے اور دور کر دیتا ہے بعض نسخون مین بہشت ست کی [illegible] بہشت ہے یعنے بہشت برائے تو۔ اور سند بمعنے عالی رتبہ و سند طالبان راہ سلوک ہے اور یہ بطور تعظیم عام طالبین کو خطاب کیا گیا ہے۔ غرضیکہ فقر و عاجزی باعث رحمت خداوندی اور ہلاکت سے بچانیوالی صفت ہے

امتحان کردن شیر گرگ را و گفتن کہ پیش آ اے گرگ و صید ہا را قسمت کن در میان ما

ترجمہ بطور امتحان شیر کا بھیڑیے سے یہ کہنا کہ اے گرگ آگے آ۔ اور ان شکارون کو ہم مین تقسیم کر دے

	معدلت را نو کن اے گرگ کہن		گفت شیر اے گرگ این را بخش کن	
	کر نیا انصاف اے گرگ کہن		شیر بولا بانٹ دے تو یہ سخن	ترجمہ

شرح یعنے شیر نے کہا کہ اے گرگ تو جو پہلے یہ کہہ چکا ہے کہ تقسیم انصاف خسروانی کے مطابق ہونی چاہیئے تو مین تجھے حکم دیتا ہون کہ تو ہی انصاف سے ان شکارون کو تقسیم کر دے اور رسم عدالت کو تازہ کرکے دکھا دے۔

	تا پدید آید کہ تو چہ جوہری		نائب من باش در قسمت گری	
	تا کہ کھلجائے کہ ہے کیا چیز تو		میرا نائب بنکے بانٹ اے نیکخو	ترجمہ

شرح شیر کہتا ہے کہ اے گرگ کہن تو معاملہ تقسیم مین میرا نائب بنجا تا کہ مجھے یہ معلوم ہوجائے کہ تو جوہر نیک ہے یا جوہر بد۔ یعنے انصاف سے تقسیم کرتا ہے یا بے انصافی سے اور ایسے معاملات مین تو عقلمند ہے یا بے وقوف یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے۔ ثُمَّ جَعَلْنٰکُمْ خَلٰٓئِفَ فِی الْاَرْضِ مِنْ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ یعنے اے اُمت محمدؐ

ہمنے تہین پہلی امتون کے ہلاک کر دینے کے بعد زمین مین انکا جانشین کر دیا ہے اور اس سے یہ منظور ہے کہ ہم دیکہین کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔ اس حکایت کا باطنی نتیجہ یہی ہے جسکو مولانا قدس سرہ العزیز مقصود از حکایت فضیلت آخر زمانیان کے عنوان مین آیندہ مصرح طور پر بیان کرینگے۔

	آن بزرگ و تو بزرگ و زفت و چست	گفت اے شہ گاو وحشی بخش تست
ترجمہ	کیونکہ ہے تو ہی بڑا یہ بھی بڑا	بولا وہ یہ گاو وحشی ہے ترا

شرح یہان سے بہیڑیے نے تقسیم شروع کی ہے۔ اور یہ کہتا ہے کہ اے شیر یہ پہاڑی گائے آپکا حصہ ہے کیونکہ یہ موٹی تازی ہے۔ اور آپ بھی جسیم و قوی ہین اسلیے حسب مناسبت جسمانی یہ گائے آپ ہی کو نوش فرمانی چاہیئے۔

	روبہا خرگوش بستان بے غلط	بز مرا کہ بز میانہ ست و وسط
ترجمہ	اور ہے خرگوش روبہ کے لیے	درمیانہ ہے یہ بز مجکو ملے

شرح بہیڑیا کہتا ہے کہ اے شیر گائے تو آپ کے حصہ مین آگئی۔ بکرا مجہے ملنا چاہیئے کیونکہ بکرا درمیانہ اور متوسط شکار ہے علی ہذا القیاس مین بھی متوسط درجہ کا جانور ہون۔ کیونکہ شیر سے چھوٹا ہون۔ اور لومڑی سے بڑا۔ اور اے لومڑی اپنے جسم اور حیثیت کے موافق خرگوش تو لے لے اس تقسیم مین بہیڑیے نے حصہ بقدر جثہ کا لحاظ رکہا ہے۔ اور روبہا مین الف ندا کا ہے۔ ان اشعار کے باطنی معنے یہ ہین کہ بہیڑیا یعنے نفس یہ کہتا ہے کہ اے شیر ذات جمیع کائنات جو بہت بڑی چیز ہے صرف تیرا حصہ ہے یعنے تیری صنعت خاص اور مملوک ہے یا اے شیر روح مخلوق تیرے سبب زندہ ہوئی ہے اور معاش و کسب میرا حصہ ہے یعنے میرے فعل اور ترکیب سے معاش پیدا ہوتی ہے اور فکر کر کے معاش کو دانائی کے طریقے سے حاصل کرنا عقل کا حصہ ہے گویا گرگ نے اپنے نزدیک بطریق انصاف تقسیم کی ہے مگر چونکہ اس تقسیم مین شیر کا شریک بنگیا تہا اسلیے مقہور ہوا کیونکہ شیر ذات شرک و شریک و شرکت کو کبھی پسند نہین کرتا۔ اسی باعث شیر نے اس گستاخ بہیڑیے کو مار ڈالا

	چونکہ من باشم تو گوئی ما و تو	شیر گفت اے گرگ چون گفتی بگو
ترجمہ	میرے آگے ما و تو ؟ خاموش رہ	شیر بولا کیا کہا یہ پھر تو کہہ

شرح شیر کہتا ہے کہ اے بہیڑیے اپنی تقسیم کو پہلا پہر تو بیان کر کیا تیرے یہ مجال ہے کہ میرے ہوتے اثنینیت کا دعوے کرے ؟ ارے بیوقوف۔ جب مین ہون تو تو کون ہے ؟ اور تیری ہستی کیا ہے ؟ کیا تیرے تمام فعل تیرے اختیار مین ہین ہرگز نہین بلکہ میرے جود و احسان کا نتیجہ ہین۔ اے گرگ کہن تو نے بڑی غلطی کی۔ کہ معاش اور کسب کو اپنا اختیاری فعل بنایا۔ اور میرے ساتہ شرکت کا دعوے کیا اور اپنے وجود کو بھی ایک معتدبہ چیز سمجہا۔ کیا تجہے یہ معلوم نہین کہ جسطرح تمام مخلوق میری ملک ہے اسیطرح کسب بھی میری مخلوق ہے کیونکہ کسب اس چیز کی

طلب کو کہتے ہین جو علم الٰہی مین ہے یعنے علم الٰہی مین جسقدر چیزین موجود ہین اُنکا نام اعیان ثابتہ ہے وہ چیز مبنی بر سعادت ہو یا مبنی بر شقاوت خیر ہو یا شر ہو ان سے طالب کو ہر شے حسب طلب ملتی رہتی ہے جب یہ بات ہے تو کسب بھی اُسکی مخلوق ہے کیونکہ طلب اعیان ثابتہ کا ارادہ وہی دلمین ڈالتا ہے لہٰذا گرگ تو نہین جانتا کہ اَلْکِبْرِیَاءُ رِدَائِی وَالْعَظَمَۃُ اِزَارِی فَمَنْ نَازَعَنِی فِی وَاحِدٍ مِنْھُمَا اَلْقَیْتُہٗ فِی النَّارِ وَلَا اُبَالِی یعنے کبریائی میری چادر اور عظمت میرا تہبند ہے جو شخص ان دو نوصفتون مین مجھسے جھگڑتا ہے یعنے میرا شریک ہونا چاہتا ہے مین اُسے بے پروائی کے ساتھ دوزخ مین ڈالدیتا ہون۔ اس حدیث قدسی کے مضمون سے متکبرون اور اپنے افعال یا کسب معاش وغیرہ پر فخر کرنیوالونکو عبرت حاصل کرنی چاہیئے۔ کہ متکبرون کو بالتصریح دوزخ مین ڈالدینے کی وعید سُنائی گئی ہے۔

گرگ خود چہ سگ بود کو خویش دید ۔۔۔ پیش من چون شیر بے مثل و ندید

ترجمہ: گرگ کیا سگ ہے کہ ہو وین خویش بین ۔۔۔ میرے آگے جسکا ثانی ہی نہین

شرح: یعنے شیر جیلا کر بصیغہ غائب یہ کہتا ہے کہ بھیڑیا ایسا کہان کا کتّا ہے کہ اسقدر خود بین ہو گیا ہے جو مجھ جیسے بے مثل و بے نظیر شیر کے آگے اُسکی خود بینی اور تکبر نہایت ذلیل حرکت ہے۔

گفت پیش آ اے خرے کو خود نگرد ۔۔۔ پیشش آمد پنجہ زد اورا درید

ترجمہ: اور کہا اے پُر غرور آگے تو آ ۔۔۔ آگے آیا ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا

شرح: یعنے شیر نے یہ کہا کہ بھیڑیے اِدھر آ۔ تو ایسا گدھا ہے جسنے اپنے نفس کو آپ خرید لیا ہے یعنے خود بین و متکبر ہے اور اپنے نفس کو قیمتی جانتا ہے چنانچہ اس جھڑکی سے بھیڑیا آگے آیا اور شیر نے پنجہ مارکر اُسے پھاڑ ڈالا۔ خود را خریدن فارسی محاورہ ہے۔ یعنے عجب و تکبر کرنا اور اپنے نفس کو قیمتی سمجھنا۔ مغرور ہو جانا۔

چون ندید پیش مغز و تدبیر رشید ۔۔۔ در سیاست پوستش از سر کشید

ترجمہ: چونکہ وہ بے مغز و بے تدبیر تھا ۔۔۔ کھال اُسکی کھینچ لی اچھا کیا

شرح: سیاست کہتے قہر کرنا اور رعایا کو ہیبت دکھانی یہ مولانا کا مقولہ ہے یعنے چونکہ شیر نے بھیڑیے کو عقلمند اور نیک تدبیر نہ پایا اسلئے از روے سیاست اُسکی کھال کھینچ لی۔ یعنے۔ بھیڑیے کو جان سے مار ڈالا۔

گفت چون دید منت از خود نبرد ۔۔۔ اینچنین جان را بباید زار مرد

ترجمہ: اور کہا کہ خود سر و جاہل تھا تو ۔۔۔ اسلیئے بس موت کے قابل تھا تو

شرح: شیر بطور تنبیہ بھیڑیے کی لاش سے خطاب کرکے کہتا ہے کہ جبکہ میری دید یعنے حضوری نے تجکو تیری خودی سے جُدا نہ کیا۔ یعنے تونے میرے سامنے اگر تکبر نچھوڑا تو ایسے متکبر کی جان عذاب کے ساتھ نکل جانے اور ایسا خود پسند ذلت کے ساتھ مرنے کے قابل تھا۔

چون نبودی فانی اندر پیش من — فرض آمد مر ترا گردن زدن

ترجمہ: تو نہ تھا فانی جو میرے رُوبرو — اسلیئے تھا قابل قتل اے عدو

شرح یعنے اے گرگ چونکہ ازراہِ تکبر تونے اپنی ذات کو میرے سامنے فانی نسمجھا اسلیئے گردن مار دینے کے قابل ٹھیرا مطلب یہ کہ جو شخص اپنی ہستی کو عشق الٰہی اور اتباع انبیا و اولیا مین فنا نہین کرتا یا ازرو ے تکبر احکام خدا ورسول پر عمل کرنے سے بے پروا ہے وہ مستحق عذاب ہے اور اپنے نفس کو ہلاکت مین ڈال رہا ہے۔

گرچہ غالب دارم اندر بذل فضل — گاہ گاہے میکنم در عدل فضل

ترجمہ: گرچہ غالب بذل مین ہوتا ہے فضل — گاہے گاہے عدل مین ہوتا ہے فضل

شرح یہ ہم پہلے ہی بتا چکے ہین کہ عدل۔ اعمال و افعال کے مطابق اُنکی جزا و سزا کی برابری کو کہتے ہین یعنے عدل اُسکا نام ہے کہ جیسے جسکے اعمال ہون ویسی ہی اُسے جزا و سزا ملے۔ عدل دنیوی بادشاہون کے لیئے نیک صفت ہے لیکن اگر اللہ تعالےٰ اپنے بندون کے ساتھ عدل کرے تو لوگون کے اعمال ایسے نہین ہین کہ کسیکو نجات مل سکے اسلیئے اُسکا فضل عدل پر غالب ہے۔ لیکن بعض اوقات عدل ہی مین اُسکا فضل مخفی ہوتا ہے یعنے شیر نے کہا کہ اگرچہ مین صرف کرنے مین فضل کو عدل پر غالب رکھتا ہون مگر کبھی کبھی عدل ہی مین فضل کر دیتا ہون بعض نسخون مین از عدل ہے یعنے بعض موقع پر مین عدل ہی کے سبب فضل کرتا ہون۔ مثلاً سرکشون اور حد سے زیادہ بے ادبون کی تنبیہ بظاہر عدل ہے لیکن یہ عدل بمنزلۂ فضل ہے کہ خود سرکش زیادہ گناہون سے اور دیگر مخلوق اُنکے شر سے محفوظ رہتی ہے۔ مطلب یہ کہ اللہ تعالےٰ کا فضل تو فضل ہے ہی اُسکا عدل بھی فضل سے کم نہین

کُلُّ شَیءٍ ہَالِکٌ جز وجہ او — چون نہ در وجہ او ہستی مجو

ترجمہ: منیت ہے ہر چیز جب حق کے سوا — تو نہین فانی تو پھر ہستی ہے کیا

شرح وجہ بمعنے ذات ہے اور یہ شعر بطور نتیجہ حکایت مولانا کا مقولہ ہے یعنے اے مخاطب ذات الٰہی کے سوا ہر چیز ہر زمانہ مین فانی ہے۔ اور جبکہ تو ذات الٰہی مین فانی نہین ہے بلکہ اپنی ہستی پر متکبر ہے تو حقیقی ہستی کو نڈھونڈ کیونکہ ہستی عشق الٰہی مین فنا ہونے کا نام ہے۔ یا یہ معنے ہین کہ جب فنا فی الذات نہین ہے تو اپنی ہستی کو نڈھونڈ کیونکہ تو اُس بھیڑیے کے مانند گردن مارنیکے قابل ہے۔ جسطرح شیر نے اُسے مار ڈالا اسیطرح غیرت الٰہی تجھے ہلاک کردیگی

ہر کہ اندر وجہ ما باشد فنا — کُلُّ شَیءٍ ہَالِکٌ۔ نبود جزا

ترجمہ: جو ہمارے ذات مین ہوگا فنا — نیستی ہرگز نہین اُسکی جزا

شرح یہ لسان قدرت سے مولانا کا مقولہ ہے۔ یعنے اللہ تعالےٰ یہ فرماتا ہے کہ جو شخص ہماری ذات مین فنا اور ہمارے عشق مین منیت و نابود ہوگیا۔ اُسکی جزا کُلُّ شَیءٍ ہَالِکٌ نہین ہوسکتی۔ یعنے وہ ہلاک نہین ہوگا۔ کیونکہ ایسا شخص

مرنے سے پہلے مرکر حقیقی موت سے نجات پاچکا ہے نکتہ قرآن مجید مین یہ آیت موجود ہے کُلُّ شَیْءٍ ہَالِکٌ اِلَّا وَجْہَہٗ یعنے ذات الٰہی کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے علمائے ظاہر نے لفظ ہالک (صیغۂ اسم فاعل) کو بمعنے استقبال اور علمائے باطن نے بمعنے استمرار (بلا قید زمانہ) لیا ہے۔

	زانکہ در الّاست او از لا گذشت		ہر کہ در الّاست او فانی نگشت	
ترجمہ	لا سے اب الّا مین ہے وہ بالیقین		اور جو الّا مین ہے فانی نہین	

شرح یعنے جو ذات الٰہی مین فنا ہے وہ اسلیئے ہلاک نہین ہوسکتا کہ ایسا شخص مقام الّا مین ہے یعنے مرتبۂ اِلَّا وَجْہَہٗ تک واصل ہوکر ہلاکت سے مستغنے ہوگیا ہے اور مقام لا یعنے مرتبۂ وجود فانی یا مقام ہلاکت سے گذر گیا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ لا کے بعد بجز الّا کے اور کچھ نہین ہے چونکہ ذات الٰہی نقصان فنا سے بالکل منزہ ہے اسلیئے واصل ذات بقائے دائمی حاصل کرتا ہے۔

	ہر کہ بر در اُو من و ما مے زند		ردِّ باب است او و بر لا مے تند	
ترجمہ	اور ہے جسمین من و ما اے عزیز		راندۂ درگاہ ہے وہ بدتمیز	

شرح یعنے جو شخص دروازہ الٰہی پر من و ما کا دم مارتا ہے (تکبر اور خود بینی کرتا ہے) وہ اس دروازہ سے رد کردیا جاتا ہے یعنے مردود اور راندۂ درگاہ ہوجاتا ہے اور مقام لا یعنے مرتبۂ وجود فانی ہی پر تنتا ہے اور اپنی موہوم ہستی پر تکبر کرتا ہے اکڑتا ہے اُسے مقام وصال نصیب نہین ہوتا یعنے نتیجہ حکایت یہ ہے کہ سالک وجود ذات کے سامنے اپنے وجود کو بالکل فانی خیال کرے ورنہ شرک فی الطریقت کے باعث عذاب خداوندی اور قہر الٰہی نازل ہوجائیگا اور وہ اس قہر مین مبتلا ہوکر جلد ہلاک ہوگا۔

	قصۂ آن یارے کہ در یارے بکوفت	
ترجمہ	ایک دوست کا قصہ جسنے دوسرے دوست کا دروازہ کھٹکھٹایا تھا۔	

شرح اس قصہ کو گرگ و شیر کے داستان سے یہ مناسبت ہے کہ پہلے مولانا فرما چکے ہین کہ جو شخص اپنی ہستی کو چھوڑکر فنا فی اللہ نہین ہوتا۔ وہ ہلاک ہوجاتا ہے اور صاحب مقام فنا ہمیشہ زندہ رہتا ہے اس دو یارون کے قصہ مین انہی معنون کی تصریح کیگئی ہے۔ جو خود مفصل معلوم ہوجائیگا۔

	آن یکے آمد در یارے بزد		گفت یارش کیستی اے معتمد	
ترجمہ	کھٹکھٹائی یار نے زنجیر یار		یار بولا کون ہے اے باوقار	

شرح یعنے ایک شخص نے اپنے ایک دوست کے دروازہ پر جاکر دستک دی۔ یا اندر داخل ہونے کے لیے دروازہ کھٹکھٹایا یا اپنے دوست کو باہر بلانے کے لیے زنجیر ہلائی۔ اور صاحب مکان نے گھر مین بیٹھے

یعنے باواز بلند یہ کہا کہ اے عزیز تو کون ہے؟

گفت من گفتش برو ہنگام نیست	این چنین خوانے مقام خام نیست
ترجمہ بولا وہ میں ہون کہا اُسنے کہ چل	تیرے قابل کب ہے یہ جا بس نکل

شرح یعنے جب صاحب مکان نے کنڈی کھٹکھٹانے والے سے یہ پوچھا کہ اے عزیز تو کون ہے تو اُسنے حسب عادت یہ جواب دیا کہ حضرت مین ہون۔ یہ سُنکر صاحب مکان نے کہا کہ اے شخص چلا جا۔ ابھی اس مکان مین تیرے آنے کا وقت نہین ہوا۔ کیونکہ ایسے خوان (نعمت قربت) پر خام کارون کو جگہ نہین ملتی۔ خام سے مراد وہ شخص ہے جو حقیقی عشق کی آگ مین جلکر اور اپنی ہستی (انانیت) کو چھوڑ کر محبت مین لگا نہ اور پختہ ہوا ہو بعض نسخون مین بجائے خوانے کی جگہ در چنین بزمے ہے جس سے وہی مقام قرب مراد ہے اور مضمون شعر سے یہ بات صاف ظاہر ہے کہ صاحب مکان کوئی عارف کامل شخص تھا۔ فائدہ اسی مضمون کے قریب قریب ایک حدیث صحاح مین موجود ہے۔ یعنے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یعنے ایکبار رسول خدا کے مبارک گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا فقال من ذا یعنے رسول اللہ علیہ الصلوۃ نے فرمایا کہ یہ دروازہ پر کون ہے فقلت انا جابر کہتے ہین یعنے جواب دیا کہ مین ہون۔ فقال انا انا یعنے یہ سُنکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو بار مین ہون مین ہون۔ فرمایا اس تکرار کے دو معنے ہین اول یہ کہ اے شخص تیرے لفظ انا (مین ہون) کہنے سے یہ بات سمجھ مین نہین آسکتی کہ تو تخصیص کے ساتھ معین طور پر کون ہے۔ ایسے جب تک ہم تجھے پہچان نہ لین دروازہ نہین کھول سکتے۔ کیونکہ ہر متکلم اپنے آپکو مین ہون کہہ سکتا ہے دوم یہ کہ انا انا بطریق استفہام انکاری ہے یعنے اے شخص تو۔ اور انا انا یعنے انانیت کا مدعی؟ ایسا ہرگز نچاہیئے۔ بہر حال اس حدیث سے یہ صاف ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جابر کی زبان سے نکلے ہوئے لفظ انا کو بُرا خیال فرمایا۔ پھر جب اس لفظ کو مخلوق پسند نہین کرتی تو یقیناً جان لینا چاہیئے کہ خالق بھی پسند نہین کرتا۔

خام را جز آتش ہجر و فراق	کہ پزد کہ وا رہاند از نفاق
ترجمہ چاہیئے ہر خام کو سوز فراق	پختگی تا دور کر دے سب نفاق

شرح یعنے خام آدمی کو یہ چاہیئے کہ اول عاشق الٰہی ہو۔ اور پھر ہجر و فراق اور اشتیاق کی آگ مین جلے بغیر نہین وصال نصیب ہوگا۔ اور یہ آتش ہجر اُسکو نفاق ظاہریت سے بچالیگی۔ یہ محض نفاق ہے کہ آدمی اپنے آپ کو قطعی فانی جانکر پھر دعوے انانیت کرے باقی اور پردہ دشت سے شاہد حقیقی اور سچے یار سے طالب حق ہو دروازہ سے باب وصل و قرب اور صحبت سے ریاضت و مجاہدہ اور شرسے شعلہ محبت مراد ہے اور مطلب یہ ہے کہ شاہد حقیقی کا قرب اُسوقت حاصل ہو سکتا ہے کہ پہلے سالک ریاضت کی آگ مین جل چکا ہو۔

	چون توئی تو هنوز از تو نرفت	سوختن باید ترا از نار تفت
ترجمہ	چونکہ تجہین ہے انانیت ابہی	چاہیئے جلنا تجھے اے دہ گی

شرح توئی بمعنے تخصیص وتعین خاص وخودی وانانیت ہے یعنے صاحب مکان نے یہ کہا کہ اے شخص چونکہ ابتک تیری انانیت اور خودی تجھہ مین سے نہین گئی اسلیئے تجھے ہجر کی تیز آگ مین جلنا چاہیئے جب فراق کی آگ جلا کر پختہ کردیگی تب تو اس گہر (مقام قرب) مین داخل ہونے کے قابل ہوگا۔

	رفت آن مسکین و سالی در سفر	در فراق دوست سوزید از شرر
ترجمہ	چلدیا۔ اک سال تک پہلتا رہا	سوز ہجر یار سے جلتا رہا

شرح یعنے دروازہ کہٹکہٹانے والا صاحب مکان کے جہڑک دینے کے باعث اُسکی ملاقات سے محروم و مایوس ہوکر چلا گیا۔ اور ایک سال تک سفر مین رہکر اپنے دوست کے فراق مین ہجر کی آگ سے جلا رہا۔ اور اس آگ نے اُسے پختہ کردیا۔ باطنی مضمون کو ظاہری پر قیاس کر لیجیئے۔

	پختہ گشت آن سوختہ پس باز گشت	باز گرد خانۂ انباز گشت
ترجمہ	ہو گیا جب پختہ پہر آیا وہین	یعنے گرد خانۂ یار مکین

شرح یعنے وہ محروم الوصال سال بہر کے بعد پختہ ہوکر پہر اُسی دوست کے گہر پہنچا۔ اور پہر دروازہ جا کہٹکہٹایا انباز بمعنے شریک سے مراد وہی دوست ہے جسنے پہلے دروازہ نہین کہولا تہا۔

	حلقہ زد بر در بصد ترس و ادب	تا بنجہد بی ادب لفظی ز لب
ترجمہ	ڈرتے ڈرتے در پہ دستک اُسنے دی	تا نہ نکلے منہ سے کچہ اپنی بُری

شرح یعنے سال بہر کے بعد واپس آکر اس بیچارہ نے نہایت خوف و ادب کے ساتہ اُس قدیم دوست کے دروازہ کی زنجیر کہٹکہٹائی اور یہ ادب اسلیئے تہا کہ کہین زبان سے خلاف ادب کوئی لفظ نہ نکل جائے۔

	بانگ زد یارش کہ بر در کیست آن	گفت بر در ہم توئی اے دلستان
ترجمہ	یار بولا۔ کون ہے اے مہربان	یہ کہا اُسنے توئی ہے میری جان

شرح یعنے زنجیر کا کہٹکا سنکر صاحب مکان نے گہر مین سے آواز دی کہ دروازہ پر کون ہے اُس آنیوالے یار نے (جو پہلے مین ہون کہنے کے باعث محروم ہوکر چلا گیا تہا) اس مرتبہ یہہ جواب دیا۔ کہ اے دوست جسطرح گہر مین تو ہے اسیطرح دروازہ پر بہی تو ہی ہے۔ مین نہین ہون۔ مطلب یہ کہ مینے اپنے وجود کو تیری ذات مین فنا کرکے دوئی کو چہوڑ دیا ہے اب یہ حال ہے کہ ع نظر آتے ہو زمانے مین تمہین تم مجکو مطلب یہ کہ اب دوئی کا نقشہ مٹگیا ہے اور ہر طرف وحدت ہی وحدت کا جلوہ نظر آرہا ہے۔

	گفت اکنون چون منی اے من درآ		نیست گنجائی دو من در یک سرا
ترجمہ	بولا وہ اب اندر آجائے نیک خو		اِک مکان میں کب سما سکتے ہیں دو

شرح لفظ منی بمعنے من ہستی میں یائے خطاب ہے یعنے فانی ہستی ہیں اور علے ہذا القیاس اے من بمعنے اے فانی من ہے اور گنجائی بمعنے گنجایش ہے یعنے صاحب مکان نے آنیوالے سے بر در ہم توئی سنکر یہ کہا کہ اے شخص اب تو میری ذات میں فنا ہو گیا ہے اے مجھ میں فنا ہو جانے والے۔ میں تیرے لیئے دروازہ کھولتا ہوں۔ اندر آجا۔ یعنے مقام قرب میں داخل ہو اسوقت تو ہمارا تقرب حاصل کر سکتا ہے کیونکہ خانۂ وحدت میں دو مدعیان من کی گنجایش نہیں ہے یعنے یہ نہیں ہو سکتا کہ ہمارے ہوتے تو بھی انانیت کا دعوے کر سکے اس سے پہلے تو مدعی انانیت تہا اسلیئے ہمنے اندر آنے کی اجازت نہیں دی تہی۔

	چون یکے باشد ہمہ نبود دوئی		ہم منی برخیزد آنجا ہم توئی
ترجمہ	ہو گئے جب ایک پہر کیسی دوئی		ہو گئی معدوم مائی و توئی

شرح اگر لفظ یکے کو بیائے معروف مصدری (بمعنے ایک ہونا) لیا جائے تو برعایت لفظ دوئی نہایت مناسب ہے اور اگر یکے بیائے مجہول (بمعنے ایک) ہے تو بھی معنے درست ہیں۔ یعنے جبکہ یکتائی ہو گئی یا صرف ایک ہی ایک رہگیا تو دوئی جاتی رہی اور من و تو کی تمیز بالکل رفع ہو گئی۔ اور وحدت حقیقی جلوہ گر ہونے لگی اِس قصہ کے باطنی نتیجہ کو ہم اشارتاً پہلے بیان کر چکے ہیں یعنے جو شخص انانیت اور خودی کا مدعی ہوتا ہے وہ بارگاہ الٰہی سے مردود کیا جاتا ہے اور جو فنا فی اللہ ہو جاتا ہے وہ مقام قرب خاص میں داخل ہو جاتا ہے

	نیست سوزن را سرِ رشتہ دوتا		چونکہ یکتائی درین سوزن درآ
ترجمہ	ایک سوزن اور دو تاگے یہ کیا		تو ہے گر یکتا تو اِس سوزن میں آ

شرح یعنے سوئی کے لیے تاگے کے دو سرے نہیں ہوتے کیونکہ اسکا روزن ایک ہے اگر تاگے کے دوسرے ہوتے تو داخل روزن نہو سکینگے ہان جب دونو سرے بٹنے سے ایک ہو جائینگے۔ تو داخل ہونا ممکن ہے یہی حال سالک کا ہے جبتک مجاہدہ اور ریاضت سے اپنے وجود فانی کو فنا کرکے مرتبۂ بقا حاصل نہ کریگا سِرّ وحدت ہاتھ نہ آئیگا دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ اے شخص اگر تو یکتا یعنے فانی الذات ہے تو اِس سوئی (مقام وحدت) میں داخل ہو جا اسوقت کوئی شئے مانع وصول مرتبۂ وحدت نہو گی۔ سوئی تاگے کی مثال مضمون گزشتہ کی تمثیل ہے بطور تفہیم

	رشتہ را با سوزن آمد ارتباط		نیست در خور با جمل سم الخیاط
ترجمہ	گو ہے رشتہ کو سوئی سے ارتباط		ہے شتر کب لایق سم الخیاط

شرح یعنے تاگے کو سوئی سے علاقہ ضرور ہے لیکن سوئی کا چھید اس قابل نہین ہوتا ہے کہ اسمین اونٹ داخل ہوسکے اسیطرح طالب کو ذات واحد سے کچھ علاقہ تو ہے لیکن یہ اپنے وجود کثیف کے باعث جو مانند جمل ہے داخل سوزن نہین ہوسکتا جمل یعنے اونٹ کنایہ وجود کثیف اور سم الخیاط رسوئی کا ناکا کنایہ ذات مطلق ہے قرآن مجید مین ہے اِنَّ الَّذِینَ کَذَّبُوا بِاٰیٰتِنَا تا حَتّٰی یَلِجَ الْجَمَلُ فِی سَمِّ الْخِیَاطِ یعنے جنہون نے ہماری آیتون کو جھٹلایا اور انسے تکبر کیا انکے لیئے آسمان کے دروازے نہ کھولے جاوینگے یعنے انکی روح کو عروج معنوی حاصل نہوگا۔ اور انکا جنت مین داخل ہونا ایسا محال ہے جیسا کہ سوئی کے ناکے مین اونٹ کا داخل ہونا۔

	کے شود باریک ہستی جمل	جز بمقراض ریاضات و عمل
ترجمہ	کب ہوی باریک ہستی جمل	بغیر مقراض ریاضات و عمل

شرح یعنے تیرے وجود کثیف کا اونٹ باریک یعنے لطیف ہوکر سوزن وحدت مین داخل ہونے کے لائق ہرگز نہین ہوسکتا جب تک تو ریاضت اور مجاہدہ اور اعمال نیک کی قینچی سے کتر کتر کے اُسے باریک یعنے معدوم نہ کردے یعنے خدا کی راہ مین تکلیفین نہ اُٹھائے کیونکہ مرتبۂ وحدت اُنہین کو حاصل ہوتا ہے جو فنائی الذات ہوجاتے ہین اور لذات جسمانی کو ترک کرکے جسم کو فنا کر دیتے ہین۔

	دست حق باید مر آن را ای فلان	کو بود بر ہر محالے کن فکان
ترجمہ	دست حق مین ہے یہ قدرت جہان	کیونکہ ہے فرمان اُسکا کن فکان

شرح پہلے شعر مین مولانا قدس سرہ نے گو باآیت یَلِجَ الْجَمَلُ فِی سَمِّ الْخِیَاطِ کے باطنی معنے بیان فرماکر اسطرف اشارہ کیا تہا کہ جمل ہستی رہ وجود کثیف کا اونٹ بلا ریاضت و مجاہدہ داخل ذات نہین ہوسکتا۔ مگراب ظاہری تحقیق کی رو سے یہ فرماتے ہین کہ دست قدرت الٰہی اونٹ کو باوجود اسقدر جسیم ہونے کے سوئی مین داخل کرسکتا ہے کیونکہ وہ بیشک ایسی اشیا کے پیدا کرنے پر قادر ہے جو عقل کے نزدیک محال ہون۔ محالات کو موجود کرنے کے لیئے دست قدرت چاہیئے جو جمیع محالات کے ایجاد پر قادر ہے اور انکو امر کن سے پیدا کرسکتا ہے کن فکان یعنے قادر و مصداق کن فکان ہے اور آنرا کی ضمیر مضمون شعر سابق یعنے سوئی کے ناکے مین اونٹ کے داخل ہونے کی طرف ہے۔ باطنی طور پر اس شعر کے دوسرے یہ معنے بہی ہوسکتے ہین کہ صاحبان وجود کثیف کے لیئے دست قدرت الٰہی چاہیئے جو انکو فنائی الذات کرسکتا ہے۔ اگرچہ یہ امر بظاہر مشکل معلوم ہوتا ہے مگر اللہ کا دست قدرت ہر محال شئے پر قادر اور کل محالات کا موجد ہے اِنَّمَا اَمْرُهٗ اِذَا اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ یعنے خدا کا حکم ایسا زبردست ہے کہ جب وہ کسی شئے کی ایجاد کا ارادہ کرتا ہے تو صرف لفظ کن فرما دیتا ہے وہ شئے فی الفور عالم وجود مین آجاتی ہے اور اسیوقت خدا کے حکم سے موجود ہوجاتی ہے۔

ہر محال از دست او ممکن شود — ہر حرون از بیم او ساکن شود

ترجمہ: اُس سے ہو جاتا ہے ممکن ہر محال — دبیے پڑ جاتین نہ سرکش کیا مجال

شرح یعنے خدا کا ہاتہہ (قدرت الٰہی) ہر محال کو ممکن کر دیتا ہے اور ہر سرکش جانور اُسکے حکم اور خوف جبروت سے دبہیا اور مطیع انسان ہے یا یہ معنے ہین کہ نفس سرکش یعنے امارہ اسکے خوف اور حکم سے ملہمہ اور مطمئنہ اور مطیع اولیا ہوتا جاتا ہے۔ حرون سرکش جانور کو کہتے ہین جو مشکل قابو مین آئے۔ اس صورت مین مصرع دیگر اِس آیت کی طرف اشارہ ہے وَذَلَّلْنَاہَا لَہُمْ فَمِنْہَا رَکُوبُہُمْ وَمِنْہَا یَاکُلُوْنَ یعنے ہمنے جانورون کو آدمیونکا تابع فرمان بنا دیا ہے بعض جانور اُنکی سواریان ہین اور بعض اُنکے کہانے کے کام آتے ہین۔

اکمہ و ابرص چہ باشد مردہ نیز — لرزہ گردد از فسون آن عزیز

ترجمہ: کوڑہی اندہا کیا ہے مردہ ہو اگر — جی اُٹہے گا ایک کُن سے سر بسر

شرح اکمہ عربی مین مادر زاد اندہے اور ابرص کوڑہی کو کہتے ہین۔ لرزہ سے حرکت اور فسون بمعنے دم یا سخن سے کلمۂ کن مراد ہے اور عزیز ننانوین ناموں مین سے اللہ تعالےٰ کا اسم صفت ہے مطلب یہ کہ مادر زاد اندہے اور کوڑہی کا اچہا ہونا کیا چیز ہے اُس قادر عزیز اللہ تعالےٰ کے حکم سے مُردہ بہی حرکت کرنے لگتا ہے اور اُسمین جان پڑ جاتی ہے۔ دوسرے معنے یہ بہی ہو سکتے ہین کہ آن عزیز سے حضرت عیسے اور فسون سے انفاس رحمانی و الہام ربانی یعنے دم عیسوی مراد ہو۔ یعنے حضرت عیسے جو مُردہ کو زندہ کرتے تہے یہ اُنکی ذاتی طاقت نہ تہی بلکہ خدا ہی کے حکم سے ایسا ہوتا تہا۔

آن عدم کز مُردہ مردہ تر بود — در کف ایجاد او مضطر بود

ترجمہ: اور مردہ سے بہی مُردہ ہے عدم — تابع فرمان حق ہے دمبدم

شرح اِس شعر مین مضمون گزشتہ کو پہلے شعر سے ترقی دیگئی ہے یعنے پہلے یہ کہا گیا تہا کہ اندہے اور کوڑہی کو اچہا کرنا مُردہ کو زندہ کرنے کی بہ نسبت سہل ہے اور اب یہ فرماتے ہین کہ مردہ کو زندہ کرنا بہی بہ نسبت اس بات کے سہل ہے کہ عدم جو مُردہ سے زیادہ مردہ ہے اُسکی دست ایجاد کا مسخر اور اُسکا حکم بجالانے پر مجبور ہے مردہ کا قالب صحیح و سالم موجود ہوتا ہے فقط اُسمین روح نہین ہوتی مگر روح کا گہر بنا ہوا ہے پہر اُسمین روح کا داخل کر دینا اِس بات کے مقابلہ مین آسان ہے کہ عدم کو جسکے وجود کا اثر مطلق نہین ہے موجود کر دیا

کُلَّ یَوْمٍ ہُوَ فِیْ شَانٍ بخوان — مر ورا بے کار و بے فعلے مدان

ترجمہ: ہے وہ ہر لحظہ نئی اک شان مین — وہ نہین بیکار پڑہ قرآن مین

شرح یعنے اے شخص سورۂ رحمان مین اِس آیت کو پڑہ کُلَّ یَوْمٍ ہُوَ فِیْ شَانٍ یعنے اللہ تعالےٰ ہر دن ایک نئی

شان مین ہے یعنے جو باتین وہ ازل مین مقرر کرچکا ہے مثلاً ایجاد کرنا۔ مار ڈالنا۔ عزت دینی۔ ذلت دینی۔ نیکی
بدی وغیرہ اِن تمام باتون کو اُنکے مقررہ وقتون پر اپنے حکم سے ظاہر کرتا رہتا ہے اسکا مطلب تو اُس فعّال
لمّا یُرید کو بے کار و بے شغل یعنے نعوذ باللہ معطل نسمجہہ زمانہ مین جو کچہہ ہو رہا ہے یہ سب اُسیکے حکم کا اثر ہے۔
وہ ڈہونڈہنیوالون کو نجات طاعت کرنے والون کو قوت عبادت۔ مومنون کو پناہ محبون کو مرتبہ وصول مشتاقونکو
اُلفت عاشقون کو وصال عارفون کو مشاہدہ توحید پر بیٹہانے والون کو مقام فنا فی الذات دنیا پرستون کو غفلت
غافلون کو خواہشات دنیوی مین لذت نیک کارون کو اُنکی اُجرت مرحمت فرماتا رہتا ہے مطلب یہ کہ اُسکی
تجلیون اور اُسکی شان کی کچہہ انتہا نہین ہے۔ بلکہ وہ ہر روز اور ہر لحظہ نئی شان مین ہے۔

	کمترین کارش بہر روز آن بود	کو سہ لشکر را روانہ مے کند
ترجمہ	اُسکا کمتر کام ہے یہ روز کا	تین لشکر بہیجتا ہے خدا

شرح یعنے اللہ تعالےٰ کے لطیف اور قابل غور افعال تو ہماری سمجہہ سے باہر ہین لیکن ادنے درجہ کی موٹی سے
بات یہ ہے کہ وہ ہر روز تین طرح کے لشکر روانہ کرتا رہتا ہے اِن لشکرون کی شرح آیندہ شعرون مین ہے۔

	لشکرے ز اصلاب سوے اُمہات	بہر آن تا در رحم روید نبات
ترجمہ	ایک لشکر پشت سے سوے شکم	تا کہ بچون کا محافظ ہو رحم

شرح یعنے اللہ تعالےٰ نے ہر روز ایک لشکر کو باپون کی پشت سے ماؤن کے رحم کی طرف اسلیئے بہیجتا ہے کہ پیٹ
مین نبات اُگے۔ یعنے اولاد کی روئیدگی ہو بچون کے پیدا ہونے کی اُمیدین بندہی ہین۔

	لشکرے ز ارحام سوے خاکدان	تا ز نر و مادہ پُر گردد جہان
ترجمہ	ایک لشکر وہان سے سوے خاکدان	تا نر و مادہ سے پُر ہو یہ جہان

شرح یعنے اللہ تعالےٰ نے اپنے دوسرے لشکر کو ماؤن کے پیٹ سے نکالکر خاکدان زمین یا دنیا مین اسلیئے
بہیجتا ہے کہ نر و مادہ سے جہان پُر ہو جائے اور دنیا کا سلسلہ قیامت تک اسیطرح قایم رہے جسطرح اسوقت قایم ہے

	لشکرے از خاکدان سوے اجل	تا بہ بیند ہر کسے حسن عمل
ترجمہ	ایک لشکر وہان سے پہر سوے اجل	دیکہہ لے تا ہر بشر حسن عمل

شرح یعنے اللہ تعالےٰ نے تیسرے لشکر کو دنیا سے نکالکر اسلیئے موت کی طرف بہیجتا ہے تا کہ ہر شخص اپنے نیک و
بدعمل کا نتیجہ دیکہہ لے۔ یہ تینون لشکر روانہ ہوتے رہتے ہین اور اسلئے اللہ تعالےٰ کی بہت بڑی شان نظر آتی ہے

	باز بیشک پیش از انہا مے رسد	آنچہ از حق پیش جانہا مے رسد
ترجمہ	اسنے پہلے جا پہنچتا ہے ضرور	حق کی جانب سے سوے ہر جان شعور

	وانچه از جانها بدلها مے رسد		وانچه از دلها به گلها مے رسد
ترجمہ	جان سے ہے جو روان دل کی طرف		اور جو دل سے ہے روان گل کی طرف

شرح یہ دو شعر جو بطور قطعہ بند ہین اکثر مثنویون مین نہین پائے جاتے اسیلئے بعض نے ملحقات مین سے کہا ہے مگر انکا مطلب یہ ہے کہ ایمخاطب جب تو یہ جان چکا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے یہ تین لشکر ہر روز بلکہ ہر دم اپنے اپنے منزل کے طرف روانہ ہوتے رہتے ہین تو یہ بہی جان لے کہ جو کچہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے جان کی طرف اور جان کی طرف سے دل کی طرف اور دل کی طرف سے بدن کی طرف پہنچتا ہے یہ اُن لشکرون سے پہلے چلتا ہے اور گویا اُنکا مقدمہ ہے۔ پہلا مصرع خبر مقدم ہے اور اسکے بعد کے تینون مصرعے مبتدا ہے مؤخر از انہا کا اشارہ لشکرون کی طرف ہے اور آنچہ سے مراد محبت ہے۔ خلاصہ یہ کہ ان لشکرون سے پہلے عورت کی محبت اللہ تعالےٰ کیطرف سے پہنچتی ہے کیونکہ ہم یہ پہلے ہی بیان کر چکے ہین کہ محبت زن محبت حق کا عکس ہے پہر یہ محبت روح سے دل کی طرف جاتی ہے اور دل مین حرکت جماع پیدا ہوتی ہے پہر دل کی محبت اور حرکت کا اثر بدن پر پڑتا ہے چنانچہ اطبا نے تشریح کی ہے کہ حرکت جماع دل سے پیدا ہوکر مرد وزن کے تمام اعضا مین سرایت کرتی ہے۔ اور ایک ایک عضو اسکے لیے بیقرار ہو جاتا ہے یہی باعث ہے کہ مرد و عورت اور تمام نر و مادہ جماع کے مشتاق ہین۔ اگر یہ محبت خداداد نہو تو دل مین اثر نہو اور جماع ہرگز وقوع مین نہ آسکے یہ بہی اُسکی ایک شان ہے کہ ان لشکرون کے پیدا کرنے کے لیئے مرد و زن کو باہم محبت عطا فرما رکہی ہے

فائدہ گویا مولانا نے یہان ایک نیا مسئلہ بیان فرمایا ہے یعنے ان لشکرون کا بادشاہ تو اللہ تعالےٰ ہی ہے مگر ایک چیز سر لشکر بہی ہے جسکو محبت کہتے ہین۔ اور جسکے باعث بعد اختلاط نر و مادہ یہ لشکر پیدا ہوتے ہین۔

	اینت لشکر ہائے حق بے حد و مر		از پئے این گفت ذکرے للبشر
ترجمہ	ہین یہ بس خالق کے لشکر بے شمر		اسیلئے آیا ہے ذکرے للبشر

شرح - مر بمعنے عدد پنجاہ ہے اہل زبان جب کسی چیز کو پچاس تک گنتے ہین تو کہا کرتے ہین کہ یہ ایک مر ہوا علےٰ ہذا القیاس سو کو دو مر بولتے ہین عربی مین مر بمعنے ریسمان درفتن ہے لیکن یہان یہ لفظ فارسی ہے بمعنے مطلق عدد مطلب یہ کہ اسیطرح خدا کے لشکر بحد بیشمار ہین اور اسیلئے اللہ تعالےٰ سورۂ مدثر مین فرماتا ہے کہ وَمَا یَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّکَ اِلَّا ھُوَ وَمَا ھِیَ اِلَّا ذِکْرٰی لِلْبَشَرِ یعنے خدا کے لشکرون کی تعداد خدا کے سوا اور کوئی نہین جانتا اور یہ سورۂ مدثر جسمین دوزخ کے فرشتون کی تعداد انیس بیان کی گئی ہے۔ آدمیون کے لیئے نصیحت ہے اس سے کوئی عدد معین مراد نہین ہے یعنے یہ مطلب نہین کہ دوزخ کے فرشتے صرف انیس ہی ہین بلکہ اس سے مراد کثرت ہے کیونکہ خدا کے لشکرون کی کوئی انتہا اور تعداد نہین ہے۔

خواندن آن یار خود را پس از تربیت یافتن

ترجمہ: اُس صاحب مکان دوست کا اپنے دوست کو تربیت کے بعد گھر مین بلا لینا

گفت یارش کاندر آ اے جملہ من ۔ نے مخالف چون گل و خار چمن

ترجمہ: یار بولا اندر آ اے جا من ۔ ہم نہین مثل گل و خار چمن

شرح لفظ جملہ من بمعنے سراسر فانی ذات من ۔ ہے یعنے جب اُس یار نے سفر سے واپس آکر صاحب مکان کا دروازہ کہٹکہٹاتے وقت بردر ہم توئی کہا تو صاحب مکان نے یہ جواب دیا کہ اے سراسر میری ذات مین فنا ہوجانے والے اندر آجا اب مجہہ مین تجہہ مین باہم ایسی مغایرت ومخالفت یا دوئی نہین رہی جیسی کہ خار وگل مین ہوا کرتی ہے بلکہ باغ معنی مین وحدت کا پہول کہل گیا ہے اور دوئی کا کانٹا بالکل نکل گیا ہے ۔ یعنے اے شخص گو باعتبار تشخص وتعین تو مجہسے الگ ہے اور مین تجہسے جدا ہون لیکن باعتبار معنے مرتبۂ وحدت نے تجہے اور مجہے من تو شدم تو من شدی کا مصداق بنا دیا ہے ۔ مطلب یہ کہ وجود فانی کے چہوڑ دینے والے کو اللہ تعالے نے مرتبۂ وصال حقیقی عنایت فرما دیا ۔ اور طالب ومطلوب مین جو دوئی کا پردہ حائل تہا بالکل اُٹھ گیا ۔

رشتہ یکتا شد غلط کم شد کنون ۔ گر دوتا بینی حروف کاف و نون

ترجمہ: ایک رشتہ ہوگیا ہے نیک خو ۔ گرچہ ہین ظاہر مین کاف و نون دو

شرح غلط بمعنے خطا کردن در سخن ۔ و بمعنے غلط کنندہ وغلط کردہ اور لفظ گر بمعنے اگرچہ ہے یعنے اے طالب حق اب رشتہ دوئی ایک ہوگیا ہے اور تو نے جو دعوے انانیت کے باعث خطا کی تہی وہ گم ہوگئی ہے مٹ گئی ہے یا کم ہوگئی یعنے بالکل معدوم ہوگئی ہے کیونکہ اہل زبان لفظ کم کو بمعنے لاشئے ہی لیتے ہین ۔ دوسرا مصرع پہلے کی مثال ہے یعنے اے طالب اب ہم مین مرتبۂ عین وحدت ظاہر ہوگیا ہے اگرچہ باعتبار تعین وتشخص مغایرت باقی ہے جو وحدت کو نقصان نہین پہنچا سکتی ۔ اور اُسکی مثال ایسی ہے جیسا کہ حروف کاف و نون یعنے کلمۂ کن ۔ اگرچہ یہ حرف باعتبار صورت ظاہر دو ہین ۔ مگر باعتبار معنے ایک چیز ہے کیونکہ اُنکا اثر یعنے معدوم کو موجود کر دینا ایک شئے ہے ۔

کاف و نون ہمچون کمند آمد جذوب ۔ تا کشاند مر عدم را در خطوب

ترجمہ: کہینچتے ہین کاف و نون مثل کمند ۔ جملہ معدومات کو ایسے ہو شمند

شرح جذوب صیغۂ مبالغہ ہے بمعنے کہینچنے والا ۔ اور خطوب جمع خطب ہے بمعنے کارہائے بزرگ وشانہائے عظیم ۔ یعنے کلمۂ کن نے عرش وکرسی لوح وقلم زمین وآسمان انسان وحیوان نباتات وجمادات ۔ ارواح وعقول و نفوس اور جن وپری وغیرہم کو عدم سے کہینچکر بہت سے بڑے بڑے کامون مین لگا دیا ہے اور تمام معدومات کو موجود کر دیا ہے بس تو ایجاد کا اثر کاف و نون دونون کے مجموعہ مین ہے اور یہ دو حرف باعتبار صورت در

ہوا کرین مگر باعتبار اثر معنوی ایک ہین۔

پس دوتا باشد کمند اندر صور — گرچہ یکتا باشد آن دو در اثر

ترجمہ گو دوتا ہوتی ہے ظاہر مین کمند — پر اثر مین ایک ہے اے ہوشمند

شرح یعنے کمند بطور ظاہر مضبوط ہونے کے لیئے دوتہ ہوا کرتی ہے اگرچہ اُن دونون ہاتھون کا اثر اور فعل (کسی چیز کو کھینچ لینا) ایک ہی ہے اسیطرح کمند کاف و نون یعنے کلمہ کن کا اثر ایک ہے اگرچہ حرف دو ہین یہ شعر سابق کی تمثیل ہے بطور تفہیم یعنے زیادہ وضاحت کے لیئے امثال دیکر مضمون گزشتہ کو سمجھایا گیا ہے۔

گر دو پا گر چار پا رہ را برد — ہمچو مقراض دو تا یکتا بُرد

ترجمہ راہ روکے دو ہون یا ہون چار پانو — ایک قینچی کی طرح ہے یار پانو

شرح یہ شعر اسی مضمون کی دوسری تمثیل ہے پہلے مصرع مین برد بفتح الباء بردن سے اور دوسرے مین بضم الباء بُریدن سے مشتق ہے یعنے اگرچہ کسیکے دو پانو اور کسی کے چار پانو رستہ چلتے ہین مگر چونکہ پانو کا فعل (رستہ چلنا) ایک شے ہے اسلیئے پانو باعتبار ظاہر دو ہون یا چار لیکن باعتبار معنی گویا ایک شے ہین اسکی مثال ایسی ہے جیسے قینچی اگرچہ اُسکے دو پہل ہوتے ہین مگر چونکہ دونونکا فعل اور اثر (قطع کرنا) ایک ہے اسلیئے باعتبار معنی دونو پہل گویا ایک شے ہین بعض نسخون مین دوتا یکتا بُرد ہے اور بعض قلمی نسخون مین دونو مصرعون مین بُرد بضم الباء ہے اور پہلے مصرع مین راہ بریدن یعنے قطع کردن راہ ہے اور ماحصل تمام نسخون کا ایک ہے۔ نتیجہ تمثیلات یہ ہے کہ فانی فی اللہ مین اگرچہ باعتبار ظاہر مغائرت ہوتی ہے مگر باعتبار معنے وہ عین وحدت کا مظہر ہو جاتا ہے۔

آن دو انبازان گازر را ببین — ہست در ظاہر خلافے زان و زین

ترجمہ ملکے دو دھوبی جو کپڑے دھوتے ہین — حسب ظاہر وہ مخالف ہوتے ہین

شرح اسی مضمون کی تیسری مثال چار شعر کے ایک قطعہ مین بیان کی گئی ہے اور انبازان گازر مین اضافت صفت بسوے موصوف ہے یعنے ایمخاطب تو کم از کم دو ایسے دھوبیون کو دیکھ جو کپڑے دھونے مین باہم انباز یعنے شریک فعل ہین کہ اُن دونون مین حسب ظاہر مخالفت معلوم ہوتی ہے اُنکی طرف سے اسکی مخالفت کیجاتی ہے اور اسکی طرف سے اُسکا خلاف ہوتا ہے۔ اس ظاہری مخالفت کا بیان آیندہ شعرون مین ہے

آن یکے کرپاس در جو مے زند — وان دگر انباز خشکش مے زند

ترجمہ ایک پانی مین اُنھین کرتا ہے تر — دوسرا کرتا ہے خشک اے پُر ہنر

شرح یہ اُن دونو دھوبیون کی مخالفت کا بیان ہے یعنے ایمخاطب اسپر غور کر کہ اُن دو مین سے ایک ہوتی کپڑون کو نہر مین غوطے دیتا ہے کہ بھگاتا ہے اور دوسرا نہر مین سے نکالکر خشک کر دیتا ہے یہ بطور ظاہر مخالفت ہے

	بازاو آن خشک را تر مے کند	گوئیا ز استیزہ بر ضد مے تند	
ترجمہ	کرد یا کرتا ہے تر وہ خشک کو	دونو ظاہر مین ہیں گویا جنگجو	

شرح یعنے وہ پہلا دہوبی جو کپڑون کو نہر مین غوطے دے رہا ہے دوسرے دہوبی کے سوکہائے ہوئے کپڑون کو پہر غوطے دیکر تر کردیتا ہے اور سوکہانے والا پہر سکہا دیتا ہے تو گویا از روے مخالفت باہم ایکدوسرے کی ضد پر تنا ہوا ہے وُہ اسکے فعل کا مخالف ہے اور یہ اُسکے۔

	لیک آن دو ضدِ استیزہ نما	یکدل و یک کار باشند اے فتا	
ترجمہ	گو بظاہر بر سر پیکار ہین	فی الحقیقت یکدل و یک کار ہین	

شرح یعنے باوجود اس ظاہری مخالفت کے وہ دونو دہوبی جو باہم ایک دوسرے کی ضد کر رہے ہین اور ظاہر بینون کو لڑتے نظر آرہے ہین باعتبار معنے یکدل و یک کار یعنے ایک دوسرے کے موافق ہین اور ایک ہی کام مین شریک ہین کیونکہ ایک دہوبی کے کپڑون کو نہر مین غوطہ دینے اور دوسرے کی دہوپ مین سکہانے سے دونو نکا مطلب ایک یعنے کپڑون کو سفید کردینا ہے۔ اسیطرح عاشقان الٰہی (خواہ وہ کسی پیغمبر کی اُمت اور کسی مرشد کامل کے مرید ہون) باعتبار تعینات جُدا جُدا ہین مگر باعتبار فنا سب کے سب متحد اور مرتبۂ احدیت یعنے مقام وصال مین متمکن ہین۔ اور اس لحاظ سے سب متحد ہین۔

	ہر نبی و ہر ولی را مسلکے ست	لیک تا حق مے برد جملہ یکیست	
ترجمہ	خاصگان حق کی راہین ہین جدا	ایک ہین لیجاتی ہین حب تا خدا	

شرح یعنے گو باعتبار فروع ہر پیغمبر کا مذہب جُدا اور ہر ولی کا مسلک الگ ہے لیکن چونکہ یہ تمام مذاہب و مسالک خدا تک پہنچا دیتے ہین اسلیئے باعتبار اصول و معنی سب کے سب ایک ہین یہ اُسی مضمون کی چوتہی مثال ہے

روے درکشیدن سخن از ملالت مستمعان

ترجمہ سُننے والون کے ملول یا غافل ہونے کے باعث کہنے والیکا نصیحت و اسرار کی باتونسے خاموش ہوجانا

شرح پہلے شعر مین بیان کیا گیا تہا کہ ہر نبی اور ہر ولی کا مسلک حق کی طرف جاتا ہے۔ جس سے یہ نتیجہ نکلا کہ انبیا کی اُمت اور اولیاء کے مرید بہی اگر انہی کے مسلک پر چلین گے تو اُنکا راستہ بہی واصل الی اللہ ہوگا لیکن جبکہ یہ طالبین انبیاء و اولیا کے ارشادات اور ہدایتین سُننے سے ملول یا غافل ہوجائینگے۔ اور سُستی کرینگے تو وہ بہی اپنے ناطقہ اور ارشادات کو بند کرلینگے چنانچہ مولانا اسی مضمون کی تصریح ایک تمثیل مین کرتے ہین۔

	چونکہ جمع مستمع را خواب برد	سنگہائے آسیا را آب برد	
ترجمہ	سُننے والونپر جو غالب خواب تہا	آب سنگ آسیا کو لیگیا	

شرح سنگہائے آسیا رنپچکی کے پتھرون سے انبیاء علیہم السلام کے جواہر ارشادات اور اولیاء اللہ کے رشک گوہر ملفوظات مراد ہین۔ ملفوظات کو پا تو اسلئے پتھرون سے تشبیہ دیگئی ہے کہ اس مضمون کو پنچکی اور نہر کے پانی سے تمثیل دینی منظور تہی یا اسلیئے کہ انبیا و اولیا کے ارشادات و ملفوظات جو مومنون کے نزدیک سچے موتیون سے زیادہ قیمتی ہین منکرون اور اہل غفلت کے حق مین پتہر سے زیادہ سخت اور تکلیف پہنچانے والے ہوتے ہین اور آب سے مراد فیضان قوت ناطقہ ہے جو مانند آبحیات ہے یعنے جب سامعین پر خواب غفلت طاری ہوگیا تو کہنے والون (انبیاء و اولیاء) کی قوت ناطقہ جواہر ارشادات کو بہا لیگی۔ یعنے انبیا و اولیا کے ارشادات و ملفوظات جو نفع رسانی مین بمنزلہ سنگ آسیا تہے غافل طالبین سے چہن گئے اور انکی قوت ناطقہ غافلون کو ہدایت کرنے کا دروازہ بند کرکے اللہ تعالے سے ہمکلامی مین مصروف ہوگئی تھا لہذا جسطرح ان اشعار مین کہنے والے سے انبیا و اولیا اور سنگ آسیا سے انکے کلمات مراد لیے گئے ہین اسیطرح گوینده سے مولانا قدس سرہ اور سنگ آسیا سے انکا کلام یعنے یہ مثنوی بہی مراد ہوسکتی ہے۔

	رفتن این آب فوق آسیاست	رفتنش در آسیا بہر شماست
ترجمہ	ہے جگہ پانی کی چکی سے پرے	آسیا مین ہے تمہارے واسطے
	چون شمارا حاجت طاحون نماند	آب را در جوے اصلی باز راند
ترجمہ	بے ضرورت ہو جو چکی شہر مین	جارہے گا اسکا پانی نہر مین

شرح یہ دونو شعر قطعہ بند ہین یعنے قاعدہ یہ ہے کہ پانی پنچکی سے اوپر بہا کرتا ہے اسکا پنچکی مین آنا صرف تمہارے فائدے یعنے آٹا پیسنے کے لیئے ہے اسلیئے جب آٹا پیسنے کی ضرورت نہین رہتی تو پنچکی والا پانی کو اصل نہر کی طرف چہوڑ دیتا ہے علی ہذا القیاس انبیا و اولیا کے ناطقہ کا آبحیات مرتبہ مین نصیحت و ارشاد سے بہت بالا تر ہے کیونکہ انکا نطق عالم ملکوت سے ہمکلامی کے قابل ہے نہ کہ عالم ناسوت سے مکالمت کی لایق تمام انبیا و اولیا اپنے مرتبہ سے تنزل کرکے اپنی ناطقہ کا پانی شہر لوگون کے فائدہ کے لیئے ارشادات کی پنچکی چلایا کرتے ہین تاکہ طالبین کو معانی اور معرفت کا باریک میدہ حاصل ہوتا رہے مگر جبکہ لوگون کو اپنے غفلت کے باعث پنچکی ہی کی ضرورت نہین رہتی یعنے اہل غفلت ارشادات سے فائدہ اوٹہانا ہی نہین چاہتے) تو انبیا و اولیا بہی اپنے ناطقہ کے پانی کو اصلی نہر مین چہوڑ دیتے ہین یعنے بندون سے ہمکلامی کو منقطع کرکے اللہ تعالے کی ہمکلامی مین مصروف ہو جاتے ہین۔ اور لوگون سے بے پروائی ظاہر کرتے ہین۔

	ناطقہ سوے دہان تعلیم راست	ورنہ خود آن آب را جوے جداست
ترجمہ	ناطقہ ہے بہر تعلیم ہمارا	ورنہ اس پانی کی ندی ہے جدا

شرح آب سے وہی ناطقہ اور جوئے خدا سے وہی ہمکلامی عالم ملکوت یا منبع روح وقلب مراد ہے یعنے قوت ناطقہ جو مُنہ کی طرف آتی ہے اور آواز کا لباس پہنکر کانون کو فائدہ پہنچاتی ہے یہ فقط تمہاری تعلیم اور ہدایت وارشاد کے لیئے ہے اگر تمہین اپنی تعلیم منظور نہین تو یہ آب فیضان ناطقہ اپنی اصلی یا معنوی نہر یعنے ہمکلامی عالم ملکوت یا روح وقلب کی طرف چلا جائے گا یہ معنوی نہر اس ظاہری نہر ارشادات وہدایات سے جُدا ہے جس سے اہل غفلت ہرگز فیض یاب نہین ہو سکتے۔

سے رود بے بانگ و بے تکرارہا		تحتہا الانہار تا گلزارہا
ترجمہ: پھر چلا جاتا ہے بے تکرار وہ		اور پہنچ جاتا ہے تا گلزار وہ

شرح یعنے جب ارشادات انبیا اور ملفوظات اولیا کے سُننے سے لوگ غافل ہو جاتے ہین تو اُنکا آب ناطقہ بلا حرف وصوت اور بلا تکرار وبحث ہمکلامی الٰہی یا منبع روح وقلب کی طرف چلا جاتا ہے جو لوگون کی تعلیم سے مرتبہ مین نہایت بالا تر ہے کیونکہ نصیحت وارشاد اور تعلیم مین حرف وتکرار اور بحث وآواز کی ضرورت ہوتی ہے اور معنوی ہمکلامی نہ حروف کی محتاج ہے نہ آواز اور بحث وتکرار کی اور اہل اللہ کا آب ناطقہ ایسا بڑا دریا ہے جسکے نیچے حقایق ومعانی کے بہت سی نہرین جاری ہین جو گلزار حقیقت تک جاتی ہین۔ مگر افسوس غافل بیعلمون کو اُسکے قدر نہین ہے بمطلب یہ اگر تم اہل اللہ کے کلمات کو نہین سُنتے تو یہ اُس معنوی نہرین چلے جائینگے جو بلا آواز تکرار جاری ہے اِس نہر سے مراد الہام ربّانی ہے کیونکہ اولیا کا کلام اُسی نہر سے جاری ہوا تھا اور بمقتضائے کل شئ یرجع الی اصلہ اُسیکی طرف رجوع کر جائے گا۔

اے خدا بنما تو جان را آن مقام		کاندران بیحرف مے روید کلام
ترجمہ: اے خدا جان کو دکہا دے وہ مقام		جسمین بے آواز اُگتا ہے کلام

شرح مقام سے مقام فنا فی الذات یا مقام الہام مراد ہے اِس مرتبہ مین پہنچکر اولیاء اللہ پر انفاس رحمانی اور کلام ربّانی کا (جو حروف وآواز سے بالکل پاک ہے) ہمیشہ فیضان ہوتا رہتا ہے۔ اور یہان سے مولانا قدس سرہ نے حصول مرتبۂ فنا کے لیئے عام طالبین کے حق مین دُعا مانگنی شروع کی ہے۔ یعنے اے خدا تو ہماری جانوکو وہ مقام فنا دکہا دے جس مقام مین بلا استعانت حروف وآواز کلام پیدا ہوتا ہے۔

تاکہ سازد جان پاک از سر قدم		سوئے عرصۂ دور پہنائے عدم
ترجمہ: جان اطہر تا کرے سر کو قدم		اور جائے سوئے صحرائے عدم

شرح یعنے اے خدا ہمین مقام فنا فی الذات دکہا دے تا کہ ہماری روح فرط شوق مین سر کو قدم بناکر فراخ میدان اور فضائے عدم (یعنے عالم علوی) کی طرف چل نکلے اور ہم اس عالم تنگ (یعنے عالم سفلی) سے نجات پا جائین

بعض نسخون مین عرصۂ دور پہنائے عدم بلا واو عطف اور مع الاضافت ہے۔ اسصورت مین اضافت بیانی ہے یعنے کاش کہ ہماری روح اُس میدان عدم کی طرف سر کے بل چل نکلے جو نہایت طویل و عریض ہے۔

	عرصۂ بس باکشاد و با فضا	وین خیال و ہست زو یابد نوا
ترجمہ	ہے بہت عرصہ عدم کا پُر فضا	اور پاتا ہے خیال اُس سے نوا

شرح فضا بمعنے فراخ و فراخی و کشادگی صحن خانہ ہے اور مصرع اول لفظ عدم کی صفت ہے یعنے عدم نہایت فراخ اور کشادہ جگہ ہے اور روح چونکہ امر ربی ہے اسلیئے فراخی ہی کو پسند کرتی ہے اور مقید ہونا اُسکے شان کے خلاف ہے۔ اسلیئے بمقتضائے الجنس یمیل الی الجنس روح کو عدم ہی کے عرصۂ پُر فضا کی آرزو ہے اور ہمارے یہ تمام خیالات اور وجود اُسی عرصۂ عدم سے بہرہ یاب ہوتے رہتے ہین کیونکہ عالم سفلی کو ہمیشہ عالم روحانی۔ یا عالم علوی سے مدد ملتی ہے۔ اگر یہ مدد منقطع ہوجائے تو عالم سفلی (تمام دنیا) فی الفور ہلاک ہوجائے اس لحاظ سے اُسی مقام کی آرزو کرنی چاہیئے جو اعلے درجہ کا ہے۔ **فائدہ** عالم عدم سے مرتبۂ الوہیت اور مقام حقیقت مراد ہے جو نہایت فراخ ہے اور تمام خیالات اور موجودات اُسی سے پیدا ہوکر فیضیاب ہوتے ہین

	تنگ تر آمد خیالات از عدم	زان سبب باشد خیال اسباب غم
ترجمہ	تنگ ہے وہ اور واسع ہے عدم	اس سبب سے ہے خیال اسباب غم

شرح ان چار پانچ شعرون کے سمجھنے کے لیئے اصطلاحات اور صوفیون کے نکات کے متعلق ایک مقدمہ کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ اول عالم عدم یا عالم اعیان ثابتہ نہایت وسیع ہے کیونکہ اعیان ثابتہ صور علمیۂ الٰہی کو کہتے ہین جسمین اعیان معدومات تک موجود ہین چونکہ علم الٰہی کے انتہا نہین ہے اسلیئے اس عالم کی وسعت بھی غیر محدود ہے۔ اس عالم کو عدم اسلیئے کہا گیا ہے کہ کسی متنفس کے عقل و گمان اور فکر و وہم کی آنکھین اسکو نہین دیکھہ سکتین اور نہ وجدان یعنے دل دریافت کرسکتا ہے۔ کوئی عقلمند اور حکیم اگر صور علمیۂ الٰہی کا تصور کرے تو غیر ممکن ہے **دوسرا عالم** عالم مثال ہے جسکو عالم خیال بھی کہتے ہین یہ عالم خیال بہ نسبت اس عالم اجسام کے وسیع و لطیف تر ہے اور بہ نسبت اُس عالم عدم کے تنگ تر اور کمتر درجہ کا ہے جو چیز اس عالم اجسام مین نظر آتی ہے اُسکے نظیر اور مثال اُس عالم مین موجود ہے اسلیئے اُسکو عالم مثال کہتے ہین مثلاً زید جو عالم اجسام مین موجود ہے اُسکی نظیر عالم مثال مین بھی موجود ہے یعنے ہم زید کی نظیر اور مثال کو اپنے تصور اور خیال مین لاسکتے ہین پس تصور کی نظیر اور مثال کے تصور اور خیال کو عالم مثال کہتے ہین۔ یہ عالم عالم عدم سے اسلیئے کثیف ہے کہ اسکا تصور ممکن ہے اور عالم اجسام سے اسلیئے لطیف ہے کہ اسکو وجود ظاہری اور خارجی کی ضرورت نہین ہے **تیسرا عالم** عالم ہستی ہے جسکو عالم وجود اور عالم اجسام کہتے ہین یہ عالم۔ عالم خیال سے بھی زیادہ تنگ ہے

کیونکہ اسکو وجود خارجی کی ضرورت ہے۔ چوتھا عالم۔ عالم محسوسات ہے جو عالم ہستی سے بھی زیادہ تنگ ہے۔ کیونکہ اسکو علاوہ وجود خارجی کے حواس سے علاقہ رکھنے کی حاجت ہوتی ہے۔ مثلاً زید جو ہماری نظروں سے غائب ہے۔ یہ عالم ہستی مین تو ضرور ہے مگر عالم حس مین نہین ہے مولانا قدس سرہ آیندہ اشعار مین انہی مضمون کی تصریح فرماتے ہین چنانچہ اس شعر کا یہ مطلب ہے کہ دوسرا عالم یعنے عالم خیالات عالم عدم کی بہ نسبت بہت تنگ ہے یہ اسی تنگی ہی کا سبب ہے کہ خیال باعث غم ہے خیال مین سوائے غم و فکر کے اور کچھ نہین ہوتا کیونکہ خیال ایسی چیز ہے کہ اُسکے سبب سے قوت مخیلہ کو غم عارض ہو جاتا ہے۔ آدمی جس چیز کا خیال کریگا (اگرچہ وہ شادمانی ہی کے متعلق کیون نہو) اُسکے خیال کو ابتدا مین غم ضرور عارض ہوگا چونکہ عالم خیال عدم مطلق نہین بلکہ عدم اضافی ہے یعنے بہ نسبت عالم اجسام کے ایک قسم کا عدم ہے اسلئے عالم اجسام سے وسیع اور عدم سے تنگ ہے کیونکہ عالم خیال عالم عدم ہی سے صادر ہوا ہے۔

	باز ہستی تنگ تر بود از خیال		زان شود در وے قمر ہمچون ہلال
ترجمہ	اور اس سے بھی ہے ہستی تنگ تر		چاند آتا ہے ہلال اس سے نظر

شرح یعنے اسکے بعد تیسرا عالم یعنے عالم ہستی۔ عالم خیال سے بھی زیادہ تنگ ہے اسکی وجہ ہم پہلے بیان کر چکے ہین کہ عالم ہستی کو وجود خارجی کی ضرورت ہے اور جو چیز کسی دوسری شے کی محتاج ہو۔ وہ مقید اور تنگ تر ہوا کرتی ہے اسلئے چاند جو بحسب قول ابن عباسؓ زمین سے ساٹھ حصے زیادہ بڑا ہے ہلال معلوم ہوتا ہے چونکہ عالم وجود نہایت تنگ اور چھوٹا ہے اسلئے اُسنے چاند کو بھی چھوٹا کرکے دکھایا ہے کیونکہ جیسا ظرف ویسا مظروف چاند جو وجود خارجی مین چھوٹا نظر آتا ہے فی الواقع عالم خیال مین ہم اسکو بہت بڑا کہہ سکتے ہین کیونکہ عالم خیال مین ہر شے وسیع اور بڑی ہو سکتی ہے ہان عالم وجود اسکو چھوٹا بنا دیتا ہے کیونکہ وہ خود چھوٹا اور عالم خیال سے صادر ہوا ہے۔

	باز ہستی جہانِ حس و رنگ		تنگ تر آمد کہ زندانی ست تنگ
ترجمہ	تنگ ہے اس سے جہان حسّ و رنگ		کیونکہ حسّ و رنگ ہے زندان تنگ

شرح یعنے اسکے بعد چوتھا عالم (عالم حس و رنگ) یعنے عالم محسوسات عالم ہستی سے بھی زیادہ تنگ ہے جو قید ہستی مین مقید ہونے سے علاوہ قید حواس مین بھی جکڑا ہوا ہے۔ اسلئے دوسرے مصرع مین جملہ کہ زندانی ست تنگ کا کاف اضراب اور تنگ تر آمد کی ترقی معنے کے لئے ہے اور زندانی مین یائے نسبت ہے۔ یعنے عالم محسوسات تنگ ہی نہین بلکہ ایسے قیدی کی مانند ہے جو کسی قید خانہ مین پابزنجیر ہو کر نہایت تنگی کے ساتھ رہتا ہو۔ اور اگر زندانے مین یائے مجہول ہے تو کاف تعلیلیہ مانا جائے گا یعنے عالم محسوسات نہایت

تنگ ہے اور یہ تنگی اسلیئے ہے کہ یہ عالم ایک تنگ قید خانہ کی مانند ہے اس عالم کی مثال اوپر بیان ہو چکی ہے

	علت تنگی ست ترکیب و عدد	جانب ترکیب حس ہا مے کشند
ترجمہ	باعث تنگی ہے ترکیب و عدد	کھینچتی ہے حس ادہر لیے مستند

شرح یہ شعر عالم خیال اور عالم وجود اور عالم حس کے تنگ ہونے کی دلیل ہے اور لفظ عدد بمعنے تعدد ہے بمعنے متعدد و متعین ہونا اور مطلب شعر یہ ہے کہ عالم عدم کی بہ نسبت یہ تین عالم اسلیئے تنگ ہین کہ انہین ترکیب و تعدد موجود ہے اور ترکیب و تعدد تنگی کی علت ہے کیونکہ ترکیب اور تعدد ضرور کسی نہ کسی جگہ پہنچکر محدود ہونے والی چیز ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ محدود بہ نسبت غیر محدود کے تنگ ہوتا ہے چونکہ عالم خیال مین بہ نسبت عالم عدم اور عالم وجود مین بہ نسبت عالم خیال اور حس مین بہ نسبت وجود ترکیب و تعدد موجود ہے اسلیئے یہ تینون بہ نسبت یکدیگر تنگ ہین کیونکہ مرکب بہ نسبت بسیط تنگ اور اسکا محتاج ہوتا ہے مثلاً عدم بالکل بے قید ہے اور عالم مثال اس سے مرکب ہے اور چونکہ یہہ عالم من وجہ عدم اور من وجہ وجود ہے اسلیئے اس عالم مثال مین جو ایک قسم کا تعین پایا جاتا ہے اسی تعین کو تعدد کہتے ہین اور یہ مرتبہ عالم عدم سے دوسری شے ہے علے ہذا القیاس عالم وجود اور عالم حس مین خیال سے زیادہ ترکیب و تعدد پایا جاتا ہے کیونکہ یہ دونو عالم عالم عدم اور مثال سے صادر اور مرکب ہین۔ اگر وہ نہوتے تو انکا وجود بھی نہوتا جسطرح بسیط کے نہونے سے مرکب کا وجود نہین ہوتا۔ اور چونکہ یہ دونو عالم بہ نسبت عالم عدم مرتبہ مین تیسری اور چوتھی شے مین اسلیئے انہین تعدد بکثرت پایا جاتا ہے خاصکر محسوسات مین ترکیب و تعدد سب سے زیادہ ہے جو چوتھے مرتبہ مین ہے کیونکہ حواس خواہ ظاہری ہون یا باطنی اہل حواس کو ترکیب و تعدد کی طرف کھینچتے ہین یعنے اہل حواس اُنہی اشیاء کو معلوم کر سکتے ہین جو مرکب یا متعدد و متعین ہون۔ دوسرا مصرع پہلے کی علت ہے یعنے عالم محسوسات مین ترکیب و تعدد کا پایا جانا اسلیئے تنگی کی علت ہے کہ حواس متعین اور محدود ہی شے سے متعلق ہوتے ہین

	زان سوئے حس عالم توحید دان	گر یکے خواہی بدانجانب بران
ترجمہ	عالم توحید ہے حس سے پرے	تو ہے گر طالب تو چل اس سے پرے

شرح یکے بیائے مصدری مجہول دونو طرح درست ہے اور بران صیغۂ امر ہے مشتق از راندن بمعنے ہانکنا چلانا یعنے عالم توحید کو عالم حس سے اسطرف یعنے بہت پرے خیال کر اور اگر ایک کا طالب یا وحدت کا خواہان ہے تو حواس ظاہری و باطنی کو عالم محسوسات سے جدا کرکے عالم عدم اور توحید کی طرف ہانک دے

	امر کن یک فعل بود و نون و کاف	در سخن افتاد و معنی بود صاف
ترجمہ	امر کن اک فعل ہے اور نون و کاف	آپڑا ہے بات مین معنے ہین صاف

شرح یعنے امر کن (جو صیغہ امر ہے) ایک فعل معنوی ہے جسکے معنے ایجاد معدوم کے ہین اور کاف و نون ترکیب لفظی ہے جسکو معنے مین کچہ دخل نہین **نکتہ** یہ شعر ایک اعتراض کا جواب ہے معترض کہتا تہا کہ عالم عدم جس سے باقی تین عالم صادر یا مرکب ہوئے ہین خود مرکب ہے (حالانکہ تم اُسکو بلا قید اور بسیط مان چکے ہو۔ کیونکہ عالم عدم جو موجد تمام عالم ہے کاف و نون یعنے کلمہ کن سے مرکب ہے اور کلمہ کن خود کاف و نون دو حرفون کے ملکر بنا ہے اسکا جواب یہ ہے کہ کلمہ کُن گو باعتبار لفظ مرکب ہے مگر باعتبار اثر و معنے دونون حرف متحد ہین گوئی کلمہ یعنی دو الفاظ کے باعث ایسی حالت مین کہ معنے متحد ہون مرکب نہین کہلاتا۔ کیونکہ یہ ظاہری مغایرت فی الواقع اتحاد معنوی ہے۔ اس شعر مین لفظ نون و کاف در سخن اُفتاد کا فاعل ہے یعنے گو نون کاف ہمارے تلفظ مین دو حرف بنکر واقع ہوئے ہین لیکن باعتبار معنے انکا اثر ایجاد معدوم ایک شے ہے شعر کے دوسرے معنے یہ ہین کہ امر کن اللہ تعالے کا ایسا ایک فعل امر ہے جسکا بجا لانا ہر معدوم پر فرض ہے۔ اور اُسکی معنے (یعنی ایجاد معدوم) بالکل صاف اور ظاہر ہین لیکن بالفعل یہ دو نو حرف محل گفتگو اور محل نزاع ہو گئے ہین۔ کیونکہ معتزلہ ان دونون کے منکر ہین۔ اور وہ یہ کہتے ہین کہ لفظ کُن کو ایجاد معدومات مین کچہ دخل نہین بلکہ کُن سرعت تکوین کا استعارہ ہے۔ یعنے یہ جو کلام اللہ مین کن فیکون واقع ہے۔ اس سے یہ مراد نہین کہ جب اللہ تعالے کُن کہتا ہی تب معدوم شے موجود ہوتی ہے۔ بلکہ اسکے معنے یہ ہین کہ جب وہ کسی فعل کو کرنا چاہتا ہے اُسیوقت کر دیتا ہے اور بعض اس خاص لفظ کے مقرہی ہوے ہین اور وہ یہ کہتے ہین کہ اللہ تعالے کا طریقہ ایجاد معدومات مین اسی لفظ کے ساتہ جاری ہے اگرچہ وہ بغیر اس لفظ کے بہی ایجاد معدومات پر قادر ہے۔ مگر وہ اپنی عادت کے خلاف نہین کرتا اور بعض کا یہ قول ہے کہ ایجاد معدومات اسی طریقہ کے ساتہ منحصر ہے گو اللہ تعالے بغیر اس کلمہ کے بہی معدومات پر قادر ہے مگر وہ اپنی عادت کے خلاف نہین کرتا اسکی وجہ یہ ہے کہ اعیان ثابتہ (یعنے جو چیزین علم الٰہی مین ہین استعداد وجود رکہتے ہین۔ اور زبان حال سے اس بات کے طالب اور اسپر مستعد ہین کہ اللہ تعالے اُنکو موجود کرے مگر اُنکے ایجاد کے لیئے کوئی شے محرک یا موجد ضرور ہونی چاہیئے۔ کیونکہ یہ بذات خود موجود نہین ہو سکتین اسلئے اللہ تعالے اُنکو امر کن سے موجود کر دیتا ہے **التماس** خاکسار راسخ شارح مثنوی نے بہت چاہا کہ عالم عدم و مثال وغیرہ اور امر کُن کے معنے اس سے بہی زیادہ سہل اور سریع الفہم بلکہ عام فہم الفاظ مین لکہے لیکن افسوس اردو مین ایسے الفاظ ہی نہین ہین جو اصطلاحات صوفیہ کے قایم مقامی کر سکین۔ لہذا ناظرین مجبور سمجہکر معذور رکہین اور ان اشعار کی شرح کو غور سے ملاحظہ فرمایئن انشاء اللہ تعالے تمام مطالب سمجہ مین آجائینگے۔ اگر مجہکو اسکا یقین ہوتا کہ لوگ ایجاد بندہ کو مان جائین گے تو اُردو مین بہت سے نئے نئے الفاظ اور اُنکے معنے گہڑ دیے جاتے لیکن

کون سنتا ہے فغان راسخ ⁂ قہر راسخ ہے بجان راسخ ⁂

این سخن پایان ندارد باز گرد | تا چہ شد احوال گرگ اندر نبرد

ترجمہ: چھوڑ دے ہے یہ سخن بے انتہا | حال کہدے ہمسے شیر و گرگ کا

شرح یعنے ایمخاطب عالم عدم و مثال اور امر کن کے متعلق اسرار کی باتین کچھ انتہا نہین رکھتین۔ انکو چھوڑکر شیر و گرگ کے قصہ کو پورا کردے اور یہ بتادے کہ شیر نے بے ادبی اور اپنے مقابلہ کی سزا بھیڑیے کو کیا دی اور اُس گستاخ کا کیا حال ہوا تاکہ اس قصہ سے گستاخ کا ر طالب کو عبرت حاصل ہو اور وہ اپنے تکبر کو چھوڑدے

ادب کردن شیر گرگ را بجہت بے ادبی او

ترجمہ: شیر کا بھیڑیے کی بے ادبی کے سبب اُسے بطور تادیب سزا دینا

گرگ را بر کند سر آن سرفراز | تا نماند دو سری و امتیاز

ترجمہ: مارڈالا بھیڑیے کو اس لیئے | عین وحدت مین دوئی کب چاہیئے

شرح لفظ دو سری بیائے معروف بمعنے دوئی ہے اور امتیاز بمعنے مغایرت اسصورت مین یہ معنے ہونگے کہ شیر نے بھیڑیے کا سر اسلیئے کاٹ ڈالا کہ دوئی اور مغایرت بالکل مٹجائے اور حرم سرائے وحدت مین کثرت کا دخل ہی نہ رہے۔ متکبر اور انانیت پسند کا وجود موہوم لاشئے ہوجائے اور صرف وحدت ہی وحدت جلوہ گر ہو بعض نسخون مین تا نماند دو سرے را امتیاز ہے اسصورت مین دو سرے بیائے مجہول بمعنے دو سر والا متکبر ہے یعنے شیر نے بھیڑیے کو اسلیئے مارا کہ دو سرا اور ان (شیر و گرگ) کا تفاوت ہرگز باقی نہ رہے۔ بلکہ بیجا متکبر کا وجود فنا ہوکر محض وحدت ہی وحدت رہجائے۔ شیر سے بطور استعارہ ذات الہی اور گرگ سے مدعی انانیت اور منکر احکام الہی مراد ہے چنانچہ گزشتہ امتون کے متکبر اور سرکش لوگون کو اللہ تعالےٰ نے بڑے بڑے عذابون مین مبتلا کرکے ہلاک کیا ہے۔

فانتقمنا منہم ست اے گرگ پیر | چون نبودی مردہ در پیش امیر

ترجمہ: ہمنے بدلہ لے لیا اسکے گرگ پیر | مردہ بننا چاہیئے پیش امیر

شرح یعنے جب شیر نے بھیڑیے کو مارڈالا تو بطور تنبیہ اسکی لاش سے یہ کہا کہ اے گرگ کہن چونکہ تو امیر کے سامنے مردہ (یعنے ہماری ذات پاک کے روبرو عاجز) نہین ہوا تہا اور تو نے مُوتُوا قَبْلَ اَنْ تَمُوتُوا پر عمل نہین کیا تہا۔ بلکہ مدعی انانیت اور متکبر تہا اسلیئے تو اس آیت کا مصداق ہے فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِی الْیَمِّ یہ آیت سورۂ اعراف مین قوم فرعون کی حق مین نازل ہوئی ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ ہمنے قوم فرعون سے موسےٰ کی تکذیب اور اپنی آیتون کے جھٹلانے کا بدلا لیا اور اُنکو دریا مین ڈبوکر ہلاک کردیا خلاصۂ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ متکبرون خود پسند اور انانیت کے مدعیون کو ہلاک کردیتا ہے اور عاجزون

نفس امّارہ کے مارڈالنے والوں کو نجات دیکر ہمیشہ انعام واکرام مرحمت فرماتا ہے۔

	بعد ازاں رُو شیر بارو باہ کرد		گفت این را بخش کن از بہر خورد
ترجمہ	بولا پہر روباہ سے وہ شیر نر		اسکو کہانے کے لیئے تقسیم کر

شرح یعنے بھیڑیے کے ہلاک کردینے کے بعد شیر نے لومڑی کی طرف متوجہ ہوکر یہ کہا کہ ان شکار کردہ جانوروں کو کہانے کے لیئے تقسیم کردے یعنے روح نے نفس امّارہ کو مارڈالنے کے بعد لذائذ معرفت حاصل کرنے کے لیئے عقل سے مدد چاہی۔ اور انعامات الٰہی حاصل کرکے خود مقرب خاص بنگئی۔

	سجدہ کرد و گفت کاین گاو سمین		چاشت خوردت باشد اے شاہ امین
ترجمہ	لومڑی بولی کہ سوٹی گائے کا		ہضم کر لیجئے گا ناشتا

شرح یعنے جب شیر نے تقسیم کا حکم لومڑی کو دیا تو اُسنے نہایت عاجزی کے ساتہ یہ کہا کہ اے شیر اے جانوروں کے بادشاہ امین یہ موٹی تازی گائے آپ کے لیئے صبح کا ناشتہ ہے۔ اس نہاری کو آپ صبح کے وقت تناول فرمائیں بعض نسخوں میں شاہ گزین ہے یعنے بادشاہ برگزیدہ ہے۔

	وین بُزاز بہر میانہ روز را		یخنئے باشد شہ فیروز را
ترجمہ	ہے یہ بکرہ دو پہر کے واسطے		ہو مبارک اسکی یخنی کہائیے

شرح یعنے گائے آپ کے لیئے صبح کا ناشتہ ہے اور یہ پہاڑی بکرہ دوپہر کا کہانا ہے اے فتحمند بادشاہ دوپہر کو اسکی یخنی نوش فرمائیے گا یخنی اُس پکے ہوئے گوشت کو کہتے ہیں جو بطور ذخیرہ رکھا ہے اور ضرورت کے وقت کام آجائے۔ نیز یخنی پکے ہوئے کہانے اور ضرورت کے لیے محفوظ شئی اور اسباب کو بھی کہتے ہیں

	وان دگر خرگوش بہر شاہ ہم		شب چرا اے شاہ با لطف و کرم
ترجمہ	اور یہ خرگوش بھی ہے آپ کا		شب کا کہانا بادشاہ پُر عطا

شرح یعنے اے شیر نر اے بادشاہ بالطف و کرم یہ خرگوش بھی آپ ہی کا حصہ ہے اسکو آپ اپنا شب چرا رات کا کہانا سمجھکر رکھ چھوڑیں۔ اور بوقت شب تناول فرمائیں مطلب یہ کہ گائے۔ اور بکرہ۔ اور خرگوش سب کچہ آپ ہی کے لیئے ہے۔ میں آپ کے ہوتے کسی شمار و قطار میں نہیں ہوں باطنی مطلب یہ ہے کہ روباہ یعنے عقل اپنی ذات وصفات اور افعال کو شیر یعنے ذات الٰہی کے سپرد کرکے خود بھی مطلق ہوگئی اور اُسنے اپنے آپکو شیر کے سامنے بالکل معدوم اور لاشئے ظاہر کیا۔ اور اسیلیئے مصدر اکرام الٰہی ہوگئی۔

	گفت اے روبہ تو عدل افروختی		اینچنین قسمت زکہ آموختی
ترجمہ	شیر بولا عدل یہ تونے کیا		کس سے یہ تقسیم سیکھی ہے بتا

شرح یعنے اِس تقسیم سے خوش ہوکر شیر نے یہ کہا کہ لے روباہ تو نے اپنی صفت عدالت کو اچھی طرح ظاہر کیا۔ مگر یہ بتادے کہ اِس طرح کی منصفانہ تقسیم تو نے کس سے سیکھی ہے؟ کہ آموختی مین کاف کدامیہ ہے۔

	از کجا آموختی این اے بزرگ	گفت اے شاہِ جہان از حالِ گرگ
ترجمہ	کس سے سیکھی ہے بتا یہ اے بزرگ	بولی وہ تعلیمگر ہے حال گرگ

شرح یعنے جب شیر نے یہ کہا کہ اے بزرگ صفت لومڑی تو نے یہ تقسیم کس سے سیکھی ہے تو لومڑی نے جواب دیا کہ اے شاہ جہان مین نے یہ تقسیم بھیڑیے کے حال یعنے اُسکے ہلاک ہوجانے سے سیکھی ہے چنانچہ صحیح حدیث موجود ہے السَّعِیدُ مَنْ وُعِظَ بِغَیْرِہٖ یعنے نیکبخت وہ شخص ہے جو غیر کی حالت دیکھکر نصیحت حاصل کرے۔

	گفت چون در عشق ما گشتی گرو	ہر سہ را بر گیر و بستان و برو
ترجمہ	بولا وہ جب چاہنی ہے تو ہمین	تینون حصے تیرے ہین سب لے انہین

شرح یعنے لومڑی کا جواب سُنکر شیر نے یہ کہا کہ اے روباہ چونکہ تو ہماری محبت کی زنجیر مین جکڑی ہوی ہے اور ہمارے ہوتے اپنی ذات کو معدوم سمجھتی ہے اسلیئے ہمین بھی تجھسے محبت ہوگئی ہے۔ اِن تینون (گاے اور بکرے اور خرگوش) کو اُٹھالے یہ سب تیری ملک ہین۔ لیجا۔ اور گھر مین بیٹھکر خوب عیش کر۔ مزے سے نوش فرما۔ باطنی مطلب یہ ہے کہ جب عقل نے اپنی ذات وصفات کو جلال وعظمت الٰہی کے مقابلہ مین بالکل فنا کردیا تو اللہ تعالےٰ نے اُسپر کرم کیا اور اُسے حسب مضمون تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللہِ اپنی صفتین عنایت فرماوین

	روبہا چون جملگی ما را شدی	چونت آزاریم چون تو ما شدی
ترجمہ	لومڑی جب تو ہماری ہوگئی	صورتِ جان ہمکو پیاری ہوگئی

شرح یعنے شیر کہتا ہے کہ اے روباہ چونکہ تو سراپا ہمارے لیئے ہوگئی ہے اور خودی کو چھوڑ کر ہماری محبت مین فنا ہے اسلیئے ہم تجھے ہرگز آزار دینا نہین چاہتے اور آزار دین کیونکر تجھ مین ہم مین دوئی نہین رہی بلکہ من تو شدم تو من شدی کا مضمون ہوگیا ہے اِس حالت مین تجھے ستانا گویا اپنی ذات کو آزار پہنچانا ہے۔ باطنی مطلب یہ ہے کہ جو لوگ خودی کو چھوڑکر مرتبۂ فنا فی اللہ تک پہنچگئے ہین وہ ہلاکت سے محفوظ اور ہمیشہ مصدر الطاف الٰہی رہتے ہین چنانچہ حدیث شریف مین ہے مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ یعنے جو شخص صرف خدا کا ہو رہتا ہے اللہ تعالےٰ اُسکا معاون و مددگار ہوجاتا ہے۔

	ما ترا و جملہ اشکاران ترا	پاے بر گردون ہفتم نہ بر آ
ترجمہ	ہم بھی تیرے اور تیرے سب شکار	چرخ ہفتم ہے ترا اے با وقار

شرح یعنے شیر نے کہا کہ اے روباہ ہم بھی تیرے ہین۔ اور یہ تمام شکار بھی تیری ملک ہین تو اپنا پاؤن ساتوین آسمان

پر رکھکر بلند ہو جا یعنے جبکہ تو نے خودی اور انانیت کو چھوڑ دیا ہے تو تجھے مرتبۂ قرب و وصال حاصل ہے جو ساتوین آسمان سے بہی زیادہ عالی مرتبہ ہے اور تو اب بی یسمع و بی یبصر کا مصداق ہے ہم تیرے معاون و مددگار ہین اور تیرے افعال گویا ہمارے افعال ہین۔ تو ہمارا بندۂ خاص بنگیا ہے

	چون گرفتی عبرت از گرگ دنی	پس تو روبہ نیستی گرگ منی
ترجمہ	بہیڑیے سے جب تجھے عبرت ہوی	تو نہین روبہ بہادر ہے مری

شرح شعر کہتا ہے کہ اے لومڑی جبکہ تو نے اُس کمینہ بہیڑیے کا حال دیکھکر نصیحت حاصل کی ہے تو تو لومڑی نہین ہے بلکہ باعتبار صفات و ہمت مردانہ میرا شیر ہے اور میرے نزدیک نہایت محبوب اور دلیر ہے کیونکہ نفس امارہ کو پامال کرکے مرتبۂ فنا حاصل کرنا بڑے شیر مردون کا کام ہے جو لومڑی سے نہین ہو سکتا۔

	عاقل آن باشد کہ عبرت گیرد از	مرگ یاران و بلائے محترز
ترجمہ	ہے زمانہ مین وہ عاقل اے حبیب	آفتون سے جسکو عبرت ہو نصیب

شرح محترز قابل احتراز یعنے وہ چیز جو قابل پرہیز ہو مطلب یہ کہ عقلمند وہ ہے جو عزیزون یگانون اور دوستون کی موت اور لوگون کو پہنچنے کے قابل بلاؤن مین مبتلا دیکہکر اُنکے حال سے عبرت حاصل کرے۔ اور اُنکو مرتا دیکہکر خود مرنے سے پہلے مر جائے یعنے فنا فی اللہ ہو جائے عرب مین یہ مثل مشہور ہے اَلعَاقِلُ مَنِ اتَّعَظَ بِمَوتِ جِیرَانِہٖ یعنے عقلمند وہ شخص ہے جو اپنے ہمسایون کے مر جانے سے عبرت پکڑے اور اپنے آپ کو فانی سمجھے

	روبہ آن دم بر زبان صد شکر راند	کہ مرا شیر از پس آن گرگ خواند
ترجمہ	شکر بہر اسپر کیا روباہ نے	کہ مجھے پیچھے بلایا شاہ نے

شرح یعنے لومڑی نے شیر سے انعام و اکرام حاصل کرکے یہ کہا کہ خدا کا شکر ہے اور اُسکا احسان کہ شیر نے مجھکو شکارون کی تقسیم کا امتحان لینے کے لیئے بہیڑیے کے بعد بُلایا ورنہ مین ہرگز جیتی نہ بچتی۔

	گر مرا اول بفرمودے کہ تو	بخش کن آن را کہ بردے جان از و
ترجمہ	وہ اگر پہلے بُلا لیتا مجھے	کون تہا وہ جو بچا لیتا مجھے

شرح لومڑی کہتی ہے کہ اگر شیر بہیڑیے سے پہلے مجھے بُلا کر یہ حکم دیتا کہ تو ان شکارون کو تقسیم کر دے تو مین ہرگز جان بر نہوتی اور یہ شیر اُس بہیڑیے کی طرح ضرور مجھے مار ڈالتا کیونکہ شکارون مین بہی اپنا حصہ لگاتی

	مقصود در حکایت فضیلت آخر زمانیان
ترجمہ	اِس حکایت مین آخر زمانہ والون کی فضیلت کا بیان کرنا اصلی مقصود ہے

شرح آخر زمانہ والون سے اُمتِ محمدیہ مراد ہے جو پہلی سرکش اُمتون کے بعد اُنکے حال سے عبرت حاصل کرنیکے

لیئے آخر زمانہ میں پیدا ہوئی ہے تاکہ پہلون کا حال دیکھہ دیکھہ کر آخرت کے عذاب سے نجات پا جائے

پس سپاس اوراکہ ما را در جہان　　کرد پیدا از پس پیشینیان

ترجمہ　شکر حق احسان ذات کبریا　　ہمکو جسنے بعد میں پیدا کیا

شرح　یعنے اُس خدا کا شکر ہے جسنے ہمین پہلون کے حال سے عبرت حاصل کرنے کے لیے گزشتہ اُمتون کے بعد پیدا کیا تاکہ ہم اُس بھیڑیے کی حالت کو دیکھکر عقلمند لومڑی بنجائین اور نجات حاصل کرلین　پاکہ ہے

تا شنیدیم آن سیاستہائے حق　　بر قرون ماضیہ اندر سبق

ترجمہ　ہمنے سب سُن لین سیاستہائے حق　　ہوگیا معلوم حال ماسبق

شرح　یعنے ہمین اسلیئے آخر زمانہ مین پیدا کیا ہے کہ ہم اللہ تعالے کے وہ قہر جو پچھلے زمانون مین پہلی اُمتو ہو چکے ہین سُن لین اور اُنسے عبرت حاصل کرکے خدا اور اُسکے رسول کی اطاعت مین ہمیشہ جھکے رہین۔

تا کہ ما از حال آن گرگان پیش　　ہمچو روبہ پاس خود داریم بیش

ترجمہ　بھیڑیون کا تاکہ ہم سن سکے حال　　رکھین روبہ سے بڑھکے خود اپنا خیال　اور ہے

شرح　یعنے ہمین اسلیئے آخر زمانہ مین پیدا کیا ہے کہ ہم پہلے بھیڑیون (گزشتہ اُمتون) کے حال سے عبرت و نصیحت حاصل کرکے بہت زیادہ اپنی حفاظت کرین اور خداؐ اور رسولؐ کی اطاعت کرکے اُخروی ہلاکت سے اکر دیا

اُمت مرحومہ زین رو خواندمان　　آن رسول حق و صادق در بیان

ترجمہ　اسلیئے فرماتے ہین سچے نبی　　اُمت مرحومہ ہے اُمت مری

شرح　یعنی چونکہ ہم پہلون کے حال سے عبرت حاصل کرنے کے باعث مصدر رحم خداوندی ہین اسلیئے رسولؐ نے ہمین اُمت مرحومہ کا خطاب دیا ہے حدیث شریف مین آیا ہے۔ اُمَّتِیْ مَرْحُوْمَۃٌ لَیْسَ عَلَیْہَا عَذَابٌ فِی الْاٰخِرَۃِ عَذَابُہَا فِی الدُّنْیَا اَلْفِتَنُ وَالزَّلَازِلُ وَالْقَتْلُ یعنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ میری اُمت مرحومہ ہے اُسپر آخرت مین عذاب نہوگا بلکہ اُسے فتنہ و فساد اور زلزلون اور قتل کا عذاب دنیا مین دیا جائیگا یعنے بعض لوگ دنیا مین باہم فساد اور خونریزیان کرینگے لیکن باہم فساد و قتل کا دنیوی عذاب جو اُمت محمدیہ کو دیا گیا ہے یا دیا جائیگا وہ گزشتہ اُمتون کے دنیوی عذاب سے بہت ہلکا ہے کیونکہ وہ سور اور بندر بنا دیئے گئے ہین۔ اور محققین کا قول ہے کہ اکثر اُمت محمدیہ شفاعت رسول مقبولؐ کے باعث دوزخ سے بالکل محفوظ رہیگی۔ اور بعض گنہگار دوزخ مین بہت تھوڑی دیر رہینگے اور اُنپر ایک طرح کی غشی طاری ہوجائیگی بعد شفاعت اُنہین دوزخ سے نکال لینگی اور دوزخ مین تھوڑی دیر رہنا نہ رہنے کے برابر ہوجائیگا۔ اسلیئے یہ بالکل صحیح ہے کہ اُمت محمدیہ پر آخرت مین عذاب نہوگا اور اسی وجہ سے اس اُمت کو آپنے اُمت مرحومہ فرمایا ہے

دوسری حدیث یہ ہے اُمتی مرحومۃ من جھتہ کونہا متاخرۃ عن الامم معتبرۃ بقھر اللہ لہم یعنے رسول مقبولؐ فرماتے ہین کہ میری اُمت اسلئے مرحومہ ہے کہ وہ گزشتہ امتون کے بعد پیدا ہوئی ہے اور اُنپر جو قہر الٰہی نازل ہوچکا ہے اُس سے عبرت حاصل کرتی ہے اور یہ عبرت حاصل کرنا اسکے نجات کا سامان ہے

استخوان و پشم آن گرگان عیان	بنگرید و پند گیرید اے مہان
دیکھکر اُن بھیڑیون کی ہڈیان	چاہیئے حاصل کرے عبرت جہان

ترجمہ

شرح یعنے اے لوگو اُن بھیڑیون (گزشتہ اُمتون) کی گڑی دبی ہڈیون اور بالون کو دیکھو اور خدا و رسول کی [نافرما]نی کے باعث اُنکے سخت عذاب مین مبتلا ہوکر ہلاک ہونے اور نام و نشان مٹجانے سے عبرت حاصل کرو۔ اور [...] سے بچو۔ تاکہ تمہارا وہی حشر نہو جو اُنکا ہوا۔ یہ شعر اس آیت کی طرف اشارہ کر رہا ہے قُلْ سِیْرُوا [فِی] الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الْمُکَذِّبِیْنَ یعنے اے پیغمبر لوگون سے کہدو کہ زمین مین چل پھر [کر اس] بات کو دیکھین کہ خدا اور اُسکے رسولون کے جھٹلانے والون کا انجام کیسا بُرا ہوا۔

عاقل از سر بنہد این ہستی و باد	چون شنید انجام فرعونان و عاد
چھوڑدے غافل یہ ہستی و غرور	دیکھ حال عاد و فرعون کو ضرور

ترجمہ

شرح یعنے اگرچہ حسب مضمون آیت وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَہُمْ وَاَنْتَ فِیْہِمْ امت مرحومہ پر عذاب الٰہی [نازل] نہوگا کیونکہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اے پیغمبر جبتک تم انمین موجود ہو خدا انہین عذاب سے بچائے رکھیگا [لیکن] قرآن مجید مین یہ آیت بھی موجود ہے اِنَّ بَطْشَ رَبِّکَ لَشَدِیْدٌ یعنے بیشک اللہ تعالےٰ کا مواخذہ نہایت [سخت] ہے۔ اسلئے ہر عقلمند شخص پر فرض ہے اپنی ہستی کے تکبر اور وجود کے عجب و غرور کے خیال کو دماغ سے [نکا]ل ڈالے۔ بالکل مٹا دے۔ ورنہ اُنہی کی طرح ہلاک ہوجائے گا۔

ورنہ بنہد دیگران از حال او	عبرتے گیرند و ز اضلال او
ورنہ دیگر لوگ اُسکے حال سے	پکڑینگے عبرت سیر اضلال سے

ترجمہ

شرح یعنے اگر کوئی شخص تکبر و غرور کے خیال کو دماغ سے نہ نکالیگا۔ اور خدا و رسول کے احکام کے سامنے [نہ] جھکے گا تو ضرور ہلاک ہوگا اور دیگر عقلمند لوگ اُسکے حال او اضلال (گمراہ ہونے اور گمراہ کرنے) سے [عبر]ت حاصل کرینگے۔ یعنے ایسا شخص ہلاک ہوکر پہلی اُمتون کی طرح خود محل عبرت بنجائیگا۔

تہدید کردن نوح علیہ السلام مر قوم را کہ با من مپیچید کہ من روپوشم خدا را بس با خدا مے پیچید بحقیقت نہ با من

ترجمہ نوح علیہ السلام کا اپنی قوم کو ڈرا کر یہ کہنا کہ اے لوگو مجھسے نہ لپٹو یعنے مجھسے نہ لڑو کیونکہ مین نقاب جمال

خداوندی ہوں اسلئے تم مجھسے نہیں لڑتے بلکہ فی الحقیقت خدا سے لڑتے ہو اس لڑائی کا انجام اچھا نہوگا ۔

شرح یہ داستان عبرت کے متعلق گزشتہ بیان سے مناسبت رکھتی ہے اور پیچیدن یعنے لپٹنا یعنے مخاصمت کرنا ہے اور لفظ روپوش بمعنے نقاب ہے یعنے حضرت نوح نے قوم سے یہ فرمایا تہا کہ مین متخلق باخلاق اللہ اور متصف بصفات آلہی ہوں اور میری بشریت اُسکی جمال کا حجاب ہے یعنے وہ میرے وجود مین متجلی ہے پس تو میرے ساتھ تمہاری یہ مخاصمت گویا اللہ تعالےٰ کے ساتہ لڑائی باندہنی ہے جسکے نتیجہ مین تم ضرور ہلاک ہو جاؤگے ۔

	گفت نوح اندر نصیحت قوم را	ورنہ پیرید از خدا آخر عطا	
ترجمہ	نوح نے یہ قوم سے اپنی کہا	کیون نہین عطیات خدا	

شرح یعنے حضرت نوح نے نصیحت کرتے ہوئے اپنی قوم سے یہ کہا کہ اے لوگو خدا کی عبادت اور میری اطاعت کرو اور خدا کے اس عطاء احسان کو قبول کرلو جو ایمان لانے اور خدا سے ڈرنے کے بعد تمپر مینہہ کی طرح برسیگا یہ اُس آیت کی طرف اشارہ ہے جو سورۂ نوح مین ہے ۔ اِستَغفِرُوا رَبَّکُم اِنَّہٗ کَانَ غَفَّاراً یُرسِلِ السَّمَاءَ عَلَیکُم مِدرَارًا الٰی آخر الآیہ یعنے حضرت نوح نے اللہ تعالےٰ سے اپنی قوم کی شکایت کرتے ہوئے یہ فرمایا کہ اے خدا مین نے اپنی قوم سے کہدیا تہا کہ تم خدا سے اپنے گناہوں کی بخشش چاہو ۔ وہ غفار ہے ۔ تمپر جل تہل کر دینے والا ابر بہیجیگا ۔ اور مال واولاد سے تمہاری مدد کریگا ۔ اور تمہارے لئے طرح طرح کے باغ اور نہرین پیدا کردیگا

	بنگرید اے سرکشان من من نیم	من زجان مردم بجانان میزیم	
ترجمہ	مین نہین مین سرکشو ۔ پہچان ہو لین	مردہ ہوں اور وصل جانا ہو لین	

شرح یعنے حضرت نوح نے اپنی قوم سے کہا کہ اے سرکشو میرے مرتبہ کو پہچانو مین فی الواقع مین نہین ہوں بلکہ نقاب جمال خداوندی ہوں اور مین اپنی جان سے فنا ہو کر صرف اپنے جانان (شاہد حقیقی) کی مدد سے زندہ ہوں مطلب یہ کہ مین گو صورت مین بشر ہوں لیکن درحقیقت میری روح حیوانی فنا ہو گئی ہے اور مین شاہد حقیقی تک واصل ہوں ۔ اسلئے مجھسے لڑنا اور میری مخالفت کرنی گویا خدا کی مخالفت کرنی ہے

	چون زجان مردم بجانان زندہ ام	نیست مرگم تا ابد پایندہ ام	
ترجمہ	مرکے جانان کے سبب زندہ ہو لینا	موت کیسی زندہ پایندہ ہوں مین	

شرح یعنے جبکہ مین اپنی جان سے فنا ہوکر واصل جانان ہو گیا ہوں تو اب مجھے معمولی یعنے اضطراری موت نہ آئیگی بلکہ ہمیشہ زندہ رہونگا ۔ کیونکہ واصلان حق جو متخلق باخلاق اللہ ہوتے ہین روحانی طور پر ہمیشہ زندہ رہتے ہین

	چون بمردم از حواسات بشر	حق مرا شد سمع وادراک وبصر	
ترجمہ	مین جُدا مجھسے حواسات بشر	حق ہے میری سمع وادراک وبصر	

شرح حضرت نوحؑ قوم سے فرماتے ہین کہ جب مین حواس بشری اور روح حیوانی سے جدا ہوکر فانی فی اللہ ہوگیا تو اللہ تعالے نے مجھے اپنی صفتین مرحمت فرما دین اور وہ حسب مضمون حدیث شریف بی یسمع وبی یبصر خود میری سماعت و ادراک و بصارت بنگیا۔ یہ حدیث کئی جگہ نقل ہوچکی ہے۔

	چونکہ من من نیستم این دم زہوست	ہیش این دم ہر کہ دم زد کافر اوست
ترجمہ	مین نہین مین بلکہ ہے یہ نطق ہو	اسکا جو منکر ہے حق کا ہے عدو

شرح حضرت نوحؑ کہتے ہین کہ چونکہ مین فی الواقع مین نہین ہون بلکہ یہ دم یعنے میرا کلام یا نفس ناطقہ خدا کی طرف سے ہے اور مین متکلم بکلام حق ہون میرا کلام مصداق ہی ینطق ہے اسلیئے میرے نفس ناطقہ یا کلام کے آگے جو شخص دم ماریگا۔ یعنے کلام کا انکار یا اسکی مخالفت کریگا۔ وہ بیشک کافر ہے۔ کیونکہ میرا کلام فی الواقع کلام الٰہی ہے اور کلام الٰہی کا منکر بلا شک کافر ہوتا ہے۔ اے سرکشو میرا کلام سنو اور قبول کرو

	ہست اندر نقش این روباہ شیر	سوے این روبہ نشاید شد دلیر
ترجمہ	جسم مین روباہ کے پنہان ہے شیر	شیر کی جانب نہ جا ہو کر دلیر

شرح نقش روباہ سے وجود بشری مراد ہے اور شیر استعارہ ذات ہے حضرت نوحؑ کہتے ہین کہ میرے وجود بشری مین شیر ذات پنہان ہے اسلیئے مجھے لومڑی سمجھکر دلیری یعنے گستاخی کے ساتھ میری طرف آنا نچاہیئے۔ ورنہ گستاخی کرنے والا اس شیر کے پنجہ تو بیخ سے ضرور ہلاک ہوجائے گا۔ اور اپنے کیے کی سزا پائے گا۔

	گر ز روے صورتش مے نگروی	غرش شیران از وے مے نشنوی
ترجمہ	گر نہین ہے شکل ظاہر پر یقین	غرش شیران بھی تو سنتا نہین

شرح یہان سے مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے یعنے اے مخاطب اگر تو باعتبار صورت روباہ سمجھکر انبیا کا گرویدہ نہین ہوتا اور انپر ایمان نہین لاتا تو کیا انبیاء کی شیرانہ غرش بھی تجکو نہین سُنائی دیتی دوسرے مصرع مین استفہام تقریری ہے یعنے کیا تو نہین دیکھتا کہ اُنکی قوت لاکھ شیرون سے بھی زیادہ ہے۔ چنانچہ اسکا ثبوت آیندہ شعرون مین

	گر نبودے نوح را از حق یدے	پس جہانے را جہان برہم زدے
ترجمہ	گر نہوتی قوت یزدان پاک	نوح عالم کو نہ کر سکتے ہلاک

شرح یعنے اگر حضرت نوحؑ کو اللہ تعالےٰ کی طرف دست قدرت اور غیبی طاقت حاصل نہوتی تو وہ سارے جہان کو کیونکر درہم برہم کردیتے یعنے اُنکی بد دعا کہ رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكَافِرِيْنَ دَيَّارًا اے خدا کسی کافر کو زمین پر زندہ نچھوڑ ہرگز قبول نہوتی۔ اور طوفان نوح تمام کفار کو کسیطرح غرق فنا کرسکتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت نوحؑ کی غیبی طاقت خداداد تھی جسنے تمام عالم کو ہلاک کردیا۔

صد ہزاران شیر بود اندر تنے | ہر دو عالم را ہمے دید ارزنے

ترجمہ: اک بدن تہا لاکہہ شیرون کی بنی | دونون عالم کی حقیقت کچہ نہ تہی

شرح ارزن ایک قسم کا غلہ ہے جسکو ہندی مین چینا کہتے ہین یعنے حضرت نوح ؑ کے ایک جسم مین لاکہون شیرون کی قوت پنہان تہی اسلیئے انہین دونو عالم اپنے خداداد غیبی قوت کے سامنے چینے کے ایک دانہ کے مانند نظر آتے تہے بعض نسخون مین اندر تنے کی جگہ اندر تنے ہے یعنے حضرت نوح ؑ اپنے جسم مین قوت غیبی کے اعتبار سے لاکہون شیرون کے مانند تہے کیونکہ قوت غیبی تمام قوتون سے بڑہی ہوی ہوتی ہے

او برون رفتہ جدا از ما و منے | او چو آتش بود و عالم خرمنے

ترجمہ: تہے جدا وہ ما و من سے بیگمان | آگ تہی وہ اور خرمن تہا جہان

شرح یعنے چونکہ حضرت نوح ؑ ما و من (تکبر و انانیت) سے بالکل الگ ہوکر فانی فی اللہ اور باقی ببقا اللہ ہو گئے تہے اسلیئے انکے افعال افعال الٰہی اور انکی طاقت طاقت خداوندی تہی۔ اور وہ اپنی قوت کا اثر ڈالنے مین آگ کے مانند اور تمام جہان انکا اثر قبول کرنے مین خرمن کی مانند تہا۔ یہی سبب تہا کہ انکی بددعا نے تمام عالم کو ٹہنڈی آگ مین جلادیا یعنے پانی مین غرق کردیا طوفان نوح کا قصہ مشہور ہے اسلیئے نقل کرنے کی ضرورت نہین

چونکہ خرمن پاس عُشر او نداشت | او چنان شعلہ بران خرمن گماشت

ترجمہ: انکا حصہ جب نہ خرمن نے دیا | شعلہ نے خرمن کو خاکستر کیا

شرح عُشر زمین کی پیداوار کے اس دسوین حصہ کو کہتے ہین جو بادشاہ وقت کو دیا جاتا ہے یعنے جبکہ خرمن کفار نے حضرت نوح ؑ کے دسوین حصہ کو محفوظ نہ رکہا (انکی اطاعت نہ کی) تو نوح ؑ نے انکے خرمن وجود کو جلا ڈالنے کے لیے قہر الٰہی کے شعلہ (بددعا) کو حکم دیدیا اور اس شعلہ نے ان سب کو ہلاک کردیا۔

ہر کہ او در پیش این شیر نہان | بے ادب چون گرگ بکشاید دہان

ترجمہ: جو کوئی شیر نہان کے روبرو | بے ادب ہوکر کرے گا گفتگو

ہمچو گرگ آن شیر بر درّاندش | فانتقمنا منہم بر خواندش

ترجمہ: بے ادب کو شیر پہاڑیگا ضرور | فانتقمنا کا سبق دیگا ضرور

شرح یہ دونو شعر قطعہ بند ہین یعنے جو شخص اس شیر کے آگے جو صورت انسانی مین چہپا ہوا ہے اس بہیڑیے کی طرح بے ادبی کے ساتہ منہ کہولدے گا یعنے انبیاء اولیا کے ارشادات و احکامات کی توہین کریگا تو وہ شیر کے لیے نامعقول اور بے ادب بہیڑیے کو ضرور پہاڑ ڈالیگا اور اسے آیت فانتقمنا منہم (ہمنے انسے انتقام لے لیا) پڑہکر سناد یگا۔ اس آیت کی شرح پہلے ہوچکی ہے اسلیئے مکرر تشریح کی ضرورت نہین۔

زخم یابد ہمچو گرگ از دست شیر — پیش شیر ابلہ بود کو شد دلیر

ترجمہ: کھائیگا بے شبہ و شک وہ زخم شیر — روبرو جو شیر کے ہوگا دلیر

شرح یعنے جو بیوقوف دلیر ہوکر شیر کے پاس چلا جاتا ہے وہ شیر کا تھپڑ کھاکر ضرور زخمی ہوتا ہے اسیطرح جو گو شیران بیشۂ توحید (انبیا و اولیا) کا مقابلہ کرتے ہین وہ عذاب الٰہی مین مبتلا کیے جاتے ہین

کاشکے آن زخم بر جسم آمدے — تا بجستے کایمان و دل سالم بدے

ترجمہ: کاشکے وہ زخم آتا جسم پر — تا دل و ایمان بچتے سر بسر

شرح یہان مولانا قدس سرہ اپنے دلی آرزو بیان کرتے ہین اور مطلب شعر یہ ہے کہ اے کاش انتقام الٰہی کا زخم فقط جسم ہی پر آتا اور یہ بات ہوتی کہ دل مع ایمان کے سالم رہتا کیونکہ جسم کا زخم مندمل ہوکر فانی ہوجاتا ہے اور ایمان و دل کا زخم باقی رہنے والی شے ہے ایمان و دل کا زخم تکبر اور معاصی ہین جنسے اوّلاً دل سیاہ ہوکر قساوت قلبی حاصل ہوتی ہے اسیلئے اسمین ایمان داخل نہین ہوتا۔ اور معاصی بڑہتے جاتے ہین۔ یہانتک کہ انتقام کی ضرورت پڑتی ہے پس تو دل کا سیاہ کردینا ہی انتقام الٰہی ہے اور اُسکی سزا دوزخ ہے اسیلئے مولانا کی آرزو ہے کہ انتقام فقط بدن سے مخصوص ہوتا اور دل سیاہ نہوا کرتا۔ تاکہ ایمان بچا رہتا ہان بعض نافرمانیون کے بدلے مین فقط بدن کو صدمہ پہنچتا تو اتنا قابل افسوس نتہا بشرطیکہ ایمان سالم رہتا۔ کیونکہ ایمان کی سلامتی مین اگر بدن کو یہانتک صدمہ پہنچے کہ سارے جسم کا تلوار سے قیمہ کردیا جائے تو بھی اہل ایمان کو کسی قسم کا نقصان نہین پہنچا سکتا اور ایمان نہو تو جسمانی آرام اور لذتین بالکل بیکار اور عنقریب فنا ہوکر عذاب الٰہی مین مبتلا کردینے کے سامان ہین۔ یاالٰہی تو لوگون کے ایمان کو سلامت رکھ اور انہین جسمانی تکلیفون پر صبر دے

قوتم بگسست چون اینجا رسید — چون توانم کردن این سر را پدید

ترجمہ: مجھمین اب قوت نہین ہے کیا کرون — کسطرح یہ بھید ظاہر کرسکون

شرح مولانا قدس سرہ فرماتے ہین کہ جب میرا کلام مقام انتقام تک پہنچا تو آگے قوت بیانیہ جاتی رہی۔ کیونکہ اسکی حقیقت سمجھنا مشکل ہے کہ قہر الٰہی بدن سے متعلق ہو تو ایمان سلب نہین ہوتا اور دل سے متعلق ہو تو سلب ہوجاتا ہے اور اسمین کیا بھید ہے کہ جب قلب کی طرف بلا آتی ہے تو راہ ایمان بند ہوجاتی ہے اور وہ بلا یعنے سیاہی قلب دل کی طرف کیون آتی ہے۔ اسکی واقعی حقیقت کیا ہے مین یہ اسرار بتفصیل بیان نہین کرسکتا یا تو اسلیے کہ اس پوشیدہ راز کا کھولنا ہی مناسب نہین یا اسیلئے کہ مجھپر انتقام الٰہی کے ذکر سے خوف الٰہی طاری ہوجاتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ آدمی غلبۂ خوف کے وقت کوئی کام نہین کرسکتا۔ لیکن بات مین دل کی سلامتی اور انتقام الٰہی سے بچنے کی ترکیب اور نجات کا راستہ بطور اشارات بیان کیے دیتا ہون چنانچہ آئندہ شعر الخ

معنون کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ اور آئندہ اشعار مین مولانا انتقام الٰہی سے بچنے کی ترکیب بیان کرتے ہین۔

	لیک ہم رمزے بگویم با شما	تو کہ دریا بید و گردید آشنا
ترجمہ	مین کہے دیتا ہون تمسے ایک راز	تاکہ ہو اسکے عمل سے سرفراز

شرح یعنے مین انتقام الٰہی کے متعلق اسرار کو بالتفصیل تو بیان نہین کر سکتا مگر اس سے بچنے کی ایک ترکیب بتائے دیتا ہون شاید تم اس ترکیب پر عمل کرنے لگو اور انتقام سے بچ جاؤ۔ وہ یہ ہے

	ہمچو آن روبہ کم اشکم کنید	پیش او روباہ بازی کم کنید
ترجمہ	شکل روبہ کم کرو اپنا اشکم	مکر و حیلہ چھوڑ دو سب یک قلم

شرح یعنے انتقام الٰہی سے بچنے کی ترکیب یہ ہے کہ پیٹ کو کم کرو یعنے غذائین کم کھاؤ دنیوی لذات کے پابند نہ رہو ورنہ گناہون مین مبتلا ہو جاؤگے اور اکل و شرب کے حاصل کرنے یا حاجت سے زیادہ تلاش معاش مین حرام و حلال کی تمیز نہ رہیگی اور اپنے دنیوی سامانون پر مغرور ہو کر احکام خدا اور رسول کی پابندی نہ کروگے اور انجام کار انتقام الٰہی یعنے عذاب خداوندی مین مبتلا ہو جاؤگے دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ خدا کے حضور مین روباہ بازی (فریب و مکر و دغابازی) نہ کرو یعنے حیلے حوالے کر کے اسکے احکام کی نافرمانی نہ کرو ورنہ اللہ تعالے بمقتضائے وَمَکَرُوا وَمَکَرَ اللّٰہُ تمہین ضرور سزا دیگا۔ اور اس بھیڑیے کی طرح ہلاک کر دیگا

	جملہ ما و من بہ پیش او نہید	ملک ملک اوست ملک او را دہید
ترجمہ	اپنے ما و من کو کر دو صاف گم	ملک اسکی مالک ہے وہ اسکو تم

شرح یعنے اپنے وجود کو خدا کی محبت مین فنا کر ڈالو اور تکبر و انانیت کو چھوڑ کر تمام اشیاء کو اسکے سپرد کر دو اسکو تمام کائنات کا حقیقی مالک جانو اور اپنے آپ کو فقیر خیال کرو اور اس آیت کے اَللّٰہُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ (خدا مالک و غنی ہے اور تم سب فقیر ہو) معنون پر غور کرو اور مملوک بنکر مالک کے احکام بجا لاتے رہو انتقام الٰہی سے بچے رہوگے

	چون فقیر آئید اندر راہ راست	شیر و صید شیر خود آن شماست
ترجمہ	آؤ اس رستہ مین تم بنکر فقیر	پھر تمہین ہو شیر گیر و صید گیر

شرح یعنے اگر تم فقیر و ذلیل ہو کر اور تکبر و غرور کو چھوڑ کر خدا کے رستہ مین آ جاؤگے تو شیر بھی تمہارا ہے اور اسکے شکار کیے ہوے جانور بھی تمہاری ملک ہین شیر سے ذات الٰہی صید شیر سے صفات الٰہی مراد ہین یعنے اگر تم خدا کے ہو جاؤگے تو خدا ہر حال مین تمہارا مددگار ہوگا اور تمہین اپنی صفتین عطا فرما دیگا جیسا کہ اس شیر نے اپنے سب شکار لومڑی کو عطا کر دیے تھے۔ کیونکہ اللہ تعالے کو بندون کا عجز نہایت پسند ہے اور وہ اپنی نعمتین عاجزون سے عطا فرماتا ہے اور متکبر ہمیشہ محروم رہتے ہین۔

	زانکه او پاکست و سبحان وصف اوست	بے نیازست او ز مغز نغز و پوست
ترجمہ	کیونکہ ہے اللہ پاک و کارساز	اور مغز و پوست سے ہے بے نیاز

شرح یہ شعر گزشتہ شعر کی دلیل ہے یعنے اللہ تعالےٰ کے حضور مین فقیر و ذلیل ہوکر آنا اسلیئے فرض ہے کہ وہ غنی اور ہر شئے سے بے نیاز ہے اور یہ ظاہر ہے کہ جو ایسا بے نیاز ہو اُسکے سامنے متکبر و مغرور ہوکر آنا بالکل ناجائز ہے مغز نغز (خالص اور نادر) ہے سے کمالات باطنی اور پوست یعنے ظاہری کمال سے مجاہدات ظاہری مراد ہین مطلب شعر یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے افعال اغراض سے منزہ ہین اور وہ خود ہر قسم کے عیب و نقصان سے پاک اور بندون کے کمالات ظاہری و باطنی سے بالکل بے نیاز ہے اُسنے بندون کو ہر قسم کے کمالات اُنہین کے فائدہ کے لیے عطا فرما رکھے ہین اللہ تعالےٰ کو اُنکی کچھ حاجت نہین۔ پھر ایسے بے نیاز کے حضور مین تکبر کرنا سخت غلطی ہی نہین بلکہ کفر ہے بعض نسخون مین **ز مغز معز و پوست** ہے۔ معز بعین مہملہ عربی مین بکرے کو کہتے ہین۔ چونکہ بکرے مین مغز و پوست دونو چیزین موجود ہوتی ہین اسلیئے یہ معنے ہوے کہ اللہ تعالےٰ کمالات باطنی و ظاہری سے مجموعۂ بھی پاک ہے اور الگ الگ بھی نیز بعض نسخون مین **نغز و مغز و پوست** (دونون جگہ بواو عطف) ہے اسصورت مین نغز بمعنے چیزے لطیف تر اور مغز بمعنے لطیف مطلق اور پوست بمعنے کثیف ہے یعنے اللہ تعالےٰ لطیف تر اور مطلق لطیف اور کثیف مطلب یہ کہ جمیع اشیاء سے بے نیاز ہے

	ہر شکار و ہر کراماتی کہ ہست	از برائے بندگان آن شہ ست
ترجمہ	جو کرامت اور جو کچھ ہے شکار	سب یہ بندونکے لئے ہے آشکار

شرح لفظ شکار بمعنے صنعت و ایجاد ہے کیونکہ شکار ایک معدوم شئے کی ایجاد کا نام ہے اور کرامات جمع کرامت بمعنے بزرگی ہے خواہ باطنی ہو یا ظاہری مطلب یہ کہ تمام افعال اور ہر طرح کی بزرگیان صرف بندون کے فائدہ رسانی کے لیئے پیدا کیگئی ہین اللہ تعالےٰ ہر چیز سے بے نیاز ہے۔

	گفت الیس اللہ بکاف عبدہٗ	تا نگردد بندہ ہر سو حیلہ جو
ترجمہ	ہے الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ	تا نہ بندہ حیلہ جو ہو سو بسو

شرح یعنے چونکہ بندے ہر حال مین فقیر اور محتاج ہین اسلیئے اُنکو تسلی دینے کے لیے اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ **الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ** یعنے کیا خدا اپنے بندے کو کافی نہین ہے بلکہ ہر حال مین کافی ہے مطلب یہ کہ جو شئے عالم وجود مین بندون کے پاس نہو اُسے وہ خدا سے مانگ لیا کرین کیونکہ عالم اعیان ثابتہ اور خزینہ الٰہی مین ہر شئے موجود ہے اور یہ تسلی اسلیئے ہے کہ بندے اِدہر اُدہر غیر اللہ سے اپنی حاجت نہ مانگتے پھرین دراصل اس آیت کے یہ معنے ہین کہ اللہ تعالےٰ اپنے رسول مقبول کو دشمنان دین کے شر سے کفایت کرتا ہے

لیکن مولانا نے عموم لفظ عبد سے عام بندگان الٰہی مراد لیے ہین۔

بیست شد را طمع بہر خلق ساخت ۔ اینہمہ دولت خنک آنکو شناخت

ترجمہ: خالق بے طمع کو کیا چاہیئے ۔ ساری دولت ہے یہ خلقت کے لئے

شرح لفظ اینہمہ دولت ۔ ساخت کا مفعول ہے یعنے اللہ تعالےٰ نے باوجود بے نیازی یہ تمام دولت ظاہری و باطنی صرف بندون کے لئے بنائی ہے کہ صانع حقیقی کو پہچانین اور اُسکا شکر ادا کرین۔ خنک آنکو شناخت کا یہ مطلب ہے کہ وہ شخص نہایت ہی خوش نصیب و شاد کام ہے جسنے اُسکی بے نیازی سکے نمونہ کو پہچان لیا کیونکہ جو شخص اللہ تعالےٰ کو بے نیاز سمجھیگا وہ ضرور اپنے دولت ظاہری و باطنی کو نا قابل سمجھکر تجبر سے بچیگا۔ اور نجات حاصل کریگا۔ دولت ظاہری سے مال دنیوی اور باطنی سے دولت عرفان مراد ہے

آنکہ دولت آفرید و دو سرا ۔ ملک و دولت ہا چہ کار آید ورا

ترجمہ: ہے جو دولت آفرین خلق آفرین ۔ ملک و دولت کی اُسے پروا نہین

شرح یعنے جس خدا ئے بے نیاز نے دولت اور دو جہان کو پیدا کیا ہے۔ اُسکو ملک و دولت کی کچھ حاجت نہین کیونکہ وہ غنی مطلق ہے اور تمام مخلوق محتاج و فقیر ہے غنی کو فقیر کی حاجت نہین ہوتی بلکہ فقیر غنی کا محتاج ہوا کرتا ہے

پیش سبحان پس نگہدارید دل ۔ تا نگردید از گمان بد خجل

ترجمہ: چاہیئے ہے اُسکے آگے حفظ دل ۔ بدگمانی سے نہو تم تا خجل

شرح یعنے ایسے لوگو اللہ تعالےٰ کی نسبت اِس گمان بد سے کہ اُسنے ممکنات کو کسی اپنی غرض کے لیے پیدا کیا ہے دل کو محفوظ رکھو ورنہ تم اِس بدگمانی کے باعث قیامت کے دن اُسکے حضور مین شرمندہ ہونگے اور خجالت اُٹھاؤگے۔ کیونکہ ایسے غنی کو صاحب غرض گمان کرنا کفر ہے اور کفر قابل سزا ہے۔

کو ببیند سر و فکر و جستجو ۔ ہمچو اندر شیر خالص تار مو

ترجمہ: یون نظر آتا ہے اُسکو سب کا حال ۔ دودہ مین ہوجائے ظاہر جیسے بال

شرح یعنے اللہ تعالےٰ کی نسبت اسلیئے بدگمانی نکرنی چاہیئے کہ وہ علام الغیوب۔ اور علیم بذات الصدور ہے یعنے تمام غیب کی چیزون اور سینکی چھپی ہوئی باتون سے واقف ہے۔ اور وہ ہر شخص کے بھید اُسکے فکر اور اُسکے باطنی جستجو و طلب کو اسطرح دیکھتا ہے جسطرح کوئی دیکھنے والا خالص دودہ مین بال کو دیکھہ لیتا ہے۔

آنکہ او بے نقش و سادہ سینہ شد ۔ نقشہائے غیب را آئینہ شد

ترجمہ: جو یہان بے لوث صافی سینہ ہے ۔ غیب کی شکلونکا وہ آئینہ ہے

شرح یہان سے انسان کامل کا تذکرہ شروع ہوا ہے اور مطلب یہ ہے کہ جو شخص تصور غیر سے بے نقش

رخالی) اور صاف سینہ ہے یعنے سوائے حق کے دوسرے کو سینہ مین جگہ نہین دیتا وہ نقشہائے غیب (یعنے
ذات حق مع جمیع اسماء) کا آئینہ ہے یعنے صاف دل صوفی آئینہ تجلیات اسما وصفات ہوا کرتا ہے۔

	سرما را بے گمان موقن شود	زانکہ مومن آئنہ مومن بود
ترجمہ	سب کے بہیدون کا ہے موقن آئینہ	کیونکہ ہے مومن کا مومن آئینہ

شرح یعنے انسان کامل ہمارے بلکہ جمیع اشیاء کے بہیدون کو بلا شک اور یقینًا جانتا ہے کیونکہ وہ مومن کامل ہے اور مومن دوسرے مومن۔ یا ذات الٰہی کا آئینہ ہوتا ہے۔ اور جبکہ وہ دوسرے شخص یا ذات الٰہی کا آئینہ ٹہیرا تو اسکے واقف اسرار ہونے مین کسی قسم کا شک نہ کرنا چاہیئے۔ اس حدیث کی شرح کہ مومن دوسرے مومن کا آئینہ ہے پہلے گزر چکی ہے۔ مومن اسماء صفات مین سے اللہ تعالےٰ کا نام ہے اور ہر مومن کو بھی مومن کہہ سکتے ہین۔

	مومنے او مومنے تو بے گمان	درمیان ہر دو فرقے بیکران
ترجمہ	وہ بھی مومن تو بھی مومن بے گمان	فرق ہے دونون مین لیکن میری جان

شرح یعنے المخاطب عام بظاہر تو بھی مومن کہلاتا ہے اور عارف خاص بھی مومن ہے مگر فی الواقع دونون مین بہت فرق ہے

	چون زند او نقد ما را بر محک	پس یقین را باز داند او ز شک
ترجمہ	ہے محک سے اسپہ ظاہر نقد حال	جانتا ہے وہ یقین و بد خیال

شرح نقد سے نقد حال مردم اور محک (کسوٹی) سے انسان کامل کا آئینہ دل مراد ہے نیز یقین بمعنے اعتقاد صحیح اور شک بمعنے اعتقاد قبیح ہے جو ذات الٰہی اور انبیاء و اولیا کی نسبت ہو۔ مطلب یہ کہ عارف کامل ہمارے نقد حال کو اپنے آئینۂ دل کی کسوٹی سے معلوم کر لیتا ہے اور اسپر ظاہر ہو جاتا ہے کہ فلان شخص ذات الٰہی یا انبیاء و اولیاء کی نسبت صحیح اعتقاد رکہتا ہے یا قبیح صوفیون کے اس علم کا نام علم مشاہدہ ہے علم غیبی نہین ہے

	چون شود جانش محک نقدہا	پس بہ بیند نقد را و قلب را
ترجمہ	اسنے جب سونا کسوٹی پر دہرا	کہلگیا فی الفور سب کہوٹا کہرا

شرح یعنے چونکہ عارف کامل کی روح کسوٹی کے مانند ہے اسلیئے وہ کہرے کہوٹے کو الگ الگ پرکہ لیتا ہے قلب کہوٹی چیز کو کہتے ہین۔ اور مطلب اشعار یہ ہے کہ جب خدا کے کامل بندے اسرار کو معلوم کر لیتے ہین تو خدا واقف اسرار کیونکر نہوگا اسلیئے اسکی نسبت بدگمانی ہرگز نہ کرنی چاہیئے۔

دربیان۔ نشاندن بادشاہان صوفیان را پیش روئے خود تا چشمشان بایشان روشن شود

ترجمہ اس بات کا بیان کہ بادشاہ صوفیون کو اسلیئے اپنے منہ کے سامنے بٹہایا کرتے ہین کہ انکے سبب آنکہین روشن ہوجا[ئین]
یعنے صوفیون کے سامنے بٹہانے کی یہ وجہ ہے کہ بادشاہون کو انکے سامنے رکہنے سے اپنی باطنی آنکہین روشن کرنی منظور ہوتی ہین

بادشاہان را چنین عادت بود — این شنیده باشی ار یادت بود

ترجمہ: بادشاہون کی یہ عادت ہے ضرور — یاد گر تجکو رہے ائے یہ شعور

دست چپ شان پہلوانان ایستند — زانکہ دل پہلوئے چپ باشد بہ بند

ترجمہ: بائین جانب ہوتے ہین سب پہلوان — کیونکہ دل بائین طرف ہے بیرجان

شرح یہ دو نو شعر قطعہ بند ہین اور لفظ ار بمعنے اگر ہے یعنے انکا مطلب اگر تجھے یاد رہے تو یہ بات سننے کے قابل ہے کہ بادشاہون کی عادت مین داخل ہے۔ کہ پہلوان اور دلیر لوگ اُنکی بائین جانب کہڑے ہوا کرتے ہین اور اسکا سبب یہ ہے کہ دل جو تمام اعضا کی نسبت نہایت دلیر اور پہلوان ہے بائین پسلی کی جانب مقید ہے اس مناسبت سے بادشاہ پہلوانون کو اپنی بائین جانب جگہ دیا کرتے ہین یا یہ وجہ ہے کہ بادشاہ کے دل کا عکس منیر اور اُنکے قلب کا پرتو اُسپر پڑے۔ اور دونون مین شجاعت کا مادّہ بڑہا دے۔

مشرف و اہل قلم بر دست راست — زانکہ علم ثبت و خط آن دست راست

ترجمہ: دہنی جانب ہے سپاہے اہل قلم — کام دہنا کا ہے خط ائے محترم

شرح مشرف بضم میم وسکون شین وکسر رائے مہملہ بمعنے بلند و خبردار و قریب و نویسندہ کہ بالائے نویسندگان باشد یعنے لکہنے والون کا افسر جسے میر منشی کہتے ہین۔ اور لفظ ثبت بمعنے لکہنا ہے۔ پہلے مصرع مین راست لفظ دست کی صفت ہے یعنے داہنا ہاتہہ اور دوسرے مین را بمعنے برائے ہے اور ست حرف ربط مطلب یہ کہ میر منشی اور اہل قلم بادشاہون کی دہنی کی طرف کہڑے رہتے ہین کیونکہ علم تحریر اور علم خط و کتابت اُسی دہنی کا حصہ ہے پس تو گویا اہل قلم بادشاہون کے سیدہے دہنی ہاتہہ کے مانند ہین اور اسیلئے اہل قلم کا نام اہل یمین ہے بعض نسخون مین زانکہ علم ثبت و خط آن راست راست ہے اور مطلب دونو نسخونکا ایک ہے۔

صوفیان را پیش رو موضع دہند — کاینۂ جانند و ز آئینہ بہند

ترجمہ: سامنے رہتے ہین صوفی سربسر — کیونکہ ہین آئینۂ جان و نظر

شرح یعنے شاہی دربار مین پہلوان بائین اور اہل قلم دہنی طرف کہڑے ہوتے ہین مگر صوفیون کو بادشاہ کے مُنہ کی سامنے جگہ ملا کرتی ہے کیونکہ صوفی اپنی روشنضمیری کے باعث روح کے حق مین آئینہ کے مانند ہوا کرتے ہین جسطرح دیکہنے والے کو آئینہ اُسکے عیب وصواب سب دکہا دیتا ہے اسیطرح صوفی اپنے ہمصحبت لوگون کو زبان سے کہے بغیر اُنکے روحانی عیب وصواب سے آگاہ کردیتے ہین کیونکہ صوفی آئینہ ذات حق ہونے کے باعث آئینہ سے بدرجہا بہتر ہین۔ اور طالبان حق کو انہی کی بدولت اپنے باطنی عیب وصواب نظر آتے ہین یہ سچ ہے کہ اولیاء اللہ نہون تو تمام جہان اندہا اور گمراہ ہوجائے۔

حاجبان این صوفیانند اے پسر — سادہ و آزادہ و افگندہ سر

ترجمہ صورت دربانان صوفی اے پسر — سادہ و آزاد اور افگندہ سر

شرح یعنے وہ صوفی جو سادہ (ماسوے اللہ سے خالی) اور آزاد (دنیوی تعلقات سے الگ) اور افگندہ سر (عاجزان بارگاہ الٰہی) ہین وہ بادشاہی دربانون کے مانند ہین کہ اُنکی وساطت بغیر کوئی شخص واصل الے اللہ نہین ہوسکتا۔ کیونکہ صوفی حقیقی رہبر اور خدا تک پہنچانے والے ہوتے ہین۔

سینہا صیقل زدہ از ذکر و فکر — تا پذیرد آئنہ دل نقش بکر

ترجمہ دہیان مین ہر وقت ہے ذکر حبیب — دل کے آئینہ مین ہے نقش عجیب

شرح یعنے صوفیون نے اپنے سینون کو ذکر الٰہی اور فکر وصال الٰہی سے اسلیئے صیقل کر لیا ہے (ما سمجھ ڈالا ہے) کہ اُنکا آئینہ دل نقش بکر (صورت زیبا و نادر یعنے نقش اسرار معنوی یا تجلی الٰہی) کے عکس کو قبول کر لے کیونکہ آئینہ بلا صیقل کسی نقش کو قبول نہین کرسکتا۔

ہر کہ او از صلب فطرت خوب زاد — آئنہ در پیش او باید نہاد

ترجمہ اصل پیدایش مین ہو جو خوب رو — آئینہ لازم ہے اسکے روبرو

شرح صلب بمعنے پشت سے یہان اصل فطرت مراد ہے یعنے جو شخص اصل خلقت کے اعتبار سے خوبصورت پیدا ہوا ہے اُسی کے سامنے آئینہ رکہنا چاہیئے تاکہ آئینہ اُسکے بنے ہوے کا جل اور پہیلی ہوی مسی کے عیب کو شادے (عارضی عیوب کو دفع کردے) ورنہ بدصورت آدمی کے سامنے آئینہ رکہنا خود آئینہ کو پانی پانی کردیتا ہے پس تو چونکہ صوفی اصل پیدایش ہی سے نیک ہین اسلیئے اللہ تعالے نے اُنکے پاک وصاف دلکا آئینہ اُنکے روبرو رکہدیا ہے جسمین وہ ہمیشہ جلوۂ الٰہی کا مشاہدہ کرتے رہتے ہین یا یہ معنے ہین کہ جو لوگ باعتبار فطرت نیک ہین اللہ تعالے صوفیون کو آئینہ بنا کر اُنکے روبرو بہیجدیتا ہے تاکہ وہ اپنے عیبون کی اصلاح کرین

عاشق آئینہ باشد روئے خوب — صیقل جان آمد و تقوے القلوب

ترجمہ عاشق آئینہ ہے ہر روے خوب — صیقل باطن ہے اور تقوے القلوب

شرح یعنے جسطرح ظاہری حسین اور اچہی صورت والے آئینے کے عاشق ہوتے ہین اسیطرح باطنی روئے خوب (یعنے جمال الٰہی) صوفیون کے آئینۂ دل کا عاشق ہے۔ اور صوفیون کا آئینۂ دل طالبین کے حق مین باعث صیقل روح اور پرہیزگاری دل ہوتا ہے اُنکے دل کی صفائی دوسرون کی روحانی کدورت کو دور کردیتی ہے اور دلون کو پرہیزگاری عنایت فرماتی ہے اِس صورت مین آمد کی ضمیر لفظ آئینہ کی طرف راجع ہے دوسرے معنے یہ ہین کہ روئے خوب (جمال الٰہی) جو صوفیون کے آئینہ دل کا عاشق ہے روح کے لیئے باعث صیقل

کدورت دنیوی۔ اور دل کے لیئے موجب پرہیزگاری ہے اسصورت مین آمد کی ضمیر آئینہ کی طرف ہے
تیسرے معنے یہ ہین کہ جو لوگ خوب رو ہین یعنے فطرتًا نیک پیدا ہوے ہین وہ اپنے عیب و صواب دیکھنے کو
صوفیون کے آئینۂ دل پر عاشق ہین کیونکہ انکا آئینۂ دل باعث صیقل جان اور موجب پرہیزگاری ہے
التماس یہ تینون معنے خاکسار شارح نے اپنے وجدان اور وہاب العطیات کی امداد سے لکھے ہین جو مثنوی کی
کسی شرح مین نہین دیکھے گئے۔ اور علے ہذا القیاس جا بجا بہت سے اشعار کو اپنی ہی طبیعت سے حل کیا ہے
اسلیئے یہ شرح تصنیف و تالیف دونو چیزون کا مجموعہ ہے **نکتہ** یہ شعر اس آیت کی طرف اشارہ کر رہا ہے
وَمَن يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِن تَقْوَى الْقُلُوبِ یعنے جو شخص خدا کی نشانیون کی تعظیم کرتا
ہے وہ پرہیزگار ہے کیونکہ یہ تعظیم دلون کی پرہیزگاری کے باعث صادر ہوتی ہے۔ علمائے ظاہر نے
اس آیت کو ظاہری معنون یعنے مناسک حج (مثلاً صفا مروہ پر دوڑنے اور قربانی وغیرہ کرنے) پر محمول
کیا ہے۔ اور علمائے تصوف نے شعائر یعنے خدا کی نشانیون سے عمومًا تمام موجودات مراد لیئے ہین جو
مظاہر جمال الٰہی ہین اور آیت کے یہ معنے بیان کیے ہین کہ جو شخص مظاہر کی تعظیم کرتا ہے یعنے انمین
جلوۂ حق کا مشاہدہ کرتا ہے وہ پرہیزگار ہے اور یہ مشاہدہ جان کو ما سوائے اللہ کے زنگ سے بالکل
پاک کر دیتا ہے **فائدہ** ان تمام اشعار کے باطنی معنے یہ ہین کہ روح ایک بادشاہ ہے جو جسم کے تخت پر بیٹھکر
عدالت کرنا یعنے حقوق اللہ اور حقوق العباد کو پورے طور پر ادا کر دینا چاہتی ہے اور قوائے نفسانی اسکے
پہلوان ہین جنکو اسنے ادائے حقوق کی خدمت دے رکھی ہے اور قوت متفکرہ اور عقل اسکے وزیر ہین
جنکی مدد سے روح سلطنت ادائے حقوق مین ترقی کرتی ہے اور دل اسکا آئینہ ہے اگر یہ آئینہ صاف ہے
تو روح اسمین اپنا جمال اچھی طرح دیکھ لیتی ہے اور اگر زنگ آلود ہے تو اسپر اپنا نورانی عکس نہین ڈالتی اور
چونکہ روح امر ربی ہے اسلیئے خلاصہ مطلب یہ ہوا کہ جو دل پاک و صاف ہے وہ مظہر ذات ہے اور جو
زنگ آلودہ ہے وہ عکس تجلیات سے محروم ہے بلکہ دل نہین فقط مشت گل ہے

	طالب آئینہ باشد والسلام		ہر کہ دارد روئے خوب و با نظام	
	طالب آئینہ ہے وہ والسلام		جو شخص خوبرو ہے و با نظام	ترجمہ

شرح با نظام یعنے درست ہے یعنی جو شخص خوبصورت اور درست چہرہ رکھتا ہے وہ آئینہ کا طالب ضرور
ہوتا ہے یہ شعر گذشتہ شعر کا ہم معنی ہے ایسا ہی مطلب ہے جو اسکا تھا۔

آمدن آشنائے از سفر بدیدن حضرت یوسف علیہ السلام

ترجمہ ایک قدیم اور لڑکپن کے دوست کا زیارت یا ملاقات کے لیے حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس آنا

بشنو اکنون یک مثال معنوی ۔ تا نجوئی دیگر قول صورت مثنوی

ترجمہ: سن لے باطنی تو اک مثال ۔ ہے پھر نہ سننا ظاہری کچھ قیل وقال

شرح یعنے اینجا طلب اس بات کی کہ دل آئینہ جمال حق ہے ایک معنوی مثال ہم سے سن لے۔ اس معنوی تمثیل کے سمجھ لینے کی بعد تجھے کسی ظاہری مثال کے سننے کی ہرگز ضرورت نہ رہے گی۔

آمد از آفاق یار مہربان ۔ یوسف صدیق را شد میہمان

ترجمہ: ایکدن اک آشنا۔ اک مہربان ۔ ہو گیا یوسفؑ کا آکر میہمان

شرح یعنے بعض اطراف سے وارد ہو کر ایک دوست حضرت یوسفؑ کا مہمان ہوا آفاق یعنے اطراف عالم

کاشنا بودند وقت کودکی ۔ بر وسادہ آشنائی متکی

ترجمہ: کیونکہ بچپن کے یہ دونو دوست تھے ۔ اور باہم اک جان سے دو پوست تھے

شرح یعنے اس شخص کے مہمان ہونے کا یہ سبب تہا کہ وہ اور حضرت یوسفؑ دونو لڑکپن مین دوست تھے اور دونو باہم ملکر محبت کے تکیہ پر سہارا لگا کر بیٹھا کرتے تھے مطلب یہ کہ دونون مین قدیم تعارف تہا۔

یاد دادش جور اخوان و حسد ۔ گفت آن زنجیر بود و ما اسد

ترجمہ: بھائیون کا اُسنے جب پوچھا حسد ۔ بولے وہ زنجیر تھی ہم ہین اسد

شرح یعنے مہمان نے حضرت یوسفؑ کو اُنکے بھائیون کے جور و حسد کا واقعہ یاد دلایا اور گذشتہ مصیبتوں کا حال پوچھا۔ حضرت یوسفؑ نے جواب دیا کہ وہ جور و حسد زنجیر کے مانند تہا اور ہم شیر کے مانند ہین۔ جسطرح زنجیر شیر کے لیئے بلندی مرتبہ کا باعث ہے (کیونکہ زنجیر گلے مین پڑنے سے شیر کی قوت و ہیبت کا اظہار ہوا کرتا ہے) اسیطرح بھائیون کے جور و حسد کی زنجیر ہمارے لیے بلندی مرتبہ کا باعث ہوی ہے۔ کیونکہ اگر وہ ازراہ حسد ہمین کنوین مین نہ ڈالتے تو ہم عزیز مصر کس طرح بنتے۔ اور مرتبہ شاہی کیونکر عنایت ہوتا۔

عار نبود شیر را از سلسلہ ۔ ما نداریم از قضائے حق گلہ

ترجمہ: شیر کو کیا ننگ ہے زنجیر سے ۔ ہم گلہ کرتے نہین تقدیر سے

شرح یعنے حضرت یوسفؑ نے فرمایا کہ جسطرح شیر کو زنجیر سے عار نہین ہوتی بلکہ فخر ہوتا ہے اسیطرح اُنکی جور و حسد کی زنجیر ہمارے لیے باعث ننگ و عار نہین ہوسکتی کیونکہ یہ حسد کی زنجیر حکم الٰہی کی پابند تہی اور حکم الٰہی سے ناراض ہوکر اُسکا گلہ کرنا ہمارا شیوہ نہین ہے بلکہ ہمتو صبر کے بندے ہین

شیر را بر گردن ار زنجیر بود ۔ بر ہمہ زنجیر سازان میر بود

ترجمہ: طوق کو رکہا کرے گردن مین شیر ۔ ہے مگر زنجیر سازون پہ دلیر

شرح یعنے اگرچہ شیر کی گردن مین زنجیر ہوا کرتی ہے لیکن باینہمہ وہ تمام زنجیر بنانے والون پر غالب ہوتا ہے اور اسکی عزت وہیبت کے خیال سے پکڑنے والے بہی اوسکے پاس نہین آسکتے بعض نسخون مین جبر کی جگہ میر مخفف امیر ہے یعنے غالب وقوی وزبردست ۔ نکتہ باطنی طور پر یوسف سے روح مراد ہے جو عزیز مصر بدن ہے اور آشنا سے عقل معاد ۔ اور برادران یوسف سے دسون حواس ظاہری و باطنی مطلب یہ کہ عقل معاد نے روح سے یہ پوچہا کہ جب تجہے تیرے حواس عشرہ نے طبیعت حیوانی کے کنوین مین ڈالا تہا تو تیرا کیا حال تہا روح نے جواب دیا کہ مین ہر حالت مین شاکر ہون اگرچہ تقدیر الہی سے حواس نے مجہے طبیعت حیوانی کے کنوین مین ڈالدیا تہا لیکن چونکہ مین بمنزلہ شیر ہون اسلیئے یہ زنجیر کنوین کی قید میرے لیئے باعث فخر تہی اور مجہے چاہ طبیعت حیوانی مین بہت دنون تک رہنا نہین پڑا بلکہ مصیبت پر شاکر رہنے کے باعث اللہ تعالے نے بہت جلد رہائی دیدی ۔ اور مجہے نہایت بلند مرتبے عنایت فرما دیئے ۔

	گفت چون بودی تو در زندان و چاہ	گفت ہمچون در محاق و کاست ماہ
ترجمہ	بولا وہ کہہ تجہے حال قید و چاہ	بولے یہ جسطرح گہٹ جاتا ہے ماہ

شرح محاق چاند کے گہٹنے کو کہتے ہین جسکی ابتدا پندرہوین تاریخ کی شب کو ہوتی ہے ۔ نیز محاق ہر مہینے کے اون آخری تین تاریخون کو بہی کہتے ہین جنمین چاند بالکل غائب رہتا ہے اور کاست حاصل مصدر ہے یعنے گہٹ جانا ۔ یعنے جب مہمان نے یہ پوچہا کہ قید خانہ اور کنوین مین آپ پر کیا گزری تو حضرت یوسف نے یہ جواب دیا کہ مین زندان و چاہ مین اسطرح رہا جسطرح ماہ کامل کہ پندرہوین تاریخ سے گہٹتے گہٹتے آخر مہینے مین بالکل غائب اور پہلی کو ہلال ہوکر پہر رفتہ رفتہ پورا چاند ہوجاتا ہے یعنے مصیبت پر صبر کرنے کے باعث مجہے رتبہ عالی ملگیا نکتہ حضرت یوسف نے اپنے آپ کو اسلیئے محاق کی حالت مین کہاہے کہ آپ آفتاب ذات یعقوب سے اسطرح دور ہوگئے تہے جسطرح چاند سورج سے دور ہوکر حالت محاق مین گرفتار ہوجاتا ہے ۔

	در محاق ار ماہ نو گردد دوتا	نے در آخر بدر گردد بر سما
ترجمہ	ماہ نو جو ابتدا مین تہا دوتا	رفتہ رفتہ دیکہہ کامل ہوگیا

شرح دوتا یعنے خمیدہ وباریک ہے اور دوسرا مصرع استفہام تقریری ہے ۔ یعنے حالت محاق مین اگرچہ ماہ نو ہلال خمیدہ اور باریک ہوجاتا ہے لیکن انجام کار آسمان پر ماہ کامل بنجاتا ہے ۔ یعنے روح یہ کہتی ہے کہ جفائے حواس اور زندان طبیعت نے مجکو محاق غم مین ڈالدیا تہا ۔ لیکن عنایت الہی نے وہان سے نکال کر مرتبہ عالی تک پہنچادیا ۔ نکتہ اس سے یہ بات نکلتی ہے کہ اے انسان تو اپنے وطن اصلی (قرب الہی) سے جدا ہوکر جفائے حواس اور زندان طبیعت مین گرفتار مصیبت ہے اسلیئے مصیبت مین رہ کر گناہون سے توبہ کر اور الطاف

الٰہی کا طالب رہ۔ تاکہ حواس برادران یوسفؑ کی طرح تیرے غلام بنجائین اور تو عزیز مصر دل ہو جائے۔ اور اس ہجر کے بعد مرتبۂ وصال حاصل ہو اور صدمۂ فراق سے ہمیشہ کے لیئے نجات حاصل ہو۔

گرچہ دُر دانہ بہاون کوفتند	نور چشم و دل شد و دفع گزند
ترجمہ: پیسکے موتی، دیکھہ لے اے ہوشمند	چشم و دل سے دفع کرتا ہے گزند

شرح یہان سے اِس بات کی تمثیلین شروع ہوئی ہین کہ جو لوگ مصیبت مین خدا پر شاکر رہتے ہین وہ انجام کار بڑے بڑے درجے حاصل کر لیتے ہین۔ مثلاً دیکھہ لیجیے کہ اگرچہ موتی کے دانہ کو ہاون مین کوٹتے یا کھرل مین پیس ڈالتے ہین مگر انجام کار اُسکو یہ مرتبہ ملتا ہے کہ کٹ پسکر آنکھون اور دل کی روشنی و قوت کا باعث اور چشم و قلب کی بیماریون اور نقصانات کا دافع ہو جاتا ہے **فائدہ** جسطرح موتی پیس کر سرمہ مین ڈالے جاتے ہین اسیطرح طاقت دل کے لیئے کہانے کے کام بہی آتے ہین۔ اُس سرمہ کا نام کحل الجواہر ہے اور اسکا جواہر مہرہ۔ نیز موتی کہانے کی معجون اور خمیرون مین پڑا کرتے ہین۔

گندمے را زیر خاک انداختند	پس ز خاکش خوشہ ہا بر ساختند
ترجمہ: تخم کو مٹی مین کرتے ہین نہان	خوشے تب اُگتے ہین اُس سے بیحساب

شرح یعنے بوتے وقت گیہون خاک مین ڈالدیتے ہین اور حسب ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ بونے والون نے لاکہون من غلہ مٹی مین ملا دیا ہے لیکن وہی بونے والے چند روز کے بعد اُسی خاک مین سے گیہون کی خوشی بنا لیتے ہین۔ خاکش مین ضمیر شین جو بجانب گندم راجع ہے خوشہ ہا کا مضاف الیہ ہے اور یہ شعر مضمون سابق کی دوسری تمثیل ہے۔ جو سمجہانے کے لیئے بیان کی گئی ہے۔

بار دیگر کوفتندش ز آسیا	قیمتش افزود و نان شد جان فزا
ترجمہ: دلنے پھر آتے ہین زیر آسیا	اور پھر ہوتی ہے نان جان فزا

شرح یعنے پھر اُس گیہون کو خوشون مین سے نکالکر جب چکی مین پیسا تو اُسکی قیمت بڑہگئی اور روح جان کی بڑہانے والی روٹی بنگئی یعنے کہانے سے پہلے روح حیوانی اُسکی طرف راغب ہوگئی۔ اُسکی صورت دیکہکر بدن مین جان سی آنے لگی۔ آنکھون کے سامنے تقویت روح کا سامان آگیا۔

باز نان را زیر دندان کوفتند	گشت عقل و جان و فہم سودمند
ترجمہ: کہاتے ہین روٹی کو پھر اے ہوشمند	ہے نتیجہ جسکا عقل سودمند

شرح یعنے پھر جب روٹی کو دانتون سے چباکر کہا لیا تو وہ بڑی فائدہ مند چیز ہوگئی۔ یعنے عقل و جان و فہم وغیرہ بنگئی کیونکہ زندگی صرف روٹی یعنے غذا پر موقوف ہے اور حواس ظاہری و باطنی اور اعضائے خارجیہ

وو داخلی دین و دنیا کے تمام کام روٹی ہی کی بدولت انجام دیتے ہین۔ بعض نسخون مین سودمند کی جگہ ہوشمند ہے

	باز آن جان چونکہ محو عشق گشت		یعجب الزراع آمد بعد کشت	
ترجمہ	پھر وہ جان جب محو الفت ہو گئی		بونے والے کو مسرت ہو گئی	

شرح یعنے پھر جب کہ وہ جان جو درحقیقت دانۂ گندم ہے محو عشق الٰہی ہو جاتی ہے تو کھانے والے کو اسکا یہ محو عشق ہو جانا تعجب مین ڈالتا ہے اور وہ خوش ہو کر از راہ تعجب کہا کرتا ہے کہ یہ عجیب دانہ تھا جو پہلے روح بنا اور پھر اسنے روح مین محویت عشق پیدا کر دے۔ زرّاع سے روٹی کھانے والا مراد ہے جو بدن کے کھیت مین روٹی کے بیج بو کر جان وعقل وغیرہا کے خوشی حاصل کرتا ہے آیت یعجب الکفار لیغیظ بہم الکفار الی آخرہ کا مطلب ہم پہلے لکھہ چکے ہین اسلیئے مکرر شرح کی ضرورت نہین رہی۔

	باز آنجان چون بحق او محو شد		باز ماند از سکر و سوے صحو شد	
ترجمہ	پھر وہ جان جب ذم ہوئی جانا نین محو		سکر سے حاصل ہوا اند از صحو	

شرح یعنے پھر وہ جان جبکہ محو ذات حق ہو گئی تو اسے نشۂ حیرت سے نجات ملگئی اور محو ذات ہونیکے باعث ہوشیاری حاصل ہو گئی یعنے مرتبۂ بقا بعد انفصام حیرت ہو گیا جو تمام مراتب سے بلند ہے سکر نشہ اور صحو ہوشیاری کو کہتے ہین

	عالمے را زان صلاح آمد ثمر		قوم دیگر را فلاح منتظر	
ترجمہ	ایک عالم کو ملا اس سے ثمر		قوم دیگر منتظر ہے سربسر	

شرح یعنے جب روح کو مرتبۂ ہوشیاری حاصل ہو گیا تو وہ قابلِ ارشاد و تلقین طالبان حق ہو گئی اور اس سے ایک عالم کو ثمرۂ صلاح و تقوے (نیکی پرہیزگاری) حاصل ہونے لگا اور ایک دوسرے مگر خاص قوم کو ایسی فلاح (نجات) حاصل ہو گئی جسکا انہین انتظار تھا اس فلاح سے مرتبۂ وصال حقیقی مراد ہے۔ مطلب یہ کہ خاص مرید و اصلان حق ہو گئے ایسی عالیمرتبہ روح سے مرشد کامل کی روح مراد ہے جسکا فیض تمام عالم کو پہنچتا ہے نیز ممکن ہے کہ دوسرا مصرع ترکیب مین پہلے کی صفت ہو۔ یعنے عالم کو مرشد کامل کی روح سے وہ صلاح و تقوے بالفعل حاصل ہو جاتا ہے جو دوسری قومون کے لیئے ہنوز مرتبۂ انتظار اور مرتبہ بالقوہ مین ہے یہ تمام اشعار اسی مضمون کی تیسری مثال ہین جو گزشتہ دو مثالون سے پہلے بیان ہو چکا ہے۔

	این سخن پایان ندارد باز گرد		تا کہ با یوسف چہ کرد آن شیرمرد	
ترجمہ	چھوڑدے ہے یہ سخن بے انتہا		یوسف و مہمان کا قصہ سنا	

شرح یعنے اس مضمون کی کہ مصیبت کے بعد راحت ہوتی ہے بے انتہا مثالین موجود ہین اسکو چھوڑ کر قصۂ یوسف و مہمان سننا چاہیئے جس سے جدید معلومات بڑہے اور کوئی نیا نتیجہ نکلے۔

طلب کردن یوسف علیہ السلام ارمغان را از میہمان بعد از مقالات

ترجمہ: حضرت یوسفؑ کا بہت سی گفتگو کے بعد اپنے مہمان سے کوئی سوغات طلب کرنا

بعد قصہ گفتنش گفت اے فلان	ہین چہ آوردی تو مارا ارمغان
ترجمہ: پھر کہا یوسف نے مجھ سے اے مہربان	دے ہمین لایا ہے تو جو ارمغان

شرح گفت. کا فاعل یوسفؑ ہین اور قصہ کہنے سے وہی بھائیون کا قصہ یعنے روح نے عقل معاد سے یہ کہا کہ مینے عنایات الٰہی اور مجاہدات نامتناہی حواس کی زنجیرون اور طبیعت حیوانی کے کنوین سے نجات پائی ہے اب تو میرے لیئے کیا تحفہ لائی ہے۔ کیونکہ جو شخص نجات پاکر یا سفر کرکے کہین سے آتا ہے تو دوست احباب اُسکو تحفے دیا کرتے ہین اور ایسے باہمی تحفے دوستی کو مضبوط کردیتے ہین۔

بردر یاران تہیدست آمدن	ہست بے گندم سوئے طاحونشدن
ترجمہ: جائے خالی ہات جو یارون کے پاس	جائیگا بے غلہ وہ سوئے خراس

شرح یعنے دوستون کے پاس خالی ہاتہ جانا ایسا ہے جیسا کہ چکی کے پاس بغیر گیہون کے چلا جانا جسطرح ایسے شخص کو آٹا نہین ملسکتا۔ اسیطرح دوستون کے پاس خالی ہاتہ جانے والا رعایت کا مستحق نہین ہوسکتا نکتہ اِس سے یہ بات نکلتی ہے کہ اگر طالب حق حضور خداوندی مین اعمال نیک کا تحفہ لیکر نجائیگا تو بروز حشر مستحق الطاف الٰہی نہوگا۔ اور بہت پچتائے گا۔ اسلیئے اعمال نیک مین سبقت کرنی چاہیئے۔

حق تعالےٰ خلق را گوید بحشر	ارمغان کو از برائے روز نشر
ترجمہ: حق تعالےٰ یہ کہیگا روز حشر	ہے کہان سوغات بہر روز نشر

شرح یعنے اللہ تعالےٰ بروز حشر مخلوق سے یہ سوال کریگا کہ تم آجکے دن کے لیئے کیا تحفہ لائے ہو۔ اور وہ تحفہ ہے کہان ادہر لاؤ ہمارے سامنے پیش کرو روز نشر زندگی اور پراگندہ ہونے کا دن یعنے زندہ ہوکر پراگندہ ہونیکا

جئتمونا و فرادےٰ بے نوا	ہم بدان سان کہ خلقناکم کذا
ترجمہ: تم یہان آئے ہو بیکس بے نوا	پہلی پیدائیش مین جو کچھ حال تہا

شرح یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے وَلَقَدْ جِئْتُمُونَا فُرَادَىٰ كَمَا خَلَقْنَاكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَتَرَكْتُم مَّا خَوَّلْنَاكُمْ وَرَاءَ ظُهُورِكُمْ یعنے اللہ تعالےٰ اپنے کلام مجید مین یہ فرماتا ہے کہ اے لوگو تم قیامت کے دن ہمارے حضور مین تنہا ہوکر مال و اولاد وغیرہ سب کو چھوڑکر اُس صورت مین آؤگے کہ جس صورت مین ہمنے تمہین ماں کے پیٹ سے پیدا کیا تہا یعنے ننگے بدن اور ننگے پا نو اور بے ختنہ کیے ہوے اور جو کچھ ہمنے تمہین دنیا مین دیا تہا اُس سب کو پس پشت ڈال جاؤگے یہ اُس آیت کے ظاہری معنے ہین۔ اور مولانا قدس سرہ کے

نزدیک باطنی مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالے مخلوق سے قیامت کے دن یہ فرمائیگا کہ اے لوگو تم ہمارے پاس
تنہا (یعنے نیک عملون سے خالی ہوکر) آئے اور ایسے کورے آئے جیسا کہ ہمنے تمہین مان کے پیٹ سے
پیدا کیا تہا اور تمنے اُن نیک عملون کو جنکے بجا لانے کی ہمنے تمہین طاقت دے تہی یا جنکا حکم دے کہا تہا
دنیا ہی مین چہوڑ دیا اور پس پشت پہینکدیا۔ لیکن اِن معنون کے لحاظ سے یہ خطاب عام لوگون کو ہوگا۔ عارف
اس سے مستثنے ہین **فائدہ** آیت مین جئتمونا فرادیٰ ہے مولانا قدس سرہ نے اقتباس کرتے ہوے وزن
شعر درست کرنے کیلیئے صرف واو اور بڑہا دیا ہے یعنے اے لوگو تم ہمارے پاس آئے اور تنہا
ہوکر آئے۔ اعمال نیک سے مفلس ہوکر آئے اور اُسی صورت مین آئے جس صورت مین ہمنے تمہین اول
مرتبہ پیدا کیا تہا یعنے ننگے بدن ننگے پانو اور بے ختنہ کیئے ہوے آئے۔

	ہین چہ آوردید دست آویز را	ارمغانے روز رستاخیز را
ترجمہ	لائے ہو تم آج دست آویز کیا	ارمغان ہے بہر رستاخیز کیا

شرح یعنے اللہ تعالے مخلوق سے بروز حشر یہ فرمائے گا کہ آج تم اپنی نجات کی کیا دست آویز لائے ہو۔
اور قیامت کے لیئے اعمال نیک کی کونسی سوغات تمہارے پاس ہے دست آویز بمعنے سند و ذریعہ ہے

	یا امید بازگشتن تان نبود	وعدۂ امروز باطل تان نمود
ترجمہ	یا تمہین اُمید پہرنے کی نہ تہی	آج کے وعدے تہے یا باطل سبہی

شرح مصرعے مصرع ثانی سے حرف تردید (یا) محذوف ہے یعنے اللہ تعالے بروز حشر فرمائے گا کہ
اے لوگو یا تو تمہین مرنے کے بعد زندہ ہوکر ہمارے حضور مین آنے کی اُمید نہ تہی۔ یا تم قیامت کے حساب
و کتاب کو جہوٹا وعدہ سمجہ رہے تہے۔ یہ قضیہ بطور مانعۃ الخلو ہے اور اس آیت کی طرف اشارہ ہے افحسبتم انما
خلقناکم عبثا الی آخر الآیۃ یعنے اے لوگو کیا تمہین یہ گمان ہے کہ ہمنے تمہین بیکار پیدا کیا ہے اور تم ہماری طرف
رجوع نہ کروگے۔ بلکہ مرکر ضرور ہماری طرف آؤگے اور ہم حساب و کتاب لینگے۔

	منکری مہمانیش را از خری	پس ز مطبخ خاک و خاکستر بری
ترجمہ	اُسکی مہمانی کا گر منکر ہوا	کیا ملیگا تجکو مطبخ سے بتا

شرح یہان مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے یعنے اے مخاطب تو اپنی بے وقوفی کے باعث اللہ تعالے کے
مہمان بننے (بروز قیامت حساب و کتاب دینے) کا منکر ہے اسلیئے اُسکے مطبخ انعام و احسان سے بجز
خاک اور راکہہ (یعنے محرومی) کے اور کچہ حاصل نہوگا۔ کیونکہ اگر تجہے اُسکے مہمان ہونے کا خیال ہوتا تو نیک
عمل ضرور کرتا۔ اور خوان احسان کا مستحق ہوجاتا اور تجہے بلند مرتبے حاصل ہوتے۔

ورنہ اسنکر چنین دست تہی | بر در آن دوست چون پائے نہی

ترجمہ: ورنہ خالی ہات لیے مرد زبون | دوست کے دروازہ پہ جاتا ہے کیون

شرح یعنے اگر تو اللہ کے مہمان بننے اور اُسکے سامنے جانے کا منکر نہین ہے تو اِسطرح خالی ہاتہہ بلا اعمال نیک اُسکے دروازہ پر کیونکر قدم رکھہ سکیگا۔ بلکہ مہمانی کے وقت تعلین جہانکنی اور ذلتین اُٹھانی پڑینگی۔

اندکے صرفہ بکن از خواب و خور | ارمغان بہر ملاقاتش ببر

ترجمہ: خواب و خور مین تہوڑا تہوڑا صرفہ کر | اور یہ سوغات لیجا پر ہنر

شرح یعنے ایمخاطب اگر تو اسوقت خالی ہاتہہ ہے اور آئندہ خدا کا مہمان بننا چاہتا ہے تو کچہ حصہ نیند مین سے کم کر اور کچہ کہانے مین سے یعنے ریاضت و مجاہدہ اور نفس کشی پر صبر کر تا کہ عبادت کا شوق پیدا ہو۔ اور یہی ترک خور و خواب ملاقات الٰہی کا ذریعہ اور اُسکے گہر مہمان بنکر جانے کے لیئے سوغات بنجاے **فائدہ** حضرت عیسیٰ علیہ کا قول ہے کہ اے لوگو اگر مشاہدۂ الٰہی منظور ہے تو اپنے پیٹ کو بہوکا اور بدن کو ننگا رکہا کرو۔ نیز حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہین کہ سب سے پہلے بدعت جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جاری ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ لوگ پیٹ بہر کر روٹی کہانے لگے اور حضرت جنید علیہ الرحمۃ کہتے ہین کہ یعنے حکمت و دانائی کی نئی نئی باتین بہوکا ہو کر بیٹہنے مین پائی ہین۔

شو قلیل النوم مما یھجعون | باش در اسحار از یستغفرون

ترجمہ: رات کو کم سو اگر ہے تجکو ڈر | اور وقت صبح استغفار کر

شرح یعنے ایمخاطب تو خدا کے اُن پیارے بندون اور پرہیزگارون مین سے ہوجا جو رات کو بہت کم سوتے ہین۔ اور جو صبح کے وقت استغفار کیا کرتے ہین اس آیت کی طرف اشارہ ہے کَانُوْا قَلِیْلًا مِّنَ اللَّیْلِ مَا یَھْجَعُوْنَ وَبِالْاَسْحَارِ ھُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ یعنے پرہیزگار لوگ اسلیئے جنتون اور نہرون کے مستحق ہین کہ وہ رات کو کم سوتے تہے اور صبح کو اپنے گناہون کے بخشش چاہا کرتے تہے اس سے شب بیداری اور بالخصوص تہجد کی نماز مراد ہے۔ اور مطلق ذکر و شغل کے لیئے رات کو جاگنا بہی نہایت خیر و برکت کا باعث ہے۔

اندکے جنبش بکن ہمچون جنین | تا بہ بخشندت حواس نور بین

ترجمہ: دست و پا کو کچہ ہلا مثل جنین | تا کہ حاصل ہوون حواس نور بین

شرح یعنے دنیا کے پیٹ مین رہکر جو تیری مان کے مانند ہے جنین (پیٹ کے بچہ) کی طرح طاعات الٰہی مین بہی تہوڑی بہت کوشش کر لیا کر اور اعمال نیک مین ہاتہہ پانو ہلا لیا کر تا کہ تجہے نور جمال الٰہی کے دیکہنے والے حواس باطنی مرحمت کر دیئے جائین۔ اور تیری اندرونی آنکہین کہلجائین یعنے مرتبہ کشف حاصل ہو جائے۔

	ورز جہان چون رحم بیرون روی		از زمین در عرصهٔ واسع شوی
ترجمہ	تا نکلکر اس جہان تنگ سے		پر فضا میدان مین تو جا پڑے

شرح یعنے اعمال نیک مین کوشش کرتا کہ تو اس جہان دنیا سے جو رحم مادر کی طرح تنگ ہے باہر نکل جائے یعنے تاکہ تجھے دنیا سے کسی طرح کا سروکار نرہے اور ایسے فراخ میدان (عالم ملکوت و عرصۂ قرب الٰہی) مین چلا جاے جو سارے زمین سے فراخ تر ہے از زمین یا تو لفظ واسع کے متعلق ہے یا یہ معنے ہین کہ تو زمین سے نکلکر عرصۂ فراخ مین چلا جائے اسصورت مین از بمعنے بعد و مجاوزت ہے۔

	آنکہ ارض اللہ واسع گفتہ اند		عرصۂ دان کانبیا در رفتہ اند
ترجمہ	مطلب ارض اللہ واسع کا سمجھ		انبیا کا عرصہ ہے سا اسے ناسمجھ

شرح یعنے قرآن مجید مین جو آیت اَرْضُ اللّٰہِ وَاسِعَۃٌ موجود ہے اور جسکے معنے یہ ہین کہ خدا کی زمین فراخ ہے اس آیت مین علمائے ظاہر نے زمین سے یہی دنیوی زمین مراد رکھی ہے اور انکے نزدیک اسمین دار الکفر سے ہجرت کر جانے کا اشارہ ہے لیکن صوفیہ کے نزدیک اس زمین سے عالم ملکوت و جبروت و لاہوت اور عالم جمال و جلال مراد ہے جسکی وسعت کی کچھ انتہا نہین اور انبیاء علیہم اسی زمین کی طرف ہجرت کر گئے ہین۔

	دل نگردد تنگ زان عرصۂ فراخ		نخل تن آنجا نگردد خشک شاخ
ترجمہ	تنگ ہو دل کیون وہ میدان ہے فراخ		نخل تن ہوتا نہین وہان خشک شاخ

شرح یعنے مشاہدۂ جمال و جلال اور نظارہ عالم ملکوت مین دل کو فرحت ہوتی ہے۔ جی کبھی نہین گھبراتا اور نخل بدن ہمیشہ سرسبز رہتا ہے کبھی سوکھی ٹہنی کی طرح خشک نہین ہوتا کیونکہ دل کی فرحت کا اثر بدن پر ضرور ہوتا ہے۔ بعض نسخون مین نخل تن کی جگہ نخل تر ہے۔ یعنے عالم ملکوت مین پہنچکر نخل تر جسم عارف کامل ہمیشہ تر و تازہ رہتا ہے مگر یہ یاد رہے کہ یہ لفظ نخل تن ہو یا نخل تر دونو صورتون مین نگردد (بصیغہ نفی) کی جگہ بگردد (بیاے موحدہ و صیغہ اثبات) بھی جائز ہے یعنے عالم ملکوت مین خشک شاخ نخل تر ہو جاتی ہے یا نخل بدن کی طرح نشو و نما باقی رہتی ہے اور یہ عالم موجب حیات ابدی ہے بعض نسخون مین نخل تن آنجا نگردد شاخ شاخ ہے۔ اسصورت مین یہ معنے ہوے کہ عالم ملکوت مین دل کے طفیل بدن بھی پارہ پارہ نہین ہوتا بلکہ سرسبز رہتا ہے مگر اس صورت مین اگر بگردد (بصیغۂ اثبات) ہو تو نہایت مناسب ہے یعنے عالم ملکوت مین مشاہدۂ جمال کے باعث بدن پارہ پارہ ہو جاتا ہے مطلب یہ کہ آدمی اس عالم مین پہنچکر مرتبۂ وجود کو فنا کر دیتا ہے اور مرتبۂ بقا حاصل کر لیتا ہے اور اثبات کا ذکر بار بار آچکا ہے کہ وجود موہوم کو فنا کیے بغیر مرتبۂ بقا اور مقام فنا جو مرتبۂ وصال الٰہی ہے کسی طرح حاصل نہین ہو سکتا۔

حاملی تو مر حواست را کنون | کند و مانده میشوی و سرنگون

ترجمہ: اب ہے تو خود حامل بار حواس | کندی و درماندگی ہے تیرے پاس

شرح لفظ کنون مخفف اکنون سے بمقابلہ لفظِ خواب (جو آئندہ شعر مین ہے) حالت بیداری مراد ہے یعنے اے شخص تو حالت بیداری مین اپنے حواس کا حامل (اُٹھانے والا) ہے یعنے حواس کو بوجھ کی طرح اُٹھائے اُٹھائے پھرا کرتا ہے اور آخرکار کند (سست) اور مانده (ضعیف و ناتوان) اور سرنگون ہو جاتا ہے یعنے حواس کے بوجھ اور استعمال سے تھک کر ہار جھک مار کر مُنہ اوندھا کے لیٹ رہتا ہے مطلب یہ کہ جب تو حواس سے زیادہ کام لیتا ہے تو وہ بھی تھک جاتے ہین اور تو بھی تھک کر سو رہتا ہے۔ اس شعر کا مطلب آئندہ کھُلے گا۔ کیونکہ یہ آئندہ شعر سے ملکر بطور قطعہ بند ہے۔

چونکه محمولی نه حامل وقت خواب | ماندگی رفت و شدی بے رنج و تاب

ترجمہ: ہان مگر حامل نہین تو وقتِ خواب | اسلیئے رہتا نہین کچھ رنج و تاب

شرح یعنے اے شخص جب تو ہار تھک کر سو رہتا ہے تو حاملِ حواس نہین رہتا بلکہ محمول حواس بنجاتا ہے یعنے تیرے حواس تجھے اُٹھائے اُٹھائے پھرتے ہین اور عالم ہستی سے عالم خیال مین لیجاتے ہین یہی باعث ہے کہ خواب کے وقت ماندگی اور تکان کا نام تک نہین رہتا اور رنج و تعب سب دور ہو جاتا ہے کیونکہ خواب کے وقت روح قید بشریت سے نکلکر عالم خیال مین چلی جاتی ہے جسکو عالم مثال اور عالم برزخ بھی کہتے ہین۔ یہ دونو شعر قطعہ بند ہین اور دونو نکا مطلب آئندہ شعر مین معلوم ہوگا۔

چاشنیٔ دان تو حال خواب را | پیش محمولیّ حال اولیا

ترجمہ: تو نمونہ جان حال خواب کو | اولیا کے حال کا اے نیک خو

شرح یعنے اے مخاطب ہم جو گزشتہ دو شعرون مین بیداری اور خواب کی حالت بیان کر آئے ہین اچھی طرح غور کر اور خواب کی حالت کو اولیاء اللہ کی محمولی کی حالت کا نمونہ یا مثال سمجھ۔ یعنے جسطرح خواب مین ہر شخص محمول حواس ہوتا ہے اسیطرح اولیاء اللہ بیداری و خواب کی ہر دو حالتون مین محمول حواس ہین یعنے اولیاء اللہ کی روح قید بشریت سے نکلکر دنیوی مشاغل اور بجز یاد الٰہی ہر طرح کے رنج و تعب سے فارغ ہوتی ہے عوام کو جو حالت خواب مین حاصل ہوتی ہے وہ اولیاء اللہ کو بیداری مین میسر ہے چنانچہ اسکی مثال آئندہ شعر مین ہے۔ اور مولانا قدس سرہ نے اپنے مطلب کو آیت قرآنی سے ثابت کیا ہے۔

اولیا اصحاب کہف اند اے عنود | در قیام و در تقلب هم رقود

ترجمہ: اولیاء اللہ ہین سب یار غار | ہم رقود ان کو سمجھ اے ہوشیار

شرح عنود بمعنے سرکش ہے اور بعض نسخون مین لے غنود ہے بمعنے لے غافل اور لفظ در قیام و در تقلب لفظ اولیا کے متعلق ہے نیز قیام بمعنے بیداری اور تقلب بمعنے کروٹین لینے سے عالم خواب مراد ہے۔ مطلب یہ کہ اولیاء اللہ بیداری وخواب کی دو حالتون مین اصحاب کہف کے مانند سورہے ہین یعنے عالم بیداری مین اولیاء کی محویت و مدہوشی اور ماسوے اللہ سے بیخبری ایسی ہے جیسے عوام کی حالت خواب مین ہوا کرتی ہے تو از راہ سرکشی اسکا منکر نہو کیونکہ اصحاب کہف اولیا ہی تو ہین یہ سورۂ کہف کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے وتحسبہم ایقاظا وہم رقود الے آخر الآیت یعنے اے مخاطب تو اصحاب کہف کو بیدار سمجھتا ہوگا مگر وہ سورہے ہین۔ ہم اس آیت کی شرح پہلے لکھ چکے ہین اسلیے مکرر شرح کی ضرورت نہین رہی۔

	میکشد شان بے تکلف در فعال		بیخبر ذات الیمین ذات الشمال
ترجمہ	بے تکلف کھینچ لیتا ہے انہین		دہنے بائین لینے مین وہ کروٹین

شرح لفظ بیخبر شان کی ضمیر مفعول سے حال واقع ہوا ہے یعنے جسطرح اللہ تعالے اصحاب کہف کو حالت بیخبری مین بلا تکلف و بلا مشقت کبھی دہنی طرف کھینچ لیتا ہے کبھی بائین طرف اسیطرح اولیا کو داہین بائین کھینچا رہتا ہے اور انہین مطلق خبر نہین ہوتی یعنے اولیاء اللہ کبھی روحانی افعال کی طرف کھینچتے ہین کبھی جسمانی افعال کی طرف کبھی عالم روحانیت مین ہین کبھی بشریت مین۔ کبھی عالم فنا مین ہین کبھی بقا مین۔ کبھی کشف مین کبھی حجاب مین کبھی مقام تجلی مین کبھی استتار مین کبھی حالت جمع مین کبھی تفرقہ مین اور یہ سب مختلف افعال ایک حقیقی محرک کی تحریک سے ہین۔ کیونکہ جب وہ مرنے سے پہلے مر چکے ہین۔ تو اپنے طرف سے کوئی فعل نہین کرتے ہان یہ مذہب قدریہ وجبریہ کا ہے کہ وہ اپنے دنیوی فعل اپنے ہمت اور ارادہ سے کرتے ہین اور عبادات مین اپنے آپ کو عاجز اور غیر مختار جانتے ہین اس شعر مین آیت ونقلبہم ذات الیمین وذات الشمال کی طرف اشارہ ہے علماء ظاہر نے اصحاب کہف کو کروٹین بدلوانے کا یہ فائدہ لکھا ہے کہ انکے جسم کو ایک کروٹ سے لیٹے لیٹے زمین نہ کھا جائے۔ لیکن معنوی طور پر تقلب یعنے کروٹین بدلوانے سے ترقی مقامات وحالات مراد ہے کیونکہ تقرب الٰہی اور مشاہدۂ تجلیات کی کوئی انتہا نہین۔

	چیست آن ذات الیمین فعل حسن		چیست آن ذات الشمال اشغال تن
ترجمہ	دہنی کروٹ کیا ہے افعال حسن		بائین کروٹ کیا ہے اشغال بدن

شرح یعنے معنوی طور پر اولیاء اللہ کے حق مین لفظ ذات الیمین (دہنی طرف کروٹ بدلوانا) کیا معنے رکھتا ہے؟ ہم سے سن اس سے انکے افعال نیک اور اعمال صالحہ مراد ہین جنکی طرف اللہ تعالے نے انکے دلکو کھینچ رکھا ہے اور ذات الشمال (بائین جانب کروٹ بدلوانا) انکو اشغال متعلقہ بدن یعنے حسب اقتضائے

بشریت اسباب معاش اور بقدر کفایت سامان اکل وشرب کی طرف متوجہ کر دیتا ہے۔ اسلئے اولیاء اللہ کے مشاغل جسمانیہ سے متعجب ہوکر اُنپر معترض نہونا چاہیئے۔ کیونکہ اُنکا اصلی مقصود عشق ذات ہے اور مشاغل جسمانی جو اقتضائے بشریت مین داخل ہین قوت عبادت کے لیئے ہین۔

گر تو بینی شان بدشواری درون ۔ نیست شان خوفے ولاہم یحزنون

ترجمہ: مشکلون مین دیکھہ لیگا اُنکو تو ۔ ہونگے وہ بیخوف وغم اے نیک خو

شرح: لفظ درون اظہار معنے ہائے موحدہ کے لیئے زائد ہے یعنے اے طالب اگر تو دیکھہ سکیگا تو معلوم کرلیگا کہ اولیاء اللہ پر سختی کی حالت مین ربروز قیامت کچھہ خوف نہوگا اور نہ غمگین ہونگے اسکا سبب یہ ہے کہ وہ بقدر حاجت جسمانی مشاغل مین کبھی کبھی اسیلئے مصروف ہو جاتے ہین۔ کہ اُس سے قوت عبادت حاصل ہو اور روحانی طاقت بڑہے۔ اُنکا ہر لقمہ گویا نور ہوتا ہے۔ یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے اَلَا اِنَّ اَولِیَاءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ یعنے اولیاء اللہ کو آخرت کے رنج کا خوف اور دنیوی سامان کے جاتے رہنے کا غم نہین ہوتا کیونکہ وہ حالت وصال مین دیدار الٰہی سے ہمیشہ مسرور رہنے والے ہین۔

مے رود این ہر دو از مردم پدید ۔ بیخبر زین ہر دو ایشان در فرید

ترجمہ: ہین عیان لوگو نپہ یہ دو لو مگر ۔ اولیا ان دونو سے ہین بے خبر

شرح: یعنے یہ دونو باتین (افعال حسن اور اشغال بدن) دیگر عام لوگون سے بطور ظاہر صادر ہوتی ہین یعنے عموماً تمام آدمی اپنے افعال سے خوب واقف ہوا کرتے ہین۔ لیکن اولیاء اللہ دونو باتون سے نہایت درجہ بے خبر رہتے ہین۔ کیونکہ وہ مستغرق ذات اور فنافی اللہ ہین اسلیئے نہ اُنہین اپنی نیکیان یاد رہتی ہین اور نہ اشغال جسمانی کی خبر ہوتی ہے۔ اور یہ مقولہ بالکل سچ ہے۔ ع آنرا کہ خبر شد خبرش باز نیامد۔

ہمی رود این ہر دو کار از انبیا ۔ بے خبر زین ہر دو ایشان چون صدا

ترجمہ: فاعل ان دونون کے ہین گو انبیا ۔ بیخبر دونون سے ہین مثل صدا

شرح: چون صدا لفظ مے رود (بمعنے صادر میشود) کے متعلق ہے۔ یعنے یہ دو فعل (افعال حسن اور مشاغل بدن) انبیاء علیہم السلام سے اسطرح صادر ہوتے ہین جسطرح پہاڑ سے آواز نکلتی ہے کہ جسکی خبر پہاڑ کو نہین ہوتی۔ اسیطرح انبیاء کو اپنے ان دونون فعلون کی خبر نہین ہوتی۔

گر صدایت بشنواند خیر و شر ۔ ذات کہ باشد زہر دو بے خبر

ترجمہ: آرہی ہے گو صدائے خیر و شر ۔ کوہ ہے دونون سے لیکن بے خبر

شرح: یعنے اگرچہ پہاڑ تجکو نیک وبد کی صدا سنوا دیتا ہے مگر خود پہاڑ کو اُس صدا کے نیک و بد ہونے کی

نہین ہوتی۔ یہی حال انبیاء اور انکی تابعین اولیا کا ہے کہ انکو عالم فنا اور بیہوشی مین اپنے افعال کے خبر نہین
ہوتی یعنے جسطرح پہاڑ سے جو صدا آتی ہے وہ فی الواقع پہاڑ کی آواز نہین ہوتی بلکہ آواز دینے والا
کوئی اور ہوتا ہے اسیطرح وہ تمام افعال و اقوال جو انبیاء و اولیا سے صادر ہوتے ہین انکا مصدر حقیقی اللہ تعالے
ہے اسکی وجہ ہم کئی بار پہلے لکھہ چکے ہین اسلیئے یہان مکرر لکھنے کی ضرورت نہین۔

گفتن مہمان یوسف علیہ السلام را کہ ارمغان بہر تو آئینہ آوردہ ام تا چون در ان نگری مرا یاد آوری

ترجمہ یوسف کے مہمان کا یہ کہنا کہ مین آپ کے لیئے سوغات مین آئینہ لایا ہون تاکہ جب آپ اسمین منہ دیکھین مجھے یاد کر لیا کرین

گفت یوسف ہین بیاور ارمغان ۔ او ز شرم این تقاضا در فغان

ترجمہ: بولے یوسف لا ہمین دے ارمغان ۔ میہمان تہا شرم و قفِ فغان

شرح یعنے جب حضرت یوسف نے اپنے مہمان سے یہ کہا کہ ہمارے لیے جو سوغات لایا ہے وہ پیش
کر تو مہمان اس تقاضے کی شرم سے بہت ذلیل ہوا یہانتک کہ رو دیا۔ یہ شرم اور رو دینا اس خیال
سے تہا کہ اگر اسیطرح محشر مین اللہ تعالے اپنے بندون سے یا خاصکر مجہسے ارمغان اعمال نیک طلب
کریگا تو مین کیا جواب دونگا کیونکہ مین ایسے اعمال سے جو لایق قبولیت ہین بالکل خالی ہون۔

گفت من چند ارمغان جستم ترا ۔ ارمغانے در نظر نامد مرا

ترجمہ: پہر یہ بولا مینے ڈہونڈا سر بسر ۔ ارمغان لیکن نہ آیا کچہہ نظر

شرح یعنے مہمان نے کہا کہ مینے ہر چند جستجو کی۔ مگر میری نظرون مین کوئی سوغات آپکے دینے کے قابل نجچی

حبہ را جانب کان چون برم ۔ قطرہ را سوئے عمان چون برم

ترجمہ: ریزہ کو لیجاؤن کیا مین سوئے کان ۔ قطرہ کیا ہو وقفِ بحرِ بیکران

شرح حبہ یعنے دانہ۔ اور ایک رتی یا ایک جو۔ سونے یا چاندی کا وزن۔ یعنے مہمان کہتا ہے کہ اے
یوسف مینے یہ خیال کیا کہ ایک رتی سونے کو کان کی طرف اور ایک قطرۂ آب کو دریا کے پاس کس منہ سے
لیجاؤن آپ کانِ زر اور دریائے ذخار کے مانند ہین اور میری لائی ہوی سوغات ایک رتی سونا یا ایک
قطرہ ہے یعنے آپ کے لایق نہین۔ اس خیال سے مین کوئی سوغات آپکے لیئے لا سکا۔

زیرہ را من سوئے کرمان آورم ۔ گر بہ پیش تو دل و جان آورم

ترجمہ: زیرہ لیجاؤنگا کرمان کی طرف ۔ لیچلون گر جان کو جانان کی طرف

شرح کرمان فارس مین ایک شہر کا نام ہے جہان سیاہ زیرہ بکثرت پیدا ہوتا ہے۔ یعنے مہمان کہتا
ہے کہ اے یوسف اگر مین اپنے دل و جان کو بطور سوغات آپکی نذر کر دون تو ایسا ہوگا جیساکہ تحفہ نادر

سمجھکر سیاہ زیرہ کرمان مین لیجاؤن جہان زیرہ کی کوئی قدر ہی نہین کرتا۔

نیست تخمے کاندرین انبار نیست | غیر حسن تو کہ اورا یار نیست

ترجمہ کیا ہے وہ جو اس خزانے مین نہین | حسن یکتا ہے تمہارا بالیقین

شرح مہمان کہتا ہے کہ اے یوسف علیہ السلام کوئی تخم یعنے کوئی نادر چیز ایسی نہین جو آپ کے ذخیرے یعنے خزانہ مین موجود نہو۔ اسلئے مین کوئی نادر سوغات کہان سے لاتا ہم البتہ آپکا حسن وجمال نہایت نادر تحفہ تہا مگر اسکی نظیر کہین نہین ملتی اور وہ کسی بازار مین بکتا نظر نہین آتا مجبوراً حسب مناسبت حسن وجمال مین بطور سوغات ایک آئینہ لے آیا ہون گر قبول اُفتد زہے عز و شرف

لایق آن دیدم کہ من آئینۂ | پیش تو آرم چو نور سینۂ

ترجمہ یعنے یہ سمجھا کہ لاؤن آئینہ | شکل نور دل دکہاؤن آئینہ

شرح یعنے اسلئے مجھے یہ اچھا معلوم ہوا کہ ایک آئینہ جو عاشقان الٰہی کے سینۂ پر نور کی طرح صاف اور روشن ہو پیشکش کردون کیونکہ آئینہ آپ کے حسن وجمال سے اعلے درجہ کی مناسبت رکہتا ہے۔

تا ببینی روئے خوب خود دران | اے تو چون خورشید شمع آسمان

ترجمہ آپ کا منہ تا نظر آئے عیان | آپ ہین خورشید شمع آسمان

شرح یعنے یہ آئینہ اسلئے لایا ہون کہ اے یوسف اے آسمان حسن کے روشن کردینے والے۔ آپ اسمین اپنا منہ دیکہا کرین۔ کیونکہ آئینہ حسینون ہی کے قابل ہوتا ہے اور خوبرویون ہی کو شایان ہے

آئینہ آوردمت اے روشنی | تا چو بینی روئے خود یادم کنی

ترجمہ آئینہ لایا ہون مین اے نور دل | تا کہ مجکو یاد رکہین متصل

شرح یعنے اے یوسف اے چشم عشاق کی روشنی یہ آئینہ اسلئے لایا ہون کہ آپ جب اسمین اپنا منہ دیکہا کرینگے تو غالباً مجھے یاد کرلیا کرینگے گویا یہ سوغات اچہی یادگار ہے۔

آئینہ بیرون کشید او از بغل | خوب را آئینہ باشد مشتغل

ترجمہ اور بغل سے پہر نکالا آئینہ | شغل اچہو نکا ہے اچہا آئینہ

شرح دوسرا مصرع مولانا کا مقولہ ہے اور مشتغل بمعنے مشغلہ ہے۔ یعنے مہمان نے گزشتہ عذر و معذرت کے بعد بغل مین سے آئینہ نکالکر حضرت یوسف علیہ السلام کے سامنے رکہدیا کیونکہ حسین آدمی کے لیئے آئینہ ایک مشغلہ ہوجاتا ہے یعنے آئینہ حسینون ہی کے قابل ہوتا ہے۔ بدصورت آدمی کو آئینہ دیکہنا نازیبا ہے کیونکہ آئینہ عارضی بدنمائی کے دفع کرنے کے لیئے ہوتا ہے۔ اور بدصورت آدمی خود ہی ازلی بدنما ہے۔

نکتہ ہم پہلے بھی لکھہ چکے ہین کہ یوسف سے مراد روح ہے اور روح مولانا کی اصطلاح مین کنایہ ذات ہوتا ہے چنانچہ یہان یوسف روح سے مراد ذات ہی ہے یعنے بندہ یہ کہتا ہے کہ اعمال نیک کا جو ہدیہ اللہ کی طرف بھیجا جائے وہ قلیل اور ناقابل ہے اے اللہ میرے نزدیک جان اور دل بڑی عزیز چیزین ہین مگر مین انکو بھی تیرے حضور مین پیش کرون تو ایسا ہی گویا زیرہ کرمان مین لیجاؤن - تیرے یہان سب کچہ ہے مگر تیرے حسن وجمال کا مقابل اور شریک نہین ہے - اسیلئے مینے چاہا کہ ایک آئینہ لیجاؤن جو نور سینہ کی طرح صاف ہے - آئینہ سے مراد قلب سالم ہے جو کدورات حب دنیا اور زنگ ہوے وہوس غیر سے پاک ہو تاکہ تو اسمین اپنا منہ دیکھے یعنے بمقتضائے اِنَّ اللّٰہَ جَمِیْلٌ یُحِبُّ الْجَمَالَ اپنے جمال پاک کا عکس ڈالے۔

	آئینہ ہستی چہ باشد نیستی		نیستی بگزین گر ابلہ نیستی	
ترجمہ	نیستی مرآت ہستی ہے عزیز		نیست ہو جا گر نہین تو بے تمیز	

شرح یہان بطور تفہیم اور حسب مناسبت آئینہ مولانا یہ فرماتے ہین کہ نیستی آئینہ ہستی ہے جب طالب نیست ہو جائیگا تو اسکو ہستی نظر آئیگی یا یہ معنے ہین کہ وہ آئینہ جو شاہد حقیقی کے روبرو پیش ہو سکتا ہے نیستی ہے یعنے جب طالب اغراض دنیوی اور خواہشات نفسانی سے نیست ہو جائیگا تب جمال باکمال نظر آئیگا اسیلئے اے مخاطب اگر تو بے وقوف نہین ہے تو نیستی کو اختیار کر بعض نسخون مین نیستی بر گر تو ابلہ نیستی ہے یعنے اگر تو عقلمند ہے تو نیستی کو تحفہ آخرت اور توشۂ عقبے بنا کر بارگاہ خداوندی مین اپنے ہمراہ لیجا۔

	ہستی اندر نیستی بتوان نمود		مالداران بر فقیر آرند جود	
ترجمہ	نیستی مین ہوتی ہے ہستی عیان		اغنیا ہین مفلسو نپر مہربان	

شرح یعنے ہستی الٰہی کا جلوہ نیستی مین نظر آسکتا ہے کیونکہ مالدار فقیرون کو دیا کرتے ہین اگر تو ہستی کا دعوے کریگا تو اللہ تعالے غنی ہے وہ عطائے دولت مشاہدہ سے تجکو محروم رکھیگا - کیونکہ اضداد ایک دوسرے کے لیے بمنزلہ آئینہ ہین جس طرح دن - رات کے - اور نور ظلمت کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے اسیطرح ہستی الٰہی کا جلوہ اپنے آپ کو نیست کرنے اور عشق الٰہی مین فنا ہو جانے سے نظر آسکتا ہے۔

	آئینہ صافی نان خود گرسنہ ست		سوختہ ہم آئینہ آتش زنہ است	
ترجمہ	نان آئینہ ہے ہر مشتاق کا		سوختہ آئینہ ہے چقماق کا	

شرح یعنے صاف روٹی کا آئینہ بالتحقیق بھوکا آدمی ہے جب تک کوئی آدمی بھوکا نہ ہوگا روٹی کی لطافت اور اسکا حسن ہرگز ظاہر نہوگا اور اسیطرح جلانے کے قابل چیتھڑے چقماق کے حق مین بمنزلہ آئینہ ہین جب تک چیتھڑے نہونگے چقماق کا حسن اور اسکا اثر ہرگز ظاہر نہوگا - اسیطرح جب تک طالب فقیر دگرسنہ جمال اور چیتھڑون

کی طرح ذلیل اور فانی نہو گا اُسکو غذائے روحانی یعنے مشاہدۂ جمال اور عشق الٰہی کا نور حاصل نہو گا۔ آتش زن
چقماق پتھر کو کہتے ہین جس سے آگ نکلتی ہے اور سوختہ بمعنے حراق ہے یعنے جلانے کے قابل چیتھڑے

	نیستی و نقص ہر جائیکہ خاست	آئینہ خوبی جملہ ہست ہاست
ترجمہ	نیستی نے جبجگہ پایا ظہور	آئینہ ہستی کا ہے لیے پر شعور

شرح یعنے مرتبۂ نیستی و فنا بشرطیکہ حاصل ہو جائے تمام موجودات کی خوبی کا آئینہ ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ
تمام موجودات کی خوبی اللہ تعالےٰ سے ہے تو نتیجہ یہ نکلا کہ نیستی آئینہ جمال الٰہی ہے لفظ خاست بصیغہ ماضی بمعنے
حاصل و قائم شدہ ہے۔ کمال نقص کا اور نیستی ہستی کا آئینہ اور اسکا مظہر ہے۔

	پھر آن کہ نیستی پالودگی ست	وانچہ این ہستی ہمہ آلودگی ست
ترجمہ	نیستی ہے سر بسر پالودگی	اور ہستی سر بسر آلودگی

شرح یعنے نیستی اسیلئے آئینہ ہستی ہے کہ نیستی مجسم صفائی اور عین جلا ہے اِس آئینہ مین جمال ہستی الٰہی بالکل
صاف طور پر نظر آجاتا ہے اور دنیوی ہستی سر بسر کدورت و زنگ ہے اسیلئے نیست کردینے کے قابل ہے۔

	چونکہ جامہ چست و دوزیدہ بود	مظہر فرہنگ درزی کے شود
ترجمہ	ٹھیک جو کپڑا بدن پر ہو گیا	فہم درزی کا وہان پھر کام کیا

شرح یعنے جبکہ کپڑا خود ہی چُست اور بدن پر ٹھیک اور سلا سلایا ہو تو وہ درزی کی عقل یا کاریگری کو ظاہر
نہین کر سکتا۔ کیونکہ سلے سلائے کپڑے کے سینے درزی کی ضرورت ہی نہین ہوتی۔ اسیطرح جو شخص اپنے
آپ کو ہست خیال کریگا اللہ تعالےٰ اُسکو مرتبۂ بقا سے محروم رکھیگا کیونکہ جب وہ اپنے نزدیک خود ہی ہست ہے
تو اُسے مرتبۂ بقا حاصل کرنے کی ضرورت ہی کیا رہی۔ یہ نیستی و ہستی کے مضمون کی پہلی مثال ہے۔

	ناتراشیدہ ہمے باید جذوع	تا درودگر اصل سازد یا فروع
ترجمہ	بے گھڑا ٹھنا ضرور ہان چاہیئے	سب ستونون اور کڑیوں کے لیئے

شرح جذوع جمع جذع ہے بمعنے تنۂ درخت یعنے ٹھنا اور درودگر بڑہئی کو کہتے ہین۔ اصل سے مراد ستون ہے
اور فرع سے کڑیان۔ یعنے درخت کا ٹھنا ناتراشیدہ ہونا چاہیئے تاکہ بڑہئی اُسے گھڑ کھڑ کر چاہے ستون
بنالے۔ چاہے کڑیان اور جس حالت مین کہ ٹھنا خود تراشیدہ ہو گا یعنے ستون اور کڑیان بنی بنائی ہونگی تو نجار
کی کچھ ضرورت نہین۔ مطلب یہ کہ نقص کو کمال کی ضرورت اور فقیر کو غنی کی حاجت ہوتی ہے طالب اپنے گمان مین
اگر خود ہست اور کامل ہے تو اسکو مشاہدۂ ہستی الٰہی نصیب نہین ہو سکتا۔ اسیلئے نیست ہونا اور اپنے آپ کو
ناقص سمجھنا فرض ہے تاکہ کمال اور مرتبۂ بقا حاصل ہو۔ یہ اُسی مضمون کی دوسری مثال ہے۔

خواجہ اشکستہ بند آنجا رود	کہ در آنجا پاے اشکستہ بود
ترجمہ: جوڑنیوالا تو جاتا ہے وہیں	جسکی ہڈی ٹوٹ جاتی ہے کہیں

شرح خواجہ بمعنے اُستاد ہے اور اشکستہ بند بمعنے ٹوٹی ہڈی کا جوڑنے والا۔ یعنے ٹوٹی ہڈی کا جوڑنے والا اُستاد وہیں جاتا ہے جہاں فی الواقع کسیکے ہاتھ یا پاؤں کی ہڈی ٹوٹ گئی ہو۔ اسیطرح مشاہدہ ہستی الٰہی اُسی کو میسر ہو سکتا ہے جو نیست ہوگیا ہو اُسی مضمون کی تیسری مثال ہے۔

کے شود چون نیست رنجور و نزار	آن جمال و صنعت طب آشکار
ترجمہ: ہو نہ جب تک کوئی رنجور و نزار	ہوتی ہے کب صنعت طب آشکار

شرح یعنے جب تک کوئی شخص بیمار و ناتوان نہیں ہوتا۔ طبیب کی صنعت طب ظاہر نہیں ہو سکتی۔ اسیطرح جبتک کوئی نیست نہیں ہوتا جمال ہستی الٰہی کو نہیں دیکھہ سکتا۔ اُسی مضمون کی چوتھی مثال ہے۔

خواری و دونی مسہا بر ملا	گر نباشد کے نماید کیمیا
ترجمہ: نقص تانبے کا نہو گر برملا	کب اثر اپنا دکھائے کیمیا

شرح لفظ برملا گر نباشد کے متعلق ہے اور نماید بمعنے ظاہر شود ہے۔ یعنے تانبے کی حقارت و ذلت اگر ظاہر نہو بلکہ تانبا خود ہی سونا ہوا کرے تو کیمیا کا اثر ظاہر نہیں ہو سکتا۔ اسیطرح کیمیا کے مرتبہ بقا نہیں کو ملتی ہے جو ناقص ہیں یعنے اپنے آپ کو نیست سمجھتے ہیں۔ اسی مضمون کی پانچویں مثال ہے۔

نقصہا آئینہ وصف کمال	وان حقارت آئینہ عز و جلال
ترجمہ: نقص ہے آئینہ وصف کمال	ہے حقارت شیشۂ عز و جلال

شرح یعنے نیستی اور فنا صفت کمال کا آئینہ ہے صفت کمال فنا ہی کے سبب ظاہر ہوتی ہے اور حقارت یعنے اپنے آپ کو ذلیل جاننا آئینہ عز و جلال ہے۔ انجام کار عزت اُسی کو ملتی ہے جو ابتدا میں ذلیل رہتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ یعنے جو شخص اپنے نفس کو ذلیل و حقیر اور فانی سمجھتا ہے وہی اللہ تعالےٰ کو اہل فضل و جلال اور باقی رہنے والا جانتا ہے۔

زانکہ ضد را ضد کند پیدا یقین	زانکہ با سرکہ پدید است انگبین
ترجمہ: ضد سے ضد ہوتی ہے ظاہر بالیقین	سرکہ سے ہوتا ہے ظاہر انگبین

شرح یعنے حالت نقصان و فنا میں مرتبۂ کمال و بقا حاصل ہونے کا یہ سبب ہے کہ ضد اپنی ضد کو ظاہر کردیتی ہے اور کھٹے سرکہ سے شہد کی تمیز ہو جاتی ہے اسیطرح فنا سے اُسکی ضد یعنے بقا کا ظہور ہو جاتا ہے۔ عرب کا مشہور مقولہ ہے تعرف الاشیاء باضدادہا۔ ضد اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے۔

ہر کہ نقص خویش را دید و شناخت ۔ اندر استکمال خود دو اسپہ تاخت

ترجمہ: جسنے اپنے نقص پر ڈالی نظر ۔ ہوگیا وہ شخص کامل جلد تر

شرح یعنے جو شخص اپنے نقص کو جان لیتا ہے وہ کمال حاصل کرنے کے لیے بہت جلد دوڑ جاتا ہے اسیطرح جو لوگ اپنے آپ کو فانی خیال کرتے ہیں وہ مرتبۂ بقا حاصل کر لیتے ہیں۔

زان نمی پرّد بسوئے ذوالجلال ۔ کو گمانے مے برد خود را کمال

ترجمہ: اُڑ نہیں سکتا وہ سوئے ذوالجلال ۔ جانتا ہے خود کو جو بالکل کمال

شرح یعنے آدمی اسلیئے اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں اُڑ سکتا۔ کہ وہ اپنے آپ کو مجسم کمال گمان کرتا ہے۔

علتے بدتر ز پندار کمال ۔ نیست اندر جانت اے مغرور ضال

ترجمہ: کیا بُری علت ہے پندار کمال ۔ کر دیا کرتا ہے جو مغرور و ضال

شرح یعنے اے مغرور اور گمراہ آدمی تیری ذات میں کوئی بیماری اس سے بدتر نہیں کہ تو اپنے آپ کو کامل گمان کرتا ہے بعض نسخوں میں نیست اندر جان تو اے ذو دلال، ہے۔ اسصورت میں ذو دلال بمعنے صاحب تکبر و عجب ہے نکتہ لفظ اندر جان سے یہ بات نکلتی ہے کہ غرور و تکبر کی صفت گو ظاہر نہو مگر اکثر آدمی باعتبار باطن ضرور متکبر اور گمراہ ہوتے ہیں۔ اور امتحان کرنے سے انکا باطنی تکبر ظاہر ہو جاتا ہے

از دل و از دیدہ ات بس خوں رود ۔ تا ز تو این معجبی بیرون شود

ترجمہ: جب بہے گا تیری چشم و دل سے خوں ۔ جائے گا اُسدم تکبر اے زبوں

شرح یعنے اے مخاطب تیرے دل و دیدہ سے بہت سا خون بہے گا تب یہ تکبر و غرور طبیعت سے نکلیگا یعنے تکبر و غرور کو دل سے نکالنے کے لیئے نہایت عاجزی کے ساتھ اپنے حال پر خون کے آنسو بہانے چاہیئیں

علتِ ابلیس۔ اَنَا خَیْر بُدست ۔ وین مرض در نفس ہر مخلوق ہست

ترجمہ: علتِ ابلیس انا خیر ہے بس ۔ یہ مرض کل خلق میں ہے بلہوس

شرح یعنے شیطان جس مرض میں گرفتار ہو کر ہلاک اور راندۂ درگاہ ہوگیا ہے وہ تکبر ہی کا مرض تھا کیونکہ اُسنے تکبر کے باعث حضرت آدمؑ کو سجدہ نہ کیا اور یہ کہا کہ اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ یعنے ابلیس نے یہ کہا کہ اے رب العالمین میں آدمؑ کو اسلیئے سجدہ نہیں کرتا کہ تونے مجکو آگ سے اور اُسکو مٹی سے پیدا کیا ہے اور چونکہ آگ خاک سے بلند مرتبہ ہے اسلیئے میں حضرت آدمؑ سے بہتر ہوں لیکن ہر شخص کو تکبر کو طبیعت سے نکالدینا چاہیئے تاکہ شیطان کی پیروی سے نجات ملے دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ تکبر کا مرض ظاہر نہیں مگر مخفی طور پر ہر شخص کی ذات میں موجود ہے۔

	گرچه خود را بس شکسته بیند او	آب صافی دان و سرگین زیر جو
ترجمہ	گرچہ ظاہر مین شکستہ ہے مگر	ہے نہان پانی مین گوبر سر بسر

شرح یعنے چونکہ ہر شخص مین باطنی طور پر تکبر و عجب کی صفت موجود ہوتی ہے اسلئے گو حسب ظاہر کوئی اپنے آپ کو از بس شکستہ (منکسر المزاج) و متواضع یا تکبر سے خالی جانتا ہو مگر باعتبار باطن اُسمین تکبر و عجب اور اخلاق ذمیمہ بھرے رہتے ہین اسکی ایسی مثال ہے جیسا کہ کسی نہر مین اوپر تو صاف پانی ہو۔ اور پانی کی تہ مین لید یا گوہ وغیرہ کوئی ناپاک چیز موجود ہو۔ کہ ظاہر مین نظر نہین آتی مگر فی الواقع موجود ہے۔

	چون بشورانی مرا و را از امتحان	آب سرگین رنگ گردد در زمان
ترجمہ	گر ہلائے تو برائے امتحان	رنگ سرگین آب پر ہو گا عیان

شرح یعنے اگر تو اُس پانی کو جسکی تہ مین گوبر ہے بطور آزمایش حرکت دیگا۔ تو اُسیوقت سارا پانی گوبر کے رنگ کا ہو جائیگا اور اپنا باطنی عیب ظاہر کر دیگا اسیطرح ہر شخص کے اخلاق کا جب تو امتحان کریگا اور اُسکے نفس امارہ کے خلاف کوئی بات کہدیگا تو اُسکے تکبر اور اخلاق ذمیمہ کا اظہار ہو جائے گا۔

	در تگ جو ہست سرگین اے فتا	گرچہ جو صافی نماید مر ترا
ترجمہ	نہر کی تہ مین ہے گوبر دیکھ تو	گرچہ ہے ظاہر مین صاف اے نیک خو

شرح یعنے نہر کی تہ مین گوبر موجود ہے اگرچہ نہر کا پانی حسب ظاہر تجھے بالکل صاف نظر آتا ہے۔ یہ پہلے اشعار کی توضیح ہے۔ یعنے اس شعر کا مطلب وہی ہے جو پہلو نکا تھا مگر تشریح کے لیئے اسی مضمون کو مکرر لایا گیا ہے

	ہست پیر راہ دان پر فطن	باغہائے نفس کل را جوے کن
ترجمہ	سچ ہے پیر راہ دان و پر فطن	باغہائے نفس مین ہے نہر کن

شرح یعنے مرشد کامل اور خدا کے رستہ کو جاننے والا شیخ جو عقلمندیون سے پر ہے تمام اشخاص کے باغ دل مین معرفت الٰہی کی ایسی نہر کہود دیتا ہے کہ جسکا ظاہر و باطن یکسان ہے یعنے وہ باہر سے بھی پاک ہوتی ہے اور اندر سے بھی۔ اسلئے ایکا طالب اخلاق ذمیمہ اور تکبر و عجب سے نجات پانے کے لیئے کسی مرشد کامل کو اختیار کرنا چاہیئے۔ فطن جمع فطنت ہے بمعنے زیرکی۔ اور جوے کن بمعنے پاک و صاف کنندہ نہر سے مرشد کامل مراد ہے جو اپنی خداداد باطنی پاکیزگی کے باعث طالبان حق کو بھی پاک کر دیتا ہے۔

	جوے خود را کے تواند پاک کرد	نافع از علم خدا شد علم مرد
ترجمہ	نہر خود کو پاک کر سکتی نہین	علم خالق سے ہے علم مرد این

شرح یعنے جسطرح نہر اُس نجاست سے جو اُسمین پڑی ہوی ہے اپنے آپ کو خود پاک نہین کر سکتی اسیطرح

ہر شخص اپنے آپ کو اخلاق ذمیمہ کی گندگی سے آپ پاک نہین کرسکتا۔ اسلیئے باطنی نہر کے صاف کرنیوالے یعنے مرشد کامل کی ضرورت ہوتی ہے اسیطرح وہ علم جو آدمی کو نظر و فکر سے حاصل ہوتا ہے اُسکے جہل کو دور نہین کرسکتا کیونکہ ایسا علم خود جہل ہے جب تک علم الٰہی نہو۔ یعنے انسان جبتک خدا کو خدا بنجانے بالکل جاہل ہے۔ علم اُسیوقت نفع دیگا کہ اُسکو علم الٰہی ہو۔ اس علم کے لیئے مرشد کامل کی حاجت ہے **فائدہ** حضرت عبد اللہ بن عباس رضؓ اور حضرت کعب سے مروی ہے کہ آخر زمانہ مین ایسے عالم ہونگے جو لوگون کو زہد و تقوے سکہائین گے اور خود متقی و زاہد نہونگے لوگون کو خدا سے ڈرائین گے اور خود نہ ڈرین گے دوسرون کو امیرون کی صحبت سے منع کرینگے اور خود باز نرہین گے ایسے عالم خدا کے دشمن ہین۔

	رو بجراحے سپار این ریش را		کے تراشد تیغ دستۂ خویش را	
	سونپ جراحون کو زخم دل کہین		اپنا دستہ تیغ سے بنتا نہین	ترجمہ

شرح یعنے تلوار اپنا دستہ آپ نہین بنا سکتی۔ اور زخم اپنے آپ کو خود اچہا نہین کرسکتا بلکہ دستہ کسی نجار یا لہار سے بنوانا چاہیئے۔ اور زخم کی مرہم پٹی کا کام کسی جراح کو سونپنا چاہیئے۔ اسیطرح باطنی اور اخلاقی برائیون کو مرشد کامل کے وسیلہ سے دفع کرنا واجب ہے یہ برائیان اپنی جد و جہد سے دفع نہین ہوسکتین

	جہل نفسش را نزوید علم مرد		آب چون سرگین نتاند پاک کرد	
	علم سے گھٹتا نہین ہے جہل ذات		پاک کب سرگین کو کرتا ہے فرات	ترجمہ

شرح یعنے جسطرح نہر کا پانی ذات نجاست کو پاک نہین کرسکتا۔ اسیطرح آدمی کا علم اُسکے ذاتی جہل (نا خدا شناسی) کو دفع نہین کرسکتا۔ بلکہ علم الٰہی سیکھنے کے لیئے مرشد کامل کی ضرورت ہے۔

	تا نہ بیند قبح ریش خویش کس		بر سر ہر ریش جمع آمد مگس	
	تا نہ پڑ جائے برائی پر نظر		مکہیان ہین جمع سارے زخم پر	ترجمہ

شرح یعنے ہر زخم پر مکہیان اسلیئے بیٹہتی ہین کہ مجروح کو اپنی زخمون کی قباحت نمعلوم ہو مطلب یہ کہ آدمی اپنے قباحت کو آپ نہین معلوم کرسکتا۔ اور اگر معلوم بہی کرلے تو اپنے ہاتہہ سے اسکا ازالہ ناممکن ہے اسلیئے مرشد کی ضرورت ہے۔ تاکہ وہ تمام قباحتون کو زائل کردے۔

	ریش تو آن ظلمت احوال تو		آن مگس اندیشہ ہا و امال تو	
	اور زخم دل ہے تاریکی حال		مکہیان ہین آرزوئین اور خیال	ترجمہ

شرح یعنے جس طرح ظاہری زخم بدن کو مکہیان ڈہانک لیتی ہین اور زخمی کو اپنا زخم نظر نہین آتا۔ اسیطرح ہر شخص کے باطنی زخم (ظلمت احوال۔ یا حالات کی تاریکی اور گناہون کی سیاہی) کو باطنی مکہیان رنجہ سے

خواہشین اور بد آرزوئین ڈہانک لیتی ہین یعنے ایخاطب تیرے افکار فاسدہ اور باطل آرزوئین کہیان ہین اور تیرا زخم ظلمت احوال اور کدورت اوقات ہے اس زخم کو اندیشہاے فاسدہ نے ڈہانک رکہا ہے اسلیئے تجکو نظر نہین آتا البتہ مرشد کامل اس زخم کو دیکہکر علاج کردیگا بعض نسخون مین آمال کی جگہ مال ہے جس سے مال دنیوی مراد ہے اور آمال دونون نسخونکا ایک ہے۔

ور نہد مرہم بران ریش تو پیر	آن زمان ساکن شود درد و نفیر
ترجمہ اور اگر مرہم لگائے پیر مرد	ہوسکہڑی جاتا رہے گا رنج و درد

شرح یعنے اگر مرشد کامل تیرے زخم پنہان پر مرہم رکہدے یعنے اپنے ارشادات سے تجہے فیض پہنچائے تو تیرا درد و نالہ جاتا رہے گا یعنے محبت دنیا دل سے اور اخلاق ذمیمہ طبیعت سے دفع ہوجائینگے اور تو باطنی طور پر تندرست ہوجائیگا لیکن اُسکو کامل صحت نہ خیال کر اور مرشد سے ہرگز الگ نہو چنانچہ آئندہ شعر کا یہی مطلب ہے کہ مرشد سے تہوڑا سا فیض پانے کے بعد اپنے آپ کو کامل سمجہکر صحبت مرشد سے جدا نہونا چاہیئے

تا نہ پنداری کہ صحت یافتست	پر تو مرہم درانجا تافتست
ترجمہ لیکن اُسکو تو کبہی صحت نہ جان	پر تو مرہم ہے یہ اے مہربان

شرح تا بمعنے زینہار ہے یعنے اے شخص اگر مرشد کامل تیرے زخم پنہانی پر مرہم رکہدے اور اس سے تجہے شفا ہونے لگے تو ہرگز اپنے آپ کو کامل صحت یافتہ گمان نہ کر بیٹہنا۔ بلکہ یہ تو مرہم کا تہوڑا سا پرتو اثر ظاہر ہوا ہے ابہی اچہی طرح صحت نہین ہوئی مطلب یہ کہ مرتبۂ کمال کے حاصل ہونے تک ارشادات پیر سے اعراض نہ کرنا چاہیئے۔ ہان بعد کمال ارشاد کی ضرورت نہین رہتی لیکن پیر سے برگشتہ ہونا اسحالت مین بہی کفران نعمت ہے اور بعض وجہ سے بالکل کفر ہے معاذ اللہ منہا خدا اس سے پناہ مین رکہے

ہین ز مرہم سر مکش اے پشت ریش	وان ز پرتو دان مدان از اصل خویش
ترجمہ مشنہ نہ اُس مرہم سے پہیر اے مرد دین	تیری صحت صحت ذاتی نہین

شرح یعنے ایخاطب باطنی مرہم (ارشاد مرشد) سے اعراض نہ کر کیونکہ تیری پشت طاعت زخمی ہے مرشد سے مرہم حاصل کرتا رہ اور اپنی تہوڑی بہت صحت کو اُسی مرہم کا اثر سمجہ اور اپنی قوت طبیعت و مزاج یا اپنی ذات کی طرف سے گمان نہ کر۔ خلاصہ مطلب یہ کہ مرشد کے ارشادات سے ہمیشہ فیضیاب ہوتا رہ ورنہ امراض معنوی مین مبتلا ہوجائیگا۔ اور یہ بڑی مشکل سے شفا حاصل ہوگی۔

مرتد شدن کاتب وحی بسبب آنکہ پرتو وحی برو زد آن آیت را پیش از پیغمبر بخواند گفت من ہم محل وحیم

ترجمہ ایک کاتب وحی کا اس سبب سے مرتد ہو جانا کہ اسپر نور وحی کا عکس ظاہر ہو گیا تھا اسلیئے اُسنے آیت کو پیغمبر سے پہلے اپنی زبان سے ادا کیا اور یہ کہا کہ مجھپر بھی وحی اُترتی ہے۔ اور اس خیال باطل کے سبب مرتد ہو گیا

شرح اس حکایت کو ماسبق سے یہ مناسبت ہے کہ اس مرتد ہونے والے کاتب وحی نے عکس نور وحی کو جناب مرشد کامل (حضرت محمد رسول اللہ صلعم) کے فیض صحبت کا عکس نہ سمجھا بلکہ اپنی ذاتی قوت کی جانب سے خیال کیا۔ اسلیئے مرض معنوی یعنے ارتداد مین مبتلا ہو گیا۔ اور اسکے غرور نے اُسے ہلاک کر دیا۔

	پیش از عثمان یکے نساخ بود		کو بہ نسخ وحی جدے مے نمود
ترجمہ	پیشتر عثمان سے کاتب تھا ایک		وحی مین کرتا تھا ہر دم سعی نیک

شرح نساخ بمعنے لکھنے والا۔ اور جد بمعنے کوشش ہے۔ یعنے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے پہلے ایک کاتب تھا جو بحضور پیغمبر وحی لکھنے مین بہت کوشش کیا کرتا تھا۔

	چون نبی از وحی فرودے سبق		او ہمان را وا نوشتے بر ورق
ترجمہ	جو نبی سے سُن لیا کرتا تھا وہ		اُسکو کاغذ پر لکھا کرتا تھا وہ

شرح یعنے جب پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم از روے وحی کوئی نازل شدہ آیت اُسے سُنا کر لکھنے کا حکم فرمایا کرتے تھے تو وہ اُسی آیت کو بلا کم وبیش کاغذ وغیرہ پر لکھدیا کرتا تھا۔ جیساکہ کاتبونکا دستور ہوتا ہے۔

	پرتو آن وحی بر وے تافتے		او درون خویش حکمت یافتے
ترجمہ	نور آیت اُسپہ کرتا تھا ظہور		دلمین پالیتا تھا وہ حکمت کا نور

شرح یعنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے فیض صحبت اور نازل شدہ آیتون کے لکھوانے کے باعث وحی کا نور اُس کاتب پر ظاہر ہو جاتا تھا اور وہ پیغمبر علیہ السلام کے فرمانے سے پہلے بعض حکمت یعنے آیت کو اپنے دلمین معلوم کر لیتا تھا۔ **فائدہ** اس کاتب وحی (یعنے عبداللہ بن سعید) کا قصہ اسطرح منقول ہے کہ سورۂ مومنون کے نازل ہوتے وقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لیلے عبداللہ لکھہ **وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ مِّنْ طِيْنٍ** تا آخر **ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ** یعنے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ ہمنے آدم کو اچھی کھنکتی ہوئی مٹی سے پیدا کیا۔ پھر اُسکی اولاد کو منی سے پیدا کیا جو ایک خاص جگہ کی رہنے والی ہے پھر اُس منی کو جما ہوا خون بنایا پھر اُس جمے ہوئے خون کو گوشت کی بوٹی پھر اُس گوشت کی بوٹی کو سخت ہڈی کر دیا پھر اُس ہڈی کو گوشت اور چمڑا پہنا دیا۔ پھر اُسے دوسری پیدایش مین لائے یعنے اسے ماں کے پیٹ سے نکالکر دودھ پینے چلنے پھرنے اور باتین کرنے کی طاقت دی جب عبداللہ بن سعد نے اس آیت کو تالفظ خلقاً آخر لکھہ لیا تو صاحبت پیغمبر علیہ السلام

کے طفیل یا نور وحی کے عکس کے باعث پیغمبر علیہ السلام کے فرمانے سے پہلے لفظ آخر کے بعد اُسنے یہ آیت
پڑھ دی فتبارک اللہ **احسن الخالقین** پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا اس آیۃ کو لکھ کیونکہ یہ اسیطرح نازل
ہوی ہے اسوقت شیطان نے اُسکے دل مین وسوسہ ڈالا۔ اور وہ مغرور ہوکر اپنے آپ کو محل وحی سمجھ بیٹھا
اور مرتد ہو گیا اور یہ نجانا کہ یہ پیغمبر علیہ السلام کی صحبت کا اثر تہا یہ بات بہی قرین قیاس ہے جو ابہی کمتر
شارح کی سمجھ مین آئی ہے کہ عبد اللہ بن سعد عرب العربا تہا۔ اور قرآن مجید کی اکثر سورتین جو پہلے نازل
ہوچکی تہین اور جنمین اللہ تعالے کے اسما وصفات کا ذکر تہا اُسکے قلم سے لکہی جاچکی تہین۔ اس آیت
مین جو نکہ خلقت انسانی کی شرح بیان ہوی تہی اسلیے حسب اقتضائے مقام عبد اللہ کی زبان سے
بیساختہ ایک ایسا جملہ فتبارک اللہ احسن الخالقین نکلگیا جو اتفاقاً مطابق وحی تہا۔ اس سے یہ سمجھ
لیا کہ مین محل نزول وحی ہوگیا ہون ارتداد یعنے کفر ہے۔

	عین آن حکمت بفرمودے رسول	زین قدر گمراہ شد آن بوالفضول
ترجمہ	کہدیا کرتے تہے وہ آیت رسول	ہو گیا گمراہ اس سے بوالفضول

شرح یعنے نور وحی کے عکس کے باعث بعض آیت جو عبد اللہ کے دل مین آئی پیغمبر علیہ السلام نے
بعینہ اُسی آیت کے لکہنے کا حکم عبد اللہ کو دیا اور اُس سے گمراہ ہوکر اُسنے یہ خیال کرلیا کہ مجہپر بہی وحی
اُترتی ہے۔ اور یہ نجانا کہ اس آیت کا دلمین آنا اثر صحبت پیغمبر تہا

	کانچہ میگوید رسول مستنیر	مر مرا ہست آن حقیقت در ضمیر
ترجمہ	یعنے جو آیت کہ کہتے ہین نبی	ہوتی ہے وارد میرے دل پہ وہی

شرح یعنے عبد اللہ نے اپنے دل مین یہ گمان فاسد کرلیا کہ رسول مستنیر یعنے پیغمبر حضرت محمد مصطفے صلے اللہ
علیہ وسلم جو کچہ از روے وحی فرماتے ہین وہ وحی میرے دل پر بہی نازل ہوا کرتی ہے یعنی مین بہی محل وحی ہون

	پرتو اندیشہ اش زد بر رسول	قہر حق آورد بر جانش نزول
ترجمہ	کرگئے معلوم پیغمبر یہہ حال	اُسکی جان پر ہو گیا نازل وبال

شرح یعنے عبد اللہ کے اندیشۂ باطل کا پرتو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دل پر پڑا۔ اور آپنے معلوم
کرلیا کہ اس شخص کی جان پر قہر الٰہی نازل ہوگیا۔ کیونکہ یہ گمان فاسد کے باعث اپنے آپ کو محل وحی سمجہنے لگا

	پرتو آن ناگہش بر دل بتافت	در درون خویشتن حرفے نیافت
ترجمہ	کہلگیا جب اُسپہ یہ حال شگرف	اپنے باطن مین نہ پایا ایک حرف

شرح لفظ ناگہش مین شین دل کا مضاف الیہ ہے اور ضمیر آن بجانب قہر حق ہے یعنے عبد اللہ کے دل

پر قہر حق کا عکس پڑ گیا۔ اور جیسا کہ پہلے اثر صحبت پیغمبر علیہ السلام کے باعث اسکے دل پر وحی کا نور چمک جاتا تہا اور اُسے آیت کے کچھ حرف معلوم ہو جاتے تھے اب اُسے اپنے دل میں ایک حرف نہ پایا اور کورے کا کورا رہگیا۔ نکتہ یہان سے یہ نکلتا ہے کہ طالب یا مرید اپنے باطنی صحت وصفائی قلب کو صحبت مرشد کا اثر خیال کرے اپنے مزاج یا طبیعت کی قوت کیجانب سے نہ سمجھے ورنہ ایمان وعرفان کے نور سے محروم رہجائے گا۔ اور اسکے علاوہ ملحد ہو جانے کا بھی اندیشہ ہے۔

	ہم ز نساخی بر آمد ہم ز دین	شد عدوے مصطفے از روے کین
ترجمہ	دین حق سے اور کتابت سے گیا	بنگیا بسبب کین عدو سے مصطفے

شرح یعنے عبداللہ اپنے گمان فاسد کے باعث عہدۂ کتابت وحی سے بھی موقوف ہوا اور دین سے بھی خارج ہو گیا اور چونکہ وہ اپنے آپ کو محل وحی سمجھ بیٹھا تھا اسلیئے خود کو مد مقابل یا حریف سمجھکر از روے کینہ پیغمبر علیہ السلام کا دشمن ہو گیا۔ اور نبوت کا جہوٹا دعوے کر بیٹھا۔

	مصطفے فرمود کاے گبر عنود	چون سیہ گشتی اگر نور از تو بود
ترجمہ	مصطفے بولے کہ اے سرکش بتا	کیا ہوا وہ نور حق جو تجھمین تہا

شرح گبر اگر بکاف عربی ہے تو بمعنے مجسم تکبر ہے اور اگر بکاف فارسی ہے تو بمعنے کافر ہے یعنے مصطفے نے عبداللہ سے یہ فرمایا کہ اے منکر یا سرکش کافر اگر نور وحی تجھپر خصوصیت کے ساتھ ذاتی طور پر نازل ہوتا تہا تو اب تو سیاہ باطن کیون ہو گیا ہے یعنے اب تجھپر نور وحی کا کوئی حرف نازل کیون نہین ہوتا۔

	گر تو ینبوع الٰہی بودۂ	اینچنین آب سیہ نکشودۂ
ترجمہ	تو اگر ہتا چشمۂ نور خدا	ایسے کیچڑ کیون ہوا اُس سے جدا

شرح یعنے پیغمبر نے فرمایا کہ اے عبداللہ اگر تو نور وحی الٰہی کا چشمہ ہوتا تو ایسی گمراہی کی کیچڑ ہرگز ظاہر نہ کرتا۔ ینبوع چشمے اور آب سیہ کیچڑ کو کہتے ہین اور بودۂ ونکشودۂ بمعنے بودے ونکشودے ہے۔

	اندرون مے سوختش ہم زین سبب	توبہ کردن مے نیارست اے عجب
ترجمہ	اس سبب سے بہی اُسے اک سوختگی	توبہ کرنے کی مگر طاقت نہ تہی

شرح یعنے عبداللہ کا دل اس سبب سے جلتا تہا کہ مین نہ ادہر کا رہا نہ اُدہر کا لیکن باایہنمہ تعجب کی بات یہ ہے کہ وہ توبہ بہی نکر سکتا تہا۔ کیونکہ خیال ننگ وناموس توبہ سے منع کر رہا تہا۔

	تاکہ ناموسش بہ پیش این وآن	لیکن بربست از توبہ دہان
ترجمہ	تا رہے ناموس بہ پیش این وآن	اسلئے تہی بند توبہ سے زبان

شرح یعنے باوجودیکہ عبداللہ اپنے اس دعوے سے کہ مجہپر وحی اُترتی ہے دل میں پشیمان تہا کیونکہ ہر شخص کا دل منصف ہوا کرتا ہے لیکن اُسنے اس خیال سے کہ اگر اب توبہ کرلونگا تو ہر خاص و عام کے نزدیک میری عزت جاتی رہیگی توبہ کرنے سے اپنے مُنہ کو بند کرلیا۔ ترکیب مین لفظ ناموس نشکند کا فاعل ہے

	چون در آمد تیغ و سر را در ربود		آہ میکرد و بنودش آہ سود	
	تیغ آئی اور سر کو لے گئی		آہ اُسکو فائدہ کیا دے گئی	ترجمہ

شرح یعنے عبداللہ توبہ کرنے سے تو ساکت تہا مگر باطن مین اپنی حالت پر افسوس کیا کرتا تہا۔ لیکن یہ افسوس فائدہ مند نہ تہا کیونکہ بلا صفت ایمان صرف تاسف کچہ فائدہ مند نہین ہوتا دوسرے مصرع کے یہ معنے ہین کہ جب قہر الٰہی نازل ہوگیا تو آہ کرنے سے کچہ فائدہ نہین۔ بظاہر یہ شعر پہلے شعر کی منافی معلوم ہوتا ہے کیونکہ اُسمین یہ فرمایا تہا کہ توبہ کرنے سے اُسکا مُنہ بند تہا اور اسمین یہ ارشاد ہے کہ وہ آہ کیا کرتا تہا اُسکا جواب یہ ہے کہ وہ پر تو وحی کے مسلوب ہو جانے کے سبب آہ کیا کرتا تہا توبہ کے ارادے سے تاسف نہین کرتا تہا۔ کیونکہ توبہ سے اُسکا مُنہ بند ہوگیا تہا فائدہ سورۂ مومنون مکیہ ہے اور عبداللہ مدینہ مین جاکر مرتد ہوا تہا اسکا سبب یہ ہے کہ اُسپر پر تو وحی مکہ مین پڑا اور وہ اپنے آپ کو محل وحی سمجہکر مدینہ چلا گیا اور وہان جاکر مرتد ہوا تمام مفسرین اور محدثین کا قول ہے کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے چند کفار کا خون معاف کردیا تہا۔ اسوقت عبداللہ مدینہ سے مکہ مین آئے ہوئے تہے فتح اسلام کی خبر اور خون کے ہدر ہونے کے خوف سے یہ حضرت عثمان بن عفان رض کے گہر جا بیٹہے اور اُنکو حضرت عثمان رض رسول اللہ کے پاس لے آئے عبداللہ نے اسلام قبول کیا اور پیغمبر علیہ السلام نے اُنسے بیعت لی چنانچہ دارقطنی اور ابن عساکر نے عثمان رض سے اسیطرح روایت کیا ہے۔ بعدہ وہ جہاد مین شریک ہوئے اور بعض شہر اُنکے ہاتہ پر فتح ہوئے امام بغوی نے روایت کی ہے کہ عبداللہ مکہ سے آملہ کی طرف چلے گئے تہے مگر جب صبح قریب ہوئی تو یہ دعا کی کہ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ آخِرَ عَمَلِي صَلٰوةَ الصُّبْحِ یعنے اے خدا میرا سب سے پچہلا کام نماز صبح ہو چنانچہ بعد سلام نماز صبح اُنکی وفات ہوگئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ پہر اسلام لے آئے تہے اسصورت مین گزشتہ اشعار عبداللہ کے توبہ کرنے اور اسلام لانے سے پہلے حالت کی طرف اشارہ کر رہے ہین یعنے وہ بعد ارتداد فوراً توبہ نکرسکے۔ مگر بعد فتح مکہ اسلام لے آئے۔ بعض ضعیف قول یہ بہی ہے کہ عبداللہ کفر کی حالت مین مرے ہین اور بعض نے یہ بہی کہا ہے کہ وہ مرتد شخص جو کاتب وحی تہا مسیلمہ کذاب تہا۔ اس صورت مین تاویل کی ضرورت نہین مگر یہ دونو قول غیر معقول ہین۔ کیونکہ مسیلمہ کبہی ایمان ہی نہین لایا تہا پہر مرتد ہونا کیسا اور اسیطرح عبداللہ کا مسلمان ہونا روایت صحیح سے ثابت ہے پہر کافر ہوکر مرنیکے کیا معنے

	گرد حق ناموس را صد من حدید	اے بسا بستہ بہ بند نا پدید
ترجمہ	عزت و ناموس ہے سو من حدید	ہین بہت پا بند قید نا پدید

شرح یہان سے مولانا قدس سرہ نے بطور وعظ و پند ذکر ناموس دنیوی کی طرف انتقال کیا ہے اور عبداللہ کا قصہ تمام ہو گیا ہے یعنے دنیوی ننگ و ناموس اور عزت و آبرو کا خیال سو من لوہے کی ایک زنجیر ہے جسنے بہت سے دنیا پرستون اور متکبرونکو قید کر رکھا ہے وہ اس بھاری قید سے رہائی پاکر راہ ایمان کی طرف نہین آسکتے۔ چنانچہ ابو طالب کا مقولہ ہے کہ اے محمد مین صرف ننگ و ناموس کے خیال سے تمہاری نبوت ایمان نہین لاتا۔ اور یہی وجہ ہے کہ جنے دوزخ کو قبول کر لیا ہے ہر زمانے مین اکثر کافر صرف ننگ و ناموس کے خیال سے ایمان نہین لاتے۔ گو انکا دل اسلام کی طرف مائل ہوتا ہے۔

	کبر و کفر آن سان ببست آن راہ را	کو نیارد کرد ظاہر آہ را
شرح	کفر نے روکا ہے ایسا راہ کو	لب پہ کب لاتا ہے کافر آہ کو

شرح یعنے تکبر اور کفر نے اس راہ ایمان و عرفان کو اسطرح بند کر رکھا ہے کہ متکبر اور کافر شخص اپنے منہ سے آہ (توبہ و ندامت) کا اظہار نہین کر سکتا۔ اگرچہ دل ایمان لانے کی طرف مائل ہو مگر مال دنیوی اور ننگ و ناموس کا خیال لفظ ایمان و توبہ کو زبان تک نہین لانے دیتا۔ نعوذ باللہ منہا۔

	گفت اغلالاً فهم به مقمحون	نیست آن اِنّا جعلنا از برون
ترجمہ	یعنے انکی تہوڑیون تک طوق ہین	ہم ظاہر سے مگر با طوق ہین

شرح یہ اس آیت کی اشارہ ہے جو کافرون کی شان مین ہے اِنَّا جَعَلْنَا فِیْ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِیَ اِلَی الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُقْمَحُوْنَ یعنے اللہ تعالے فرماتا ہے کہ ہمنے کافرون کی گردن مین طوق ڈالے ہین جو انکی تہوڑیون تک پہنچے ہوئے ہین اسلیئے وہ کسیطرف پہر کر سر نہین ہلا سکتے۔ مطلب یہ ہے کہ کفار کا کفر انکے حق مین طوق یا لگام کے مانند ہے جسکی وجہ سے وہ آیات الٰہی اور ایمان کی طرف منہ پہیر کر نہین دیکھہ سکتے دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ آیت اِنَّا جَعَلْنَا مین طوق سے ظاہری نہین بلکہ باطنی طوق مراد ہین جو کفارون کی گردنون مین پڑے ہوئے ہین مگر انہین نظر نہین آتے۔

	خلفهم سدًّا فاغشینا هم	مے نہ بیند بند را پیش و پس او
ترجمہ	آگے پیچھے انکے اک دیوار ہے	اور نظر آتی نہین ہے کوئی شئے

شرح یہ اس آیت کا اقتباس ہے وَجَعَلْنَا مِنْ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَیْنٰهُمْ فَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ۔ یعنے ہمنے ایک دیوار کفار کے آگے بنا دی اور ایک دیوار انکے پیچہے۔ پہر انکی آنکھونکو

ڈھانک دیا کہ اُنہیں کچھ نظر نہیں آتا یعنے کفار کے لیئے ایمان کی طرف قدم بڑہانے کا رستہ بند ہے گویا آگے پیچھے دیوارین کھڑی ہین اور وہ آیات الٰہی کو ہر گز نہین دیکھ سکتے۔

رنگِ صحرا دارد آن سدّے کہ خاست ‏ ‏ ‏ ‏ او نمے داند کہ آن سدِّ قضاست

ترجمہ: صورتِ صحرا ہے سدّ پُر فضا ‏ ‏ ‏ ‏ وہ نہین ہے واقف سدّ قضا

شرح یعنے یہ سدّ (دیوار باطنی) جو کفار کے روبرو ہے رنگ صحرائے عظیم رکھتی ہے یعنے نہایت کشادہ اور وسیع ہے جسکی ابتدا انتہا کچھ نہین معلوم ہوتے اور چونکہ یہ دیوار غیبی اور سدِّ قضا ہے اسیلئے کوئی کافر اس دیوار کو جو حکم الٰہی سے اُسکے روبرو کھڑی ہے ہر گز معلوم نہین کر سکتا یا یہ معنے ہین کہ جسطرح صحرا مین وسعت اور فرو تازگی اور دلچسپی ہوتی ہے اسیطرح کفار کے سامنے کی دیوار دنیا اور خواہش نفسانی نہایت دلچسپ ہے کفار اس دیوار کو باعث مسرت جانتے ہین اور یہ نہین سمجھتے کہ یہ حکم ربی کی غیبی دیوار ہے جو اُنہین راہ حق مین قدم بڑہانے سے روک رہی ہے۔

شاہد تو سدّ روئے شاہد است ‏ ‏ ‏ ‏ مرشدِ تو سدّ گفت مرشد است

ترجمہ: تیرا شاہد سدِّ روئے یار ہے ‏ ‏ ‏ ‏ اور مرشد سامنے دیوار ہے

شرح پہلے شاہد سے کبر و ناموس یا دنیا یا شاہد مجازی مراد ہے جو آدمی کو نہایت محبوب ہے اور دوسرے سے شاہد حقیقی۔ اور پہلے مرشد سے شیطان اور نفس امّارہ اور دوسرے سے انبیاء و اولیا مراد ہین یعنے تکبر و ناموس یا دنیا یا مجازی معشوق جلوہ شاہد حقیقی کے آگے بمنزلہ دیوار ہے اور شیطان یا نفس امّارہ ارشاد مرشد کامل کے روبرو دیوار بنا ہوا ہے۔ جب تک یہ دیوار سامنے سے نہ گریگی جلوہ شاہد حقیقی یا مرشد کامل کے ارشادات سے فیض حاصل نہو گا۔ اور سالک ہمیشہ محروم رہیگا۔

اے بسا کفار را سودائے دین ‏ ‏ ‏ ‏ بندشان ناموس و کبر آن و این

ترجمہ: ہے بہت سے کافرون کو عشق دین ‏ ‏ ‏ ‏ سدِّ راہ دین ہے وہم آن و این

شرح آن و این سے خیالات فاسدہ اور تفکرات باطلہ مراد ہین اور سودا بمعنے اشتیاق و عشق ہے مطلب یہ کہ بہت سے کافرون کو باطنی طور پر دین حق قبول کر لینے کا شوق ہوا کرتا ہے مگر دنیوی ناموس و عزت وغیرہ کا خیال اُنکے پاؤن کی زنجیر ہو جاتا ہے جو دین حق کی طرف قدم نہین اُٹھانے دیتا۔

بند پنہان لیک از آہن بتر ‏ ‏ ‏ ‏ بند آہن را کند پارہ تبر

ترجمہ: بند پنہانی ہے آہن سے بتر ‏ ‏ ‏ ‏ ٹکڑے ٹکڑے اُسکو کرتا ہے تبرا

شرح یعنے وہ زنجیر جو کافرون کو باوجود اشتیاق دین حق کی طرف قدم بڑہانے سے روک رہی ہے بند باطنی

یعنے مخفی زنجیر ہے جو ظاہر مین نظر نہین آتی لیکن وہ مخفی زنجیر سختی اور مضبوطی مین لوہے سے زیادہ ہے کیونکہ لوہے کی زنجیر یا طوق وغیرہ کو تبر یعنے تیشہ یا سوہن وغیرہ ٹکڑے ٹکڑے کردیتا ہے۔ اور باطنی زنجیر کو بجز خدا کے اور کوئی نہین توڑ سکتا اسلیئے اس زنجیر کے توڑنے کو مرشد کامل کا وسیلہ ڈہونڈنا چاہیئے۔

	بند آہن را توان کردن جدا	بند غیبی را نداند کس دوا
ترجمہ	بند آہن دم مین ہوتا ہے جدا	بند غیبی کی نہین لیکن دوا

شرح یعنے لوہے کی ظاہری زنجیر کو توڑ سکتے ہین مگر باطنی زنجیر کا علاج بجز خدا کے اور کوئی نہین کرسکتا۔

	مرد را زنبور اگر نیشے زند	طبع او آن لحظہ بر دفعے تند
ترجمہ	بہڑ اگر کاٹے کسی انسان کو	دفع کردیتی ہے طبع چارہ جو
	زخم نیش اما چو از ہستی تست	غم قوی باشد نگردد درد سست
ترجمہ	نیش باطن سے ہوگا تن درست	بلکہ ہو جائے گا زخمی اور سست

شرح یہ دونو شعر بطور قطعہ بند ہین اور اسی گزشتہ مضمون کی توضیح ہے مطلب یہ کہ کوئی مکہی یا بہڑ کسی آدمی کے بدن مین کاٹ کہائے یا ڈنک مار جائے تو اُس آدمی کی طبیعت اسیوقت ڈنک نکال ڈالنے یا زخم کی تکلیف دفع کرنے کے لیے کوشش کرنے لگے گی۔ اور چونکہ یہ ظاہری ڈنک کی تکلیف ہے اسلیئے تہوڑی دیر مین یا توکسی دوا سے آرام ہو جاے گا یا خود طبیعت رجو طبیب بدن ہے اُس تکلیف کو دفع کردیگی لیکن ناموس وتکبر کی مکہی کے ڈنک کا زخم جو تیری ہی وجود موہوم کیجانب سے ہو علاج پذیر نہین ہوسکتا کیونکہ یہ باطنی زخم ہے اسکی تکلیف و درد کا ازالہ مشکل سے ہوتا ہے۔

	شرح این سینہ بیرون مے جہد	لیک مے ترسم کہ نومیدی دہد
ترجمہ	شرح اسکی چاہتا ہون تمام	خوف نومیدی ہے لیکن اے ہمام

شرح مولانا قدس سرہ فرماتے ہین کہ مین چاہتا تہا کہ اس بند غیبی کی شرح مفصل بیان کردن لیکن اس سے ڈرتا ہون کہ مخاطب ناامید ہو جائے اور گرفتار نفس یہ نہ کہنے لگے کہ میرے آگے تو بند غیبی موجود ہے جسکا کہلنا سخت مشکل ہے اب مین اپنے آپ کو محنت و ریاضت مین کیون ڈالون مجھے اس سے فائدہ ہی کیا ہوگا اسلیئے مولانا بند غیبی کی شرح چہوڑ کر اسکے توڑنے کی تدبیر آئندہ اشعار مین بتاتے ہین۔

	نے مشو نومید و خود را شاد کن	پیش آن فریادرس فریاد کن
ترجمہ	تو نہو نومید دلکو شاد کر	روبرو واحد کے فریاد کر

شرح یعنے ای مخاطب تو اس خیال سے کہ میرے آگے بند غیبی موجود ہے ناامید نہو بلکہ خوشی منا کہ ہم اسکے

ٹوٹ جانے کی تدبیر بتائے دیتے ہین وہ یہ ہے کہ اُس فریادرس (اللہ تعالے) کے آگے زاری و فریاد کیا کر اور اِس سد کے ٹوٹجانے کے لیئے اُسی سے مدد مانگ تارہ یہ غیبی دیوار جو نیکیون سے روک رہی ہے تیرے آگے سے ہٹ جائیگی

کاے محب عفو از ما عفو کن ‏ ‏ اے طبیب رنج ناسور کہن

ترجمہ بخشدے ساری خطائین اے محب ‏ ‏ توہی ناسور کہن کا ہے طبیب

شرح یعنے اللہ تعالے کے روبرو اِن لفظون مین فریاد کیا کر کہ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ یعنے الٰہا بتحقیق تو معاف کرنیوالا ہے اور معافی کو پسند کرتا ہے میرے گناہ معاف فرما۔ اے پُرانے ناسور (تکبر و عجب و ننگ و ناموس) کی تکلیف کے دفع کرنے والے مجھے ان باطنی بیماریون سے صحت دے۔

عکس حکمت آن شقی را یاوہ کرد ‏ ‏ خود مبین تا بر نیارد از تو گرد

ترجمہ عکس حکمت سے ہوا کاتب شقی ‏ ‏ تو تکبر چھوڑ دے اے مدعی

شرح یہ شعر گویا قصہ کا بقیہ ہے اور شقی سے وہی عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح مراد ہے جو پہلے کاتب وحی تھا اور مرتد ہوکر پھر مسلمان ہوگیا تھا اِس صورت مین عبد اللہ کو شقی کہنا مرتد ہوجانے کی حالت کے لحاظ سے ہے بعد ارتداد مسلمان ہونیکے لحاظ سے نہین نیز ممکن ہے کہ لفظ شقی سے مطلقًا بدبخت آدمی مراد ہو اسصورت مین شعر کے یہ معنے ہین کہ کبھی شقی پر بھی عکس حکمت وارد ہوجاتا ہے لیکن چونکہ وہ ازلی شقی ہوتا ہے اسلیئے اور زیادہ بیہودہ ہوجاتا ہے اور تکبر اُسے گمراہ کردیتا ہے۔ چنانچہ عبد اللہ اپنی شقاوت کے سبب گمراہ ہوا اور ازلی سعید (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) کی زبان مبارک سے بھی یہی آیت (فتبارک اللہ احسن الخالقین) صادر ہوی تھی جسکو سنکر پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا کہ حق عمر کی زبان پر بولتا ہے۔ اور یہ آیت بھی اسیطرح نازل ہوی ہے۔ دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ ایمخاطب خود بین اور متکبر نہوتا کہ یہ خود بینی تجھے ہلاک نہ کردے بر نیارد کا فاعل خود بینی ہے جو خود مبین مین ضمنًا مذکور ہے۔ اور گرد بر آوردن فارسی محاورہ ہے بمعنے ہلاک کردینا۔

اے برادر بر تو حکمت جاریہ ست ‏ ‏ آن ز ابدال ست و بر تو عاریہ ست

ترجمہ پڑ گیا ہے عکس حکمت تجھپہ گر ‏ ‏ یہ طفیل اولیا ہے سر بسر

شرح مولانا فرماتے ہین کہ اے مخاطب تجھپر جو حکمت الٰہی اور کشف و الہام وغیرہ کا فیضان ہوتا ہے یہ سب ابدال اور تیرے مرشدان کامل کا طفیل ہے ہان تجھپر بطور عاریت وارد ہوجاتا ہے۔ کیونکہ تو ہنوز مرتبۂ بشریت مین ہے

گرچہ در خود خانہ نورے یافت ست ‏ ‏ آن ز ہمسایہ منور تافت ست

ترجمہ گھر مین گو پھیلا ہوا رہتا ہے نور ‏ ‏ ہے مگر خورشید کا یہ سب ظہور

شرح یعنے گھر مین جو روشنی پائی جاتی ہے یہ ہمسایۂ منور (آفتاب روشن) کے طفیل سے ہے ذاتی نہین ہے

شکر کن غرہ مشو بینی مکن — گوش دار و ہیچ خود بینی مکن

ترجمہ: شکر کر غرہ نہ کر اے پر غرور — چھوڑ خود بینی کو گر ہے با شعور

شرح بینی کندن بمعنے انکار کرنا اور ناک مارنا ہے پہلے مصرع مین مکن بفتح الکاف اور دوسرے بالضم۔ یعنے مرشدان کامل کے طفیل سے تجھپر جو حکمت آلہی یا کشف و الہام کا فیضان ہوتا ہے اس نعمت پر خدا کا شکر کرو اور اُسکو اپنی ذاتی قوت سمجھکر متکبر نہو اور اثر صحبت مرشد سے انکار نہ کر یہ ہماری نصیحت ہمیشہ کے لیے باور رکھہ اور کبھی خود بینی نکر ورنہ انجام اچھا نہوگا۔ ہیچ بمعنے ہیچ وقت ہے۔

صد دریغ و درد کاین عاریتے — معجبان را دور کرد از اُمتے

ترجمہ: حیفا ہے اس کبر نے اے پر غرور — معجبون کو کر دیا اُمت سے دور

شرح اگر عاریتے اور اُمتے مین یائے مجہول ہے تو عاریت سے وہی حکمت مراد ہے جو بطور عاریت و مستعار مرشد کامل کے طفیل سے مرید کو حاصل ہو جاتی ہے اور اُمتے بمعنے اُمت مقبولہ ہے یعنے صد حیف کہ اُس حکمت یا نور آلہی نے جو بطور عاریت حاصل ہوتا ہے متکبرون کو اُمت مقبولہ سے الگ کر دیا ہے۔ مرتد بنا دیا ہے یعنے وہ اس حکمت کو اپنی ذات کا عطیہ سمجھکر گمراہ ہو گئے ہین اور اگر دونو جگہ یائے معروف ہے تو عاریتی مین یائے نسبتی ہے اور اُمتی مین مصدری یعنے ہزار افسوس اُس حکمت نے جو منسوب بسوے عاریت ہے متکبرون کو اُمت مقبول ہونے سے نکالدیا ہے مطلب دونو کا ایک ہے۔

من غلام آنکہ او در ہر رباط — خویش را واصل نداند بر سماط

ترجمہ: مین ہون ایسے شخص کا دل سے غلام — باکمالی کو جو سمجھے نا تمام

شرح رباط مسافر خانہ۔ سرائے اور مجازاً بمعنے منزل اور سماط بمعنے خوان نعمت ہے۔ یعنے مولانا بطور وعظ یہ کہتے ہین کہ مین ایسے سالک کا غلام اور مداح ہون کہ جو راہ سلوک کی منزلون مین سے کسی منزل کو طے کرکے یہ نسمجہے کہ وصال حقیقی کے خوان نعمت پر پہنچگیا ہون ایسا جاننے سے دل مین تکبر پیدا ہو جائے گا۔ اور طلب کمال مین قصور واقع ہوگا۔ کیونکہ جو شخص اپنے آپ کو کامل سمجھنے لگتا ہے وہ ہمیشہ ناقص رہتا ہے۔

بس رباطے کہ بباید ترک کرد — تا بمسکن دررسد یک روز مرد

ترجمہ: چاہیئن طے کرنی لاکھون منزلین — مرد کی آسان ہون تا مشکلین

شرح یعنے سالک کو بہت سی منزلین طے کرنے اور پیچھے چھوڑ دینی چاہیئن تاکہ ایک دن منزل مقصود یعنے مقام فنا تک جا پہنچے اگر ہر منزل مین اپنے آپ کو واصل سمجھہ لیگا تو مقام وصال سے محروم رہجائیگا مطلب یہ کہ خدا کے رستہ مین ہمیشہ کوشش کرنی چاہیئے جو اپنے آپ کو واصل سمجھ لیتے ہین وہ منزل مقصود تک نہین پہنچتے۔

گرچہ آہن سرخ شد او سرخ نیست　　پر تو عاریت آتش زنی ست

ترجمہ: لال گو ظاہر مین لوہا ہو گیا　　ہے یہ لیکن پر تو سب آگ کا

شرح یعنے اگرچہ لوہا بھٹی مین پڑ کر سُرخ ہو جاتا ہے مگر یہ سُرخی اُسکی ذات مین نہین ہے بلکہ بطور عاریت یہ آگ جلانے کا طفیل یا پرتو ہے کہ لوہا سُرخ ہو جاتا ہے اسیطرح سالک شعلۂ نور مرشد کامل کے نور کا عکس ہوا کرتا ہے یہ مادّہ سالک مین ذاتی نہین ہوتا۔ یہ مضمون گزشتہ کی پہلی مثال ہے اور آتش زنی بیائے معروف بمعنے آگ جلانا ہے

گر شود پر نور روزن یا سرا　　تو مدان روشن مگر خرشید را

ترجمہ: ہو اگر پر نور روزن یا سرا　　اسکو تو پر تو سمجھ خرشید کا

شرح یعنے اگرچہ گھر کا روشندان یا خود گھر روشن ہوا کرتا ہے مگر تو ذاتی طور پر اُس گھر یا روشندان کو منور نسمجھ بلکہ در اصل یہ سورج کی روشنی کا عکس ہے یعنے روزن خود روشن نہین ہے بلکہ آفتاب روشن نے ہر شے کو روشن کر رکھا ہے اسیطرح سالک کی روشنی مرشد کے آفتاب باطن کا عکس ہوا کرتا ہے یہ اسی مضمون کی دوسری مثال ہے

ہر در و دیوار گوید روشنم　　پر تو غیرے ندارم این منم

ترجمہ: کہتے ہین دیوار و در روشن ہین ہم　　غیر کا ہمپر نہین ہر گز کرم

شرح یعنے جب آفتاب کا عکس پڑتا ہے تو ہر در و دیوار بزبان حال یہ کہا کرتا ہے کہ مین اپنی ذات سے روشن ہون مجھپر کسی دوسرے کا عکس نہین پڑا۔ اور یہ روشن و منور جو کچھ ہون مین ہی ہون۔

پس بگوید آفتاب اے نارشید　　چونکہ من غائب شوم آید پدید

ترجمہ: اور یہ کہتا ہے مہر آسمان　　حال کھلجائیگا جب ہونگا نہان

شرح یعنے در و دیوار کا گزشتہ دعوے سنکر آفتاب یہ کہتا ہے کہ اے گم کردہ راہو اے بے وقوفو جسوقت مین غائب ہو جاؤنگا اور رات آجائیگی اسوقت ظاہر ہو جائے گا کہ مین سچا ہون اور تم اپنے دعوے مین بالکل جھوٹے ہو۔ تمہاری روشنی ذاتی نہین ہے بلکہ میرا عکس ہے نکتہ متکبر سالک کا یہی حال ہے کہ وُہ اُس نور باطنی کو جو بطفیل مرشد کامل حاصل ہوتا ہے ازراہ تکبر و تفاخر ذاتی سمجھنے لگتا ہے لیکن جب مرشد کی صحبت سے اپنے تکبر کے باعث دور ہو جاتا ہے تو معلوم کرلیتا ہے کہ فی الواقع وہ نور اُسی کے نور باطن کا عکس تھا۔ اسلیے ازراہ تکبر مرشد سے دور ہونا اور اپنی ذات کو کامل سمجھ لینا ابدی محرومی کا باعث ہے۔

سبزہا گویند ما سبز از خودیم　　شاد و خندانیم بس زیبا خدیم

ترجمہ: پھول پھلواری یہ کہتے ہین کہ ہم　　خوب رو ہین شاد و خندان ہین بہم

شرح۔ سبزہا جمع سبزہ سے سبزۂ گلشن رنگ برنگ بوٹیان اور پھول پھلواری مراد ہین۔

فصل تابستان بگوید اے امم | خویش را بینید چون من بگذرم

ترجمہ: اور یہ سنکر کہتی ہے فصل بہار | جب گزر جاؤنگی ہو جاؤگے خار

شرح یہ دونو شعر قطعہ بند ہین۔ اور تابستان بمعنے فصل بہار اور زیباخد بمعنے خوب رو ہے۔ یعنے موسم بہار کی سبز چیزین بزبان حال یہ کہتے ہین کہ ہم ذاتی طور پر سرسبز اور شادوخندان اور خوب رو ہین ہماری یہ خوبیان کسیکی دی ہوی نہین بلکہ ذاتی ہین۔ اسکے جواب مین فصل بہار یہ کہتی ہے کہ اے سبزہ کی جماعتو۔ تم اپنی خوبی کا حال اور اپنے دعوے کا جہوٹ سچ اسوقت دیکھہ لوگے جبکہ مین گزر جاؤنگی اور تمہاری تروتازگی بالکل جاتی رہیگی مطلب یہ کہ سبزہ کی خوبی ذاتی نہین ہے بلکہ فصل بہار کا عطیہ ہے۔ اسیطرح سالک کا نور مرشد کامل کا عطیہ ہوتا ہے۔ یہ اسی مضمون کی تیسری مثال ہے۔ جسکی دو مثالین پہلے گزر چکی ہین۔

تن ہمے نازد بخوبی و جمال | روح پنہان کردہ فر و پر و بال

ترجمہ: جسم کو ہے ناز خوبی و جمال | روح کا پنہان ہے پر و فر و بال

گویدش اے مزبلہ تو کیستی | یکدو روز از پر تو من زیستی

ترجمہ: کہتی ہے ناپاک سٹ تو کون ہے | ایکدو دن تجہہ میری عون ہے

شرح یہ دونو شعر بہی گزشتہ کی طرح قطعہ بند ہین اور اسی مضمون کی چوتہی مثال ہے اور لفظ فر بمعنے شان و نور و پرتو ہے اور پر و بال بمعنے طاقت و قوت غیبی و لطافت و حسن ہے اور مزبلہ۔ کوڑی۔ ڈلاؤ یا ناپاک جگہ کو کہتے ہین۔ مطلب یہ کہ بدن اپنے جمال و خوبی پر ناز کرتا ہے اور روح اپنے نور و شان اور قوت کو چہپائے ہوئے ہے اور زبان حال سے یہ کہتی ہے کہ اے جسم ناپاک میرے مقابلہ مین تو کون ہوتا ہے تیری ہستی کیا ہے تو ایک ناپاک چیز ہے اور تجہہ مین جسقدر خوبیان ہین وہ سب میری ہی بدولت ہین ارے کمبخت تو میرے ہی طفیل مین چندروز عیش کر لیتا ہے۔ تیرے تمام خوبیان میری ہی عطا کی ہوی ہین۔ اسیطرح سالک طریقت بمنزلہ جسم اور مرشد بمنزلہ روح ہے سالک کا نور باطن مرشد کے نور باطن کا پرتو ہوا کرتا ہے۔

غنج و نازت مے نگنجد در جہان | باش تا کہ من شوم از تو جہان

ترجمہ: ناز تجکو ہے بہت گو بالیقین | ٹہیر جاتا مین نکل جاؤن کہین

شرح غنج بمعنے ناز و کرشمہ اور اعتدال حرکات معشوق ہے نیز پہلے مصرع مین جہان بمعنے عالم ہے اور دوسرے مین جہان بمعنے جہندہ یعنے روح بدن سے یہ کہتی ہے کہ اے جسم خاکی تیرا ناز و کرشمہ گو تمام عالم مین نہین سماتا یعنے تو نہایت متکبر و مغرور ہے لیکن چندروز صبر کر تاکہ مین تجہے چہوڑ کر پرواز کر جاؤن اسوقت دیکہنے والون کو معلوم ہو جائیگا کہ تیرے ناز و کرشمہ کہان گئے۔

گرم دارانت ترا گورے کنند ۔ کش کشانت در تنگ گور افگنند

ترجمہ: دوست تیرے جتنے ہین بے شبہ و شک ۔ کھینچ لیجائینگے تجکو گور تک

شرح گرم دار بمعنے دوست ہے جو محبت مین سرگرم ہو اور کنند بفتح الکاف کند یدن سے مشتق ہے مطلب یہ کہ روح بدن سے کہتی ہے کہ میرے پرواز کر جانے کے بعد جو تیرے بڑے سرگرم دوست ہین وہی تیری قبر کھود دینگے۔ اور تجھے کھینچ کھانچکے گور کے گڑھے مین ڈالدینگے۔

تا کہ چون در گور یارانت کنند ۔ طعمہ موران و مارانت کنند

ترجمہ: اور کرینگے تجھے خود تیرے یار ۔ اپنے ہاتون لقمۂ موران و مار

بینی از گند تو گیرد آن کسے ۔ کہ بہ پیش تو ہمے میرد بسے

ترجمہ: ناک پر بد بو سے پھر رکھ لینگے ہاتھ ۔ وہ جو یہان رہتے تھے ہر دم ساتھ ساتھ

شرح یعنے روح بدن سے کہتی ہے کہ جب تیرے یار دوست تجھے گور مین ڈال آئینگے اور تو چیونٹیون اور سانپون کی خوراک بنجائے گا اور لاش سڑ جائیگی۔ تو تیرے بد بو سے وہ لوگ بھی ناک بند کرنے لگین گے جو زندگی مین تجھپر مرتے تھے اور تجھے نہایت محبوب سمجھتے تھے۔ کیونکہ مرنیکے بعد کوئی کسیکا نہین ہوتا۔

پرتو روح ست نطق و چشم و گوش ۔ پرتو آتش بود در آب جوش

ترجمہ: روح کا پرتو ہے چشم و نطق و گوش ۔ آگ کی تاثیر ہے پانی کا جوش

شرح یعنے بولنا اور دیکھنا اور سننا روح کا پرتو اور اُسکا اثر ہے جیسا کہ پانی مین جوش آجانا آگ کا اثر ہے آگ نہوگی تو پانی مین جوش ہرگز نہ آئیگا۔ اسیطرح روح نہوگی تو بولنا دیکھنا سُننا ناممکن ہوجائیگا۔

آنچنان کہ پرتو جان بر تن ست ۔ پرتو ابدال بر جان من ست

ترجمہ: روح کا پرتو ہے تن پر جسطرح ۔ پرتو نیکان ہے مجھپر اسطرح

شرح یہ گزشتہ شعر کا نتیجہ ہے یعنے مولانا یہ فرماتے ہین کہ جیسا کہ روح کا اثر بدن پر پڑتا ہے اسیطرح ابدال کا اثر روح پر پڑتا ہے یعنے روحانی زندگی اور انوار قلبی اور اسرار الٰہی یہ سب ابدال کی نظر کرامت اثر کا عکس ہین سالک کو روحانی زندگی انہین کے طفیل ملتی ہے اسلیئے یہ لوگ روح الروح یعنے بمنزلۂ جان جان ہین **فائدہ** یہ پہلے بھی بیان ہوچکا ہے کہ ابدال اولیاء اللہ کا ایک خاص گروہ ہے جنکی تعداد سات ہے ہر اقلیم مین ایک ابدال ہوتا ہے اقلیم اول کا ابدال حضرت ابراہیمؑ کا ہمقدم اور اقلیم دوم کا حضرت موسےٰ کا ہم قدم تیسری کا حضرت ہارون کا ہم قدم۔ اقلیم چہارم مین حضرت ادریس کا ہم قدم پانچوین مین حضرت یوسف کا ہم قدم چھٹی مین حضرت عیسےٰ کا ہم قدم ساتوین مین حضرت آدم کا ہم قدم ابدال موجود ہے اور ساتون ولایتین

انہین سالکون کے سبب فیضیاب ہوتے ہین اور یہی لوگ بمنزلہ جان جان اور روح الروح ہین ۔

جان جان چون وا کشد پا را ز جان	جان چنان گردد کہ بیجان تن بدان
ترجمہ جان سے ہو گر عکس جانِ جان نہان	جان تنِ بیجان ہے بہر بیجان

شرح جان جان سے ابدال اور اولیاء اللہ مراد ہین اور اگر ذات الٰہی مراد لی جائے تو یہی درست ہے مطلب یہ کہ اگر اولیاء اللہ طالب کی جان سے دینے فیضان کا قدم اُٹھا لین یا اللہ تعالے رحمت کا قدم اُس سے دور رکھے تو طالب کی جان تن بیجان کی طرح ناکارہ رہجائے بہرحال اللہ تعالے کی تائید اور اولیاء کے فیضان بغیر سالک سے انانیت نہین جاتی اسلیے اُسکو چاہیئے کہ اللہ تعالے کے سامنے ذلیل اور مرشد کے سامنے نیازمند رہے

سر ازان رو مے نہم من بر زمین	تا گواہے من بود در یوم دین
ترجمہ اسلیئے رہتا ہوئین سر بر زمین	شاہد روز جزا ہو تا زمین

شرح چونکہ اللہ تعالے کے سامنے ذلیل بنجانا فرض ہے اسلیئے مولانا بطور نصیحت عام یہ فرماتے ہین کہ ہم اسواسطے زمین پر اپنا منہ رکھے رہتے ہین (خدا کو سجدہ کرتے ہین) کہ قیامت کے دن زمین ہماری گواہ بنجائے کہ ہم خدا کے روبرو ذلیل اور اُسکے بندگان کامل کے نیازمند رہے ہین۔ یہ عاجزی ہمارے انانیت کو کھودے گی۔

یوم دین کہ زلزلت زلزالہا	این زمین باشد گواہِ حالہا
ترجمہ زلزلے مین جسدن آئیگی زمین	شاہد حالات ہوگی بالیقین

شرح پچھلے شعر مین یہ دعوے کیا گیا تہا کہ قیامت کے دن زمین ہماری گواہ ہوگی اس شعر مین زمین کے نطق وگواہی کو جو جمادات مین سے ہے قرآن مجید کی آیت سے ثابت کیا گیا ہے یعنے قیامت کے دن جبکہ زمین سخت حرکت کے ساتہ ہلائی جائیگی تو یہی زمین بندون کے حال کی گواہ بنجائے گی اور انہون نے روے زمین پر جو کچھ کیا ہے سب ظاہر کردیگی اسلیئے ہمین تکبر چھوڑکر عجز اختیار کرنا چاہیئے تاکہ زمین ہماری عاجزی کی گواہ ہو

کو تحدث جہرۃ اخبارہا	در سخن آید زمین و خارہا
ترجمہ باطنی خبرین بتا دیگی تمام	بے زبان کرنے لگین گے سب کلام

شرح یعنے قیامت کے دن زمین بزبان فصیح ساری خبرین بیان کردیگی اور زمین کے ساتہ اُسکے کانٹے اور ببول اور شجر اور حجر سب بولنے لگین گے یہ دونو شعر اس آیت کی طرف اشارہ کرتے ہین اذا زلزلت الارض زلزالہا۔ سے لیکر آخر سورۃ یعنے قیامت کے دن زمین ہلائی جائیگی اور اپنے تمام خزانے یہانتک کہ قبرون کے مردے نکال پہینکے گی اور انسان از روے حیرت یہ کہے گا کہ اسکو کیا ہوگیا ہے اُسدن زمین اپنی تمام خبرین یعنے نیک و بد عمل جو اُسپر کیے گئے ہین سب بتادیگی اور یہ حالت دوسری بار صور پہونکنے مین ہوگی۔ زمین کے بولنے

کی کیفیت مین اختلاف ہے بعض نے کہا ہے کہ زمین زبان حال سے کلام کریگی اور معتزلہ نے کہا ہے
کہ اسکو زبان مقال عنایت ہوگی اہل سنت کا قول ہے کہ اللہ تعالےٰ زمین کو حیوان ناطق و عاقل بنا دیگا۔

	فلسفی منکر شود در فکر و ظن		گو برو سر را بدان دیوار زن
ترجمہ	فلسفی جو کام لے انکار سے		اُس سے کہدو مار سر دیوار سے

شرح لفظ فلسفہ اور فلسفی کی تحقیق پہلے گذر چکی ہے اہل فلسفہ عرف مین اُس قوم کو کہتے ہین جو اپنے فکر کی مدد سے بلا اتباع انبیا معقولات کو حاصل کرتے ہین اور جس چیز تک اُنکے فکر کی نظر پہنچتی ہے اُسکو قبول کر لیتے ہین اور جو اُنکے خلاف ہوتی ہے اُسکو رد کر دیتے ہین۔ یہ تمام گروہ فاسدالاعتقاد اور سب کے سب حشر اجساد اور نطق جماد کے منکر ہین مطلب شعر یہ ہے کہ فلسفی اپنے فکر و گمان مین بیجان چیزون کے بولنے کا منکر ہے مگر اُس سے کہدینا چاہیئے کہ اگر قیامت کے دن زمین وغیرہ کا بولنا سمجھ مین نہین آتا تو دیوار سے اپنا سر دے مار ہم ایسے بے وقوف کو جو قدرت الٰہی کا منکر ہو اسرار کی باتین نہین سمجھا سکتے کیونکہ وہ ایمانی عقل سے خارج ہے

	نطق آب و نطق خاک و نطق گل		ہست محسوس حواس اہل دل
ترجمہ	خاک کے پانی کی مشت گل کی بات		جانتے ہین اہل دل اے خوش صفات

شرح یعنے پانی اور خاک اور مٹی کا بولنا وہی لوگ معلوم کر سکتے ہین جو اولیاء اللہ اور اہل دل ہین چنانچہ ابو نعیم عبداللہ ابن غسیل سے روایت کرتے ہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا عباس رضؓ اور دیگر اہل بیت کو اک مکان مین جمع کیا اور اُنکو اک چادرہ سے ڈہانک لیا اور پہر یہ فرمایا کہ اے اللہ یہ میرے اہل بیت ہین انکو دوزخ کی اگ سے اسیطرح محفوظ رکھہ جیسے مینے چادر سے ڈہانک لیا ہے پہر اُس مکان کے دیوار و در اور مٹی پتہر کی زبان سے لفظ آمین نکلا اور تمام حاضرین نے اپنے کانون سے اچھی طرح سُنا۔

	فلسفی کو منکر حنانہ است		از حواس انبیا بیگانہ است
ترجمہ	فلسفی جو منکر حنانہ ہے		انبیا کے حال سے بیگانہ ہے

شرح یعنے فلسفی جو ستون حنانہ کے رو دینے کا منکر ہے اسکا یہ سبب ہے کہ وہ اُن باطنی حواس سے بیگانہ ہے جو انبیا اور اولیا کو ملے ہین اسلیئے جو بات عقل مین نہین آتی اُسکا انکار کر دیتا ہے ستون حنانہ کا قصہ پہلے گزر چکا ہے

	فلسفی گوید ز معقولات دون		عقل از دہلیز مے ناید برون
ترجمہ	عقل کا پابند ہے گو فلسفی		عقل دروازہ سے باہر کب گئی

شرح یعنے فلسفی معقول کے مسئلے بیان کرتا ہے جو اسرار غیبی کے مقابلہ مین بالکل پست اور کم درجہ کے ہین کیونکہ عقل کی پرواز اُس جانور کی سی ہے جو گہر ہی گہر مین اُڑتا ہے اور دہلیز سے باہر نہین جا سکتا۔

	گوید او کہ پرتو سودائے خلق		پس خیالات آورد در رائے خلق
ترجمہ	وہ یہ کہتا ہے کہ سودائے محال		دلمین سے آتا ہے نا ممکن خیال

شرح یعنے فلسفی یون کہتا ہے کہ اثر جنون جو مجاہدے اور گرسنگی کے سبب سے پیدا ہوجاتا ہے خلقت کے ذہن مین کچھ کچھ مجنونانہ خیالات پیدا کردیتا ہے اور لوگ اُسے مالیخولیا کے باعث نطق جمادات کے قائل ہوجاتے ہین۔ کیونکہ شدت گرسنگی مین معدہ سے بخارات اُٹھکر دماغ کو لگتے ہین۔ اور مالیخولیا ہوجاتا ہے اور صوفیون نے اس جنون یا مالیخولیا کا نام کشف وکرامت کہہ لیا ہے مولانا قدس سرہ آیندہ شعر مین اِسکا جواب دیتے ہین۔ بلکہ فلسفی ہی کو مجنون ثابت کرتے اور اُلٹا پاگل بناتے ہین۔

	بلکہ عکس آن فساد و کفر او		این خیال منکرے راز د برو
ترجمہ	بلکہ عکس کفر و اضلال و ضلال		ڈالتا ہے اُسکے دل مین یہ خیال

شرح یعنے اولیاء اللہ فی الواقع سودائی یا مجنون نہین ہین بلکہ فلسفی کے بُرے عقیدے اور باطنی کفر نے اولیاء اللہ کی نسبت اس بُرے خیال کو اُسکے مُنہ پر ماردیا ہے یعنے یہ فلسفی ہی کے ذاتی کفر اور بُرے خیالات اور ازلی جنون کا عکس ہے کہ اُسے اولیاء اللہ بُرے خیال والے اور سودائی نظر آتے ہین اور اُنکی نسبت فلسفی کا ذہنی خیال بُرے لفظون کے سات مُنہ سے ظاہر ہوتا ہے مطلب یہ کہ چونکہ فلسفی نطق جمادات کو اپنے کانون سے نہین سن سکتا اسیلئے اولیاء اللہ اور نطق جمادات کے قائلون کو مجنون سمجھتا ہے حالانکہ وہ خود ازلی سودائی اور ایمانی عقل سے خارج ہے۔

	فلسفی مر دیو را منکر بود		در ہما ندم سخرۂ دیوے شود
ترجمہ	فلسفی شیطان کا جب منکر ہوا		بندۂ شیطان ہوا کافر ہوا

شرح یعنے تمام فلسفی شیطان بلکہ عموماً اقسام جن کے منکر ہین۔ لیکن جسوقت کوئی فلسفی شیطان کا انکار کرتا ہے اُسیوقت شیطان کے پہندے مین گرفتار ہوجاتا ہے پس تو گویا شیطان کا انکار کرنا خود شیطان کے پہندے مین گرفتار ہوجاتا ہے یعنے شیطان ہی برے سو سے ڈالکر ایسے بدخیالات دلمین پیدا کردیتا ہے فائدہ سلوک کے سات مرتبے ہین اوّل مرتبہ جسم ہے یعنے آدمی جسوقت کہانے اور سونے کو کم کردیگا اور مخلوق سے گوشہ گزین جائے ہوگا اور اپنے خیالات کو مالا یعنے سے محفوظ رکہیگا تو اسکو عجیب عجیب صورتین نظر آنے لگین گی اور جن [illegible] ہر کیسکے احوال سے واقف ہوجائیگا۔ کیونکہ ہر عمل کا اثر ضرور ہوتا ہے اور ترک خور و خواب ایسا عمل ہے جسکا اثر انکشاف حقایق ہے جس سے فلک اول تک کے حالات معلوم ہوسکتے ہین اور فرشتے دوست بنجاتے ہین البتہ اسکا عامل فلک اول سے اوپر ترقی نہین کرسکتا۔ اس قسم کے کشف مین مومن اور یہود و نصارے

سے یہان سب شریک ہین۔ نیز اس مرتبہ پر مواظبت کرتے کرتے کوئی شخص مرگیا تو زمرۂ اولیا مین نہ گنا جائیگا
اسلیئے دوسرے مرتبہ ترقی کرنی ضرور ہے اور اس دوسری مرتبہ کا نام مرتبۂ نفس ہے جو تزکیۂ نفس بطریق شریعت
محمدی سے حاصل ہوتا ہے جب اتباع شریعت اور گزشتہ ریاضت کے باعث باطنی صفائی حاصل ہو جائیگی
تو روحانیات اور عجائبات ملکوتیہ نظر آنے لگین گے مگر چونکہ اس مرتبہ مین تلوّن بشریت موجود ہے اسلیئے
تیسری مرتبہ پر ترقی کرنے کی ضرورت ہوگی وہ مرتبۂ قلب ہے جو بلا ترسب مرشد کامل سالک کے قوائے
نفسانی اور طبعی کو قوائے قلبیہ سے بدلدیتا ہے۔ اسوقت اُسے اہل دل کہہ سکتے ہین اور وہ زمرۂ ابرار مین داخل
ہوجاتا ہے مگر چونکہ قوت قلبیہ نہایت اعلے درجہ کی ہوتی ہے اسلیئے چوتھے مرتبہ کی طرف ترقی کرجاتی ہے اسکا
نام مرتبۂ سِر ہے جسمین مرشد کے بتائے ہوے ذکر قلبی اور جہر سے سالک کے باطنی قوی کو لطافت حاصل
ہوتی ہے۔ اسکا نام سِر ہے۔ اسوقت سالک ملکوتیون مین شامل ہوکر مستجاب الدعا اور مرتبہ اوتاد مین داخل
ہوجاتا ہے۔ اور بسا اوقات اُسپر جذبۂ الٰہی طاری ہوتا ہے جس سے وہ انا الحق بھی کہہ اُٹھتا ہے مگر چونکہ
اس مرتبہ مین وصال حقیقی ناممکن ہے اسلیئے پانچوین مرتبہ پر ترقی کرنی فرض ہے اسکا نام مرتبۂ روح ہے۔
سالک اسوقت جذبۂ رحمانی کے باعث اپنے قلب سے انا الحق اور ماسوے اللہ سب کی نفی کردیتا ہے۔ اور
روح صفات الٰہی کے ساتھ متجلی ہوجاتی ہے اسوقت اُسے جنت کا اشتیاق اور دوزخ کا خوف کچھ نہین رہتا
اور اُسکا علم لدنی ہوجاتا ہے اور وہ ملائکہ اور ارواح انبیا کے ساتھ متکلم ہوتا ہے پھر یہان سے جذب الٰہی
چھٹے مرتبہ کی طرف کھینچ لیتا ہے اسکا نام مرتبۂ خفا ہے جو سالکین کا انتہائی اور واصلین کا ابتدائی مرتبہ ہے
اور اس مرتبہ کا نام جبروت ہے اسوقت دوئی نہین رہتی۔ بلکہ واصل اس مرتبہ مین فانی فی اللہ ہوکر مرتبۂ عینیت
حاصل کرلیتا ہے۔ اسکو مرتبہ فنا بھی کہتے ہین اور یہ اقطاب کا مرتبہ ہے اسکے بعد جذب رحمانی ساتوین مرتبہ
کی طرف کھینچتا ہے اسکا نام غیب الغیوب ہے یعنے مرتبہ فنا فی اللہ و بقا باللہ جسمین واصل محو مطلق ہوجاتا ہے
اور اُسے کچھ شعور نہین رہتا۔ اس مرتبہ کا نام مقام محمدی ہے اور ایسے شخص کو امام زمانہ کہتے ہین خلاصہ
یہ کہ ان مرتبون مین سے فلسفی کو جو اپنی عقل کا پابند ہے کوئی مرتبہ حاصل نہین ہوسکتا۔

گرندیدی دیو را خود را ببین	بے جنون نبود کبودی بر جبین
ترجمہ: تیری ہستی خود ہے شیطان کی دلیل	بے جنون ماتھے پہ کب ہوتا ہے نیل

شرح یہ شعر پہلے مضمون کی ترقی ہے یعنے اے فلسفی شیطان کا ذکر کئی جگہ قرآن مجید مین ہے اور جنات
کی شان مین سورۂ جن موجود ہے جنات خواص کیا بعض عوام کو بھی نظر آجاتے ہین لیکن تو اگر منکر شیطان
ہے تو یہ سمجھ لے کہ گرفتار وسوسۂ شیطانی ہے بلکہ تو خود شیطان ہے اگر تو نے شیطان کو نہین دیکھا تو اپنے

اپنے آپ کو دیکھے۔ کیونکہ کفر و انکار سب شیطانی افعال ہین اور دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ کیسے ملتے ہیں بلا مرض جنون نیل نہین پڑا کرتا۔ کیونکہ دیوانہ آدمی بے شعوری کے باعث اپنا سر زمین یا پتھر پر دے مارتا ہے اور اس سے پیشانی پر نیل پڑجاتے ہین اسیطرح اے فلسفی جب تو غور سے دیکھیگا تو اپنے اعتقاد کی پیشانی پر تجھے خود گمراہی کے نیل پڑے ہوئے نظر آئین گے۔ اور تو اپنی ذات مین باطنی جنون کو معلوم کریگا یعنے اے گمراہ فلسفی تیرے ماتھے پر کلنک کا ٹیکا لگا ہوا ہے

	ہر کرا در دل شک بے جانی ست		در جہان او فلسفی پنہانی ست
ترجمہ	اہل شک ہے یا ہے بیجان جو کوئی		ہے زمانہ مین وہ پنہان فلسفی

شرح بے جانی بمعنے بیروحی و سستی و ضعف اعتقاد ہے یعنے جسکے دل مین نطق جمادات کی نسبت شک یا وجود شیطان و جن کے متعلق ضعف اعتقاد ہے وہ چھپا ہوا فلسفی ہے گو ظاہر مین اپنے آپ کو مسلمان یا اہل سنت کہتا ہے۔ اکثر شیعہ کشف اولیاء اللہ کے اور جبریہ و قدریہ حشر اجساد کے منکر ہین۔

	مے نماید اعتقاد او گاہ گاہ		آن رگ فلسف کند رویش سیاہ
ترجمہ	گو دکھاتا ہے عقیدت گاہ گاہ		فلسفہ کرتا ہے اسکا منہ سیاہ

شرح یعنے گو مخفی فلسفی گاہ گاہ عقیدہ درست ظاہر کرتا ہے مگر انجام کار رگ فلسفی اسکا منہ کالا کر دیتی ہے یعنے وہ وجود شیطان و جنات کا انکار ہی کر دیتا ہے رگ سے مراد مادہ ہے۔ ابو العباس ابن تیمیہ کا قول ہے کہ وجود جنات پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے اور علے ہذا القیاس یہود و نصاری بھی اُنکے وجود کے قائل ہین ہاں مسلمانوں اور اہل کتاب کے بعض فرقے منکر بھی ہین نیز انبیاء علیہم السلام نے متواتر اُنکے وجود کی خبرین سنائی ہین **فائدہ** جنات کی تین قسمین ہین **اول عفاریت**۔ جو مسلمانوں کے شہر میں داخل نہین ہوتے بلکہ جنگلون اور جزیرون مین رہتے ہین کیونکہ اُنکے ہیبت ناک صورت کے دیکھنے کا انسان متحمل نہین ہو سکتا۔ **دوم اراذل** انمین سے بعض جزائر مین رہتے اور آدمیون سے تعلق رکھتے ہین اور بعض آدمیون مین سے الگ ہو کر ٹوٹے پھوٹے اور پرانے مکانون مین رہتے ہین اور بعض نجس مقام اور جانورون کے بند ہونے کے جگہ بستے ہین اکثر حیوانون کی۔ اور بعض اراذل اور اجلاف انسانون کی صورت بدل لیتے ہین **سوم اباریق** یہ سب مسلمان اور اکثر اہل سلوک ہین خلوتی۔ جلوتی۔ مولوی نقشبندی۔ ادہمی انکے خاندانون کے نام ہین اور یہ سب کے سب جنات اربعہ عناصر سے پیدا ہوئے ہین مگر عنصر ناریت غالب ہے اور اُنکے وجود پر اعتقاد کرنا ارکان عقاید کا ایک رکن ہے۔ غرضیکہ جنات کا وجود قرآن و حدیث سے ثابت ہے اور انکی ہستی کا انکار کرنے والا کافر اور قرآن و حدیث کا منکر ہے اور جو فلسفی جنات کا منکر ہو وہ بھی گویا قرآن و حدیث کا منکر ہے۔

	الحذر اے مومنان کو در شماست		در شما بس عالمِ بے منتہاست
ترجمہ	تم مین ہے وہ مومنو اُس سے ڈرو		تم مین سو عالم ہین غور اسپر کرو

شرح ضمیر لفظ کو رگ فلسفہ کی جانب راجع ہے۔ یعنے اے مومنو شیطانی وسوسون سے بچنے اور خیالات بد سے پرہیز کرتے رہو کیونکہ اے مومنو تم مین بلکہ اے مومن واحد تجھمین عالم اکبر وسیع و بے نہایت موجود ہے کیونکہ انسان جمیع اشیاء کا جامع ہے اسلیئے اُسکو عالم اکبر کہتے ہین مثلاً انسان کی عقل فلک محیط ہے اور دو نو آنکھین شمس و قمر اور بقیہ حواس کواکب ہین اور اربع عناصر چارون خلط ہین نیز خون اور رگین نہرین ہین غم و محنت و فرح و عشرت فصول اربعہ ہین۔ بال یعنے موئے بدن نباتات ہین ہڈ یان پہاڑ ہین روح فرشتہ اور نفس امارہ شیطان ہے اور شہوات بہائم ہین اور انواع غضب درندے ہین پہر جب یہ سب چیزین موجود ہین تو مادۂ فلسفیانہ بہی ضرور ہے اس سے خوف کرنا چاہیئے

	جملہ ہفتاد و دو ملت در تو ہست		وہ کہ آن روزے برآرد بر تو دست
ترجمہ	ہین بہتر ملتین تجھمین نہان		فلسفہ غالب نہ آجائے میان

شرح یعنے اے شخص چونکہ تو عالم اکبر ہے اور باعتبار استعداد تمام شئے کا جامع اور ہر چیز کا اثر قبول کرنے کے لیے بالقوہ مستعد ہے اسلیئے گویا بہتر ملتین جو باطل پرست ہین بالقوہ تجھمین موجود ہین اسلیئے یہ بات نہایت خوف اور افسوسناک ہے کہ کہین وہ فلسفی مادہ جو باطل کی طرف لیجاتا ہے کسی دن تجھپر غالب نہ آجائے اور تجھے مغلوب کر کے بے ایمان نہ بنا دے وہ فارسی مین کلمۂ تحسین و افسوس ہے یہان پچھلے معنے مراد ہین اسلیئے سالک کو چاہیئے کہ ایسے امور کو جو مورث اخلاق ذمیمہ ہین مغلوب کرے اور مورث اوصاف حمیدہ کو غالب رکھے اگرچہ انسان جامع ہر دو صفات ہے لیکن صفات حمیدہ کو غالب رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ مشاہدہ حقایق غلبۂ اخلاق حمیدہ اور مغلوبیت اخلاق ذمیمہ پر موقوف ہے منجملہ اخلاق ذمیمہ نفس و شیطان اور رگ فلسفہ ہے اس سے پرہیز چاہیئے خلاصۂ مطلب یہ ہے کہ آدمی مین جبریہ و قدریہ رافضی و خارجی وغیرہ ہوجانے کی قوتین موجود ہین اور نفس و شیطان اُن قوتون کو حرکت دیکر گمراہ کرنے پر آمادہ ہین اسلیئے نفس و شیطان اور فلسفہ کا اتباع قطعاً حرام ہے دوسرے مصرع مین ضمیر آن رگ فلسفہ کی جانب راجع ہے اور بر کسے یا از کسے دست برآوردن فارسی محاورہ ہے بمعنے غلبہ پانا

	ہر کہ او را برگ این ایمان بود		ہمچو برگ از بیم او لرزان بود
ترجمہ	کہتے ہین ایمان کا جو ساز و برگ		کانپتے رہتے ہین اس سے مثل برگ

شرح یعنے جس شخص کے پاس اسطرح کے ایمان کا برگ و سامان ہو جسکا ذکر ہم کر چکے ہین یعنے جسکے اخلاق حمیدہ ذمیمہ پر غالب ہون اُسکو چاہیئے کہ مادۂ فلسفہ کے غالب آجانے سے پتے کی طرح کانپتا یعنے ڈرتا رہے

بر بلیس و دیوزان خندیدهٔ ۔۔۔ که تو خود را نیک مردم دیدهٔ

ترجمہ: اسلیئے ابلیس پر ہنستا ہے تو ۔۔۔ نیک اپنے آپ کو سمجھا ہے تو

شرح یعنی تجھے شیطان و دیو و بدکاروں پر اسلیئے ہنسی آتی ہے کہ تو اپنے زعم مین مرد صالح بنا ہوا ہے

چون کند جان باژگونه پوستین ۔۔۔ چند واویلا بر آید ز اہل دین

ترجمہ: جان اُلٹ ڈالے گی جب دم پوستین ۔۔۔ تجھپہ واویلا کرینگے اہل دین

شرح پوستین باژگونه کردن فارسی محاورہ ہے یعنے پوستین کو اُلٹ دینا اور چھپی ہوی بات کو ظاہر کرنا شعر گزشتہ شعر کے ساتھ بطور قطعہ بند ہین اور مطلب یہ ہے کہ تو اپنے آپ کو نیک کردار جانکر آج بدکاروں پر ہنستا ہے لیکن کل جبکہ تیری جان اپنے پوستین کو اُلٹ دیگی اور تیرے چھپے ہوے گناہ بعد مرگ محشر مین ظاہر ہونگے تو اہل دین تجھپر سخت افسوس کرینگے اللہ تعالے فرماتا ہے یوم یبعثہم اللہ جمیعًا فینبئہم بما عملوا یعنے قیامت کے دن خدا تمام لوگون کو اُٹھائے گا اور اُنکے اعمال سے اُنہین آگاہ کردیگا

بر دکان ہر زرنما خندان شدست ۔۔۔ زانکه سنگ امتحان پنہان شدست

ترجمہ: ہے دکان پر زرنمایون شادمان ۔۔۔ کیونکہ ہے پوشیدہ سنگ امتحان

شرح زرنما یعنے پر سونے اور چاندی کا ملمع کرکے دکھانے والا یا جھوٹا سکہ چلانے والا اس سے وہ مکار آدمی مراد ہے جو ظاہر مین نیک اور باطن مین بد ہو مطلب یہ کہ صراف کی دکان پر جاکر جھوٹا سکہ چلانیوالا اسلیئے خوش ہے کہ ابھی صراف نے سنگ امتحان (کسوٹی) کو چھپا رکھا ہے اسیطرح بدباطن آدمی ظاہر مین اپنے آپ کو نیک بناکر اسیوقت تک خوش ہوے جب تک کہ محشر کا سنگ امتحان جو ہنوز پردہ مین ہے سامنے نہین آیا۔ جسطرح کسوٹی پر کسنی سے کھرے کھوٹے سکہ کا حال معلوم ہوجاتا ہے اسیطرح محشر کے دن ہر نیک و بد کی قلعی کھلجائیگی۔ اللہ تعالے فرماتا ہے یوم تبلی السرائر الی آخر الآیہ یعنے قیامت کے دن تمام چھپی ہوی باتین ظاہر کیجائینگی اور کوئی مددگار نہوگا

پرده اے ستار از ما وا مگیر ۔۔۔ باش اندر امتحان ما را مجیر

ترجمہ: سب کا پردہ رکھہ لے اے ستار تو ۔۔۔ امتحان مین کر نہ ہمکو خوار تو

شرح چونکہ قیامت کا دن نہایت سخت امتحان کا دن ہے اسلیئے مولانا مناجات کرتے ہوے یہ فرماتے ہین کہ اے خدا اے عیبون کے چھپانے والے تو ہمارے عیب قیامت کے دن ظاہر نہ کرنا اور ہمارا پردہ رکھہ لینا او اُس سخت امتحان کے دن ہمارا نگہبان بنجانا مجیر عربی لفظ ہے یعنے نگہبان اور محافظ

قلب پہلو مے زند با زر بشب ۔۔۔ انتظار روز مے دارد ذہب

ترجمہ: قلب ہے زر کا مقابل وقت شب ۔۔۔ منتظر ہے دن نکلنے کا ذہب

ہا زبان حال زر گو ید کہ باش ✦ اے مزوّر تا بر آید روز فاش

ترجمہ: یون زبان حال سے کہتا ہے زر ✦ اے مزور ٹھہر جا تو تا سحر

شرح: یہ دونو شعر قطعہ بند ہین اور بردکان ہر زر نما خندان شدست کے متعلق ہین اور قلب بمعنے کھوٹا ہے اور پہلو زدن فارسی محاورہ ہے بمعنے برابری کرنا مطلب یہ کھوٹا سکہ رات کو اندھیرے کے وقت کھرے سونے کی برابری کا دعوے کیا کرتا ہے اور سونا صبح کی روشنی کا منتظر رہتا ہے۔ اور زبان حال سے یہ کہا کرتا ہے کہ اے جھوٹے سکہ تھوڑی دیر ٹھہر جا ذرا دن نکلنے دے سب کو معلوم ہو جائیگا۔ کہ سچا کون ہے جھوٹا کون۔ اسیطرح بدنیکون کی برابری کا دعوے کیا کرتے ہین لیکن نیک بندے روز جزا کا انتظار کر رہے ہین اسدن نیک بد کی تمیز الگ الگ ہو جائیگی اور تمام اہل محشر معلوم کر لینگے کہ نیک ایسے ہوتے ہین اور بد ایسے۔

صد ہزاران سال ابلیس لعین ✦ بود ز ابدال و امیر المومنین

ترجمہ: رہچکا ہے پہلے ابلیس لعین ✦ مثل ابدال و امیر المومنین

شرح: یعنے لاکھون برس شیطان ابدال اور امیر المومنین رہا ہے لیکن حضرت آدم سے مقابلہ کرنے اور اپنی ذات کو اُسنے اچھا سمجھنے کے سبب راندۂ درگاہ ہوگیا امیر المومنین بمعنے معلم الملکوت ہے اور کثرت عبادت کے سبب شیطان کو ابدال کہا گیا کیونکہ عبادت کرتے کرتے اسمین فرشتون کی سی صفتین ظاہر اور پیدا ہو گئی ہتین

پنجہ زد با آدم از نازیکہ داشت ✦ گشت رسوا ہمچو سرگین وقت چاشت

ترجمہ: ہو کے آدم کا مقابل بے حیا ✦ مثل سرگین خوب رسوا ہو گیا

شرح: یعنے شیطان نے اپنے تکبر کے سبب حضرت آدمؑ کا مقابلہ کیا اور انجام کار اسطرح رسوا ہوا جسطرح صبح کے وقت نجاست رسوا ہو جاتی ہے رات کو سرگین وغیرہ کا عیب چھپا رہتا ہے۔ مگر صبح کو سب حقیقت کھل جاتی ہے

پنجہ با مردان مزن اے بوالہوس ✦ برتر از سلطان چہ میرانی فرس

ترجمہ: ہو نہ مردون کا مقابل بوالہوس ✦ شاہ سے آگے نہ لیجا تو فرس

شرح: یعنے اے جاہ طلب حریص مردان خدا کے ساتھ مقابلہ نہ کیا کر کیونکہ مردان خدا معنوی طور پر بادشاہ ہین بطور مقابلہ گھوڑا بڑھا کر بادشاہون سے آگے نکال لیجانا گستاخی مین داخل ہے ایسے گستاخون کو انجام کار سزا ملتی ہے مطلب یہ کہ آدمی اپنے طاعت پر مغرور نہو اور نیکون کے ساتھ برابری کا دعوے نکرے اور فلسفی عقاید کی طرف نہ جائے ورنہ محشر مین اسطرح رسوا ہوگا جسطرح دنیا مین بلعم باعور رسوا ہوا جسکا قصہ اب شروع ہوتا ہے

دعا کردن بلعم باعور کہ موسے علیہ السلام و قومش را ازین شہر کہ حصار دادہ اند بے مراد گردان و سنجابت شدن

ترجمہ: بلعم بن باعور کا بد دعا دینا کہ اے خدا موسے اور اُسکی قوم کو اس شہر سے جسکا محاصرہ کر رکھا ہے بے مراد واپس کر اور بد دعا کا قبول ہونا

شرح بلعم بن باعور بنی اسرائیل یا کنعانیون مین سے ایک مستجاب الدعوات شخص تہا۔ کہتے ہین اُسکو اسم اعظم یاد تہا جب حضرت موسے بعد ہلاک فرعون محاربۂ قوم جبارین پر مامور ہوسے (جو ایک سرکش اور نافرمان قوم تہی) تو وہ قوم بلعم کے پاس آئی۔ تاکہ موسےٰ کے حق مین بد دعا کرے بلعم نے انکار کیا جب قوم نے اصرار کیا تو اُسنے یون کہا کہ مین استخارہ کرونگا۔ آخرکار اُسنے استخارہ کرکے اُنکو خبر دی کہ میرا استخارہ موسےٰ کے حق مین بددعا کرنی سے مجکو منع کرتا ہے۔ اسکا انکار دیکہکر قوم جبارین اُسکی بیوی کے پاس گئے جو نہایت پُرطمع تہی اور اُسکو بہت سامال دیا۔ وہ عورت بناؤ کرکے بلعم کے پاس خلوت مین گئی۔ اور اُسکو فریب دیکر بد دعا کرائی۔ جس سے حضرت موسے کے لشکر مین نامردی پیدا ہوگئی اور لشکر نے یہ کہا اِذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا یعنے اے موسے تو اور تیرا رب دونو ملکر جبارین سے لڑو۔ ہم نہین لڑسکتے آخرکار موسے وہان سے واپس آئے۔ اور بلعم باعور کے لیئے بددعا کی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ بلعم کی بددعا اُسی پر لیٹ پڑی اور اُسکی زبان سینے تک لٹک آئی۔ اور وہ سخت رسوا ہوا

	بلعم باعور را خلق جہان	سغبہ شد مانند عیسیٰ زمان
ترجمہ	ہوگئی مخلوق بلعم کی مطیع	شکل جیسے جانکر اُسکو شفیع

شرح یعنے بلعم باعور کے مستجاب الدعوات ہونے کے سبب خلقت اسطرح اُسکی مسخر اور فرمانبر ہوگئی جسطرح عیسیٰ کی تہی

	سجدہ ناوردند کس را دون او	صحت رنجور بود افسون او
ترجمہ	عالم اُسکی بات کا مشکور تہا	اُسکا افسون صحت رنجور تہا

شرح یعنے خلقت سوائے بلعم کے اور کسی کی اطاعت نہین کرتی تہی اور اُسکی دعا باعث صحت بیمار تہی اس شعر مین سجدہ سے اطاعت اور افسون سے دعائے مقبول مراد ہے جسمین اسم اعظم شامل تہا۔

	پنجہ زد با موسی از کبر و کمال	آنچنان شد کہ شنیدستی تو حال
ترجمہ	ہوگے وہ موسے کا ہم پنجہ مگر	ہوگیا مردود عالم سر بسر

شرح یعنی بلعم بن باعور نے اپنے کمالِ مستجاب الدعوات ہونے کے تکبر سے حضرت موسےٰ کا مقابلہ کیا اور انجام کار اُسکا وہی حال ہوا جو تو نے قرآن مجید اور اُسکی تفسیرون مین دیکہا اور سُنا ہے **فائدہ** بلعم بن باعور کا حال قرآن مجید کی اِس آیت مین ہے وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا اِلے آخر الایہ یعنے اے پیغمبر ان یہود کو اُس شخص (بلعم ابن باعور) کی خبر پڑہکر سُنا دے جسکو ہمنے اپنی نشانیان دی تہین (یعنی علم اسما عنایت کیا تہا جسمین اسم اعظم بہی شامل تہا) پس وہ اُن آیتون سے نکلگیا (یعنی موسےٰ کو بد دعا دینے کے سبب اسم اعظم بہول گیا) پہر شیطان اُس سے جاملا اور وہ گمراہون سے ہوگیا اور اگر ہم چاہتے تو اُسے اسم اعظم کے سبب اور بلند مرتبہ کر دیتے لیکن وہ پستی یعنے دنیا کی طرف مائل ہوگیا اور اُسنے اپنی خواہشون کی پیروی کی اب اُسکی مثال کتے کی سی

ہے کہ تو اُسے تیز کرے تو زبان نکالتا ہے اور چھوڑ دے تو زبان نکالتا ہے یعنے ہر حالت مین ذلیل ہے۔

	صد ہزار ابلیس و بلعم در جہان	ہمچنین بودست پیدا و نہان
ترجمہ	ہین بہت ابلیس و بلعم میری جان	عالم دنیا مین پیدا و نہان

شرح یعنی جسطرح بلعم بن باعور ظاہر تہا اور شیطان پوشیدہ ہے اسیطرح بہت سے ابلیس اور بلعم صفت جہان مین موجود ہین

	این دو را مشہور گردانید اللہ	تاکہ باشند این دو بر باقی گواہ
ترجمہ	کر چکا ہے مشتہر انکو اللہ	باقیون پر تاکہ ہون یہ دو گواہ

شرح یعنے گو جہان مین بہت سے بلعم و ابلیس صفت موجود ہین لیکن اللہ تعالےٰ نے ان دونو کو اسلیئے رسوا کر دیا ہے تاکہ دونو انکے باقی بدون کے حال کی گواہی دین اور لوگو نپر ظاہر کر دین کہ ہم جیسون کی پیروی گمراہی کا سامان ہے

	رہزنان را در بیابان حق کشند	یک دو تن را سوے شہر آرند بند
ترجمہ	دشت مین رہزن جو مارے جاتے ہین	ایک دو کو شہر مین لے آتے ہین
	تا ببینند اہل دہ گیرند پند	رویت الشان بود شان ہمچو بند
ترجمہ	تاکہ اس سے شہر والونکو ہو پند	دیکھنا انکا ہوا انکے حق مین بند

شرح یہ دونو شعر قطعہ بند ہین مطلب یہ ہے کہ جب بادشاہی فوج ٹہگون اور ڈکیتون کو بیابان مین مار ڈالتے ہین تو ایک دو ٹہگون کو اُنکے گانون کی طرف کہینچ لیجاتے ہین تاکہ اُنکی لاشون کو دیکھکر گانو والے عبرت حاصل کرین اور اُن لاشون کا دیکھنا اُنکے حق مین بمنزلہ قید ہو جائے اور باقی گانون والے رہزنی سے باز رہین اسیطرح اللہ تعالےٰ نے بلعم اور ابلیس دونون کو رسوا کرکے مخلوق کو عبرت دلائی ہے کہ اُنکی پیروی سے بچتے رہین

	این دو دزد آویخت بر دار بلند	ورنہ اندر شہر بس دزدان بوند
ترجمہ	انکو لٹکایا ہے اُسنے دار پر	شہر مین ہین ورنہ ایسے بیشتر

شرح یعنے اگرچہ شہر مین ہزارون چور ہوتے ہین لیکن بادشاہ عبرت دینے کے لیئے دو ایک کو سولی پر لٹکا دیتا ہے اسیطرح اللہ تعالےٰ نے ان دو رہزنون (ابلیس و بلعم) کو رسوائی کی سولی پر لٹکا دیا ہے تاکہ جہان کے دیگر رہزنون کو عبرت ہو بعض نسخون مین شہر کی جگہ قہر ہے جس سے سیاست بادشاہی یا قہر الٰہی مراد ہے۔

	این دو را پرچم بسوے شہر برد	کشتگان قہر را نتوان شمرد
ترجمہ	قہر سوے شہر انکو لے گیا	کشتگان قہر کی گنتی ہے کجا

شرح پرچم جنگلی گائے کی دُم اور کاکل اور علم کے پہریرے کو کہتے ہین اور یہان مجازاً بمعنے تازیانہ قہر الٰہی ہے یعنی گو کشتگان قہر الٰہی کی گنتی نہین ہوسکتی مگر اُسکے غضب کا تازیانہ انہین دو کو رسوائی کی طرف لیگیا ہے تاکہ دیگر

لوگون کو عبرت ہو اور وہ خود ایسے اعمال نہ کرین جنکے باعث شیطان اور بلعم گمراہ ہوے ہین

	نازنینی تو ولے در حدِّ خویش		الله الله پا منہ زاندازہ بیش
ترجمہ	نازنین ہے تو مگر اے ذوالکرم		حد سے باہر کیون بڑہاتا ہے قدم

شرح یعنے ہمنے فرض کیا کہ تو مقبول الٰہی ہے لیکن تیری قبولیت تیرے درجہ تک محدود ہے ایشخص خدا سے ڈر۔ اور اپنے حد سے باہر قدم نہ رکہہ یعنے ہمنے فرض کیا کہ تو مقبول الٰہی ہے۔ لیکن تیری قبولیت تیرے درجہ تک محدود ہے اےشخص خدا سے ڈر۔ اور اپنے حد سے باہر قدم نہ رکہہ یعنے انبیا و اولیا کا مقابلہ نہ کر بمقتضائے رَحِمَ اللهُ امرأً عَرَفَ قَدْرَهٗ وَلَمْ يَتَعَدَّ طَوْرَهٗ یعنے خدا اُس شخص پر رحم کرتا ہے جو اپنے مرتبہ کو پہچانتا ہے اور اپنے درجہ سے تجاوز نہین کرتا۔ دوسری حدیث یہ ہے کہ جسنے اپنے نفس کو پہچانا اُسنے خدا کو پہچان لیا۔

	گر زنی بر نازنین تر از خودت		در تگِ ہفتم زمین زیر آردت
ترجمہ	ہین زیادہ تجہسے ہی جو نازنین		وہ تجہے کر دینگے پیوند زمین

شرح یعنے اگر تو ایسے شخص کے مقابلہ مین دم ماریگا جو تجہسے زیادہ نازنین (یعنے تجہسے بڑہکر مقبول الٰہی) ہے تو یہ مقابلہ تجہے ساتوین زمین کے تہ مین پہنچا دیگا۔ یعنے انبیا و اولیا کا مقابلہ قرب الٰہی سے دور کرکے اسفل سافلین مین داخل کردیگا اور تیرا وہی حال ہوگا جو شیطان اور بلعم بن باعور کا ہوا۔

	قصۂ عاد و ثمود از بہر چیست		تا بدانی کانبیا را نازکیست
ترجمہ	اسلیئے ہے قصۂ عاد و ثمود		تاکہ ناز انبیا کی ہو نمود

شرح یعنے عاد و ثمود کا قصہ قرآن مجید مین کسلیئے مذکور ہوا ہے؟ اسلیئے کہ تجہے معلوم ہو جائے کہ انبیا علیہم السلام کو خاص نازکی یعنے قرب الٰہی حاصل ہے جو دیگر لوگون کو نصیب نہین۔ اسلیئے اُنکے مخالف ہلاک کیے گئے ہین۔

	این نشان خسف و قذف و صاعقہ		شد بیان عزِ نفسِ ناطقہ
ترجمہ	یہ نشان خسف و قذف و صاعقہ		ہے بیان عزِ نفس ناطقہ

شرح خسف بمعنے زمین مین دہنس جانا اور قذف بمعنے پتہر مارنا ہے اور صاعقہ بجلی کی کڑک کو کہتے ہین یعنے یہ قارون کا زمین مین دہنس جانا اور قوم لوط پر پتہرون کا مینہہ برسانا اور قوم ثمود کو بجلی کی کڑک سے ہلاک کر دینا انبیا علیہم السلام کے نفس ناطقہ اور ذات قدسیہ کی عزت کا اظہار کرتا ہے۔ اور اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو سرکش لوگ خدا کے خاص بندون کا مقابلہ کرتے ہین وہ ضرور ہلاک کیے جاتے ہین۔ قارون اور قوم لوط و ثمود وغیرہم کا مفصل حال تفسیرون موجود اور عام لوگون مین مشہور ہے اسلیئے ہم کتاب کو طول دینا نہین چاہتے۔ اردو پڑہنے والے اگر شوق رکہتے ہین تو اُردو قصص الانبیا مین تمام پیغمبرون اور انکی اُمتون کی حالات دیکہہ لین۔

جملہ حیوان را پے انسان بکش — جملہ انسان را بکش از بہر ہش

ترجمہ: ذبح کر حیوان کو انسان کے لیے — ہوش پر قربان ہوں انسان چاہیئے

شرح ہش۔ مخفف ہوش سے عقل کل یعنے انبیاؑ مراد ہین جو سراپا عقل اور مجسم ہوش ہین۔ مطلب یہ کہ جسطرح حسب فرمان الٰہی اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيمَةُ الْأَنْعَامِ (لوگو تمہارے لیئے بے زبان چوپائے حلال کیے گئے ہین) انسان کی فائدہ رسانی کے لیئے حیوانات کا ذبح کرنا جائز ہے اسیطرح مجسم عقل (انبیاء علیہم السلام) کی خاطر کے لیئے عموماً آدمیون کا مارڈالنا روا ہے۔ چنانچہ طوفان نوح وخسف وقذف وصاعقہ سے سرکش قومین اسیلیے ہلاک ہوی ہین نکتہ یہان سے یہ نکلتا ہے کہ اولیاء اللہ انبیاء کے تابع ہوتے ہین اور انکی مخالفت بھی ہلاکت کا سبب ہوجاتی ہے چنانچہ پہلی اُمتین اسی سبب ہلاک ہوی ہین

ہش چہ باشد عقل کل اے ہوشمند — عقل جزوی ہش بود اما نژند

ترجمہ: ہوش کیا ہے عقل کل اے ہوشمند — عقل جزوی ہوش ہے لیکن نژند

شرح نژند۔ بمعنے ناقص وافسردہ وضعیف ہے۔ یعنے لفظ ہوش سے ہماری مراد عقل کل (انبیاء واولیاء) ہین جو مجسم عقل دینی ہین ہان ہم مانا کہ عقل جزوی کو بھی ہم ہوش کہہ سکتے ہین۔ لیکن چونکہ یہ عقل صرف معاش دنیوی کے مدارج تک ترقی کرسکتی ہے اسیلئے ناقص ہے اور یہی سبب ہے کہ جزوی عقل والے انسان حیوانون کے مانند ہین یعنے جسطرح بعض حیوان اہلی ہوتے ہین اور بعض بالکل وحشی اسیطرح بعض صاحبان عقل جزوی عقل کل سے مانوس ہوجاتے ہین۔ اور بعض بالکل متنفر رہتے ہین۔ اسی لیئے مولانا قدس سرہ فرماتے ہین کہ

جملہ حیوانات وحشی ز آدمی — باشد از حیوان انسی در کمی

ترجمہ: دیکھہ وحشی جانور ہین جسقدر — کم ہین اہلی جانور سے سر بسر

شرح لفظ آدمی۔ وحشی کے متعلق ہے۔ یعنے ایسے تمام جانور (مثلاً ہرن یا خرگوش وغیرہ) جو آدمی سے وحشت کہتے ہین اور انسان کے سایہ سے بھاگتے ہین۔ اُنست اور محبت کرنے والے جانورون (مثلاً گھوڑون گدھون وغیرہ) سے کم درجہ کے ہین اسیلیے وحشی جانورون کا شکار ہوتا ہے اور اہلی کا نہین ہوتا۔

خون آنہا خلق را باشد سبیل — زانکہ وحشی اند از عقل جلیل

ترجمہ: وحشیونکا خون ہے بالکل سبیل — کیونکہ وہ رکھتے نہین عقل جلیل

شرح یعنے وحشی جانورون کا خون کرنا اور اُنہین شکار کرلینا اسیلئے مباح ہے کہ وہ عقل خداداد یا عقل بزرگ صفت سے بیگانہ ہین اور اہلی جانور باوجود بے عقلی اسیلئے شکار نہین کیے جاتے کہ وہ انسانونکی صحبت اور اُس سے کچہ نہ کچہ عقل حاصل کرلیتے ہین۔ یہی حال کفار کا ہے چونکہ کفار انبیاء واولیا سے انس نہین رکھتے

اسلیئے اُنکا خون مباح کردیا گیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیۡنَ یُحَارِبُوۡنَ اللّٰہَ الیٰ آخر الآیۃ یعنے جو لوگ خدا و رسول کا مقابلہ کرتے ہین اُنکی سزا یہ ہے کہ قتل کیے جایئن یا سُولی دیئے جایئن

	خون ایشان خلق را باشد روا	زانکہ انسان رانیند ایشان سزا
ترجمہ	ہوگیا ہے خون ان سب کا روا	قابل انسان نہین ہین ناسزا

شرح یعنے جسطرح لوگون کو وحشی جانورون کا خون کرڈالنا جائز ہے کیونکہ وہ انسان سے محبت کرنے کی قابلیت نہین رکھتے اسیطرح کفار کا خون بہادینا جائز ہے کیونکہ وہ انبیاء و اولیا سے محبت نہین رکھتے۔

	عزت وحشی ازان ساقط شدست	کہ مر انسان را مخالف آمدست
ترجمہ	اسلیئے جائز ہے خون وحشیان	ہین یہ انسان کے مخالف بیمحابان

شرح یعنے وحشی جانور کی عزت اسلیئے نظرون سے گرگئی ہے اور اُسکا خون اسلیئے مباح ہے کہ وہ انسان کا مخالف ہے وراُسکا کہنا نہیں مانتا یعنے آدمی سے اُنس نہین رکھتا۔ علے ہذا القیاس کفار کا خون اسلیئے مباح ہے کہ وہ انبیاء و اولیا کے فرمانبر نہین ہوتے بعض نسخون مین ساقط شدست کی جگہ اُفتادہ پست ہے اور کہ مر انسان کی جگہ کا مر انسان ہے۔ امر یعنے حکم ہے اور مطلب دونونکا ایک ہے۔

	پس چہ عزت باشدت اے نادرہ	چون شدی تو حُمُرٌ مستنفرہ
ترجمہ	پس تری عزت رہے کیا نابکار	ہوگیا ہو جبکہ تو وحشی حمار

شرح نادرہ تحفے اور عجیب و غریب اور کمیاب چیز کو کہتے ہین۔ یہان عجیب الخلقت بیوقوف کے معنون مین ہے یعنے اے بےوقوف جبکہ تو وحشی گدہون مین شامل ہوگیا تو تیرے کیا خاک عزت رہی بلکہ اسوقت تیرا خون مباح ہوگیا ہے۔ یہ اس آیت کا اقتباس ہے کَاَنَّہُمۡ حُمُرٌ مُّسۡتَنۡفِرَۃٌ فَرَّتۡ مِنۡ قَسۡوَرَۃٍ یعنے کفار جو احکام الٰہی اور صحبت پیغمبر سے نفرت کرتے ہین اُن گدہون کے مانند ہین جو تیراندازون کی جماعت یا شیر سے خوف کہا کر بہاگ جاتے ہین۔ اور یہ پہلے بیان ہوچکا ہے کہ جسطرح وحشی جانورون کا شکار مباح ہے اسی طرح کافرون کو قتل کرڈالنا جائز ہے۔ اور انبیا نے اسی وجہ سے کفار کے ساتہ جہاد کیا ہے۔

	خر نشاید کشت از بہر صلاح	چون شود وحشی شود خونش مباح
ترجمہ	یعنے مانا خر ہے سامان صلاح	ہوگیا وحشی تو پھر ہے خون مباح

شرح یعنے اس گدہے کو ہرگز نمار ناچاہیئے جو کام درست کرنے (بوجہ لادنے یا سوار ہونے) کے لیئے ہو۔ ہان جسوقت ایسا ہی گدہا وحشی ہوجاتا ہے اور انون سے نفرت کرکے سرکشی کرنے لگتا ہے تو اُسکا خون مباح ہوجاتا ہے چنانچہ اب بھی وحشی گدہون اور سرکش گھوڑ ونکو گولی سے مار ڈالتے ہین۔

اگرچہ خر را دانش زاجر نبود	ہیچ معذورش نمی دارد ودود
ترجمہ: گو نہین ہے معتقد زاجر کی تمیز	پر گدہا معذور کب ہے اے عزیز

شرح یعنے اگرچہ گدہے کو زاجر (جہڑکنے والے یا منع کرنے) کی توبیخ وتنبیہ کا علم نہین ہے اور وہ یہ نہین جانتا کہ مجکو میرے وحشی ہونے کے باعث میرا مالک ایک دن ہلاک کردیگا۔ لیکن اے دوست باوجود اُس گدہے کو کوئی شخص معذور یا مجبور سمجھکر ہلاکت سے بچا نہین سکتا بلکہ اُسے مار ہی ڈالتے ہین۔

پس چو وحشی شد ازان دم آدمی	کے بود معذور اے یار سمی
ترجمہ: وحی سے وحشی ہوا جو آدمی	کب ہے وہ معذور اے یار سمی

شرح یعنے جب کہ گدہا وحشی ہوکر ہلاکت سے نہین بچ سکتا تو اے یار بلند مرتبہ آدمی اُس دم (وحی الٰہی اور کلام نبوی) سے نفرت کرکے کس طرح معذور ہوسکتا ہے ہرگز نہین ہوسکتا یہی سبب ہے کہ کفار کا خون مباح کیا گیا ہے۔ دم بمعنے سخن سے وحی اور کلام نبی مراد ہے جو فی الواقع خدا کا کلام ہوتا ہے

لاجرم کفار را خون شد مباح	ہمچو وحشی پیش نشاب و رماح
ترجمہ: اسلیئے ہے خون کافر کا مباح	پیش تیغ و نیزۂ و تیر و رماح

شرح نشاب بمعنے سہام و تیر ہے اور رماح بمعنے نیزہ۔ یعنے چونکہ کفار وحی الٰہی اور کلام نبوی سے وحشت رکھتے ہین اسلیئے اُنکا خون اسطرح مباح ہے جسطرح تیرون اور نیزون کے آگے وحشی جانورونکا خون مباح ہوتا ہے

جفت و فرزندان شان جملہ سبیل	زانکہ بے عقلند و مردود و ذلیل
ترجمہ: عورتین بچے ہین اُنکے سب سبیل	کیونکہ ہین بے عقل و مردود و ذلیل

شرح یعنے جسطرح خود کفار کا خون مباح ہے اسیطرح اُنکی عورتون اور بچون کا پکڑ لیجانا اور لونڈی غلام بنالینا جائز ہے کیونکہ کفار سب کے سب وحشی جانورون کی طرح بے عقل اور راندۂ درگاہ اور ذلیل ہین اُنکو کلام نبوی سے وحشت کرنے کی یہ سزا دیگئی ہے۔ جو وحشی گدہے کو دیجاتی ہے

باز عقلے کو رمد از عقل عقل	گردد از عقلی بحیوانات نقل
ترجمہ: انبیا سے بہاگتا ہے جو کوئی	واقعی حیوان ہے وہ آدمی

شرح یعنے اس تمام داستان کے بعد سب کا خلاصہ یہ ہے کہ جس عقل نے عقل عقل (یعنے انبیاء اولیاء کے کلام و اتباع) سے نفرت یا وحشت اختیار کی اُسنے مرتبۂ عقلیت (عاقل ہونے) سے تنزل کرکے گویا رُتبۂ حیوانات مین انتقال یا رجوع کیا ہے اسیلئے اُسکا خون مباح ہوگیا ہے۔ پہلے مصرع مین عقل عقل سے انبیاء و اولیا مراد ہین اور دوسرے مین عقلی بجائے معروف ہے۔

اعتماد کردن ہاروت و ماروت بر عصمت خویش و امیری اہل دنیا خواستن و در فتنہ افتادن

ترجمہ ہاروت و ماروت کا اپنی عصمت پر بہروسہ کرنا اور اہل دنیا کی سروری چاہنی اور فتنہ مین پڑنا

شرح ہاروت و ماروت کی نسبت اوائل کتاب مین بہی ہم کچہ لکہہ چکے ہین۔ قرآن مجید مین انکو ملک بفتح لام اور ملک بکسر لام یعنے فرشتہ یا بادشاہ کہا گیا ہے اکثر محققین کہتے ہین کہ ہاروت و ماروت دو فرشتے تہے کہ جنکو آدمیون کے امتحان کے لئے علم سحر دیا گیا تہا۔ اور وہ بابل مین تعلیم سحر کے لیئے نازل کیے گئے تہے۔ جو انسان اُنسے جادو سیکہنے آتا تہا اوّل اُسکو منع کرتے تہے اور یہ کہتے تہے کہ اسکا انجام کفر ہے اور ہم امتحان کے لیئے بہیجے گئے ہین۔ تو سحر نہ سیکہہ لیکن جب وہ اصرار کرتا تہا تو سکہا دیتے تہے یہ قول نہایت درست اور مطابق قرآن و حدیث ہے۔ اور مؤرخون کا یہ قول ہے کہ ان دو فرشتون پر عجب عبادت طاری ہوا اور اُنہون نے تکبر کیا۔ اللہ تعالےٰ نے از روئے امتحان اُنکو شہوت انسانی عطا فرمائی۔ اور بابل مین بصورت انسان مصور فرما کر نازل کیا اور یہ معاصی مثلاً زنا و شراب مین مبتلا ہو گئے۔ اللہ تعالےٰ نے اُسوقت کے پیغمبر کی زبانی اُنکو عذاب دنیا یا عذاب آخرت قبول کرنیکا اختیار دیدیا اُنہون نے عذاب دنیا کو اختیار کر لیا۔ اور ابلیس کی طرح عذاب آخرت کے منتظر ہے اسلیئے چاہ بابل مین گرفتار عذاب کیے گئے قیامت کے دن نجات پائینگے عوام مین بہی یہ قصہ اس طرح مشہور ہے لیکن محدثین نے اسکو موضوع اور غلط کہا ہے صحیح اسیقدر ہے جو پہلے بیان ہوا مولانا قدس سرہ اُسی مشہور قصہ کو اپنے مثنوی مین بیان کرتے ہین۔ لیکن اس سے یہ نہین نکلتا کہ وہ اسکو صحیح ہی جانتے ہین بلکہ اُنہون نے نتیجہ نکالنے کے لیئے جسطرح اور قصے بیان کئے ہین۔ اسیطرح اس قصہ کو بہی جسطرح عام مین مشہور تہا نقل کر دیا ہے اگر حسب قول عوام ہاروت و ماروت کا فی الواقع فرشتہ ہونا اور امتحان کے لیئے صورت انسانی مین لایا جانا فرض کر لیا جائے تو محل عجب نہین ہے کیونکہ جسطرح بعض قوائے انسانی عین قوائے ملکی ہو جاتے ہین اسیطرح کیا عجب بعض قوائے ملکی عین قوائے انسانی ہو گئی ہون۔ لیکن یہ کہنا کہ ہاروت و ماروت نے زہرہ سے گناہ کیا اور وہ ستارہ کے صورت مین مسخ ہو گئی بالکل غلط اور افترا ہے جسکا ثبوت قرآن و حدیث سے کہین نہین ملتا۔ اگرچہ قوائے انسانی مین آکر فرشتون سے ایسا ہونا ممکن ہے۔ مگر چونکہ اسکے سند کہین نہین اسلیے سراسر افترا ہے بعض کا قول ہے کہ یہ دونو انسان اور متکبر سردار تہے اور اُنہون نے ریاضت بہت کی تہی اسلیئے لوگ اُنکو مَلَک یعنے فرشتہ کہنے لگے بہرحال وہ فرشتے تہے یا آدمی۔ اُسکا تعلیم سحر کے لیئے اللہ تعالےٰ کی طرف سے آدمیون کے امتحان کے لیئے مامور ہونا اور بابل مین رہنا ٹہیک ہے باقی مشہور قصے محض افترا ہین لیکن مولانا قدس سرہ جو کچہ آگے بیان کرینگے وہ اسی قصہ کے مطابق ہے جو عوام مین مشہور ہے

	ہمچو ہاروت و چو ماروت شہیر	از بطر خوردند زہر آلود تیر
ترجمہ	جسطرح ہاروت و ماروت اے بشنہ	کہا چکے ہین کبر سے تیر بطر

شرح لفظ ہمچو اس قصہ کا تعلق پہلے شعر سے ظاہر کر رہا ہے یعنے جو لوگ مرتبۂ عقلی سے مرتبۂ حیوانی کی طرف انتقال کر جاتا ہے وہ ہاروت اور ماروت کی مانند ہے جنہون نے ازراہ تکبر یہ کہا تہا کہ اگر بالفرض ہمین انسانی خواہشین بہی دیجائین تو انسانون کی طرح ہرگز گناہ نہ کرین چنانچہ انہین قوائے انسانی دیئے گئے اور انہون نے گناہ کیا اور قہر حق کے زہر آلودہ تیر کہائے کیونکہ وہ تکبر کے باعث قید عقل سے نکلکر مرتبۂ حیوانیت کی طرف نقل کر گئے تہے اگر ہاروت و ماروت کو فرشتہ مانا جائے تو انہین ملکوتیت کا اور اگر بادشاہ کہا جائے تو مملکت کا تکبر سما گیا تہا نکتہ لفظ شہیر اشارہ کر رہا ہے کہ مولانا قدس سرہ نے ہاروت و ماروت کا فرشتہ ہو کر مبتلائے عصیان اور گرفتار قہر الٰہی ہونا بطور قصۂ مشہور مان لیا ہے ورنہ انکی تحقیق وہی ہے جو قرآن و حدیث مین موجود ہے بطر بمعنے فخر و تکبر

اعتمادے بود شان بر قدر شیر ۔ چیست بر شیر اعتماد گاومیش

ترجمہ تہا بہروسہ پاک ہین ہم سر بسر ۔ کیا بہروسہ بہینس کو ہو شیر پر

شرح شیر سے قضائے الٰہی مراد ہے اور گاومیش سے بندۂ متکبر و معتمد بر عقل فزہد خود یعنی ہاروت و ماروت کو اپنی پاکیزگی یا زہد و تقوے پر بہروسہ تہا اسلیئے انہون نے ازراہ تکبر اللہ تعالےٰ سے انسانی خواہشین طلب کین اور گناہ و عذاب مین مبتلا ہوئے اسلیئے زہد و تقوے پر متکبر ہونا نہایت مذموم ہے جسطرح گائے بہینس کو شیر پر بہروسہ نہ کرنا چاہیئے اسیطرح متکبر آدمی کو شیر قضا پر اعتماد نہ رکہنا چاہیئے۔ کیونکہ قضا حسب مضمون آیت ان ربک لبالمرصاد (بیشک تیرا رب گہات مین ہے) متکبرون کو ضرور ہلاک کر دیگا اسکے تامل اور استدراج پر بہروسہ کرنا خلاف عقل و نقل اور باعث ہلاکت ہے

گرچہ او با شاخ صد چارہ کند ۔ شاخ شاخش شیر نر پارہ کند

ترجمہ سینگ سے ہوتی ہے گو وہ چارہ گر ۔ شیر ٹکڑے کر ہی دیتا ہے مگر

شرح اگر لفظ شاخ شاخ بلا اضافت ہے تو بمعنے ایک ایک شاخ ہے اور اگر مع الاضافت ہے تو شاخ مضاف بمعنے ٹہنی ہے اور شاخ مضاف الیہ بمعنے سینگ یعنے اگرچہ شیر سے مقابلہ کرتے وقت گائے یا بہینس اپنے سینگون سے اپنے بچاؤ کی سو تدبیرین کرتی ہے مگر بچ نہین سکتی کیونکہ شیر اسکے سینگ کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے اسیطرح متکبر آدمی قضائے الٰہی نازل ہونے کے وقت چاہے جسقدر اپنی عقل آرائی اور تدبیر سے کام لے مگر شیر قضا کے پنجہ سے بچ نہین سکتا۔ اذا جاء القدر بطل الحذر

گر شود پر شاخ ہمچون خارپشت ۔ شیر خواہدگاو را ناچار کشت

ترجمہ سر بسر گر شاخ ہوئے جو شتور ۔ شیر اسکو پہاڑ ڈالے گا ضرور

شرح یعنی بالفرض گائے یا بھینس بمقابلہ شیر خارپشت کی طرح اپنے بدن پر بہت سے سینگ پیدا کریگی تو بھی انجام کار شیر اُسے مار ہی ڈالیگا مطلب یہ کہ متکبر اور اپنے زہد و عقل پر بھروسہ کرنے والا قضائے الٰہی کے وقت اُس سے بچنے کی چاہے ہزار شعبہ سے تجویز کرلے اور سراپا عقل بنجائے مگر شیر قضا سے بچ نہین سکتا خارپشت جنگلی چوہے کو کہتے ہین جسکے تمام بدن پر کانٹے کانٹے سے ہوا کرتے ہین

بادِ صرصر کو درختان مے کند	با گیاہے پست احسان مے کند
ترجمہ: ٹہنون کو آندہی گراتی ہے مگر	گہانس پر کرتی ہے احسان سربسر

شرح بادِ صرصر سے قہر الٰہی اور درخت سے متکبر شخص اور گہاس سے بندۂ ذلیل مراد ہے مطلب یہ کہ اللہ تعالٰے کے متکبرون کو ہلاک کرنے اور ذلیل بندون کو انعام دینے کی ایسی مثال ہے جیسے آندہی کہ بڑے درختون کو اُکہاڑ دیتی ہے اور ذلیل گہاس کو قایم رکہکر ترو تازہ کر دیتی ہے

بر ضعیفی گیاہ این باد تند	رحم کرد اے دل تو از قوت ملند
ترجمہ: رحم کرتی ہے ہوا یئن گہانس پر	تو بہروسہ اپنی قوت پر نکر

شرح ملند صیغہ نہی لُندیدن سے مشتق ہے بمعنے تکبر کرنا بڑا بول بولنا یعنی اے شخص گہاس کی ضعیفی پر آندہی رحم کرتی ہے تو اپنی قوت کے بہروسہ پر بڑا بول نہ بول اور تکبر نہ کر ورنہ ہلاک ہوجائیگا۔

تیشہ را ز انبوہی شاخ درخت	کے ہراس آید ببرد لخت لخت
ترجمہ: تیشہ کو ٹہنونکا ہرگز ڈر نہین	ٹکڑے کردیتا ہے سب کو بالیقین

شرح یعنی کسی درخت کی شاخین گہنی ہون تو تیشہ اکلہاڑی کو کچھ خوف نہین آتا بلکہ وہ ٹکڑے کرہی ڈالتا ہے

لیک بر برگے نکوبد خویش را	جز کہ بر ریشہ نکوبد نیش را
ترجمہ: کام پتون سے نہین رکہتا مگر	دیکہہ رگ کو چہیڑتا ہے نیشتر

شرح یہ شعر پہلے شعر سے ملکر بطور قطعہ بندہے یعنے تیشہ ٹہنون کے کاٹ دینے سے خوف نہین کرتا لیکن اپنی ذات کو پتونپر استعمال کرنے سے روکتا ہے اور انکی ضعیفی پر رحم کرتا ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسا کہ فصّاد نشتر اُسی رگ پر مارتا ہے جو سرکش اور متمرد ہے اور جسمین خون فاسد جمع ہے ریشہ بمعنے رگ ہے اور دوسرے مصرع مین نکوبد کا فاعل (فصاد) حسب قرینۂ فعل محذوف ہے اور اگر دونو مصرعون مین نکوبد کا فاعل تیشہ ہے تو یہ معنے ہین کہ تیشہ اپنی دہار کو بجز ریشہ اور شاخ کے پتونپر استعمال نہین کیا کرتا پہلی صورت مین نیش بمعنے نشتر ہے اور دوسری صورت مین بمعنے دہار اور باطنی مطلب یہ ہے کہ جسطرح تیشہ بڑے بڑے ٹہنون کو کاٹ ڈالتا ہے اور پتون کو آزار نہین پہنچاتا اسیطرح غضب الٰہی کا تیشہ متکبر لوگ

سرکشون اور اپنے آپ کو قوی سمجھنے والون کی گردن کاٹ دیتا ہے اور ضعیفون عاجزون پر رحم کرتا ہے

	شعلہ را ز انبوہی ہیزم چہ غم	کے رمد قصاب ز انبوہی غنم	
ترجمہ	لکڑیون کا کچھہ نہین شعلہ کو غم	کچھ نہین قصاب کو خوف غنم	

شرح یعنے شعلہ کو لکڑیون کے ڈھیر سے کچھ غم نہین ہوتا بلکہ وہ سب کو جلا ڈالتا ہے اور اسیطرح قصاب بکریون کے ریوڑ سے نہین بہاگتا مطلب یہ کہ قہر حق جو شعلہ یا قصاب کے مانند ہے متکبر اور سرکش آدمیون کے ہلاک کر دینے سے ہرگز نہین ڈرتا کیونکہ متکبر لوگ اس شعلہ کے آگے لکڑی اور اس قصاب کے سامنے بکری کے مانند

نکتہ ان گذشتہ اشعار مین قہر الٰہی اور متکبر آدمی کی حالت کو کئی تمثیلون مین بیان کیا گیا ہے اور یہ تمثیلین مفرد اور مرکب دونو طرح صحیح ہین تمثیل مفرد مین مثل اور ممثل لہ کے اجزا کا لحاظ ہوتا ہے اور مرکب مین نہین ہوتا تمثیل مفرد مین ایک ایک جز کو ایک ایک جز سے اور تمثیل مرکب مین سارے مضمون کو ایک اور مضمون سے تمثیل دیا کرتے ہین مثلاً اگر ہم یون کہین کہ اللہ تعالے کے متکبرون کو ہلاک کر دینے اور عاجزون کے قایم رکھنے کو اس تیشہ سے تمثیل دی ہے جو بڑے ٹہنون کو کاٹ ڈالے اور پتون کو چھوڑ دے تو یہ تمثیل مرکب ہے اور اگر یہ کہین کہ قہر الٰہی کو تیشہ سے اور متکبر کو شاخ سے اور عاجز کو برگ سے تمثیل دی تو یہ تمثیل مفرد کہلاتی ہے مگر باعتبار معنی دونو تمثیلون کا مطلب ایک ہوتا ہے اور مثنوی مین ایسی تمثیلین بہت ہین

	پیش معنی چیست صورت بس زبون	چرخ را معنیش دارد سرنگون	
ترجمہ	سامنے معنی کے صورت ہے زبون	چرخ کو رکہتا ہے معنی سرنگون	

شرح یعنے تمام صورتین معنی کے مقابلہ مین بالکل زبون اور ہیچ ہے اور جتنی چیزین ظاہر مین معلوم ہوتی ہین ان سب صورتون مین انکے معنے کا تصرف ہے رمعنی سے قدرت الٰہی اور تصرف خداوندی مراد ہے مطلب کہ جو کچھ ظاہری صورتون یعنے متعینات سے افعال صادر ہوتے دکہتے ہین یہ فی الحقیقت صورتون سے نہین بلکہ معنی یعنے قدرت اور تصرف الٰہی سے صادر ہوتے ہین کیونکہ صورتین خود اپنی ذات اور وجود مین محتاج ذات مطلق ہین پھر صفات اور افعال مین بدرجۂ اولے اسکی محتاج ہونگی چنانچہ آسمان کو جس چیز نے سرنگون اور مسافر و متحرک کر رکہا ہے وہ معنی آسمان یعنے تصرف الٰہی ہے کیونکہ ہر چیز مین اسکی معنے کا تصرف ہے

	تو قیاس از چرخ دولابی بگیر	گردشش است از کیست از عقل منیر	
ترجمہ	چرخ دولابی پہ تو کر لے قیاس	تا کہلے گردش کا حال اے خوش اساس	

شرح دولابی بیائے معروف و مجہول دونو طرح درست ہے یعنے ایمخاطب تو گردش فلک کو گردش دولاب پر قیاس کر لے تاکہ گردش دینے والے کا حال معلوم ہو جائے اور یہ بہی ظاہر ہو کہ دولاب کی گردش کس چیز سے ہے

صادر ہوتی ہے اگر تجھے دولاب کا گردش دینے والا معلوم نہیں تو ہم سے سن لے دولاب کی گردش عقل روشن کی طرف سے صادر ہوتی ہے یعنی دولاب بنانیوالون کی عقل نے دولاب مین گردش کرنے کی قوت پیدا کردی اس لحاظ سے گو باعتبار ظاہر دولاب کا گردش دینے والا کوئی شخص مجسم ہوتا ہے مگر فی الواقع اصلی محرک اُنکی عقل ہے بس توجسطرح عقل محرک دولاب ہے اسیطرح عقل کل (تصرف الٰہی) محرک آسمان ہے یا دوسرے مصرع کے یہ معنے ہین کہ دولاب کی گردش کسکی طرف سے صادر ہوتی ہے اسکا گردش دینے والا کون ہے اینخاطب اس سوال کا جواب اپنی عقل روشن سے پوچھ لے عقل خود تجھے بتادیگی کہ جسطرح بلا محرک کے گردش دولاب نا ممکن ہے اسیطرح بلا تصرف ذات الٰہی آسمان کی گردش غیر معقول ہے کیونکہ کوئی فعل بلا فاعل وقوع مین نہین آسکتا

گردش این قالب ہمچون سپہر — ہست از روح مستر اے پسر

ترجمہ: گردش قالب یہ کر لیجے نظر — روح کے باعث سے ہے یہ سر بسر

شرح گردش سے حرکات و افعال مراد ہین یعنی تیرے اس جسم کی گردش جو روح کے لیئے بمنزلہ سپہر بنا ہوا ہے روح پنہان کی بدولت ہے روح جسم مین نہو توجسم سے کوئی فعل صادر نہین ہوسکتا بس توجسم بمنزلہ صورت ہے اور روح اُسکے لیئے بمنزلہ معنی کیونکہ روح امر ربی ہے جو خدا کے حکم سے جسم مین متصرف ہے بدن کو سپر روح اسلیئے کہا ہے کہ بدن حتی الامکان اکثر آفتین اپنے اوپر جھیل کر روح کو بچاتا رہتا ہے ہان یہ سپر جب بودی اور کھی ہوجاتی ہے اور صدمۂ حوادث روح تک پہنچ جاتا ہے تو وہ بدن کو چھوڑ کر نکلجاتی ہے۔

گردش این باد از معنی او ست — ہمچو چرخے کو اسیر آب جو ست

ترجمہ: ہے ہوا وابستہ معنے ہو — جسطرح دولاب اسیر آب جو

شرح حکما کے نزدیک عقل فعال عقل عاشر یعنے دسوین فرشتے کو کہتے ہین جسنے تمام افراد عالم کو پیدا کیا ہے اور جبریل انکے نزدیک یہی عقل فعال ہے اللہ تعالے اسیکے واسطہ سے تمام اشیا اور عناصر پر متصرف ہے اور اہل تحقیق ملکوت اور قدرت الٰہی کو عقل فعال کہتے ہین چنانچہ سُبحَانَ الَّذِی بِیَدِہٖ مَلَکُوتُ کُلِّ شَیْءٍ (یعنے خدا وہ پاک ذات ہے جسکے قبضہ مین ہر چیز کی بادشاہی ہے) سے ظاہر ہے۔ اس آیت مین ملکوت بمعنے قدرت و سلطنت ہے شعر کا مطلب یہ ہے کہ ہوا کی گردش اُسکے معنے کے سبب سے ہے یعنے چونکہ قدرت الٰہی اُسمین متصرف ہے اسلیئے ہوا کو حرکت ہوتی ہے اور اسکے مثال ایسی ہے جیسا کہ آٹا پیسنے کی چکی جو مقید آب جو ہوتی ہے جب تک نہر مین سے پانی نہ آئیگا ہرگز نہ چلیگی چرخے بیائے مجہول بمعنے آسیا ہے اور اسیر بمعنے مقید و محتاج

جزر و مد و دخل و خرج این نفس — از کہ باشد جز ز جان اے بوالہوس

ترجمہ: آنا جانا سانس کا اے بوالہوس — یہ سمجھ لے روح کے باعث ہے بس

شرح یعنے سانس کا کم ہونا اور بڑہنا اور آنا اور جانا خود سانس کا فعل نہین ہے اینجا طلب پر ہوس تحقیق سمانے یہ سب روح کی جانب سے ہے اور روح امر ربی ہے جب روح متحرک ہوتی ہے تو سانس کو بہی حرکت ہوتی ہے اور اس سے ہلکی یا بہاری آوازین نکلتی ہین جبر زور و مد وغیرہ سے چپکے چپکے باتین کرنا اور آہستگی سے بولنا اور زور آواز سے کچہ کہنا اور چلا کر الفاظ نکالنا مراد ہے مطلب یہ کہ یہ سب صفتین سانس کے ذاتی اوصاف نہین ہین بلکہ حسب خواہش روح سانس الفاظ کی صورت بنکر نکلتے ہین کبہی زور سے کبہی آہستگی سے

گاہ جیمش میکند گہ حا و دال	گاہ صلحش میکند گاہے جدال
ترجمہ: جیم کرتی ہے کبہی - گہ حا و دال	صلح کرتی ہے کبہی گاہے جدال

شرح یعنے کبہی روح سانس کو جیم کر دیتی یعنے کبہی سانس سے لفظ مفرد نکلتا ہے اور کبہی جا و دال کر دیتی ہے یعنے اس سے الفاظ مرکب نکلنے لگتے ہین گہ کے بعد واو عاطفہ بمعنے مع ہے - تاکہ مفرد اور مرکب کا تقابل صحیح ہو جائے اور کبہی اس سے ایسے الفاظ نکلتے ہین جو باعث صلح و محبت ہوتے ہین اور کبہی ایسے جو موجب جنگ و جدال ہین - دوسرے معنے یہ ہین کہ سانس سے کبہی مفرد لفظ نکلتا ہے - مثلاً جیم اور کبہی اسی جیم کو دال سے مرکب کر کے جدال بنا دیتی ہے - اور کبہی اس سے فقط حا نکلتی ہے مگر اسکو صاد و لام سے مرکب کر کے صلح کر دیتی ہے اور تیسرے معنے یہ ہین کہ کبہی جیم اور حا اور دال کو مرکب کر کے لفظ جحد نکالتی ہے جو بمعنے انکار ہے اور کبہی صلح کر لیتی ہے

گہ یمینش مے برد گاہے یسار	گہ گلستان میکند گاہیش خار
ترجمہ: گہ یمین لیجاتی ہے گاہے یسار	گہ گلستان کرتی ہے گہ اسکو خار

شرح یعنے روح سانس کو کبہی یمین یعنے دہنی طرف لیجاتی ہے اور کبہی یسار یعنی بائین طرف اور کبہی اسے گلستان کر دیتی ہے اور کبہی خار لفظ یمین و یسار اور گلستان و خار سے یا تو یہی خاص الفاظ مراد ہین جو سانس سے نکلتے ہین یا یمین و گلستان سے مقالات حسنہ اور یسار و خار سے الفاظ قبیحہ مراد ہین -

ہمچنین این آب را یزدان پاک	کرد بر فرعون خون سہمناک
ترجمہ: کر دیا اللہ نے فرعون پر	دیکھ لے پانی کو خون پُر خطر

شرح گزشتہ اشعار مین اس بات کا ذکر تہا کہ تمام اشیا مین افعال معتاد اللہ تعالے کی قدرت سے پیدا ہوتے ہین اب مولانا قدس سرہ یہ فرماتے ہین کہ جسطرح اللہ تعالے اشیا مین افعال معتاد کے پیدا کرنے پر قادر ہے ایسے ہی غیر معتاد تاثیرات اور عادات پر بہی قدرت رکہتا ہے مثلاً اسی پانی کو جو ہم تم پیتے ہین اللہ تعالے نے فرعون اور اسکی قوم کے لیئے خون بنا دیا تہا چنانچہ قرآن مجید مین ہے فَاَرْسَلْنَا عَلَیْہِمُ الطُّوْفَانَ الیٰ آخر الآیہ یعنی ہمنے قوم فرعون پر طوفان اور ٹڈیون اور چیچڑیون یا جوؤن اور مینڈکون اور خون کا عذاب بہیجا قبطیون نے جب

حد سے زیادہ احکام الٰہی اور حضرت موسیٰ کی نافرمانی کی تو سات دن تک مینہہ برسا اور قبطیون کے گہر ڈوب گئے اور وہ اُنہون نے عاجز ہوکر حضرت موسیٰ سے دعا کرائی اور مینہہ کہل گیا مگر قبطیون نے پہر سرکشی کی اللہ تعالےٰ نے ٹڈیان بہیجین کہ اُنکی تمام کہیتیان اور درخت چاٹ گیئن پہر چچڑیون یا جوؤن کو بہیجا جو کہانے سے لیکر پانی تک تمام چیزون مین بہر گیئن پہر مینڈکون کو بہیجا یہ تمام کہانے پینے مین بہیل گیئن پہر خون کو حکم دیا یہانتک کہ تمام دریائے نیل اور سارے کوؤن اور مشکون کا پانی خون ہوگیا۔ قبطی بنی اسرائیل کے آدمیون سے اپنے مُنہ مین کلیان کرایا کرتے تہے لیکن پانی کی کلی جب تک اُسکے مُنہ مین تہی پانی تہی اور جب قبطی کے مُنہ مین جاتی تہی خالص خون بنجاتی تہی ہر عذاب مین ایک مہینہ کا فاصلہ ہوتا تہا اور ہر عذاب متواتر سات دن تک رہتا تہا اللھم احفظنا من کل بلاء الدنیا وعذاب الآخرۃ

	ہمچنین این باد را یزدان ما	کرده بُد بر عاد ہمچون اژدہا
ترجمہ	ہوگئی حکم الٰہی سے ہوا	عاد کے حق مین بشکل اژدہا

شرح یعنی جسطرح اللہ تعالےٰ نے قبطیون کے حق مین پانی کو خون کر دیا تہا اسیطرح ہوا کو قوم عاد کے حق مین اژدہا بنا دیا تہا یعنے ہوا نے اُنکو اسطرح ہلاک کر دیا تہا جسطرح کسی کو اژدہا ہلاک کر دیتا ہے۔

	باز ہم این باد را بر مومنان	کرده بُد صلح و مراعات و امان
ترجمہ	اور اسی کو پہر حفظ مومنان	کردیا صلح و مراعات و امان

شرح یعنے اللہ تعالےٰ نے جس ہوا سے قوم عاد کو ہلاک کر دیا تہا اسی ہوا کو مومنون کے حق مین باعث امان اور موجب نگہبانی اور دوست بنا دیا جو ہوا کافرون سے لڑرہی تہی اُسی نے مومنون سے صلح کرلی تہی قوم عاد پر اُنکی سرکشی کے سبب ہوا کا عذاب بہیجا گیا سات رات اور آٹہہ دن مین تمام قوم عاد ہلاک ہوگئی اور اُنکے پیغمبر حضرت ہود مع ایمان والون کے اُسی ہوا مین سلامت رہے نکتہ معنوی طور پر ان اشعار کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالےٰ جسطرح تمام چیزون (مثلاً پانی یا ہوا) وغیرہ مین اُنکا معتاد اثر پیدا کرتا رہا ہے اسیطرح غیر معتاد اثر پیدا کرنے پر بہی قادر ہے اُسے پوری قدرت ہے کہ موٹے موٹے ٹہنون یعنے متکبرون کو ہلاک کردے اور ذلیل گہاس یعنے عاجزونکو قایم رکہے چنانچہ اُسنے ہمیشہ ایسا ہی کیا ہے

	گفت المعنیٰ ہو اللہ شیخ دین	بحر معنی ہاست رب العالمین
ترجمہ	یاد رکہنا ہے یہ قول شیخ دین	بحر معنی ہے وہ رب العالمین

شرح شیخ دین سے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ مراد ہین جنکا قول ہے ؎

فَالْکُلُّ قَدْ عِبَارَۃٌ وَّاَنْتَ الْمَعْنیٰ ۞ یَا مَنْ ہُوَ لِلْقُلُوْبِ مَقْنَاطِیْسٌ ۞ یعنے انجہا ہر شئے عبارۃ یعنے ظاہری صورت ہے

اور تو اُس صورت کے لیئے بمنزلہ معنی ہے مثنوی کے شعر کا یہ مطلب ہے کہ چونکہ ہر چیز مین اُسکے معنے (یعنے قدرت الٰہی) کا تصرف ہے اسیلئے شیخ دین حضرت جنید بغدادی نے فرمایا ہے کہ معنی سے مراد ذات الٰہی ہے جو دریائے معانی ہے یعنے عالم مین بلا واسطہ یا بواسطہ متعینات متجلی او رمتصرف ہے اور یہ تمام ظاہری صورتین اُسی معانی کی پہچان کے لیئے پیدا ہوئی ہین نیز شیخ دین سے شیخ اکبر محی الدین بن عربی بھی مراد ہوسکتی ہین کیونکہ بعض شارحین نے حضرت جنید والے شعر کو انہین شیخ اکبر کی طرف منسوب کیا ہے

	ہمچو خاشاکے دران بحر روان		جملہ اطباق زمین و آسمان	
	بحر مین ہین صورت خاشاک سب		کل مینین اور یہ افلاک سب	ترجمہ

شرح کوئی شخص یہ کہتا تہا کہ جب متصرف اور قادر اللہ تعالےٰ ہے تو یہ ظاہری صورتین کالعدم سمجھنی چاہیئین حالانکہ مشاہدہ اِسکے تصرف و تاثیرات کی گواہی دے رہا ہے مولانا اِسکا جواب دیتے ہین کہ تمام زمین و آسمان کے طبقے اُس بحر معانی مین خاشاک اور تنکے کی طرح ہین۔ یعنے تمام ظاہری صورتون مین ذات الٰہی بمنزلہ معنی ہے اور اس معنی کے سامنے صورت ایسی حقیر چیز ہے جیسا دریا مین تنکا جو حرکت مین دریا کا محتاج ہے

	ہم ز آب آمد بوقت اضطراب		حملہ ہا و رقص خاشاک اندر آب	
	حرکت آبی سے حاصل ہوگیا		آب مین یہ تیرنا خاشاک کا	ترجمہ

شرح حملہ بالفتح آہنگ جنگ کو کہتے ہین مگر یہان بمعنے مطلق ارادہ ہے نیز حُملہ بالکسر و ضم تکلف اور دقت کے ساتہ ایک جگہ سے دوسری جگہ چلنے کو کہتے ہین یہان یہ پہچلے معنے نہایت چسپان ہین اور مطلب شعر یہ ہے کہ خاشاک کا ارادہ اور ایک جگہ سے دوسری جگہ چلنا اور رقص یعنے اُسکی تمام حرکتین دریا ہی کی طرف سے ہین یعنے جسوقت پانی مین حرکت ہوتی ہے خاشاک بہی متحرک ہوجاتا ہے اور جب پانی ٹہرتا ہے تو تنکا بہی ٹہرا رہتا ہے اسیطرح تمام موجودات اور صورتون کے حرکات و سکنات ذاتی نہین ہین بلکہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہین محرک حقیقی اور معنی وہی ہے۔ ترکیب مین بوقت اضطراب آب کے متعلق ہے

	سوے ساحل افگند خاشاک را		چونکہ ساکن خواہدش کرد از مرا	
	سوئے ساحل پہینکتا ہے سر بسر		چاہتاہے اُسکو ٹہرانا اگر	ترجمہ

شرح مرا بمعنے جنگ و برابری و جدال و خودنمائی۔ یہان پہچلے معنے مراد ہین۔ یعنے جب دریا یہ چاہتا ہے کہ خاشاک کو خودنمائی سے جدا کردے تو اسکو کنارہ پر پہینکدیتا ہے اسیطرح اللہ تعالےٰ جب چاہتا ہے کہ متکبر اور معجب اور مغرور شخص کے خودنمائی کو دفع اور اسکے دعوے برابری اولیاء اور جدال انبیاء کو دور کرے تو اُسکو اپنی رحمت سے جدا کرکے ہلاکت کردیتا ہے۔

چون کشد از ساحلش در موجگاه ‏ — آن کند با او که صرصر با گیاه

ترجمہ: اور جب ساحل سے اسکو کہیچ لے — تب وہ کرتا ہے جو صرصر گہاس سے

شرح یعنے جب دریا خاشاک کو ساحل سے اپنی طرف کہیچ لیتا ہے تو اُسکی ساتہ معاملہ کرتا ہے جو ہوا گیاہ سے کرتی ہے اور یہ پہلے معلوم ہوچکا ہے کہ باد تند بڑے شاخون کی دشمن ہے اور گیاہ کو قایم اور تر و تازہ رکہتی ہے۔ اسیطرح جب اللہ تعالے کسی کو ساحل بشریت سے دریائے فنا کی طرف کہیچ لیتا ہے تو اسکو تر و تازہ کرکے مرتبہ بقا عنایت کردیتا ہے بعض نسخون مین صرصر کی جگہ آتش ہے یعنے جسطرح آگ گیاہ کو فنا کردیتی ہے اور اسکی خرمن ہستی کو جلا ڈالدیتی ہے اسیطرح دریا خاشاک کو اور اللہ تعالے اپنے خاص بندون کو محو ذات کردیتا ہے۔ لیکن خاکسار شارح کے نزدیک صرصر با گیاہ با چسپان اور مناسب مقام ہے دوسرے معنے یہ ہین کہ اللہ تعالے جب قلوب عشاق کی تسکین چاہتا ہے تو اُنکو عالم محو اور فنا سے نکالکر ساحل بشریت کی طرف پہینکدیتا ہے اور جب اُنہین متحرک و مضطرب کردینا پسند فرماتا ہے تو اپنے عشق اور فنا کی طرف کہیچ لیتا ہے اسیلئے بحر معانی مین کبہی وہ موجین اُٹہتی ہین جو مجنون مین تہین اور کبہی وہ جو لیلی مین۔ نتیجہ یہ نکلا کہ سلطان اور رعیت زمین اور آسمان ابلیس اور آدمؑ موسےٰ اور معلم ہاروت اور ماروت ملائک اور انسان دنیا اور آخرت جنت اور نار۔ حور اور قصور سب کے سب مظاہر اسما و صفات اور قدرت الٰہی کے قبضہ مین ہین۔

این حدیث آخر ندارد باز ران ‏ — جانب ہاروت و ماروت ای جوان

ترجمہ: یہ سخن بے انتہا ہے سیر بجا ان — قصۂ ہاروت سن لے ای جوان

شرح یعنی تصرف و قدرت الٰہی کا بیان غیر متناہی ہے لے حسام الدین اب اپنی طبیعت کو قصۂ بالا کی جانب متوجہ کر

باقی قصۂ ہاروت و ماروت و نکال عقوبت ایشان ہم در دنیا

ترجمہ: ہاروت اور ماروت کے قصہ کا بقیہ اور دنیا ہی مین اُنکے مبتلائے تکلیف و عذاب ہونیکا حال

شرح اگر لفظ ہم دنیا کے متعلق ہون تو یہ شبہ ہوتا ہے کہ ہاروت و ماروت کو جسطرح آخرت مین عذاب ہوگا اسیطرح دنیا مین بہی ہوا حالانکہ یہ بالکل غلط ہے کیونکہ وہ آخرت کے عذاب سے بری ہین اسیلئے لفظ ہم نکال عقوبت کے متعلق ہے یعنی ہاروت و ماروت کا قصہ اور نیز اُنکے دنیا مین مبتلائے عذاب ہونیکا حال۔

چون گناہ و فسق خلقان جہان ‏ — مے شدے بر ہر دو روشن آن زمان

ترجمہ: جبکہ عصیان ہائے مخلوق جہان — نور حق سے ہو رہے تہے اُن پر عیان

دست خائیدن گرفتندے ز خشم ‏ — لیک عیب خود ندیدندے بچشم

ترجمہ: غصہ کہا کر کاٹتے تہے اپنے ہاتہ — پر نہ دیکہا عیب جو تہا اُنکے ساتہ

شرح یہ دو نو شعر قطعہ بند ہین اور مطلب یہ ہے کہ جب ہاروت و ماروت نے مخلوقِ جہان کے گناہ دیکھے اور ان دونو پر گنہگارون کے حالات روشن ہونے لگے تو اُنہون نے اپنے ہاتہ چبالیے اور انسانون کی نافرمانی پر اُنہین بہت غصہ آیا لیکن اپنی آنکھون سے اپنا عیب نہ دیکھ سکے بلکہ دوسرون ہی کو عیب ناک خیال کیا یعنے اُنکی نظر اسپر نہ پڑی کہ دوسرونکا عیب دیکھنا خود معیوب صفت ہے نکتہ ہاروت و ماروت پر مخلوق کا حال یا تو اسلیئے روشن ہوتا تہا کہ یہ دونو فرشتے تہے اور حکم الٰہی سے احوال مخلوق اُنپر ظاہر ہو جاتا تہا یا اسلیئے کہ وہ ۔۔۔ آدمی انسان مگر صاحب کشف اور کرامات اور روشن ضمیر تہے اور اپنے عیب پر آنکہ نہ ڈالنے کے یہ معنے ہین کہ اُنہون نے اپنی ریاضت و مجاہدہ اور تقدس کے مقابلہ مین گنہگارون کو نہایت ذلیل سمجہا حالانکہ یہ سراسر عیب ہے اگر ہاروت و ماروت کو انسان مانا جائے تو اُنکا عجب و تکبر قرینِ قیاس ہے کیونکہ یہ دونو صفت انسانی ہین اور اگر فرشتہ مانا جائے تو اُنکے عجب و تکبر کی ایسی مثال ہے جیسا کہ فرشتون نے اپنی تسبیح و تقدیس کے مقابلہ مین حضرت آدم کی پیدایش پر اعتراض کیا تہا مگر اتنا فرق ہے کہ فرشتون نے اپنے فعل سے بہت جلد توبہ کر لی تہی اور ہاروت و ماروت مین عجب و تکبر جاگزین ہو گیا تہا۔

	خویش در آئینہ دید آن زشت مرد	رو بگردانید از آن و خشم کرد
ترجمہ	آئینہ مین دیکھکر وہ اپنا منہ	غیر پر کرتا ہے غصہ ۔ کالا منکہ

شرح یعنے ہاروت و ماروت کے ناخوش ہونے اور لوگون کے عیوب دیکھکر غضبناک ہو جانے کی ایسی مثال ہے جیسا کسی نے آئینہ مین اپنا بُرا چہرہ دیکھا اور غضبناک ہو گیا مطلب یہ کہ اُنہون نے لوگون کی برائی کو ایسا مکروہ جانا گویا اُنہین کی بُرائی تہی یا اسکی ایسی مثال ہے کہ کسی شخص نے آئینہ مین اپنا بُرا چہرہ دیکھکر تو چشم پوشی کی اور دوسرے کو بدصورت دیکھکر غضبناک ہو گیا جو سراسر خلافِ انصاف ہے۔

	خویش بین چون از کسے جرمے بدید	آتشے در وے ز دوزخ شد پدید
ترجمہ	خویش بین اور دنکو پاکر پُر قصور	آتش دوزخ مین جلتا ہے ضرور

شرح یہ مولانا کا مقولہ ہے یعنے خود بین اور متکبر آدمی کا قاعدہ ہے کہ جب دوسرے کو مجرم دیکھتا ہے تو اُسکے تن بدن مین آگ لگ جاتی ہے اور نہایت غصہ آتا ہے گویا جسم مین دوزخ کے شعلے بہرے ہوے ہین یہ غیرتِ نفسانی کی آگ ہے کہ آدمی گناہ ہونیپر دوسرے کو توبیخ کرے اور اپنے عیب چہپانے کی کوشش کرتا ہے حالانکہ حدیث شریف مین ہے عِرضُ المؤمن کدمہ یعنے مومن کی آبرو ریزی خونریزی کی برابر ہے

	حمیتِ دین خواند او این کبر را	ننگرد در خویش نفسِ گبر را
ترجمہ	اور اسکو جانتا ہے شرم دین	نفس پر اپنے نظر کرتا نہین

شرح حمیت بفتح حا مخفف حمیّت بمعنے غیرت ہے یا یہ لفظ حمیت بکسر حا و سکون میم بمعنے حفاظت و نگہداشت و حکم بہ بتیر ہے یعنے متکبر اور خود بین شخص جو دوسرون کے گناہ دیکھکر اُنپر غصہ کرتا ہے اُسنے اس غصہ کا نام حمیت دین یا حفاظتِ اسلام رکھہ لیا ہے حالانکہ یہ حمیتِ دینی نہین ہے بلکہ حمیتِ نفسانی ہے دینی غیرت اسکا نام ہے کہ آدمی خود بینی خویشتن بینی اور تکبر سے توبہ کرلی اور اپنے نفس کا فرکی حالت کو دیکھے کہ اُسمین غیرتِ دینی کا مادہ ہے یا حمیتِ نفسانی کا پہلے مصرع مین کبر بمعنے تکبر اور دوسرے مین گبر بمعنے کافر ہے نکتہ اگر کوئی معترض یہ کہے کہ نہی عن المنکر گناہون سے روکنا حمیت نفسانی اور تکبر نہین ہے کیونکہ مسلمان کو چاہیئے کہ دوسرے کو مبتلائے عصیان دیکھکر ضرور منع کرے۔ اور تم اسکو غیرت نفسانی اور خود بینی کہتے ہو اسکا جواب یہ ہے کہ آدمی غیرت ایمانی اور نفسانی مین فرق کرے بلا تجسس و تفحص اگر کسیکو مبتلائے معاصی دیکھے تو ضرور منع کرے اسکا نام ایمانی حمیت ہے اور اگر تجسس کرکے گناہگار کو ذلیل اور اپنے آپکو تقدس مآب سمجھے تو نفسانی حمیت ہے کیونکہ اسکا نفس اپنے پاکی اور دوسرے کی برائی کرنا چاہتا ہے اسی تفصیل سے [illegible]

حمیتِ دین را نشانِ دیگرست ... کہ ازان آتش جہانے اخضرست

ترجمہ: اور کچھ ہے غیرت دین کا نشان ... ہے ہرا اس اگ سے سارا جہان

شرح یعنی غیرتِ نفسانی اور ہے اور غیرتِ دینی اور غیرتِ دینی بھی اک اگ ہے مگر ایسی اگ کہ جو حضرت ابراہیم کی آگ کی طرح سارے جہان کو سرسبز کر دیتی ہے اسمین شک نہین کہ اسی دینی غیرت نے تمام عالم کو سرسبز کر دیا ہے کیونکہ دینی حمیت یا حرارت نہوتی تو انبیاء اور اُنکے خلفا ہرگز ہدایت نہ کرسکتے اور دین کی کھیتی کبھی سرسبز نہوتی دینی حمیت یہ ہے کہ آدمی گنہگارون کو نرمی سے سمجھائے اور اُنہین گناہون کے بدلے مین عذاب سے ڈرائے

گفت حق شان گر شما روشن گرید ... سیہ کاران مغفل منگرید

ترجمہ: حق نے فرمایا جو ہو روشن ضمیر ... کیون گنہگارون کو رکھتے ہو حقیر

شرح گزشتہ شعر بطور نصیحت عامہ تھے اور یہان سے پھر قصہ کی طرف رجوع ہے روشن گر بمعنے منور ہے یعنے روشن گشتہ چنانچہ سُرمہ سا بمعنے سرمہ سائیدہ یعنے فاعل بمعنے مفعول اور مغفل بمعنے غفلت شعار ہے یعنے اللہ تعالیٰ نے ہاروت و ماروت سے یہ کہا کہ اگر تم ملکوتیت یا ریاضت کے سبب روشن ضمیر ہو تو گنہگارون اور غفلت شعارون کو نظرِ حقارت سے مدیکھو کیونکہ میری رحمت نہایت وسیع اور میرے غصہ پر غالب ہے

شکر گوئید اے سپاہ و چاکران ... رستہ اید از شہوت و از چاکران

ترجمہ: شکر کرنا چاہیئے ہے اے سپاہ ... تم نہین پابند حرص و شر مگاہ

شرح پہلے مصرع مین سپاہ بمعنے لشکر اور چاکران جمع چاکر ہے بمعنے نوکر اور دوسرے مین چاکران بمعنے

سوراخ ران ہے یعنے شعر کا زنان مطلب یہ کہ اللہ تعالےٰ نے ہاروت اور ماروت سے یہ فرمایا کہ اے میرے لشکریو (فرشتو) اور اے میرے نوکرو (خاص بندو) تم ہمارا شکر کرو کہ ہر قسم کی خواہش نفسانی اور جماع کی لذّت سے نجات پائے ہوئے ہو اگر تمہین بھی انسانی خواہشین دیجاتین تو غالبا گناہ مین مبتلا ہوجاتے

	گر ازان معنی نہم من بر شما	مر شما را کے پذیرد آسما
ترجمہ	خواہشین کردون اگر تم مین نہان	کب قبولے تمکو اوج آسمان

شرح ازان معنی کا اشارہ خواہشاتِ انسانی کی طرف ہے یعنے اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ اے ہاروت و ماروت اگر مین تم مین انسانی خواہشین پیدا کردون تو تمہین آسمان نہ قبولے یعنے تم گناہون مین مبتلا ہوکر بلند مراتب کی طرف زیادہ ترقی نہ کرسکو یا عالمِ ملکوت کی طرف چلنے کے لیئے دنیا سے دو قدم آگے نہ بڑہ سکو مطلب یہ کہ اگر تم مین ہمارا دیا ہوا تقدس نہو تو تم روحانی مراتب مین ترقی نہین کرسکتے اسلیئے اپنے زہد و تقدس پر مغرور نہو ورنہ اپنے مرتبہ سے گرجاؤگے اور اس تکبر کی سزا پاؤگے

	عصمتے کہ مر شما را در تن ست	آن ز عکس عصمت و حفظ منست
ترجمہ	تم مین عصمت ہے فقط میرے سبب	میرے ہی باعث ہو تم معصوم سب

شرح یعنے اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ اے ہاروت و ماروت وہ عصمت جو تمہین عطا کی گئی ہے میری عصمت اور حفاظت کا عکس ہے تمہاری ذاتی عصمت نہین ہے اسلیئے ہمارے عطیہ پر مغرور نہ بنو۔

	آن ز من بینید نہ از خود ہین ہین	تا نچربد بر شما دیوِ لعین
ترجمہ	تم مین جو عصمت ہے وہ ذاتی نہین	ڈالتا ہے وسوسہ دیو لعین

شرح نہ مخفف نہ از ہے اور چربد کی جگہ بعض نسخون مین چیرد ہے معنے دونو کے ایک ہین یعنے اے ہاروت و ماروت اُس عصمت کو میری طرف سے خیال کرو اور خبردار اپنی طرف سے نہ سمجہو تاکہ تمپر شیطانِ لعین غالب نہ آجائے اور تم متکبر نہوجاؤ چربیدن بمعنے غالب ہونا اور چیرد بمعنے چیرہ و غالب شود مضارع فعل ہے اور یہ شعر بہی گزشتہ اشعار کی طرح اللہ تعالےٰ کا مقولہ ہے۔

	آنچنان کان کاتبِ وحیِ رسول	دید در خود حکمت و نور وصول
ترجمہ	جسطرح وہ کاتب وحی رسول	جانتا تہا خود مین انوار وصول

شرح یعنی اے ہاروت و ماروت کہین ایسا نہو کہ تم عصمت کو ذاتی سمجہ لینے کے سبب متکبر ہوجاؤ اور تمپر شیطان اسطرح غالب آجائے جسطرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اُس کاتبِ وحی پر غالب آگیا تہا جسکا قصہ گزر چکا ہے کہ اُسنے حکمت اور نور وصول الے اللہ کو ذاتی سمجہ لیا تہا اور اسیلئے مُرتد ہوگیا تہا

	خویش را ہم صوتِ مرغانِ خدا	می شمرد آن بد صفیرے چون صدا
ترجمہ	خود کو ہم آوازِ مرغانِ خدا	جانتا تہا اور وہ تہی اِک صدا

شرح یعنے اُس کاتبِ وحی نے اپنے آپ کو انبیا کا مقابل جانا اور اُنکی آواز اور زبان کو اپنی آواز اور زبان سمجہا۔ حالانکہ یہ آواز یعنے فتبارک اللہ احسن الخالقین جو اُس سے صادر ہوئی تہی صدائے کوہ کی مانند تہی جو پہاڑ کی جانب منسوب تو ہوتی ہے مگر فی الواقع پہاڑ کی آواز نہین ہوتی بلکہ غیر شخص کی ہوتی ہے اسیطرح یہ آواز صاحبِ وحی کی تہی جو ببرکتِ مصاحبت اسپر منعکس ہوگئی تہی۔ مرغانِ خدا سے انبیا مراد ہین اور اُنکی آواز وحی الٰہی ہے اور صفیر طائر کی سی اُس آواز کو کہتے ہین جو صیاد طائرون کو دہوکا دینے کے لیئے زبان سے نکالتا ہے اور اُنہین گرفتار کر لیتا ہے بس توجسطرح صیاد کی آواز فی الواقع طائر کی آواز نہین ہوتی اسیطرح اُس کاتبِ وحی کی آواز ذاتی نہ تہی بلکہ وحی الٰہی کا عکس تہا اور وہ اسے ذاتی آواز سمجہکر گمراہ ہوگیا تہا۔

	لحن مرغان را اگر واصف شوی	بر مرادِ مرغ کے واقف شوی
ترجمہ	بولکر تو طائرون کی بولیان	واقف اُنکے دل سے ہوتا ہے کہان

شرح یعنے ہمنے مانا کہ تو جانورون کی آواز کا واصف دبیان یا نقل کرنیوالا ہوسکتا ہے یعنے جانورون کی بولی بول سکتا ہے مگر اِس سے یہ لازم نہین آتا کہ تو جانورون کی مراد سے بہی واقف ہوجائیگا۔ مثلاً بلبل کی بولی بولنے والا یہ بات ہرگز نہین بتا سکتا کہ بلبل کا فلان ترانہ فراقِ گل سے تعلق رکہتا ہے یا عالمِ وصال کی بیخودی سے متعلق ہے کیونکہ نقال کو اصلی حال معلوم نہین ہوسکتا۔ بلکہ آواز کی نقل لفظ بلا معنی کا نام ہے اسیطرح اگر کوئی شخص مرغانِ الٰہی یعنے انبیا و اولیا کی اصطلاحین یا کلمات یاد کرلے تو اُنکے معنی و اسرار سے واقف نہین ہوسکتا بلکہ اُسکا کلام صرف ایک بے معنی آواز کے مانند ہے۔

	گر بیاموزی صفیرِ بلبلے	تو چہ دانی کو چہ گوید با گلے
ترجمہ	سیکہہ لے بلبل کی گر آواز تو	اُسکا گل کا جاننے گا کیا راز تو

شرح یعنے اگر کوئی بلبل کی سی آواز بنا کر اُسکی بولی بولنے لگے تو اس آواز سے تجہے یہ ہرگز معلوم نہ ہوگا کہ گل سے بلبل کسطرح کا راز و نیاز اور کسطرح کا عشق رکہتا ہے اور فریاد و زاری یا مناجات عرض حاجات سے اُسکا کیا مطلب ہے کیونکہ بلبل کی بولی بولنے والا گل سے کسی قسم کا باطنی تعلق نہین رکہتا۔ اسیطرح ایسا طالب انبیا اور اولیا کے کلمات سیکہہ کر باغ وحدت کے ہمیشہ بہارِ گل کی کیفیت اور حالات سے مطلع نہین ہوسکتا

	ور بدانی باشد آن ہم از گمان	چون زلب جنبان گمانہائے کران
ترجمہ	علم بہی ہو تو گمان سے ہے اسر بسر	ہے مثال اسکی گمان مردِ کر

شرح یعنے اگر تو یہ بات جان بہی لیگا اور سمجہ مین بہی آجائیگی کہ بلبل گل کے ساتہ کیسا تعلق رکہتا ہے تو یہ تیرا علم نہوگا بلکہ بیہودہ گمان ہوگا اور اِس گمانِ فاسد کی مثال ایسی ہوگی جیساکہ کسی لب ہلانے والے یا دوسرے شخص کی حرکت لب سے بعض الفاظ خاص کے متعلق کسی بہرے آدمی کا گمان ہوتا ہے حالانکہ حرکت لب سے بہرا یہ ہرگز نہین معلوم کرسکتا کہ لب ہلانے والے نے کیا کہا ہے۔ لفظ جنبان اسم فاعل ترکیبی ہے یا صیغہ امر ہے بمعنے مصدر یعنے جنبش لب یا جنبان صفت لب ہے بفک اضافت

	به عیادت رفتن کر بخانه همسایه بیمار و رنجیدن بیمار از وے
ترجمہ	ایک بہرے آدمی کا اپنے بیمار ہمسایہ کی عیادت کو جانا اور بیمار کا اُس سے رنجیدہ ہونا

شرح چونکہ پچہلے شعر مین بلبل کی بولی بولنے والے کو بہرے کے گمان سے تشبیہ دیگئی ہے اسی مناسبت سے ایک بہرے آدمی کا قصہ شروع کیا گیا ہے جو اپنے بیمار ہمسایہ کی عیادت کے لیئے گیا اور اُسے رنج دیا

	آن کرے را گفت افزون مایهٔ	که ترا رنجور شد همسایهٔ
ترجمہ	ایک بہرے سے یہ بولا مالدار	ہے ترا ہمسایہ بس بیمار و زار

شرح یعنی ایک افزون مایہ (مالدار آدمی) نے ایک بہرے سے یہ کہا کہ ترا فلان ہمسایہ بیمار ہے اُسکی عیادت کو جا کیونکہ بیمار کی عیادت فرض کفایہ ہے اور تجہپر فرض عین ہے کیونکہ تو ہمسایہ ہے۔

	گفت با خود کر که با گوش گران	من چه دریابم ز گفت آن جوان
ترجمہ	سوچکر دلمین یہ بہرے نے کہا	مین سنونگا اُس جوان کی بات کیا

شرح یعنے بہرے نے اپنے دلمین کہا کہ مین عیادت کو جاتا تو ہون مگر اُس نوجوان بیمار کی بات کیونکر سنونگا اور کسطرح سمجہونگا اور کیا جواب دیسکونگا کیونکہ مین بہرہ اور قوت سامعہ سے بالکل بے بہرہ ہون۔

	خاصه رنجور و ضعیف آواز شد	لیک باید رفت آنجا نیست بُد
ترجمہ	خاصکر جو ناتوان ہو سر بسر	کیا کہیگا۔ چاہیئے جانا مگر

شرح یعنے بہرہ کہتا ہے کہ مین تندرست آدمی کی بات اُسوقت سمجہ سکتا ہون جبکہ وہ چیخ چیخ کر بولے پہر جس شخص کی عیادت کو جاتا ہون وہ تو بیمار اور ضعیف آواز اور کمزور ہے وہ میری اور مین اُسکی کیونکر سمجہ سکونگا لیکن چونکہ وہ میرا ہمسایہ ہے اسلئے عیادت کو ضرور جانا چاہیئے بلا عیادت چارہ نہین ہے بُد عربی لفظ ہے بمعنے چارہ و علاج حدیث شریف مین ہے کہ اللہ تعالے فرمائیگا اے بندے ہم بیمار رہے تو ہماری عیادت کو نہ آیا اِس سے عیادت مریض مراد ہے

	چون ببینم کان لبش جنبان شود	من قیاسے گیرم آن را از خرد
ترجمہ	جب ہلائے گا وہ لب بہر کلام	عقل سے اپنی سمجہ لونگا تمام

شرح یعنی عیادت کیلئے جانے سے پہلے بہرے نے اپنے دلمین یہ سوچ لیا کہ جب بیمار کے لب ہلین گے یعنے وہ کچھ کہیگا تو گو میرے کانون سے سنائی نہین دیتا مگر مین جنبش لب کو اُسکے لب ہلنے سے اپنے ذہن مین بطور قیاس یہ سمجھ لونگا کہ اسنے فلان بات کہی ہے کیونکہ جب عیادت کو جاتے ہین تو بیمار سے معمولی باتین پوچھتے ہین اور بیمار معمولی ہی جواب دیتا ہے یعنے اپنی غذا اور بیماری اور طبیب کے تقرر وغیرہ کا حال بتا دیتا ہے بہرے نے پہلے ہی سے دل مین ٹھان لی تھی کہ مین بیمار سے جب مزاج کی کیفیت پوچھونگا تو وہ ضرور یہ کہے گا کہ مین اچھا ہون کیونکہ اہل اسلام کا یہی طریقہ ہے مین اسکے جواب مین الحمد للہ کہونگا غرضکہ اسی قسم کا مسودہ گانٹھکر بہرہ اپنے بیمار ہمسایہ کی عادت کے لیے گھر سے چل نکلا

	من بگویم چونی اے محنت کشم	او بخواہد گفت نیکم یا خوشم
ترجمہ	مین کہونگا کہیئے کیسا ہے مزاج	وہ کہے گا خوش ہون مین اچھا ہون آج

شرح یعنے بہرہ کہتا ہے کہ مین جب اُس بیمار سے یہ پوچھونگا کہ اے محنت کش اور بیماری کی تکلیفین اُٹھانے والے تو کسطرح ہے تو غالبًا وہ یہی جواب دیگا کہ مین اچھا ہون تندرست ہون جیسا کہ اہل اسلام کا قاعدہ ہے

	من بگویم شکر چہ خوردی ابا	او بگوید شربتے یا ماش با
ترجمہ	مین کہونگا شکر ہے کھایا ہے کیا	وہ کہے گا کوئی شربت یا دوا

شرح پہلے مصرع مین لفظ ابا اگر بفتح الہمزہ ہے تو بمعنے اے پدر ہے کیونکہ اب عربی مین باپ کو کہتے ہین آخر مین الف ندائیہ بڑہا دیا گیا ہے اور اگر بکسر الہمزہ ہے تو بمعنے سالن ہے ماش با شوربہ ماش یعنے آب عدس کو کہتے ہین جو بیمارون کو دیا کرتے ہین یعنے بہرہ کہتا ہے کہ جب وہ بیمار اپنے آپ کو تندرست بتائیگا تو مین شکر الٰہی ادا کرنے کے بعد یہ کہونگا کہ اے باپ تو نے کیا کھایا پیا یا اے بیمار تو نے کیا غذا کھائی ہے وہ اسکے جواب مین کہیگا کہ یعنے شربت یا دال کا پانی پیا ہے اس بہرہ کا مریض کو باپ کہنا از راہ تعظیم ہمسائگی ہے۔

	من بگویم صحۃ نوشت کیستان	از طبیبان پیش تو گوید فلان
ترجمہ	مین کہونگا تجکو صحت ہو طبیب	نام کیا ہے کون ہے تیرا طبیب

شرح صحت کی تائے ملفوظہ کو حالت وقف مین ہائے موقوف سے بدل لیا ہے اور صحہ نوش کی اضافت مقلوب ہے یعنے جب وہ کہے گا کہ یعنے شوربہ ماش کھایا ہے تو مین یہ کہونگا کہ یہ غذا تیرے لیئے شراب صحت اب تو یہ بتا کہ طبیبون مین سے کونسا طبیب تیرے پاس موجود ہے۔ وہ کہے گا فلان بعض نسخون مین صحہ نوشت باد آن ہے یعنے وہ شوربہ ماش تیرے لیئے شراب صحت ہے۔ بعض نسخون مین صح بصیغہ ماضی ہے یعنے وہ غذا اچھی ہے خدا کرے تجکو نوش اور ہضم ہو لیکن اس صورت مین پیش تو کے بعد لفظ کیست محذوف ماننا پڑیگا۔

من بگویم پس مبارک پاست او | چونکہ او آید شود کارت نکو

ترجمہ میں کہونگا ہاں مبارک پا ہے وہ | اک طبیب حاذق دیکھتا ہے وہ

شرح بہرہ کہتا ہے کہ جب بیمار یہ کہیگا کہ فلان طبیب میرا معالج ہے تو میں یہ کہونگا کہ وہ نہایت مبارک قدم ہے اب چونکہ اسکے قدم آگئے ہیں اسلیئے تیرا کام ضرور بنجائیگا یعنے تو بالکل تندرست ہوجائیگا۔

پائے او را آزمودستیم ما | ہر کجا شد میشود حاجت روا

ترجمہ ہمنے اسکا آزمایا ہے قدم | وہ جہان جاتا ہے ہوتا ہے کرم

شرح بہرہ کہتا ہے کہ میں اس بیمار سے یہ کہونگا کہ اس طبیب کو ہمنے بارہا آزمایا ہے وہ جہان جاتا ہے بیمارون کی حاجتیں پوری ہوجاتی ہیں یعنی مریض بہت جلد شفایاب ہوجاتا ہے لسے مریض تو بھی شفایاب ہوگا۔

این جوابات قیاسی راست کرد | عکس آن واقع شد اے آزادمرد

ترجمہ اسنے سوچے جو قیاسی جواب | عکس انکا ہوگیا اے خوش خطاب

شرح یہ شعر مولانا کا مقولہ ہے یعنی بہرے نے اسطرح کے قیاسی جواب ذہن نشین کرلیئے تھے مگر اے مخاطب واقعہ اسکے برعکس ہو یعنے بیمار نے کچھ اور کہا اور بہرے نے کچھ اور سمجھکر الٹے جواب دیئے۔

گوییا رنجور را خاطر ز کر | اندکے رنجیدہ بود اے پرہنر

ترجمہ گویا اس بہرے سے دل بیمار کا | کچھ نہ کچھ پہلے ہی سے رنجیدہ تھا

شرح یعنی بہرے کے الٹے جواب دینے سے مریض ایسا بیزار ہوا گویا بہرے کی طرف سے اسکا دل پہلے ہی کھٹا ہوا تھا

کر در آمد پیش رنجور و نشست | بر سر او خوش ہمی مالید دست

ترجمہ آکے بیٹھا پاس بہرہ۔ الغرض | اور پوچھا اس سے احوال مرض

شرح یعنی بہرہ یہ تمام منصوبے سوچ کر بیمار کی عیادت کو آیا اور پاس بیٹھکر اسکے سر پر ہاتھ پھیرنے لگا۔

گفت چونی گفت مردم گفت شکر | شد ازان رنجور پر آزار و نکر

ترجمہ بولا وہ مرتا ہون یہ بولا کہ شکر | ہوگیا اس سے وہ پر آزار و نکر

شرح یعنے بہرے نے بیمار سے کہا کہ تو کس طرح ہے اسنے جواب دیا کہ میں قریب ہلاک ہون بہرے نے کہا شکر ہے اس بے محل جواب سے بیمار کو باطنی تکلیف پہنچی اور اسکا غصہ یا انکار بڑھ گیا نکر یعنے غصہ و انکار ہے

کین چہ شکرست این عدو ما بُدست | او قیاسے کرد و آن کژ آمدست

ترجمہ یعنے کیسا شکر یہ بکتا ہے کیا | جو قیاس اسنے کیا الٹا ہوا

شرح یعنے مریض نے اپنے دل میں کہا کہ یہ شکر کا کونسا محل ہے شاید یہ بہرا باطنًا ہماریطرف سے دل میں کج ہی

رکہا ہے دوسرا مصرع مولانا کا مقولہ ہے جسکا یہ مطلب ہے کہ اُس بہرے کا قیاس اُلٹا ہوگیا بعض نسخون مین یہ شعر اسطرح ہے۔ کاین چہ شکرست این عدوی ما برست * گر قیاسے کرد آن کج آمدست * اس صورت مین دونو مصرعے مقولہ مریض ہین یعنے بیمار نے اپنے دل مین یہ کہا کہ بہرہ کا بے محل شکر یہ دو حال سے خالی نہین یا تو یہ ہمارا دشمن ہے یا یہ کہ اسنے اپنے قیاس مین مجھے تندرست سمجھا ہے۔ حالانکہ یہ قیاس غلط ہے۔

بعد ازان گفتش چه خوردی گفت زهر	گفت نوشت باد افزون گشت قهر
ترجمہ: پہر کہا کہا یا ہے کیا بولا وہ سم	بولا وہ ہو نوش تجکو دمبدم

شرح یعنے بیمار بہرہ کے پہلی شکر یہ سے بیزار تو ہو ہی گیا تہا جب بہرہ نے یہ کہا کہ تونے کیا کہایا ہے تو بیمار نے جہلا کر کہا کہ زہر کہایا ہے بہرہ اپنے قیاس مین یہ سمجہکر کہ اسنے دال کے باقی کی طرف اشارہ کیا ہے یہ بول اُٹہا کہ خدا کرے تجکو ہضم ہو اس دوسرے بیجا جواب کو سنکر بیمار کا غصہ اور زیادہ ہوگیا۔

بعد ازان گفت از طبیبان کیست او	که همی آید بچاره پیش تو
ترجمہ: پہر کہا ہے کون تیرا طبیب	چارہ گر ہے کون تیرا اے حبیب

شرح یعنے پہر بہرے نے یون کہا کہ طبیبون مین سے کونسا طبیب تیرے علاج کے لیے آتا ہے۔

گفت عزرائیل می آید برو	گفت پایش بس مبارک شاد شو
ترجمہ: بولا عزرائیل ہین بس چارہ گر	بہرہ بولا ہے مبارک سر بسر
این زمان از نزد او آیم برت	گفتم اورا تا که گردد غمخورت
ترجمہ: مین اب آیا ہون اُسی کے پاس سے	وہ دلائی گا رہائے یاس سے

شرح یہ دونو شعر قطعہ بند ہین یعنے بہرے نے جب یہ پوچہا کہ تیرا معالج کونسا طبیب ہے تو بیمار نے جو پہلے ہی سے جہلایا ہوا تہا نہایت غضبناک ہوکر یہ جواب دیا کہ میرا طبیب عزرائیل (فرشتہ موت) ہے اے بہرے تو یہان سے چلا جا بہرے نے کہا کہ وہ نہایت مبارک قدم ہے اے مریض تو خوش ہو نکتہ لفظ برو بیمار کے غصہ پر دلالت کررہا ہے اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ مریض حالتِ مرض مین نہایت بدمزاج ہو جاتا ہے۔ دوسرے شعر کا یہ مطلب ہے کہ اے مریض مین ابہی اُس طبیب کے پاس سے آرہا ہون اور اُس سے تیری غمخواری کی سفارش کردی ہے وہ نہایت توجہ سے تیرا اعلاج کریگا یہ دونو شعر بہرے کی زبان سے ہین۔

کر برون آمد بگفت او شادمان	شکر کش کردم مراعات این زمان
ترجمہ: کر یہ کہکر وہان سے نکلا شاد شاد	اور کہا صد شکر بر آئی مراد

شرح یعنے بہرہ یہ سوال وجواب کرکے باہر نکل آیا اور دل مین خوش ہوکر شکر یہ ادا کیا کہ یعنے اِس بیمار کے دل کی

نگہبانی کی یعنے عبادت شرطین کامل طور سے بجالایا مگر یہ اسکا باطل وہم اور غلط قیاس تھا۔

خود گمانش از کری معکوس بود — این زیان محض را شد استِ سود

ترجمہ: بہرے پن سے اُسکا اُلٹا تھا گمان — سود اُسے جانا جو تھا بالکل زیان

شرح مولانا فرماتے ہین کہ اُس بہرے کا یہ گمان کہ مین شرائط عیادت اچھی طرح بجالایا ہون بالکل برعکس تھا اُسنے محض نقصان کو فائدہ خیال کر لیا تھا۔ کیونکہ بیمار اُسکے الفاظ عیادت سے نہایت رنجیدہ ہوا تھا

گفت رنجور این عدوے جان ماست — ما ندانستیم کو کان جفاست

ترجمہ: سنکے یہ بیمار نے دل مین کہا — کیا خبر تھی ہے یہ دشمن جان کا

شرح یعنے جب بہرہ چلا گیا تو بیمار نے اپنے دل مین کہا کہ یہ شخص ہماری جان کا دشمن ہے ہمین معلوم نہ تھا کہ یہ ایسا پر جفا نکلیگا بہرہ بہشتی ہوا کرتا ہے اِس دوزخی نے ہمسایہ ہوکر کیسے بُرے کلمے مُنہ سے نکالے ہین

خاطرِ رنجور جویان صد سقط — تاکہ پیغامش کند از ہر نمط

ترجمہ: کام ہے رنجور کا لاف و گزاف — دلمین جو آتی ہے کہدیتا ہے صاف

شرح یعنے بیمار کا دل یہ چاہا کرتا ہے کہ سیکڑون طرح کی بیہودہ باتین اور گالی گفتار اور لعن وطعن دوسرے کو سُنائے یہ حالت عموماً ہر مریض کی ہوتی ہے اور اسکا سبب یہ ہے کہ مریض جسطرح کھانا ہضم نہین کرتا اسیطرح دوسرے کی بات ہی نہین سہہ سکتا۔ یہی باعث تھا کہ اُس بیمار کو بہرہ پر نہایت غصہ آیا دوسرے مصرع مین پیغامش کی ضمیر شین رنجور کی جانب ہے اور مطلب یہ ہے کہ بیمار کا دل دوسرے کو سخت سُست کہنے پر آمادہ رہتا ہے اور بیمار کے دل مین ہرطرح کے بُرے خیالات ڈالدیتا ہے جس سے اُسے ہذیان ہوجاتا ہے

چون کسے کو خوردہ باشد آشِ بد — مے بشوراند دلش تا قے کند

ترجمہ: جسطرح کھائے کوئی بے لطف شئے — متلی ہوتی ہے اُسے کرتا ہے قے

شرح یعنے بیمار کے ہذیان اور بیہودہ بکنے کی ایسی مثال ہے جیسا کسی نے کوئی ضرر دینے والی یا خلاف طبیعت سڑی بُسی غذا کھالی اِس سے کھانے والے کا دل بگڑتا رہتا ہے پریشان ہوجاتا ہے متلی ہوتی رہتی ہے یہانتک کہ قے کردیتا ہے علےٰ ہذا القیاس باطنی مریض جسکے اخلاق نادرست ہوتے ہین خلاف طبیعت ذرا سی بات نہین سُن سکتے اُنسے ظاہری مریض کی طرح فوراً غصہ آجاتا ہے اور وہ بیہودہ کلمات کی قے کردیتا ہے

کظمِ غیظ اینست آن را قے مکن — تا بیابی در جزا شیرین سخن

ترجمہ: غصہ کھانا چاہیئے تو قے نکر — تا جزاے خیر پائے سربسر

شرح یہ مولانا کا مقولہ ہے اور مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید مین جو آیت ہے وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ

یعنے جنت اُنکے لیئے ہے جو غصہ کہاتے ہین اور لوگون کو معاف کردیتے ہین - اِس آیت کے یہ معنے ہین کہ آدمی آتش بد کو کہایا کرتے نہ کرے یعنے اپنے حق مین کسی کی بُری بات سُنکر اُسکا بدلہ نہ لے بلکہ صبر کرے غم کہائے دوسرے کو رنج نہ پہنچائے اے مخاطب اگر تو غم کہائے گا تو اپنے بُرا کہنے والے سے اِسکے بدلے مین سخن شیرین پائیگا۔

چون نبودش صبر مے پیچید او — کین سگ زن روسپی حیز کو

ترجمہ: کر رہا تہا ہو کے مضطر یہ کلام — ہے کہان نامرد جورو کا غلام

شرح یہان سے پہر قصہ کی طرف رجوع ہوا ہے یعنے چونکہ اُس بیمار کو صبر نہ تہا اِسلیئے آپ ہی آپ پیچ و تاب کہاتا تہا اور یہ کہتا تہا کہ وہ بہرہ جو فاحشہ عورت کا کتا یعنے بدکار عورت کا غلام اور حیز یعنے نامرد اور دیوث ہے کہان چلا گیا میرے سامنے آجائے تو مزا چکہاؤن۔ بعض نسخون مین کین سگ زن روسپی ناچیز کو؟ ہے اِسصورت مین ناچیز بمعنے نالایق ہے اور لفظ روسپی کے بعد حرف عطف محذوف ہے۔ روسپی بازاری رنڈی کو کہتے ہین۔

تا بریزم بر وے آنچہ گفتہ بود — کان زمان شیر ضمیرم خفتہ بود

ترجمہ: تاکہ دون اُسکے کہے کا مین جواب — شیر دل تہا اُسگہڑی مصروف خواب

شرح یعنے بیمار غصے مین یہ کہہ رہا تہا کہ اب وہ بہرا کہان گیا تاکہ مین اُسکے کہے کو اُسی پر پلٹ دون یعنے اُسکی بیہودہ گوئی کا جواب دون کیونکہ اُسوقت میرا باطنی شیر سو رہا تہا یعنے قوت ناطقہ ضعیف تہی مین جواب و سوال کا متحمل نہین ہو سکتا تہا اور مین دلیری کے ساتہ کلام نہین کرسکتا تہا شیر ضمیر سے دلیری اور بہادری مراد ہے

چون عیادت بہر دل آرامیست — این عیادت نیست دشمن کامیست

ترجمہ: ہے عیادت تو پے آرام جان — یہ عیادت دشمنی ہے مہربان

شرح یعنے مریض کہتا ہے کہ عیادت بیمار کی دل آرامی (آسایش و قرار دل و اطمینان قلب) کے لیئے ہوتی ہے اور اِس بہرے نے جو عیادت کی ہے وہ عیادت نہین بلکہ سراسر دشمنی ہے۔

تا ببیند دشمن خود را نزار — تا بگیرد خاطر زشتش قرار

ترجمہ: تاکہ وہ دیکہے سجہے خوار و نزار — اور اُسکے دلکو آجائے قرار

شرح یعنے بہرے نے عیادت کے بہانے دشمنی کا اظہار اِسلیئے کیا ہے تاکہ اپنے دشمن کو یعنے مجہے ناتوان اور بُری حالت مین دیکہے اور اِس سے زیادہ آزار پہنچائے یہانتک کہ اُسکے دل کو قرار آجائے

بس کسان کایشان عبادتہا کنند — دل برضوان و ثواب آن نہند

ترجمہ: بس سمجہ لے جو عبادت کرتے ہین — اور دل بدلے پر اُسکے دہرتے ہین

خود حقیقت معصیت باشد خفی — بس کدر کآن را کہ پنداری صفی

ترجمہ: معصیت ہے یہ خطا میری معاف — یہ مکدر ہے تیرے نزدیک صاف

شرح یہان سے مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے۔ پہلے ایک خاص عبادت یعنے عیادت کا ذکر تہا اب مطلق عبادت کے ذکر کی طرف انتقال فرما کے حکایت کا باطنی نتیجہ نکالا گیا ہے۔ اور یہ دونو شعر قطعہ بند ہین۔ اور مطلب یہ ہے کہ جو لوگ عبادت کر کے رضوان جنت اور ثواب عبادت یا رضائے مردم اور اجر دنیا یا رضوان الٰہی اور اجر اعمال ریائی سے دل کو لگا لیتے ہین اُنکا یہ سمجہنا یا اس نیت سے عبادت کرنا فی الحقیقت چھپی ہوئی معصیت ہے اگرچہ اُنکے نزدیک عبادت ہو تو ہوا کرے کیونکہ اِسمین عجب و ریا اور دنیا طلبی پائی جاتی ہے۔ اسلیئے لازم ہے کہ عبادت خاص اللہ کے لیئے ہو طلب دنیا یا رضائے مردم یا طلب جنت کے لیئے نہو کیونکہ طریقت مین طلب غیر اللہ شرک خفی ہے اور اِسکی مثال ایسی ہے کہ آدمی بہت سی مکدر چیزون کو صاف خیال کیا کرتے ہین مگر وہ فی الواقع صاف نہین ہوتین اِسیطرح ریائی عبادت کدورت سے پاک نہین ہوسکتی۔ اور رضوان یعنے رضائے الٰہی نہین یعنے۔ رضوان جنت دونو معنے رکہتا ہے کیونکہ رضائے الٰہی کے کامل بہروسہ پر عبادت کرنی معصیت ہے بعض نسخون مین یہ شعر اِسطرح ہے۔ پس کسان کانشان ز طاعت گمرہند ٭ تا بہ رضوان و ثواب آن زنند ٭ یعنے جو لوگ طاعت کے معنون سے گمراہ ہین اور محض اس نیت سے عبادت کرتے ہین کہ رضوان اور ثواب تک پہنچ جاوین وہ فی الواقع گنہگار ہین۔ کیونکہ عبادت طلب ثواب کے لیئے نہونی چاہیئے۔ بلکہ عابد خدا کا طالب ہو۔

	ہمچو آن کر کو ہمے پنداشت	کہ نکوئی کرد و آن بر عکس جست
ترجمہ	جسطرح تہا نیک بہرے کا خیال	اور اُلٹ کر ہو گیا جا نکا وبال

شرح یعنی تکبر اور ریا کی نیت سے عبادت کرنے والون کی مثال اُس بہرے کی سی ہے جسنے اپنے گمان مین اُس بیمار کے عیادت کے لیئے اپنے نزدیک نیکی کی تہی مگر فی الواقع بدی نکلی بعض نسخون مین بر عکس جست کی جگہ خود را ایست ہے یعنے اُس بہرے کی نیکی گویا اپنے حق مین بُرائی تہی کیونکہ مریض کو اشتعال دیکر اُسنے گالیان کہائین۔

	او نشستہ خوش کہ خدمت کردہ ام	حق ہمسایہ بجا آوردہ ام
ترجمہ	خوش تہا وہ اس سے کہ خدمت میننے کی	دوست کے اپنے عیادت میننے کی
	بہر خود او آتشے افروختست	در دل رنجور خود را سوختست
ترجمہ	بہر لگائی آگ اپنے واسطے	اور دہوان اُٹہا دل بیمار سے

شرح یعنے بہرہ گو اس خیال سے خوش تہا کہ مینے بیمار کی عیادت کی اور حق ہمسایہ بجا لایا لیکن فی الواقع اُسنے مریض کے دل مین سینے لیئے آگ جلائی اور اُس آگ مین خود جل مرا کیونکہ بیمار کے غصہ کی آگ کا اثر اُسی کو پہنچا اسیطرح ہر غافل شخص گویا گوش باطنی کی طرف سے بہرہ ہے اور اِسی لیئے انبیا اور اولیا کی نصیحت نہین سن سکتا۔ اور ریائی عبادت سے اپنے جلانے کا سامان مہیا کر رہا ہے کیونکہ ریائی عبادت باعث غضب الٰہی ہے۔

	فاتقوا النار التی او قدتمو	انکم فی المعصیۃ ازددتمو
ترجمہ	آگ جو بھڑکائی ہے اُس سے ڈرو	معصیت میں بڑھ گئے ہو دوستو

شرح یعنی عجب وریا، وتکبر معصیت ہے اور معصیت خود آگ کی صورت میں مصور ہوکر دوزخ کا جز بننے والی چیز ہے اسلئے اے لوگو اس آگ سے بچو اور ریاکاری سے جو شرک فی العبادت ہے پرہیز کرو تمہارے گناہ بہت بڑھ گئے ہیں کیونکہ تم ریائی عبادت کو واقعی عبادت سمجھکر ثواب کے طالب رہتے ہو۔

	گفت پیغمبر بیک صاحب ریا	صل انک لم تصل یا فتا
ترجمہ	اک مُرائی سے پیمبر نے کہا	صل انک لم تصل یا فتا

شرح یہ حدیث صحیحین میں بھی وارد ہے کہ ایک شخص مسجد میں آیا رسول علیہ السلام مع صحابہ بیٹھے ہوئے تھے اُسنے نماز پڑھی۔ اور فارغ ہوکر آپ کو سلام کیا آپنے فرمایا ارجع فصل فانک لم تصل (یعنے نماز پھر کے پڑھ تیری یہ نماز نہیں ہوئی) چنانچہ اُسنے پھر نماز پڑھی اور فارغ ہوکر پھر سلام کیا آپنے پھر فرمایا صل فانک لم تصل علے ہذا القیاس اُسنے پھر نماز پڑھی اور آپنے پھر وہی لفظ فرمایا۔ تیسری مرتبہ اُس شخص نے کہا کہ یا رسول اللہ آپ مجکو نماز کی تعلیم کیجئے۔ آپنے شرائط اور ارکان نماز بتلائے۔ اور تعدیل ارکان کی تاکید فرمائی وہ شخص رکوع سجود جلدی جلدی ادا کرتا تھا یہ حدیث تعدیل ارکان نماز میں وارد ہے۔ مگر چونکہ ترک تعدیل بسبب قصور اخلاص ہوتا ہے اسلئے مولانا قدس سرہ نے اسکو صاحب ریا کہا ہے چنانچہ ایک حدیث میں لاصلوٰۃ الا بحضور القلب بھی آیا ہے۔ یعنی جب تک دل ریا سے خالی ہوگا نماز ہرگز قبول نہ ہوگی۔

	از برائے چارۂ این خوفہا	آمد اندر ہر نمازے اھدنا
ترجمہ	اور نمازوں میں اسی سے مقتدا	ہے ہمیں تعلیم لفظ اہدنا

شرح یعنی چونکہ عبادت میں ریا اور قصور اخلاص کا خوف تھا اسلئے اللہ تعالے نے ہمیں اس خوف کے دفعیہ کی تدبیر بتائی اور یہ حکم دیا ہے کہ ہر نماز میں اہدنا الصراط المستقیم الے آخر الآیہ پڑھا کرو۔ اس آیت کے معنے گزر چکے ہیں

	کین نمازم را میامیز اے خدا	با نماز ضالین و اہل ریا
ترجمہ	یعنے رب العالمین میرے خدا	کر عبادت کو ریاؤں سے جدا

شرح یعنے اللہ تعالے نے نماز میں ہمیں یہ دعا مانگنے کا حکم فرمایا ہے کہ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین یعنے الٰہنا ہماری نماز اور عبادت کو گمراہوں اور ریاکاروں کی عبادت سے ممتاز رکھ

	آن قیاسے کہ بکرد آن کرگزین	صحبت دہ سالہ باطل شد بدین
ترجمہ	بات بہرہ نے قیاسی جو کہی	اس سے پہلے دوستی جاتی رہی

شرح یعنے بہرے نے جو عقلی قیاس اختیار کر لیا تہا اس سے وہ دوستی جو بہرے اور بیمار مین قدیم سے چلی آتی تہی چہوٹ گئی۔ اور حق صحبت کہن باطل ہو گیا لفظ گزین بمعنے اختیار و پسندیدہ ہے

خاصہ اے خواجہ قیاس حسّ دون ۔ اندران وحیے کہ ہست از حد برون

ترجمہ ہے زبون نبتیک قیاس حسّ دون ۔ وحی کے ہوتے کہ ہے حد سے برون

شرح یعنے جبکہ قیاس کرنے اور اُسمین غلطی واقع ہونے کے باعث اُس بیمار سے بہرے کی قدیم دوستی چہوٹ گئی تو اے مخاطب تیرے حس ظاہری یا باطنی کا قیاس خاصکر اُس وحی الٰہی کے مقابلہ مین جو حدّ قیاس و گمان سے باہر ہے تجہے کسقدر غلطی مین ڈالکر قربِ الٰہی سے دور کر دیگا کیونکہ قیاسات عقلی وحی کا مقابلہ نہین کر سکتے۔

خواجہ پندارد کہ طاعت میکند ۔ بیخبر کہ معصیت جان میکند

ترجمہ طاعت اُسکو جانتا ہے مرد کار ۔ جانتا ہے کب کہ ہون عصیان شعار

شرح یعنے عبادت ریائی یا وحی کے مقابلہ مین قیاس کرنے والا گو اپنے عبادت کو اچہا اور اپنے قیاس کو درست خیال کرتا ہے مگر اسکی خبر نہین کہ یہ گناہ اُسکی روح کو صدمہ پہنچا رہا ہے اور وہ اپنے لیئے دوزخ کے سامان مہیّا کر رہا ہے۔ یہ قیاس ابلیس کے قیاس کے ہمپلہ ہے جو گمراہ کرنے والا ہے

این قیاس خویش را رو ترک کن ۔ کز قیاس تو شود ریشت کہن

ترجمہ چہوڑ دے اپنے گمان کو بے سخن ۔ ورنہ ہو جائیگا زخم دل کہن

شرح یعنے وحی کے مقابلہ مین اپنا قیاس چہوڑ دے کیونکہ ایسے قیاس سے تیرا باطنی زخم (کفر) ناسور بنجائیگا جو کسی علاج سے اچہا نہو گا یعنے تو شیطان کی طرح ہمیشہ گمراہ رہیگا۔

گوش حسّ تو بحرف ار در خورست ۔ دانکہ گوش غیب گیر تو کرست

ترجمہ گوش ظاہر بات سُن لیتا ہے گو ۔ گوش غیبی بہرے ہین اے زشت خو

شرح یعنے اگرچہ تیرے ظاہری کان الفاظ سُننے کی لیاقت رکہتے ہین مگر یہ جان لے کہ تیرے وہ باطنی کان جو غیب کی باتین سُن سکین بالکل بہرے ہین۔ یہی سبب ہے کہ تو انبیاء و اولیاء کے ارشادات نہین سُن سکتا اور یہی باعث ہے کہ ان ظاہری کانون کو معنوی اسرار کا حصہ نہین ملتا۔

در بیان آنکہ اول کسے کہ در مقابل نص صریح قیاس کرد ابلیس علیہ اللعنہ بود

ترجمہ اسبات کا بیان کہ پہلے جسنے نص صریح کے مقابلہ مین قیاس کیا وہ ابلیس لعین تہا

شرح نص لغت مین کسی چیز کے بلند کرنے کو کہتے ہین اور اصطلاح مین قرآن مجید کی وہ آیتین جو ظاہر المعنے ہین اور متشابہ کو ممتاز کر رہی ہین مثلاً احل اللہ البیع وحرم الربٰو یعنے اللہ تعالےٰ نے بیچنا حلال کر دیا ہے اور سود

حرام چونکہ کفار شبہ کر رہے تہے کہ بیع اور سود ایک چیز ہے اسلیئے اس آیت نے متشابہ امر کو ممتاز کر دیا نیز نص کا اطلاق اُن ظاہر آیتون پر بہی کیا جاتاہے جو وضاحت کے ساتہ معنے مقصود پر دلالت کرتے ہین قطع نظر از امتیاز امر متشابہ۔ مثلاً اقیموا الصلوٰۃ و آتوا الزکوٰۃ یعنے نماز پڑہو اور زکوٰۃ دو فارسیون کے ہان ہر کلام صریح و ظاہر کو نص کہتے ہین شیطان نے جس نص صریح کی مخالفت کی تہی وہ اسجدو الادم الیٰ آخر الآیت ہے یعنے ہمنے فرشتونکو حکم دیا کہ آدمؑ کو سجدہ کرو چنانچہ بجز ابلیس کے سبنے سجدہ کیا یہ بہی معلوم رہے کہ قیاس کی دو قسمین ہین اول عقلی جسمین عقل کسی چیز کی مماثلت دوسری چیز سے ڈہونڈہکر کوئی حکم قایم کر دے اور اس مماثلت کے لیئے کوئی اصل شرعی قایم نہو دوم شرعی جسمین از روے حکم کسی فرع کو اصل شرعی کے ساتہ مساوی کیا کرتے ہین مثلاً لواطت کی حرمت قیاس شرعی سے ثابت ہوتی ہے۔ قرآن مجید مین قُل ہُوَ اذًی ہے یعنے حیض ناپاکی ہے اس سے یہ بات نکلتی ہے کہ حالت حیض مین عورت کے پاس جانا حرام ہے۔ اور اسکی دلیل ناپاکی ہے۔ چونکہ یہی ناپاکی لواطت مین پائی جاتی ہے اسلیئے قیاس شرعی نے اسکو بہی حرام کر دیا ہے قیاس شرعی دلائل شرعیہ مین سے ایک واجب العمل جس سے پہلا قیاس عقلی موہوم ہے۔ اور حدیث مین جو یہ آیا ہے من فسر القرآن بالراے فلیتبوا مقعدہ من النار یعنے جو قرآن مجید کی تفسیر اپنی رائے سے کرے وہ اپنا ٹہکانا دوزخ مین کر لے اس سے مراد یہی قیاس عقلی ہے اور مجتہدین و مفسرین کی استنباطات یا بطریق قیاس شرعی ہین یا بطور تاویل فقط معنے بیان کرنے کے لیئے ہین اور تفسیر اُس بیان اور تقریر کو کہتے ہین جو بالکل شبہات کو دفع کر دے یعنے جن معانی پر قطعاً حکم لگا دیا جائے ایسی تفسیر رسول اللہ یا صحابہ یا تابعین کا مرتبہ ہے۔ اور کوئی شخص اپنے قیاس سے نکالے ہوے معانی کو قطعی طور پر حکم لگا کر بیان کریگا تو داخل وعید ہوگا۔ البتہ تاویل جسمین قطعی حکم نہو جائز ہے اور اہل تصوف کی تاویل انّ للقرآن ظہرًا و بطنًا کے تحت مین داخل ہے نیز یہ بات ہے کہ یہ لوگ اوصاف بشریت سے الگ ہوکر متخلق باخلاق اللہ اور مظہر انوار ہو گئے ہین اسلیئے انکی تفسیر احسن التفاسیر اور جامع اسرار ربانی ہے۔ انکے مرتبہ کو ظاہری علما اور اہل قیاس و تاویل ہرگز نہین پہنچتے۔ ابلیس کے قیاس فاسد کا مفصل بیان آیندہ اشعار سے شروع ہوتا ہے۔

اول آنکس کاین قیاسکہا نمود
پیش انوار خدا ابلیس بود

ترجمہ سب سے پہلے جسنے دوڑایا قیاس
تہا وہ ابلیس لعین و بد اساس

شرح قیاسک مین کاف تصغیر و تحقیر ہے اور انوار خدا سے حضرت آدمؑ مراد ہین جو سراپا نور تہے۔ مطلب یہ کہ سب سے پہلے جس شخص نے انوار الٰہی کے مقابلہ مین نہایت ذلیل و حقیر قیاس سے کام لیا وہ ابلیس تہا اس قیاس کی شرح آیندہ شعر مین ہے۔ جس سے معلوم ہو جائیگا۔ کہ اُسنے اپنے آپ کو نورانی اور آدمؑ کو خاکی سمجہا تہا۔

گفت نار از خاک بے شک بہتر است
من ز نار و او ز خاک اکدر است

ترجمہ اور کہا بے آگ بے شک بہتر خاک سے
آگ سے مین وہ مکدر خاک سے

یعنے جبکہ اللہ تعالےٰ نے یہ فرمایا مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لے آخرالآیہ یعنے لے ابلیس تو اُس چیز (حضرت آدمؑ) کو سجدہ کیون نہین کرتا جسکو مینے اپنے دونو ہاتون سے بنایا ہے تو ابلیس نے یہ جواب دیا کہ تونے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور آدمؑ کو مٹی سے اور آگ اپنی نورانیت کے باعث مٹی سے جو کثیف اور مکدر ہے بدرجہا بہتر ہے اسلیئے مین اپنے سے کمتر مرتبہ کی چیز کو سجدہ نہین کرسکتا۔

	پس قیاس فرع بر اصلش کنیم		اوز ظلمت ما ز نور روشنیم	
ترجمہ	پس قیاس فرع ہے ہر اصل پر		ہے وہ ظلمت نور ہین ہم سربسر	

شرح یہ ابلیس کا قول ہے کہ مین فرع کو اُسکی اصل پر قیاس کرتا ہون۔ آدمؑ کی اصل کثیف مٹی ہے اسلیئے آدم خود کثیف اور ظلمانی ٹھیرے اور میرے اصل آگ ہے جو اپنی ذات مین نورانی ہے اسلیئے مین خود سراپا نور ہون یعنے شیطان نے اپنی اور آدمؑ کی خلقت کو باعتبار جسم مماثل کرکے اپنی بہتری اور اُنکی بدتری کو بطور قیاس عقلی ثابت کردیا مگر چونکہ اس قیاس کے لیئے کوئی شرعی اصل موجود نہ تھی اسلیئے بالکل فاسد اور اسکی گمراہی کا باعث ہوا **نکتہ** چونکہ نار باعتبار ظاہر نورانی چیز ہے اسلیئے ابلیس نے اپنے اصل کو نور کہا ہے ورنہ وہ فی الواقع جوہر نورانی نہین ہے بلکہ ارواح ناریہ سے مخلوق ہوا ہے۔ اس سے قطع نظر آگ بظاہر نورانی سہی مگر فی الواقع نہایت سرکش ہر چیز کی دشمن اور ہلاک کردینے والی ہے اور مٹی عموماً تمام اشیاء کو زندہ کردیتی ہے اُگا دیتی ہے اس لحاظ سے مٹی آگ سے بدرجہا بہتر ہے اور سب سے زیادہ قابل غور یہ نکتہ ہے کہ آدمؑ فقط مٹی ہی کے ڈھیر نہ تھے بلکہ کامل طور پر مظہر انوار الٰہی بھی تھے لیکن افسوس ابلیس کو اُنکا نور نظر نہ آیا۔

	گفت حق نے بلکہ لا انساب شد		زہد و تقوے فضل را محراب شد	
ترجمہ	حق نے فرمایا نہین ہے یان نسب		زاہدون پہ ہے ہمیشہ فضل رب	

شرح اللہ تعالےٰ نے یہ فرمایا کہ لے ابلیس ملعون فرع کو اصل پہ قیاس کرنا ہر جگہ معتبر نہین ہوتا۔ تیری اصل (آگ) تیرے لیئے کمال کا اور آدم کی اصل (خاک) اُسکے لیئے نقصان کا باعث نہین ہوسکتی۔ بلکہ زہد و تقوے بزرگی کی محراب ہے۔ قرآن مجید مین ہے اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاكُمْ یعنے خدا کے نزدیک وہی زیادہ مکرم ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے چونکہ حضرت آدمؑ بجمیع اسمائے الٰہی تسبیح کرتے تھے اسلیئے اُنکی عبادت تمام فرشتون کی عبادت سے بہتر تھی کیونکہ فرشتون کی تسبیح بطور خصوصیت بعض اسمار کے ساتھ تھی پہلے مصرع مین اس آیت کی طرف اشارہ ہے فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَلَا اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ یعنے جب قیامت کے دن صور پھونکا جائیگا تو حسب و نسب کی پرسش نہوگی بلکہ اعمال پوچھے جائینگے۔ چنانچہ مولانا جامی نے گویا اسی آیت کا ترجمہ اس شعر مین کیا ہے ؎

بندہ عشق شدی ترک نسب کن جامی ٭ کاندرین راہ فلان ابن فلان چیزے نیست ٭

	کہ بانسابش نباشی جانی ست	این نہ میراث جہان فانی ست
ترجمہ	بلکہ اسکا نام ہے میراث جان	یہ نہین مانند میراث جہان

شرح مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے یعنے یہ زہد و تقوے اور فضل و بزرگی دنیائے فانی کی میراث نہین ہے کہ نسب کے ذریعہ سے ملے یا باپ کے بعد بیٹے کو حاصل ہو جائے بلکہ یہ تو جانی یعنے روحانی امر ہے جو خدا کی فضل اور مرشد کامل کی تربیت سے حاصل ہوتا ہے۔ اسمین حسب و نسب کو کچھ دخل نہین ہے

	وارث این جانہائے اتقیاست	بلکہ این میراث ہائے انبیاست
ترجمہ	اتقیا کا حصہ کہتے ہین اسے	انبیا کا ورثہ کہتے ہین اسے

شرح یعنے یہ فضل ورثہ انبیاء کی میراث ہے اور اسکے وارث وہی لوگ ہین جو متقی و پرہیزگار ہین۔

	پور آن نوح نبی از گمرہان	پور آن بوجہل شد مومن عیان
ترجمہ	نوح کے بیٹے نے پائی گمرہی	ہو گیا بوجہل کا بیٹا ولی

شرح یعنے چونکہ فضل و تقوے مین دنیوی حسب و نسب کا اعتبار نہین ہوتا اسلیئے بوجہل کے بیٹے (حضرت عکرمہ) ہ کیلے مومن بنگئے۔ اور حضرت نوح کا بیٹا گمراہون مین سے رہا۔ اگر بلا اعمال صرف نسب کا اعتبار ہوتا تو عکرمہ مومن اور پسر نوح ہرگز گمراہ نہوتے۔ سچ ہے ع بندگی باید پیمبرزادگی در کار نیست۔

	زادۂ آتش توئی اے روسیاہ	زادۂ خاکی منور شد چو ماہ
ترجمہ	اصل تیری آگ ہے اے روسیاہ	خاک کا پتلا ہوا مانند ماہ

شرح یعنے اے سرکش مخاطب دیکھہ تو سہی کہ آدمی زادہ جو خاک سے پیدا ہوا ہے نور ایمان حاصل کرکے چاند کی طرح روشن ہو جاتا ہے اور تو اپنی سرکشی یا غلط قیاسات اور ابلیس کی پیروی کی باعث آگ کی پیدایش بنکر ابلیس کی طرح روسیاہ ہو جاتا ہے۔ بعض نسخون مین رو۔ روسیاہ ہے اس صورت مین یہ شعر مقولہ حق اور اس آیت کی طرف اشارہ ہے قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ الیٰ آخر الآیہ یعنے اللہ تعالےٰ نے شیطان سے یہ کہا کہ اے ملعون جنت سے نکل تو راندۂ درگاہ ہے اور تجھپر قیامت تک لعنت ہے حضرت آدمؑ چاند کی طرح روشن ہین اور تو روسیاہ ہے۔ اس صورت مین لفظ توئی ابلیس کی طرف خطاب ہے۔

	یا بشب مر قبلہ را کردست حبر	این قیاسات و تحری روز ابر
ترجمہ	یا اندہیری رات مین اے نیک بے	ابر کے دن جستجو قبلہ کی ہے

شرح حبر بفتح الحاء و بالکسر یعنے دانشمند و نیکوکار و عالم و مجتہد اور تحری یعنے جستجو و کوشش ہے اور مطلب یہ ہے کہ ابر کے دن یا اندہیری رات مین قبلہ کی سمت معلوم کرنے کے لیئے ہر عالم یا مجتہد نے قیاسات مقرر کیئے

ہین اور فقہ کا مسئلہ ہے کہ اگر بحالت سفر اندہیرے مین کسیکو قبلہ کی سمت معلوم نہ ہو تو قیاس کرے اور اپنے دلمین سمت قبلہ تلاش کرکے جسطرف کو دل گواہی دے اُسیطرف کو نماز پڑھ لے اسکی نماز ہوجائیگی اور اگر پہر یہ معلوم ہوجائے گا کہ اُسطرف قبلہ نہ تہا تو نماز پہیرنے کی ضرورت نہوگی۔ کیونکہ وہی قیاسی سمت اُسکا قبلہ تہا۔

لیک با خورشید و کعبہ پیش رو ۔۔۔ این قیاس و این تحری را مجو

ترجمہ: ہو مگر جسوقت کعبہ پیش رو ۔۔۔ پہر تحری ہے غلط اے راست خو

شرح: یہ شعر گذشتہ شعر سے ملکر بطور قطعہ بندہ ہے یعنے گو اندہیرے مین تحری کرکے سمت قبلہ کا دلمین ٹہیرا لینا جائز ہے لیکن جسحالت مین کہ خورشید روشن ہو اور کعبہ مُنہ کے سامنے موجود ہو تو یہ قیاس و تحری ناجائز ہے اسیطرح قیاسات عقلی صرف ناواقفیت کی حالت مین کچہ کام دیسکتے ہین اور جسجگہ خورشید رسالت یا کعبہ ولایت موجود ہو وہان قیاسات ہرگز نہین چل سکتے بلکہ صریح نص یا ارشادات انبیاء و اولیاء کے مقابلہ مین قیاس کرنا گمراہی ہے۔ یہی باعث ہے کہ انوار الٰہی کے مقابلہ مین ابلیس کا قیاس غلط اور اُسکے لعنتی ہونیکا سبب ہوگیا

کعبہ نادیدہ مکن رو زو متاب ۔۔۔ از قیاس۔ اللہ اعلم بالصواب

ترجمہ: مُنہ نہ پہیر اس کعبہ سے اے خوش خطاب ۔۔۔ آ گئے ہے اللہ اعلم بالصواب

شرح: یعنے کعبہ کو باوجود سامنے ہونے کو نادیدہ خیال نہ کر۔ اور اُس سے مُنہ نہ پہیر۔ مطلب یہ کہ انبیاء علیہم السلام کے وارث اولیاء و علماء تیرے سامنے موجود ہین اُنکے ارشادات کے روبرو اپنے عقلی قیاسات کو پیش نکر اور اُنکی صحبت سے مُنہ نہ پہیر۔ اور اللہ اعلم بالصواب کا یہ مطلب ہے کہ ہمارے نزدیک تو حق یہی ہے کہ خورشید یا کعبہ کے موجود ہوتے اُس سے مُنہ نہ پہیرنا چاہیئے۔ آیندہ حقیقت حال خدا جانے ان اشعار مین معنوی طور پر خورشید سے انبیا اور کعبہ سے اولیا مراد ہین۔ بعض نسخون مین رَوْ رُو متاب ہے رو بمعنے برقسم ہے۔

چون صفیرے بشنوی از مرغ حق ۔۔۔ ظاہرش را یاد گیری چون سبق

ترجمہ: سُنے تو بیشک صدا اے مرغ حق ۔۔۔ یاد کر لیتا ہے مانند سبق

وانگہے از خود قیاسائے کنی ۔۔۔ مر خیال محض را ذاتے کنی

ترجمہ: اشتبہ کرتا ہے قیاس اے بد صفات ۔۔۔ اور ذاتی جانتا ہے واردات

شرح: یہ دونو شعر بطور قطعہ بند ہین اُن لوگون کی نصیحت کے لیئے ہین جو اولیاء اللہ کے کلمات پر اپنے قصور فہم سے اعتراض کیا کرتے ہین۔ انکا مطلب یہ ہے کہ انکا مطلب سمجھنے اناکہ تو اولیاء اللہ کے ظاہری الفاظ سن لیتا ہے اور اُنکو سبق کی طرح یاد کر لیتا ہے مگر چونکہ وہ طیور الٰہی ہین اسلیئے اُنکی آواز اور کلمات کے معنے تو تیرے سمجہ مین آتے نہین جو اسرار اُسمین بہرے ہوئے ہین۔ بلکہ اپنی طرف سے قیاسی معنے گہڑ کے اُنکو بُرا بہلا کہنے لگتا ہے

اور اپنے خیالات محض کو اُنکی ذات سمجھ لیتا ہے یا اپنے خیالات کو بعینہٖ اُنکے کلمات کے معنے جان لیتا ہے اور چونکہ تیرے خیالات مین کفر ہے۔ اسلیئے اُنکو کافر اور ملحد بنا دیتا ہے۔ اسصورت مین قیاساتے اور ذاتی بیائے مجہول ہے بعض نسخون مین وانگہی خود را قیاساتی کنی ہمر خیال محض را ذاتی کنی۔ ہے اسصورت مین قیاساتی ذاتی بیائے معروف نسبتی ہے یعنے تو اپنے آپ کو صاحبِ قیاسات بنا لیتا ہے اور خیالات محض کو ذاتی اور واقعی چیز سمجھ لیتا ہے حالانکہ تو یہ نہین جانتا کہ ابدال اور اولیاء اللہ کی اصطلاحین بڑے بڑے عقلمندون کی سمجھ مین نہین آسکتی ہین

اصطلاحاتیست مر ابدال را	کہ نباشد زان خبر عقال را
ترجمہ: اصطلاحین ہین بہت ابدال کی	عقل کو جس سے نہین ہے آگہی

شرح عقال بمعنے صاحب عقل و قیاسات کثیرہ ہے اور بعض نسخون مین بجاے عقال اقوال ہے یعنے اہل اقوال و قیاسات مطلب یہ کہ اولیاء اللہ کی اکثر اصطلاحین ایسی ہین جنسے بڑے بڑے عقلمند اور اہل قیاس بے خبر ہین

منطق الطیرے بصوت آموختی	صد قیاس و صد ہوس افروختی
ترجمہ: سیکھہ کر تو جانور کی بولیان	اُنکی آوازون کا کرتا ہے گمان

شرح منطق الطیر جانورون کی بولی کو کہتے ہین۔ یعنے ایمخاطب تو نے مرغان الٰہی (انبیاء اولیاء) کی بولی سیکھی ہے یعنے اُنکے الفاظ یاد کر لیئے ہین۔ اور اُن پر اپنی بیہودہ ہوس اور خیال باطل کے موافق بہت سی غلط باتون کو قیاس کر لیا ہے اور اُنکو انبیاء و اولیا کی اصل آواز سمجھ لیا ہے۔ حالانکہ یہ تیری غلطی اور سخت گمراہی ہے

ہمچو آن رنجور دلہا از تو خست	تو بہ پندار اصابت گشتہ مست
ترجمہ: اولیا ہین تجھسے رنجیدہ بہت	تو گمان مین اپنے خنزیدہ بہت

شرح یعنے جسطرح اُس بہرے کی باتون اور غلط قیاسات سے بیمار کا دل دُکھہ گیا تھا اسیطرح تیری بدگمانیون سے اکثر اولیاء اللہ کے دلون کو رنج پہنچتا رہتا ہے کیونکہ تو اپنے علم کو اُنکے علم لدنّی پر قیاس کرکے اپنے نزدیک اُسے درست سمجھتا ہے اور اپنے قیاس کو صحیح خیال کرکے نہایت خوش ہوتا ہے اور بادۂ مسرت سے بدمست ہو جاتا ہے حالانکہ تیرا قیاس بالکل غلط ہوتا ہے ایسے غلط خیال سے ہرگز خوش ہونا نچاہیئے۔

کاتب آن وحی از آن آواز مرغ	بردہ ظنّی کہ منم انباز مرغ
ترجمہ: سنکے اُس نساخ نے آواز مرغ	دل مین یہ ٹھانی کہ ہون انباز مرغ
مرغ پرّے زد مر اورا کور کرد	تک فرو بردش بقعر مرگ و درد
ترجمہ: مُرغ نے پر سے کیا کاتب کو کور	اور اُسکو لیگیا تا قعر گور

شرح یہ دو نو شعر قطعہ بند ہین اور مطلب یہ ہے کہ تیری مثال اُس کاتب وحی کی سی ہے جسنے مرغ حق کی آواز

یعنے کلام رسول علیہ السلام سنکر یہ گمان کیا تہا کہ مین بہی شریک اسرار مرغ الٰہی ہون۔ اور اسکے ساتہ حکمت وحی کے ہوا مین اوڑتا ہون لیکن اس بدگمانی کی سزا دینے کے لیئے مرغ الٰہی یعنے حضرت رسالت پناہی نے غضب کا تیر مارکر اسکی آنکھین پہوڑ دین یعنے اُسسے نظر باطن اور نور ایمان سے اندہا کر دیا اور بارگاہ قبولیت الٰہی سے ہنکا دیا۔ اور اسکو دیکہہ کہ اُس بے ادب اور بدگمان کو باطنی مرگ درد کے گڑہے مین اُتار دیا۔ اسیطرح تو اپنے قیاس مین درباب فہم اسرار الٰہی اپنے آپ کو اولیاء اللہ کا شریک سمجھکر اُنپر معترض ہوا کرتا ہے کہین ایسا نہو کہ اُس کاتب وحی کی طرح راندۂ درگاہ الٰہی ہو جاے اور رحمت ابدی سے ہمیشہ کے لیئے محروم رہے۔

	ہین بعکسے پا بظنے ہم سما	در مفتید از مقامات سما
ترجمہ	عکس کے یا بدگمانی کے سبب	گر پڑوگے مرتبہ سے سبکے سب

شرح یہان سے پہر قصۂ ہاروت وماروت کی طرف رجوع ہوا ہے اور یہ شعر تا آخر بدبر شما دیو لعین کے متعلق ہے۔ یعنے اللہ تعالے نے یہ فرمایا کہ اے ہاروت وماروت تمپر میری حفاظت اور عصمت کا عکس پڑا ہوا ہے اس عصمت کو ذاتی اور اپنے کو نورانی وروحانی گمان کرکے تم کہین مقامات عالیہ اور ہمارے قرب سے پستی کے گڑہے مین نہ جا پڑنا کیونکہ تم تکبر کروگے تو ہم تمپر سے اپنی عصمت کا عکس اُٹہا لینگے۔ یا یہ معنے ہین کہ ملکوتیت سے مرتبۂ بشریت مین نہ گر پڑنا اور بشر ہونے کی خواہش نہ کرنا کیونکہ جب تم مرتبۂ بشریت مین چلے جاؤگے تو خواہشین تمہارے ساتہ ہونگے اور ضرور گناہون مین مبتلا ہو جاؤگے۔

	گرچہ ہاروتید وماروت و فزون	از ہمہ بر بام نحن الصافون
ترجمہ	ہو فرشتون سے مراتب مین فزون	اور ہو مصداق نحن الصافون

شرح لفظ از ہمہ مصرع سابق کے لفظ فزون سے متعلق ہے۔ یعنے اللہ تعالے نے فرمایا کہ اے فرشتو اگرچہ تم ہاروت وماروت ہو اور اُن تمام مقرب فرشتون سے جو مرتبۂ نحن الصافون کی بلندی پر ہین مرتبہ مین زیادہ ہو۔ لیکن خود بینی ہمین پسند نہین فائدہ نحن الصافون اس آیت کی طرف اشارہ ہے وَاِنَّا لَنَحْنُ الصَّافُّوْنَ وَاِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ یہ آیت فرشتون کا مقولہ ہے جو یہ کہتے ہین کہ ہم عبادت الٰہی کے لیے صفین باندہے رہتے ہین۔ اور ہم تسبیح کرنیوالے ہین او سابت بلند مرتبے والے ہین اس آیت مین اللہ تعالے نے فرشتون کے قول کو بطور حکایت بیان کیا ہے۔ اور بام سے بلندی مرتبہ مراد ہے۔

	بر بد بہاے بدان رحمت کنید	بر منی وخویش بینی کم تنید
ترجمہ	چاہیئے بدکارون پر رحمت ضرور	چہوڑ دو یہ خویش بینی و غرور

شرح یعنے اے ہاروت وماروت خواہ تم کیسے ہی بلند مرتبہ ہو۔ لیکن گنہگارون پر رحم کرو انہین ذلیل نہ جانو

اور اپنے تکبر و خود بینی کے بھروسے پر نہ تنو۔ ورنہ ہم اس تکبر کی سزا دینگے اور متکبرون کو ذلیل کر دینگے بعض
نسخون مین بر منی و خویش بین لعنت کنید ہے یعنے تکبر اور متکبر دونون پر لعنت کرنی چاہیئے۔

ہین مبادا غیرت آیدا از کمین　　سرنگون افتید در قعر زمین

ترجمہ　حق کو تا غیرت نہ آجائے کہین　　جاؤ سر کے بل سوئے قعر زمین

شرح یعنے اے ہاروت و ماروت کہین ایسا نہو کہ اس تکبر کے باعث ہماری غیرت کو حرکت ہو اور تم اوندھے
مُنہ یا سر کے بل کسی گڑھے مین جا پڑو۔ یعنے عالم علوی سے عالم سفلی اور پستی کی طرف رجوع کر جاؤ کیونکہ
غیرت الٰہی متکبرون کی گھات مین ہے اور سرکشونکو اللہ تعالےٰ مہلت دیکر ہلاک کر دیتا ہے

ہر دو گفتند اے خدا فرمان تراست　　بے امان تو امانے خود کجاست

ترجمہ　دونو بولے تو ہے حاکم اے خدا　　تو نہ دے تو پھر امان کا کیا پتا

شرح یعنے ہاروت و ماروت دونون نے یہ جواب دیا کہ الٰہا تو حاکم ہو اور ہم محکوم تیرا ہی حکم بحال رہیگا۔ اور
جب تک تو امان نہ دیگا کسیطرح گناہون سے امان نہین ملسکتی۔ کیونکہ کوئی شخص اپنی ذاتی قوت کے باعث
گناہ سے محفوظ نہین رہ سکتا۔ بلکہ گناہون سے بچانے اور نیکیونکی قوت دینے والا فقط اللہ تعالےٰ ہے۔

این ہمی گفتند و دلشان می طپید　　بد کجا آید ز ما نعم العبید

ترجمہ　کہہ رہے تھے اور دل تھا بیقرار　　ہم بدی کر سکتے ہیں کب اختیار

شرح یعنے ہاروت و ماروت ظاہر مین تو یہ کہتے تھے کہ الٰہا ہم تیرے محکوم ہین تو وہی کر جو ہمارے لیے
بہتر ہو۔ لیکن انکا دل مرتبۂ بشریت حاصل کرنے کے لیے بیقرار تھا اور وہ اپنے دلمین یہ کہتے تھے کہ ہم جیسے
نیک بندون سے بدی کیونکر ظہور مین آئیگی۔ بلکہ ہرگز نہ آئیگی اور ہم عالم بشریت مین جا کر بھی نیک ہی رہینگے
نکتہ اس سے بالتصریح معلوم ہوتا ہے کہ ہاروت و ماروت بشر نہ تھے بلکہ فرشتے ہی تھے اور یہی قول زیادہ
مستند ہے چنانچہ قرأۃ مَلَکَین بفتح اللام جمہوری ہے اور بکسر اللام شاذ ہے۔

خار خارِ دو فرشتہ ہم نہشت　　تا کہ تخم خویش بینی را نکشت

ترجمہ　چھوڑ گیا دونون کے دل مین خار کبر　　تخم خود بینی ہوا انبار کبر

شرح خار خار بمعنے اضطراب قلب و وسوسہ اول ترکیب مین نہشت کا فاعل ہے اور ہشتن بمعنے ترک کرنا
چھوڑ دینا ہے۔ اور لفظ دو فرشتہ نہشت کا مفعول ہے بحذف علامت۔ یعنے اس اضطراب قلب نے جو ہاروت
وماروت کو مرتبۂ بشریت حاصل کرنے یا اس وسوسۂ باطن نے جو انہین اپنے عالم بشریت مین آکر پرہیزگار رہنے
کی بابت تھا ان دو فرشتون کو بھی چھوڑا یہانتک کہ انہون نے اپنے نفس کی زمین مین تکبر کا بیج نہ بو لیا

بلکہ وہ اپنے وسوسۂ باطن کے سبب متکبر ہو ہی گئے مگر اس سے اچھی ترکیب یہ ہے کہ لفظ خار بمعنے بسیار بسیار تخم سے متعلق ہو اور دل طپان کو جو گزشتہ شعر میں مذکور ہے بہشت کا فاعل قرار دیا جائے یعنے دل بیقرار نے فرشتون کو بھی نہ چھوڑا یہانتک کہ اُنہون نے بہت سے خودبینی کے بیج بوئے۔

پس ہمی گفتند کاے ارکانیان	بے خبر از پاکیٔ روحانیان
ترجمہ اور کہتے تھے کہ اے جمع بشر	پاکی روحانیان سے بے خبر

شرح ارکانیون سے بنی آدم مرادہین جو چار ارکان یعنے اربعہ عناصر سے مرکب ہین یعنے ہاروت و ماروت ازراہ تکبر یہ کہتے تھے کہ اے اولاد آدم تم روحانیون (فرشتون) کی پاکیزگی سے بیخبر ہو فرشتے گناہ نہین کر سکتے

ما برین گردون تتقہا مے تنیم	بر زمین آئیم و شادروان زنیم
ترجمہ تانتے ہین خیمہ جب گردونپہ ہم	تو زمین پر بھی رہینگے نیک دم

شرح تتق بفتحتین بمعنے سراپردہ اور شادروان بضم دال مہملہ و بالفتح بمعنے شامیانہ و سائبان و خیمۂ کلان ہے یعنے ان دونو فرشتون نے ازراہ خودبینی یہ کہا کہ جب ہم آسمان پر عبادت الہی کا خیمہ تانتے ہین تو زمین پر جاکر اس سے بڑا شامیانہ کھڑا کرینگے یعنے زمین پر آسمان سے زیادہ عبادت کرینگے۔

ہر دو شان گفتند ما را باک نیست	کہ سرشت ما ز آب و خاک نیست
ترجمہ خوف کچھ ہمکو نہین ہے بالیقین	خلقت اپنی پانی مٹی سے نہین

شرح یعنے ان دونون نے یہ کہا کہ ہمین جامۂ بشریت مین آنے اور زمین پر چلے جانے سے کچھ خوف نہین کیونکہ انسانون کی طرح ہماری خلقت پانی اور مٹی سے نہین ہے اسلیئے ہم انسانی خواہشون سے پاک ہین اور اسیطرح پاک رہینگے اور ہمسے کوئی گناہ سرزد نہوگا کیونکہ ہم فرشتے ہین

عدل ورزیم و عبادت آوریم	باز ہر شب سوئے گردون بر پریم
ترجمہ عدل و طاعت ہی کرینگے دمبدم	رات کو اُڑ جائینگے گردونپہ ہم

شرح ہاروت و ماروت کا مقولہ ہے کہ ہم زمین پر جاکر عدل یعنے نیکی اور عبادت کیا کرینگے اور رات کو آسمان کی طرف اُڑ جایا کرینگے۔ یعنے ہم دین و دنیا دونو طرح کی خوبیان حاصل کرلینگے

تا شویم اعجوبۂ در دور زمان	تا نہیم اندر زمین امن و امان
ترجمہ تاکہ ہون ہم نادر دور زمان	اور پھیلے خاک پر امن و امان

شرح یعنے ہم زمین پر جانا اسلیئے پسند کرتے ہین کہ دن کو مرتبۂ بشریت اور شب کو مرتبہ ملکوتیت حاصل کرکے عجوبۂ روزگار بنجائین اور دیکھنے سننے والے کو اس سے حیران و متعجب ہوجائین کہ یہ دونو شخص جامع مراتب

انسانیت و ملکوتیت ہین اور ہم اسیلئے زمین پر جانا چاہتے ہین کہ وہان امن و امان اور عدل و انصاف پہیلادین

	این قیاس حال گردون بر زمین	راست ناید فرق دارد در کمین
ترجمہ	آسمان پر خاک کو کرنا قیاس	راست آتا ہی نہین ایسے بد اساس

شرح یہ مولانا کا مقولہ ہے یعنے آسمان کے حال کو زمین پر قیاس کرنا درست نہین ہے بلکہ آسمان و زمین کے حالات مین باطنی فرق بہت بڑا ہے - آسمان تسبیح و تقدیس و عبادت کا مخزن اور زمین لذات و شہوات و معاصی کا منبع ہے چنانچہ ہاروت و ماروت مبتلائے معاصی ہوکر سزایاب ہوہی گئی اس شعر مین قلب عبارت ہے یعنے مولانا کا مطلب تو یہ تہا کہ زمین کے حال کو آسمان پر قیاس نہ کرنا چاہیئے لیکن زبان قلم سے نکلگیا کہ آسمان کو زمین پر قیاس کرنا غلط ہے - غرضیکہ آسمان و زمین کے حالات کو باہم قیاس کرنے مین زمین و آسمان کا فرق ہے

	در بیان آنکہ حال خود و مستی خود پنہان باید داشت از جاہلان
ترجمہ	اس بات کا بیان کہ اپنا اور اپنی مستی و ذوق و شوق کا حال جاہلون سے چھپانا چاہیئے

شرح اس بیان کو ماسبق سے یہ مناسبت ہے کہ اس سے پہلے مولانا قدس سرہ اُن لوگون کو تنبیہ کرچکے ہین جو اولیاء اللہ پر اعتراض کیا کرتے ہین اور انکو بدگمانی سے برا بہلا کہا کرتے ہین اور اب یہ فرماتے ہین کہ اولیاء اللہ اور عارفون کو اپنی مستی اور ذوق و شوق کی حالت مخفی رکہنی چاہیئے تاکہ جاہل معترض کو اعتراض کا موقع ہی نہ ملے

	بشنو الفاظ حکیم پردۂ	سر ہمان جا نہ کہ بادہ خوردۂ
ترجمہ	سمجہے سن لے تو یہ الفاظ حکیم	میکدہ مین بہید کو رکہہ اے فہیم

شرح لفظ پردۂ مین یائے نسبتی ہے جو ہائے ہوز کی صورت مین لکہی گئی ہے اور خوردۂ مین یائے خطاب ہے پردۂ یعنے صاحب پردہ و اسرار ہے اور حکیم سے مراد حکیم سنائی ہین یعنے اے مخاطب ایک حکیم صاحب اسرار یعنے حکیم سنائی کے الفاظ سن لے وہ یہ کہگئے ہین کہ اپنا بہید وہین تک رکہہ جہان تو نے شراب پی ہے حکیم سنائی کا پورا شعر یہ ہے ؎ بر مدار از مقام مستی پے ٭ سر ہمانجا نہ کہ خوردی مے ٭ مولانا نے دوسرے مصرع کا اقتباس کیا ہے اور مطلب یہ ہے کہ اے مخاطب اپنا قدم مقام مستی سے آگے نہ بڑہا اور اپنا راز وہین تک رکہہ جہان تو نے شراب پی ہے یعنے ایسی جگہ پہنچا کہ جہان اہل ظاہر اور جاہلون پر تیرا راز کہل جائے بلکہ مرشد کامل کے اُسی میخانۂ صحبت مین رہ جہان تو نے شراب محبت الٰہی نوش کی ہے غرضیکہ مرشد کے دروازہ سے باہر نہ نکل اور اجنبیون جاہلون سے میل جول نہ رکہہ - ورنہ وہ تجہے پاگل بنا لینگے -

	چونکہ از میخانہ مستی ضال شد	تسخر و بازیچۂ اطفال شد
ترجمہ	اس سے باہر گر کوئی بدحال ہے	مسخرہ بازیچۂ اطفال ہے

شرح یعنے جب کوئی شخص شراب پیکر میخانہ سے نکلتا ہے اور نشہ مین رستہ بہولجاتا ہے تو لڑکے اُسے ہنسی مین اُڑادیتے ہین اُسکے ساتھ مسخراپن کرنے لگتے ہین اسیطرح جو طالب میخانۂ صحبتِ مشایخ سے حال (مست بیخود) ہوکر نکلتا ہے جاہل لوگ اُسے ہنسی مین اُڑادیتے ہین۔ دیوانہ سمجہنے لگتے ہین جا بیجا اعتراض کربیٹھتے ہین اسیلئے اولیاء اللہ پر اپنی حالت کا چھپانا فرض ہے۔

	می فتد او سو بسو در ہر رہی		در گل و میخندش ہر ابلہی
ترجمہ	راہ مین گرتا ہے وہ چارون طرف		بے خرد ہنستے ہین اُسپر صف بصف

شرح یعنے جسطرح نشۂ باز رستہ مین جگہہ جگہہ لڑکہڑا کر گارے کیچڑ مین گرپڑتا ہے اور بیوقوف اُسپر ہنستے ہین اسیطرح مست محبت الٰہی اگر اپنے ذوق و مستی کو ظاہر کریگا اور حالتِ بیخودی مین مرشد کامل کے میخانۂ صحبت سے باہر نکلجائے گا تو لوگ اُسپر قہقہے اُڑائینگے۔ اور ناواقف اُسے پاگل بنادینگے۔

	او چنین و کودکان اندر پیش		بے خبر از مستی و ذوق ویش
ترجمہ	اور پیچھے پیچھے لڑکے بیشتر		اوسکی مستی سے ہین بالکل بے خبر

شرح یعنے نشہ باز کا حال تو یہ ہوتا ہے کہ اپنے نشہ کی دہن سے کچہ نہین سوجہتا اور لڑکون کا یہ حال ہوتا ہے کہ اُسکے پیچھے پیچھے تالیان بجاتے اور قہقہے اُڑاتے چلے جاتے ہین حالانکہ لڑکون کو اُسکی مستی کی کیفیت اور شراب کے لطف کی خبر نہین ہوتی۔ یہی حال مست محبت الٰہی کا ہے کہ جب وہ خلقت سے میل جول پیدا کرلیتا ہے اور حالت سُکر مین کچہ کلام کرتا ہے تو بیوقوف لوگ (جو بمنزلہ اطفال ہین) اُسے دیوانہ سمجہتے ہین اور اسکا مذاق اُڑاتے ہین اسیلئے اہل اللہ کو مخلوق سے الگ رہنا اور ان سے اپنا حال چھپانا چاہیئے

	خلق اطفالند جز مست خدا		نیست بالغ جز رہیدہ از ہوا
ترجمہ	ہے یہ خلقت طفل اور مست خدا		ہے وہی جو خواہشون سے ہو جدا

شرح یعنے بجز اُس شخص کے جو مست محبتِ الٰہی ہے تمام مخلوق دنیا بچون کے مانند ہے اور عاقل و بالغ وہ ہے جو بُری خواہشون سے نجات پائے ہوے ہے مطلب یہ کہ جسطرح بچون کو باریک باتون کی خبر نہین ہوتی۔ اسیطرح مخلوق کو مست شراب محبت الٰہی کی حالت سے آگاہی نہین ہے۔ بلکہ لوگ انپر خندہ زنی کرتے ہین

	گفت دنیا لعب و لہوست و شما		کودکید و راست فرماید خدا
ترجمہ	قول حق سے راست بالکل میری جان		یعنے دنیا کہیل بازی ہے جہان

شرح یہ اِس آیت کی طرف اشارہ ہے اِنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ الی آخر الآیۃ یعنے دنیوی زندگانی صرف لہو و لعب ہے مطلب شعر یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے جو دنیا کو کہیل کود کی جگہہ اور مخلوق کو اطفال فرمایا ہے

یہ بالکل صحیح ہے اور اسکے دو سبب ہین اول یہ کہ لہو و لعب کی طرح دنیا بھی جلد گزر جانے اور فنا ہونے والی چیز ہے دوم یہ کہ جسطرح بچے لہو و لعب کی طرف زیادہ رغبت رکھتے ہین مخلوق بھی انکی طرف زیادہ راغب ہے۔ بالغ اور خدا رسیدہ وہ ہے جو دام دنیا سے رہا ہو گیا ہے۔

	از لعب بیرون نہ رفتے کودکی	بے زکات روح کے باشی زکی
ترجمہ	جا گزین ہے تجھمین خوئے کودکی	بے زکات جان کب ہوگا زکی

شرح یعنے ای مخاطب چونکہ تو لہو و لعب کے احاطہ سے باہر نہین نکلا اسلئے گو عمر مین بوڑھا بڑا ہو گیا ہے مگر بچہ ہی کے مانند ہے اور جب تک اپنی روح کی زکات نہ دیگا ہرگز پاک نہو گا سخمتہ زکاتہ مالی یہ ہے کہ آدمی اپنے مال مین سے بقدر فرض خدا کی راہ مین دے اور زکات روح یہ ہے کہ لذات نفسانیہ اور اوصاف رذیلہ کو ترک کرکے اوصاف حمیدہ اختیار کرے۔ ان اشعار مین مولانا قدس سرہ نے آیت قرآنی سے تمام مخلوق کا طفل نابالغ ہونا ثابت کر دیا ہے اور جبکہ مخلوق طفل نابالغ ہے تو اس سے اپنی حالت مستی کو چھپانا چاہیئے ورنہ لوگ مسخر کرنے لگین گے اور اولیاء اللہ کو دیوانہ سمجھین گے چنانچہ اکثر امتون نے اپنے رسولونکو دیوانہ کہا ہے۔

	چون جماع طفل دان این شہوتے	کہ ہمے رانند اینجا اے فتے
ترجمہ	خواہش دنیا ہے لڑکون کا جماع	سر بسر بیکار ہے ایسا جماع

شرح یعنے اے پیارے نوجوان مخاطب یہ خواہش مخلوق جماع طفل کے مانند ہے اور یہ شہوت رانی لڑکونکا کھیل ہے مطلب یہ کہ خواہش جماع جو عام مخلوق مین ہے مانند جماع طفل ہے اسکو لوگ فقط لہو و لعب کی نیت سے عمل مین لاتے ہین البتہ خواص کا مقصود جماع سے مخلوق کی کثرت اور امت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بڑہوتری ہے اور عوام کا قصد فقط لہو و لعب ہے اسکی مثال ایسی ہے جسطرح چھوٹی چھوٹی بچے اپنے مان باپ کو دیکھکر جماع کرنے لگین تو یہ جماع فقط صورت مین جماع ہو گا۔ فی الحقیقت جماع نہین ہے بلکہ انکے نزدیک ایک کھیل ہے۔ اسیطرح عوام کا جماع گویا خواص کے مقابلہ مین بیفائدہ اور اس قسم کے تقلید ہے جسکا کچھ نتیجہ نہین۔ یا شہوت سے مراد مطلق خواہشات دنیوی ہین۔ اسصورت مین یہ مطلب ہے کہ خواہشات دنیوی مانند جماع طفل بے نتیجہ اور عبث ہین اور رفتے اماله فتا ہے بمعنے نوجوان۔

	این جماع طفل چہ بود۔ بازیے	با جماع رستمے و غازیے
ترجمہ	ہے جماع طفل اک بیہودہ بات	سامنے شہ زور کے اے خوش صفات

شرح یعنے یہ بچے کا جماع کرنا کیا شے ہے کچھ بھی نہین صرف ایک کھیل ہے۔ اور ایک رستم یا غازی (بڑے پہلوان یا بہادر) آدمی کے مقابلہ مین تو بالکل ہی کھیل اور لغو فعل ہے۔ معنوی طور پر رستم اور

غازی سے اولیاء اللہ مراد ہین جنکا جماع بانتیجہ ہوتا ہے اور جس سے امداد صالحہ کے امید ہوتی ہے یا یہ معنے ہین کہ اگر اولیا لذائذ دنیا کی طرف متوجہ ہوتے ہین تو اس سے قوت عبادت اور اطمینان قلب مقصود ہوتا ہے بخلاف عوام جنکا مقصود صرف لہو و لعب ہے۔ چنانچہ جماع سے عوام کا مقصود حظ نفس ہوتا ہے اور خواص کا فرزند نیک

جنگ خلقان ہمچو جنگ کودکان ۔۔ جملہ بے معنی و بے مغز و مہان

ترجمہ: جنگ خلقت کی ہے جنگ کودکان ۔۔ سب کے سب بے مغز ہین یہ بے نشان

شرح یعنے مخلوق کی باہمی جنگ دنیا کے لیے ہوتی ہے اور چونکہ دنیا خود لہو و لعب اور مخلوق بچون کے مانند ہے اسلیئے مخلوق کی باہم لڑائی گویا بچون کی لڑائی ہے جو بالکل بے معنے اور عبث اور نہایت ذلیل ہے البتہ نفس پر جہاد کرنے والون کی لڑائی خدا کے لیئے ہوا کرتی ہین وہ اس بیکار جنگ سے مستثنے ہین۔ مہان عربی لفظ ہے بمعنے حقیر و ذلیل اور مطلب یہ ہے کہ شخص دنیوی اغراض کے لیئے لڑنا اچھا نہین ہے۔

جملہ با شمشیر چوبین جنگشان ۔۔ جملہ در لا ینبغی آہنگشان

ترجمہ: کاٹھ کی تلوار سے ہے انکی جنگ ۔۔ نا سزا ہین انکے سارے رنگ ڈہنگ

شرح یعنے تمام مخلوق کی باہمی جنگ بچون کی طرح کاٹھ کی تلوار سے ہوتی ہے اور سب کا قصد بیکار اور نا سزاوار باتون کی طرف متوجہ ہے یعنے مخلوق بچون کی طرح بیکار کامون مین مصروف اور کھیل مین مشغول ہے

جملہ شان گشتہ سوارہ بر نئے ۔۔ کاین براق ماست یا دلدل پئے

ترجمہ: سب کے سب ہر نے پہ گویا ہین سوار ۔۔ جانتے ہین اسکو دلدل نا بکار

شرح یعنے تمام مخلوق کی ایسی مثال جیسے بچے کہ لکڑی کو گھوڑا بنا کر اسپر سوار ہو جاتے ہین اور اسے براق یا دلدل سمجھتے ہین۔ اسیطرح مخلوق اپنے کھیل کود اور دنیوی مشغلون کو اچھا جانتی ہے مگر فی الواقع اسکی تمام باتین لغو اور محض بیکار ہین۔ براق رسول علیہ السلام کی وہ سواری ہے جسپر آپ شب معراج مین سوار ہوئے تھے اور دلدل آپکے خچر کا نام ہے اور بعض نے حضرت علیؓ کے گھوڑے کا نام دلدل کہا ہے۔

حاملند و خود ز جہل افراشتہ ۔۔ راکب و محمول رہ پنداشتہ

ترجمہ: سب کے سب حامل ہین لیکن بیر بجا ان ۔۔ راکب و محمول کرتے ہین گمان

شرح یہ شعر مطبوعہ نسخون مین گوشۂ دامن گرفتہ اسپ وار کے بعد ہے جو عنقریب آنیوالا ہے مگر قلمی نسخہ مین یہان تہا جہان ہمنے درج کیا ہے اور باعتبار ربط ابیات اسکا یہین ہونا مناسب ہے مطلب یہ کہ تمام مخلوق حامل یعنے بوجھ اٹھائے ہوئے ہے اور اپنی نادانی کے باعث اپنے آپ کو بلند مرتبہ یعنے محمول اور سوار براق یا دلدل جانتی ہے اور راکب راہ حقیقت گمان کرتی ہے مگر فی الواقع محمول نہین بلکہ حامل ہے جیسے

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ہم کیجاوٗن اوزارہم علیٰ ظہور ہم یعنے لوگ اپنے گناہ کے بوجھ اپنی پیٹھ پر اُٹھائے ہوئے ہین غرضیکہ مخلوق لڑکون کی مانند ہے جو لکڑی کو گھوڑا خیال کرتے ہین اور یہ سمجھتے ہین کہ یہ گھوڑا ہمین اُٹھائے اُٹھائے پہر رہا ہے حالانکہ وہ خود گھوڑے کو اُٹھائے پہرا کرتے ہین اسیطرح مخلوق اپنے نزدیک اپنے اعمال کو اچھا سمجھتی ہے مگر فی الواقع انکی سب باتین بیکار اور محض لغو ہین لفظ خود فعل افراشتہ کا مفعول ہے۔ اور لفظ دا علامت مفعول محذوف ہے یعنے مخلوق بوجھ لیے ہے اور اپنے آپ کو سوار جانتی ہے۔

	باش تا روزے کہ محمولان حق	اسپ تازان بگزرند از نہ طبق
ترجمہ	صبر کر چند سے کہ محمولان حق	طے کرین اک دم کے دم مین نو طبق

شرح یعنے مخلوق جو اپنے آپ کو بُراق یا دُلدل سوار سمجھتی ہے یہ بالکل غلط گمان اور جھوٹا دعوے ہے ایسے طالب جھوٹے دعوے کی حالت معلوم کرنے کے لیئے چندروز صبر کر ایکدن محمولان حق اپنے گھوڑون پر سوار ہوکر نہ فلک سے گزر جائینگے۔ اُسدن معلوم ہوجائے گا کہ یہ مدعی براق پر سوار تہے یا دُلدل پر روزنے سے قیامت کا دن محمولان حق سے جنتی اور اسپ سے اُنکے اعمال حسنہ مراد ہین جو سواریون کی صورت مین متشکل ہو کر اُنکو پلصراط سے گزار دینگے۔ چنانچہ حدیث مین ہے سَمِّنُوا ضَحَایَاکُمْ فَاِنَّہَا فِی الْآخِرَۃِ مَطَایَاکُمْ یعنے اے لوگو فربہ قربانیان کیاکرو کیونکہ وہ آخرت مین تمہاری سواریان ہوجائینگی نیز ممکن ہے کہ محمولان حق سے عارفان کامل مراد ہین اور اُنکے اعمال بمنزلہ مرکب ہین جنپر روح سوار ہوکر آسمانون اور لوح وقلم تک عروج کرجاتی ہے اسکا نام معراج عارفین ہے خلاصہ یہ کہ اس شعر مین یا تو عالم صلحاء کی طرف اشارہ ہے جو محشر مین محمول و بلند مرتبہ ہونگے یا عارفان خاص مراد ہین جنکو دنیا ہی مین عروج ہوجاتا ہے اِس معراج عارفین کی دلیل آیندہ شعر مین مذکور ہے۔

	تَعْرُجُ الرُّوْحُ اِلَیْہِ وَالْمَلَکْ	مِنْ عُرُوْجِ الرُّوْحِ یَہْتَزُّ الْفَلَکْ
ترجمہ	اُسکی جانب جاتی ہے روح و ملک	روح وہ ہے جس سے ہلتا ہے فلک

شرح ملک کا عطف روح پر عطف تفسیری ہے یعنے اولیاء اللہ کی روح جو روح ملکی ہے اللہ تعالےٰ کی طرف عروج پاتی ہے اور چونکہ اُنکی روح نہایت مکرم و پرسطوت وجلیل القدر اور ہیبت الٰہی کو اپنے ساتہ لیئے ہوئے ہوتی ہے اسلیئے اُسکے عروج سے فلک ہلجاتا ہے عرش کانپ اُٹھتا ہے اگر روح کا عروج دنیا ہی مین مان لیا جائے تو اس سے اولیاء اللہ کی روح مراد ہے اور اگر یہ کیفیت بعد موت ہوتی ہے تو عام مومنین وصالحین کی روح مقصود ہے یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے تعرج الملائکۃ والروح الیہ فی یوم سے لے آخر الآیۃ۔

	ہمچو طفلان جملہ تان دامن سوار	گوشۂ دامن گرفتہ اسپ وار
ترجمہ	بچّے ہو تم اپنے دامن پہ سوار	اور ہے دامن کا گوشہ اسپ وار

شرح یعنے اے غافلو تم سب لڑکون کی مانند ہو جو اپنے دامن کا گوشہ پکڑ کے اُسپر سوار ہو جاتے ہین اور دامن کو گھوڑا سمجھ لیتے ہین حالانکہ بچون کا یہ خیال غلط ہوتا ہے۔ اسیطرح تم اپنے گمان مین اپنے افعال کو اچھا سمجھتے ہو حالانکہ وہ سراسر بُرے ہین جیطرح دامن فی الواقع گھوڑا نہیں ہوتا اسیطرح بداعمال نیک نہین ہوتے۔

	از حق اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغنِی رسید	مرکب ظن بر فلکہا کے دوید
ترجمہ	سامنے حق کے گمان کیا آوے گا	مرکب ظن کب فلک پر جاوے گا

شرح یعنے اے لوگو تم اپنے گمان کو بمنزلہ یقین سمجھکر اپنے افعال کو اچھا جانتے ہو حالانکہ اللہ تعالے قرآن مجید مین فرما رہا ہے کہ اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغنِی مِنَ الحَقِّ شَیئًا یعنے گمان حق و یقین سے بے نیاز نہین کر سکتا بلکہ حق کی حاجت ضرور ہوتی ہے اور گمان اکثر بیکار ہو جاتا ہے اسلیئے تمہارا ظنی مرکب (گمان کا گھوڑا) ام فلک پر نہین دوڑ سکتا یعنے تمہین مرتبہ معراج عارفین تک نہین پہنچا سکتا اسلیئے اعمال صالحہ کا حقیقی مرکب خریدنا چاہیئے۔

	اَغلبُ الظَّنَّین فی ترجیح ذا	لَا تُمارِی الشَّمسَ فی توضیحہا
ترجمہ	اغلب الظنین کو ترجیح ہے	کب مقابل مہر حق کے ہے یہ شے

شرح ممارات لغت مین بمعنے مجادلہ و شک و برابری ہے اور ذا کا فعل با فاعل محذوف ہے یعنے خذا ہذا بمعنے بگیر و حاصل کن این را مطلب یہ کہ حق ترجیح مین اغلب الظنین (دو گمانون مین سے غالب تر گمان) کو پکڑ لے اور اُسپر عمل کر لیکن اُس اغلب الظنین کو درباب توضیح شمس یقین کے مقابل نکر کیونکہ غلبۂ ظن یقین کے آگے کچھ کام نہین دیتا۔ تیر دامن پر سوار ہو کر اسکو گھوڑا جانتا اور راہ لیا، کا اعمال حسنہ کی براق پر سوار ہو کر آسمانون سے گزر جانا یقینی ہے یہ اُسکے برابر نہین ہو سکتا۔ بعض نسخون مین لا یماری بصیغہ غائب ہے۔ اسوقت دوسرا مصرع اغلب الظنین کے خبر ہے۔ یعنے اغلب الظنین یہی اغلب الظنین آفتاب یقین کا مقابلہ نہین کر سکتا۔

	آفتاب حق چو گردد مستوی	در قیامت بر رشید و بر غوی
ترجمہ	روز محشر آفتاب حق کا نور	ہر کسیکو خود دکھاوے گا ظہور
	آنگہے بینید مرکبہائے خویش	مرکبے سازیدہ اید از پائے خویش
ترجمہ	مرکب اپنے آپ دیکھو گے تمام	ہیں تمہارے پاؤن کے گھوڑے تمام

شرح یہ دونو شعر قطعہ بند ہین اور لفظ حق باطل کا مقابل ہے یعنے اے غافلو قیامت کے دن جبکہ آفتاب حق و راستی ہر ہدایت یافتہ اور گمراہ پر غالب آجائیگا یعنے حق آفتاب کی طرح سب پر روشن ہو جائے گا اسوقت تم اپنے گھوڑون کو دیکھ لوگے اور یہ معلوم ہو جائیگا کہ تمنے اپنے پانو کو گھوڑا گمان کر لیا تھا حالانکہ یہ گمان بالکل غلط تھا۔ کیونکہ قیامت کے دن گمان و شک کچھ کام نہ دیسکینگے اور ہر شخص کو اپنی واقعی حقیقت نظر آجائیگی۔

وہم وحس وفکر وادراکات ما ‖ ہمچو نے دان مرکب کودک ہلا

ترجمہ — وہم وحس وفکر کی ہے یہ مثال ‖ نے کو لڑکا اسپ کرتا ہے خیال

شرح یعنے ایمخاطب خبردار ہم جیسے غافلون کی حس وفکر اور معلومات اُس لکڑی کی مانند ہین جسکو لڑکے نے اپنا گہوڑا خیال کر رکہا ہے مطلب یہ کہ ہم گمان کو بمرتبہ یقین سمجہتے ہین حالانکہ یہ ہماری سخت غلطی ہے ہلا عربی مین حرف تنبیہ ہے بمعنے خبردار غرضیکہ وہم وفکر وحواس سے یقینی علم حاصل نہیں ہوسکتا۔

علمہائے اہل دل حمالشان ‖ علمہائے اہل تن احمالشان

ترجمہ — اہل دل کا علم اک رہوار ہے ‖ اہل تن کا علم اُنپر بار ہے

شرح یعنے اہل دل اور اولیاء اللہ کا علم چونکہ الہام ربانی اور فیض رحمانی ہے اسلیئے اُنکی سواری بنا ہوا ہے اُنہین اُٹہائے اُٹہائے پہرتا ہے حتے کہ عالم ملکوت تک لے اُڑتا ہے اور اہل ظاہر کا علم چونکہ رسمی اور دنیوی ہے اسلیئے بوجہہ کی طرح اُنپر لدا ہوا ہے یہی باعث ہے کہ وہ بوجہل ہوکر عالم معنی کی طرف عروج نہین کرسکتے حمال بمعنے اُٹہانیوالا ہے اور احمال جمع حمل ہے بمعنے بارگران۔

علم چون بر دل زند یارے شود ‖ علم چون بر تن زند بارے شود

ترجمہ — اہل دل کا علم اونکا یار ہے ‖ اہل تن کا علم اونکا بار ہے

شرح یعنے جو علم دل پر اثر کرتا ہے اور عالم اُسپر عمل کرنے لگتا ہے وہ علم یار و مددگار بنجاتا ہے۔ یہانتک کہ نجات دلوا دیتا ہے چنانچہ عیسائی بادشاہ نجاشی اور اُسکے ارکان دولت رسُول مقبول یا حضرت جعفر طیار سے علم سیکہکر یعنے قرآن مجید کی آیتین سُنکر ایمان لے آئے تھے آیت وَاِذَا سَمِعُوا مَا اُنزِلَ اِلَی الرَّسُولِ الیٰ آخرہا اُنہین کی شان مین ہے۔ یعنے جب اُنہون نے وہ آیتین سُنین جو رسُول پر اُتری ہین تو اُنکی آنکہون سے آنسو بہنے لگے۔ اور جو علم بدن پر اثر کرتا ہے یعنے فقط زبان سے پڑہا جاتا ہے اور محض آسائش جسم اور حصول جاہ یا نوکری چاکری کے لیئے پڑہا جاتا ہے اور جس علم پر عمل نہین کیا جاتا ایسا علم بوجہ یعنے سراسر بارگناہ ہے چنانچہ اللہ تعالےٰ نے ایسے علم کو گدہے کا بوجہہ فرمایا ہے۔

گفت ایزد یحمل اسفارہ ‖ بار باشد علم کان نبود زہو

ترجمہ — یحمل اسفارہ ہے قول الٰہ ‖ اہل تن کا علم ہے بار گناہ

شرح ہو سے مراد ذات حق ہے یعنی ایسا علم جو خدا کی طرف سے نہین ہے وہ بار گناہ ہے اسیلئے اللہ تعالےٰ نے یہود کے حق مین یہ فرمایا ہے کہ مَثَلُ الَّذِینَ حُمِّلُوا التَّورٰاۃَ الیٰ آخر الآیہ۔ یعنے اُن لوگون کی مثال جنہین توریت پر عمل کرنے کی تکلیف دیگئی مگر اُنہون نے عمل نہ کیا اُس گدہے کی سی ہے جو کتابین اُٹہائے ہوئے ہے

مگر انکے معانی و مطالب سے واقف نہین ہے۔ یہی حال اُن لوگون کا ہے جو آسایش جسم اور حصول جاہ کے
لیے علم پڑہتے ہین۔ انکا حال اس مصرع کا مصداق ہے ع لاکھہ طوطے کو پڑہایا پر وہ حیوان ہی رہا۔

علم کان نبود ز ہو بے واسطہ	آن نپاید ہمچو رنگ ماشطہ
ترجمہ: علم باطن گر نہو بے واسطہ	کب رہیگا شکل رنگ ماشطہ

شرح ماشطہ اُس عورت کو کہتے ہین جو دُلہن کی کنگہی پٹی کیا کرتی ہے اور رنگ ماشطہ اُسبٹنے کا وہ عارضی رنگ ہے جو اُس ماشطہ عورت کے دہونے ماجنے اور اُبٹنا وغیرہ ملنے سے دُلہن کے چہرہ پر آجاتا ہے اور چند روز مین اُڑجاتا ہے اور بے واسطہ بمعنے بلاکشف و الہام ہے مطلب یہ کہ جو علم خدا کی طرف سے نہو بلکہ دنیوی ہو اور جو علم کہ بلاکشف و الہام نہو یعنے لدُنی نہو وہ پائدار نہین ہوتا اور اسطرح اُڑجاتا ہے جسطرح دولہن کے چہرہ کا رنگ جو ماشطہ کی محنت سے چڑہ گیا تہا۔ رنگ ماشطہ کی اضافت سببی ہے خلاصہ یہ کہ جو عالم اپنے علم پر عمل نہین کرتا وہ بار گناہ اُٹہائے ہوے ہے اور جو عمل تو کرتا ہے۔ لیکن اُسکا علم فانی اور لدُنی نہین ہے بلکہ کسبی یا تحصیلی ہے تو یہ علم ناپائدار ہے جو صرف اسکی زندگی تک رہیگا بعدہ اُسکا فیضان باطنی سالکان طریقت تک نہ پہنچیگا۔ بس تو نتیجہ یہ نکلا کہ جو علم بلا وسیلہ غیر یعنے الہامی ہوگا وہ ضرور پائدار ہوگا

لیک چون این بار را نیکو کشی	بار برگیرند و بخشندت خوشی
ترجمہ: جب خوشی سے تو اُٹہائیگا یہ بار	تو خوشی بخشیگا تجہکو کردگار

شرح یعنے گو علم ظاہری جس سے دنیا کا نامقصود ہو بار گناہ ہے مگر اس بار عظیم کو اگر تو اچھی طرح کہینچیگا یعنے حسب مقتضائے علم عمل کرنے لگیگا تو یہ بار گران تیرے کندہے سے اُٹہا لیا جائیگا اور انجام کار تجہے خوشی حاصل ہوگی یعنے نجات ملجائیگی۔ کیونکہ ظاہری علم حدیث و قرآن پر عمل کرنے والے بہی ناجی ہین۔

ہین مکش بہر ہوا این بار علم	تا ببینی در درون انبار علم
ترجمہ: مت اُٹہا بہر طمع یہ بار علم	تا ملے دلمین تجہے انبار علم

شرح یعنے حصول خواہشات دنیوی اور حرص و ہوا کے لیئے علم کا بوجہہ نہ کہینچ بلکہ عمل کرنے اور خدا سے ڈرنے کی نیت سے علم حاصل کر تاکہ تیرا دل مخزن انبار علم الہامی بنجائے۔

تاکہ بر رہوار علم آئی سوار	بعد از ان افتد ترا از دوش بار
ترجمہ: راہوار علم پر تا ہو سوار	اور کندہے سے ترے گرجائے بار

شرح یعنے جب تو علم پر عمل کرکے باعث مخزن علوم الہامی بنجائے گا تو تیرا علم سواری بنکر تجہے عالم ملکوت کی طرف لے اُڑیگا اور تیرے کندہے کا بوجہہ گر پڑیگا یعنے اسوقت علم باعث گناہ نہ رہیگا۔

	از ہوا ہا کے رہی بے جام ہو	اے زہو قانع شدہ با نام ہو
ترجمہ	حرص سے تو کب چھٹا بے جام احق	خو سے کیون قانع ہے لیکر نام حق

شرح یعنے اینجا طلب جب تک تو محبت ذاتِ الٰہی کا جام نہ پیئے گا دنیوی خواہشون سے ہرگز نجات نہین پا سکتا مگر تو تو فقط ہو کے نام پر قانع ہے اور ذاتِ ہو سے تعلق ہی نہین رکھتا۔ حالانکہ محض اسم ہو پر قناعت کرنا مناسب نہین بلکہ اسم کو معلوم کرکے مسمے کے مشاہدہ کی کوشش کرنی چاہیئے یعنے بلا محبت ذات الٰہی فقط زبان سے اللہ اللہ کہنا زیادہ مفید نہین ہے بلکہ مفید یہ ہے کہ زبانی اللہ اللہ کے ساتھ دلمین بھی عشق الٰہی جاگزین ہو جائے

	از صفت وز نام چہ زاید خیال	وان خیالش ہست دلّال وصال
ترجمہ	نام سے گو دلمین آتا ہے خیال	اور وہ ہے بے شبہ دلّال وصال

شرح یعنے کسی شخص کی صفت بیان کرنے یا اُسکا نام لینے سے کیا نتیجہ نکلتا ہے یہ نکلتا ہے کہ دل مین اُسکا خیال پیدا ہو جاتا ہے۔ اور وہ خیال اُسکے وصال یعنے ملاقات کا رہبر بنجاتا ہے اسیطرح اللہ تعالےٰ کے اسماو صفات کا ذکر دلّال وصال ہے یعنے اللہ اللہ کرنے سے خیال ذات پیدا ہوتا ہے۔ کیونکہ جب کوئی شخص اللہ تعالےٰ کو کریم و رحیم و رزاق وغیرہ جاننے گا تو ضرور اُسے ان صفات کے سبب مشاہدہ ذات کا شوق پیدا ہو جائے گا لیکن با اینہمہ اگر موصوف با اسمے کا خیال ہی خیال ہے اور مرتبۂ وصال نصیب نہو تو یہ خیال بیکار ہے خیالش مین ضمیر شین لفظ ہو یعنے ذاتِ الٰہی کی طرف راجع ہے۔

	دیدۂ دلّال بے مدلول ہیچ	تا نباشد جادہ نبود غول ہیچ
ترجمہ	ہے مگر دلّال بے مدلول کب	گر نہو جادہ تو پھر ہون غول کب

شرح پہلے مصرع مین استفہام انکاری ہے یعنے اینجا طلب تو نے کبھی دلّال بے مدلول دیکھا ہے کبھی نہین دیکھا یعنے ایسا ہرگز نہین ہو سکتا کہ کہین دلّال ررہبر، تو موجود ہو اور مدلول یعنے طریقہ مطلوب خاص۔ موجود نہو کیونکہ دال اور مدلول مین تلازم ہے اور اس تلازم کی مثال یہ ہے کہ جب تک راستہ نہو کا غول بیابانی ہرگز نپایا جائیگا۔ کیونکہ غول بیابان ہی مین ہوتا ہے۔ بس تو خیال ذات الٰہی جو وظیفۂ اسما و صفات سے حاصل ہوتا ہے دلّال وصال ہے اور وصال و مشاہدہ مدلول ہے اگر اللہ اللہ کرنے سے مشاہدہ حاصل نہوا تو یہ دلّال بلا مدلول کسیکام کا نہین۔ نتیجہ یہ ہے کہ بلا کوشش حصول مشاہدۂ ذات صرف زبان سے اللہ اللہ کہنا باعث قرب نہین ہو سکتا۔ دوسرے معنے یہ ہین کہ دلّال بے مدلول ہرگز نہین ہو سکتا اسلیئے ضرور خیال ذات دلّال وصال ہو کر مطلوب تک پہنچا دیتا ہے اگر خیال طریق وصول الی اللہ کا رہبر نہوتا تو غول بیابانی رنفس و شیطان، رہزنی نہ کرتے حالانکہ یہ رہزنی کرتے ہین کیونکہ خیال ذات کو دل مین قائم نہین رہنے دیتے اس سے

معلوم ہوا کہ خیال دلال وصال ہے لیکن مدلول شخص کو چھوڑ کر صرف دلال پر قناعت کرنا غیر مناسب ہے

ہیچ نامے بے حقیقت دیدہ　　یا ز کاف و لام گل گل چیدہ

ترجمہ　نام کب ہے بے حقیقت اے جہول　　کاف و لام گل نہین دیتا ہے پہول

شرح　نام بمعنے اسم اور حقیقت بمعنے مسمے ہے۔ یعنے اے مخاطب تو نے کوئی اسم بلا مسمے کہین دیکہا ہے؟ ہرگز نہین دیکہا۔ بلکہ ہر اسم کا مسمے ضرور ہوتا ہے مثلاً اسم زید کسی شخص پر اسیوقت صادق آئیگا۔ جبکہ زید فی الواقع کوئی شخص ہو۔ ورنہ اسم بلا مسمے محض بیکار ہے اور اسکی مثال ایسی ہے جیسا کہ کوئی بیوقوف لفظ گاف و لام گل یعنے اسم گل سے پہول چننا چاہے تو ہرگز نہین چن سکتا بلکہ حقیقت یعنے گل کے مسمے سے پہول حاصل ہو سکتے ہین مطلب یہ کہ اسمائے الٰہی سے مسمے کو ڈہونڈنا چاہئے ورنہ ہزار دانون کی تسبیح لیکر صرف اللہ اللہ بہا بجنے سے قرب ذات حاصل نہین ہو سکتا۔ جیسا کہ لفظ گل سے پہول کی خوشبو حاصل نہین ہو سکتی۔

اسم خواندی رو مسمے را بجو　　مہ بیالا دان نہ اندر آب جو

ترجمہ　اسم سے ڈہونڈو مسمے بالیقین　　ہے فلک پر چاند پانی مین نہین

شرح　یعنے جب تو خدا کا نام زبان سے لیتا ہے تو مسمے کی بہی تلاش کر۔ فقط نام لینے سے مقصود حاصل نہین ہو سکتا اسکی مثال ایسی ہے جیسا کہ نہر کے پانی مین چاند کے عکس کا نام چاند رکہدیا جائے اس نام رکہدینے سے چاند کا عکس واقعی چاند نہین ہو سکتا۔ بلکہ چاند تو آسمان پر ہے آبجو مین نہین ہے کیونکہ اسم شئے عین مسمے نہین ہوا کرتا۔ مثلاً اگر ہم زید کا نام (یعنے ز ی د ملاکر) کسی کاغذ پر لکہین اور اس کاغذ کے وسط مین ایک کیل ٹہوکدین تو ذات زید یعنے مسمے کو ہرگز کسی قسم کی تکلیف نہوگی اس سے ظاہر ہے کہ اسم عین مسمے نہین ہوا کرتا اگر ایسا ہوتا تو وہ کیل جو اسم زید مین گاڑی گئی تہی ذات زید کے جسم مین گڑ جاتی۔ بس تو جبکہ اسم اور مسمے مین جدائی ٹہیری تو محض اسمائے الٰہی کے ورد سے مسمے حاصل نہین ہو سکتا اسلئے حصول مسمے کے متعلق کوشش کرنی چاہئے۔

گر ز نام و حرف خواہی بگذری　　پاک کن خود را ز خود ہین یکسری

ترجمہ　نام سے گر چاہتا ہے در گزر　　خود کو تو اپنی خودی سے پاک کر

شرح　یعنے اگر تو ظاہری نام وحرف سے گزر کر واصل ذات ہونا چاہتا ہے تو اپنے آپ کو خودی سے بالکل پاک کر لے۔ یعنے اخلاق ذمیمہ کو دور کر دے اسصورت مین تو بیشک آئینہ ذات الٰہی اور واصل حق ہو جائیگا۔

ہمچو آہن ز آہنی بے رنگ شو　　در ریاضت آئینہ بے زنگ شو

ترجمہ　اور سیاہی چہوڑ دے اے نیکخو　　بن ریاضت کے سبب آئینہ تو

شرح　یعنے آہن کی طرح اپنی آہنی (کدورت سیاہی) کو چہوڑ کر بے رنگ ہو جا یعنے اپنا رنگ چہوڑ دے

جسطرح لوہا آگ مین پڑکر اپنا رنگ چھوڑ دیتا ہے اور آتشی رنگ قبول کر لیتا ہے اسیطرح تو عشق الہی کی آگ مین پڑکر باطنی صفائی حاصل کرلے اور ریاضت و مجاہدہ کرتے کرتے صاف و شفاف آئینہ کے مانند بنجا تاکہ تجلی ذات منعکس ہونے لگے اور تیرا باطن آئینہ کی طرح صاف وشفاف اور زنگ سے پاک ہوجائے۔

	خویش را صافی کن از اوصاف خود	تا بہ بینی ذات پاک وصاف خود
ترجمہ	صاف کر دلکو برے اوصاف سے	دیکھ جلوہ اپنی طبع صاف سے

شرح یعنے اینجا طب اپنے آپ کو اوصاف رذیلہ اور اخلاق ذمیمہ سے پاک کرلے اسوقت تو اپنے ذات کو پاک وصاف اور مظہر ذات الہی و انوار نامتناہی دیکھے گا۔ اور تجھے معلوم ہوجائیگا کہ تیری ذات در اصل پاک وصاف ہے

	بینی اندر دل علوم انبیا	بے کتاب و بے معید و اوستا
ترجمہ	انبیا کے علم تا کھل جائیں سب	بے کتاب واوستاد و بے طلب

شرح معید عربی لفظ ہے یعنے معلم جو یاد کرانے کے لیئے بار بار لڑکون پر سبق کا اعادہ کیا کرتا ہے مطلب یہ کہ جب تو اپنی ذات کو اخلاق ذمیمہ سے پاک کرلیگا تو بلا ذریعۂ کتاب و معلم واوستاد اپنے دل مین علوم انبیا یعنے الہامی باتون کی روشنی دیکھے گا۔ اور بطور کشف تجھے بہت سی باتیں بلا تعلیم و تعلم حاصل ہوجائینگی۔

	گفت پیغمبر کہ ہست از امتم	کہ بود ہم گوہر و ہم ہمتم
ترجمہ	قول پیغمبر ہے امت میں میری	میرے ہم گوہر ہیں میرے اُمتی *

شرح یعنے پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ میری اُمت مین بعض لوگ میرے ہم گوہر (یعنے اُمّی ہونے مین میرے ہم اصل) اور میرے شریک ہمت یعنے ریاضت اور مجاہدہ مین میرے ہم ارادہ ہونگے حضرت ابوذر سے یہ حدیث مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ مین اپنے اُن بھائیون کا مشتاق ہون جو میرے بعد آئینگے اور اُنکی شان انبیا کی شان سے ملتی جلتی ہوگی۔ اور وہ شہیدونکا مرتبہ رکھتے ہونگے اللہ تعالے ہر روز ستر مرتبہ اُنکو نظر رحمت سے دیکھیگا۔ اے ابوذر مین اُنکا مشتاق ہون۔ چنانچہ حضرت حبیب عجمی محض اُمّی اور زمانہ رسالت کے بعد پیدا ہوی مگر مجاہدہ و ریاضت اور عنایت الہی کے باعث قدوۃ الواصلین ہوگئے۔ اس سے صاف ظاہر ہوگیا کہ مجاہدہ بلا وسیلہ تعلیم و تعلم طالب کو صاحب کشف بنا دیتا ہے۔

	مہر از ان نور بیند جان شان	کہ من ایشان را ہمے بینم عیان
ترجمہ	دیکھتے ہیں نور باطن سے مجھے	دیکھتا ہون اُنکو میں جس نور سے

شرح یعنے پیغمبر علیہ السلام فرماتے ہین کہ میرے اُن نیک اُمتیون کی روحین جو میرے بعد آئینگی مجکو اُس نور سے دیکھ رہی ہین جس نور سے مین اُنہین اسوقت دیکھ رہا ہون۔ مطلب یہ کہ میری اُمت کے بعض

لوگ گو ہنوز پیدا نہین ہوے مگر وہ الہی سے زمرۂ اولیاء اللہ مین شامل ہین اور مجکو اسطرح دیکھہ رہے ہین گویا میری مصاحبت مین حاضر ہین۔ اور جسطرح وہ مجھے دیکھہ رہے ہین اسیطرح مین اُنکو اپنا جمال مبارک دکھا رہتا ہون۔ کیونکہ اُنکو جو باطنی یا روحانی نور عطا کیا گیا ہے وہ میری ہی ذات کا نور ہے۔ اسلیئے مجھمین اُنمین جدائی نہین رہی۔ بعض نسخون مین عیان کی جگہ بدان یعنے آن ہے

بے صحیحین واحادیث ورُوات	بلکہ اندر مشرب آب حیات
ترجمہ بے صحیحین واحادیث درداۃ	پائیگا تو چشمۂ آبحیات

شرح یہ شعر مولانا قدس سرہ کا مقولہ ہے اور مبنی اندر ول علوم انبیا کے متعلق ہے یعنے ایمخاطب اگر تو اوصاف بشری سے پاک ہوجائیگا۔ تو علوم انبیا بلا وسیلۂ استاد اور بلا مدد صحیح بخاری و صحیح مسلم و احادیث وُرُدات حاصل کرے گا یعنے تیرا علم لدُنی ہوجائیگا۔ بلکہ تو اپنے دل مین چشمۂ آبحیات پائیگا۔ یعنے قلب کو مظہر ذات الہی دیکھے گا۔ اندر کے بعد لفظ دل حسب قرینہ محذوف ہے۔

سِرِّ اَمسَیتُ الکُردِیّاً بدان	رازِ اَصبَحتُ اَعرَابِیّاً بخوان
ترجمہ سِرِّ امسینا الکردیا - سمجھہ	راز اصبحنا عرابیا سمجھہ

شرح یعنے ایمخاطب سید ابوالوفا کے اس مقولہ کو کہ مین شام کو کُردی تہا اور صبح کو عربی نکلیا غور سے سمجہ۔ اس راز کے سمجھنے سے صاف طور پر معلوم ہوجائیگا کہ اولیاء اللہ کو بلا وسیلۂ کتاب و استاد علم الہامی حاصل ہوتا ہے **فائدہ** سید ابوالوفا کُردی کا حال ہم دیباچۂ شرح مثنوی مین بہی لکھہ چکے ہین یہ بزرگ بکریان چرایا کرتے تہے اتفاقًا انہین کہین سے ایک کاغذ کا ٹکڑہ ملا جسپر بسم اللہ الرحمن الرحیم تحریر تہا چونکہ یہ بالکل اَن پڑہ اور عربی زبان سے ناواقف تہے اسیلئے ایک اور شخص سے پوچھا کہ اس کاغذ پر کیا لکہا ہے اُسنے بتادیا کہ بسم اللہ لکہی ہے حضرت ابوالوفا نے اس کاغذ کو مٹی وغیرہ سے پاک صاف کرکے ایک بلند جگہ تعظیم کے طور پر رکہدیا۔ اور اُسکے آگے صبح تک باادب تمام کہڑے رہے۔ صبح کے وقت جذبۂ الہی نے اپنی طرف کہینچ لیا اور اُنکو زبان عربی کا الہام ہوگیا نیز اسکے علاوہ اور بہت سے علوم منکشف ہوگئے۔ بعد صبح یہ منبر پر چڑہے اور یہ فرمایا کہ الحمد للہ اَمسَینا کُردِیّاً و اَصبَحنا اَعرَابِیّاً یعنے خدا کا شکر ہے کہ مین رات کو کُردی تہا۔ اور صبح کو اعرابی ہوگیا۔ مولانا کا اس شعر سے یہ مطلب ہے کہ جب تصفیۂ قلب اور جذب الہی حاصل ہوجاتا ہے تو طالب کا قلب مظہر اسرار و علوم الہامی بنجاتا ہے جسکو کتاب یا اُستاد کے واسطہ کی ضرورت نہین رہتی بعض نسخون مین اَمسَیتُ اور اَصبَحتُ ہے مگر مطلب ایک ہے اَمسَیتُ اور اَصبَحتُ صیغۂ واحد متکلم ہے اور اَمسَینا و اَصبَحنا صیغۂ جمع متکلم مع الغیر ہے۔

سر اسینا و اصبحنا ترا　　میرساند جانب راہ خدا

ترجمہ: سراسینا و اصبحنا تجھے　　تا خدا لیجائیگا یہ دیکھ لے

شرح یعنے سید ابوالوفا کے اس قول سے کہ مین شام کو کردی تہا اور صبح کو عربی ہوگیا اسکا مطلب تجھے معلوم ہوگیا ہے کہ تصفیۂ قلب اور جذب الٰہی واصل ذات کردیتا ہے اور اہل اللہ کو علم لدنی حاصل کرنے مین وسیلۂ کتاب و اُستاد کی ضرورت نہین رہتی بلکہ اللہ تعالےٰ انکو از روے الہام سب طرح کا علم عنایت کردیتا ہے۔

ور مثالے خواہی از علم نہان　　قصہ گو از رومیان و چینیان

ترجمہ: چاہیئے علم نہان کی گر مثال　　رومیون اور چینیو نکا سُن یہ حال

شرح علم نہان بمعنے سر علم باطن ہے یعنے اگر تجھے اسبات کی کوئی مثال چاہیئے کہ تصفیہ قلب اور ریاضت سے حصول علم باطن ہوجاتا ہے جسکے آگے علم ظاہر مغلوب ہے تو روم اور چین کے نقاشون کا ایک قصہ سُن لے جس سے علم ظاہر و باطن کا فرق معلوم ہوجائیگا۔ اور باطنی حصہ ملجائیگا۔

قصہ مری کردن رومیان و چینیان در صنعت نقاشی و صورتگری

ترجمہ: صنعت نقاشی اور تصویر کشی مین رومیون اور چینیون کے مقابلہ کرنے کا قصہ

شرح رومیون اور چینیون نے بادشاہ وقت کے روبرو اپنے فن نقاشی اور صورت کشی کا دعوے کیا تہا بادشاہ نے انکا امتحان لیا آخرکار چینی رومیون سے ہار گئے اس قصہ کا باطنی نتیجہ یہ ہے کہ نقش علم ظاہری مغلوب علم باطنی ہے۔ کیونکہ علم باطنی علم آلٰہی ہوتا ہے جو تمام علوم پر غالب ہے۔

چینیان گفتند ما نقاش تر　　رومیان گفتند ما را کر و فر

ترجمہ: چینی کہتے تہے کہ ہم نقاش ہین　　رومی کہتے تہے ہم اسمین فاش ہین

شرح یعنے چینی کہتے تہے ہم بڑے نقاش ہین اور رومی کہتے تہے کہ ہمین اس فن مین بڑی کر و فر حاصل ہے

گفت سلطان امتحان خواہم درین　　کز شما ہا کیست در دعوے گزین

ترجمہ: شاہ یہ بولا کرونگا امتحان　　تا عیان ہو صدق دعوئے نہان

شرح یعنے بادشاہ وقت نے یہ کہا کہ ہم امتحان لیکر یہ دیکھنا چاہتے ہین کہ دونو گروہون مین سے اپنے دعوے مین اُستاد و پسندیدہ کون ہے بعض نسخون مین گزین کی جگہ مبین ہے بمعنے اظہار کنندۂ صدق دعوے

چینیان گفتند خدمتہا کنیم　　رومیان گفتند بر حکمت تنیم

ترجمہ: چینی بولے ہم کرینگے خدمتین　　رومی بولے دیکھیئے گا صنعتین

شرح یعنے چینیون نے کہا کہ ہم خدمت نقاشی بجا لائینگے اور رومی بولے کہ ہم اپنی حکمت پر تنے رہینگے

اہل چین و روم در بحث آمدند — رومیان در علم واقف تر بدند

ترجمہ: اہل چین و روم مین بحث ہوئی — رومیونکو علم سے تہی آگہی

شرح: یعنی چینی اور رومی نقاشی مین بحث کرنے لگے مگر رومی اپنے فن نقاشی مین چینیون سے زیادہ ماہر تہے

چینیان گفتند یک خانہ بما — خاص بسپارید و یک آن شما

ترجمہ: چینیون نے یہ کہا اک گہر ہمین — اور اک ملجائے انہیں سے تمہیں

شرح: یعنے چینیون نے رومیون سے یہ کہا کہ نقش ونگار بنانے کے لیئے ایک مکان ہمین دیدو اور ایک تم لیلو تاکہ امتحان کے دن تک ایک دوسرے پر یہ ظاہر نہو کہ رومی اپنے مکان مین کیا کررہے ہین اور چینی کیا بنا رہے ہین

بود دو خانہ مقابل در بدر — زان یکے چینی ستد رومی دگر

ترجمہ: در بدر تہا دو گہرونکا سامنا — ایک چینی ایک رومی نے لیا

شرح: یعنے بادشاہ کے دیئے ہوے دو مکان ایسے آمنے سامنے کے تہے کہ انمین سے ہر ایک کا ایک دروازہ ایکدوسرے کے مقابل تہا انمین سے ایک مکان چینیون نے لے لیا۔ اور ایک رومیون نے۔

چینیان صد رنگ از شہ خواستند — پس خزانہ باز کرد آن ارجمند

ترجمہ: اہل چین نے رنگ مانگے شاہ سے — دیر تہی وہان کیا خزانے کہلگئے

شرح: یعنے چینیون نے نقش ونگار کے لیئے بادشاہ سے صدہا قسم کے رنگ مانگے اور اُسنے خزانہ کہولدیا۔

ہر صباحے از خزینہ رنگ ہا — چینیان را راتبہ بود و عطا

ترجمہ: رنگ لیجاتے تہے چینی ہر سحر — دیتا تہا راتب شہ با عز و فر

شرح: یعنے چینیون کو ہر صبح کے وقت شاہی خزانہ سے رنگون کا راتب ملا کرتا تہا راتبہ بمعنے مقرر و مرتب

رومیان گفتند نہ نقش و نہ رنگ — در خور آید کار را جز دفع زنگ

ترجمہ: رومیونکا قول تہا نے نقش و رنگ — کام مین آئیگا بیشک دفع زنگ

شرح: یعنے رومیون نے باہم یہ کہا کہ بجز مکان کے صاف کرنے اور گہوٹنے اور در و دیوار وغیرہ کی کدورت دور کرنے کے کوئی نقش و رنگ ہمارے کام کے لائق نہین اور ہمین کسی قسم کے ظاہری نقش ونگار کی ضرورت نہین نکتہ اس سے ظاہر ہے کہ بلا تصفیہ باطنی علم ظاہری کا عکس یعنے اثر ہرگز دل پر نہین پڑتا۔

در فرو بستند و صیقل مے زدند — ہمچو گردون سادہ و صافی شدند

ترجمہ: گہر کو یون صیقل کیا ہوکر نہان — ہوگئے دیوار و در [illegible] ایک آسمان

شرح: مے زدند کا فاعل رومی اور صافی شدند کا فاعل در و دیوار خانہ ہے یعنے رومیون نے دروازہ بند کرکے اُس

مکان کو ایسا گھوٹا کہ سب در و دیوار اور چھتین وغیرہ آسمان کی طرح صاف وشفاف ہو گئین

از دو صد رنگی بہ بے رنگی رہیست ۔ رنگ چون ابرست و بے رنگی مہیست

ترجمہ: جانب بے رنگ ہے رنگون کو راہ ۔ رنگ ہے اک ابر بے رنگی ہے ماہ

شرح یہ اور اسکے بعد کا شعر مولانا کا مقولہ ہے اور مطلب یہ ہے کہ دو سو رنگون سے بے رنگ کی طرف رستہ جاتا ہے اور تمام رنگ بے رنگ پر دال ہین یعنے رنگ و نقوش موجودات ذاتِ مطلق پر دلالت کرتے ہین یا یہ معنے ہین کہ اسمائے متقابلہ اور صفات متضادۂ الٰہی جو مختلف رنگ کے مانند ہین سب کے سب ذاتِ واحد پر دال ہین اُن سب رنگون کی اصل بے رنگی ہے جسطرح کپڑے پر جب تک بے رنگ اور سادہ نہو کوئی رنگ نہین چڑھ سکتا۔ اسیطرح ذاتِ مطلق نہو تو رنگ ہستی موجودات کو قبول نہین کرتا اور رنگ ابر کی اور بے رنگی چاند کے مانند ہے جسطرح رنگ کپڑے کی اصل اور سفیدی کو چھپائے رکھتا ہے اسیطرح رنگ ہستی و نقوش موجودات نے ذات بے رنگ کو چھپا رکھا ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسا ابر کہ چاند کا پردہ ہو جاتا ہے

ہر چہ اندر ابر ضو بینی و تاب ۔ آن ز اختر دان و ماہ و آفتاب

ترجمہ: ابر مین معلوم ہوتی ہے جو تاب ۔ ہے وہ عکس نجم و ماہ و آفتاب

شرح یعنے جسطرح ابر چاند سورج وغیرہ کا پردہ ہو جاتا ہے اور ابر مین جو کچھ روشنی یا چمک معلوم ہوتی ہے وہ ابر کی ذاتی روشنی نہین ہوتی بلکہ اُسی آفتاب وغیرہ کی روشنی ہوا کرتی ہے۔ اسیطرح ماسوے اللہ کا وجود اور حسن و جمال عکس وجود و جمال ذاتِ الٰہی ہے اور دنیا مین یہ تمام روشنی اُسی آفتاب کی ہے۔ علےٰ ہذا القیاس علوم ظاہری بمنزلہ رنگ ہین اور عارفین کے دل چاند کے مانند بے رنگ ہوتے ہین جسطرح سفید کپڑے پر ہر طرح کا رنگ چڑھ جاتا ہے اسیطرح عارفین کے دل ہر قسم اور ہر رنگ کے علم سے ماہر ہو جاتے ہین۔

چینیان چون از عمل فارغ شدند ۔ از پئے شادی دُہلہا مے زدند

ترجمہ: کام کرکے چین والے کل کے کل ۔ شادمانی سے بجاتے تھے ڈہل

شرح یعنی چین والے جب صنعتِ نقش و نگار سے فارغ ہو گئے تو مارے خوشی کے ڈہول بجانے لگے

شہ در آمد دید آنجا نقشہا ۔ مے ربود آن عقل را و فہم را

ترجمہ: نقش ایسے شاہ کو آئے نظر ۔ عقل کو تہی جنسے حیرت سر بسر

شرح یعنے امتحان کے دن بادشاہ آیا اور چینیون کے بنائے ہوئے عقل و فہم کے کھو دینے والے نقش و نگار دیکھے

بعد ازان آمد بسوے رومیان ۔ پردہ را بالا کشیدند از میان

ترجمہ: شاہ آیا پہر بسمتِ رومیان ۔ اُٹھ گئے سب پردہائے درمیان

عکس آن تصویر و آن کردارہا — زد برین صافی شدہ دیوارہا

ترجمہ: عکس نقش اہل چین کا سر بسر — رومیون کی پڑ گیا دیوار پر

شرح یہ دونو شعر قطعہ بند ہین یعنے بادشاہ وقت جب چینیون کی نقاشی دیکھکر رومیون کی طرف آیا تو رومیون نے وہ پردہ جو اُنکے اور چینیون کے مکان کے مابین حائل تہا اُٹھا لیا اسوقت چینیون کی تصویرون اور صنعتونکا عکس رومیون کے صاف شدہ مکان کی در و دیوار پر پڑا اور دیکھنے والے کو ایسا معلوم ہوا کہ یہ عکس بمنزلۂ اصل نقش و نگار ہے۔ کردار بمعنے صنعت و کاریگری ہے نکتہ اسیطرح اللہ تعالے جب اولیا کے دل سے پردۂ غیریت اور حجاب واسطہ اُٹھا لیتا ہے تو اُنکے دل پر تمام علوم ظاہرہ کا عکس پڑ جاتا ہے اور وہ بلا امداد اُستاد علم الہامی حاصل کر لیتے ہین۔ یعنے اُنکا علم ظاہری و باطنی لدنی ہوجاتا ہے۔

ہرچہ آنجا بود اینجا بہ نمود — دیدہ را از دیدہ خانہ مے ربود

ترجمہ: جو وہان تہا وہ یہان آیا نظر — بلکہ بہتر جس سے خیرہ تہی بصر

شرح یعنے جو نقش و نگار چینیون کے مکان مین تہے بطور عکس رومیون کے مکان مین اُس سے بہتر دکہائی دیئے یہ تمام نقش و نگار ایسے باآب و تاب تہے کہ روشنی کو آنکہون سے چہینے لیئے جاتے تہے۔ کیونکہ جو چیز زیادہ روشن اور باآب و تاب ہوتی ہے وہ بجلی کی طرح نگاہ کو خیرہ کر دیتی ہے۔ اور بینائی کو اُچک لیجاتی ہے دیدہ خانہ بمعنے چشم خانہ ہے مطلب یہ کہ چینیون کی صنعت کا عکس رومیون کے مکان نہایت شفاف ہوکر نظر آیا

رومیان آن صوفیانند اے پسر — بے تکرار و کتاب و بے ہنر

ترجمہ: کون رومی ہین وہ صوفی سر بسر — ہین جو عالم بے کتاب و بے ہنر

شرح بے تکرار جار و مجرور شبہ فعل محذوف سے یعنے لفظ مشتغل کے متعلق ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ اے مخاطب صوفی اور اولیاء اللہ رومیون کے مانند ہین کہ نہ کسی کتاب کے بار بار سبق لینے مین مشغول رہتے ہین اور نہ کوئی ہنر یعنے علم ظاہری پڑہتے ہین۔ بلکہ تصفیہ باطن کے سبب ظاہری وسائل سے بالکل بے پروا ہین اور اُنکا علم الہامی ہوتا ہے قصہ تمام ہوکر اس شعر سے نتیجہ حکایت شروع ہوا ہے چینیون سے اہل دنیا اور رومیون سے اہل اللہ مراد ہین۔

لیک صیقل کردہ اند آن سینہا — پاک از آز و حرص و بخل و کینہا

ترجمہ: لیکن اُنکے سینے سب آئینے ہین — بے ہوا و بخل ہین بے کینے ہین

شرح یعنے صوفی ظاہری وسیلون سے بے پروا ہین بلکہ اُنہون نے اپنے باطن کو صیقل کرکے حرص و بخل و کینہ (صفات بشریہ و اخلاق ذمیمہ) سے پاک کر لیا ہے اسلیئے علوم باطنی دلمین منعکس ہوگئے ہین جنکے مقابلہ مین علوم ظاہری بالکل بے حقیقت ہین کیونکہ علوم باطنی الہامی ہوا کرتے ہین۔

آن صفائے آئنہ وصف دلست — **صورت بے منتہا را قابلست**

ترجمہ: ہے صفائی آئینہ کی وصف دل — صورتین جسمین ہین لاکھون منفعل

شرح یعنے رومیون سے مراد صوفی ہین اور انہون نے جو در و دیوار کو گھوٹ کر آئینہ کی طرح صاف کر لیا تہا اِس صفائی سے وصف دل مراد ہے جب دلکو یہ صفائی حاصل ہو جاتی ہے تو وہ بے انتہا صورتون اور بیحد علمونکا قبول کرنیوالا ہو جاتا ہے کیونکہ حقیقت قلبیہ میں بے انتہا صورتون کے قبول کرنیکا مادہ رکہا گیا ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ دل مظہر الٰہی ہو جاتا ہے جسکے مقابلہ مین کون و مکان سب ہیچ ہین

صورت بے صورت بے حدّ غیب — **ز آئینہ دل تافت بر موسےٰ ز جیب**

ترجمہ: حضرت موسےٰ پہ شکل برق غیب — دل کے آئینے سے آئی سوئے جیب

شرح یعنے ایسی صورت (تجلی الٰہی) جو فی الواقع بیصورت اور غیر متشکل تہے اور ایسی صورت جو بیحد اور غیر موجود فی الخارج تہے اور وہ صورت صورت غیب تہی آئینہ دل کے لطافت کے باعث حضرت موسےٰ پر متجلی ہوی اور انکے گریبان مین ہاتہہ ڈالنے سے ظاہر ہوگئی اس آیۃ کی طرف اشارہ ہے اُدْخِلْ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ الٓے آخرہا یعنے اے موسےٰ اپنے گریبان مین ہاتہ ڈال وہ آفتاب کی طرح روشن ہوکر نکلیگا۔ چونکہ گریبان دل کے پاس ہوا کرتا ہے اسلیئے گریبان مین ہاتہ ڈالنے سے حضرت موسےٰ کے ہاتہہ مین تجلی قلبیہ منعکس ہوگئی تہی غیب مضاف الیہ ہے اور بیصورت بیحد اُسکے صفت مطلب یہ کہ قلب کی صفائی سے تجلی ذات حاصل ہوتی ہے اور اُسکا اثر اعضا پر بہی پہنچتا ہے۔ یعنے دل کی صفائی تمام اعضا کو نورانی بنا دیتی ہے۔

گرچہ این صورت نگنجد در فلک — **نے بعرش و فرش و دریا و سمک**

ترجمہ: اِسکی گنجایش نہین رکہتا فلک — اور نہ عرش و فرش و دریائے وسمک

شرح یعنے یہ اگرچہ یہ صورت (تجلی ذات) نہ آسمان مین سما سکتی ہے نہ عرش و فرش مین نہ دریا مین نہ ماہی مین لیکن آئینہ دلمین نمایان ہو جاتی ہے چنانچہ یہ حدیث بار بار نقل ہو چکی ہے کہ مین اپنے بندہ کے دل مین رہتا ہون۔ تجلی کو صورت کہنا سمجہانے کے لیئے ہے۔ ورنہ تجلی الٰہی جسم و صورت ہونے سے پاک ہے۔

ز انکہ محدودست و معدودست آن — **آئینہ دل را نباشد حد بدان**

ترجمہ: کیونکہ سب محدود ہین یہ بالیقین — اور دل کے آئینہ کی حد نہین

شرح یعنے عرش و فرش و دریا وغیرہ محدود و منتہی چیزین ہین اسلیئے اُنمین تجلی ذات نہین سما سکتی البتہ آئینہ دل نہایت وسیع اور بیحد صورتون کو قبول کرلیتا ہے۔ بس تو تجلی بہی غیر محدود ہے اور آئینۂ دل بہی اسلیئے اِس آئینہ مین تجلی سما سکتی ہے۔ کیونکہ جتنا مظروف اُتنا ظرف ہو تو مظروف اُس ظرف مین سما سکتا ہے۔

عقل اینجا ساکت آمد یا مضل ‖ زانکہ دل با اوست یا خود اوست دل

ترجمہ: عقل یان ساکت ہے یا گم یا خجل ‖ دل ہے اسکے ساتھ یا خود وہ ہے دل

شرح یعنے ان معنون مین کہ دل آئینہ ذات کسطرح ہو سکتا ہے؟ عقل جزئی یا تو فرطِ ادب سے ساکت ہے اور اس سوال کا کچھ جواب نہین دیسکتی۔ یا جواب دیتی ہے تو ایسا جیسا کوئی مضل یعنے حیران اور گمراہ آدمی دیا کرتا ہے۔ کبھی یون کہتی ہے کہ دل اسکے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور وہ دل کے ساتھ۔ کیونکہ یہان یا اوست کی بائے موحدہ بمعنے مصاحبت ہے اور مصاحبت دونو طرف سے ہوا کرتی ہے اور کبھی یون کہتی ہے کہ دل کوئی علحدہ چیز نہین ہے بلکہ قلب جسکو کہتے ہین وہ ذات مطلق ہی ہے لیکن اسصورت مین قلب سے مراد قلب صنوبری نہین ہے جو ہر شخص کے پہلو مین ہوتا ہے بلکہ وہ شے ہے جو اندرون عارف مین متجلی ہے۔ اور اسمین شک نہین کہ عارفون کے دل مین سوائے ذات کے اور کوئی شے متجلی نہین ہے صوفیہ کا قول ہے لا نعلم ان خال حسنہ عکس قلبنا۔ او قلبنا عکس خال حسنہ یعنے ہمین معلوم نہین کہ اسکے حسن کا خال ہمارے دل کا عکس ہے یا ہمارا دل اسکے خال حسن کا عکس ہے۔ مطلب یہ ہے کہ حدیث یسعنی قلب عبد المومن (مین اپنے مومن اور خاص بندہ کے دل مین سما یا ہوا ہوں) مین جو ظرف و مظروفیت کی حالت ہے اسکے معنے عقل جزئی نہین جانتے بلکہ ذوق این مے نشناسی بخدا تا نہ چشی

عکس ہر نقشے نہ تابد تا ابد ‖ جز ز دل ہم با عدد ہم بے عدد

ترجمہ: عکس ایک اک چیز کا سن میری جان ‖ تا ابد دل ہی مین ہوتا ہے عیان

شرح یعنے تمام موجودات مین سے کسی نقش یعنے شئے کا عکس سوائے دل کے اور کسی عضو مین ظاہر نہین ہوتا البتہ دل ایسی چیز ہے کہ ہر نقش کا عکس اپنے اندر لے لیتا ہے بس تو جب اسمین عکس قبول کرنیکا مادہ موجود ہے تو وہ محل انعکاس انوار ذات بھی ہو سکتا ہے ہان یہ ضرور ہے کہ دل کے عکس کا کچھ اثر اعضا پر پہنچتا ہے جیسا کہ دست موسے دل ہی کے اثر سے روشن ہوا تھا۔ ہم با عدد و بیعدد عکس کے متعلق ہے یعنے عکس جو دل مین ظاہر ہوتا ہے وہ با عدد یعنے ممکنات متعدد ہ اور بے عدد یعنے ذات مطلق دونون سے تعلق رکھتا ہے۔ مطلب یہ کہ دل ممکن و واجب دونو چیزون کے عکس کو قبول کر لیتا ہے

تا ابد نو نو صور آید ہمرو ‖ مے نماید بے حجابے اندرو

ترجمہ: صورتیں آتی ہیں دلمین بے حساب ‖ اور ظاہر ہوتی ہین سب بیحجاب

شرح یعنے ہمیشہ نئی نئی صورتین جو دل پر منعکس ہوتی ہین بلا کسی حجاب کے دلمین دکھائی دیتی ہین۔ یعنے انعکاس جلد زوال پذیر نہین ہوتا بعض نسخون مین تا ابد ہر نقش۔ نو آید ہمرو۔ اور بعض نسخون مین ہمرون اور اندرون

یعنے جو نئی نئی صورتین عالم موجودات مین ظاہر ہوتی ہین ۔ بلا حجاب دل کے اندر انکا عکس دکھائی دیتا ہے ۔

	اہل صیقل رستہ اند از بو و رنگ	ہر دمے بینند خوبی بے درنگ
ترجمہ	اہل باطن ہوتے ہیں بے بو و رنگ	خوبیٔ حق دیکھتے ہیں بے درنگ

شرح یعنے صاف باطن صوفی بو و رنگ (علوم ظاہری و زینت دنیوی) سے نجات پا گئے ہین اور انکو ہر دم اپنے دلمین باطنی خوبی (تجلی الٰہی) یا علم الہامی دکھائی دیتا رہتا ہے یعنے وہ صاحب کشف ہین ۔

	نقش و قشر علم را بگذاشتند	رایت عین الیقین افراشتند
ترجمہ	علم ظاہر سے انہین مطلب نہین	رکھتے ہین وہ رایت عین الیقین

شرح یعنے اولیاء اللہ نے علم کے ظاہری نقش اور قشر یعنے پوست کو چھوڑ کر عین الیقین کا جھنڈا بلند کر لیا ہے مطلب یہ کہ وہ اپنے عین الیقین (علوم الہامی) کے مقابلہ مین علم الیقین یعنے علوم ظاہری سے بے پروا ہین

	رفت فکر و روشنائی یافتند	بر و بحر آشنائی یافتند
ترجمہ	اُنکو حاصل ہے سراسر روشنی	اُنکو ہے سب بر و بحر دوستی

شرح یعنے اولیاء اللہ کا فکر دنیوی جاتا رہا ہے اور باطنی روشنی حاصل ہو گئی ہے اور انہون نے فضائے عرفان اور دریائے حقیقت کو معلوم کر لیا ہے بعض نسخون مین نحر و بحر ہے نحر بمعنے ذبح ہے اور ذبح معرفت فنا فی اللہ ہو جاتا ہے نیز نحر سینہ پر ہاتھ باندھنے کو کہتے ہین جو تعظیم کے لیئے ہوتا ہے یعنے اولیاء اللہ فنا فی اللہ ہین یا انہون نے تعظیم معرفت حاصل کر لی ہے ۔ کہ اپنی ہستی کو ہیچ سمجھا ہے ۔

	مرگ کین ہست جملہ اندر وحشتند	میکنند آن قوم بروے ریشخند
ترجمہ	موت سے نفرت ہے لوگوں کو مگر	ہنستے ہین یہ لوگ اُسپر سر بسر

شرح ریشخند گو بمعنے تمسخر ہے لیکن یہان بمعنے خوش ہونا ہے ۔ یعنے موت ایسی خوفناک چیز ہے کہ عموماً لوگ نفرت سے کہتے ہین لیکن اولیاء اللہ اس سے خوش ہوتے ہین چنانچہ عبد اللہ بن عمرؓ سے یہ حدیث مروی ہے کہ اَلْمَوْتُ تُحْفَةُ الْمُؤْمِن ۔ یعنے موت مومن کا تحفہ ہے ۔ اور حضرت حسن بن علیؓ سے روایت ہے کہ اَلْمَوْتُ رَیْحَانَةُ الْمُؤْمِن یعنے موت مومن کے سونگھنے کا خوشبو دار پھول ہے اور حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ اَلْمَوْتُ غَنِیْمَةُ الْمُؤْمِن یعنے موت مومن کے لیئے غنیمت ہے اور یہ ظاہر ہے کہ ان تینون چیزون سے آدمی خوش ہوا کرتا ہے تو نتیجہ یہ نکلا کہ آدمی موت سے بھی خوش ہوا کرے

	کس نیابد بر دل ایشان ظفر	چون صدف گشتند ایشان پُر گہر
ترجمہ	اُنکے دلپر کسکو حاصل ہے ظفر	ہیں سب شکل صدف ہیں پُر گہر

شرح یعنے اولیاء اللہ پر کوئی شے یہانتک کہ موت بھی قابو نہین پا سکتی۔ اسکے یہ معنے نہین کہ اولیاء اللہ مرنے سے مستثنے ہین بلکہ یہ معنے ہین کہ بخلاف عوام انپر موت کا صدمہ نہین ہوتا اور ملال غالب نہین ہونے پاتا کیونکہ انکا دل گوہر عرفان اور قالب بمنزلہ صدف ہے موت انکے جسم کو توڑتی ہے مگر گوہر دل کو صدمہ نہین پہنچا سکتی بلکہ جسطرح گوہر صدف سے نکلکر قیمتی ہوجاتا ہے اسیطرح انکی روح بعد مرگ اور زیادہ مقام قرب مین پہنچ جاتی ہے جسکو مرتبہ وصال حقیقی کہتے ہین خلاصہ یہ کہ عارفین کی موت عین حیات ہے

	گرچہ نحو و فقہ را بگزاشتند	لیک محو و فقر را برداشتند
ترجمہ	گرچہ نحو و فقہ سے غافل ہین وہ	لیک محو و فقر مین کامل ہین وہ

شرح یعنے گو اولیاء نے نحو و فقہ وغیرہ علوم ظاہری کو بطور ظاہر چھوڑ دیا ہے لیکن خلاصہ علوم یعنے محو عشق الٰہی ہونے اور فقر کو حاصل کر لیا ہے۔ کیونکہ نحو و فقہ وغیرہ تمام علوم کا نتیجہ عشق الٰہی ہے۔

	تا نقوش ہشت جنت تافتست	لوح دل شان را پذیرا یافتست
ترجمہ	آٹھون جنت کے ہین نقشے سب عیان	انکی لوح دل ہے قابل بیگمان

شرح یعنے اولیاء نے فقر و محو کو یہانتک پسند کیا ہے کہ انپر آٹھون بہشتون کے حالات ظاہر ہوگئے ہین جنت کو اپنی آنکھون سے دیکھ لیا ہے اور اللہ تعالے نے انکی لوح دلکو قابل قبول تجلی پایا ہے یعنے انکو ازروے کشف غیبی چیزین معلوم ہونے لگی ہین۔ خدا نے انہین روشنضمیر کر دیا ہے

	برترند از عرش و کرسی و خلا	ساکنان مقعد صدق خدا
ترجمہ	لامکان و عرش و کرسی سے پرے	بیٹھنے والے ہین بزم خاص کے

شرح خلا بمعنے خالی سے یہان مجازاً لامکان مراد ہے اور مقعد صدق بمعنے مجلس حق ہے یعنے اولیاء اللہ فنا فی الذات ہونے کے باعث عرش و کرسی و لامکان سے برتر اور مجلس حق کے بیٹھنے والے ہین قرآنمجید مین یہ آیت موجود ہے اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْكٍ مُّقْتَدِرٍ یعنے پرہیزگار باغون اور نہرون مین بادشاہ قادر و توانا کے پاس مجلس حق مین ہونگے۔ علماے ظاہر نے مقعد صدق سے جنت اور علماے باطن نے مجلس الٰہی مراد لی ہے یعنے پرہیزگار مقام قرب الٰہی مین رہینگے۔

	صد نشان دارند و محو مطلقند	چہ نشان بل عین دیدار حقند
ترجمہ	بانشان ہین اور محو ذات رب	عین دیدار خدا ہین سب کے سب

شرح یعنے گو اولیاء اللہ بشریت کے بہت سے نشان رکھتے ہین (مثلاً ہاتھ پانو کھانا پینا وغیرہ) مگر با ایںہمہ محو ذات مطلق ہین یا یہ معنے کہ بالکل محو ہین دوسرے مصرع مین اس مضمون کو ترقی دیگئی ہے

یعنے اُنکی بشری علامتین فی الواقع لاشئے ہوگئی ہین بلکہ وہ حقیقتاً اُنسے گزرکر عین دیدارِ حق بنگئے ہین۔ اُنکی زیارت گویا تجلیات الٰہی کا مشاہدہ ہے یعنے اولیاء اللہ کامل طور پر مظہر انوارِ الٰہی ہوتے ہین۔

پرسیدن پیغمبر مر زید را کہ امروز چونی و چگونہ برخاستی از خواب و جواب و کہ اصبحت مومناً حقا

ترجمہ: پیغمبرؐ کا زید سے پوچھنا کہ تم آج خواب سے کسطرح اُٹھے ہوا ور اُنکا جواب کہ ہین مومن حق ہو رہا

شرح: یہ داستان اُس حدیث کا خلاصہ ہے جسکو شیخ شہاب الدین سہروردی نے کتاب ارشاد المریدین مین نقل کیا اور جسکا ترجمہ یہ ہے کہ ایکدن رسول اللہؐ نے زید بن حارث سے یہ فرمایا کہ تو نے کس حال مین صبح کی زید نے جواب دیا کہ مومن حق ہونے کی حالت مین آپنے فرمایا کہ ہر شئے کی ایک حقیقت ہوا کرتی ہے تو اپنے ایمان کی حقیقت بتا۔ زید نے کہا کہ مینے اپنے نفس کو دنیا سے پھیر لیا ہے اسلیئے میرے نزدیک ڈھیلا پتھر اور سونا چاندی سب برابر ہین۔ ہین دنون کو پیاسا (روزہ دار) اور راتون کو بیخواب (شب بیدار) رہا ہون اسلیئے مین اپنے خدا کے عرش اور جنت و دوزخ کو گویا اپنے آنکھون سے دیکھ رہا ہون جنتی ایک دوسرے کی زیارت اور دوزخی ایک دوسرے کے پاس آمد و رفت کرتے مجھے دکھائی دے رہے ہین یہ سُنکر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اے زید تو حق کو پہنچگیا ہے پس اس راز کو چھپا یا صوم و صلوٰۃ کا التزام رکھ حدیث مین لفظ الزم کے دو معنے ہوسکتے ہین

گفت پیغمبر صباحے زید را
کیف اصبحت اے رفیق باصفا

ترجمہ: زید سے اک دن پیغمبرؐ نے کہا | صبح کی کیونکر رفیق باصفا

گفت عبداً مومنا باز او گفت
کو نشان از باغ ایمان گر شگفت

ترجمہ: بولے وہ ہون عبد مومن بیریجان | آپ بولے کیا ہے ایمان کا نشان

شرح: یعنے پیغمبرؐ نے ایکدن زید سے پوچھا کہ اے رفیق صاف باطن تو نے کس حالت مین صبح کی ہے زید نے جواب دیا کہ مومن ہونیکی حالت مین آپنے فرمایا کہ تیری ایمان کی علامت کیا ہے اگر ترا باغ ایمان شگفتہ ہے تو اُسکی کوئی علامت بتا کیونکہ اللہ تعالےٰ نے ہر شئے کے لیے کوئی نہ کوئی علامت ضرور مقرر فرمائی ہے۔

گفت تشنہ بودہ ام من روزہا
شب نخفتستم ز عشق و سوزہا

ترجمہ: بولے وہ پیاسا رہا ہین مدتون | رات کو جلتا رہا ہین مدتون

تا ز روز و شب جدا گشتم چنان
کہ ز اسپر بگزرد نوک سنان

ترجمہ: ہون زمانہ سے الگ یون اے بشیر | ڈھال کو جسطرح چیرے نوک تیر

شرح: یعنے زید نے جواب دیا کہ مین دنون کو پیاسا اور راتون کو ذکر و شغل مین بیدار رہا ہون یہ اسیکی برکت ہے کہ مین روز و شب یعنے زمانہ کی قید سے اسطرح نکلگیا ہون جسطرح تیر کی نوک ڈھال سے نکلجاتی ہے۔ یعنے زمانہ

سے گزر کر فلک اسما و صفات کی طرف عروج کر جلنے کے باعث محرم لامکان ہوگیا ہوں جہان لیل و نہار یعنے زمانہ مفقود ہے کیونکہ عالم علوی قدیم ہونیکے سبب حادثات یعنے زمانہ وغیرہ کی قید سے آزاد ہے

کہ دران سو جملۂ ملت یکے ست — صد ہزاران سال و یکساعت یکے ست

ترجمہ اسطرف ہیں ایک ساری ملتین — ایکسان لاکھون برس اور ساعتیں

شرح یعنے مین ایسے مقام مین پہنچگیا ہون جہان تمام ملتین اور طریقے متحد ہین اور لاکھون برس اور ایک ساعت برابر ہے کیونکہ لیل و نہار اور مکان و زمان اور قلیل و کثیر اور قرب و بعید اور ملت و اختلاف اور محبت و عداوت عالم ناسوت مین جدا جدا ہین اور عالم لاہوت مین متحد ہین صوفیہ کا قول ہے لامسا عند اللہ و لا صباح و لا ایام و لا شہور یعنے خدا کے نزدیک شام صبح اور دن مہینا کچھ نہین ہے کیونکہ یہ سب چیزین زمانہ سے تعلق رکھتی ہین اور عالم غیب زمانہ سے پاک ہے

ہست ازل را و ابد را اتحاد — عقل را رہ نیست آنسو ز افتقاد

ترجمہ ہے ازل ملکر ابد سے ایک شے — عقل کا رستہ وہان مفقود ہے

شرح افتقاد بمعنے گم شدن راہ ہے مشتق از فقد زید کہتے ہین کہ مین مقام وحدت مین پہنچگیا ہون جہان کثرت شلاشے اور معدوم ہے اور جہان ہر موجود ازل سے ابد تک اتحاد رکھتا ہے کیونکہ مرتبۂ وحدت مین ازل اور ابد ایک چیز ہے اور ان دونون کا اختلاف باعتبار مخلوقات و محدثات ہے بعض نسخون مین سوے افتقاد ہے مصدر بمعنے مفعول یعنے مفتقد و گم گشتہ مطلب یہ کہ عقل گم گشتہ چیز کی طرف نہین جاسکتی -

گفت ازین رہ کو رہ آوردی بیا — درخور فہم و عقول این دیا

ترجمہ بولے کیا لایا ہے تو سوغات ا — اہل دنیا کے مطابق سچ بتا

شرح یعنے آنحضرت نے فرمایا کہ اے زید اس سفر معنوی سے کوئی ایسا تحفہ جو عالم صورت کے لایق اور عام لوگون کے سمجھنے کے قابل ہو اگر تو لایا ہے تو لا یعنے کوئی عام فہم بات بیان کر رہ آورد بمعنے سوغات ہے

گفت خلقان چون ببیند آسمان — من ببینم عرش را با عرشیان

ترجمہ بولے خلقت دیکھتی ہے آسمان — ہیں میری نظروں میں عرش و عرشیان

ہشت جنت ہفت دوزخ پیش من — ہست پیدا ہمچو بت پیش شمن

ترجمہ آٹھ جنت سات دوزخ سامنے — سربسر رہتا ہے برزخ سامنے

یک بیک وا می شناسم خلق را — ہمچو گندم من ز جو در آسیا

ترجمہ خلق کو پہچانتا ہون اس طرح — گندم و جو آسیا مین جس طرح

کہ بہشتی کہ و بیگانہ کیست — پیش من پیدا چو مار و ماہیست

ترجمہ کہ بہشتی کون ہے ناری ہے کون — کسکو عزت صاحب خواری ہے کون

شرح یعنے زید نے جواب دیا کہ جسطرح لوگ آسمان کو دیکھتے ہین مین اسیطرح عرش اور عرش والونکو دیکھہ رہا ہون آٹھون بہشت اور ساتون دوزخ میری آنکھون کے سامنے اسطرح موجود ہین جسطرح بُت پرست کے آگے بُت ہوتے ہین مین سب کو الگ الگ پہچانتا ہون جسطرح چکی مین گندم اور جَو کی تمیز الگ الگ ہوجاتی ہے تمام بہشتی اور دوزخی میرے سامنے اسطرح جدا جدا ہین جسطرح سانپ اور مچھلیان الگ الگ ہوتے ہین۔

	این زمان پیدا شده بر این گروه	یَوْمَ تَبْیَضُّ وَ تَسْوَدُّ وُجُوه
ترجمہ	عالم دُنیا مین اُن پر ہر زمان	گورے کالے چہرہ والے ہین عیان

شرح یہان سے مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے یعنے اولیاء اللہ پر دنیا ہی مین اُس روز قیامت کا حال منکشف ہے کہ جس روز بہت سے مومنون کے چہرے روشن اور بہت سے کافرون کے مُنہ کالے ہونگے۔

	پیش ازین ہر چند جان عیب بود	در رحم بود و ز خلقان غیب بود
ترجمہ	اس سے پہلے جان گو پُر عیب تھی	اور زیر پردہائے غیب تھی
	الشقی من شقی فی بطن ام	من سمات الله یعرف حالهم
ترجمہ	ہر شقی ہے بطن مادر مین شقی	اولیا کو ہے خبر اس حال کی

شرح یہ دونو شعر قطعہ بند ہین اور دوسرے شعر کا پہلا مصرع پہلے شعر کے دوسرے مصرع کی علت ہے اور چوتھا مصرع خبر۔ اور سمات بمعنے علامت ہے مطلب یہ کہ اگرچہ روز قیامت سے پہلے جانین پر عیب تھین اور رحم دنیا مین اُنکے عیب مخلوق کی نظر سے اسطرح پوشیدہ تھے جسطرح رحم مادر مین بچے کی صورت وصفت مخفی رہتی ہے کیونکہ حدیث مین موجود ہے کہ بد وہی ہے جو مان کے پیٹ مین بد ہو اور نیک وہی ہے جو مان کے پیٹ مین نیک ہو یعنے نیکی بدی مان کے پیٹ مین متحقق ہوجاتی ہے گو دنیا مین لوگون کو اسکی تمیز نہین ہوتی اور یہ سب حال بروز حشر معلوم ہوگا لیکن اولیاء اللہ کا گروہ خدا کی دی ہوی علامت سے مخلوق کے حالات دنیا ہی مین معلوم کرلیتا ہے یعرف بصیغہ معروف ہے اور ضمیر فاعل این گروہ کی طرف راجع ہے۔ بعض نسخون مین من سمات الجسم ہے یعنے جسطرح قیامت کے دن جسمی علامت (چہرہ کے سفید یا سیاہ ہونے) سے نیک و بد مین تمیز ہوجائیگی اسیطرح اولیاء اللہ دنیا مین جانونکا حال جسمی علامت یعنے چہرہ ہی سے معلوم کرلیتے ہین یعنے وہ بچہ کو رحم مادر مین دیکھہ لیتے ہین کہ اسکا جسم ریاضت و مجاہدہ کو قبول کریگا۔ یا عیش اور لذات دنیوی کی طرف مائل رہیگا۔

	تن چو مادر طفل جان را حامله	مرگ درد زادن است و زلزله
ترجمہ	تن ہے مادر اور طفل جان جنین	موت کو تو دردزہ کرلے یقین

شرح یعنے جسطرح رحم دنیا مین مخلوق کا اور رحم مادر مین بچہ کا حال چھپا رہتا ہے اسیطرح رحم بدن مین روح کا

حال مخفی رہتاہے روح بمنزلہ جنین اور جسم اسکے لیئے مانند مادر اور ہجی موت مانند درد زہ ہے اس بچہ کا پیدا
ہونا یعنے جانکا نکلنا اعمال پر موقوف ہے اگر اعمال نیک ہین تو بچہ اچھی طرح پیدا ہوگا۔ اور اگر بد ہین تو مشکل سے نکلیگا

جملہ جانہائے گزشتہ منتظر ۔ تاچگونہ زاید این جان بطر

ترجمہ ۔ منتظر ہین پہلی روحین سب وہان ۔ تاکہ دیکھین کسطرح نکلے یہ جان

شرح بطر بکسر طائے مہملہ قافیہ منتظر صفت مشبہ ہے بمعنے نافرمان و ناسپاس و غافل و شادمان یعنے
وہ روحین جو اس روح کے نکلنے سے پہلے عالم برزخ مین پہنچگئی ہین اسبات کے منتظر ہین کہ دیکھین یہ روح نافرمان
و غفلت شعار کس طرح نکلتی ہے۔ اگر نیک ہے تو نیکون مین جائیگی اور اگر بد ہے تو بدون مین۔

زنگیان گویند خود از ماست او ۔ رومیان گویند بس زیباست او

ترجمہ ۔ کہتے ہین زنگی ہماری ملک ہے ۔ رومی کہتے ہین کہ ہے نادر شے

شرح یعنے روح نکلجانے کے بعد زنگی ارواح اشقیائے سیہ دل یا فرشتہائے عذاب یہ کہتے ہین کہ یہ
روح جو اب نکلی ہے ہماری جنس مین سے ہے اور رومی ارواح نورانیہ اہل سعادت۔ یا فرشتہائے رحمت یہ کہتے ہین
کہ یہ ہماری جنس مین سے ہے اور نہایت زیبا اور ہم مین شامل ہونے کے قابل ہے۔

چون برآید در جہان جان وجود ۔ پس نماید اختلاف بیض و سود

ترجمہ ۔ جب نکلجائیگی یہ جان وجود ۔ تب کھلے گا اختلافِ بیض و سود

گر بود زنگی برندش زنگیان ۔ روم را رومی برد ہم از میان

ترجمہ ۔ زنگیون مین جا ملیگی رو سیاہ ۔ نیک کو لیجائیگی رومی سپاہ

شرح جہان سے عالم آخرت یا عالم برزخ مراد ہے اور جان وجود کی اضافت ظرفیہ ہے (یعنے جانکہ
در وجود بود) بعض نسخون مین بزاید ہے۔ مگر مطلب دونونکا ایک ہے۔ یعنے جب روح عالم برزخ کی طرف جائیگی
تو سفید و سیاہ اور سعید اور شقی کا اختلاف یعنے امتیاز ظاہر ہو جائیگا۔ اور اللہ تعالے تازہ مسافر کی روح کا حال
بیان فرما کر ارواح سابقہ کا جھگڑا مٹا دیگا۔ اگر وہ روح بد ہوگی تو بدون مین اور نیک ہوگی تو نیکیون مین شامل ہو جائیگی

تا نزاد او مشکلات عالم ست ۔ آنکہ نازادہ شناسد او کم ست

ترجمہ ۔ حال نازائیدہ کچھہ کھلتا نہین ۔ واقف اسرار کم ہین بالیقین

شرح یعنے جب تک روح بدن سے نہین نکلتی باعث مشکلات عالم ہوتی ہے۔ مخلوق کو اسکا حال معلوم نہین ہوتا
جیساکہ بچہ جب تک پیدا نہین ہوتا اسکے حسن و قبح کا حال نہین کھلتا۔ لیکن جب روح نکلکر برزخ یا محشر مین چلی
جاتی ہے تو ضرور اسکا امتیاز ہو جاتا ہے ہان جو لوگ نا پیدا ہونے سے پہلے روح موجودہ جسم کی حالت کو معلوم

کر لیتے ہین وہ بہت کم ہین - یہ لوگ عارف اور اولیاء اللہ ہین جنکو از راہ کشف مخلوق کے جسمانی روحانی حالات معلوم رہتے ہین

او مگر ینظر بنور اللہ بود | کاندرون پوست او را رہ بود

ترجمہ: جو یہان ناظر بنور اللہ ہے | اندرونی حال سے آگاہ ہے

شرح یعنے نازائیدہ بچے کو کوئی نہین پہچان سکتا مگر وہ شخص جو خدا کے نور سے دیکھتا ہو اور اندرون پوست یعنے رحم مادر یا جسم انسان کے حالات سے واقف ہو مطلب یہ کہ عارف پر دنیا ہی مین برزخ و محشر کا حال مکشوف ہوتا ہے جسطرح زید ابن حارثہ پر تہا مگر عارفون کو اسپر رغیب کے ظاہر کرنے کی اجازت نہین ہے ۔

اصل آب نطفہ اسپیدست و خوش | لیک عکس جان رومی و حبش

ترجمہ: اصل نطفہ ہے سفیدی سر بسر | عکس جان رومی و زنگی مگر

میدہد رنگ احسن التقویم را | تا باسفل مے برد آن نیم را

ترجمہ: احسن التقویم کو دیتا ہے رنگ | پست ہو جاتے ہین جس سے اہل ننگ

شرح اس قطعہ مین مضمون سابق کی خارجی تمثیل ہے - یعنے در اصل نطفہ سپید باقی ہے رومی کا ہو یا حبشی کا دونون کے نطفے مین کچہ فرق نہین ہوتا لیکن گورے اور کالے آدمی کی روح کا عکس یعنے فطرتی مادہ مان کے پیٹ مین احسن التقویم یعنے قوام نطفہ کو رنگ دیا کرتا ہے اگر آدمی گورا ہے تو قوام نطفہ بہی گورا ہوگا اور اگر کالا تو یہ بہی کالا ہوگا اور یہ رنگ اسلیئے ہے تاکہ اُس آدہے یعنے سیاہ رنگ کو مرتبہ اسفل کی طرف لیجائے یعنے اسکو مکروہ اور بدرنگ پیدا کر ہے اور دوسرے آدہے کو خوبصورت پیدا کرے - اسیطرح اصل فطرت انسانی اچہی یعنے اسلام پر مبنی ہے لیکن سعادت اور شقاوت ازلی کا اثر اُسکو سپید و سیاہ یعنے سعید و شقی بنا دیتا ہے تاکہ آدہے یعنے سیاہ کو مرتبہ اسفل السافلین کی طرف لیجائے اور آدہے کو اعلے علیین کی طرف یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ثُمَّ رَدَدْنٰہُ اَسْفَلَ سَافِلِیْنَ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اسمین بطور معنوی اسفل سے مرتبہ شقاوت اور ایمان سے مرتبہ سعادت مراد ہے . اور یہ دو نون مرتبے ازل ہی مین ملجاتے ہین ۔

یوم تبیض و تسود وجوہ | ترک و ہندو شہرہ گردو زان گروہ

ترجمہ: تیرہ رو جب ہونگے کچہ کچہ ماہرو | ہونگے ترک و ہند ظاہر چار سو

فاش گردد کہ تو کاہی یا کہ کوہ | ہندوی یا ترک پیش ہر گروہ

ترجمہ: یہ کہلے گا کاہ ہے تو یا کہ کوہ | جان لیگا تیری حالت ہر گروہ

شرح یعنے قیامت کے دن جبکہ بہت سے چہرے سفید اور بہت سے سیاہ ہونگے ترک و ہندو ہر ایک وہ الگ الگ انگشت نما ہو جائیگا اور ہر فرقے کو یہ معلوم ہو جائیگا کہ اے مخاطب تو کاہ تہا یا کوہ بُرا تہا - یا بہلا

ذلیل تھا یا عالی رتبہ۔ تھا یعنے قیامت مین ہر خاص و عام پر ظاہر ہوجائیگا کہ فلان شخص نیک تھا یا بد اچھا تھا یا بُرا۔

در رحم پیدا نگردد ہندو تُرک	چونکہ زاید بیندش زار و سترگ
ترجمہ پیٹ مین نا نہین ہے ہندو تُرک	بعد پیدائش کے ہے زار و سترگ

شرح بیند کا فاعل ہر گروہ ہے اور زار و سترگ شین کی ضمیر مفعول سے حال واقع ہوا ہے یعنے ماکی پیٹ مین کسی بچہ کو سیاہ و سفید (نیک و بد) نہین کہہ سکتے البتہ جب وہ پیدا ہوتا ہے تو ہر گروہ دیکھ لیتا ہے کہ وہ بچہ زار (ناتوان) ہے یا قوی جسیم ہے اسیطرح دنیا مین لوگونکا حال مخفی رہتا ہے مگر قیامت کے دن معلوم ہوجائے گا کہ وہ نیک تھا یا بد۔ نیک روشن چہرون اور بد سیہ روئی کے باعث جُدا جُدا پہچانے جائینگے۔

این سخن پایان ندارد باز ران	تا نمانیم از قطار کاروان
ترجمہ یہہ سخن بے انتہا ہے میری جان	آ کہین سو گئے قطار کاروان

شرح یعنے یہ سخن بے انتہا ہے اسلیئے یہان سے اسپ ہمت کو قصۂ زید کی طرف ہانک دے تاکہ مین قطار کاروان (قصۂ پر معرفت و اسرار) ظاہر کردون۔ یا پیغمبر کے قافلہ والون زید و علی کا حال لکھون

جواب گفتن زید رسول خدا را کہ احوال خلق بر من پوشیدہ نیست و ہمہ را می شناسم

ترجمہ زید کا پیغمبر خدا کو جواب دینا کہ مخلوق کا حال مجھسے پوشیدہ نہین ہے مین سبکو پہچانتا ہون

جملہ را چون روز رستاخیز من	فاش مے بینم عیان از مرد و زن
ترجمہ دیکھتا ہون شکل محشر سب کو مین	نیک و بد سب آشکارا مجھپہ ہین

شرح یعنے زید نے کہا کہ یا رسول اللہ جسطرح قیامت کے دن تمام مخلوق کی مرد عورت اور جنتی دوزخی الگ الگ نظر آئینگے اسیطرح مجھے آج نظر آرہے ہین اور مین اپنی آنکھون سے دیکھ رہا ہون کہ فَرِیْقٌ فِی الْجَنَّۃِ وَ فَرِیْقٌ فِی السَّعِیْرِ یعنے ایک گروہ جنت مین ہے اور ایک دوزخ مین۔

ہین بگویم یا فرو بندم نفس	لب گزیدش مصطفےٰ یعنے کہ بس
ترجمہ کچھ کہون یا چُپ رہون اے نیز ہوش	مصطفےٰ بولے کہ چپ رہ بس خموش

شرح زید کہتے ہین کہ یا رسول اللہ مجھے از راہ کشف عرش و کرسی لوح و قلم جنت و دوزخ کا تمام حال معلوم ہوگیا ہے اور یہ سب چیزین میرے نگاہ کے سامنے موجود ہین۔ لیکن آپ یہ فرمائین کہ مین یہ احوال غیب اور زیادہ تفصیل کے ساتھ بیان کرون یا خاموش ہو رہون رسول اللہ نے زید کے لب کاٹ دیئے یعنے بند کردیئے اور یہ فرمایا کہ اے زید بس اس راز غیبی کو زیادہ ظاہر نکر ورنہ لوگونکا ایمان بالغیب زائل ہوجائیگا جنتی مغفرت کے بہروسے پر اعمال نیک چھوڑ دینگے اور دوزخی مایوس ہوکر ایمان نہ لاسکینگے حالانکہ یہ دونو باتین ناپسندیدہ ہین۔

در جہان پیدا کنم امروز نشر	یارسول اللہ بگویم سر حشر
آج ہی ہو جائے ظاہر روز نشر	یارسول اللہ بتا دون سر حشر (ترجمہ)
تا چو خورشیدے بتابد گوہرم	ہل مرا تا پردہا را بر درم
اور چمکے مہر بنکر ذات پاک	چھوڑ دیجے تاکرون مین پردہ چاک (ترجمہ)

شرح باوجودیکہ رسول اللہ نے زید کو آیندہ کچھ کہنے سے منع کر دیا تھا لیکن شدت ذوق وشوق اور کیفیت بیتابی کے باعث اُنسے نرہا گیا اور یہ کہنے لگے کہ یارسول اللہ مین سر محشر کہے دیتا ہون اور جہان مین آج ہی قیامت برپا کیئے دیتا ہون یعنے جو کچھ مینے دیکھاہے لوگون کو بھی دکھائے دیتا ہون آپ مجھے اجازت دین کہ غیب کے پردے پہاڑ دون تاکہ اس سے میری حقیقت انسانی جو مظہر اسما وصفات ہے آفتاب کی طرح ظاہر ہوجائے اور جہانکو معلوم ہوجائے کہ حقیقت انسانی آئینہ ذات بنکر اسطرح واقف اسرار ہو جایا کرتی ہے ہل صیغہ امر ہے بمعنے بگزار اور گوہر بمعنے اصل حقیقت ہے۔ یا گوہر سے وہی اتحاد مراد ہے جسمین دوئی کو قطعاً جگہہ نہین ملتی۔

تا نمایم نخل را و بید را	تا کسوف آید ز من خورشید را
تا عیان ہو بید اور نخل چمن	تاکہ ہو خورشید کو مجھ سے گہن (ترجمہ)

شرح یعنے مین پردۂ غیب اسلیئے پہاڑنا چاہتا ہون کہ میری حقیقت انسانی ظاہر ہو کیونکہ حقیقت انسانی آئینہ ذات ہے اسکے مقابلہ مین ایک کیا لاکہہ آفتاب ہون تو بھی گہنا جائینگے اور تاکہ مین نخل پرثمر (مومن) اور بید بے ثمر (کافر) دونو کو جدا جدا دکہا دون اور مومن وکافر یا نیک وبد اپنے اپنے مرتبے اور درجے جُدا جُدا دیکھ لین

نقد را و نقد قلب آمیز را	وانمایم روز رستاخیز را
نقد کو اور نقد قلب آمیز کو	تا دکہا دون روز رستاخیز کو (ترجمہ)

شرح یعنے یارسولؐ مجھے اجازت دیجیے کہ روز محشر کا جلوہ دکہا دون اور کھرے کھوٹے نیک وبد کو الگ الگ ظاہر کردون

وانمایم رنگ کفر و رنگ آل	دستہا ببریدہ اصحاب شمال
کھولدونگا کافر و مومن کا حال	سب کے سب کٹیے ہین اصحاب شمال (ترجمہ)

شرح یعنے مجھے اجازت دیجیے کہ جن کافرون کے نامۂ اعمال بائین ہات مین ہونگے اُنکے کٹے ہوئے ہاتہ دکہا دون اور کفر کا رنگ سیاہ جو کافرون کے چہرہ پر قیامت کے دن ہوگا الگ ظاہر کردون اور مومنین کا رنگ سرخ الگ۔ آل سرخ رنگ کو کہتے ہین نیز آل سے آل رسول یا تمام مومنین مراد ہوسکتے ہین کیونکہ رسول اللہ نے فرمایاہے کل مومن تقی فہو آلی۔ یعنے ہر پرہیزگار مومن میری آل ہے۔ گناہ گارونکے دست بریدہ ہونے سے انکا صاحب نقصان و خسارت ہونا مراد ہے یہ نہین کہ محشر مین مجرمونکا ہاتہ کاٹا جائیگا

	وانمایم ہفت سوراخ نفاق	در ضیاے ماہ بے خسف و محاق
ترجمہ	کہولدون مین ہفت سوراخ نفاق	چاندا کی روشن ہے بے خسف و محاق

شرح سوراخ بمعنے دروازہ ہے اور سوراخ نفاق کی اضافت سببی ہے یعنے یارسول اللہ مجھے اجازت دیجے کہ دوزخ کے وہ سات دروازے جو نفاق کے سبب کہلجاتے ہین ظاہر طور پر لوگون کو دکہادون۔ ان سات دروازون سے یہ سات قسم کے گناہ مراد ہین جو فی الواقع دوزخ کے دروازے ہین شرک۔ قتل ناحق زنا۔ سود کہانا یتیمون کا مال کہاجانا۔ جہاد سے بہاگنا۔ جادو کرنا نیز صحیح حدیث مین منافق کے چار علامتین مذکور ہین امانت مین خیانت کرنا۔ باتون مین جہوٹ بولنا وعدہ خلافی کرنا۔ لڑائی جہگڑے مین گالیان بکنا۔ دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ یارسول اللہ یہ دوزخ کے سات دروازے مین اپکی ماہ نبوت کی روشنی کے طفیل ہین دکہا سکتا ہون جو بلا خوف و بلا نقصان ہے کیونکہ میرا آئینہ قلب آپکے آفتاب رسالت کے پرتو سے منور ہوگیا ہے نیز ممکن ہے کہ ضیاے ماہ سے نور ذات مراد ہے جسکے طفیل کشف اسرار ہوتا ہے اور جو محاق وخسف سے ہمیشہ محفوظ ہے

	وانمایم من پلاس اشقیا	بشنوانم طبل و کوس انبیا
ترجمہ	مین دکہادونگا لباس اشقیا	اور سنوادونگا کوس انبیا

شرح یعنے آپ اجازت دین تو مین لوگون کو دوزخیون کی پوشاک دکہادون اور انبیا کی شان و شوکت کے نقارے بجتے سنوادون

	دوزخ و جنات و برزخ درمیان	پیش چشم کافران آرم عیان
ترجمہ	دوزخ و جنات و برزخ سب کے سب	کافرون کے سامنے لاتا ہون اب

شرح یعنے آپ اجازت دین تو دوزخ و جنت کو رہنے دیکہ ان دونون کے پاس اعراف ہو کافرون کی آنکہون کے سامنے لے آؤن۔ یا یہ کہ دوزخ و جنت اور عالم برزخ زمانہ مابین موت و حشر کو ظاہر کردون تاکہ لوگون کو معلوم ہوجائے کہ مرنے کے بعد مومن کا کیا حال ہوتا ہے اور کافر پر کیا گزرتی ہے لفظ برزخ بمعنے اعراف و عالم برزخ دونو طرح صحیح ہے۔ عالم برزخ وہ عالم ہے جسمین مرنے کے بعد سے قیامت کے دن تک رہنا پڑیگا۔

	وانمایم حوض کوثر را بجوش	کآب بر روشان زند بانگش بگوش
ترجمہ	حوض کوثر کو دکہاؤن جوش مین	منہ پہ ہے چہینٹے ہون صدا ہو گوش مین

شرح یعنے آپ اجازت دین تو مین حوض کوثر کو ایسی حالت مین ظاہر کردون کہ موجین لے رہا ہو اور لوگون کے منہ پر پانی کے چہینٹے مارتا ہو اور اسکی موجون کی آواز کانون مین آرہی ہو ضمیر شان عموماً آدمیون کی طرف راجع ہے۔

	وان کسان کہ تشنہ بر گردش دوند	یک بیک را وانمایم کہ کیند
ترجمہ	اور جتنے حوض پر ہین تشنہ کام	مجہپہ ایک ایک کرکے ظاہر ہین تمام

شرح یعنے آپ اجازت دین تو مین انمین سے ایک ایک کا نام لیکر بتا دون جو حوض کوثر کے گرد پیاسے پہر رہے ہین۔ بعض نسخون مین یہ شعر اسطرح ہے ❊ وانکسان کہ تشنہ بر گرد ش دوان ❊ گشتہ اند اینیدم نام شان عیان ❊ ہے اور مطلب دونون کا ایک ہے۔ یعنے اُن پیاسونکو ظاہر کردون جو حوض کوثر کے گرد دوڑتے پہرتے ہین۔

می بساید دوش شان بر دوش من ❊ نعرہاشان میرسد در گوش من

ترجمہ یعنے چہلتا ہے کہوے سے وہان کہوا ❊ اور صدا آتی ہے کانوں مین تہوا

شرح یعنے میرے کندہے جو حوض کے گرد پہرنے والون کے کندہون سے ملے ہوئے ہین اور اُنکی آواز میرے کانومین آرہی ہین

اہل جنت پیش چشمم ز اختیار ❊ درکشیدہ یک بیک را درکنار

ترجمہ اہل جنت جسقدر ہین کامگار ❊ ہین مری آنکہون کے آگے ہمکنار

شرح زید کہتے ہین کہ یارسول اللہ اہل جنت اپنے اختیار سے میری آنکہون کے سامنے ایک دوسرے کو بغل مین لیئے ہوئے ہین یعنے معانقہ کر رہے ہین اور باہم ہاتہہ مین ہاتہہ دیئے دوستون کی ملاقات اور جنت کے بازارون کی سیر کو جا رہے ہین اور حورون کے لبون کے بوسے لے رہے ہین۔

کر شد این گوشم ز بانگ آہ آہ ❊ از خسان و نعرۂ واحسرتاہ

ترجمہ کان بہرے ہوئے جاتے ہین سن سن کے آہ ❊ اہل دوزخ کرتے ہین واحسرتاہ

شرح یعنے یارسول اللہ مین اہل جنت کی طرح دوزخیون کی حالت کو بہی دیکہہ رہا ہون۔ ادن کمینون کی آہ وفریاد اور نعرۂ واحسرتاہ رہاے افسوس ہم ایمان کیون نہ لائے) سے میرے کان بہرے ہو گئے ہین۔

این اشارتہاست گویم از نغول ❊ لیک می ترسم ز آزار رسول

ترجمہ یہ اشارے ہین کہون کیا بوالفضول ❊ ہے مجہے بس خوف آزار رسول

شرح زید کہتے ہین کہ اہل جنت و دوزخ کے مذکورۂ بالا احوال یعنے بطور اشارہ وکنایہ بیان کیئے ہین مین تو یہ چاہتا ہون کہ عمیق و مفصل طور پر کہون اور ایک ایک جنتی اور دوزخی کا نام لیکر بتا دون لیکن رسول اللہ کے رنجیدہ ہونے سے ڈرتا ہون کیونکہ مین آپ کے حکم کے برخلاف ان اسرار کو ظاہر کردونگا تو حضور کو رنج ہوگا نغول بمعنے عمیق و کامل و تمام و دراز و بعید مستعمل ہے لیکن یہان بمعنے شرح مفصل لیا گیا ہے

ہمچنین میگفت سرمست و خراب ❊ داد پیغمبر گریبانش بتاب

ترجمہ بیخودی مین اسطرح کہتے تہے زید ❊ لوے پیغمبر کہ کر باتون کو قید

شرح یہ شعر مولانا کا مقولہ ہے یعنے زید سرمستی عشق الٰہی اور نشۂ وحدت مین اسیطرح کہے چلے جاتے تہے یہانتک پیغمبر نے اُنکے گریبان کو مروڑ دیا۔ یعنے اشارہ کیا کہ اے زید خاموش رہ۔ بس اور کچہہ نہ کہہ

گفت ہین در کش کہ اسپت گرم شد | عکس حق لا یستحیی زد شرم شد

ترجمہ: بولے پیغمبر ترا اشہب ہے گرم | پیش حق گوئی نہین باقی ہے شرم

شرح یعنے پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا کہ اے زید خبردار کلام کی باگ کہیچ لے۔ کیونکہ تیرا اسپ جذبات اور سمند مشاہدات تیز ہو گیا ہے اب تو اس سے اُتر کر عالم بشریت کی طرف آ۔ اے زید تجہپر اِنَّ اللّٰہَ لَا یَسْتَحْیٖ مِنَ الْحَقِّ (اللہ تعالے حق کہنے سے ہرگز نہین شرماتا) کا عکس پڑ گیا ہے اسلئے تیری شرم جاتی رہی ہے۔ یعنے حق بات کہنے سے شرم نکرنا صفت الٰہی ہے یہ صفت تجہپر عکس افگن ہے اور تو متخلق باخلاق اللہ ہے۔

آئینہ تو جست بیرون از غلاف | آئینہ میزان کجا گوید خلاف

ترجمہ: تیرا آئینہ ہوا ہے بے غلاف | آئینہ میزان نہین کہتے خلاف

شرح یعنے اے زید تیرا آئینہ دل غلاف کثرت و کثافت سے باہر نکل آیا ہے اور ذات و صفات و حشر و نشر وغیرہ سب واقعی طور پر اسمین منعکس ہو گئے ہین۔ کیونکہ آئینہ اور ترازو دروغ گو نہین ہوا کرتے آئینہ بلا زیادتی و نقصان اُسی چیز کو دکہاتا ہے جو واقع مین ہوتی ہے اور ترازو اشیا کے وزن کو اُسیقدر بتاتی ہے جسقدر اُنکا واقعی وزن ہوتا ہے سیر کو دو سیر یا برعکس ظاہر نہین کر سکتی اے زید اسیطرح تیرے دل نے حشر و نشر وغیرہ کی وہی کیفیت بیان کی ہے جو واقعی ہے۔ مطلب یہ کہ پیغمبر نے حضرت زید کے قول کی تصدیق فرمائی۔

آئینہ و میزان کجا بندد نفس | بہر آزار و حیائے ہیچکس

ترجمہ: آئینہ میزان نہین رہتے خموش | بہر آزار و حیا اے تیز ہوش

شرح یعنے آئینہ اور ترازو اظہار حق سے کبہی خاموش نہین رہتے بلکہ ہر وقت زبان حال سے امر واقعی کہتے رہتے ہین اور اس اظہار امر حق مین اُنکو نہ کسی کے ستانے کا خیال ہے اور نہ کسی سے شرماتے ہین خواہ اُنکو کوئی توڑ پہوڑ دے خواہ ثابت رکہکر اُنپر احسان کرے پہلی حالت مین انہین آزار کا خیال نہین اور دوسری حالت مین پاس حیا نہین کرتے بلکہ ہر حالت مین آئینے اور ترازو کا کام سچ بولنا ہے۔ اے زید اسیطرح تیرا آئینہ دل اظہار امور واقعی سے جو بطور کشف تجہے معلوم ہوے ہین۔ ہرگز نہین شرماتا لیکن تاہم اسرار کا چہپانا ہے بہتر ہے

آئینہ و میزان محکہائے سنی | گر دو صد سالش تو خدمتہا کنی

ترجمہ: آئینہ میزان کسوٹی ہین ضرور | کوئی خدمت کر کے گر اے پُر شعور

کز برائے من بپوشان راستی | بر فزون بنما و منما کاستی

ترجمہ: یون کہے میرے لئے تو جہوٹ بول | کچھ دکہا بر عکس یا برعکس تول

شرح: ان اشعار مین میزان آئینہ پر معطوف ہے مگر وزن اشعار درست رکہنے کے لئے آئینہ بلا ہائے ہوز پڑہا جائیگا

اوش گوید ریش و سبلت بر مخند	آئینہ و میزان و آنگہ ریو و بند
ترجمہ وہ یہ کہتے ہین کہ او احمق معاف	آئینہ میزان نہین کہتے خلاف

شرح یہ تینون شعر قطعہ بند ہین اور مطلب یہ ہے کہ آئینہ اور ترازو دونو امر واقعی معلوم کرنے کی محک یعنی کسوٹی ہین۔ اگر کوئی شخص انکے ساتھ عرصۂ دراز تک تملق و چاپلوسی کرکے بہی یہ کہے کہ اے آئینہ و ترازو تم میرے لیئے راستی یعنے امر واقعی کو چہپالو اور میرے حق مین زیادتی یعنے فائدہ ہی ظاہر کرو اور نقصان نہ دکہاؤ تو وہ دونو یہ کہدیتے ہین کہ اے بیوقوف اپنے ڈاڑہی اور مونچہون پر نہ ہنس یعنے احمق اور مسخرا نہ بن۔ تو ہمکو آئینہ و ترازو بہی کہتا ہے اور یہ ہمسے مکر و حیلہ بہی چاہتا ہے یہ ہرگز نہوگا۔ ہمسے جہوٹ فریب کسیطرح سرزد نہوگا۔ اسیطرح اہل اللہ کا آئینہ دل اپنے کشف کو غیر واقعی طور پر بیان نہین کیا کرتا بلکہ انکا کہا سچ ہوتا ہے

چون خدا مارا برائے آن فراخت	کہ بما بتوان حقیقت را شناخت
ترجمہ اسلیئے پیدا ہوئے ہین ہم یہان	واقعی حالت ہو تا سب پر عیان
این نباشد ما چہ ارزیم اے جوان	کے شویم آئین روئے نیکوان
ترجمہ گر نہو یہ بات تو پہر کیا ہین ہم	منہ لگائین کیسے ہمین اہل کرم

شرح یعنے آئینہ اور ترازو اس تملق کرنے والے بیوقوف آدمی سے یہ کہتے ہین کہ ہمین اللہ تعالے نے حقیقت اشیا ظاہر کرنے کے لیئے پیدا کیا ہے جب ہم مین یہ صفت نہوگی بلکہ جہوٹ بولنے لگین گے تو ہم کیا قدر و قیمت پاسکینگے۔ اور نیک لوگ ہمارے استعمال کے عادت کیونکر ڈالین گے حسین آئینہ کو کبہی منہ نہ لگاینگے اور ترازو کبہی نیکبختون کے سامنے نہ آئیگی حالانکہ نیکونکی عادت نقد لینی و دینی ہے مطلب یہ کہ جسطرح آئینہ و میزان جہوٹ نہین بولتے اسیطرح اے زید تیرا آئینۂ دل مظہر جمال مطلق اور تیرے کلمات ترازو سے حق ہین مگر تاہم اس راز کو مخفی رکہہ

لیک درکش در بغل آئینہ را	گر تجلی کرد سینا سینہ را
ترجمہ رکہہ بغل مین اپنے اس آئینے کو	اسنے سینا کردیا ہے سینے کو

شرح یہ شعر گزشتہ مصرع (آئنہ توجست بیرون از غلاف) کے متعلق مقولہ پیغمبر علیہ السلام ہے۔ یعنے اے زید جو کچہ تو کہہ رہا ہے وہ بالکل واقعی امر ہے لیکن تو اس آئینہ اسرار کو اپنے بغل مین چہپالے یعنے عالم بشریت کی طرف آجا۔ اگرچہ تجلی اسرار نے تیرے سینہ کو طور سینا بنادیا ہے مگر اس راز کا چہپانا ہی بہتر ہے بعض نسخون مین بغل کیجگہ نمد ہے یعنے نمدہ جو آئینہ کا غلاف ہوا کرتا ہے اور اگر بمعنے اگرچہ ہے اور بعض نسخون مین گرکی جگہ کز ہے مخفف کہ از یعنے اے زید آئینہ اسرار کو نمدہ مین چہپاؤ کیونکہ تجلی اسرار الٰہی کے باعث سینہ طور سینا بنگیا ہی اور تیرے دلمین غیب کی باتین منکشف ہوگئی ہین لیکن ایسے اسرار کا چہپانا فرض ہی چنانچہ موسیٰ کا بیہوش کرو دینا اسرار چہپانے کے لیئے تہا

گفت آخر ہیچ گنجد در بغل ... آفتاب حق و خرشید ازل

ترجمہ: بولے وہ چھپتا ہے کب زیر بغل ... آفتاب ذات و خرشید ازل

ہم دغل را ہم بغل را بر درد ... نے جنون ماند بہ پیشش نے خرد

ترجمہ: ہے دغل شکل بغل اس سے زبون ... اسکے آگے ہیچ ہے عقل و جنون

شرح یعنے جب پیغمبرؐ نے اس راز کے چھپانے کی تاکید کی تو زید نے یہ کہا کہ آفتاب حق اور خرشید ازل (یعنے ذات حق) کو کوئی بغل مین کیونکر چھپا سکتا ہے کیونکہ آفتاب دغل (قالب انسانی) اور بغل وغیرہ کو پہاڑ کر اپنا جلوہ دکہاتا ہے اور اسکی تجلی کے سامنے نہ جنون رہتا ہے نہ عقل۔ بلکہ آدمی فنانی الذات ہوجاتا ہے۔ اور بے اختیاری کے عالم مین ناگفتنی کہہ بیٹھتا ہے۔ دغل اس شخصکو کہتے ہین جسکا باطن خلاف ظاہر ہو۔ چونکہ قالب انسانی مین یہ صفت موجود ہے اسیلئے بدن کو دغل کہا گیا ہے۔

گفت یک اصبع چو بر چشمے نہی ... بینی از خرشید عالم را تہی

ترجمہ: بولے حضرت رکہکے انگلی آنکہہ پر ... دیکھہ لے کب سورج آتا ہے نظر

یک سر انگشت پردۂ ماہ شد ... این نشان ساتری اللہ شد

ترجمہ: ایک انگلی کو حجاب ماہ جان ... ہے یہی اک ستر خالق کا نشان

شرح لفظ ساتری مین کسر اضافت اور یائے تحتانی مصدری ہے بمعنے ستر یعنے زید کے جواب مین پیغمبر نے یہ فرمایا کہ جب تو ایک انگلی اپنی آنکہہ پر رکہہ لیتا ہے تو آفتاب سے عالم کو خالی دیکہتا ہے سورج تیری نظر سے غائب ہوجاتا ہے۔ اسیطرح ایک انگشت چاند کا پردہ بنجاتی ہے اور اسے چھپا لیتی ہے یہ آنکہہ پر انگلی رکہنے سے چاند سورج کا چھپ جانا ستر الٰہی کی تشبیہ ہے جسطرح انگلی آنکہہ پر رکہنے سے چاند سورج چھپ جاتا ہے اسیطرح تیرا سکوت انگلی رکہنے کے مانند ہے جب تو انکشاف راز سے سکوت کرکے مرتبۂ بشریت کی طرف آجائیگا تو جلوۂ ذات پنہان ہوجائیگا۔ یہ معنے ہین کہ سر انگشت کا چاند سورج کو چھپا لینا خدا کے ستار ہونے کی دلیل ہے بس تو اے زید تو بھی متخلق باخلاق اللہ ہوکر اس راز کو چھپا لے جب ایک انگلی سورج کو چھپا لیتی ہے تو کیا تو راز کو نہین چھپا سکتا

تا بپوشاند جہان را نقطۂ ... مہر گردد منخسف از سقطۂ

ترجمہ: ایک نقطہ کل جہان کا ہے حجاب ... ابر کا ٹکڑہ ہے ستر آفتاب

شرح تا بمعنے خبردار ہے یعنے اے زید جسطرح سارے جہان کو ایک نقطہ (سر انگشت) چھپا لیتا ہے کیونکہ جب آدمی نے آنکہہ پر انگلی رکہلی تو اسکے نزدیک تمام جہان معدوم یا مخفی ہوگیا اور سورج ایک سقطہ (ابر کے ایک ٹکڑہ) سے گہن مین آجاتا ہے اسیطرح انگشت سکوت تجلی ذات کو چھپا لیتی ہے۔

	لب بہ بند و غور دریائے نگر	بحر را حق کرد محکوم بشر
ترجمہ	قعر دریا دیکھ لب کو بند کر	کر دیا ہے حق نے محکوم بشر

شرح یہان سے مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے یعنے ایمخاطب دریائے اسرار کے گہراؤ کو جو قلب مین دوان ہے خاموش ہو کر دیکھ یہ ہر حالت مین تیرا محکوم ہے مستی و ہوشیاری خموشی و گویائی وحدت و کثرت مین ایک طرح قلب مین جاری رہتا ہے البتہ اسکا کنارون سے باہر یعنے لب سے نکلنا موجب ہلاکت عام ہے وہ عوام سمجھ نہین سکتے گرداب الحاد مین گرفتار ہو جائینگے۔ اور تیری تکذیب کرینگے۔

	ہمچو چشمۂ زنجبیل و سلسبیل	ہست در حکم بہشتی جلیل
ترجمہ	شکل نہر زنجبیل و سلسبیل	ہین جو محکوم بہشتی جلیل

شرح یعنے جسطرح چشمۂ زنجبیل و سلسبیل ہر جلیل القدر بہشتی کا محکوم ہوگا اسیطرح دریائے اسرار تیرا محکوم ہے۔

	چار جوئے جنت اندر حکم ماست	این نہ زور ما ز فرمان خداست
ترجمہ	چار نہرین ہین ہمارے حکم مین	اصل مین ہین سب خدا کے حکم مین

شرح یعنے جسطرح بہشت کی چار نہرین جنتیون کی محکوم ہین اسیطرح چار نہرین اولیاء اللہ کی محکوم ہین چنانچہ دنیا مین پانی کی نہر جوئے علم و معرفت شیر کی نہر جوئے عمل شراب کی نہر جوئے عشق اور شہد کی نہر جوئے حلاوت و قرب ہے اور یہ نہرین اُنہی بہشت کی نہرون مین ملجاتی ہین۔ مگر انکا محکوم ہونا اولیاء اللہ کی طاقت کے سبب نہین ہے بلکہ خدا کے حکم سے ہے یعنے چونکہ اولیاء خدا کے خاص محکوم ہوتے ہین اسلیئے اللہ تعالے نے ہر چیز کو انکا محکوم بنا دیا ہے کیونکہ حسب مضمون حدیث جو خدا کا ہو رہتا ہے سب چیزین اُسکی ہو جاتی ہین۔

	ہر کجا خواہیم داریمش روان	ہمچو سحر اندر مراد ساحران
ترجمہ	مانتے ہین اسطرح وہ اپنا حکم	سحر مانے جسطرح ساحر کا حکم

شرح یعنے اولیاء دنیوی اور بہشتی نہرون کو جسطرف چاہین روان کر سکتے ہین جنت مین نہرونکا ہر طرف روان کرنا یہ ہے کہ اپنے مکانون مین نہرون کو جہان چاہین بہا سکتے ہین اور دنیا مین یہ کہ اولیا قلوب اہل عالم پر قادر ہین۔ اسلیئے علم و عمل اور عشق و قرب کی نہرین جس طالب کے دل کی طرف چاہین پھیر سکتے ہین۔ اور یہ نہرین اولیاء کی اسطرح محکوم ہین جسطرح سحر جادوگر کا محکوم ہوتا ہے کیونکہ جادوگر جہان چاہتا ہے اپنے سحر سے کام لے لیتا ہے۔

	ہمچو این دو چشمۂ چشم روان	ہست در حکم دل و فرمان جان
ترجمہ	جسطرح یہ چشمۂ چشم روان	زیر حکم دل تو فرمان جان

شرح یعنے اسرار کے دریا اور چشمے اسطرح اولیاء اللہ کے محکوم ہین جسطرح چشم روان (دور تک پہنچنے والی آنکھ)

کے دو چشمے دل اور جان کے محکوم ہین یہ دو چشمے اُدہر ہی کو جاتے ہین جدہر دل لیجاتا ہے

گر بخواہد رفت سوے زہر مار ۔ ور بخواہد رفت سوے اعتبار

ترجمہ جاتی ہے گہ آنکھ سوے زہر مار ۔ حکم دل سے ۔گاہ سوئے اعتبار

گر بخواہد سوے محسوسات شد ۔ ور بخواہد سوے ملبوسات شد

ترجمہ گاہ محسوسات کی جانب گئی ۔ گاہ ملبوسات کی جانب گئی

گر بخواہد سوے کلیات راند ۔ ور بخواہد جنس جزئیات ماند

ترجمہ حکم دل سے سوے کلیات ہے ۔ اور گاہے جنس جزئیات ہے

شرح زہر مار (سانپ کے زہر) سے محرمات جسمانیہ ولذات نفسانیہ اعتبار سے عبرت از حال رفتگان ۔ یا عجائب براسرار اشیا۔ محسوسات سے معلومات ظاہری ملبوسات سے معلومات پنہانی کلیات سے عالم ملکوت اور جزئیات سے افعال دنیوی مراد ہین اور مطلب یہ ہے کہ آنکھین دل کی محکوم ہین دل اپنی خواہش کے مطابق انہین کبھی محرمات جسمانیہ کی طرف لیجاتا ہے اور کبھی کسی چیز کو دیکھکر عبرت حاصل کرنے کی طرف کبھی معلومات ظاہری کی طرف کہینچتا ہے اور کبھی معلومات باطنی طرف ۔کبھی عالم ملکوت کی جانب ہانکد یتا ہے اور کبھی یہ دو نو دنیوی جزئیات مین قید ہو کر رہجاتی ہین ۔غرضیکہ ہر حال ہین آنکھین دل کی محکوم ہین اور اسی جانب اُٹھتے ہین جسطرح پہلے دل برانگیختہ ہو کر انہین اُٹھاتا ہے ۔

ہمچنین ہر پنج حس چون نائزہ ۔ بر مراد امر دل شد جائزہ

ترجمہ اور اسی صورت سے یہ پانچون حواس ۔ رکہتے ہین ہر وقت حکم دل کا پاس

شرح یعنے جسطرح آنکھین دل کی محکوم ہین اسیطرح پانچون حواس (سمع بصر شم ذوق لمس) دل کے حکم کے مطابق ٹونٹی کی طرح روان رہتے ہین ۔ نائزہ (بمعنے ٹونٹی) جائزہ بمعنے روان سے متعلق ہے ۔

ہر طرف کہ دل اشارت کرد شان ۔ میرود ہر پنج حس دامن کشان

ترجمہ دل اشارہ انکو دیتا ہے جدہر ۔ جاتے ہین یہ اُس طرف کو دوڑ کر

دست و پا در امر دل شد مبتلا ۔ ہمچو اندر دست موسے آن عصا

ترجمہ دست و پا ہین حکم دل مین مبتلا ۔ جسطرح تہا دست موسے مین عصا

شرح یعنے پانچون حواس دل کے محکوم ہین اور دل جدہر اشارہ کرتا ہے اُسکا حکم بجا لانے کے لیئے اُدہر ہی چلے جاتے ہین چنانچہ ہات پانو اسطرح دل کے مطیع ہین جسطرح حضرت موسےٰ کے ہاتھ مین اُنکا عصا مطیع تہا کہ حسب الحکم کبھی سانپ بنجاتا تہا اور کبھی عصا ۔ یہ اس آیت کیطرف اشارہ ہے قال القہا یموسٰے ۔ یعنے اے موسےٰ اس عصا کو ہاتہ سے پہینکدو جب اُنہون نے پہینکا تو سانپ بنگیا اور جب اُسے اُٹھا لیا تو پہر عصا ہو گیا ۔

	دل بخواہد پا در آید زو برقص	یا گریزد سوے افزونی زنقص
ترجمہ	پا تو حکم دل سے ہین مصروف رقص	ہین گریزان سوئے افزونی و نقص

شرح زو یا تو مخفف زود ہے یا بمعنے از دہے یعنے دل اگر چاہتا ہے تو پا تو بہت جلد یا دل کے محکوم ہونیکے باعث رقص مین آجاتا ہے یا نقصان یعنے فسق وعصیان سے فائدے یعنے کمال طاعت و احسان کی طرف گریز کرجاتا ہے بعض نسخون مین افزونی و نقص بواو عطف ہے بمعنے پائے تردید مطلب دونکا ایک ہے ۔

	دل بخواہد دست آید در حساب	یا اصابع تا نویسد او کتاب
ترجمہ	ہاتہہ حکم دل سے کرتا ہے حساب	انگلیان تحریر کرتی ہین کتاب

شرح اصابع دست پر معطوف ہے یعنے دل اگر چاہتا ہے تو آدمی کا ہاتہہ عبادت یا زر و مال دنیوی کا حساب کرنے لگتا ہے ۔ اور دل اگر چاہتا ہے تو وہی ہاتہہ انگلیون کی مدد سے لکہنا شروع کر دیتا ہے غرضیکہ ہر عضو دل کا محکوم ہے

	دست در دست نہانے ماندہ است	او درون تن برون بنشاندہ است
ترجمہ	دست پنہانی کا نوکر ہے یہ ہات	اور وہ اندر ہے باہر ہے یہ ہات

شرح نہانے بیائے معروف و مجہول دونو طرح صحیح ہے اور دست نہان سے مراد قلب ہے یعنے یہ ظاہری ہاتہہ ایک باطنی ہاتہہ (قلب) کا آلہ اور اُسکا محکوم ہے باطنی ہاتہہ اندر ہے اور اُسنے تن یعنے ظاہری اعضا کو اجرائے حکم کے لیئے باہر بیٹہار کہا ہے یعنے تمام اعضا دل کے ارشاد کی تعمیل کرتے رہتے ہین ۔

	گر بخواہد بر عدو مارے شود	ور بخواہد بر ولی یارے شود
ترجمہ	حکم دل سے غیر کے حق مین ہے مار	حکم دل سے یار کا ہوتا ہے یار

شرح یعنے دل اگر چاہتا ہے تو ہاتہہ دشمن کے حق مین سانپ بنجاتا ہے یعنے اُسے ایذا پہنچاتا ہے اور دل اگر چاہتا ہے تو وہی ہاتہہ ولی یعنے دوست کا مددگار ہو جاتا ہے اور اسکے حق مین سپر بنکر ایذا سے بچا لیتا ہے

	گر بخواہد کفچہ در خوردنی	ور بخواہد ہمچو گرز دہ منی
ترجمہ	ہے کبہی وہ چمچہ بہر خوردنی	اور کبہی ہے شکل گرز دہ منی

شرح یعنے دل اگر چاہتا ہے تو ہاتہہ خوردنی (کہانے کے لایق چیزون) کے لیئے چمچہ بنجاتا ہے اور حسب خواہش دل یہی ہاتہہ دوسرون کو آزار دینے کے لیئے دس سیر کا گرز ہو جاتا ہے ۔

	دل چہ میگوید بدیشان اے عجب	طرفہ وصلت طرفہ پنہانی سبب
ترجمہ	اُن سے کچہہ دیتا ہے دل کیا اے عجب	ہے عجب پیوند و پنہانی سبب

شرح یعنے یہ اعضا جو محکوم دل ہین یا الہی دل اُسنے کیا کہہ دیتا ہے ۔ دل اور اعضا مین کچہ عجیب طرح کا پیوند

با تعلق ہے کہ جو دل کہدیتا ہے اعضا اُسے قبول کر لیتے ہین اور یہ دل کے حاکم اور اعضا کے محکوم ہونے کا کوئی عجیب پنہانی سبب ہے جو بطور ظاہر ہر کسی کو معلوم نہین ہوسکتا وہ پنہانی سبب یہ ہے کہ دل مظہر انوار الٰہی ہے اسلیئے سب اعضا اور تمام ظاہری و باطنی حواس اس سے ایسا تعلق رکھتے ہین جو نوکر کو آقا یا رعایا کو بادشاہ ہی ہوتا ہے۔ یعنے دل بادشاہ ہے اور تمام قوے اسکی رعایا۔

	دل مگر مہر سلیمان یافتست	کہ مہار پنج حس برتافتست
ترجمہ	دلکو کیا مہر سلیمان مل گئی	حاسّون کی باگ جسنے پھیر دی

شرح یعنے شاید دل نے حضرت سلیمان کی مُہر (سلطنت عظیم) حاصل کر لی ہے کہ تمام حواس کی باگ پھیر کر اپنے تصرف مین کر لی ہے اور جسطرح مخلوق سلیمانؑ کی مطیع تھی اسیطرح حواس دل کے تابع ہین۔

	پنج حسّے از برون مامور او	پنج حسّے از درون مامور او
ترجمہ	حس ظاہر سب کے سب اُسکے اسیر	حس باطن سب کے سب فرمان پذیر

شرح یعنے پانچون ظاہری حواس اور پانچون باطنی حواس دل کے مطیع ہین مامور بمعنے قیدی و پابند ہے

	دہ حس ست و ہفت اندام و دگر	آنچہ اندر گفت ناید مےشمر
ترجمہ	ہین وہی سکے سات اعضا۔ دس حواس	اور جو چیزین ہین بیرون از قیاس

شرح یعنے دسون حواس اور ساتون اعضا اور انکے سوا دیگر قوتین (مثلاً قوت نباتیہ وحیوانیہ) اور دیگر رگ پٹھے اور انتڑیان وغیرہ جو بیان مین نہین آسکتے ایخاطب تو خود سوچکر گنتا جا سب کے سب محکوم دل ہین لفظ دگر دوسرے مصرع سے متعلق ہے **فائدہ** دس حواس ظاہری و باطنی مشہور ہین یعنے باصرہ سامعہ شامہ لامسہ ذائقہ حواس ظاہری ہین اور خیال وہم۔ حافظہ متخیلہ حس مشترک حواس باطنی ہین اور سات اعضا باعتبار ظاہر سر سینہ پیٹ دو ہاتھ دو پانو اور شرمگاہ ہے اور باعتبار باطن دل۔ جگر۔ دماغ گردہ۔ پھیپڑہ تلی ششش سیرز ہے

	چون سلیمانی دلا در مہتری	بر پری و دیو زن انگشتری
ترجمہ	چاہیئے شکل سلیمان سروری	مار دیو نفس پر انگشتری

شرح یعنے ایدل تو سلیمان ثانی اور تمام قوتون پر حاکم ہے اسلیئے تمام پریون (قوائے نفسانیہ) اور دیوون (خواہشات حیوانیہ) پر انگشتری مار یعنے تمام قوتون کو اپنا مسخر و مطیع کر لے۔ انگشتری زدن بمعنے حکومت کرنا ہے

	گر درین ملکت بری باشی زریو	خاتم از دست تو نستاند سہ دیو
ترجمہ	گر ہو تجھین مر یحان مکر و ریو	چھین سکتا ہے انگوٹھی کب سہ دیو

شرح یعنے ایدل اگر تو مکر اور حیلہ سے بری ہے اور صدق و صفا کو قبول کر لے۔ تو تیری حکومت سہ دیو نہین چھین سکتا

یعنے تیری حکومت جو تمام اعضا پر ہے اسکو شیطان اپنا مسخر نہین کرسکتا۔ اور تو اپنے اس وقوے سے مغلوب نہین ہوسکتا بلکہ ہمیشہ غالب رہیگا سد یو اُس دیو کا نام ہے جسے حضرت سلمان ؑ کے انگشتری جرائی تھے مگر یہان مراد شیطان ہے۔ بعض نسخون مین سہ دیو ہے۔ یعنے شیطان اور نفس اور حب ماسوے اللہ کے تین دیو تجھپر غالب نہین آسکتے بشرطیکہ تو صدق و صفا کا پابند رہے اور پرہیزگاری کو اپنا شعار بنائے۔

بعد ازان عالم بگیر د اسم تو	دو جہان محکوم تو چون جسم تو
ترجمہ تا کہ عالم گیر پھر ہو جائے اسم	دو جہان محکوم ہوں مانند جسم

شرح یعنے اگر تو صدق و صفا کو اختیار کر لیگا تو سارا جہان نیکی کے ساتھ تیرا نام لیگا۔ اور دو جہان تیرے ایسے محکوم ہو جائینگے جیسا کہ تیرا جسم تیرا محکوم ہے یعنے تجکو علم تسخیر مخلوقات حاصل ہو جائیگا۔

ور ز دستت دیو خاتم را ببرد	بادشاہی فوت شد بختت بمرد
ترجمہ گر انگوٹھی لیگیا دیو اے حبیب	بادشاہی ہو چکی ہو یا نصیب

شرح یعنے تیری حکومت اگر شیطان نے چھین لے اور تجسے بد افعال صادر کرائے تو یہ سمجھ کہ بادشاہی جاتی رہی اور نصیب یا سو گیا یعنے تو قرب الٰہی سے محروم رہا۔ اور رحمت سے دور ہو کر جہنم مین جا پڑا نعوذ باللہ منہا۔

بعد ازان یا حسرۃً شد للعباد	بر شما مختوم تا یوم التناد
ترجمہ بعد ازان رہ جائیگی حسرت تجھے	تا قیامت غم سے لیگا جان لے

شرح لفظ شد مختوم کے متعلق ہے۔ اور مختوم بمعنے مہر کردہ و لازم شدہ ہے یعنے جب شیطان غالب آگیا تو مضمون آیت یا حسرۃً علے العباد اے بندو تمپر افسوس ہے قیامت تک واجب و لازم ہو گیا۔ بعض نسخون مین یا حسرتا شد یا عباد ہے یعنے جب شیطان غالب آگیا تو اے لوگو یا حسرتا ہائے افسوس ہائے افسوس کرتے رہوگے

ور تو دیو خویشتن را منکری	از ترازو و آئنہ کے جان بری
ترجمہ اور اگر شیطان کا منکر ہے تو	آئینہ کو دیکھ لے اے زشت رو

شرح یعنے اگر تجھے یہ خیال ہے کہ نفس و شیطان کوئی شے نہین تو ذرا صبر کر محشر کے دن آئینہ اعمال اور ترازوے عدالت سے جان بر نہو سکیگا۔ تیرے اعمال تیرے سامنے آئینہ کی طرح پیش کئے جائینگے اور میزان مین تولے جائینگے۔ بعض نسخون مین مکر خود را گر تو انکار آوری ہے۔ یعنے اگر تو اپنے مکر باطن کا منکر ہے تو ذرا صبر کر محشر مین سب معلوم ہو جائیگا۔ کہ تو نے کیا کیا مکر کئے اور کن کن فریبون سے دنیا یا دین کو حاصل کیا۔

متہم کردن غلامان و خواجہ تاشان لقمان را کہ میوہا کہ خوب خوردہ

ترجمہ غلاموں کا لقمان پر تہمت لگانا اور یہ کہنا کہ اچھے اچھے میوے اسی نے کھا لئے ہین

شرح آگے چلکر معلوم ہوجائیگا کہ خواجہ نے لقمان کا امتحان لیا تہا اور اسیطرح اللہ تعالے اعمال بندگان کا امتحان لیگا اس لحاظ سے دونو قصوں مین مناسبت موجود ہے اِس امتحان کی تفصیل عنقریب آتی ہے

بود لقمان پیش خواجہ خویشتن	در میان بندگانش خوار تن
ترجمہ: روبرو خواجہ کے لقمان جلیل	تہے میان بندگان خوار و ذلیل

شرح یعنے حضرت لقمان غلامی کی حالت مین اپنے مالک کے آگے دیگر غلامون کی زمرہ مین اُنہی کی طرح ذلیل و خوار رہتے تہے حضرت لقمان کی ولایت پر سب کا اتفاق ہے اور عکرمہؓ نے انکو نبی بہی کہا ہے پہلے عرب مین یہ کسیکے غلام تہے اور پہر آزاد ہو گئے حضرت لقمان کے عجیب وغریب واقعے تفسیر ہکین مذکور ہین۔

مے فرستاد او غلامان را بباغ	تا کہ میوہ آیدش بہر فراغ
ترجمہ: اُسنے بہیجے باغ مین اپنے غلام	تا کہ لائین توڑ کر میوے تمام

شرح یعنے مالک غلامون کو اپنے باغ مین اسلیئے بہیجا کرتا تہا کہ وہ میوے توڑ لائین اور مالک فراغت سے کہائے

بود لقمان در غلامان چون طفیل	پُر معانی تیرہ صورت ہمچو لیل
ترجمہ: تہے طفیلی اُن مین وہ اے نیکذات	پُر معانی تیرہ رنگت جیسے رات

شرح یعنے لقمان ظاہر مین رات کی طرح سیاہ رنگ اور باطن مین انوار معانی و اسرار سے پُر تہے طفیلیون کی طرح رہتے تہے

آن غلامان میوہ ہائے جمع را	خوش بخوردند از نہیب طمع را
ترجمہ: اُن غلامون نے کیا جو میوہ جمع	تہے ندیدے کہا گئے سب بہر طمع

شرح دوسرے مصرع مین نہیب بمعنے غلبہ اور را بمعنے برائے ہے۔ یعنے اُن غلامون نے اپنے جمع کیے ہوئے میوون کو غلبۂ حرص وطمع کے سبب خوب کہایا اور اپنا جرم لقمان کے ذمے لگا دیا۔

خواجہ را گفتند لقمان خورد آن	خواجہ بر لقمان ترش گشت و گران
ترجمہ: اور کہا خواجہ سے لقمان کہا گیا	اس سے لقمان پر ہوا خواجہ خفا

شرح یعنے غلامون نے میوے تو خود کہائے اور مالک سے آکر یہ کہدیا کہ لقمان تمام میوون کا لقمہ کر گیا ہے اس سے خواجہ نہایت بدمزہ اور گران یعنے لقمان پر غضبناک ہوا اور لقمان کی خیانت کو بُرا جانا۔

چون تفحص کرد لقمان از سبب	در عتاب خواجہ اش بکشاد لب
ترجمہ: دلمین جب لقمان نے ڈہونڈا سبب	روبرو خواجہ کے کہولے اپنے لب

شرح یعنے جب لقمان نے خواجہ کی خفگی کا سبب تلاش کر لیا تو اپنے خواجہ پر عتاب کرنے مین لب کہولے کیونکہ خواجہ بلا تحقیق حال لقمان پر غضبناک ہوا تہا اسلیئے خود قابل عتاب تہا۔ کیونکہ بلا تحقیق کام کرنیوالا لائق ملامت ہوتے ہین

گفت لقمان سید اپیش خدا ۔۔ بندۂ خائن نباشد مرتضےٰ

ترجمہ: اپنے خواجہ سے یہ لقمان نے کہا ۔۔ ہونگے سب خائن خجل پیش خدا

شرح یعنے لقمان نے از روے عتاب یہ کہا کہ اے خواجہ خدا کے آگے خیانت کرنے والا آدمی کبھی امید وار رحمت ہوکر نہ آئیگا بعض نسخون مین مرتجےٰ کی مرتضےٰ ہے یعنے پسندیدہ و برگزیدہ۔

امتحان راکار فرما اے کیا ۔۔ شربتے زآتش بدہ بہر نما

ترجمہ: امتحان ہم سب کا کرلے بالضرور ۔۔ گرم پانی سب کو دے اے پرشعور

شرح یعنے لقمان نے خواجہ سے یہ کہا کہ اے خداوند ہمارا امتحان کیجے۔ اور میوون کی چوری ظاہر کرنے کے لیئے ہمین آگ کا پکا ہوا پانی دیجیئے جسنے میوے کہائے ہونگے وہ گرم پانی پینے کے باعث میوون ہی کی قے کریگا

امتحان کن جملہ مارا اے کریم ۔۔ سیرمان در دہ تو از آب حمیم

ترجمہ: آزمالو ہم سبہونکو اے کریم ۔۔ اور پلادے پیٹ بھر آب حمیم +

شرح یعنے اے خواجہ کریم النفس ہم سب غلامون کے امتحان کے لیے ہمین پیٹ بھر بھر کے گرم پانی پلوائیے۔

بعد ازان مارا بصحراے کلان ۔۔ تو سوارہ با پیادہ یا دوان

ترجمہ: بہیج اک جنگل مین سبکو بعد ازان ۔۔ پا پیادہ سبکو دوڑا دے وہان

آنگہان بنگر تو بدکردار را ۔۔ صنعہاے کاشف اسرار را

ترجمہ: دیکھ پھر اوسوقت بدکردار کو ۔۔ اور صنع کاشف اسرار کو

شرح یعنے لقمان نے کہا کہ اے خواجہ ہمین گرم پانی پلا کر کسی بڑے میدان مین سوار یا پیادہ یا دوڑنے کا حکم دے اور پہر میوہ کہانے والے بدکردار کو دیکہہ کہ کون ہے اور کاشف اسرار اللہ تعالےٰ کی صنعتون کو ملاحظہ فرما کہ اسنے اپنے بندون کو کیا کیا عقلین دی ہین۔ کہ اکثر چہپی ہوئی باتین عقل کے زور سے ظاہر ہوجاتی ہین۔

گشت ساقی خواجہ از آب حمیم ۔۔ مر غلامان را و خوردند آن ز بیم

ترجمہ: گرم پانی انکو خواجہ نے دیا ۔۔ خوف سے سارے غلامون نے پیا

بعد ازان می راندشان در دشتہا ۔۔ میدویدندے میان کشتہا

ترجمہ: اور دوڑایا پھر اونکو دشت مین ۔۔ دیر تک دوڑا کئے سب کشت مین

شرح یعنے مالک نے غلامون کو گرم پانی پلا دیا اور انہون نے خوف کے مارے پی لیا اور پہر خواجہ نے انکو جنگل کی طرف ہانکا اور جگر کے ساتھ ایک بڑے میدان مین خوب دوڑایا۔ یہ دونون شعر قطعہ بند ہین۔ اور نتیجہ یہ ہے کہ خواجہ نے گرم پانی پلا کر غلامونکو دوڑایا۔ اور پہر لقمان سب کے پیٹ سے میوے نکلے۔

قے در افتادند ایشان از عنا — آب مے آورد زیشان میوہا

ترجمہ: بہاگنے سے آگئی جب انکو قے — ہوگیا ظاہر کہ قے میں میوہ ہے

شرح یعنے بہاگ دوڑ کی مشقت کے باعث تمام غلاموں کو قے آنے لگی۔ اور گرم پانی نے وہ تمام میوے باہر نکال پہینکے جو انہوں نے چرا چرا کر کہائے تہے مطلب یہ کہ جتنی کا کہایا پیا سب نکل گیا

چونکہ لقمان را در آمد قے زناف — مے در آمد از درونش آب صاف

ترجمہ: ہان مگر قے آئی جب لقمان کو — صاف و آب پاک تہا اے نیک خو

شرح یعنے جب لقمان کو قے آئی اور پیٹ میں سے کچہ نکلا تو وہ صاف پانی تہا۔ میوے نتہے کیونکہ لقمان نے میوہ کہایا ہی نہ تہا جو قے میں نکلتا۔ بلکہ یہ سراسر دیگر غلاموں کی لگائی ہوئی تہمت تہی

حکمت لقمان چو داند این نمود — پس چہ باشد حکمت رب الوجود

ترجمہ: ایسی حکمت سے ہے لقمان باخبر — ہوگی کیا کچہ حکمت رب البشر

شرح یہان سے مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے۔ یعنے جب لقمان کی حکمت ایسا کرسکتی ہے (مخفی راز کو ظاہر کردیتی ہے) تو رب وجود (اللہ تعالےٰ) کی حکمت کیا کچہ کرسکیگی۔ یعنے اسکی حکمت بدرجۂ اولےٰ بندون کے پوشیدہ گناہون کو ظاہر کردیگی اور گنہگارونکو میدان محشر مین سخت رسوا ہونا پڑیگا۔

یوم تبلی السرائر کلہا — بان منکم کامن لا یشتہی

ترجمہ: راز مخفی جب عیان ہونگے تمام — خواہش دل کے خلاف اے نیکنام

شرح یعنے اللہ تعالےٰ کی حکمت اسدن معلوم ہوگی جبکہ کل چہپی ہوی چیزین ظاہر کردیجائینگی اور ایسے لوگوں کا ہر چہپا ہوا کام ظاہر ہوجائیگا جسکے ظاہر کرنے کو جی نہین چاہتا تہا اور دنیا مین جسکے آشکارا کرنے کی خواہش نہین کیجاتی تہی لا یشتہی صیغہ مضارع مجہول ہے اور کامن امر مخفی کو کہتے ہین اور یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے یوم تبلی السرائر الی الآخر الآیہ یعنے قیامت مین جبکہ چہپے ہوے گناہ ظاہر کردیے جائینگے تو آدمی کو انکے چہپانے رکہنے کی قوت نہوگی اور نہ کوئی مددگار ہوگا کہ جسکی مدد سے گناہ چہپ سکین یا عذاب سے نجات ہوجاے۔

چون سقوا ماء حمیما قطعت — جملۃ الاستار مما افظعت

ترجمہ: گرم پانی پردے سب کردیگا چاک — یعنے سے روز قیامت ہولناک

شرح یعنے جب گناہگارون کو گرم پانی پلایا جائیگا تو ان چیزون (گناہون) کے پردے جو آدمی کو رسوا کردینگی پہاڑ دیے جائینگے قطعت بصیغہ مجہول ہے اور جملۃ الاستار مفعول مالم یسم فاعلہ اور مما افظعت استار کا بیان ہے اور یہ شعر اس آیت کی طرف اشارہ ہے سقوا ماء حمیما فقطع امعاءہم یعنے دوزخیونکو ایسا گرم پانی پلایا

جائیگا جو انکی انتڑیون کو کاٹ ڈالیگا مولانا قدس سرہ نے بطور باطن انتڑیون سے بیزد کے گناہ مراد لئے ہین

	نار ازان آمد عذاب کافران	کہ حجر را نار باشد امتحان
ترجمہ	آگ ہے پہر عذاب کافران	پتھرون کے واسطے ہے امتحان

شرح یعنے کافرونکو آگ کا عذاب اسلئے دیا جائیگا کہ انکے دل بمقتضائے فہی کالحجارۃ او اشد قسوۃ پتھر کے مانند بلکہ اس سے بہی زیادہ سخت ہوا کرتے ہین اور پتھر کا امتحان بجز آگ کے اور کسی چیز سے نہین ہو سکتا کیونکہ آگ ہی ایسی شے ہے جو پتھر کو لاشے کردیتی ہے اسلئے قلبی مناسبت کے لحاظ سے کفار عذاب نار ہی کے قابل ہین انہین آگ مین ڈالکر اس بات کا امتحان لیا جائیگا کہ دیکہین انکے دل اب بہی پگہلتے ہین یا نہین کفر کی سختی بجز آگ کے اور کسی چیز سے زائل نہین ہو سکتی اسلئے کافرون کو وہی سخت عذاب دیا گیا ہے جو انکی سنگدلی کے لایق تہا۔

	این دل چون سنگ را تا چند چند	پند گفتیم و نمے پذرفت پند
ترجمہ	سخت دل والونکو تا ایام چند	پند کی لیکن نہین سنتے وہ پند

شرح بعض نسخون مین نرم گفتیم ہے۔ یعنے کفار کے دلون کو جو پتھر کے مانند سخت ہین اولیا نے مدتون نصیحت کے ذریعہ سے نرم کرنا چاہا مگر اسپر کسی نصیحت کا اثر نہوا کیونکہ پتھر آسانی سے نہین پگہلتے اسلئے اللہ تعالے نے انکو نصیحت دینے کے لیئے عذاب نار مقرر کردیا ہے کیونکہ انصاف کے یہ معنے ہین کہ سزا گناہ کے مطابق ہو۔

	ریش بد را دارو بد یافت رگ	مر سر خر را سزد دندان سگ
ترجمہ	جانتی ہے بد دوا زخمونکی رگ	ہین سر خر کے لیئے دندان سگ

شرح یعنے سڑے ہوئے زخم کی رگ (حقیقت) اسی دوا نے معلوم کرلی ہے جو خود سڑی ہوئی نہایت تیز اور بدبودار ہے۔ کیونکہ ایسے برے زخم کو ایسی ہی بری اور تیز دوا فایدہ کریگی۔ اور گدہے کا سر کتے ہی کے کہانے کے قابل ہے مطلب یہ کہ بد کی سزا بد ہے اور نیک کی جزا نیک۔ کفار چونکہ نہایت بد تہے اسلئے انکو آگ کا بدتر عذاب دیا جائیگا رگ دریافتن کسی چیز کی حقیقت معلوم کرنے کو کہتے ہین۔

	الخبیثات الخبیثون حکمت است	زشت را ہم زشت جفت و بایست است
ترجمہ	ہین برے بیشک برونکے واسطے	اور بدون کے دوست ہین جان لے

شرح یعنے برون کے لیئے برے پیدا کردینے خدا کی حکمت ہے کیونکہ برا برے کا جوڑا اور برے ہی کی لایق ہے لفظ بایست مخفف بایست ہے بمعنے لایق قرآن مجید مین ہے کہ برے برونکے لیئے ہین اور اچہے اچہون کے لیئے

	پس تو ہر جفتے کہ میخواہی بگیر	محو او باش و صفات او پذیر
ترجمہ	ہو بدونکا دوست یا اچہونکا تو	بہین آجائے گی بیشک اسکی خو

	نور خواہی مستعدّ نور شو	دور خواہی خویش بین و دور شو
ترجمہ	نور کا طالب ہے گر ہو محو نور	چاہیئے دوری تو رہ تو حق سے دور

شرح یعنے نیک نیکی کو پسند کرتے ہین۔ اور بد بدی کو۔ اب تو جسکو چاہیے اختیار کرلے چاہیے نیکی مین محو ہو جا اور نیکون کی صفات قبول کرلے چاہے بدی مین۔ اگر نور الٰہی کو چاہتا ہے تو ریاضت و مجاہدہ پر کمر باندہکر اُسکے حاصل کرنیکے لیئے تیار رہ اور اگر قرب ذات سے دور ہونا چاہتا ہے تو خود مین اور وصف انسانیت مین دور ہو جا

	ور ہمے خواہی ازین سجن خرب	سر مکش از دوست واسجد واقترب
ترجمہ	چاہیئے گر قید دنیا سے نجات	قرب حق کو ڈھونڈ لے آغوش صفات

شرح یعنے اگر تو اس سجن خرب (قید خانۂ ویران) یعنے دنیا سے باایان ہو کر جانا چاہتا ہے تو سجدہ کر اور قرب الٰہی ڈھونڈ خرب یعنے خراب شدہ و ویران ہے اور دوسرے مصرعہ کا اختتام جزو آیت ہے۔

	سرکشان را این سراسر در عذاب	سر بنہ واللہ اعلم بالصواب
ترجمہ	سرکشوں پر حق کا ہوتا ہے عذاب	سر بندہ ہن۔ واللہ اعلم بالصواب
	این سخن پایان ندارد خیز زید	بر براق ناطقہ بر بند قید
ترجمہ	انتہا اوسکی نہیں ہے اوٹھ لے زید	کر براق ناطقہ کو اپنے قید

شرح پھر قصۂ زید کی طرف رجوع ہوا ہے یعنے مولانا گویا بلسان رسالت یہ فرماتے ہین کہ لے زید اپنی قوت ناطقہ کی براق کو روک لے اور راز غیبی کو ہرگز ظاہر نکر نکتہ باطنی طور پر اس قصۂ لقمان کے یہ معنے ہین کہ اللہ تعالےٰ نے عقل اور حواس ظاہری و باطنی اور قوائے جسمانی و نفسانی کو باغ وجود انسانی مین بہیجا تا کہ اعمال کے پہل لیکر حضور ذوالجلال مین حاضر ہون عقل معاد بہی اُنکے ساتہ گئی اس باغ مین آکر یہ سب غلبہ نفس امارہ کے سبب عقل کو دلیل سمجہنے لگے اور محبت دنیا اور اُسکے سامانون پر مائل ہوگئے اور لذات دنیوی سے خوب ہی کہین تان تا نکر سیٹہ بہرا جب اللہ تعالےٰ کے حضوری کا وقت آیا تو ان غلامون نے یہ سمجہا کہ ہم جہوٹ بولکر نجات پا جائینگے اسیلئے اُنہون نے پہلون کا کہانا یعنے لذائذ دنیا کا حاصل کرنا لقمان عقل کی طرف منسوب کر دیا حالانکہ اسکو خبر بہی نہ تہی (کیونکہ غلامان حواس ونفس نے عقل کو میوہ خواری کے وقت اپنے پاس ہی نہین آنے دیا تہا) عقل پر عتاب ہوا تب اُسنے کہا کہ یا اللہ مین اپنے ساتہیون کے باعث مصدر عتاب ہوئی۔ حالانکہ مینے لذائذ دنیوی کو ہرگز حاصل نہین کیا۔ مین اُنکے ساتہ فقط تیرا حکم بجالانے کے لیئے گئی تہی۔ تو عالم السر والخفیات ہے اب ہمارا امتحان مار سیم موت سے کر اور ہمکو سکرات موت کے جنگل مین دوڑا تا کہ ہمنے جو کچھ دنیا مین کیا ہے ظاہر ہو جاے چنانچہ اس امتحان سے عقل پہلون کے کہانے سے پاک نکلے اور وہ سب جہوٹے اور گنہگار ثابت ہوے

حکایت زید با پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم وجواب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم

ترجمہ: پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم اور زید کی حکایت اور آنحضرت کا جواب

ناطقہ چون فاضح آمد عیب را — مے دراند پردہائے غیب را

ترجمہ: ناطقہ کرتی ہے ظاہر عیب کو — پھاڑتی ہے پردہائے غیب کو

شرح یہ تمام حکایت بزبان سالت مولانا قدس سرہ کا مقولہ ہے اور پیغمبر کا زید کو جواب دینا مولانا نے حدیث کے لفظ الزم سے نکالا ہے اور مطلب شعر یہ ہے کہ چونکہ قوت ناطقہ عیب کی فضیحت درسوا کرنے والی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ غیب کے پردے بھی پھاڑ سکتی ہے کیونکہ غیب وعیب دونو چھپی ہوی چیزین ہوتی ہین اور ناطقہ ان دونو کو ظاہر کر سکتی ہے۔ پہلا مصرع دوسری کی تمثیل ہے بطور تفہیم۔

غیب مطلوب حق آمد چند گاہ — این دہل زن را بران بربند راہ

ترجمہ: غیب ہے مطلوب خالق چند گاہ — اس دہل زن کو ہنکا کر بند راہ

شرح یعنے اے زید بسا اوقات غیب (کسی چیز کو چھپائے رکھنا) مطلوب حق اور مرغوب الٰہی ہوتا ہے کیونکہ وہ ستار العیوب اور غفار الذنوب ہے پردہ دری کو پسند نہین کرتا۔ اسلیئے تو بھی متخلق باخلاق اللہ ہوکر پردہ دری کو پسند نہ کر اور اس ڈہول بجانے والے (ناطقہ) کو مار کر نکال دے اور طریق کلام کو بند کر۔

تنگ مران در کش عنان مستور بہ — ہرکس از پندار خود مسرور بہ

ترجمہ: کھینچ لے تو اپنے توسن کی لگام — تا رہے ہر شخص دل مین شاد کام

شرح پیغمبر فرماتے ہین کہ اے زید سمند کلام کو دوڑا کر نہ ہانک اور اسکی لگام کھینچ لے کیونکہ احوال غیب پوشیدہ ہی رہے تو بہتر ہے یا اسلیئے کہ جب تک غیب کا حال مستور رہیگا ہر شخص اپنے گمان وخیال سے مسرور رہیگا۔ نیک طالب جنت اور بد امید وار مغفرت رہینگے اور جب تو پردۂ غیب اٹھا کر ہر جنتی کو جنت مین اور دوزخی کو دوزخ مین اسکی آنکھ سے دکھا دیگا تو جنتی اسلیئے کہ دلی مقصد حاصل ہو گیا ہے طاعت الٰہی چھوڑ دینگے اور دوزخی اسلیئے کہ ہر حالت مین دوزخ ہی کا نوالہ بنین گے توبہ واستغفار کو بیکار سمجھین گے کیونکہ ہر شخص جیلہ کو بہت جلد قبول کر لیتا ہے

حق ہمی خواہد کہ نومیدان او — زین عبادت ہم نگردانند رو

ترجمہ: چاہتا ہے حق کہ ناامید بھی — اسکی طاعت مین گزارین زندگی

شرح لفظ ہم نومیدان سے متعلق ہے یعنے اے زید اللہ تعالےٰ یہ چاہتا ہے کہ گنہگار اور رحمت سے ناامید بندے بھی اسکی عبادت سے منہ نہ پھیرین اور جب تو ہنین انکا ٹہکانہ یعنے دوزخ دکھادیگا تو وہ عبادت کرنی چھوڑ دینگے اور اسکی رحمت سے ناامید ہو کر حد سے زیادہ سرکش اور نہایت سخت کافر ہو جائینگے۔

ہم مشرف در عبادت ہائے او — مشتغل گشتہ بطاعت ہائے او

ترجمہ: ایک مدت تک عبادت مین رہین — اور عابد حق کی طاعت مین رہین

شرح یعنے لے زید اللہ تعالے یہ بہی چاہتا ہے کہ جو لوگ اسکی عبادتون سے مشرف ہو رہی ہین وہ اور زیادہ طاعتون مین مشغول ہو جایئن اور جب تو انہین انکا ٹہکانا یعنے جنت دکہاویگا تو وہ آیندہ بامید ترقی درجات زیادہ طاعت کرنی چہوڑ دینگے اور جنت کے اسی مرتبہ پر قناعت کرلینگے جو انہین مل چکا ہے۔

ہم بامیدے مشرف می شوند — چند روزے در رکابش مے دوند

ترجمہ: خلق کو امید سے پہنچے شرف — اسکی خدمت مین رہین تا صف بصف

شرح یعنے لے زید اللہ تعالے یہ بہی چاہتا ہے کہ لوگ امید رحمت ومغفرت کے باعث مشرف بخلعت طاعات وعبادات ہون یعنے ثواب کی امید پر عبادت کرتے ہین اور چند روز یعنے موت کے دن تک رکاب طاعات مین دوڑتے رہین۔ اگر انکو اپنا حشر ونشر آج ہی معلوم ہو جائے گا تو طاعت چہوڑ بیٹہین گے

خواہد آن رحمت بتابد بر ہمہ — بر بد و نیک از عموم مرحمہ

ترجمہ: ہے یہ منشا رحمت خالق کا نور — نیک و بد سب پر کرے اپنا ظہور

شرح یعنے لے زید اللہ تعالے چاہتا ہے کہ رحمت کا ظہور ہر نیک و بد پر ہو کیونکہ اسکی رحمت عام ہے جو غضب پر غالب ہے اور یہ ظاہر ہے کہ رحمت بلا طاعت نازل نہین ہوسکتی بس تو نتیجہ یہ ہوا کہ لے زید اگر تو لوگون کے احوال عاقبت کو ابہی ظاہر کردیگا تو لوگ طاعت الہی چہوڑ دینگے۔ جسکے سبب رحمت حق نازل نہوگی۔

حق ہمے خواہد کہ ہر میر و اسیر — با رجا و خوف باشند و حذر

ترجمہ: مرضی حق ہے کہ ہر فرد بشر — ہو ہمیشہ با رجاؤ پر حذر

شرح یعنے اللہ تعالے یہ چاہتا ہے کہ ہر نیک و بد امید وبیم کی حالت مین رہے اور خدا کی عظمت سے ڈرے نیک اپنی عبادت پر مغرور نہو اور بد اپنے گناہون کے باعث ناامید نہو حذر بمعنے ڈرنیوالا صیغہ اسم فاعل بصیغت مشبہ

این رجا و خوف در پردہ بود — تا پس این پردہ پرورده بود

ترجمہ: اور رجا و خوف در پردہ رہے — یعنے زیر پردہ پرورده رہے

چون دریدی پردہ کو خوف و رجا — غیب را شد کر و فرے برملا

ترجمہ: جب نہو پردہ تو کہان خوف و رجا — غیب کا احوال ہوگا برملا

شرح یعنے لے زید یہ رجا و خوف پردے ہی مین رہتا ہے اور پردے ہی مین پرورش پاتا یعنے بڑہتا ہے جب تو نے غیب کے پردے پہاڑ دیئے تو خوف و رجا کہان رہا بلکہ اسوقت غیب کا سامان سب پر ظاہر ہو جائیگا

اور رجا و خوف و طاعت و عبادت سب جاتی رہیگی اسلیئے اسرار غیب کا چھپانا ہی فرض ہے۔

حکایت بعض نسخہ مین یہ سرخی نہین ہے مگر ہمارے نزدیک ہونی ضرور چاہیئے گزشتہ اشعار سے اسکی مناسبت آئندہ بیان ہوگی جس سے معلوم ہو جائیگا کہ بھیدکی باتونکا ظاہر کر دینا مناسب نہین ہوتا۔

	بر لب جو بر دو ظنی یک فتی	**کہ سلیمانست ماہی گیر ما**	
ترجمہ	نہر پر یہ اک جوان کی راے تہی	مچھلیون والے سلیمان ہین یہی	

شرح یعنے جب دیو نے حضرت سلیمان کی انگوٹھی چرالی اور آپ سلطنت سے الگ ہو کر مچھلیان پکڑنے لگے تو ایک نوجوان آدمی نے آپ کو نہر کے کنارے سے دیکھکر یہ کہا کہ شاید یہ مچھلیان پکڑنے والے وہی شخص ہین جو پہلے بادشاہ تہے۔کیونکہ انکے چہرہ پر سلطنت و نبوت کا رعب موجود تہا **فائدہ** حضرت سلیمان کی مچھلیان پکڑنیکا قصہ معتبر نہین ہے مگر مولانا قدس سرہ نے نتیجہ نکالنے کے لیئے مورخون کی نقل اور شہرت کا اعتبار کیا ہے۔

	گر و لیست این از چہ فرد ست و خفیست	**ورنہ سیماے سلیمانیش چیست**	
ترجمہ	گر وہی ہین تو ہین مخفی کس لیئے	ورنہ شاہی کی علامت چاہیئے	

شرح یعنے اُس نوجوان نے اپنے دل مین یہ خیال کیا کہ اگر یہ مچھلی پکڑنیوالا سلیمان ہی ہے تو تنہا اور پوشیدہ حالت مین کیون ہے اور اگر سلیمان نہین ہے تو علامت سلیمانی نشان بادشاہی اسکے چہرہ سے کیون ظاہر ہے

	اندرین اندیشہ مے بود او دو دل	**تا سلیمان گشت شاہ مستقل**	
ترجمہ	نوجوان تہا اس سے حیران و دو دل	ہوگئے پہر آپ شاہ مستقل	
	دیو رفت از ملک و تخت او گریخت	**تیغ بختش خون آن شیطان بریخت**	
ترجمہ	دیو بہاگا انکے ملک و تخت سے	ہو گیا قتل انکی تیغ بخت سے	

شرح یعنے وہ نوجوان شخص اپنے دلمین متردد و متفکر رہا یہان تک کہ حضرت سلیمان پہر بادشاہ ہو گئے اور دیو انکے تخت سے اُتر کر بہاگ گیا اور سلیمان کے بخت بلند کی تلوار نے اُس شیطان یعنے دیو پلید کا خون کر دیا۔

	کرد در انگشت خود انگشتری	**جمع آمد لشکر دیو و پری**	
ترجمہ	ہاتہہ مین لی اپنے انگشتری	سب مسخر ہو گئے دیو و پری	
	آمدند از بہر نظارہ رجال	**درمیان شان آنکہ بد صاحب خیال**	
ترجمہ	اور زیارت کے لیئے آئے رجال	انہین تہا وہ مردم صاحب خیال	
	چون در انگشتش بدید انگشتری	**رفت اندیشہ و گمانش یکسری**	
ترجمہ	دیکھ لی جب انکے پاس انگشتری	ہوگیا اندیشہ سے اپنے بری	

شرح یعنے سلیمانؑ نے جب پھر انگوٹھی پہن لی اور تمام دیو و پری پھر اُنکی لونڈی غلام بنگئے تو بہت سے آدمی اُنکی زیارت کے لیئے آئے اُنمین وہ نوجوان بھی تھا جسنے آپ کو نہر پر مچھلیان پکڑتے دیکھا تھا جب اس جوان نے سلیمانؑ کے ہاتھ مین انگوٹھی دیکھہ لی تو اُسکا پہلا وہم و گمان سب جاتا رہا اور یقین ہوگیا کہ وہ ماہی گیر یہی سلیمان تھے **نکتہ** اِس حکایت مین فقط اس بات کی تمثیل ہے کہ جب حقیقت کھلجاتی ہے تو پہلا گمان اور وہم مٹ جاتی رہتی ہین جیسا کہ یہ جوان پہلے گمان کیا کرتا تھا کہ مچھلیان پکڑنے والے شاید سلیمان ہین جب فی الواقع انگو دیکھہ لیا تو وہ گمان جاتا رہا اسے زید اسیطرح جب احوال حشر و نشر لوگ دیکھہ لینگے تو اُنکو مغفرت اور ترقی درجات کا گمان اور اُمید جاتی رہیگی اور عبادت چھوڑ دینگے اسوقت ہر شخص یہ گمان کر رہا ہے کہ میری روح جو سلیمان وقت ہے دریائے عرفان سے ماہی عشق الٰہی کا شکار کر رہی ہے لیکن اگر جان کو حشر و نشر اور اپنے اعمال کی حقیقت معلوم ہوجائے تو پہلا گمان جاتا رہے اور گنہگار اسلیئے عمل کرنا چھوڑ دین کہ وہ مغلوب دیو ہو چکے ہین اور اُنہون نے اپنا برا اُٹھکانا دیکھہ لیا ہے اور مومن اسیلئے کہ اُن کے مدارج کے ترقی محدود ہوگئی ہے یہ اس حکایت کے باطنی معنے ہین

وہم آن گاہست کو پوشیدہ است — **این گمان خود از پئے نادیدہ است**

ترجمہ وہم جبتک ہے کہ وہ پوشیدہ ہے — اور گمان سارا پئے نا دیدہ ہے

شرح یعنے نجات و مغفرت کے ہوتے نہوتے کا وہم اُسیوقت تک ہے جب تک کہ عالم غیب پوشیدہ ہے اور کسیکے جنتی یا دوزخی کا گمان اسیلیئے ہے کہ غیب کے کارخانہ کو کسی نے نہین دیکھا اگر یہ پردۂ غیب اُٹھہ جائے تو سارا جہان درہم و برہم ہو جائیگا اور اُمید و بیم کچھہ نہ رہے بعض نسخون مین این تحری از پئے نادیدہ است ہے یعنے تحری کعبہ اُسحالت مین جائز ہے کہ کعبہ سامنے نہو ورنہ جب کعبہ سامنے آجاتا ہے تو تحری باطل ہوجاتی ہے اے زید اسیطرح غیب کے سامنے آنے سے اُمید و بیم اور ایمان بالغیب جاتا رہتا ہے۔

چون خیال غائب اندر سینہ رفت — **چونکہ شد حاضر خیال از سینہ رفت**

ترجمہ سینہ مین رہتا ہے غائب کا خیال — جب ہوا حاضر نہین رہتا وہ حال

شرح یعنے غائب چیز کا خیال دل مین بکر عظیم الشان ہوجاتا ہے اور جب وہ غائب شئے حاضر ہوگئی تو اسکا خیال بالکل نہین رہتا اسیطرح جنت کی اُمید اور دوزخ کا ڈر اسیلیئے عظیم الشان ہے کہ جنت و دوزخ آنکھون سے غائب ہین اگر سامنے آجائین تو اُمید و بیم کچھہ نہ رہے اور لوگ طاعت و عبادت اور توبہ استغفار سب چھوڑ دین

گر سمائے نور بے بارید نیست — **ہم زمین تار بے بالید نیست**

ترجمہ گر نہین بے بارش رحمت سما — کب زمین رہتی ہے بے نشو و نما

شرح بارید یا بالید حاصل بالمصدر ہین اور نیست کلمۂ مستقل ہے بمعنے نفی یعنے اگر آسمان نور بے بارش نہین ہے

بلکہ آسمان سے پانی برستا ہے تو زمین ہی بے نشو و نما نہین ہے اُسکا برسنا ضروری ہے اور اُسکو نشو و نما ضروری نیز ممکن ہے کہ یہ لفظ بارید گی و بالیدگی ہو ۔ مطلب یہ کہ جسطرح بارش مستلزم نشو و نما ہے اسیطرح غیب مستلزم ایمان ہے اگر غیب نہو بلکہ شہود ہوجاے تو اُمید و بیم کچہ نہ رہے اور ایمان بالغیب باطل ہوجائے ۔

	گرچہ ہست اظہار کردن ہم کمال	میرہاند جانہا را از خیال
ترجمہ	گرچہ ہے اظہار بہی اُوسکا کمال	دل سے جاتے رہتے ہیں فاسد خیال
	لیک یک در صد بود ایمان بغیب	نیک دان و بگذر از تزویر و ریب
ترجمہ	ہے بھلا سو مرتبہ ایمان غیب	غور کر اور چھوڑ دے تزویر و ریب

شرح یہ دونو شعر قطعہ بند اور زبان رسالت سے مولانا کے مقولے ہین یعنے رسول اللہ فرماتے ہین کہ اے زید اگرچہ غیب کا ظاہر کردینا ہی کمال ہے کیونکہ یہ اظہار خیال حشر و نشر سے جسکو لوگ موہوم سمجھتے ہین نجات دلوادیتا ہے لیکن ایک ایمان بالغیب سو ایمان بالشہود کے برابر ہے یعنے ایمان بالغیب کامل تر ہے اسیلئے حضرت علیؓ نے فرمایا ہے لَوْ كُشِفَ الْغِطَاءُ لَمَا ازْدَدْتُ يَقِيْنًا (یعنے اگر غیب کے پردے کہولدیئے جائین تو میرا ایمان بالغیب جو اسوقت ہے کچہ زیادہ نہ بڑہے) دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ اے مخاطب ایمان بالغیب کے معنے اچھی طرح سمجہ اور مکر و شک کو چھوڑدے یعنے بیشک ایمان بالغیب کامل تر ہے ۔

	یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ مے باید مرا	زان ببستم روزن فانی سرا
ترجمہ	یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ ہے مجکو پسند	ہے جہروکا اسلئے دنیا مین بند

شرح یہان سے بزبان قدرت مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے یعنے اللہ تعالے فرماتا ہے کہ چونکہ مجھے ایمان بالغیب پسندیدہ ہے اسیلئے اس فانی سرا (دنیا) کا جہروکہ یا روشندان بند کردیا ہے تاکہ دنیا مین عقبےٰ کا مشاہدہ نہوسکے اور مرتبۂ مومن و کافر کی تمیز نہو ۔ روزن سے مشاہدۂ غیب مراد ہے

	چون شگافم آسمان را در ظہور	چون بگویم هَلْ تَرٰی مِنْ فُطُوْر
ترجمہ	آسمانی راز کا گر ہو ظہور ❊	کیون کہون مین هَلْ تَرٰی فِیْهَا فُطُوْر

شرح پہلے مصرع مین چون حرف شرط ہے اور دوسرے مین بمعنے استفہام ۔ یعنے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اگر مین آسمان کو عالم ظہور (دنیا) ہی مین چیر دیتا اور اسرار غیب ظاہر کردیتا تو قرآن مجید مین یہ کیون کہتا کہ هَلْ تَرٰی مِنْ فُطُوْر یعنے اے دیکھنے والے کیا تجہے آسمان مین کوئی شگاف نظر آتا ہے ؟ بلکہ ہرگز نہین آتا یعنے اس آیت کے یہ معنے ہین کہ قیامت سے پہلے آسمان مین شگاف نہوگا اور اسرار پوشیدہ ہرگز ظاہر نکیے جائینگے کیونکہ مجھے ایمان بالغیب پسند ہے ۔ اگر دنیا مین عالم غیب کو ظاہر کرنا منظور ہوتا تو آیت مذکورہ نازل نہوتی ۔

	تا درین ظلمت تحری گسترند		ہر کسے رو جانبے مے آورند
ترجمہ	تا اندھیرے میں کریں کچھہ جستجو		اور پھیرے ہر کوئی منہ ایک سو

شرح یعنے عالم غیب کا چھپانا اسلیئے مطلوب ہے تاکہ اس ظلمتکدۂ دنیا مین لوگ طلب حق کی کوشش کرتے رہین پردہ اُٹھہ جائیگا تو طلب حق باطل ہوجائے گی اور لوگ اپنے مراتب اور مقام دیکھکر طاعت اور طلب حق چھوڑ دینگے تو کشف العطا رتعطلت الشرائع یعنے اگر پردہ اُٹھہ جائے تو شریعتین باطل ہوجائین اس سے یہ مقصود ہے کہ ہر شخص اپنے خاص مطلب کی طرف توجہ کرتا رہے بعض زائد تحری کے باعث ایمان کامل کے ساتھ مشرف ہون اور بعض ناقص تحری کے سبب ضعیف الایمان اور بعض بالکل کافر ہین اور اسما کی تاثیر مثلاً ہادی اور مضل کا اثر ظاہر ہو۔ کیونکہ اگر پردہ پھٹ جائے تو دوزخ کے خوف اور جنت کی خواہش کے سبب ہر شخص ایمان کی طرف متوجہ ہوجائے اور یا مضل کا ظہور کہین نہو حالانکہ اللہ تعالےٰ کو یہ منظور نہین ہے کیونکہ جنت و دوزخ اُسکی مخلوق ہے اور اُسے دونونکا پیٹ بھرنا ہے

	مدتے برعکس باشد کارہا		شحنہ را دزد آورد بر دارہا
ترجمہ	مدتون تاکار تعلق الٹا رہے		اور شحنہ چور سے ڈرتا رہے

شرح یعنے عالم غیب کا چھپانا اس اظہار حکمت کے لیئے ہے۔ کہ دنیا مین ایک مدت (یعنے وقوع قیامت) تک اقوال اور افعال معکوس رہین۔ نیک بدون سے مغلوب اور حق باطل مین پنہان رہے اور وحدت کثرت مین مخفی ہے اور چور کو توال کو سولی دیتے رہین یعنے ناقصین کاملین کو ستاتے رہین۔ کیونکہ اسمین نیکون اور اہل حق اور موحدون اور کاملین کو ثواب دینا منظور ہے۔ اور یہ انتظام اسلیئے پسند ہے کہ اسماء کے تاثیر کا ظہور متحقق ہوتا ہے۔ البتہ قیامت کے دن یہہ دنیوی معکوس حالت خود معکوس ہوجائیگی۔ یعنے اگر کسینے کسیکو ستایا ہے تو ستانے والے سے بدلہ لیا جائے گا اور غالب کو مغلوب کردیا جائے گا۔

	تا کہ بس سلطان عالی ہمتے		بندۂ بندہ خود آید مدتے
ترجمہ	تاکہ جو سلطان ہین عالی مقام		وہ رہین اپنے غلامون کے غلام

شرح یعنے عالم غیب کو چھپانا اسلیئے مطلوب ہے تاکہ بہت سے عالی ہمت بادشاہ (اولیا و صلحا) ایک مدت تک اپنے غلامون (کافرون) کے غلام ہوکر رہین۔ اگر پردہ غیب اُٹھہ جاتا تو کافر صلحا کے مرتبہ کو دیکھکر اُنہین زبردستی غلام نہ بناتے اور صلحا کفار کی اذیتین اُٹھاکر ثواب حاصل نہ کرسکتے۔ اولیاء اللہ نے اپنے غلامون کے غلام اسصورت سے ہین کہ وہ لوگ (کفار) جو کل محشر مین اُنکے آگے غلام سے بھی زیادہ ذلیل ہونے والے ہین آج اولیاء اللہ کو اپنا غلام بنالیتے ہین مثلاً حضرت بلال رض اور سلمان فارسی رض اور صہیب رض

دنیا مین کفار کے غلام تھے مگر قیامت مین کفار انکے رو برو غلامون سے زیادہ ذلیل ہونگے۔

بندگی در غیب آید خوب وکش	حفظ غیب آید در استعبا و خوش
ترجمہ: بندگی غیبت مین بیشک خوب ہے	اور حفظ غیب خوش اسلوب ہے

شرح یہ شعر ایمان بالغیب کی فضیلت پر دلیل ہے اور لفظ کش بمعنے بہتر ہے اور استعباد بمعنے عبودیت کیلیے بندہ بننا مطلب یہ کہ بندگی وطاعت جسقدر غیبت مین آقا کو پسند ہے اُسقدر حضور مین پسند نہین۔ اور بندہ بننے کی حالت مین حفظ غیب (آقا کی غیبت مین اسکے حقوق کی نگہبانی) نہایت اچھی صفت ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالے کو ایمان بالغیب پسند ہے اور حدیث تعبدوا اللہ کانک تراہ یعنے اے مخاطب خدا کی عبادت اسطرح کر گویا تو اُسے دیکھ رہا ہے) کے یہ ہین کہ خدا کو غائب جانکر اُسکے حدود اور اپنے مراسم عبودیت کی حفاظت کرنی چاہئیے اور اسی لیے ملائکہ کی تسبیح سے انسان کی تسبیح ثواب مین زیادہ ہے اور یہی باعث کہ جس انجمن مین ذکر الٰہی ہوتا ہے فرشتے اُسکو گھیر لیتے ہین۔

کو کہ مدح شاہ گوید پیش او	با کہ در غیبت بود او شرم رو
ترجمہ: ایک حاضر ایک غائب مدح گر	فرق ہے دونو مین اے کان ہنر

شرح یعنے کہان وہ شخص جو اپنے بادشاہ کی تعریف اُسکے روبرو کرے اور کہان وہ جو غیبت مین اُس سے خوف رکھے شرماتا ہے۔ اور بازپرس کے خوف یا سزا کی شرم سے اُسکے حقوق کی حفاظت کیا کرے ان دونون مین بہت بڑا فرق ہے اور غائب حاضر سے اچھا ہے اسیطرح ایمان بالغیب بھی ایمان بالشہادۃ سے بہتر ہے

قلعہ دارے کز کنار مملکت	دور از سلطان و سایہ سلطنت
ترجمہ: سلطنت سے دور ہے اک قلعہ دار	مملکت کے سایہ سے ہے بر کنار
پاس دارد قلعہ را از دشمنان	قلعہ نفروشد بمال بیکران
ترجمہ: دشمنون سے اُسکو رکھتا ہے نگاہ	اور لالچ سے نہین ہوتا تباہ
غائب از شہ در کنار ثغرہا	ہمچو حاضر او نگہدارد وفا
ترجمہ: بادشہ سے گو وہ غائب ہوگیا	صورت حاضر مگر ہے باوفا
نزد شہ بہتر بود از دیگران	کہ بخدمت حاضر اند و جانفشان
ترجمہ: دوسرون سے ہے وہ بہتر بیگمان	جو حضوری مین ہین اکثر جانفشان

شرح یہ چارون شعر قطعہ بند ہین جنمین ایمان بالغیب کی تفصیل کو بطور تمثیل بیان کیا گیا ہے یعنے ایک ایسا قلعہ دار جو سرحد سلطنت اور بادشاہ سے دور رہکر دشمنون سے قلعہ کی نگہبانی کرے اور اُسکو بیچ نہ ڈالے

اور بادشاہ کی آنکہہ سے اوجہل ہوکر اطراف سرحد مملکت مین وفاداری کو نگاہ رکہے وہ بادشاہ کے نزدیک حاضر باش نوکرون اور دیگر جان نثارون سے بہتر ہے۔ اسیطرح ایمان بالغیب ایمان بالمشاہدہ سے اچہا ہے نکتہ باطنی طور پر قلعدار سے روح یا عقل اور قلعہ سے بدن مراد ہے اگر روح قلعۂ بدن کو مال بیگران (لذت دنیوی) کے بدلے مین نہ بیچیگی تو مقبول الٰہی ہو جائیگی۔ ورنہ خائن اور مردود بارگاہ رہیگی۔ ثغر عربی لفظ ہے بمعنے سرحد مملکت یعنے کسی بادشاہ کے ملک کا انتہائی حصہ۔ جہان سے دوسرے کی حد شروع ہوجاتی ہے۔

پس بغیبت نیم ذرہ حفظ کار — بہ کہ اندر حاضری زان صد ہزار

ترجمہ: خدمت غائب جو با اسلوب ہے — حاضری سے لاکہہ درجہ خوب ہے

شرح یعنے غیبت مین آدہے ذرہ کی برابر خدمت وطاعت کی حفاظت کرنی حالت حضور مین لاکہہ بار حفظ طاعت وخدمت سے بہتر ہے۔ اسکی دلیل آیندہ شعر مین مذکور ہے۔

طاعت و ایمان کنون محمود شد — بعد مرگ اندر عیان مردود شد

ترجمہ: طاعت و ایمان اب محمود ہے — اور بعد مرگ سب مردود ہے

شرح یعنے ایمان وطاعت صرف اسیوقت (عالم دنیاہی مین) مقبول ہے۔ مرنے کے بعد حالت عیان (یعنے عالم شہود) مین مقبول نہین ہے۔ اللہ تعالےٰ ایسے ایمان کو قبول نہین کرتا جو غیب کے کارخانہ دیکہنے کے بعد حاصل ہو۔ کیونکہ ایمان یاس (مشاہدہ عالم غیب سے خوف کہا کر ایمان لانا) ہرگز مقبول نہین ہوتا۔ قرآن مجید مین ہے يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا یعنے جسدن ہماری بعض نشانیان (موت یا مغرب کی طرف سے آفتاب کا نکلنا) آجائینگی تو کسی شخص کو اسکا ایمان لانا نفع نہ دیگا۔ نیز حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہین کہ مین اوس شخص کے ایمان سے تعجب نہین کرتا جو پیغمبر کے معجزے دیکہکر ایمان لایا ہو۔ بلکہ تعجب اوس سے ہے جو بغیر دیکہے ایمان لائے۔ مومن صادق اوسیکا نام ہے جو ایمان بالغیب رکہتا ہو۔

چونکہ غیب و غائب و روپوش بہ — پس دہان بر بند و لب خاموش بہ

ترجمہ: غیب کا پوشیدہ رہنا ہے بہلا — بند کر لب کیون ہے یہ چون و چرا

شرح یعنے چونکہ عالم غیب اور غائب (حشر و نشر یا جنت و دوزخ) کا چہپا رہنا بہتر ہے اسلیئے اے زید اپنے منہ کو بند کرلے اور لب پر مہر خاموشی لگالے ورنہ خرابی عالم متصور ہے۔

اے برادر دست وادار از سخن — خود خدا پیدا کند علم لدن

ترجمہ: اے برادر تو رہا کر کم سخن — خود خدا دیگا تجہے علم لدن

شرح یہانتک آخر داستان تک مولانا کا مقولہ ہے یعنے اظہار اسرار سے ہاتہہ اوٹہالے یعنے مرشدان

کامل سے عالم غیب کی کیفیت نپوچھ اگر تو ریاضت و مجاہدہ کرتا رہیگا تو اللہ تعالےٰ تیرے دل مین خود علم لدنی والہامی ڈالدیگا کیونکہ حضرت علی سے یہ حدیث مروی ہے کہ علم باطن اسرار الٰہی مین سے ایک بہید ہے وہ جسکے دل مین چاہتا ہے ڈالدیتا ہے۔ اور جب عارف کو کشف باطن حاصل ہوجاتا ہے تو وہ معمولی اور ایمان بالغیب سے ایمان بالمشاہدہ کی طرف ترقی کرجاتا ہے۔

	پس بود خورشید را رویش گواہ	اَیُّ شَیءٍ اَعْظَمُ الشَّاہِدْ اِلٰہ
ترجمہ	مہر ذات مہر کا ہے خود گواہ	اور بڑا ہے سب گواہون سے آلہ

شرح یعنے جسطرح ذات آفتاب خود آفتاب کے وجود کی گواہ ہے اسیطرح ذات الٰہی اسکی ہستی اور واحدانیت کی تمام ہے۔ خدا کو دیکہا نہین مگر عقل سے پہچانا ہے اسلیئے ایمان بالغیب پر اکتفا اور قیل وقال سے قطع نظر کرنا چاہیئے دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ سب سے بڑا اور سچا گواہ کون ہے؟ اللہ تعالےٰ ہے جو اپنے مظاہر کی زبان حال سے اپنی وحدانیت کی گواہی دے رہا ہے۔ نیز یہ مصرع اس آیت کا اقتباس ہے قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَکْبَرُ شَہَادَۃً۔ قُلِ اللّٰہُ شَہِیْدٌ بَیْنِیْ وَبَیْنَکُمْ یعنے اے پیغمبر قریش سے کہدو کہ از روے شہادت کونسی شے بزرگتر ہے قریش یہ سنکر خاموش ہوگئے اللہ تعالےٰ نے جواب دیا کہ میرے تمہارے مابین خدا گواہ ہے جو سب سے برتر ہے یہ آیت اسوقت نازل ہوئی جبکہ قریش نے خدا کے معبود برحق ہونے پر پیغمبر سے گواہ طلب کیا تہا۔

	نے بگویم چون قرین شد در بیان	ہم خدا و ہم ملک ہم عالمان
ترجمہ	اس شہادت مین ہوئے کیون مشترک	ہمرہ حق اہل علم اور کل ملک

شرح لفظ نے مضمون سابق کی نفی بطریق ترقی ہے یعنے مولانا یہ فرماتے ہین کہ مین صرف یہی بتاکر خاموش نہین رہ سکتا کہ اللہ تعالےٰ اپنی وحدانیت کا خود سب سے بڑا گواہ ہے بلکہ یہ بہی کہتا ہون کہ اس گواہی مین خدا اور فرشتے اور اہل علم قرین یعنے شریک کیون ہین؟ خدا نے فرشتون اور عالمون کو شریک شہادۃ کیون کرلیا ہے؟ لفظ بیان یا تو بمعنے گواہی ہے یا بمعنے قرآن مجید۔ کیونکہ خدا کے ساتہ فرشتون اور عالمون کی گواہی قرآن کی آیت سے ثابت ہے اور اسکا آیت کا اقتباس آئیندہ شعر مین ہے۔

	یشہد اللّٰہ والملاک واہل العلوم	انہ لارب الّا من یدوم
ترجمہ	اہل علم اور سب فرشتے ہین گواہ	ہے ہمیشہ رہنے والا رب الٰہ

شرح یعنے خدا نے فرشتون اور اہل علم کو اسبات کا گواہ بنالیا ہے کہ معبود برحق اور رب العالمین وہی ہے جو ہمیشہ رہیگا۔ یہ اس آیت کا اقتباس ہے شَہِدَ اللّٰہُ اَنَّہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ وَاُولُوا الْعِلْمِ یعنے خدا اور فرشتے اور اہل علم گواہی دیتے ہین کہ بجز خدا کے کوئی معبود برحق نہین ہے یہان خدا کیساتہ فرشتون اور عالمون کی شرکت بیان ہوئی ہے اسکا کیا سبب ہے۔

چون گواہی داد حق کہ بود ملک | تا شود اندر گواہی مشترک

ترجمہ: حق کے آگے بے حقیقت ہے ملک | کیون گواہی مین ہوا ہے مشترک

شرح یہ شعر تقریر سوال کی دلیل ہے یعنے جبکہ خدا خود اپنی وحدانیت کا گواہ ہے تو فرشتے (اور اہل علم) کون ہین کہ اس گواہی مین شریک ہون غرضکہ یہ تینون شعر ملکر ایک مدلل سوال ہین اور اسکا جواب آئندہ شعر مین ہے۔

زانکہ شعشاع حضور آفتاب | بر نتابد چشم و دلہائے خراب

ترجمہ: ہے یہ باعث پیش نور آفتاب | ٹہر سکتی ہی نہین چشم خراب

چون خفاشے کو تف خورشید را | بر نتابد بگسلد اُمید را

ترجمہ: شپرہ کو تاب سورج کی نہین | توڑ دیتا ہے اُمیدین بالیقین

شرح یہان سے اُس سوال کا جواب شروع ہوتا ہے۔ یعنے اللہ تعالٰی نے وحدانیت کی گواہی مین فرشتون کو اسلئے شریک کیا ہے کہ ہر آنکھ آفتاب کے سامنے اگر اسکی روشنی اور چمک کی سہار نہین رکھتی مثلاً چمگادڑ کہ دھوپ کو ہرگز نہین سہارتا اور نظارۂ آفتاب کے متعلق اپنی اُمید کو توڑ دیتا ہے اسیطرح آفتاب وحدت کے پر انوار شہادت کو ہر کوئی نہین سمجھ سکتا۔ بلکہ کلام قدرت کے سمجھنے والے رجو لسان قدرت سے صادر ہوتا ہے) بہت کم ہین اسلئے فرشتون کو گواہ بنایا ہے کیونکہ عالم ملکوت تک پہنچکر فرشتونکی شہادت سننے والے اکثر ہین۔

پس ملائک را چو ما ہم یار دان | جلوہ گر خورشید را بر آسمان

ترجمہ: صورت انسان ملائک سر بسر | جلوہ گر ہین آسمان قرب پر

شرح لفظ ہم ملائک را کے متعلق ہے اور یار بمعنے دوست و مقرب اور دوسرے مصرع مین آ سببیہ ہے اور لفظ ما سے اولیا و علما مراد ہین یعنے اے مخاطب فرشتونکو ہی علمائے باعمل و نیکوکار کی طرح مقرب الٰہی سمجھ اور یہ یقین کرلے کہ فرشتے خورشید ذات ہی کے سبب آسمان پر جلوہ گر ہین مطلب یہ کہ فرشتے اور اہل علم باطنی ہم مرتبہ ہین اسلئے اللہ تعالٰی نے دونون کو وحدانیت کا گواہ بنایا ہے۔ صرف اتنا فرق ہے کہ اہل علم دوسرے کو تعلیم دیکر وحدانیت خدا کی گواہی دیتے ہین اور فرشتے از روے القار والہام نیز اہل علم کے گواہ بنانے کا بڑا سبب یہ ہے کہ فرشتون کی شہادت باطنی ہے جسکے معنے ہر کس و ناکس نہین سمجھ سکتا اسلئے اہل علم کو گواہ کیا ہے جنکی تعلیم عام ہے بعض نسخون مین پہلا مصرع اسطرح ہے۔ پس ملائک را چو ماہان باز دان ماہان جمع ماہ ہے بمعنے چاند چونکہ ہلال ہونے سے بدر ہونے تک اور بدر سے محاق تک چاند کی مقدار مین اختلاف ہوتا رہتا ہے اور اسیطرح فرشتون کے مراتب مختلف ہین اسلئے ماہ کو بصیغۂ جمع لانا صحیح اور فرشتون کے مراتب کی طرف اشارہ کررہا ہے۔ مطلب یہ کہ فرشتون کو چاندون کے مانند سمجھ جسطرح چاند سورج سے روشنی حاصل کرتا ہے

اسیطرح فرشتے آفتاب وحدت سے نور حاصل کرتے ہین اور یہ کہتے ہین کہ

کاین ضیا ما ز آفتابے یافتیم ... چون خلیفہ بر ضعیفان تافتیم

ترجمہ: ہمنے یہ خورشید سے پایا ہے نور ... اور ضعیفون پر ہمارا ہے ظہور

شرح یعنے فرشتے کہتے ہین کہ ہمنے آفتاب وحدت کے سبب روشنی حاصل کی ہے اور جسطرح آفتاب چاند پر اپنا نور ڈالتا ہے اسیطرح ہم ضعیفون (قلوب و عقول انسانی) پر نور وحدانیت ڈالتے ہین اور اسکی گواہی دیتے ہین اور ہماری مثال خلیفہ وقت یعنے بادشاہ کی سی ہے جسطرح وہ رعایا پر احسان کیا کرتا ہے اسیطرح ہم ضعیفون کو روشنی عنایت کرتے ہین۔ نیز خلیفہ سے پیغمبر اور صحابہ اور تمام علماء مراد ہو سکتے ہین جو وحدانیت کے سچے گواہ ہین اور قیامت تک رہینگے کیونکہ یہ لوگ خدا کے نائب ہین۔

چون سہ نو یا سہ روزہ یا کہ بدر ... مرتبہ ہر یک بود در نور و قدر

ترجمہ: ماہ نو ہے کوئی اور کوئی ہے بدر ... انمین ہے فرق مراتب فرق قدر

شرح یہان سے مولانا کا مقولہ ہے یعنے ایک دن کی یا تین روز کے یا پورے چاند کے مانند ہر فرشتے کا مرتبہ نور اور شرافت مین مختلف ہے۔ بعض فرشتے اکمل ہین بعض کامل۔ بعض نورانی بعض انور بعض شریف بعض اشرف۔ بعض نسخون مین ہر ملک دارد کمال و نور و قدر ہے۔ مطلب دونکا ایک ہے

ز اجنحہ نور ثلاث او رباع ... بر مراتب ہر ملک را آن شعاع

ترجمہ: نور کے پر تین ہین اور چار چار ... ہین فرشتونکے لئے ایسے نیک کار

شرح لفظ اجنحہ نور کی طرف اور نور ثلاث کی طرف مضاف ہے یعنے نور کے پرون کے سبب جو کسی فرشتے کو تین تین ملے ہین اور کسیکو چار چار علے قدر مراتب ہر فرشتے کو وہ نور وحدانیت دیا گیا ہے یہ اس آیت کا اقتباس ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ جَاعِلِ الْمَلٰئِکَۃِ رُسُلًا الی آخرہا۔ یعنے سب تعریف اُس خدا کے لیئے ہے جسنے فرشتون کو دو دو تین تین چار چار پر دیے ہین مولانا نے ان پرونسے نور کے پر مراد لیئے ہین جنسے فرشتے صحرائے معرفت مین اُڑتے ہین۔ مگر کسیکی اُڑان کم ہے کسیکی زیادہ۔ فرشتونکے فرق مراتب کی مثال ایندہ شعر مین ہے

ہمچو پرہائے عقول انسیان ... کہ بسے فرقست شان اندر میان

ترجمہ: جسطرح ہین عقل انسانی کے پر ... ہین انہی صورت ملائک سر بسر

شرح لفظ ہمچو گزشتہ شعر کے لفظ اجنحہ سے متعلق ہے یعنے فرشتون کی پر اسیطرح مختلف ہین جسطرح عقل انسانی کے پر کہ انمین بہتے تفاوت مراتب ہے انسانون مین بعض فقیہ ہین بعض کامل۔ بعض عارف بعض مجاہد بعض مشاہد۔ بعض محجوب اسیطرح فرشتون مین بعض عام ہین بعض خاص۔ بعض اولیا۔ بعض مقرب بعض مرسل [illegible]

پس قرین ہر بشر در نیک و بد ۔ آن ملک باشد کہ مانندش بود

ترجمہ: نیک و بد مین ہے قرین ہر بشر ۔ اک فرشتہ ملہم ہر خیر و شر

شرح یعنے جبکہ فرشتون کے مرتبے بہی مختلف ہین اور انسانون کے بہی تو نتیجہ یہ نکلا کہ نیکی بدی مین ہر شخص کا مصاحب ایکسا ایسا فرشتہ ہے جو نیکی بدی مین اُس شخص کے مانند ہوتا ہے نیکون کے ساتہ رحمت کے فرشتے ہوتے ہین اور بدون کے ساتہ عذاب کے۔ البتہ نیکی کا فرشتہ ایک نیکی کی دس لکہتا ہے اور بدی کا ایک کی ایک

چشم اعمش نور خور چون بر نتافت ۔ اختر اور ا شمع شد تا رہ بیافت

ترجمہ: مہر سے جس آنکھ کو پہنچے ضرر ۔ ہین ستارے اوسکے حق مین راہبر

شرح یہ شعر گذشتہ شعر بر نتابد چشم ود لہائے خراب کے متعلق ہے۔ یعنے جبکہ مریض چشم اور عام آدمی کو خورشید پر نظر ڈالنے یعنے اللہ تعالےٰ کی لسان قدرت یا فرشتون کے الہام اور القاء سے جو وحدانیت کی گواہی دیتے ہین راہ حق نہ ملی۔ تو ستارے یعنے اہل علم اُسکے لیئے شمع بنگئے جو وحدانیت کی تعلیم کرتے ہین اور یہی شہادت دے رہے ہین یہ حکمت تہی کہ اللہ تعالےٰ نے فرشتون اور اہل علم کو گواہ بنایا ہے

گفتن پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم مر زید را کہ این سر را فاش تر ازین مکن

ترجمہ: پیغمبر علیہ السلام کا زید سے یہ فرمانا کہ اس بہید کو اس سے زیادہ ظاہر نہ کرنا

گفت پیغمبر کہ اصحابی نجوم ۔ رہروان را شمع و شیطان را رجوم

ترجمہ: قول پیغمبر ہے اصحابی نجوم ۔ رہروونکو شمع شیطان کو رجوم

شرح یعنے پیغمبر علیہ السلام نے یہ فرمایا ہے کہ میرے اصحاب ستارون کے مانند ہین یعنے سالک شریعت و طریقت کے لیئے شمع ہین اور شیطان کے لیے تازیانہ اور شعلۂ آتش ہین۔ کیونکہ انہون نے میرے قرب سے اپنی اپنی استعداد کے مطابق نور خورشید حقیقی حاصل کیا ہے۔

ہر کسے را گر بُدے آن چشم و زور ۔ کہ گرفتے ز آفتاب چرخ نور

ترجمہ: ہر کسی کی آنکھ اگر اے پُرشعور ۔ دیکھ لیتی بے ضرر سورج کا نور

کے ستارہ حاجتستے اے ذلیل ۔ کہ بُدے بر نور خورشید او دلیل

ترجمہ: بے ضرورت تہے ستارے اے ذلیل ۔ نور پہ سورج کے کیون ہوتی دلیل

شرح یہ دو نو شعر قطعہ بند ہین اور اگر آفتاب سے مراد ذات ہے۔ تو ستارہ سے مراد انبیا ہین یعنے اگر ہر شخص شمس ذات سے استفادہ انوار اسرار و معارف کر سکتا تو رسولون کا بہیجنا غیر ضروری تہا۔ اور گر آفتاب سے مراد رسول ہین تو ستارون سے صحابہ اور تابعین و مشائخ اور اولیا و علما ہین۔ جو آفتاب ذات یا رسالت کے طرف

رہبر ہین۔ یعنے اگر ہر شخص کی آنکھون مین اتنی طاقت ہوتی کہ آفتاب ذات یا رسالت سے نور حاصل کر لیتا تو ستارون (اولیا و علمار) کی حاجت نہوتی اور وہ نور آفتاب ذات یا رسالت کی طرف رہبر نہوتے۔

ہیچ ماہ و اخترے حاجت نبود	کہ بدے بر آفتاب حق شہود
ترجمہ: کیا ضرورت تھی کہ انجم اور ماہ	آفتاب حق کے ہو جاتے گواہ

شرح شہود جمع شاہد ہے بمعنے گواہ۔ یعنے اگر ہر شخص آفتاب ذات سے بلا واسطہ نور حاصل کر لیتا تو کسی ماہ و اختر (نبی یا ولی یا عالم) کے پیدا کرنے کی ضرورت نہوتی اور وہ ہرگز آفتاب حق کے گواہ نہ ہوتے۔

ماہ میگوید بہ ابر و خاک و فے	من بشر بودم ولے یوحٰے الی
ترجمہ: ماہ کہتا ہے یہ ابر و خاک سے	ہون بشر وحی آتی ہے افلاک سے

شرح فے سایہ کو کہتے ہین اور ماہ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مراد ہین۔ یعنے چاند (ہمارے پیغمبر) ابر اور خاک اور سایہ یعنے اجسام ظلمانی (جنمین انس و جن بہی شامل ہین) کو مخاطب بنا کر یہ فرماتے ہین کہ مین بہی بشر ہی ہون مگر مجہ مین اتنی بات زیادہ ہے کہ مجہپر وحی نازل ہوتی ہے یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوحٰے اِلَیَّ نکتہ اس آیت مین اسطرف اشارہ ہے کہ بشریت اور استعداد انسانیت سب مین برابر ہے اسمین نبی ولی مومن کافر فاسق ساوے ہین مگر فضیلت ایمان اور ولایت و نبوت اور وحی و معرفت کا فرق ہے کافر اپنے کفر کے باعث مجسم تاریکی ہیں اور مومن اپنے ایمان کے باعث سراسر نور ہین۔

چون شما تاریک بودم در نہاد	وحی خورشیدم چنین نورے بداد
ترجمہ: میں تمھاری طرح سے تارک تھا	کر دیا ہے وحی نے پر اُجالا

شرح یعنے وہی چاند (پیغمبر علیہ السلام) یہ فرماتے ہین کہ اے لوگو مین بہی جبلت اور فطرت انسانی مین تمہاری طرح تاریک تہا لیکن مجہے آفتاب ذات کی بہیجی ہوی وحی نے منور کر دیا ہے۔

ظلمتے دارم بہ نسبت با شموس	نور دارم بہر ظلمات نفوس
ترجمہ: گو مین تیرہ ہون مقابل شمس کے	نور ہون تاریکی دل کے لئے

شرح شموس جمع شمس سے آفتاب ذات الٰہی مراد ہے اور اس ایک شمس کو بنظر کثرت اسمائے صفات شموس کہا گیا ہے۔ یعنے پیغمبر فرماتے ہین کہ مین بہ نسبت آفتاب ذات ظلمانی ہون کیونکہ مخلوق خالق کے مانند ہرگز نہین ہو سکتا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ وہ آفتاب ذات اور مین ماہِ رسالت اور یہ ظاہر ہے کہ چاند سورج کی بہ نسبت ظلمانی ہوتا ہے چنانچہ نور القمر مستفاد من نور الشمس مسلمہ مقولہ ہے مطلب یہ کہ مین آفتاب ذات کا بندہ ہون اور سینے چاند ہو کر آفتاب ذات سے جو نور حاصل کیا ہے اسکا افاضہ حسب استعداد مردم کرتا رہتا ہون جس سے

نفس کی تاریکیاں دفع ہوجاتی ہین اور انوار باطنی دلکو روشن کردیتے ہین

زان ضعیفم من کہ تابے آوری
کہ نہ مرد آفتاب انوری

ترجمہ اسلیئے ہو ہین ضعیف اے پُر حجاب
تو نہین رکھتا ہے تاب آفتاب

شرح ضعیف سے بشر مراد ہے یعنے پیغمبر فرماتے ہین کہ مین اسلیئے بشر کی صورت مین ہوکر افاضۂ انوار کرتا ہون کہ اےمخاطب تو آفتاب ذات سے روشنی حاصل کرنے کی تاب نہین رکھتا تو ایسا مرد نہین ہے کہ آفتاب ذات کے روبرو ہونے کی تاب لاسکے اسلیئے مین نائب حق ہوکر تجھپر انوار کا افاضہ کرتا ہون۔

ہمچو شہد و سرکہ در ہم بافتم
تا سوئے رنج جگر رہ یافتم

ترجمہ شہد و سرکہ ہو گیا ہون سر بسر
تا ملے رستہ سوے رنج جگر

شرح بافتن بمعنے بُننا یا مخلوط ہوجانا ہے لیکن یہان اس سے روحانیت و بشریت کے ساتھ امتزاج پانا مراد ہے یعنے پیغمبر فرماتے ہین کہ مین شہد و سرکہ کی طرح روحانیت و بشریت سے مرکب ہون اور ترکیب اسلیئے ہے تاکہ تمہارے اندرونی مرض کی طرف راہ پاجاؤن اور سکنجبین بنکر صفرائے خواہش دنیوی کو نکالدون اگر مین فقط سرکہ ہوتا تو تمسے پایا جاتا اور اگر صرف شہد ہوتا تو فائدہ نہ کرتا یعنے اگر مین صرف روحانی یا فرشتہ ہوتا تو تم میرے دیکھنے اور کلام سُننے کی تاب نہ لاسکتے اور اگر محض بشر ہوتا تو عامی آدمی سمجھکر مجھے رسول نہ مانتے مرض جگر سے مراد صفرا ہے اور صفرا کو سکنجبین دفع کرتی ہے

چون زعلت وارہیدی اے رہین
سرکہ را بگزار و میخور انگبین

ترجمہ جب مرض سے چھوٹ گیا تو کیجے جہد
چھوڑ دے سرکہ غذا کر اپنی شہد

شرح یہ مولانا کا مقولہ ہے یعنے اے گرفتار امراض باطنی جب تو نے بیماری (اخلاق ذمیمہ) سے صحت پالی تو سرکہ (بشریت) کو چھوڑ دے اور شہد (روحانیت) کو قبول کرلے۔ یعنے اخلاق ذمیمہ سے تائب ہونے کے بعد پھر بشریت کی طرف رجوع نہ کر بلکہ روحانی بننے کی سعی کر یعنی سرکہ نہ کہا بلکہ شہد کا استعمال کر

تخت دل معمور شد پاک از ہوے
بروے الرحمٰن علی العرش استوے

ترجمہ تخت دل جسکا ہے بے حرص و ہوے
ہے وہ مصداق علی العرش استویٰ

شرح یعنے روحانی ہوجانے کی حالت مین تیرے دل کا تخت ہوا و ہوس سے پاک ہوکر انوار الٰہی سے آباد ہوگا اور اُسپر اُس خدا کی تجلی ظاہر ہوگی جو عرش پر قائم ہے یا یہ کہ اسپر آیت الرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى کا مضمون صادق آجائیگا کیونکہ عارف کا دل عرش الٰہی ہوتا ہے **فائدہ** اس آیت کے یہ معنے نہین کہ اللہ تعالیٰ عرش پر اسطرح متمکن ہے جسطرح بادشاہ تخت پر بیٹھتا ہے بلکہ یہ مطلب ہے کہ باوجود عظمت اللہ تعالیٰ عرش پر بھی غالب ہے

حکم بر دل بعد ازین بیواسطہ | حق کند چون یافت دل این رابطہ

ترجمہ: حکم حق آئیگا پھر بے واسطہ | حق سے پا جائیگا جب رابطہ

شرح یعنے جب اللہ تعالےٰ سے دل اسقدر اتصال حاصل کرلیتا ہے کہ عرش الٰہی بنجاتا ہے تو اللہ تعالےٰ اُسپر بلا واسطہ معلومات ظاہری وحی یا الہام نازل کیا کرتا ہے اور ایسے دل والے کو رسالت یا ولایت کا مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے

این سخن پایان ندارد زید کو | تا دہم پندش کہ رسوائی مجو

ترجمہ: ہے یہ بے غایت کہاں ہین آج زید | تا کہوں رکھئیے زبانکو اپنی قید

نیست حکمت گفتن این اسرار را | چون قیامت میرسد اظہار را

ترجمہ: ہے بڑا اظہار ان اسرار کا | خود قیامت وقت ہے اظہار کا

شرح مولانا فرماتے ہین کہ اسرار و معارف کی باتین سب بے انتہا ہین اسکا طلب بس کر اور یہ بتا کہ اسوقت زید رضی اللہ عنہ کہان ہین تاکہ مین اُنسے از راہ خیر خواہی یہ کہون کہ اسرار کی تشہیر نہ کیجیئے اسوقت انکا اظہار حکمت سے بعید ہے بلکہ قیامت پر موقوف کیجیئے جو اظہار اسرار ہی کے لیئے بنی ہے اور جسدن بلا تکلیف اظہار اسرار خود بخود ظاہر ہو جائینگے

رجوع بحکایت زید رضی اللہ عنہ

ترجمہ: حضرت زید رضی اللہ عنہ کی حکایت کی طرف رجوع کرنا

زید را اکنون نیابی کو گریخت | جست از صف نعال و نعل ریخت

ترجمہ: زید کو اب تو نپائیگا کہین | سوے حق ہین وہ گریزان بالیقین

شرح یعنے اسکا طلب اب تو زید کو نہین پاسکتا کیونکہ وہ وجود موہوم سے بجانب حق گریز کر گئے ہین اور صف نعال بشریت سے نکلگئے ہین اور اُنہون نے اپنی خواہشات طبعی نفسانی کو جو نعل یعنے جوتی کی مانند ذلیل ہین دور کر دیا ہے

تو کہ باشی زید ہم خود را نیافت | ہمچو اختر کہ برو خورشید تافت

ترجمہ: زید کو اپنی نہین اب خود خبر | مہر کے آگے ہین تارے مستتر

شرح یعنے اسکا طلب تو ایسا کون ہے کہ زید کو معلوم کر سکیگا۔ بلکہ مجذوب ہو جانے کے باعث زید اپنے آپ کو خود بھی معلوم نہین کر سکتے کہ مین کون ہون اور کہان ہون بلکہ جسطرح سورج کے نکلنے سے تارے چھپ جاتے ہین اسیطرح زید جلوہ آفتاب وحدت مین فنا ہو گئے ہین یعنے اولیاء اللہ اور عارفان کامل غرق دریائے فنا ہو کر اپنے حال سے خود بیخبر ہو جاتے ہین۔ چنانچہ سعدی کا قول بالکل درست ہے ع کانرا کہ خبر شد خبرش باز نیامد

نے ازو نقشے بیابی نے نشان | نے کہے یابی براہ کہکشان

ترجمہ: اب نہین اُنکا کہین نقش و نشان | کاہ سے ہے پاک راہ کہکشان

شرح یعنے اب زید کا نقش و نشان بشریت اسطرح نہین ملتا جسطرح کہکشان کے رستہ مین تنکا نہین ملتا۔ لوگون نے چند ستارون کا نام کہکشان رکہدیا ہے حالانکہ کہکشان کے رستہ مین گہانس نہین ہے اسیطرح زید کا فقط نام ہی نام رہگیا ہے اور فی الواقع وہ وجود بشری سے نکلکر فنائے ذات ہوگئے ہین۔

شد حواس و نطق بے پایان ما	محو نور دانش سلطان ما
ترجمہ عارفونکا نطق اور اُنکا شعور	محو نور دانش حق ہے ضرور

شرح یعنے عارفون کے حواس ظاہری و باطنی اور قوت ناطقہ جو بے انتہا ہے سب نور علم الٰہی مین محو ہین یعنے حسب مضمون حدیث شریف خود اللہ تعالےٰ عارفون کی سماعت و بصارت و ادراک اور ہاتھ پانو بنجاتا ہے وہ اپنی قوتون سے کوئی کام نہین لیتے۔ اسمضمون کی دلیل اکثر جگہہ بیان ہوچکی ہے۔

حسہا و عقلہا شان۔ در درون	موج در موج لدینا محضرون
ترجمہ رہتی ہے الیسون کی حس اندرون	داخل موج لدینا محضرون

شرح۔ لفظ درون حس و عقل کے متعلق ہے۔ اور اول لفظ موج کے بعد مین نند محذوف ہے یعنے عارفین کے حواس دریائے شہود مین موجین مارتے ہین نیز ممکن ہے کہ در درون دوسرے مصرع سے متعلق ہو اور موج در موج لدینا کی صفت مقدم مانی جائے یعنے عارفین کی عقل اور حواس دریائے لدینا کے اندر جو موج در موج یعنے نہایت ذخار و بے پایان ہے حاضر ہین یعنی عالم حضور و شہود الٰہی مین ہین یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے اِنْ کَانَتْ اِلَّا صَیْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ جَمِیْعٌ لَّدَیْنَا مُحْضَرُوْنَ۔ ظاہری معنے یہ ہین کہ جب صور پہونکا جائیگا تو تمام مُردے ہمارے پاس حاضر ہوجائینگے اور باطنی طور پر صیحہ سے مراد جذبۂ واحدہ ہے۔ یعنے ہمارے ایک جذب کے سبب تمام عارفان کامل اپنے وجود موہوم اور مرتبۂ غیب سے نکلکر عالم شہود مین پہنچ جاتے ہین چنانچہ عارفین کامل کا یہی حال ہے کہ خودی سے گم ہوکر بجمیع صفات حاضر حضور رب العالمین رہتے ہین۔

چون شب آمد باز وقت بار شد	انجم پنہان شدہ بر کار شد
ترجمہ رات آئی آگیا پہر وقت بار	انجم پنہان ہوئے سب آشکار

شرح یعنے یہ قاعدہ ہے کہ جب رات آتی ہے تارے نکل آتے ہین اور جب آفتاب نکلتا ہے تو چہپ جاتے ہین اسیطرح جب آفتاب ذات نظرون سے غائب رہتا ہے تو بشریت کی شب تار آجاتی ہے اور حواس و عقل کے تارونکا ظہور ہوجاتا ہے۔ اور عارف ظاہری اوامر و نواہی مین مشغول ہوجاتا ہے جو باعث تکلیف و بار ہے۔ اور جب آفتاب ذات متجلی ہوجاتا ہے تو حواس و عقل کے تارے غائب ہوجاتے ہین شعر مین ذات کو آفتاب سے حواس کو تارون سے اور عالم بشریت مین آنے کو شب سے تشبیہ دیگئی ہے۔

خلق عالم جملگی بیہش شوند — پردہا بر رو کشند و بغنوند

ترجمہ: ہوتی ہے بیہوش خلقت سربسر — اور سو رہتی ہے چادر تان کر

شرح یعنے جب رات آتی ہے تو عالم بیہوش ہو جاتا ہے اور خلقت منہ پر کپڑا تان تان کر سو رہتی ہے مطلب یہ کہ عارف بشر طیکہ محو کلی نہوں جب ظلمت بشریت مین آجاتے ہین تو حق سے بیہوش ہو کر بشری کامون مین مشغول ہو جاتے ہین جو شان بشریت ہے چنانچہ اکثر انبیا و اولیا امور خانہ داری مین بہی مصروف رہے ہین۔

صبح چون دم زد علم افراشت خور — ہر کسی از خوابگہ برداشت سر

ترجمہ: ہو گئی جب صبح نکلا آفتاب — خوابگہ سے جاگ اٹھے سرمست خواب

بیہشان را داد حق ہوشہا — حلقہ حلقہ حلقہ ہا در گوشہا

ترجمہ: سارے بیہوشونکو ملجاتے ہیں ہوش — روبرو حق کے ہیں سب حلقہ بگوش

شرح یعنے جب صبح نمودار ہوتی ہے اور آفتاب نکل آتا ہے تو ہر شخص بستر خواب سے اُٹھہ کہڑا ہوتا ہے اور اللہ تعالے بیہوش کو ہوش بدیتا ہے اور ہر جماعت ہوش و خرد حاصل کرنے مین حلقہ بگوش یعنے مطیع حکم الٰہی ہو جاتی ہے۔ اسیطرح جب صبح تجلی آتی ہے اور آفتاب ذات متجلی ہوتا ہے تو ہر عارف خواب بشریت سے جاگ اُٹھتا ہے۔ اور خدا انہین ہوشیار کر دیتا ہے ظلمت بشریت جاتی رہتی ہے حلقہ حلقہ وہا کی ضمیر سے حال واقع ہوا ہے۔ اور لفظ حلقہ حلقہ حسب قاعدہ فارسی بمعنے جماعت ہا ہے

پای کوبان دست افشان در ثنا — نازنازان ربنا احییتنا

ترجمہ: وجد میں سب حق کی کرتے ہیں ثنا — قول سب کا ربنا احییتنا

شرح یعنے جسطرح لوگ صبحکو بستر سے اُٹھتے وقت خدا کی تعریف کیا کرتے ہین اسیطرح عارف ہوش مین آنیکے باعث نہایت قرب کے عالم مین خدا کی تعریف کرنے لگتے ہین اور نہایت درجہ فخر و ناز کے ساتہ یہ کہتے ہین کہ اے خدا شکر ہے تو نے ہمین زندہ کر دیا۔

آن جلود و آن عظام ریختہ — فارسان گشتہ غبار انگیختہ

ترجمہ: جسم کی کہال اور ساری ہڈیاں — تنگبیں گویا سوار ر ا ہ د ا ن

شرح یعنے وہ جسم اور ہڈیان جو رات کو عالم مین خواب مین بستر پر بیہوش پڑی تہین خدا کے ہوش دینے سے گہوڑے کا غبار انگیز سوار بنگئین مطلب یہ کہ وہ جسم و استخوان جو شب کو بیحس و حرکت تہے صبح کو چلنے پہرنے لگے اور انہین نئی زندگی ملگئی اسیطرح صبح تجلی الٰہی سے عارفون کو نئی زندگی ملجاتی ہے اور وہ اپنے تمام جسم اور سارے دل و جمیع قوے کے ساتہ خدا کی طرف متوجہ ہو جاتے ہین۔

جملہ آرند از عدم سوئے وجود — در قیامت ہم شکور و ہم کنود

ترجمہ: سب عدم سے آئینگے بسوئے وجود — کافر و مومن اٹھینگے اے ودود

شرح یعنے جسطرح قیامت کے دن شکر گزار و ناشکر گزار (مومن و کافر) کو عدم سے وجود کی طرف لے آئینگے اسیطرح اللہ تعالے نے صبح کے وقت سب کو بیہوشی سے ہوش مین لے آتا ہے اتنا فرق ہے کہ شکر گزار (مومن و عارف) کو بجز خدا کے اور ناشکر گزار (کافر و دنیا پرست) کو بجز دنیا کے اور کسی چیز کا ہوش نہین رہتا۔ کنود بمعنے کافر نعمت و ناشکر ہے

فائدہ چون شب آمد باز وقت بار شد سے لیکر یہانتک تمام اشعار کے دو معنے ہین **اول** بیان حال عارف جسکی شرح ہم ابہی لکہہ چکے ہین۔ دوم یہ کہ چون شب آمد سے حال عارف کو چہوڑ کر بیان حال قیامت کی طرف انتقال ہے اسصورت مین اشعار کے معنے یہ ہین کہ تمام خلقت نفخہ اولے کے بعد بیہوش ہو جائیگی اور جب صبح محشر اپنا جہنڈا بلند کریگی تو سب ہوشیار ہو جائینگے اور یہ کہتے ہوے میدان محشر کی طرف چلین گے رَبَّنَا اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ یعنے ای خدا تونے ہمین دو بار مارا اور دو بار زندہ کیا۔ اول ہم عالم عدم مین مردہ تہے پہر دنیا مین زندگی ملی اور پہر دنیا ہی مین موت آئی۔ بعدہ قیامت مین زندہ ہوے قیامت کے دن تمام گلے ہوے چمڑون اور ریزہ ریزہ ہڈیون مین جان ڈالی جائیگی اور تمام مردے عدم سے وجود کی طرف لائے جائینگے۔

سر چہ مے پیچی چرا نادیدۂ — در عدم زاول نہ سر پیچیدۂ

ترجمہ: حشر سے اب کیون تجکو انکار ہے — تو ازل سے تابع غفار ہے

شرح یہان سے منکر حشر جسمانی کا رد شروع ہوا ہے۔ یعنے اے منکر حشر مرنے کے بعد قیامت کے دن دوبارہ زندہ ہونے سے تجہے انکار کیون ہے تونے اسبات کو کیسے نہین دیکہا کہ اس سے پہلے ملک عدم مین تو خدا کے حکم سے سر نہین پہیر سکا تہا اور کلمۂ کن سے فوراً زندہ ہوگیا تہا۔ اسیطرح مر کر محشر کے دن بہی تو ضرور زندہ ہوگا اور اسکے حکم کی نافرمانی ہرگز نکر سکیگا کیونکہ تو جس طرح اُسکے حکم سے ایک بار زندہ ہوچکا ہے اسیطرح دوسری بار زندہ ہو جائیگا۔

در عدم افشردہ بودی پائے خویش — کہ مرا کہ بر کند از جائے خویش

ترجمہ: پہلے تہا تو ساکن ملک عدم — کہتا تہا اب کون اکہاڑیگا قدم

می نہ بینی صنع ربانیت را — چون کشید او موے پیشانیت را

ترجمہ: آنکہہ اٹہا کر صنع ربانی کو دیکھ — اُسنے کہینچا موئے پیشانی کو دیکھ

شرح افشردن بمعنے مضبوط کرنا اور گاڑنا ہے یعنے اے منکر حشر دنیا مین آنے سے پہلے تو نے ملک عدم مین اپنا قدم خوب مضبوط گاڑ رکہا تہا اور زبان حال سے یہ کہا کرتا تہا کہ مجہے اپنی جگہ (عدم) سے کون حرکت دیسکتا ہے ہرگز نہین دیسکتا۔ لیکن اے شخص تو اپنے خدا کی صنعت و قدرت کو نہین دیکہتا کہ پیشانی کے بال پکڑ کر تجہے عدم سے

وجود کی طرف کھینچ لیا ہے اسیطرح بروز قیامت وہ تمام معدومات کو موجود کردیگا اور سبکو اسکا حکم ماننا پڑیگا۔

تا کشیدت اندرین انواع حال	کہ بنوت در گمان و در خیال
ترجمہ آپ چکے ہین بجہیں ایسے ایسے حال	وہم مین جنکا نتہا ہرگز خیال

شرح انواع حال مین اضافت صفت لبو ے موصوف ہے بمعنے حالات متنوعہ۔ یعنے الخاطب تو اسکو کیون نہین دیکھتا کہ اللہ تعالےٰ نے بجھے طرح طرح کے حالات کی طرف کھینچا ہے اوّل عدم سے نباتیت کی طرف کھینچا پھر حیوانیت کی طرف پھر نطفہ ہونے کی طرف پھر نطفہ کو خون اور خون کو گوشت کے لوتھڑے کی طرف۔ پھر لوتھڑے کو ہڈیان اور ہڈیون کو گوشت عنایت کیا۔ پھر جان ڈالی۔ پھر برسون عالم طفلی مین رکھا۔ پھر جوان کیا پھر بوڑھا بنا دیا پھر موت بھیجی جبکہ اتنی حالتون مین تونے مجبور ہوکر خدا کے حکم کی تعمیل کی ہے تو کیا وہ بجھے مارنیکے بعد زندہ نہ کرسکیگا یا تو اسکے اس آخری حکم کو نہ مانے گا ہرگز نہین بلکہ بجھے طوعًا و کرہًا ضرور زندہ ہونا پڑیگا۔

این عدم او را ہمارہ بندہ ست	کارکن دیو سلیمان زندہ است
ترجمہ یہ عدم ہر وقت اسکا بندہ ہے	کام کر شیطان سلیمان زندہ ہے

شرح ہمارہ مخفف ہموارہ ہے بمعنے ہمیشہ یعنے الخاطب عالم عدم ہمیشہ محکوم اور مطیع حکم الٰہی ہے اُسکے کلمہ کُن کہنے سے ہر معدوم شئے فوراً موجود ہوجاتی ہے اسیطرح تو بھی مرنے کے بعد بالکل معدوم ہوکر فوراً زندہ ہوسکیگا۔ دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ اے دیو یعنی منکر حشر سلیمان یعنی بادشاہ حقیقی ہمیشہ زندہ رہنے والا اور حی القیوم ہے تو ہمیشہ اسکی طاعت و خدمت کرتا رہ اور حشر کا انکار نہ کر اور اسطرح اسکا مطیع رہ جسطرح دیو حضرت سلیمان کے مطیع رہتے۔ کیونکہ تیرا بادشاہ حقیقی فانی نہین ہے اسلیے اسکی خدمت فرض عین ہے

دیو مے ساز د جفان کالجواب	زہرہ نے تا دفع گوید یا جواب
ترجمہ کام تہا اُنکا جفان کالجواب	کیا مجال اُنکی کہ دے سکتے جواب

شرح یعنے دیو حضرت سلیمان کے لیئے بڑے حوض کے برابر پیالے بنایا کرتے تھے اور باوجودیکہ ایسے ایسے سخت اور شاق کام کرتے تھے۔ مگر حضرت سلیمان کے خوف سے اُنکی یہ مجال نہ تھی کہ چھوڑکر چلے جائین یا جواب دیدین اسیطرح کسیکو اللہ کے حکم کے دفع کرنے کی طاقت نہین ہے منکران حشر ہر طرح مطیع حکم ہین وہ منظور کرین یا نہ کرین مگر مرنیکے بعد حساب و کتاب کے لیئے ضرور زندہ کیئے جائینگے یہ اس آیت کا اقتباس ہے یعملون لہٗ ما یشاء من محاریب الی الاخر یا یعنے جن حضرت سلیمان کے لیئے محرابین اور تصویرین اور جنکا بنانا اُس زمانہ مین جائز تھا اور حوض کی برابر پیالے اور ایسی بڑی دیگین جو اپنی جگہ سے ہل نہ سکین بنایا کرتے تھے اور ہر وقت حضرت سلیمان کی خدمت مین حاضر رہتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ ازراہ سرکشی خداوند کی عبادت نہین کرتے وہ شیطانون سے بھی بدتر ہین۔

خویش را بین چون همی لرزی ز بیم — مر عدم را نیز لرزان بین مقیم

ترجمہ خوف سے ہر وقت جب لرزاں ہے تو — ہے یہی حال عدم اے نیک خو

شرح یعنے اے مقیم (عاقل و برجا ماندہ) اپنی حالت کو دیکھ جسطرح تو خوف موت سے کانپتا رہتا ہے اسیطرح عدم بھی حکم الہی سے ہر وقت لرزاں ہے اللہ تعالے ہر وقت عدم کے وجود اور معدوم کے موجود کردینے پر قادر ہے اور عدم ہر لحظہ اسکا مطیع ہے۔ یعنی اللہ تعالے ہر وقت معدوم کے موجود کرنے پر پوری قدرت رکھتا ہے

ور تو دست اندر مناصب می زنی — هم ز ترس است آنکه جانے می کنی

ترجمہ کوشش جاہ و مناصب اے غنی — خوف کے باعث سے ہے یہ جانکنی

شرح یعنے تو جو مراتب دنیوی حاصل کرنے اور مال کمانے مین مشغول ہے اسکا باعث خوف فقر و محتاجی ہے کہ تو اسقدر محنت کرکے اپنی جان کو ہلاک کیا کرتا ہے مگر چونکہ فقر حق کے جانب سے ہے تو خوف بھی حق ہی کی جانب سے ہوا اور نتیجہ یہ نکلا کہ جب تجھے دنیا طلبی کی حالت مین بھی جو خدا سے دور کرنے والی چیز ہے خوف خدا ہے تو کیا عدم کو خوف الہی نہوگا جو ہمیشہ مطیع حکم رہا ہے۔ بلکہ ضرور ہوگا۔ نیز ممکن ہے کہ آنکہ جانے می کنی بیان ترس ہو یعنے تو اہل دنیوی اس خوف سے کماتا ہے کہ ایکدن جان نکلجائے گی تو حسرت ہی حسرت رہجائیگی۔ پھر دنیا کے مزے اڑانے کون آئیگا۔ اور بال بچے بے سروسامان رہجائینگے۔ بس تو جب تجکو موت کا اتنا خوف ہے کہ دنیا کمانے مین بھی اس سے غافل نہین ہوتا تو کیا عدم کو خدا کا خوف نہوگا۔ ضرور ہوگا اور اسکے حکم سے فی الفور جامہ وجود پہن لیگا بعض نسخون مین ہم ز ترس آنکہ جانے می کنی اسی دوسرے معنون کی تائید کر رہا ہے

هر چه جز عشق خدای احسن است — گر شکر خواری ست آن جان کندن است

ترجمہ سچ تو یہ ہے ماسوائے عشق رب — گرچہ شکر ہے مگر ہے زہر سب

شرح لفظ جانکنی کی مناسبت سے مولانا قدس سرہ نے وعظ و نصیحت کی طرف انتقال فرمایا ہے یعنے اے طالب عشق خدا کے سوا جو سراپا احسن ہے دوسری چیز خواہ باعتبار ظاہر کیسی ہی اچھی اور شیرین ہو مگر عذاب جانکنی کے برابر ہے۔

چیست جان کندن سوی مرگ آمدن — دست در آب حیاتے نازدن

ترجمہ جانکنی کیا چیز ہے میل ممات — چھوڑ دینا شربت آب حیات

شرح یعنے جانکنی سے ہمارا مطلب کیا ہے؟ باطنی موت کی طرف آنا۔ یعنے دل کی موت جو غیر اللہ کی محبت سے حاصل ہوتی ہے اور چشمہ آب حیات (دریائے عشق الہی) مین نہ تیرنا بلکہ ماسوے اللہ کے عشق مین غوطے کھا کر ہلاک ہوجانا

خلق را دو دیده در خاک و ممات — صد گمان دارند در آب حیات

ترجمہ دیکھتے ہیں خاک کو جو میر تیا ... — آبحیوان سے ہین بالکل بدگمان

شرح ممکن ہے کہ اس شعر کے دو نو مصرعے الگ ہون۔ اور خاک و حمات سے لذات دنیویہ اور خواہشات فانیہ مراد ہون۔ اسوقت یہ مطلب ہے کہ خلقت کے دو نو دیدے لذات و شہوات کے اندر کھلے ہوے ہین اور عشق آلہی مین انہین ہزارون بدگمانیان ہین بعض نے اسکو ظنی یا وہمی بات سمجھ رکھا ہے اور بعض نے جنون نام رکھدیا ہے اسصورت مین دارند کا فاعل ضمیر ہے جو بجانب خلق راجع ہے یا یہ کہ دوسرا مصرع پہلے کی خبر ہے۔ یعنے خلقت کے دو دیدے جو خاک و حمات مین کھلے ہوے ہین آنجیات کو ظنی اور وہمی سمجھتے ہین اسوقت دارند کا فاعل دو دیدہ ہین

	جہد کن تا صد گمان گردد نود	شب برو ور تو بخسپی شب رود
ترجمہ	بدگمانی اپنی کم کر بد صفات	رات کو چل ورنہ پھر جاتی ہے رات

شرح یعنے ایمخاطب اسبات کی کوشش کر کہ تیری بدگمانیان سو سے نوّے رہجاوین یعنے روز بروز کم ہوتی جاوین یہ بات ریاضت و مجاہدہ سے حاصل ہوسکتی ہے جسکی بدولت اسرار غیبی نظر آنے لگتے ہین اور گمان کو مرتبۂ عین الیقین حاصل ہوجاتا ہے۔ دوسرے مصرع مین شب سے مراد دنیا ہے۔ یعنے دنیا مین رہکر سید ہا اور عشق آلہی کا رستہ اختیار کر اگر غفلت کی نیند سو جائیگا تو دنیا خود فنا ہونے والی ہے یہ خود تجھے چھوڑکر چلی جائیگی اور پھر حسرت ہی حسرت رہجائیگی۔ حدیث شریف مین ہے النّاسُ نِیَامٌ اِذَا مَاتُوا انْتَبَهُوا۔ یعنے آدمی غفلت کی نیند سو رہے ہین جب مرجاوینگے تب بیدار ہونگے۔ یعنے مرنے کے بعد آنکھین کھلین گی کہ ہم کسطرح کی غفلت مین محو تھے۔

	در شب تاریک جُو آن روز را	پیش کن آن عقل ظلمت سوز را
ترجمہ	ڈھونڈہ اندہیرے مین کہین اُس روز کو	سامنے لا عقل ظلمت سوز کو

شرح یعنے اندہیری رات (دنیا) مین اُس روز روشن (نور حق) کو ڈہونڈہ اور اپنی عقل (عقل معاد یا مرشد کامل) کو جو اندہیرے کے دفع کرنے والی ہے اپنا پیشوا اور رہبر بنا لے اِس سے تجھے جلوۂ نور حق نظر آنے لگیگا۔

	در شب بدرنگ بس نیکی بود	آب حیوان جفت تاریکی بود
ترجمہ	ہے شب بدرنگ بیشک نیکذات	یعنے تاریکی مین ہے آب حیات

شرح یعنے اس اندہیری رات (دنیا) مین بہت سی نیکیان (مرشدان کامل) موجود ہین کیونکہ آبحیوان تاریکی مین موجود اور اندہیری کا دوست ہے پس تو ایمخاطب تو مرشد کامل کی جستجو سے غافل نہ رہ اسی اندہیرے مین آبحیوان ملجائیگا یا یہ معنے ہین کہ بعض اسرار آلہی خصوصیت کیساتھ رات ہی کو معلوم ہوتے ہین۔ اسلیئے ایمخاطب تو رات کو عبادت کیا کر۔ اسصورت مین یہ اشعار نماز تہجد کی تاکید کے لیئے لائے گئے ہین۔

	سر ز خفتن کے توان برداشتن	با چنین صد تخم غفلت کاشتن
ترجمہ	خواب سے تو کب اُٹھا سکتا ہے سر	تخم غفلت بو دیا ہے کسقدر +

شرح یعنے باوجود اسقدر تخم غفلت بونے اور گناہ کاٹنے اور لذات پر مٹنے کے ہمین اُمید نہین کہ تو خواب سے سر اُٹھا سکیگا کیونکہ دنیا سے تجھے عبادت الٰہی کی فرصت ہی نہ ہوگی یہانتک کہ ایک روز غفلت ہی مین موت آجائیگی۔

	خواجہ خفت و دزد شب در کار شد		خواب مردہ و لقمہ مردہ یار شد	
	خواجہ غافل۔ چور ہے مصروف کار		خواب و لقمہ۔ دو نو مُردے دو نو یار	ترجمہ

شرح یعنے خواب غفلت بھی مردہ ہے اور لقمہ بھی مردہ ہے جب یہ دو مُردے تیرے مصاحب ہو گئے تو یہ سمجھ کہ دل کی موت آگئی۔ اور جبکہ تو انکی مصاحبت مین تو خود بھی مردہ ہوگیا یعنے خدا سے غافل رہا تو یہ جان لے کہ ایک بادی چور (شیطان) اپنا کام کر گیا۔ اور تجھے دوزخ مین جا گرایا۔

	ناریان خصم وجود خاکیند		تو نمے دانی کہ خصم تو کیند	
	خاکیون کے ہین عدو ناری تمام		تیرے دشمن کون ہین سن لے ہمام	ترجمہ

شرح یعنے اگر تو یہ نہین جانتا کہ تیرے باطنی دشمن کون ہین تو ہمسے سُن لے۔ تمام ناری (شیطان و شیاطین و خواہشات نفسانی) آدمیون کے دشمن ہین چنانچہ قرآن مجید مین جابجا تصریح ہے کہ شیطان و شیاطین آدمیون کے صریح دشمن ہین اور یہ دشمنی طبعی ہے کیونکہ شیاطین ناری ہین اور انسان خاکی۔

	ہمچنانکہ آب خصم جان اوست		نار خصم آب و فرزندان اوست	
	جسطرح ہے آب کو آتش سے لاگ		دیکھ لیجے آب کی دشمن ہے آگ	ترجمہ
	خصم فرزندان آب است و عدو		آب آتش را کشد زیرا کہ او	
	کیونکہ ہے وہ دشمن جان پُر شعور		آگ کو پانی بجھاتا ہے ضرور	ترجمہ

شرح ان شعرون مین انسان اور شیطان کی باطنی دشمنی کو آگ اور پانی کی ظاہری تمثیل مین بیان کیا گیا ہے یعنے آگ پانی کی بھی دشمن ہے۔ اور ان چیزون کی بھی جو پانی کی اولاد ہین یعنے پانی سے پیدا ہوئی ہین (مثلاً نباتات حیوانات و انسانات) آگ ان سب کی دشمن ہے اور سب کو جلا ڈالتی ہے اور اسیطرح پانی آگ کا دشمن ہے کہ اُسے بجھا دیتا ہے۔ غرضیکہ آگ اور پانی کی باہم دشمنی دو نو طرفون سے ہے۔ بس تو انکا طب جس طرح شیطان و شیاطین تیرے دشمن ہین اسیطرح تو انکا دشمن بنجا۔ ورنہ شیطان کی دشمنی اور اُس سے تیری دوستی تجھے ناری بنا دیگی۔

	کاندرو اصل گناہ و زلت است		بعد ازان این نار نار شہوت است	
	کیونکہ شہوت ہوتی ہے اصل گناہ		آتش شہوت ہے آگ اے روسیاہ	ترجمہ

شرح یعنے جب تو ظاہری آگ اور پانی کی دشمنی کو معلوم کر چکا ہے تو اب یہ بھی سمجھ لے کہ آگ سے ہماری مراد آتش شہوت نفسانی ہے جو اغوائے شیطانی سے پیدا ہوتی ہے اور یہی تمام گناہون کی اصل اور سبب ہے

رستہ سے قدم کو پھسلا دیتی ہے اِنکا مطلب اس دشمن سے بخوف نرہ ورنہ تیری لغزش تجھے دوزخ مین ڈالدیگی

	نار بیرونی بہ آبے بفسرد	نار شہوت تا بدوزخ مے برد
ترجمہ	آگ تو پانی سے بجھہ جاتی ہے یار	آتش شہوت ہے رہبر سوئے نار
	نار شہوت مے نیارامد بہ آب	زانکہ دارد طبع دوزخ در عذاب
ترجمہ	ہان بجھا سکتا نہین ہے اسکو آب	بلکہ ہے یہ آگ دوزخ کا عذاب

شرح یعنے یہ ظاہری آگ پانی سے بجھہ جاتی ہے لیکن خواہشات کی آگ پانی سے نہین بجھتی بلکہ آدمی کو دوزخ تک لیجاتی ہے اور جسطرح حسب مضمون ہل من مزید دوزخ کا پیٹ نہین بھرتا اسیطرح نار شہوت اور خواہشات کا پیٹ نہین بھرتا۔ اور عذاب دیتے ہین۔ دوزخ اور نار شہوت باہم مناسبت تامہ رکھتے ہین۔ کیونکہ یہی نار شہوت ومعاصی دوزخ مین آکے عذاب ہوجا ئیگی یا یہ کہ دوزخ عالم دنیا مین نار شہوت کے صورت مین مصور ہوگیا ہے۔ اسلیئے اُسکا اور اسکا عذاب ایکسان کیا معنے ایک ہی ہے حدیث مین آیا ہے حفت الجنۃ بالمکارہ وحفت النار بالشہوات یعنے جنت محنت ومشقت سی اور دوزخ خواہشون سے ڈہانکی گئی ہے۔

	نار شہوت راچہ چارہ نور دین	نورکم اطفاءُ نار الکافرین
ترجمہ	نار شہوت کا ہے چارہ نور دین	یہہ بجھا دیتا ہے نار کافرین

شرح نار شہوت راچہ چارہ سوال ہے اور نور دین اسکا جواب یعنے آتش خواہشات کا علاج کیا ہے؟ ہے سن لے دین وایمان کا نور ہے جسقدر یہ نور بڑہتا جائیگا اُسیقدر آتش شہوت بجھتی جائیگی کیونکہ اے مومنو۔ تمہارا نور کافرون شیطان ونفس وشہوات کی آگ کو بجھانیوالا ہے یہان اطفاء مصدر ہے بمعنے اسم فاعل بطور مبالغہ۔ یہ حدیث پہلے بھی نقل ہوچکی ہے کہ دوزخ کی طرف سے ایمان والون کو خطاب ہوگا کہ اے مومن تیرے نور نے میری آگ کو بجھا دیا ہے نیز یہ بھی صحیح حدیث مین ہے کہ الصَّلٰوۃُ نُورٌ علی الصراط یعنے نماز پلصراط کا نور ہے۔ اسلیئے نور ایمان یعنے نماز کی محافظت انسان کا سب سے پہلا فرض ہے

	چہ کشد این نار را نور خدا	نور ابراہیم را ساز اوستا
ترجمہ	ہان بجھاتا ہے اسے نور خدا	نور ابراہیم کو رہبر بنا

شرح یعنے اسکا مطلب اس آتش شہوت کو خدا کا نور بجھادیتا ہے تو ابراہیم علیہ السلام کے نور کو اپنا پیشوا بنا۔ اور اُنکی قدم بقدم چل یہ اسطرف اشارہ ہے واتبع ملۃ ابراہیم حنیفا۔ جسطرح اُنکے نور نے آگ کو بجھادیا تہا اُنکی تقلید سے جذبہ نور الٰہی تیرے نار شہوت کو بھی ضرور بجھادیگا۔ فائدہ نور سے عرفان اور اتباع شریعت کی روشنی مراد ہے جو باطنی اندہیرے کو دفع کرتی ہے اور نار شہوت کو بجھادیتی ہے

تا ز نار نفس چون نمرود تو ۔۔۔ وا رہد این جسم ہمچون عود تو

ترجمہ تا کہ نار نفس سرکش سے بچے ۔۔۔ ہو نجات اور آتش دوزخ بجھے

شرح یعنے نور ابراہیم (نور باطنی و توحید) کی تقلید اسلیئے واجب ہے کہ نفس نمرود صفت (سرکش و امارہ) کی آگ سے تیرا جسم جو عود کے مانند آتش دوزخ کے قبول کرنے کا مادہ رکھتا ہے نجات پا جائے۔

نار پاکان را ندارد خود زیان ۔۔۔ کے ز خاشاکے شود دریا نہان

ترجمہ آگ پاکون کو نہین دیتی زیان ۔۔۔ تنکے سے دریا نہین ہوتا نہان

شرح یعنے جسطرح تنکے دریا کو چھپا نہین سکتے اسیطرح پاکون (عارفان کامل) کو آگ (آتش خواہشات) کچھ نقصان نہین پہنچا سکتی اسکی وجہ آئیندہ شعر مین بیان ہوگی۔

ہر کہ تریاک خدائی را بخورد ۔۔۔ گر خورد زہرے مگویش کہ بمرد

ترجمہ جسکو تریاک الٰہی ہو نصیب ۔۔۔ زہر سے مرتا نہین وہ اے حبیب

شرح تریاک خدائی سے تقوے و پرہیزگاری و پاکی و کمال مراد ہے یعنے جسنے پرہیزگاری و کمال حاصل کر لیا ہو اسکو نار شہوت جو عوام کے حق مین زہر ہے کچھ زیان نہین کرتی۔ کیونکہ وہ تریاک الٰہی کہائے ہوے ہے یہ زہر اسکے حق مین شہد اور یہ نار اسکے لیئے نور ہے کیونکہ عارفان کامل کہانے پینے کی لذت اور جماع کی کیفیت مین مشغول ہوتے وقت بہی مشاہدۂ حق کرتے رہتے ہین اور انکا کہانا پینا طاقت عبادت حاصل کرنے کے لیئے ہے اور شہود حق حلال بیوی مین کامل درجہ کا ہے جسکی تشریح پہلے ہو چکی ہے اے شخص تو اگر کاملین کو لذات مین جو (دیترے لیئے زہر ہین) مشغول ہوتا دیکہے تو یہ نکہہ کہ وہ مر جائینگے یا یہ انکے لیئے مضر ہے کیونکہ جو تریاک اکبر الٰہی کہائے ہوے ہین وہ ہرگز نہ مرینگے تریاق و تریاک ایک معجون مرکب ہے جو زہر نباتی اور حیوانی کو دفع کر دیتی ہے

خود کند رنجور را رنجور تر ۔۔۔ وانکہ معمور ست ازو معمور تر

ترجمہ اوس سے ہے رنجور خود رنجور تر ۔۔۔ اوس سے ہے معمور خود معمور تر

شرح یعنے زہر لذات بیمار (دنیا پرست) کو اور زیادہ بیمار اور آباد (عارف صاحبدل) کو اور زیادہ آباد کر دیتا ہے مطلب یہ کہ پاک و پرہیزگار و کامل شخص اس زہر لذات سے اور زیادہ کامل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ لذات و شہوات سے اسکو مشاہدۂ حق کی طاقت حاصل ہوتی ہے اور دنیا پرست لذات کے استعمال سے اور زیادہ سگ دنیا و نفس کے بندے بنجاتے ہین۔ اسلیئے لذات کا استعمال عارفون کے حق مین تریاک اور اہل دنیا کے حق مین زہر ہے۔

گر طبیبت گوید اے رنجور زار ۔۔۔ از عسل پرہیز کن ہین ہوش دار

ترجمہ گر ترحم سے کہے تجکو طبیب ۔۔۔ چہوڑ دے تو شہد بیمار لبیب

گر جوابش گوئی از جہل اے سقیم | کہ چرا تو میخوری بے ترس و بیم

ترجمہ: تو کہے اوس سے پلٹ کر اے سقیم | کسلیئے کہاتا ہے تو بیخوف و بیم

گویدت در دل حکیم نکتہ دان | کج قیاسے کردۂ چون ابلہان

ترجمہ: دلمین سوچے گا طبیب نکتہ دان | ہے قیاس اسکا قیاس ابلہان

شرح تینون شعر قطعہ بند ہین۔ یعنے اگر طبیب تجسے یہ کہے کہ اے بیمار شہد کہانے سے پرہیز کر اور تو اپنی نادانی سے یہ جواب دے کہ حکیم صاحب آپ بلاخوف و ہراس شہد کیون کہاتے ہین تو اس جواب سے طبیب اپنے دلمین یہ کہیگا کہ اے بیمار تو نے بیوقوفون کا سا قیاس کیا ہے۔ تو بیمار ہے مین تندرست اسلیئے شہد تجھے ضرر دیگا اور مجھے نفع بخشیگا

در تو علت مے فروزد ہمچو نار | ہین مکن با نار ہیزم را تو یار

ترجمہ: شہد سے بڑہ جائے گا تیرا ملال | دیکھ بیمار آگ مین لکڑی نہ ڈال

شرح یعنے طبیب یہ کہیگا کہ اے بیمار تو مریض ہے اور مین تندرست ہون شہد کہانا تیری بیماری کو آگ کی طرح بہڑکا دیگا۔ لکڑی کو آگ کے پاس نہ لیجا یعنے شہد نہ کہا ورنہ بیماری بڑہ جائیگی اور تجھے ہلاک کر ڈالیگی۔

زین دو آتش خانہ ات ویران شود | قالب زندہ از و بے جان شود

ترجمہ: خانۂ جسم آگ سے جلجائے گا | قالب زندہ کو مردہ پائے گا

شرح یعنے طبیب بیمار سے یہ کہیگا کہ اس دو طرح کی آگ (آتش مرض و حرارت شہد) سے تیرا خانۂ جسم ویران اور قالب زندہ بے جان ہوجائیگا اسلیئے تجھے شہد کا استعمال نہ چاہیئے اسیطرح بیمارون (مریضان خواہش نفسانی) کو شہد لذت دنیوی سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ طبیب (عارف کامل) کو یہ شہد نقصان نہین دیکتا۔

در تن از نار یست آن ہمچو نور | نار صحبت در تن افزاید سرور

ترجمہ: نار سے ہے مست وہ مانند نور | آتش صحبت بڑہاتی ہے سرور

شرح یعنے عارف کامل اپنے جسم مین آتش خواہشات کے باعث ایسا مست و خوشحال ہوتا ہے گویا تمام جسم مین نور بہرا ہوا ہے کیونکہ اوسکی خواہشین قوت عبادت یا مشاہدۂ حق حاصل کرنے کے لیئے ہوتی ہین اور جسطرح عورت سے ہمصحبت ہونے کی حرارت تمام بدن مین خوشی اور کیفیت پیدا کردیتی ہے اسیطرح کاملون کی آتش خواہشات اونکے لیئے باعث مسرت و انبساط ہوتی ہے

نار صحبت چون فروزد در وجود | بے زبان تن بود صد گونہ شود

ترجمہ: آتش صحبت جہان روشن ہوئی | باعث صد سود جان و تن ہوئی

شرح یعنے جب عورت سے ہمصحبت ہونے کی حرارت جسم مین پیدا ہوتی ہے تو بدن کو نقصان نہین پہنچاتی اور

اسمین بہت سے فائدے ہین مثلاً مسرت دل اور اولاد صالح وغیرہ موجود ہین اسیطرح کاملون کی خواہشین مضر نہین ہین بلکہ سراسر مفید ہین کیونکہ کامل کی ہر بات درجۂ کمال تک پہنچی والی ہوتی ہے اور اُسکی خواہشین دینی ہوا کرتی ہین۔

آن بماندن کم شود بے ہیچ بد	شہوت ناری براندن کم نشد
اسکا چارہ صبر ہے اے ذوالکرم	شہوت ناری نہین ہوتی ہے کم

شرح راندن بمعنے ہانکنا اور تیز کرنا ہے اور ماندن بمعنے ٹہیر جانا اور بد بمعنے چارہ و تدبیر۔ یعنے خواہش نفسانی بڑہانے اور شہوت رانی سے کم نہین ہوتی بلکہ بڑہتی ہے البتہ ٹہیر جانے اور صبر کرنے سے بلا ضرورت چارہ کم ہو جاتی ہے اور بغیر کسی علاج کے جاتی رہتی ہے کیونکہ صبر تمام بُری خواہشوں کا اچھا علاج ہے۔

کے بمیرد آتش از ہیزم کشے	تا کہ ہیزم مے نہی بر آتشے
بجہتی ہے کب آتش شعلہ فشان	ڈالے جاؤ آگ پر گر لکڑیان

شرح یعنے جب تک تو آتش خواہشات پر لکڑیان رکہتا رہیگا (مشغول لذات دنیوی کا) یہ آگ ہرگز نہ بجہیگی بلکہ اور بہڑکے گی کیونکہ ہیزم کش (آگ مین لکڑیان ڈالنے والا) آگ کو بجہا نہین سکتا۔ بلکہ اُسے اور تیز کرتا ہے

زانکہ تقوے آب سوئے نار برد	چونکہ ہیزم باز گیری نار مرد
آگ سے تقوے کی پانی کو ہے لاگ	کہینچ لے ایندہن کہ تا بجہ جائے آگ

شرح یعنے جب تو لکڑیان ڈالنی (استعمال لذائذ دنیوی) موقوف کردیگا تو یہ آگ فوراً بجہ جائیگی کیونکہ تو اسوقت متقی ہو جائیگا اور تقوے پانی کو آگ کی طرف لیجائیگا۔ یعنے اُسے بجہا دیگا۔

کو نہد گلگونہ از تقوے القلوب	کے سیہ گردد بآتش روئے خوب
اُسپہ ہے گلگونہ تقوے القلوب	آگ سے تیرہ نہوگا روئے خوب

شرح یعنے جو شخص دل کی پرہیزگاری کا اُبٹنا مُنہ پر ملتا ہے (لذائذ دنیوی سے پرہیز کرتا ہے) اُسکا مُنہ آتش خواہشات سے ہرگز کالا نہین ہوتا۔ کیونکہ پرہیزگاری دلون کو آتش شہوت مین گرنے سے بچا لیتی ہے

آتش افتادن در شہر در ایام عمر رضی اللہ عنہ
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ مین مدینہ منورہ مین آگ لگنے کا ذکر

آتش افتادن در ایام عمرؓ

شرح چونکہ گذشتہ اشعار مین آگ کا ذکر تہا اسلیئے آتش زدگی مدینہ کا حال ربط قصۂ لاحق کو خود ظاہر کرتا ہے

ہمچو چوب خشک میخورد او حجر	آتشے افتاد در عہد عمرؓ
لکڑیون اور پتہرون کو کہا گئی	عہد فاروقی مین آگ ایسی لگی
تا زد اندر پر مرغ و لانہ ہا	در فتاد اندر بنا و خانہ ہا
تا پر مرغ و آشیان مین جا لگی	بنا و ہر مکان مین جا لگی

شرح یعنے حضرت عمر کے زمانہ مین۔ مدینہ منورہ مین ایسی آگ لگی کہ پتھرون کو سوکھی لکڑی کی طرح کھاگئی اور لکڑیون پتھرون سے قطع نظر مکانون کی بنیادون اور گھرون تک پہنچگئی اور یہانتک نوبت ہوی کہ جانورون کے پرون اور گھونسلون تک مین جالگی لانہ یعنے آشیانہ ہے اور اصل مطلب یہ ہے کہ ایکبار مدینہ مین نہایت شدید آگ لگی۔

	نیم شہر از شعلہا آتش گرفت		آب می ترسید از ان و میشگفت
ترجمہ	نصف شہر اس سے ہوا جل جلکے خاک		اُسکی ہیبت سے تہا پانی خوفناک

شرح یعنے اپنے شعلون کے سبب آگ نے آدہے شہر کو پکڑ لیا اور یہ حال ہوا کہ پانی اُس آگ سے ڈرتا تہا اور از راہ تعجب زبان حال سے یہ کہتا تہا کہ یاالہی یہ کیسی آگ ہے جو میرے قابو مین ہی نہین آتی۔

	مشکہائے آب و سرکہ می زدند		بر سر آتش کسان ہوشمند
ترجمہ	سرکہ اور پانی کی مشکین بے شمار		چہڑکے جاتے تہے وہان کے ہوشیار

شرح یعنے لوگ پانی کی مشکین اور شدت اضطراب مین سرکہ کے مٹکے آگ پر چہڑکتے تہے اسیطرح سالک کا کام ہے کہ آتش خواہشات بجہانے کے لیئے صدق دل سے آب طاعت اور سرکۂ اشک کو مبذول کرتا ہے انشاءالله یہ آگ بجہ جائیگی اور خواہشات کی آگ خود بجہکر آتش دوزخ کو ضرور بجہا دیگی۔

	آتش از استیزہ افزود می لہب		می رسید او را مدد از صنع رب
ترجمہ	بڑہتی تہی اُسکی لپیٹ اسکے سبب		دیتی تہی امداد گویا صنع رب

شرح یعنے جسقدر لوگ پانی ڈالتے تہے آگ از راہ سرکشی اپنی لپیٹ کو اور زیادہ کردیتی تہی اور قدرت خدا کے پانی گو یا تیل بنکر اُسکے بہڑکنے مین مدد دیتا تہا مطلب یہ ہے کہ آگ کسی تدبیر سے نہ بجہتی تہی۔

	با عمر کردند مردم رو شتاب		کآتش ما می نمیرد ہیچ ز آب
ترجمہ	لوگ دوڑے آئے پہر سوے عمر		اور لگے کہنے نہین بجہتے شرر

شرح یعنے ناچار ہوکر لوگ حضرت عمر رض کے پاس آئے اور یہ کہا کہ وہ آگ کسیطرح کسی پانی سے نہین بجہتی۔

	گفت این آتش ز آیات خداست		شعلۂ از آتش بخل شماست
ترجمہ	بولے وہ یہہ آگ ہے شان خدا		یعنے شعلہ ہے تمہاری بخل کا

شرح یعنے حضرت عمر نے کہا کہ یہ آگ خدا کی نشانیون مین سے ایک نشانی ہے وہ اس پردہ مین اپنی قدرت دکہاتا ہے یہ آگ ظاہر مین آگ ہے مگر باطن مین تمہارا بخل آگ کی صورت مین مصور ہوکر ظاہر ہوا ہے۔ کیونکہ ہر قسم کی راحت و مصیبت اعمال نیک و بد کی تصویر ہوا کرتی ہے اے لوگو تمہارے زکوۃ نہ دینے اور صدقات و خیرات نہ کرنے کا گناہ آگ کا لباس پہنکر آشکارا ہوا ہے۔ اور تمہین انس بداعمالی کی سزا مل رہی ہے

آب بگزارید و نان قسمت کنید ۔۔۔ بخل بگزارید اگر آل منید

ترجمہ: چھوڑو پانی کو بانٹو روٹیان ۔۔۔ بخل چھوڑو تا خدا ہو مہربان

شرح یعنے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اے لوگو اس اگ پر پانی چھڑکنا موقوف کرو بلکہ آگ بجھانے کی تدبیر یہہ ہے کہ مسکینوں کو کھانا تقسیم کرو اور اگر میری آل (تابع فرمان) ہو تو بخل کو چھوڑ دو ۔ بعض نسخون مین آل کی جگہ اٰن ہے یعنے فرمانبر ۔ حدیث شریف مین ہے اَلصَّدَقَۃُ تُطْفِیُٔ غَضَبَ الرَّبِّ یعنے صدقہ دینا خدا کے غضب کی آگ کو بجھا دیتا ہے

خلق گفتندش کہ در بکشودہ ایم ۔۔۔ ما سخی و اہل فتوت بودہ ایم

ترجمہ: لوگ بولے باز ہے باب کرم ۔۔۔ کیونکہ ہین اہل سخا دنیا مین ہم

شرح یعنے صدقہ کی تاکید سنکر لوگون نے حضرت عمرؓ سے یہ کہا کہ ہمنے پہلے ہی صدقات و خیرات کا دروازہ کھول رکھا ہے کیونکہ ہم سخی اور اہل ہمت و جوانمرد ہین لیکن با اینہمہ کیا باعث کہ آگ نہین بجھتی ۔

گفت نان بر رسم و عادت دادہ اید ۔۔۔ نز برائے حق در بکشادہ اید

ترجمہ: بولے وہ ہے یہ کرم بہر ریا ۔۔۔ یہ نہین بہر جناب کبریا

شرح یعنے اُنکے جواب مین حضرت عمرؓ نے یہ فرمایا کہ تمہاری سخاوت بطور رسم و عادت ہے خالص خدا کے لیئے نہین ہے چنانچہ اپنی شہرت اور بزرگون کی ناموری کے لیئے اہل عرب کی سخاوت و مہمان نوازی تمام دنیا مین مشہور ہے

بہر فخر و بہر بوش و بہر ناز ۔۔۔ نز برائے ترس و تقویٰ و نیاز

ترجمہ: ہے یہ بہر فخر و زیب و بہر ناز ۔۔۔ یہ نہین ہے بہر تقوے و نیاز

شرح بوش بفتح البا ، بمعنے کر و فر و زیب و زینت ہے یعنے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تمہاری سخاوت فخر اور ظاہری کر و فر اور تکبر کی نیت سے ہے خدا کے خوف اور پرہیزگاری اور نیازمندی کی نیت سے نہین ہے اسلیئے آگ نہین بجھتی

مال تخم است و بہر شورہ منہ ۔۔۔ تیغ را در دست ہر رہزن مدہ

ترجمہ: مال کو ضائع نہ کر اسے نیکخو ۔۔۔ دست رہزن مین نہ دے تلوار کو

شرح یعنے اے شخص مال بمنزلہ تخم ہے اس سے شجر سعادت و شقاوت دونو پیدا ہو سکتے ہین تو اس تخم کو شور زمین مین نہ ڈال یعنے دنیوی نام و نمود کے لیئے خلاف شرع کامون مین صرف نہ کر ۔ ورنہ بے محل مال صرف کرنا اور فاسقون کو دینا ایسا ہے جیسا رہزن کے ہاتھہ مین تلوار دینی یعنے بے محل صرف کرنے والے کو انجام کار اُسکا مال ہی ہلاک کریگا دوزخ مین ڈالدیگا ۔ کیونکہ حرام مین مال صرف کرنا گویا قیمت دیکر دوزخ خریدنا ہے ۔

اہل دین را باز دان از اہل کین ۔۔۔ ہمنشین حق بجو با وے نشین

ترجمہ: اور ہین کچھ اہل دین و اہل کین ۔۔۔ اہل دین کا رہ ہمیشہ ہمنشین +

شرح یعنے اہل دین اور اہل کین (کفار و فساق) مین تمیز پیدا کرو اپنا مال اہل دین کے سوا فاسقون کو ہرگز نہ دے اور مصاحبت کے لیئے خدا کے ہمنشین (عارف کامل) کو ڈھونڈو اور اُسی کا جلیس بن اُسکی صحبت مین رہ۔

	ہر کسے بر قوم خود ایثار کرد	کاغہ پندارد کہ او خود کار کرد
ترجمہ	ہر کسی نے قوم کو اپنی دیا	کہتے ہین احمق کہ کام اچھا کیا

شرح یعنے ہر شخص اپنی قوم یا عزیزون پر اسلیئے بخشش کیا کرتا ہے کہ اُنسے بدلا لے یا اپنی دولتمندی کا اظہار کرکے اُنہین فقیر و ذلیل سمجھے اور اپنا احسان رکھے مگر احمق لوگ یہ گمان کرتے ہین کہ ایسے شخص نے کوئی نیک کام کیا ہے حالانکہ یہ سخاوت نیکی پر مبنی نہین ہے بلکہ نیکی یہ ہے کہ خواہ کسیکو دے مگر صرف اللہ کے لیئے سخاوت کرے۔ کاغہ لغت مین بمعنے احمق ہے۔ **نکتہ** سخاوت نیک نیتی کے ساتھ ہو تو وہ رہبر دین کے کام آیا نہ دنیا کے۔

	خیوہ انداخت خصم بر روے امیر المومنین علیؓ و انداختن آنحضرت شمشیر از دست
ترجمہ	دشمن کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مُنہ پر تہوک دینا اور آپ کا اپنے ہاتھ سے تلوار پہینک دینا

شرح گزشتہ اشعار مین اخلاص عمل کا ذکر تہا اور اس حضرت علیؓ کے قصہ مین اسی کا بیان ہے اسلیئے ربط دونوں کا ظاہر ہے

	از علی آموز اخلاص عمل	شیر حق را دان منزہ از دغل
ترجمہ	مرتضٰے سے سیکھ اخلاص عمل	شیر یزدانی سے تہے وہ اور بے دغل

شرح یعنے حضرت علیؓ سے اخلاص عمل سیکھ لے کیونکہ وہ شیر خدا کہوٹ اور حیلے سے بالکل پاک تہے۔

	در غزا بر پہلوانے دست یافت	زود شمشیرے بر آورد و شتافت
ترجمہ	ایک کافر پہلوان کو کرکے زیر	لیکے شمشیر آ گئے شیر دلیر

شرح یعنے حضرت علیؓ نے جہاد مین ایک کافر پہلوان پر غلبہ پا کر فوراً اُسکے ہلاک کر دینے کو تلوار نکال لی

	او خدو انداخت بر روے علی	افتخار ہر نبی و ہر ولی
ترجمہ	اُسنے تہوکا جانب روے علی	ہے جو فخر ہر نبی و ہر ولی

شرح یعنے جب علیؓ نے اُسے ہلاک کرنا چاہا تو اُسنے آپ کے چہرۂ مبارک پر تہوک دیا۔ حضرت علیؓ کو باعث فخر ہر نبی و ولی اسلیئے کہا گیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُنکی نسبت ارشاد فرمایا ہے اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَ عَلِیٌّ بَابُہَا یعنے مین علم کا شہر ہون اور علی اُسکا دروازہ ہے پس تو آنسرور کا فخر کرنا گویا جمیع انبیا و اولیا فخر کرنا ہے کیونکہ جس بات کو سردار کرتا ہے وہ تمام رعایا کی طرف سے ہوتی ہے خلفائے ثلثین و خیوہ بحرکات ثلاثہ خلفائے منقول ہو کر کہتے ہین

	او خیوہ انداخت بر روئے کہ ماہ	سجدہ آرد پیش او در سجدہ گاہ
ترجمہ	تہوک بیٹھا ایسے منھ پہ رو سیاہ	سجدہ جسکے روبرو کرتا تہا ماہ

شرح یعنے اس پہلوان نے ایسے مبارک چہرہ پر تہوکا کہ جسکے آگے چاند زمین پر آ کر سجدہ کیا کرتا تہا یعنے باعتبار حسن ظاہری و باطنی چاند اسکے آگے ماند بلکہ اُسکا ایک داغی غلام تہا کیونکہ حضرت علیؓ کا چہرہ تجلی الٰہی اور انوار صحبت رسالت پناہی کی جہلک رکہتا تہا اور آسمانی چاند پر انوار بہی مگر بوجہ اتم مظہر الٰہی نہین ہے

در زمان انداخت شمشیر آن علی	کرد او اندر غزایش کاہلی
ترجمہ پہینک بیٹہے اپنے خنجر کو علی	اور اسکے قتل مین کی کاہلی

شرح یعنے جسوقت پہلوان نے منہ پر تہوکا حضرت علیؓ نے فورًا ہاتہ سے تلوار پہینکدی اور اُسکے قتل کرنے یا قتل کر کے غازی بننے مین تامل کیا مطلب یہ کہ حضرت علی اُسکے قتل کرنے سے باز رہے اسکا سبب آگے بیان کیا جائے گا لفظ غزا بمعنے قتل اور بمعنے غازی بننا دونو طرح درست ہے۔

گشت حیران آن مبارز زین عمل	از نمودن عفو و رحم بے محل
ترجمہ رہگیا حیران وہ اس فعل سے	یعنے ہے یہ رحم بیجا کس لئے
گفت بر من تیغ تیز افراشتی	از چہ افگندی مرا بگذاشتی
ترجمہ اور یہہ بولا۔ اٹہا کر تونے تیغ	اے علی کیون پہینکدی ہے بد سر تیغ

شرح یعنے وہ کافر پہلوان اس فعل یعنے علیؓ کے خون معاف کرنے اور بے محل رحم فرمانے سے متعجب اور حیران رہگیا۔ اور یہ کہنے لگا کہ اے علیؓ آپنے تلوار اُٹہا کر پہر پہینک کیون دی اور مجہے کسلئے جیتا چہوڑ دیا حالانکہ تلوار میرے قتل کے ارادہ سے اُٹہائی تہی اور منہ پر تہوکدینا دوسری گستاخی تہی

آنچہ دیدی بہتر از پیکار من	تا شدی تو سست در اشکار من
ترجمہ چیز کیا بہتر ہے میرے قتل سے	سست میرے قتل مین ہو کس لیے

شرح یعنے اے علی تمہارے مذہب مین توحید الٰہی پہیلانے کے لیئے کافرون کے قتل کر دینے سے بہتر کوئی چیز نہین۔ آپنے ایسی کیا چیز اور مصلحت دیکہی جو میرے قتل کر دینے سے بہتر ہے اور جسکے باعث آپ میرے شکار کرنے یعنے قتل سے رُک گئے۔ پیکار سے مراد قتل ہے نیز یہان بمعنے جنگ بہی درست ہے

آنچہ دیدی تا چنین خشمت نشست	تا چنین برقے نمود و باز جست
ترجمہ کیا ہوا غصہ یہ کیون جاتا رہا	برق تابان رہ گئی یہہ کیا ہوا۔

شرح یعنے اے علی آپنے ایسی کیا مصلحت دیکہی کہ اسطرح یکایک آپکا غصہ فرو ہو گیا اور غصہ کی بجلی یا آپکی تلوار چمک کر جہپٹ غائب ہو گئی حالانکہ مین کافر اور آپ کا مقابل ہونے کے سبب واجب القتل تہا اور چہرہ مبارک پر تہوکدینے کی گستاخی اسکے علاوہ تہی پہر آپ کا عفو فرمانا اور میری حالت پر رحم کرنا کیا معنے رکہتا ہے۔

آنچه دیدی که مرا زان عکس دید | در دل و جان شعلهٔ آمد پدید

ترجمہ سچ بتا دیجے کہ یہ دیکھا تھا کیا | نور جس سے دل مین پیدا ہو گیا

شرح دید حاصل بالمصدر ہے۔ یعنے کافر پہلوان نے یہ کہا کہ اے علیؓ آپنے ایسا کیا جلوہ دیکھا کہ اُس مشاہدہ کے اثر سے میرے دل و جان مین نور ایمان اور شعلۂ ایقان جلوہ افگن ہو گیا ہے یعنے شاید آپ نے اسوقت شاہد وحدت کا مشاہدہ کیا ہے جسکے اثر سے میرے دل و جان مین بہی شعلۂ توحید چمک گیا ہے۔ اور فی الواقع ایسا ہی تہا کہ اسوقت حضرت علی مشاہدۂ شاہد وحدت مین مشغول تہے اور یہی سبب تہا کہ عالم محویت مین آپنے اُسے قتل نہ کیا چنانچہ مفصل بیان آئندہ آئیگا۔ **نکتہ** اس سے یہ ظاہر ہے کہ یہ پہلوان اسوقت دل مین ایمان لیے آیا تہا۔

آنچه دیدی بهتر از کون و مکان | که به از جان بود و بخشیدیم جان

ترجمہ چیز کیا دونو جہان سے خوب ہے | جان بخشی کیون مری مطلوب ہے

شرح یعنے اے علیؓ آپنے ایسی کیا چیز دیکھہ لی ہے جو کون و مکان سے برتر اور جان عزیز سے بہتر ہے اور جسکے اثر سے آپنے مجھے تازہ روح یعنے جدید ایمان عطا فرمایا ہے بخشیدیم مین میم ضمیر مفعول ہے یعنے بخشیدی مرا یا جان بخشنے سے ترک قتل اور جان بخشی مراد ہے مطلب یہ کہ میرے قتل نکرنے کا سبب بیان فرما دیجے

در شجاعت شیر ربانیستی | در مروت خود که داند کیستی

ترجمہ شیر ربانی شجاعت مین ہے تو | کیا خبر ہے کیا مروت مین ہے تو

شرح یعنے اے علی تم بہادری مین شیر خدا ہو اور مروت و احسان مین کسی کو معلوم نہین کہ کون ہو یعنے حد سے زیادہ بامروت ہو کہ اپنے مقابل اور گستاخ کافر منکر کے قتل کر دینے سے ہاتہہ روک لیا

در مروت ابر موسیٰی به تیه | کامد از وے خوان و نان بے شبیه

ترجمہ تیہ مین ہے ابر موسیٰ بے گمان | جس سے ہوتا تہا نزول خوان و نان

شرح یعنے اے علیؓ آپ مروت و احسان مین ایسے ہین جیسے حضرت موسیٰؑ کے زمانہ کا وہ ابر جسمین سے بیابان تیہ مین من و سلوے اُترتا تہا تیہ ایک خاص جنگل کا نام ہے جسمین موسے مع بنی اسرائیل چالیس برس تک سرگردان رہے تہے

ابرها گندم دهد کان را بجهد | پخته و شیرین کند مردم چو شهد

ترجمہ دیکھ لے گیہون کو کرکے جد و جہد | لوگ پختہ کرتے ہین مانند شہد

ابر موسیٰ پر رحمت برکشاد | پخته و شیرین بے زحمت بداد

ترجمہ ابر موسیٰ نے جو کہولے اپنے پر | بے مشقت رزق بخشا سر بسر

شرح یہان سے مولانا کا مقصود شروع ہوا ہے یعنے ابر آدمیون کو گیہون دیتا ہے کہ لوگ اُسے محنت مشقت

سے پکا پکا اور لذیذ کہانے تیار کرین لیکن حضرت موسےٰ کے ابر نے رحمت کی بیخ کہو لدیئے تہے اور بنی اسرائیل کو پکا پکایا کہانا بلا محنت و مشقت دیا کرتا تہا لیکن اونہون نے ناشکری کی اور طعام غیبی منقطع ہوگیا۔

از برائے پختہ خواران کرم — رحمتش افراخت در عالم علم

ترجمہ: تہا برائے مستحقان کرم — سربلند اللہ کی رحمت کا علم

تا چہل سال آن وظیفہ وان عطا — کم نشد یکروز زان اہل رجا

ترجمہ: وہ عطائے حق رہی چالیس سال — بے کم و نقص اور بے خوف زوال

شرح کرم سے طعام آسمانی مراد ہے یعنے آسمان کا پکا ہوا کہانا کہانے والون رینی اسرائیل) کے لیئے رحمت الٰہی نے عالم مین اپنا علم بلند کر رکہا تہا یعنے تمام زمانہ مین یہ مشہور ہوگیا تہا کہ بنی اسرائیل کے لیئے پکے پکائے کہانے آسمان سے آتے ہین یہ وظیفہ اور عطائے الٰہی اُن امیدواروں رینی اسرائیل) سے چالیس برس تک منقطع نہوا

تا ہم ایشان از خسیسی خاستند — گندنا و ترہ و خس خواستند

ترجمہ: اُنہین سے حاضر ہوئے سفلہ صفات — اور مانگا ساگ لہسن گہاس پات

شرح خسیسی بمعنے دنارت و کمینگی و ذلت پسندی ہے۔ یعنے آسمانی کہانا چالیس برس تک منقطع نہوا یہانتک کہ اُنہین بنی اسرائیل مین سے بعض شخص اپنی کمینگی کے سبب اُٹہے اور حضرت موسےٰ سے لہسن ادرک ہری ترکاریان اور ساگ پات مانگنے لگے۔ اور غیبی کہانے کی جو بلا محنت ملتا تہا کچھ قدر نہ کی۔

جملگی گفتند با موسےٰ ز آز — بقل و قثّا و عدس سیر و پیاز

ترجمہ: یہ کہا موسےٰ سے پہر از روئے آز — چاہیئے ککڑی مسور اور ساگ پیاز

زان گدا روئی و حرص و آز شان — منقطع شد منّ و سلوےٰ ز آسمان

ترجمہ: اُنکی حرص اور اُنکی گدائی کے سبب — منّ و سلوےٰ ہوگیا موقوف سب

شرح یعنے بنی اسرائیل کی فقیری اور حرص طمع کے باعث آسمان سے من و سلوےٰ اُترنا موقوف ہوگیا **فائدہ** چونکہ ابتدائے کتاب مین ہم اس قصہ کو مفصل لکہہ چکے ہین اسلیئے یہان مکرر نقل کرنے کی ضرورت نہین ہے

امت احمد کہ ہستند از کرام — ہست باقی تا قیامت آن طعام

ترجمہ: امت احمدؐ مین ہین جو ذو الکرام — اونکو ملتا ہے ہمیشہ وہ طعام

شرح یعنے گو من و سلوےٰ منقطع ہوگیا ہے مگر اُمت احمدؐ کے لیئے جو کہ بزرگون یعنے بہترین اُمم مین سے ہے یہ آسمانی کہانا قیامت تک باقی ہے یا یہ معنے ہین کہ اُمت احمدؐ مین جو لوگ کہ خواص مین سے ہین وہ قیامت تک من و سلوے کہاتے رہینگے پہلی صورت مین کاف بیانیہ ہے اور دوسری حالت مین کہ بمعنے مہر کلاہ چونکہ پہلی صورت مین

اُمت سے خواص اُمت مراد ہین اسلیئے دونو معنونکا مآل ایک ہے یا دو مطلب ہر دو متحد ہے۔

چون أبِیتُ عِندَ رَبِّی فاش شد	یُطعِم و یَسقِی کنایت زاش شد
ترجمہ: سن أبِیتُ عِندَ رَبِّی کا حصول	یُطعِمُ و یَسقِی ہے خود قول رسول

شرح لفظ زاش یا تو بمعنے ازان ہے یا کنایت از اسم فاعل ترکیبی ہے اور ضمیر شین طعام آسمانی کی طرف راجع ہے اور یہ شعر اُس حدیث کا اقتباس ہے جو بخاری و مسلم مین موجود ہے یعنے جبکہ پیغمبر علیہ السلام نے صوم وصال یعنے تہ کے روزے رکھنے سے منع فرمایا تو ایک شخص نے یہ کہا کہ یارسول اللہ آپ ہی تہ کے روزے رکھتے ہین آپنے جواب دیا اَیُّکُم مِثلِی اَبِیتُ عِندَ رَبِّی یُطعِمُنِی وَیَسقِینِی یعنے اے لوگو تم میرے برابر نہین ہو سکتے ہین اپنے خدا کے پاس رات گزارتا ہون وہ مجکو کہلا پلا دیتا ہے۔ مطلب شعر یہ ہے کہ حدیث اَبِیتُ عِندَ رَبِّی صحیح اور مشہور ہے اور اُسمین کہلانے پلانے سے اُسی طعام آسمانی کی طرف اشارہ ہے جو خواص کے لیئے پکا پکایا اُترتا ہے۔

ہیچ بے تاویل این را در پذیر	تا در آید در گلو چون شہد و شیر
ترجمہ: تو بلا تاویل کر اسکو قبول	تاکہ ہو یہ خوشگوار اے بوالفضول

شرح اہل ظاہر نے حدیث مذکورۂ بالا کے معنے بیان کرتے وقت یہ کہا ہے کہ اس کہلانے پلانے سے جو اللہ تعالے اپنے رسول کو کہلاتا پلاتا تہا کوئی واقعی کہانا مراد نہین ہے بلکہ خداداد قوت مراد ہے جو رسول کو صوم وصال (تہ کے روزے) رکھنے کے لیئے غیب سے عنایت ہوتی تہی اور ہر خاص وعام کو نہین ملتی مگر مولانا ایسی تاویل کو منع کرتے ہین یعنے المخاطب بغیر کسی تاویل کے اس حدیث کے مضمون کو قبول کرلے تاکہ طعام وشراب غیبی تیرے حلقوم مین شیر وشکر کی طرح جا پہنچے اور اگر تاویل کرکے بمعنے قوت لیگا تو یہ طعام وشراب تیرے حلقوم سے دور رہیگا کیونکہ تجہے جس چیز کے واقعی ہونیکا یقین ہی نہین وہ تیرے حلق تک کیونکر پہنچ جائیگی۔ تحقہ اگر کوئی یہ کہے کہ جب طعام وشراب سے حقیقی کہانا پینا مراد ہے تو پیغمبر کے صوم وصال کے کیا معنے ہوے اسکا جواب یہ ہے کہ دنیوی کہانا پینا روزہ کو توڑتا ہے اور غیبی طعام وشراب منافی صوم نہین ہے۔

ز انکہ تاویل ست واداد عطا	چونکہ بیند آن حقیقت را خطا
ترجمہ: کیونکہ ہے تاویل تردید عطا	مان لینا ہے حقیقت کو خطا

شرح یعنے ہر جگہ تاویل کرنی اسلیئے ممنوع ہے کہ تاویل عطائے الٰہی کے رد کرنے کو کہتے ہین۔ تاویل وہین کرنی چاہیئے جہان کسی کلام کے حقیقی معنے نہ بنتے ہون یا کوئی مرجح نپایا جائے اور جبکہ حضرت موسے پر بلا تاویل واقعی پکا پکایا کہانا اُترتا تہا تو پیغمبر کے کہانے پینے کو بمعنے قوت باطنی لینا بیجا تاویل یعنے عطائے الٰہی کا رد کرنا ہے یعنے جب تو یہ کہتے ہین کہ خدا نے اپنے خوان عطا سے پیغمبر کو پکا پکایا کہانا کہلایا پلایا اور تو یہ کہتا ہے کہ

کھلانے پلانے سے مراد قوت عطا کرنی ہے تو گویا تو نے عطائے الٰہی کو رد کیا اور اس تاویل کی ضرورت اسلئے ہوئی کہ تاویل کرنے والا اس کھانے پینے کے حقیقی معنون کو مبنی بر خطا دیکھتا ہے حالانکہ یہ سراسر اُسی کی عقل کا قصور اور اُسیکی خطا ہے کیونکہ شریعت و طریقت کے باریک مسائل اور لطیف اسرار ہر شخص کی سمجھ مین نہین آتے۔

آن خطا دیدن ز ضعف عقل اوست ۔ عقل کل مغز ست و عقل جزو پوست

ترجمہ: دیکھنا اُسکو خطا ہے ضعف عقل ۔ عقل کل ہے عقل عقل جزو نقل

شرح یعنے حقیقی معنون کو مبنی بر خطا سمجھنا تاویل کرنے والے کی ضعف عقل کے سبب سے ہے وہ عقل کل (نبی یا ولی) تو ہے ہی نہین جو سر بسر مغز اور مجسم دانائی ہوا کرتے ہین بلکہ عقل جزوی رکھتا ہے جو بالکل پوست یعنے بے مغز ہے اسیلئے طعام و شراب غیبی کے حقیقی معنے نہین سمجھ سکتا۔ **فائدہ** سیوطی نے سلمۃ بن نفیل سے خصائص محمدیہ مین یہ حدیث نقل کی ہے کہ ہم پیغمبر خدا کے پاس بیٹھے ہوئے تھے ناگاہ ایک شخص نے پوچھا کہ یا رسول اللہ آپ پر کبھی آسمان یا جنت سے بھی کھانا اُترا ہے آپنے فرمایا ہان گرم کھانا۔ انگیٹھی مین۔ کھانا ہوا اُسنے پوچھا کہ اُسمین کا بچا ہوا کھانا کیا ہوا۔ آپنے فرمایا کہ آسمان کی طرف اُٹھا لیا گیا۔ نیز کتاب سیرۃ الرسول مین ہے کہ تقی الدین بن مخلد صاحب سند نے ایکبار پیغمبر کو خواب مین دیکھا کہ آپ اُنہین دودھ پلاتے ہین تقی الدین نے اسکی تصدیق اسطرح کی کہ صبح کو قے کر دی اور اُس قے مین دودھ نکلا۔ اس سے نکلتا ہے کہ پیغمبر علیہ السلام اور اُنکے تابعین پر طعام و شراب غیبی نازل ہوتا ہے تاویل کر کے اسکو معنے قوت نہ لینا چاہیئے۔

خویش را تاویل کن نہ اخبار را ۔ مغز را بد گوے و نے گلزار را

ترجمہ: اپنی کر تاویل اور خبر و نکو چھوڑ ۔ گل ہین خوشبو دار اپنا مغز پھوڑ

شرح یعنے ایمخاطب اپنے نفس کو اخبار (احادیث رسول اللہ) کے مطابق کر احادیث کی تاویل اپنے نفس کے مطابق نکر اور اگر تجھے پھولون کی خوشبو نہین آتی تو اپنے مغز (قوت شامہ) کو بُرا کہہ گلزار کی بُرائی بیان نہ کر دوسرا مصرع پہلے کی تمثیل ہے۔ یعنے تاویل کرنا ایسا ہے جیسا اپنی بد دماغی کے باعث پھولون کو بُرا کہنا۔

اے علی کہ جملہ عقل و دیدۂ ۔ شمۂ واگو از آنچہ دیدۂ

ترجمہ: اے علی تو عین عقل و دیدہ ہے ۔ مجھ سے کہدے تو نے دیکھی جو شے

شرح یہان سے پھر کافر پہلوان اور علیؓ کا قصہ شروع ہو گیا ہے یعنے پہلوان نے کہا کہ اے علیؓ آپ مجسم عقل اور حکیم عرفان و حقیقت ہین آپنے میرے قتل نہ کرنے مین جو کچھ مصلحت دیکھی ہے اُسکا تھوڑا ہی سا حصہ بیان فرمادیجے

تیغ حلمت جان ما را چاک کرد ۔ آب علمت خاک ما را پاک کرد

ترجمہ: جان ہے صد چاک تیغ حلم سے ۔ پاک ہے تن تیرے آب علم سے

شرح یعنے اے علیؓ آپ کے حلم و بردباری کی تلوار نے مجھے باطنی طور پر شہید کر دیا ہے یعنے مین آپ کے حلم پر قربان ہو گیا ہون۔ اور آپ کے بحر علم نے میری خاک کو کفر و جہالت نجاست سے پاک کر دیا ہے بالکل دہو دیا ہے کیونکہ آپ باب مدینۂ علم ہین آپکے اخلاق حمیدہ کے اثر نے مجھے آپکا بندہ بے دام اور سچا غلام بنا لیا ہے

زانکہ بے شمشیر کشتن کار اوست		باز گو دانم کہ این ز اسرار ہوست	
قتل بے خنجر ہے بیشک کار حق		مجھسے کہدیجے یہ ہے اسرار حق	ترجمہ

شرح یعنے پہلوان کہتا ہے کہ اے علیؓ اگرچہ مین جانتا ہون کہ یہ بلا شمشیر ظاہری مجھے مار ڈالنا یعنے تیغ حلم سے مسخر کر لینا اسرار الٰہی مین سے ہے۔ آدمی کا کام نہین۔ بلکہ ایک راز الٰہی ہے جو آپ کے وسیلہ سے ظاہر ہوا ہے لیکن آپ اپنی زبان سے یہی تہوڑا بہت اس راز کو ظاہر فرماوین تاکہ میری تسلی ہو جائے

واہب این ہدیہائے رابحہ		صانع بے آلت و بے جارحہ	
ہدیے دیتا ہے بہت اے پرشعور		صانع بے واسطہ ہے وہ ضرور	ترجمہ

شرح یہان سے پہر مولانا کا مقولہ شروع ہے یعنے اللہ تعالےٰ صانع حقیقی ہے کہ بلا وسیلۂ ظاہری اور بلا واسطۂ دست و پا یہہ خوشبو دار تحفے (ایمان و عرفان جو دماغ روح کو معطر کرتے ہین) لوگون کو بخشدیتا ہے جیسا کہ اِس کافر پہلوان کو بغیر سبب ظاہری تحفۂ ایمان عطا فرما دیا۔

کہ خبر نبود دل مجروح را		صد ہزاران مے چشاند روح را	
کیا خبر انکی دل مجروح کو		بخشتا ہے وہ شرابین روح کو	ترجمہ
کہ خبر نبود دو چشم و گوش را		صد ہزاران روح بخشد ہوش را	
کب خبر ہوتی ہے چشم و گوش کو		روح ایسی بخشتا ہے ہوش کو	ترجمہ

شرح لفظ مے بمعنے شراب سے شراب محبت و عرفان اور ہوش سے عقل کلی مراد ہے جو انبیاء و اولیا کو نصیب ہوتی ہے مطلب یہ کہ اللہ تعالےٰ انبیا و اولیا کی روح کو اسرار قدسیہ اور تجلیات غیر متناہی کی ایسی شرابین پلاتا ہے جسکی خبر دل کو نہین ہوتی اور انکی عقل کو ایسی روح عنایت کرتا ہے جسکی خبر حواس ظاہرہ کو نہین ہوتی کیونکہ حواس ظاہرہ عالم کثرت سے تعلق رکہتی ہین۔ اور حواس باطنہ عالم قدس اور عالم قرب الٰہی سے متعلق ہوتی ہین

تا چہ دیدی این زمان از کردگار		باز گو اے باز عرش خوش شکار	
کیا دکہایا ہے تجہے خالق نے اب		ہان بتادے مجکو باز عرش رب	ترجمہ

شرح یہ اشعار مولانا کی زبان سے اُسی پہلوان کا مقولہ ہین یعنے اے علیؓ تم شہباز عرش الٰہی اور اسرار و معانی کے اچہی طرح شکار کرنے والے ہو تمہاری پرواز عرش تک سے یہ بتا دو کہ میرے قتل نہ کرنے مین اللہ تعالےٰ

کی طرف سے تمہیں کیا مصلحت نظر آئی اُس خاص مصلحت کو از راہ بندہ نوازی مجہپر ظاہر فرمادیجے۔

	چشم تو ادراک غیب آموختہ	چشمہائے حاضران بر دوختہ
ترجمہ	تیری آنکھیں رکھتی ہیں ادراک غیب	اور ہے غیروں نہیں اندہے ہیں کا عیب

شرح یعنے اے علی آپ کی آنکھہ نے حالات غیب معلوم کرنے سیکھہ لیئے ہیں اور دیگر حاضرین کی آنکھیں سلی ہوی ہیں بند ہیں یعنے غیروں کو وہ غیبی اسرار ہرگز نظر نہیں آتے جو آپکو معلوم ہیں۔

	آن یکے ماہے ہمے بیند عیان	وان یکے تاریک مے بیند جہان
ترجمہ	ایک کو اک چاند آتا ہے نظر	دوسرا اندہا سمجہے گو یا سر بسر
	وان یکے سہ ماہ مے بیند بہم	این سہ کس بنشستہ یک موضع نعم
ترجمہ	تیسرے کے روبرو ہیں چاند تین	ایک موضع کے ہیں تینوں ہمنشین

شرح یہ دونو شعر جو بطور قطعہ بنا ہیں گزشتہ شعر کی دلیل ہیں اور کئی کئی معنے رکہتے ہیں **اول** یہ کہ اے علی رض تمام حاضرین (اہل دنیا) کی آنکھیں اسلیئے سلی ہوی ہیں کہ لوگوں کی تین قسمیں ہیں ایک وہ جو صرف ایک ماہ شریعت کو دیکھتا ہے یہ شخص طریقت اور حقیقت کی جانب سے نظر دوختہ ہے دوسرا وہ جو سارے جہان کو تاریک دیکھتا ہے (یعنے کافر و فاسق ہے) یہ بالا والے نظر دوختہ ہے تیسرا وہ جو تین چاند قمر شریعت و طریقت و حقیقت اکہٹے دیکھہ رہا ہے مگر یہ مرتبہ معرفت سے نظر دوختہ ہے یہ تینوں قسم کے لوگ ایک خاک آلودہ اور ذلیل جگہ بیٹھے ہوے ہیں یعنے عالم دنیا میں پائے جاتے ہیں لیکن اے علی رض آپ مقام معرفت طے کیئے ہوے ہیں اسلیئے یہ تینوں قسموں کی لوگ آپ کے مقابلہ میں نظر دوختہ ہیں **دوم** یہ کہ ان اشعار میں اُس حدیث کا اقتباس ہے جو انس بن مالک سے مروی ہے پیغمبر علیہ السلام کا قول ہے کہ آخر زمانہ میں میری اُمت کے تین فرقے ہوجاینگے ایک وہ جو خدا کے خالص عبادت کریگا دوسرا وہ جو عبادت ریائی بجا لائیگا تیسرا وہ جو کہانے کہانے کے لیئے عابد و زاہد بنے گا پہلا فرقہ تین چاند (قمر شریعت و طریقت و حقیقت) اکہٹے دیکھہ رہا ہے اور دوسرا صرف ایک چاند (قمر شریعت) کا مشاہدہ کر رہا ہے اور تیسرا بالکل اندہا اور محجوب ہے لیکن اے علی رض تیرے مقابلہ میں سب نظر دوختہ ہیں کیونکہ تو صاحب عرفان ہے نیزان دو شعروں میں مراتب ثلثہ (جمع تفرقہ جمع الجمع) کی طرف اشارہ ہے صوفیوں کی اصطلاح میں جمع کے یہ معنے ہیں کہ آدمی کثرت میں ذات یکتائی حق کا مشاہدہ کرے۔ آن یکے ماہے ہمے بیند عیان اسکیطرف اشارہ ہے۔ اور تفرقہ فقط مشاہدہ کثرت ہے بلا مشاہدہ حق جو اہل غفلت اور محجوبوں کو حاصل ہے اور آن یکے تاریک مے بیند جہان۔ اسکی طرف اشارہ ہے۔ اور جمع الجمع اسکو کہتے ہیں کہ ذات واحد کا مشاہدہ کثرت خلق میں ہو اور کثرت خلق کا وحدت حق میں۔ اسوقت

خلقت کا ہی مشاہدہ ہوا۔ اور حق کا ہی اور اتحاد خلق با حق کا ہی گویا یہ تین چاند ہین اسن جمع الجمع کے مرتبہ مین دید حق دو وجہ سے ہے ایک دید حق در خلق اور ایک دید حق در حق اور دید خلق صرف ایک وجہ سے وہ یہ ہے کہ دید خلق در حق۔ اور چونکہ خلق خلق کا آئینہ نہین ہے اسلیئے دید خلق در خلق ناممکن ہے مطلب یہ کہ اے علی حضرات مرتبہ جمع و تفرقہ و جمع الجمع آپ کے مقابلہ مین نظر دوختہ ہین کیونکہ آپ ان تینون مرتبون سے برتر اور صاحب عرفان اور فنافی اللہ ہین **چہارم** یہ کہ تین چاند سے مشاہدۂ ذات و افعال و صفات مراد لیا جائے یعنے تین چاند کے دیکھنے والے وہ شخص ہین جو اپنی ذات و افعال و صفات کو ذات و افعال و صفات حق مین فانی دیکھتے ہین۔ اور ہر ذات کو فرع ذات حق اور صفات اور افعال کو فرع صفات و افعال حق جانتے ہین اس تاویل سے ایک چاند کا دیکھنے والا وہ ہے جو فقط توحید کو جانتا ہے اور جہان کو تاریک دیکھنے والا وہ ہے جو کافر یا فاسق ہے کہ اُسے کچھ بھی نظر نہین آتا **پنجم** یہ کہ ایک چاند کے دیکھنے والے سے موحد مسلمان اور جہان کو تاریک دیکھنے والے سے ملحد اور دہریے اور تین چاند دیکھنے والے سے نصارے مراد ہین کیونکہ تمام جہان انہین تین طریقون کا پابند ہے۔ یا موحد و مسلمان ہین یا ملحد اور منکرین صانع یا مشرک۔ چونکہ شرک عام ہے اسلیئے تمام مشرک نصارے کے ساتھ شامل ہین مطلب یہ ہے کہ اے علی جو کچھ آپ کو نظر آرہا ہے وہ اور حاضرین محفل دنیا کی آنکھون کو نظر نہین آتا۔ کیونکہ حاضرین دنیا مین سے کوئی ایک چاند کا دیکھنے والا ہے کوئی تین چاند کا۔ اور کوئی بالکل اندھا ہے اسلیئے میرے قتل نہ کرنے مین جو کچھ مصلحت آپ نے دیکھی ہوگی وہ دوسرے کو نظر نہین آسکتی **ششم** یہ کہ محفل دنیا مین لوگ حقیقت حال کو معلوم نہین کر سکتے مثلاً ایک شخص کو آسمان پر ایک چاند نظر آتا ہے حالانکہ چاند کا وجود ہی نہین ہوتا دوسرے کو ایک چاند کے تین نظر آتے ہین اور تیسرا بالکل اندھا ہے اے علی آپ حقیقت حال سے آگاہ ہین۔ میرے قتل نہ کرنے کی حکمت کو بیان فرما دیجیے۔ رغم بفتحتین صفت مشبہ ہے مشتق از رغم یعنے خاک آلودہ شدن و خوار شدن بعض نسخون مین رَغَمْ کی جگہ نَعَم ہے نعم حرف ایجاب ہے بمعنے ہان

	چشم ہر سہ باز و چشم ہر سہ تیز	در تو آمیزان و از من در گریز
ترجمہ	آنکھین سبکی ہین کشادہ اور تیز	تجھ سے ملکر مجھ سے کرتے ہین گریز

شرح یعنے اے علیؓ ان تینون فرقون کے حواس درست ہین اور ظاہری آنکھین کھلی ہوئی ہین۔ لیکن فرق یہ ہے کہ مرئی (منظور نظر) اور مطلوب ایک کو حاصل ہے ایک کو نہین اور ایک کو اعلےٰ درجہ کا حاصل ہے مگر آپکا مرتبہ ان تینون فرقون سے بالاتر ہے اسلیئے مین آپ ہی کی زبان سے انکشاف راز چاہتا ہون دوسرے مصرع مین لفظ **من** و **تو** سے اگر ذات مبارک علیؓ اور نفس پہلوان مراد ہے۔ تو یہ معنے ہین کہ

اے علی ان تینون قسمون کے لوگون کی آنکھین گو ظاہر مین کھلے ہوے ہین مگر تیری طرف لگی ہوی ہین اور مجھسے دور بھاگتے ہین یعنے تو از راہ کشف ان اصحاب مراتب ثلثہ کا حال جانتا ہے کہ فلان شخص کس مرتبہ کا ہے اور فلان کس مرتبہ کا ہین نہین جانتا اور اگر تو سے عوام اور من سے خواص مراد ہین تو یہ مطلب ہوا کہ اے مخاطب عام ان تینون فرقون کی آنکھین تجھسے متعلق ہین کیونکہ تو انکا ہمسر اور ہمچشم اور مد مقابل ہے اور خواص سے بھاگتی ہین کیونکہ خواص کا رتبہ ان تینون مرتبون سے بڑھکر ہے اسلیئے ان مراتب ثلثہ کے لوگ انسے آنکھ نہین ملا سکتے نیز من و تو سے بلا تخصیص و تعمیم جمیع متعینات مراد ہو سکتے ہین یعنے اے علیؓ ان تینون فرقون کی آنکھین کسی چیز سے ملکر اسکی کیفیت معلوم کرلیتی ہین اور کسی چیز سے گریز کر جاتی ہین بہر حال انمین نقصان ہے اور آپ مجسم کمال ہین کیونکہ آپ از روے کشف اُن حالات سے آگاہ ہین جنسے عوام ناواقف ہین

	سحر عینست این عجب لطف خفیست	بر تو نقش گرگ و بر من یوسفیست
ترجمہ	یہ کوئی جادو ہے یا لطف خفی	گرگ ہے وہان یہان ہے نقش یوسفی

شرح یعنے اے علیؓ یہ آنکھ پر جادو یا عجب طرح کی کوئی پوشیدہ حکمت ہے کہ جس کسی کو مطلوب حقیقی حاصل ہے خلق اسکی نظر مین یوسف ہے وہ مخلوق کو اسلیئے دوست رکھتا ہے کہ آئینہ خلق مین اُسکے حسن کو دیکھتا رہتا ہے کیونکہ جلوہ حسن حق تمام موجودات مین ہے اور جسکو مطلوب حقیقی حاصل نہین ہے اُسکے نزدیک مخلوق مانند دشمن ہے کیونکہ المرء عدوٌ لما جہلہا یعنے آدمی جس چیز کو نہین جانتا اُسکا دشمن ہوا کرتا ہے یہ معنے اُس صورت مین ہین کہ من و تو سے عام متعینات و مخلوقات مراد ہو اور اگر ذات علی و نفس پہلوان مراد ہے تو یہ معنے ہین کہ اے علیؓ یہہ عجیب سحر اور عجب طرح کا لطف الٰہی ہے کہ میری قتل کا ارادہ تم پر نقش گرگ یعنے صورت قبیح مین ظاہر ہوا اور مجھپر صورت یوسف ہین ۔ یعنے اچھی صورت مین کیونکہ آپ کے صرف قتل کے ارادہ سے مجھے ایمان نصیب ہوا ہے فائدہ سحر العین وہ شے ہے کہ صرف آنکھین اُسکا سبب نہ دیکھہ سکین ۔ اور لطف خفی یہ کہ اُسکا سبب کسی حواس کے ذریعہ سے نہ معلوم ہو سکے اس اعتبار سے لطف خفی سحر سے اعلے درجہ کی چیز ہے

	عالم از ہجدہ ہزار است و فزون	ہر نظر را نیست این ہجدہ زبون
ترجمہ	گرچہ ہے عالم ہے اٹھارہ ہزار	ہر نظر پر کب ہین اسرار آشکار

شرح یعنے اے علیؓ اگرچہ عالم اٹھارہ ہزار یا اس سے بھی زیادہ ہے لیکن ایسا ضعف نہین ہے کہ ہر نظر اُسکا مشاہدہ کر سکے ۔ بلکہ تمام عالمون کا مشاہدہ فقط ولی یا غوث یا قطب یا صحابہ یا رسول کو حاصل ہوا کرتا ہے اٹھارہ ہزار عالم سے اقسام عالم کی کثرت مراد ہے مثلاً عالم انسانات عالم حیوانات عالم نباتات عالم جنات عالم حور و قصور عالم ملائکہ عالم عقبا عالم برزخ عالم جنت و دوزخ وغیرہم ۔

راز بکشا اے علیؓ مرتضےٰ
اے پس سوء القضا حسن القضا

ترجمہ: کہول دی راز اے علیؓ مرتضےٰ
تو بدی کے بعد ہے حسن القضا

شرح سوءُ القضا (بُری تقدیر) سے بغض اسلام اور حسن القضا (اچھی تقدیر) سے محبت اسلام مراد ہے یعنے پہلوان کہتا ہے کہ اے علیؓ آپ کے سبب مجھے بُری تقدیر کے بعد اچھی تقدیر حاصل ہوگئی ہے یا آپ میرے لیے سوء القضا (اضطراری موت) کے بعد حسنُ القضا (روحانی زندگی اور حیات ابدی) کا باعث ہوگئے ہین میرے قتل نہ کرنے کا راز ظاہر کردین - اس شعر سے پہر قصہ کی طرف رجوع ہوا ہے -

یا تو واگو آنچہ عقلت یافتست
یا بگویم آنچہ بر من تافتست

ترجمہ: آپ کہدین آپ نے سمجہا ہے کیا
یا بتادون ملین تمہین چمکا ہے کیا

شرح یعنے اے علیؓ یا تو آپ میرے قتل نہ کرنے کا وہ سبب بتائین جو آپ کی عقل مبارک نے معلوم کیا ہے یا مجہے ارشاد کیجیے کہ مین اُس نور الٰہی کا اظہار کر دون جو آپ کے سبب یا آپ کی طرف سے مجہپر چمکا ہے

از تو بر من تافت چون داری نہان
مے فشانی نور چون مہ بے زبان

ترجمہ: نور کو تم رکھ نہین سکتے نہان
نور افشان شکل مہ ہو بے زبان

شرح یعنے اے علیؓ آپ کی طرف سے نور باطنی مجہپر چمک چکا ہے پہر آپ ایسے نور کو جو بلا تکلف دوسری پر چمک جائے چہپا کیونکر سکتے ہین کیونکہ جسطرح چاند بلا تکلم نور افشانی کرتا رہتا ہے اسیطرح آپ خاموش ہین مگر آپ کا نور مجہپر چمک رہا ہے جس سے میرے باطنی ظلمت کافور ہوگئی ہے -

لیک اگر در گفت آید قرص ماہ
شب روان را زود تر آرد براہ

ترجمہ: ہو منور رات کو گر قرص ماہ
شب رو کو جلد تر ملجائے راہ

شرح یعنے اگرچہ چاند بلا تکلم ہی نور افشانی کرتا رہتا ہے لیکن اگر کلام کرنے لگے (یعنے پورا پورا ظاہر ہو جائے) تو پچہلی رات سے چلنے والے مسافرون کو رستے سے لگا دیتا ہے یعنے مسافر گہری چاندی دیکہکر چل پڑتے ہین چاند کے کلام کرنے سے اُسکا ظاہر الدلالت ہونا اور خوب روشن ہو کر لوگون کو سیدہا رستہ دکہانا مراد ہے

از غلط ایمن شوند و از ذہول
بانگ مہ غالب شود بر بانگ غول

ترجمہ: گمرہی سے دور ہون وہ سر بسر
بانگ مہ غالب ہو بانگ غول پر

شرح یعنے جب چاند اچہی طرح نکل آتا ہے تو مسافر رستہ کی غلطی اور بہول سے بیخوف ہو جاتے ہین اور چاند کی آواز (روشنی) غول بیابانی کی خوفناک آواز پر غالب آجاتی ہے یعنے چور و چکار اور جن بہوت کا کچہ خوف نہین رہتا اور یہ فطرتی بات ہے کہ چاند کی روشنی مین راہ گیر کو خوف نہین معلوم ہوتا

ماہ بے گفتن چو باشد رہنما ۔۔ چون بگوید شد ضیا اندر ضیا

ترجمہ: چاند خاموشی مین سہے جب رہنما ۔۔ ہو گیا گویا تو بالکل ہے ضیا

شرح یعنے جبکہ چاند بغیر کلام کیے (تہوڑی سی روشنی کی حالت) مین رہنما ہوتا ہے پہر جب کلام بہی کرنے لگے (خوب روشن ہو جائے) تو نور علے نور ہو جائے گا باطنی مطلب یہ ہے کہ مرشد کامل جو رہبر طریقت ہے جب اپنے انوار باطن کا فیضان کرتا ہے تو سالک کعبۂ مقصود اور بیت المقدس عرفان تک پہنچ جاتا ہے اور راہ سلوک کی غلطی سے ایمن اور غفلت سے بیخوف ہو جاتا ہے اور جب ارشاد زبانی اور انوار باطنی دونو سے سالک کو فائدہ پہنچتا ہے تو اُسکے حق مین نور علے نور پہنچتا ہے پہر سالک غول بیابانی (نفس و شیطان یا جہوٹے مشائخ) کا سپرد نہین ہوتا۔

چون تو بابی آن مدینۂ علم را ۔۔ چون شعاعی آفتاب حلم را

ترجمہ: اے علیؓ تم باب شہر علم ہو ۔۔ اور شعاع آفتاب حلم ہو

شرح یعنے اے علیؓ چونکہ آپ مدینۂ علم کے دروازے اور آفتاب حلم (پیغمبر علیہ السلام) کی شعاع ہین اور آپ کو بطفیل رسول مقبول علم لدنی حاصل ہے اسلیئے میرے قتل نہ کرنے کے راز کو کہولدیجئے۔ یہ شعر مراز بکشا اے علی مرتضے کے متعلق ہے۔ اور اوسی کے مضمون کی تاکید ہے

باز باش اے باب بر جویای باب ۔۔ تا رسند از تو قشور اندر لباب

ترجمہ: کہل کہین جلدی سے باب علم نغز ۔۔ تاکہ تجہسے پوست سب ہو جائیں مغز

شرح پہلوان کہتا ہے کہ اے باب مدینۂ علم (اے علیؓ) جویائے باب اسرار کے (یعنے میرے) لیئے کہلجا اور وا ہو جا۔ تاکہ تیری بدولت پوست جو سراسر بے مغز ہین مغز ہونے کے مرتبے کو پہنچ جائین یعنے آپکے ارشاد سے اجسام خاکی حقیقت و معرفت اور مرتبۂ فنا فی الذات تک جا پہنچین۔ قشور جمع قشر یعنے پوست اور لباب جمع لب یعنے مغز ہے۔ اور یہ دونون عربی لفظ ہین۔

باز باش اے باب رحمت تا ابد ۔۔ بارگاہ ما لہٗ کفواً احد

ترجمہ: اے در رحمت پناہی کہل کہین ۔۔ مظہر شان الٰہی کہل کہین

شرح یعنے پہلوان حضرت علیؓ سے کہتا ہے کہ اے دروازہ رحمت تو ہمیشہ کے لیئے کہلجا۔ کیونکہ تو بارگاہ (محل ظہور) اسماء و صفات حق ہے اور اُس ذات پاک کا مظہر اتم ہے جسکا کفو اور ہمسر کوئی نہین۔

ہر ہوا و ذرہ خود منظری است ۔۔ کے بگوید کور دل کاینجا دری است

ترجمہ: ہر ہوا ہر ذرہ منظر اوسکا ہے ۔۔ کور کیا جانے کہ یہ در اوسکا ہے

شرح یعنے تمام موجودات منظر حق ہین اُسکا جلوہ دریچۂ دل سے ہر شے مین نظر آتا ہے مگر جو دل کا اندہا ہی وہ ہرگز یہ نہین کہتا کہ دنیا مین اُسکے دیکہنے کا کوئی جہرہ کا موجود ہے بلکہ وہ منظر ہی کا منکر ہے اور اسیلئے اُسے منظور نظر نہین آتا بعض نسخون مین ناکشادہ کے بود کا بجا درست ہے یعنے جسجگہ دروازہ ہوتا ہے ناکشادہ نہین رہتا بلکہ منظور اُس منظر مین جلوہ دکہاہی دیتا ہے یہان سے مولانا کا مقولہ ہے

	تا نہ بکشاید درے را دیدبان	در درون ہرگز نہ جنبد این گمان
ترجمہ	باب دل جبتک نکہولدے دیدبان	دلمین آتا ہی نہین ایسا گمان

شرح یعنے جب تک اس راز کو کوئی دیدبان (صاحب دید یعنے مرشد کامل) نہ کہولیگا تیرے دل مین یہ گمان (ہر شے کا مظہر حق ہونا) ہرگز پیدا نہوگا کیونکہ اسکی تصدیق روشن ضمیری سے متعلق ہے۔

	چون کشادہ شد درے حیران شود	مرغ امید و طمع پران شود
ترجمہ	کہلگیا جب باب حیران ہوگیا	طائر امید پران ہوگیا

شرح یعنے جب بطفیل مرشد کامل کشف کا دروازہ کہلجاتا ہے تو سالک حیران ہوجاتا ہے (مگر یہ حیرت محمود ہے کیونکہ مشاہدہ کے باعث حاصل ہوی ہے) اور مشاہدہ کی اُمید و طمع کا مرغ اُڑجاتا ہے کیونکہ جب مطلوب حاصل ہوجاتا ہے تو اُسکے ملنے کی طمع نہین رہتی۔ اور تحصیل حاصل پر عمل نہیں کیا جاتا۔

	غافلے ناگہ بویران گنج یافت	سوئے ہر ویرانہ زان پس مے شتافت
ترجمہ	ملگیا غافل کو ویرانہ مین گنج	سوئے ہر ویرانہ اب ہے محو رنج

شرح یعنے جس ناواقف نے ایک کہنڈر مین سے اتفاقًا خزانہ پالیا ہے وہ ہر کہنڈر کی طرف دوڑتا پہرا کرتا ہے اور یہ سمجہتا ہے کہ شاید اُس کہنڈر مین بہی خزانہ ہو اسیطرح سالک کا فرض ہے کہ جب ایک کہنڈر (مرشد کامل) جو بظاہر خراب حال ہو) سے خزانہ معرفت حاصل کرلے تو دوسرے کہنڈر یعنے درویش کی خدمت مین جائے اور اسکی ظاہری حالت کو خراب دیکہکر نفرت نہ کرے۔ ورنہ محروم رہجائیگا۔

	تا ز درویشے نیابی تو گہر	کے گہر جوئی ز درویش دگر
ترجمہ	ایک سے گر تو ہو محروم گہر	خاک دیگا تجہکو درویش دگر

شرح یعنے جبکہ تو نے کسی پہلے درویش سے گوہر معرفت حاصل نہین کیا اور تجہے اس گوہر بے بہا کی قدر معلوم نہین ہوی تو دوسرے درویش سے کیا خاک حاصل کرسکیگا۔ اسلیئے گوہر عرفان حاصل کرنے کے لیے ہر درویش کو ٹٹولنا اور ہر کہنڈر کو کریدنا چاہیئے۔ ایک پہول کیلئے بہت سے کانٹے سہنا اور ایک لعل بے بہا کے لئے بہت سے پتہر پہوڑنے لازم ہیں۔ ع مراعات صد کس برائے یکے۔

سالہا گر ظن دود با پائے خویش — نگذرد ز اشکاف بینی ہائے خویش

ترجمہ: سالہا گر پانوں سے دوڑے گمان — دور جا سکتا نہین ہے میری جان

شرح یعنے اگر گمان اپنے پانون سے برسون دوڑیگا۔ تو اپنی ناک کے نتھنون سے آگے نگذر سکیگا۔ مطلب یہ کہ صاحب گمان و وہم بلا امداد مرشد کامل مرتبۂ کمال و یقین کی جانب ہرگز ترقی نہین کرسکتا۔ بلکہ پستی ہی مین رہتا ہے اور تنزل ہی کی حالت مین رہ کر انجام کار اضطراری موت کا شکار ہو جاتا ہے۔

تا بہ بینی نایدت از غیب بو — غیر بینی ہیچ مے بینی بگو

ترجمہ: غیب سے بینی مین گر آوے نہ بو — غیر بینی کچھ نہین اسے نیک خو

شرح یعنے جب تک تیری ناک مین گلشن غیب کے پھولون کی خوشبو نہ آئیگی تجھے بجز ناک کے اور کچھ نسوجھیگا یعنے برائے نام چہرے پر ناک ہی ناک ہوگی مگر وہ ناک خوشبوئے غیب سے بےنصیب ہوگی۔

سوال کردن آن کافر از علی رض کہ چون بر من ظفر یافتی شمشیر از دست چون انداختی

ترجمہ: اُس پہلوان کا حضرت علی سے یہ پوچھنا کہ مجھپر غلبہ پاکر آپنے مجھے قتل کیون نہ کیا اور تلوار کیون پھینکدی

شرح یہان سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ طالب کو جو مسئلہ یا نکتہ معلوم نہ ہو اُسکو مرشد کامل سے باربار پوچھتا رہے اور سوال کرنے مین ہرگز نہ شرماوے کیونکہ ہر طرح کا علم سوال ہی کرنے سے ترقی کرتا ہے۔

پس بگفت آن نو مسلمان ولی — از سر مستی و لذت با علی رض

ترجمہ: پس یہ بولا وہ مسلمان ولی — از سر مستی و لذت اے علی

کہ بفرما یا امیر المومنین — تا بجنبد جان بتن ہمچون جنین

ترجمہ: یہ بتا دیجے امیر المومنین — روح کو حرکت ہو تا شکل جنین

شرح یعنے اس نو مسلم پہلوان نے حضرت علی رض سے یہ کہا کہ اے امیر المومنین میرے قتل نہ کرنے کے راز کو بیان فرما دیجے تاکہ نفخ کلمات حضور سے میری روح کو جو بالفعل مردہ ہے وہ نئی زندگی حاصل ہو جو بچے کو مان کے پیٹ مین ہوتی ہے مطلب یہ کہ مین آپکے جانفزا قول سے باعث نئے سرے سے زندہ ہو جاؤنگا

ہفت اختر ہر جنین را مدتے — میکنند از جان بنوبت خدمتے

ترجمہ: تارے ہر بچے کی خدمت کرتے ہین — اور پھر نوبت بنوبت کرتے ہین

چونکہ وقت آید کہ جان گیرد جنین — آفتابش آن زمان گردد معین

ترجمہ: روح کا وقت آگیا جب بالیقین — آفتاب اسوقت ہوتا ہے معین

شرح یعنے سات ستارے (سبعہ سیارہ) مان کے پیٹ مین نوبت بنوبت ہر بچے کی خدمت کرتے رہتے

ہین لیکن جب بچہ مین جان پڑنے کا وقت آتا ہے تو آفتاب اپنے ذمہ خدمت لیکر اسکا مددگار ہو جاتا ہے
یہان سے آخر داستان تک تمام اشعار مولانا اور پہلوان دونوں کا مقولہ ہو سکتی ہین

	چون جنین را نوبت تدبیر رو		از ستارہ سوے خورشید آید او
ترجمہ	آ گیا جب وقت تدبیر جنین		سوئے خورشید فلک اے مہ جبین
	این جنین در جنبش آید ز آفتاب		کافتابش جان ہمے بخشد شتاب
ترجمہ	بچہ کو دیتا ہے حرکت آفتاب		بخشتا ہے زندگی اسکو شتاب

شرح پہلے شعر مین لفظ را قایم مقام اضافت ہے اور رو بمعنے ذات۔ اور ضمیر او نوبت کی طرف راجع ہے
یعنے جب تدبیر و ترتیب ذات جنین کی نوبت دیگر ستارون سے منتقل ہو کر خورشید کی طرف آ جاتی ہے
تو اس بچہ مین تاثیر آفتاب سے حرکت یعنے جان پڑ جاتی ہے اسیطرح سالک اکثر مشائخ یا اور علما سے
تربیت پاتا رہتا ہے مگر اسکو روحانی اور ابدی زندگی اسی آفتاب سے ملتی ہے جسکا نام مرشد کامل ہے
نکتہ اکثر نجومیون اور شاعرون مین ستارون کی تاثیرین مشہور ہین اسی لحاظ سے مولانا نے شہرت کا
اعتبار کیا ہے ورنہ بچہ کی تربیت کے متعلق ستارون کی تاثیر قرآن وحدیث سے ثابت نہین ہے۔ البتہ
آفتاب کی تاثیر کا اشارہ کہین کہین پایا جاتا ہے۔ اسیلئے مولانا نے آفتاب کی تربیت پر زور دیا ہے۔

	از دگر انجم بجز نقشے نیافت		آن جنین تا آفتابے بر نتافت
ترجمہ	دوسرے تارون سے کچھہ حاصل نہین		مہر ہی سے جان پاتا ہے جنین

شرح یعنے جسطرح اس پیٹ کے بچہ کو دیگر ستارون سے بجز نقش وجود کے روح وغیرہ کچھ نہ ملی اور جان
اسیوقت پڑی جبکہ آفتاب نے اپنا پرتو ڈالا اسیطرح سالک کو بلا ترتیب آفتاب شریعت وطریقت (مرشد کامل)
زندگی حاصل نہین ہو سکتی یہ اسی مضمون کی تشریح ہے اور اگر یہ اشعار پہلوان کا مقولہ ہین تو آفتاب سے مراد ذات علی ہے

	از کدامین رہ تعلق یافت او		در رحم با آفتاب خوبرو
ترجمہ	ربط کس رستہ سے ہے اے خوش خطاب		پیٹ مین بچہ فلک پر آفتاب

شرح یعنے اے مخاطب یہ بتا کہ آفتاب روشن سے مان کے پیٹ مین بچہ نے کون سے رستہ سے تعلق پیدا کیا ہے
کیونکہ بظاہر دونون مین بہت فاصلہ ہے۔ اس پوشیدہ رستہ کی تشریح مولانا آیندہ اشعار مین خود فرماتے ہین

	آن رہ پنہان کہ دور از حس ماست		آفتاب چرخ را بس راہ ہاست
ترجمہ	حس سے پوشیدہ ہے وہ اے پرشعور		آفتاب چرخ کے رستے ہین دور

شرح یعنے اگر تجھے جواب نہین آتا تو ہم بتاتے ہین کہ بچے نے آفتاب کے ساتھ اس پوشیدہ اور جو رستے

سے تعلق پیدا کیا ہے جو ہمین نظر نہین آتا ہماری معلومات سے دور ہے یعنے معنوی رستہ ہے کیونکہ آفتاب کو تعلق پیدا کرنے کے بہت سے طریقے معلوم ہین جنکی تفصیل آیندہ اشعار مین ہے۔

وان ہے که برق بخشد لعل را		آن رہے که سرخ سازد لعل را	
اور شعلہ بخشتا ہے لعل کو		لال کرتا ہے وہ رستہ لعل کو	ترجمہ

شرح یعنے آفتاب کے معنوی تعلق پیدا کرنے کا وہ رستہ ہے جو لعل کو سرخ رنگ کر دیتا ہے اور لعل سب یعنے لوہے کو پتھر پر گرنے سے بجلی یعنے شعلے عنایت کرتا ہے **فائدہ** علم طبعیات مین تشریح ہو چکی ہے کہ پتھر پر لوہا مارنے سے جو آگ نکلتی ہے یہ آفتاب ہی کی تاثیر کا نتیجہ ہے۔

وان ہے که دل دہد کالیوہ را		آن رہے که پختہ سازد میوہ را	
احمق اچھے ہوتے ہین اوس راہ سے		پختہ میوے ہوتے ہیں اوس راہ سے	ترجمہ

شرح یعنے آفتاب کا یہ معنوی طریقہ وہ ہے جو میوون کو پختہ کر دیتا ہے۔ اور کالیوہ (احمق ومجنون) کو قوت قلبی عطا کرتا ہے اور انکے مرض کو کم کر دیتا ہے **فائدہ** یہ ظاہر ہے کہ اکثر میوے حرارت آفتاب کے باعث پکتے ہے اور یہ بھی تجربہ ہے کہ احمق مغلوب العقل دیوانے اور پریشان آدمی کو اسکا مرض رات کو زیادہ ستاتا ہے اونکو حرارت آفتاب کے سبب کم ہو جاتا ہے ان اشعار کا معنوی مطلب یہ ہے کہ جسطرح آفتاب فلک اشیائے مذکورۂ بالا سے معنوی تعلق پیدا کرکے انہین مرتبۂ کمال پر پہنچا دیتا ہے اسیطرح آفتاب کون ومکان خالق زمین وزمان بندون سے اور آفتاب ہدایت (مرشد کامل) سالکون سے معنوی تعلق پیدا کرکے انہین کمال عرفان عنایت کر دیتا ہے مگر اس تعلق باطنی کا طریقہ ایسا مخفی ہے کہ ہماری عقل وحواس مین نہین آسکتا۔

باشہ و با ساعدش آموختہ		باز گو اے باز پر افروختہ	
بازوئے شہ کا ہے تو آموختہ		رانڈ کہہ اے باز پر افروختہ +	ترجمہ

شرح پھر قصہ کی جانب رجوع ہوا ہے یعنے پہلوان کہتا ہے اے علیؓ تو ایسا شہباز ہے جسنے شکار عرفان کے لئے اپنے پر کھول رکھے ہین اور بادشاہ کی مصاحبت مین اسکے بازو پر تربیت پائی ہے یعنے تجھے مراتب قرب بادشاہ حقیقی حاصل ہو چکے ہین خدا کے لیئے اس راز کو ظاہر کر دے۔

اے سپاہ اشکن بخود نے با سپاہ		باز گو اے باز عنقا گیر شاہ	
تو سپاہ افگن ہے بیشک بے سپاہ		منہ سے بول اے باز عنقا گیر شاہ	ترجمہ

شرح یعنے اے علی آپ بادشاہ حقیقی کے ایسے شہباز ہین جو عنقائے اسرار الٰہی کا شکار کرتا رہتا ہے اور ایسے بہادر یعنے اسد اللہ الغالب ہین کہ بلا معاونت لشکر خود لشکر شکن اور سپاہ شکن ہین یعنے تنہا ہو کر کفار پر غالب رہتے ہین

اُس راز سے مجھے آگاہ فرمایئے تاکہ آپ کی طفیل مین ہی واقف اسرار باطنی ہوجاؤن

است وحدی یکے و صد ہزار	باز گو اے بندہ باز ت را شکار
ترجمہ ایک ہو کر تم ہو گویا صد ہزار	مین تمہاری باز معنے کا شکار

شرح یعنے اے علی گو آپ باعتبار ظاہر ایک اُمّت (یعنے شخص واحد) ہین لیکن باعتبار باطن لاکھہ آدمیون کے برابر ہین یا یہ کہ آپ اِس حدیث کے مصداق ہین کہ ایک فقیہ ہزار عابدون سے زیادہ شیطان پر غالب آتا ہے یا یہ کہ آپ ظاہر مین ایک اور باطن مین مظہر اسما و صفات کثیرہ ہین آپ کے اِس شہباز کا جو شکار اسرار و عرفان کرتا رہتا ہے مین شکار ہو گیا ہون اب وہ راز بتا دیجیے۔

در محل قہر این رحمت ز چیست	اژدہا را دست دادن کار کیست
ترجمہ قہر کی جا مجھپہ کیون رحمت ہوی	اژدہا کا چھوڑنا کیا بات تھی

شرح یعنے اے علیؓ یہ بتایئے کہ اس قہر کے موقع پر آپنے مجھپر رحم کیون کیا اور آپکا اژدہا کو قوت یا مہلت دینا یعنے قتل نہ کرنا فی الواقع کس کا کام ہے۔ یعنے آپنے اپنی جانب سے ایسا کیا ہے یا خدا کے اشارہ سے

جواب گفتن امیر المومنین علیؓ و سبب افگندن شمشیر از دست و ناجایز بودن فعل ہا

ترجمہ حضرت علیؓ کا اُس پہلوان کو جواب دینا اور تلوار پھینکدینے کا سبب بیان کرنا اور بندہ کا افعال مین ناجایز ہونا

گفت من تیغ از پے حق میزنم	بندۂ حقم نہ مامور تنم
ترجمہ آپ بولے۔ بہر حق ہون تیغ زن	بندۂ حق ہون۔ نہین مامور تن
شیر حقم نیستم شیر ہوا	فعل من بر دین من باشد گوا
ترجمہ شیر حق ہون مین نہین شیر گناہ	میرے فعلو نپر مرا دین ہے گواہ

شرح یعنے حضرت علیؓ نے اُس پہلوان کو اُسکے قتل نہ کرنے کا سبب یہ بتایا کہ اے شخص مین خدا کے لیئے تلوار چلایا کرتا ہون کیونکہ مین شیر خدا اور بندۂ حق ہون بندۂ جسم یا نفس امّارہ کا غلام اور مغلوب الغضب نہین ہون۔ میرا یہ فعل (یعنے قتل نہ کرنا) میرے دین حق کا گواہ ہے نکتہ چہرۂ مبارک پر تہوکدینے کے بعد حضرت علیؓ نے یہ خیال فرما کر اُسے چھوڑ دیا تہا کہ اگر اِس پہلوان کو اسوقت قتل کر دونگا تو خدا کے کام مین نفس کا حصہ بہی شامل ہو جائیگا گویا مین اُس سے اِس گستاخی کا بدلہ لونگا۔ چنانچہ مولانا آیندہ اشعار مین خود اسکی تصریح فرماینگے۔ یہی سبب تہا کہ حضرت علیؓ نے اُسکے قتل سے ہاتھ روک لیا۔

من چو تیغم وان زنندہ آفتاب	ما رمیت اذ رمیت در حراب
ترجمہ تیغ مین ہون تیغ زن رب قدیر	جنگ مین وہ مارتا ہے آپ تیر

شرح یعنے اے پہلوان مین تیغ الہی یعنے آلۂ حق ہون اور تلوار مارنے والا وہی آفتاب حقیقت یعنے اللہ تعالی ہے چونکہ مین فنا فی اللہ ہون اسلیئے میرے تمام افعال خدا کی طرف منسوب ہین جسطرح تلوار خود بخود نہین مار سکتی اسی طرح مین اپنی خواہش سے کسیکو قتل نہین کر سکتا دوسرے مصرع مین لفظ رمیتُ اگر بصیغۂ متکلم ہے تو حضرت علیؓ یہ فرماتے ہین کہ جب کبھی جنگ مین مینے تیر پھینکے ہین وہ گویا مینے نہین پھینکے بلکہ واقعی تیر انداز اللہ تعالے ہے اور بندہ اسکا آلہ ہے اور اگر رمیتَ بصیغہ حاضر ہے تو یہ معنے ہین کہ مین مصداق آیۂ مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ ہون اس آیت مفصل تفسیر پہلے گزر چکی ہے اسلیئے مکرر شرح کی ضرورت نہین ہے

رخت خود را من ز رہ برداشتم　　غیر حق را من عدم انگاشتم

ترجمہ رخت اٹھا لایا ہون اپنا راہ سے　　غیر حق لاشئے نظر آیا مجھے

شرح یعنے مینے اپنے رخت وجود موہوم کو راہ معرفت سے اٹھا کر الگ پھینکدیا ہے کیونکہ وہ بمنزلہ سنگ راہ تھا. یا یہ کہ اپنی ہستی کو راہ تعینات وکثرت سے اٹھا کر فنا فی الذات کر دیا ہے. اور بجز حق کے سبکو لاشئے جانتا ہون

من چو تیغم پر گہرہائے وصال　　زندہ گردانم نہ کشتہ در قتال

ترجمہ تیغ وہ ہون جسکا جوہر ہے وصال　　زندگی دیتا ہون مین بعد قتال

شرح یعنے مین تیغ ہون اور میرا جوہر وصال الہی ہے یا یہ کہ میری تلوار کے قبضہ مین وصال الہی کے موتی جڑے ہوئے ہین اور مین لڑائی مین لوگون کو مارتا نہین بلکہ زندہ کر دیتا ہون یعنے جہاد کرنے سے میرا مطلب یہ ہوتا ہے کہ میری شمشیر کے خوف سے بہت سے لوگ ایمان لے آئینگے. اور حیات جاودانی زندگی پائینگے سیکڑون اسلام لانے والون کے مقابلہ مین دو چار یا دس بیس کافر مارے گئے تو یہ سمجھیئے کہ گویا مارے ہی نہین گئے یا یہ معنے ہین کہ مین چند کافرون کو قتل کر کے بہت سے مسلمانون کو زندہ کرتا ہون. کیونکہ کافر رعب شمشیر سے پھر فتنہ وفساد اور خونریزی اہل اسلام کی جرأت نہین کر سکتے یا تیغ سے سیف زبان ہوتا اور گہرہائے وصال سے کلمات اسرار وعرفان مراد ہین. یعنے میرے کلمات سے لوگ مرتے نہین ہین بلکہ روحانی زندگی پاتے ہین. مین تیغ زبان کے اثر سے اخلاق ذمیمہ کا سر کاٹکر لوگون کو زندہ کر دیتا ہون. یعنے میری تیغ دسنان اور تیغ زبان اثر سے خالی نہین

سایہ ام من کدخدایم آفتاب　　حاجبم من نیستم او را حجاب

ترجمہ سایہ ہون مین اور مصاحب آفتاب　　اور حاجب ہون نہین اسکا حجاب

شرح کدخدا بمعنے قرین ومصاحب اور بمعنی آفتاب کا مضاف الیہ ہے یعنے مین مصاحب آفتاب حقیقت اور سایہ کی طرح اسکے حکم مین ہون. جدہر آفتاب پھرتا ہے ادہر ہی مین پھر جاتا ہون مطلب یہ کہ مین اپنی طرف سے کوئی فعل نہین کرتا اور مین اسکا حاجب یعنے خادم اور اسکے قبضۂ قدرت مین ہون خادم وہی کام

کرتا ہے جو آقا فرما دیتا ہے اور میں حجاب تجلیات نہیں ہوں بلکہ جو شخص مجکو دیکھتا ہے وہ گویا تجلیات الٰہی کو دیکھہ رہا ہے یا حجاب بمعنے ردکنندہ قضاء الٰہی ہے یعنے میں قضائے الٰہی اور اپنی ذات کے مابین آڑ اور شی نہیں ہون کہ اُسکے حکم کو اپنی تدبیر سے روک کر اپنی ذات تک نہ پہنچنے دون یا حجاب بمعنے محجوب ہے۔

	خون نپوشد گوہر تیغ مرا		باد از جا کے برد میغ مرا
ترجمہ	خون کب ڈہانکیگا میری تیغ کو		کیا اُڑا دینگے ہوا مین میغ کو

شرح یعنے میرے جوہر تیغ کو خون نہین ڈہانک سکتا مطلب یہ کہ میری تیغ کے گردن پر خون نہین رہتا کیونکہ مین اپنے حکم اور مقتضائے طبیعت سے کسیکو نہین مارتا دوسرے مصرع مین باد سے باد نفس یعنے عداوت اور میغ سے استقلال وہمت مراد ہے یعنے عداوت میرے ارادہ کو خونریزی کی طرف نہین لیجاتے بلکہ حکم الٰہی کیطرف لیجاتی ہے یعنے مین خدا ہی کے لیئے دوستی اور خدا ہی کے لیئے دشمنی کیا کرتا ہون

	کہ نیم کوہم ز صبر و حلم و داد		کوہ را کے در رباید تند باد
ترجمہ	گہاس کب ہے مین ہون کوہ صبر و داد		کوہ کا کیا کر سکے گی تند باد

شرح یعنے مین گہاس کے مانند خفیف الحرکات نہین بلکہ حلم کا پہاڑ ہون مجھے ہوائے نفسانی اپنی جگہ سے زائل نہین کر سکتی

	آنکہ از بادے رود از جا خسیست		زانکہ باد ناموافق خود بسیست
ترجمہ	گہاس اُکھڑ جاتی ہے بیشک سر بسر		ناموافق ہین ہوائین بیشتر

شرح یعنے جو شخص بعض صفات نفسانی کی ہولکے جہوکے سے مرتبہ تحمل کو چہوڑ دے وہ آدمی نہین بلکہ گہاس کا تنکا ہے اور ایسے تنکون کے حق مین بہت سی ہوائین ناموافق ہین جنکی تفصیل آئندہ اشعار مین ہے

	باد خشم و باد شہوت باد آز		برد او را کہ نبود اہل نماز
ترجمہ	خشم و شہوت حرص و غفلت کی ہوا		ہے ہمیشہ دشمن اہل ہوا
	باد کبر و باد عجب و باد حلم		برد او را کہ نبود از اہل حلم
ترجمہ	اور ہوائے کبر و عجب و فخر و حلم		اُنکی دشمن ہے نہین جو اہل علم

شرح یعنے ناموافق ہوائین یہ ہین کہ غصے اور خواہش بیجا اور طمع کی ہوا اُس شخص کو مرتبہ صبر و تمکین سے گرا دیتی ہے جو خدا کے سامنے عاجزی نہین کرتا اور تکبر عجب اور غرور علم کی ناموافق ہوا اُسکو جگہہ سے اُکہاڑ دیتی ہے جو صاحب علم باطنی نہین ہوتا۔ علم باطنی کی قید اسلیئے ہے کہ علم ظاہری والے اکثر مغرور ہوتے ہین۔

	کوہم و ہستی من بنیاد اوست		ورشوم چون کاہ بادم یاد اوست
ترجمہ	کوہ ہون نین تو ہون بنیاد خدا		کاہ ہون نین تو ہون بریاد خدا

شرح یعنے مین مقام فنا فی اللہ مین پہاڑ کے مانند قدم مضبوط کیے ہوے ہون اور جب کبھی کاہ ہنجاتا ہون یعنے حدود شریعت قایم کرنے کے لیے مرتبہ بشریت مین آجاتا ہون تب بہی اُسیکی ہوائے شوق اُڑاتا ہے وہ مجھے تنکے کی طرح کبھی اُدہر لیجاتا ہے کبھی ادہر مطلب یہ کہ میرے تمام افعال اللہ تعالی کیطرف منسوب ہین۔

جز بیاد او نجنبد میل من | نیست جز عشق احد سرخیل من

ترجمہ: یاد حق سے مجکو ہر دم میل ہے | ہر گھڑی عشق خدا سرخیل ہے

شرح یعنے مجھے بجز یاد الٰہی کے اور کسی چیز کی رغبت نہین اور بجز عشق خدا کے اور کوئی شے میرے لشکر قوی کا افسر نہین یعنے عشق میری تمام قوتون پر غالب ہے۔ مین جو کچھ کرتا ہون وہ خدا ہی کی محبت سے ظہور مین آتا ہے

خشم بر شاہان شہ و ما را غلام | خشم را من بستہ ام زیر لگام

ترجمہ: غصہ ہے شاہون کا شاہ اپنا غلام | ہمنے اُس سرکش کی ڈالا ہے لگام

شرح یعنے غصہ بادشاہون پر غالب ہوا کرتا ہے اور ہمسے مغلوب ہے ہمنے اُسکو زیر لگام کرکے اپنی ذلیل سواری بنا لیا ہے۔ تابع کر لیا ہے یعنے ہم مغلوب الغضب نہین ہین کہ غضب مین حدود شرع یا حق اللہ و حق العباد کی پروا نکرین

تیغ حلمم گردن خشمم زدست | خشم حق بر من چو رحمت آمدست

ترجمہ: غصہ کو کاٹا ہے تیغ حلم سے | خشم حق رحمت ہے میرے واسطے

شرح یعنے میرے حلم کی تلوار نے غصہ کو مار ڈالا ہے اور جب سے مینے اپنے غصہ کو فنا کر دیا ہے اللہ کا غصہ میرے حق مین رحمت سے بدل گیا ہے۔ یا یہ کہ مینے اپنے غصہ کو یہانتک فنا کیا ہے کہ خدا کے غصہ کو رحمت سمجھتا ہون اور اُس سے ناراض نہین ہوتا کیونکہ ہر چہ از دوست میرسد نیکوست۔

غرق نورم گرچہ سقفم شد خراب | روضہ گشتم گرچہ ہستم بوتراب

ترجمہ: نور سے ہون باطن مین ظاہر مین خراب | باغ حق ہون گرچہ ہون مین بوتراب

شرح یعنے مین اگرچہ مین ظاہر مین پرانی چہت کی طرح فنا ہونے والا ہون لیکن باطن مین غرق دریائے انوار معرفت ہون۔ اور اگرچہ میری کنیت ابوتراب (مٹی والا) ہے مگر مین فی الواقع اسرار الٰہی کا باغ ہون کیونکہ باغ مٹی ہی سے پیدا ہوتے ہین۔ ابوتراب حضرت علی کی مشہور کنیت ہے۔

چون در آمد علتے اندر غزا | تیغ را دیدم نہان کردن سزا

ترجمہ: کار حق مین جب ہوی علت عیان | کر لیا جھٹ مینے خنجر کو نہان

شرح علیؓ فرماتے ہین کہ اے پہلوان چونکہ تیرے قتل کرنے مین ایک باطنی سبب (خیال حصۂ نفس خود) پیدا ہو گیا تہا۔ اسلیے مینے تلوار کو میان ہی مین رکہنا مناسب سمجہا۔ اگر مین تجہے مار ڈالتا تو خالص خدا کے لیے نہوتا بلکہ منہ پر تہوکنے کا بدلہ بہی ہو جاتا

تا احبّ للہ آید نام من — تا کہ ابغض للہ آید کام من

ترجمہ: تا احب للہ میرا نام ہو — اور ابغض للہ میرا کام ہو

تا کہ اعطے للہ آید جود من — تا کہ امسک للہ آید بود من

ترجمہ: تا کہ اعطے للہ میری جود ہو — اور امسک للہ میری بود ہو

شرح یعنے مینے تجھے اسلیئے قتل نہین کیا تا کہ میرا نام اُن لوگون مین رہے جو خدا کے لیئے دوستی اور اُسی کے لیئے بغض رکھتے ہین۔ اور خدا ہی کے لیئے دیتے ہین اور اُسی کے لیئے ہاتھ کھینچ لیتے ہین یہ ایک صحیح حدیث کا اقتباس ہے مطلب یہ کہ اگر مین تجھے اسوقت مار ڈالتا تو یہ بغض صرف خدا کے لیئے نہو تا بلکہ نفس کا بغض بھی شامل ہوجاتا۔ حدیث کے الفاظ یہ ہین من احبّ للہ وابغض للہ واعطے للہ وامسک للہ فقد استکمل الایمان

بخل من للہ عطا للہ و بس — جملہ للہ ام نیم من آن کس

ترجمہ: بخل ہے للہ عطا للہ ہے — آن مردم جو ہوا گرا ہے

شرح یعنے میرا بخل و عطا خدا کے لیئے ہے اور مین سراپا اُسیکا ہون اُسکے سوا کسیکی بندگی نہین کرتا۔

وانچہ للہ میکنم تقلید نیست — نیست تخییل و گمان جز دید نیست

ترجمہ: فعل للّٰہی۔ نہین تقلید سے — بے خیال و بے گمان ہے دید سے

ز اجتہاد و از تحری رستہ ام — آستین بر دامن حق بستہ ام

ترجمہ: یعنے پائی ہے تحری سے نجات — دامن حق تھام کر لے خوش صفات

شرح یعنے جو فعل مین للہ کیا کرتا ہون وہ صرف پیغمبر کی تقلید ہی نہین ہے بلکہ نتیجہ مشاہدہ و کشف ہے مین خیال و گمان اور قیاس و فکر سے نجات پاکر دامن حق سے اپنی آستین سیے ہوئے ہون یعنے واصل الی اللہ ہون۔

گر ہمے پرّم ہمے بینم مطار — ور ہمے گردم ہمے بینم مدار

ترجمہ: چرخ پر اڑتا ہون جا دیکھکر — گردشین کرتا ہون مین جا دیکھ کر

شرح مطار یعنے جائے پریدن اور مدار یعنے محل گردش ہے یعنے مین آسمان معرفت پر اڑون یا کوچہ شریعت مین گشت کرون پہلے اُڑنے کی جگہ اور محل گردش دیکھکر یہ معلوم کرلیتا ہون کہ یہ جگہ اُڑنے یا گردش کرنیکی قابل ہے یا نہین یعنے میرے افعال مشاہدہ پر موقوف ہین تقلید پر مبنی نہین ہین

ور کشم بارے بہ بینم تا کجا — ماہم و خورشید پیشم پیشوا

ترجمہ: کھینچتا ہون بوجھ منزل دیکھ کر — ماہ ہون مین مہر ہے پیش نظر

شرح یعنے جب مین بار عبادت اُٹھاتا ہون تو پہلے یہ دیکھہ لیتا ہون کہ اُسکو کس ذات پاک کے حضور تک پہنچاؤنگا

یعنے پہلے معبود کا مشاہدہ کر لیتا ہون۔ یا از راہ کشف یہ معلوم کر لیتا ہون کہ اس عبادت کو کونسے زمانہ تک کرونگا اور اسکے بعد کونسی نیک کام مین مشغول ہوجاؤنگا۔ لفظ کجا بمعنے ظرف مکان و زمان دونو طرح صحیح ہے دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ مین نجم ہدایت ہون اور خورشید و آفتاب رسالت امیرے پیشوا ہین۔

پیش ازین با خلق گفتن روے نیست — بحر را گنجائی اندر جوے نیست

ترجمہ: اس سے آگے ہے خموشی۔ بالیقین — بحر ندی مین سما سکتا نہین

شرح: یعنے اس سے زیادہ اسرار الٰہی کہنے کی کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی کیونکہ دریا نہر مین نہین سما سکتا

در شریعت مر گواہی بندہ را — نیست قدرے وقت دعوی و قضا

ترجمہ: شرع مین بیشک گواہی غلام — ہوتی ہے بے قدر و قیمت لا کلام

گر ہزاران بندہ باشند گواہ — شرع نپذیرد گواہی شان بکاہ

ترجمہ: ہون بہت سے بردے گر ملکر گواہ — ہے گواہی انکی مثل برگ کاہ

بندۂ شہوت بتر نزدیک حق — از غلام و بندگان مسترق

ترجمہ: بندۂ شہوت ہے نزدیک خدا — سو غلامون کے غلامون سے برا

شرح: یہان سے مولانا کا مقولہ ہے یعنے کسی دعوے یا فیصلہ کے متعلق شریعت مین غلام کی گواہی قبول نہین ہوتی۔ ایک کیا ہزار غلام بھی گواہی کے اعتبار سے تنکے کے برابر قیمت نہین رکھتے اسیطرح اپنے خواہشون اور نفس امارہ کا غلام خدا کے نزدیک غلامون سے بدتر ہے۔

کین بیک لفظے شود آزاد و حر — وین زید شیرین و میرد سخت مر

ترجمہ: اسکو دو باتون مین آزادی ملی — زندگی اچھی ہے موت اسکی بری

بندۂ شہوت ندارد خود خلاص — جز بفضل ایزد و انعام خاص

ترجمہ: بندۂ شہوت نہین پاتا خلاص — حق ندے جب تک اسے انعام خاص

شرح: یعنے غلام آقا کے اس ایک لفظ کہنے سے کہ مینے تجھے آزاد کیا آزاد ہوجاتا ہے اور بندۂ شہوت عیش و عشرت مین زندگانی بسر کرتا ہے مگر مرتے دم تلخکام ہوجاتا ہے۔ بجز فضل خدا کے گناہون سے نجات اور عذاب سے آزادی حاصل نہین کر سکتا اس لحاظ سے بندہ شہوت اور غلام مین بہت بڑا فرق ہے

پست میگویم باندازۂ عقول — عیب نبود این بود کار رسول

ترجمہ: بات کہتا ہون علے قدر عقول — عیب کیا ہے یہ تو ہے فعل رسول

شرح: یعنے مینے یہ کمتر درجہ کی خیالات فقط سمجھانے کے لئے ظاہر کیے ہین اور اسمین کوئی عیب نہین

کیونکہ یہ پیغمبر کا فعل ہے اور صحیح حدیث میں ہے کہ لوگوں سے انکے اندازۂ عقل کے مطابق کلام کیا کرو

از غرض حرّم گواہی حر شنو — کہ گواہی بندگان نرزد بجو

ترجمہ: بے غرض ہوں میں گواہی حُر کی سُن — ہیچ ہے قول غلامان بے سخن

شرح حضرت علی فرماتے ہین کہ مین اغراض نفسانی و دنیوی سے آزاد ہون اسلیئے جو کچھ کہتا ہون وہ بالکل سچ ہوتا ہے اگر مین بندۂ نفس ہوتا تو البتہ تیری گواہی قبول نہوتی۔

در چہے انداخت او خود را کہ من — در خور قعرش نمی یابم رسن

ترجمہ: بندۂ شہوت گرا اُس چاہ مین — رسّی رہ جاتی ہے جس کی راہ مین

در چہے انداخت کاندر غور نیست — وان گناہ اوست جبر و جور نیست

ترجمہ: گر گیا گہرے کنوین مین مرد دون — خود ہے وہ اپنے گناہون سے زبون

چون گناہ اوست ایچان کن کنم — کہ ورا از قعر چہ بیرون کنم

ترجمہ: چاہ مین گرتا ہے خود اُسکا گناہ — کس طرح لاؤن اُسے بیرون چاہ

شرح مولانا فرماتے ہین کہ بندۂ شہوت نے اپنے آپ کو ایسے نہایت گہرے کنوین مین ڈالدیا ہے کہ مین اُسکے تہ تک پہنچنے والی رسّی نہین پاتا اور اُسے نکال لون وہ ایسے کنوین مین گرا ہوا ہے کہ جسکی تھاہ نہین ملتی اور یہ اُسی کا گناہ ہے کسیکا زور و ظلم نہین ہے کیونکہ لا اکراہ فی الدین (دین مین کسیکی زبردستی نہین ہے) چونکہ یہ اُسی کا گناہ ہے اسلیئے مین اُسے کنوین سے نہین نکال سکتا مطلب یہ کہ بندۂ شہوت کو بجز فضل خدا کوئی انسانی تدبیر گناہون سے آزاد نہین کراسکتی۔

بس کنم گر این سخن افزون شود — خون جگر چہ بود کہ خارا خون شود

ترجمہ: بس ہے اب یہ بات گر ہوگی فزون — تو جگر ہو جائیگا پتھر کا خون

شرح یعنے اب مین بس کرتا ہون اگر یہ نصیحت زیادہ طویل ہو جائیگی تو جگر کیا سنگ خارا خون ہو جائیگا کیونکہ میرا کلام ازروئے الہام ہے اور الہامی کلام اپنی سچی تاثیر کے باعث دلون کو نہایت نرم کر دیتا ہے

این جگرہا خون نشد از سختی است — غفلت و مشغولی و بدبختی است

ترجمہ: دل نہین جو خون بلاشک سخت ہے — غافل و مشغول ہے بدبخت ہے

شرح یعنے ان بندگان شہوت کے جگر جو میری نصیحت سے خون نہین ہوئے اسکا سبب انکی سختی، غفلت دنیا مین مصروف رہنا اور بدنصیبی ہے۔ اگر اہل غفلت خوش نصیب ہوتے تو ضرور انکے دل پسیج جاتے اور الہامی کلام کا اثر انہین پانی پانی کر دیتا اور وہ ضرور اثر پذیر ہوتے۔

	خون شود در روزے کہ خونش سود نیست	خون شو این وقتے کہ خون مردود نیست
ترجمہ	خون ہوگا جبکہ خون بے سود ہے	خون اب ہوجا کہ بس محمود ہے

شرح یعنے جگر اسدن (بروز قیامت) خون ہوگا جبکہ اسکا خون ہونا فائدہ نہ دیگا لے جگر اب خون ہوجا کہ اسوقت کا خون ہوجانا مردود نہین بلکہ مقبول ہے۔ خون تو خون دنیا مین خدا کے خوف سے ایک آنسو گرانا خدا کو پسند ہے

	چون گواہی بندگان مقبول نیست	عدل او باشد کہ بندۂ غول نیست
ترجمہ	کب غلامونکی گواہی ہے قبول	ہو عدول اب تو کہین ہاے عبد غول

شرح یعنے شریعت مین غلامون کی گواہی مقبول نہین بلکہ گواہ آزاد اور ثقہ ہونا چاہیے اسلیے ثقہ وہی ہے جو نفس وشیطان کا غلام نہو غول سے نفس امّارہ یا شیطان مراد ہے۔

	گفت ارسلناک شاہد ونذر	زانکہ بد از کون او حر ابن حر
ترجمہ	رکھ تو ارسلناک شاہد پر نظر	غیر سے آزاد تھے خیر البشر

شرح نذر جمع نذیر ہے بمعنے ڈرانیوالا یعنے قرآن مجید۔ اور کون بمعنے تعلقات دنیوی ہے۔ یعنے چونکہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم دنیوی تعلقات سے آزاد اور نیکون کی اولاد تھے اسلیے اللہ تعالے نے قرآن مجید مین انکی نسبت یہ فرمایا ہے کہ اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاہِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا اے پیغمبر ہمنے تمہین گواہ اور خوشخبری دینے اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے مطلب یہ کہ سچا گواہ وہی ہے جو نفسانی خواہشون سے آزاد ہو

	چونکہ حرم خشم کے بندد مرا	نیست اینجا جز صفات خود مرا
ترجمہ	ہو نہین حُر غصہ سے پائی ہے نجات	ہین مری ہمراز انسانی صفات

شرح یہان سے پھر حضرت علیؓ کا مقولہ ہے یعنے لے پہلوان چونکہ مین خواہشات نفسانی سے آزاد ہون اسلیے غصہ مجھے پابند نہین کرسکتا۔ کیونکہ میرے پاس بجز میری انسانی صفتون کے (جو صفات الٰہی کا عکس ہین) حیوانی صفتین نہین ہین بلکہ برکت ریاضت کے باعث حیوانی صفتین بالکل زائل ہوگئی ہین۔

	اندر آ کازاد کردت لطف حق	زانکہ رحمت داشت بر خشمش سبق
ترجمہ	لطف حق نے تجکو بھی حُر کر دیا	غصہ پہ غالب ہے رحم کبریا
	اندر آ اکنون کہ رستی از خطر	سنگ بودی کیمیا کردت گہر
ترجمہ	آ کہین تو راہ حق مین بے خطر	پہلے پتھر تھا ہوا ہے اب گہر

شرح یعنے اے پہلوان مقام فنا مین آجا۔ کیونکہ خدا کی مہربانی نے تجھے خواہشات نفس سے آزاد کردیا ہے اور اسکا سبب یہ ہے کہ اسکی رحمت غصہ پر غالب ہے اے شخص تو نے خوف عذاب الٰہی سے نجات حاصل

کرلی ہے اور پہلے تو بہتر تہا اب کیمیائے لطف حق نے تجکو موتی یعنے قابل قدر بنا دیا ہے۔

	رستۂ از کفر و خارستان او	چون گلے بشگفتہ در بستان ہو
ترجمہ	خار زار کفر سے پاکر نجات	باغ حق کا گل ہے تو اے خوش صفات

شرح یعنے اے پہلوان تو کفر کے خارستان سے الگ ہوگیا ہے اور باغ قرب الٰہی مین پہول کی طرح کہلا ہوا ہے۔ بعض نسخو نمین چون گلے بشگفتہ بسر و ستان او ہے اور مطلب دو نونکا ایک ہے

	تو منی و من توام اے محتشم	تو علی بودی علی را چون کشم
ترجمہ	مجہمین تجہمین اٹہہ گئی بالکل دوئی	کیونکر اپنے آپکو ماری کوئی
	معصیت کردی بہ از ہر طاعتے	آسمان پیمودہ در ساعتے
ترجمہ	معصیت بہتر تری نیکی سے ہے	کردیا ہے آسمان دم بہر مین طے

شرح یعنے حضرت علی فرماتے ہین اے پہلوان حسب مضمون حدیث اَلْمُؤْمِنُوْنَ کَنَفْسٍ وَاحِدَۃٍ (تمام مومن ایک جان کے مانند ہین) اب مجہمین اور تجہمین دوئی نہین رہی۔ تو علیؓ (یعنے یکجان و دو قالب) ہوگیا ہے مین علیؓ کو کیونکر مار ڈالون یعنے خودکشی کیونکر کرون تیرا ظاہری گناہ (منہ پر تہوکنا) لوگون کی ہر قسم کی طاعت سے بہتر ہے کیونکہ اسیکے سبب تجہے ایمان نصیب ہوا ہے اور تو نے دم بہر مین آسمان معرفت کو طے کرلیا ہے۔ اور حقیقت کے اعلے مرتبے تک پہنچکر مقصود اصلی حاصل کرچکا ہے

	بس خجستہ معصیت کان مرد کرد	نے ز خارے بر دمد اوراق ورد
ترجمہ	ہے مبارک یہ گناہ والے پر شعور	پہول کانٹون سے نکلتے ہین ضرور
	نے عمر را قصد آزار رسول	میکشیدش تا بدرگاہ قبول
ترجمہ	تہا عمر کو قصد آزار رسول	اس سے پہنچے تا بدرگاہ قبول

شرح یہان سے مولانا کا مقولہ ہے یعنے اس پہلوان کا گناہ (منہ پر تہوکنا) نہایت مبارک تہا کہ جان بہی بچی اور ایمان بہی نصیب ہوا۔ ایکا مطلب کیا کانٹون مین سے گلاب کے پہول نہین کہلتے کیا۔ آزار رسول نے حضرت عمرؓ کو درگاہ قبولیت الٰہی تک نہین کہینچا۔ بلکہ ضرور کہینچا کیونکہ حضرت عمرؓ اسلام لانے سے پہلے رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کو ستانے کے ارادے سے آئے تہے۔ مگر آتے ہی مسلمان ہوگئے۔ یہانتک کہ امیر المؤمنین ہوگئے۔ اور انکا گناہ طاعت ہوگیا۔ فائدہ حضرت عمرؓ کے اسلام کا قصہ پہلے مفصل بیان ہوچکا ہے

	نے بسحر ساحران فرعون شان	میکشید و گشت دولت عون شان
ترجمہ	سحر سے نیکی بدونکو مل گئی	دولت دین ساحرونکو مل گئی

شرح یعنے کیا جادوگری کے سبب فرعون جادوگرون کو اپنی طرف نہین بلاتا تہا۔ بلکہ ضرور بلاتا تہا لیکن انجام کار وہی جادو جو کبیرہ گناہ تہا باعث طاعت ہو گیا یعنے جادوگر موسے سے ہار کر مسلمان ہو گئے اور دولت ایمان اُنکی مددگار ہو گئی تینون شعرون مین استفہام تقریری ہے۔

گر نبودے سحر شان و آن جحود　　　که کشیدے شان بفرعون عنود

ترجمہ نہوتا سحر لاتا کون انہین　　　کون لاتا جانب فرعون اُنہین

کے بدیدندے عصا و معجزات　　　معصیت طاعت شد اے قوم عصات

ترجمہ دیکہتے وہ کب عصا و معجزات　　　معصیت طاعت ہے اے قوم عصات

شرح یعنے اگر وہ جادوگر سحر نجانتے اور موسےؑ کی نبوت کا انکار نہ کرتے تو اُنہین فرعون تک کون پہنچاتا اور وہ عصائے موسوی اور معجزے کب دیکہتے اور ایمان کسطرح لاتے۔ بس تو اُنکی معصیت بمنزلہ طاعت تہی۔ اے قوم گنہگار۔ گناہون کے باعث رحمت سے نا اُمید نہو کیا خبر تمہارے گناہونکا انجام یہی طاعت ہو جائے

نا امیدی را خدا گردن زدست　　　چون گنہ مانند طاعت آمدست

ترجمہ کام ہرگز نا امیدی کا نہین　　　ہے گنہ مانند طاعت بالیقین

شرح یعنے اللہ تعالےٰ نے نا اُمیدی کو گردن مار دیا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَّحْمَةِ اللهِ اے بندو خدا کی رحمت سے نا اُمید نہو کیونکہ بہت سے گناہ ایسے ہوتے ہین۔ کہ اُنکا انجام طاعت و ثواب ہو جاتا ہے گنہگارونکو بوسیلۂ استغفار رحمت کا طلبگار ہونا چاہیئے۔

چون مبدل میکند او سیئات　　　عین طاعت میکند رغم وشات

ترجمہ وہ بدل دیتا ہے لوگون کے گناہ　　　عین طاعت اُن کو کرتا ہے اِلٰہ

شرح وشات جمع واشی بمعنے غمازان و دروغگویان سے یہان شیاطین مراد ہین یعنے جب اللہ تعالیٰ حسب مضمون یُبَدِّلُ اللهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰت گناہونکو بدلنا چاہتا ہے تو برعکس گمان شیاطین اُنہین عین طاعت کر دیتا ہے یعنے گناہون سے بچا کر نیکیان کرنے کی توفیق عنایت فرماتا ہے۔

زین شود مرجوم شیطان رجیم　　　وز حسد او بطرقد گردد دو نیم

ترجمہ اس سے ہے مردود شیطان رجیم　　　اور حسد سے چر کے ہوتا ہے دو نیم

او بکوشد تا گناہے آورد　　　زان گنہ ما را بچاہے آورد

ترجمہ چاہتا ہے وہ کہ ہون سرزد گناہ　　　جس سے ہو جائین بشر گم کردہ راہ

چون بہ بیند کان گنہ شد طاعتے　　　گردد او را نامبارک ساعتے

ترجمہ دیکہتا ہے جب ہوا طاعت گناہ　　　نامبارک عہد سے آتا ہے آہ

شرح یعنے اس سبب سے کہ خدا ہمارے گناہون کو طاعت کر دیتا ہے شیطان مردود اور بھی راندۂ درگاہ ہوجاتا ہے اور مارے حسد و غصہ کے پہٹ کر بیچ سے دو ٹکڑے ہو جاتا ہے کیونکہ وہ اس کوشش مین رہتا ہے کہ ہمسے کوئی گناہ سرزد کرائے اور ہمین کنوین مین ڈالدے۔ لیکن جب یہ دیکھتا ہے کہ خدا نے بندہ کے گناہ کو طاعت سے بدلدیا تو نہایت نامبارک ساعت اُسکے سامنے آتی ہے اور غصہ مین تڑا تڑا پہر کر دو ٹکڑے ہوجاتا ہے شیطان کا دو ٹکڑے ہو جانا اور سخت صدمہ اٹھانا صحیح حدیثون اور اقوال سے ثابت ہے۔

	اندر آ من در گشایم مر ترا	تف زدی و تحفہ آوردم ترا
ترجمہ	اندر آ- در کہولدون تیرے لئے	تو نے تہوکا اور مین تحفہ دون تجھے

شرح یہان سے پہر حضرت علیؓ کا مقولہ شروع ہے یعنے اے پہلوان کامل ایمان والون کے گروہ مین چلا آ۔ یعنے تیرے لیئے معرفت کا دروازہ کہولدیا ہے۔ اور تو نے جو میرے منہ پر تہوکا ہے یعنے اسکے بدلے مین تجھے تحفۂ ایمان و عرفان مرحمت کیا ہے یعنے ہم بدی کے عوض مین نیکی کرنے والے لوگ ہین

	چون جفا گر را چنین ہا مے دہم	پیش پائے چپ چسان سر مے نہم
ترجمہ	دشمنون پر جب ہے میرا یہہ کرم	سر رکہا کرتا ہون مین پیش قدم
	پس وفا گر را چہ بخشم تو بدان	گنجہائے و ملک ہائے جاودان
ترجمہ	دوستونکو بخشتا ہون میری جان	ایک دم مین گنج و ملک جاودان

شرح یعنے جب کہ مین ظالمون کو ایسے تحفے دیتا ہون۔ اور اُنکے بائین پانو کے آگے سر رکہے رہتا ہون یعنے دشمنون کے ساتھ نیکی کرتا ہون تو اے شخص تو ہی بتادے کہ دوستون کو کسقدر خزانہ معرفت اور ملک جاودانی کی بادشاہت بخشتا ہونگا کیونکہ جو لوگ دوستون پر مہربانی کرتے ہین وہ دشمنونکے کسقدر قدردان ہونگے

	جاودانہ بادشاہی بہہمش	آنچہ اندر وہم ناید بدہمش
ترجمہ	سلطنت وہ جو نہ آئے فہم مین	مملکت وہ جو نہ آئے وہم مین

شرح یعنے مین اپنے دوستون کو جاودانہ بادشاہی اور وہ چیز (سلطنت روحانی) دیتا ہون جو کسیکی وہم و گمان مین نہین آسکتی کیونکہ روحانی جنت و حیات کسی کو حواس کے ذریعہ سے معلوم نہین ہوسکتی

	من چنان مردم کہ بر خونی خویش	نوش لطف من نشد در قہر نیش
ترجمہ	مین ہون وہ مردہ کہ خونی پر ذرا	یہہ سمجہ بڑہتا نہین غصہ مرا

شرح حضرت علیؓ فرماتے ہین کہ مین مرنے سے پہلے ہی فنا ہوچکا ہون اور اپنے آپ کو یہانتک لا شئے اور معدوم سمجہتا ہون کہ مجھے اپنی قاتل پر جسکو پیغمبر کے بتلانے سے مین اچھی طرح جانتا ہون اور جو میرا

خادم ہے اسلئے کبھی غصہ نہین آتا۔ اور نوش لطف حالت غضب مین تبش نہین بنتا۔

	گفتن پیغمبر بگوش رکابدار علیؓ کہ ہر آئینہ کشتن علیؓ بدست تو خواہد بود
ترجمہ	حضرت علی کے رکابدار سے پیغمبر کا یہ فرمانا کہ لے شخص علیؓ تیرے ہاتھ سے شہید ہونگے

شرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لے علیؓ کیا تم جانتے ہو کہ گزشتہ امتون مین نہایت بدبخت کون تہا۔ علیؓ نے جواب دیا کہ جسنے حضرت صالح کی اونٹنی کو ذبح کردیا۔ پہر حضور نے فرمایا کہ لے علیؓ پچھلی امت مین بدبخت کون ہے حضرت علیؓ نے کہا کہ مین نہین جانتا پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ شخص جو تیرا قاتل ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ابن ملجم نے جو حضرت علی کا رکابدار (خادم اور گہوڑے کی رکاب تہامنے والا) تہا آپ کو شہید کردیا حضرت علی کی شہادت کا مفصل قصہ کتب حدیث مین موجود ہے

	گفت پیغمبر بگوش چاکرم	کو برد روزے ز گردن این سرم
ترجمہ	کہدئیے نوکر سے یہ خیر البشر	تو علی کا ایکدن کاٹیگا سر
	کرد آگہ آن رسول از وحی دوست	کہ ہلاکم عاقبت در دست اوست
ترجمہ	آئی تہی پیغامبر پر وحی پاک	یعنے کردیگا مجھے نوکر ہلاک

شرح حضرت علیؓ فرماتے ہین کہ پیغمبر نے میرے خادم (ابن ملجم) سے ازروے وحی الٰہی فرمایا تہا کہ تو علی کا قاتل ہے

	او ہمیگوید بکش پیشین مرا	تا نیاید از من این منکر خطا
ترجمہ	وہ یہہ کہتا ہے کہ پہلے مجکو مار	تا نہ مجھسے یہ خطا ہو آشکار

شرح یعنے میرا نوکر اس کو سنکر بار بار یہ کہتا ہے کہ لے علی آپ پہلے مجھے مار ڈالین تاکہ مجھسے آپ کے قتل کا گناہ صادر نہو اور یہ خطا جو نہایت مذموم اور سخت کبیرہ گناہ ہے مجھسے سرزد نہو۔

	من ہمیگویم چو مرگ من زتست	با قضا من چون توانم حیلہ جست
ترجمہ	مین یہ کہتا ہون کہ جب قاتل ہے تو	کسطرح ہو مین قضا سے حیلہ جو

شرح یعنے مین اپنے نوکر سے یہ کہتا ہون کہ جب میری موت تیرے ہاتہہ سے ہے تو مین قضائے حق کے دفع کرنے کے لئے کوئی تدبیر نہین کرسکتا۔ اسلئے یہ ممکن نہین کہ مین تجھے مار ڈالون بلکہ تو مجھے قتل کریگا۔

	او ہمے افتد بپیشم کاے کرم	مر مرا کن از برائے حق دو نیم
ترجمہ	وہ یہ کہتا ہے کہ اے شخص کریم	اپنے خنجر سے مجھے کردے دو نیم
	تا نیاید بر من این انجام بد	تا نسوزد جان من بر جان خود
ترجمہ	تا نہو انجام عاصی کا بڑا	اور جائے یہ جلا یا جان کا

شرح یعنی میرا نوکر یہ کہتا ہے کہ اے علی پہلے مجھے مار ڈالیئے تاکہ میرا انجام برا نہو اور میری جان اپنی بری حالت پر نہ جلے اور میرا خاتمہ بدی کے ساتھ نہوا ور برسوں دوزخ میں نہ جلنا پڑے

من ہمیگویم بر و جف القلم　　از قلم بس سرنگون گردد علم

ترجمہ　میں یہ کہتا ہوں کہ چل جف القلم　　سرنگون آ گئے قلم سے ہے علم

شرح یعنی میں اپنے نوکر کو پیغمبر کی یہ حدیث سنا دیا کرتا ہوں کہ جف القلم بما ہو کائن یعنی قلم قدرت اُن تمام چیزوں کو جو قیامت تک ہونے والی ہیں لکھکر خشک ہو گیا ہے تقدیر نے علم تدبیر کو گرا دیا ہے تقدیر کا لکھا مٹ نہیں سکتا پیغمبر کی پیشین گوئی کے مطابق تو ضرور کسی دن مجھے قتل کریگا۔

ہیچ بغضے نیست در جانم ز تو　　زانکہ این را من نمیدانم ز تو

ترجمہ　دشمنی تیری مری دل میں نہیں　　تیری جانب سے نہیں یہہ بالیقین

آلت حقے تو فاعل دست حق　　چون زنم بر آلت حق طعن و دق

ترجمہ　تو ہے آلہ اور فاعل ہے خدا　　آلہ حق کا نہو کا سر جدا

شرح حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ اے رکابدار میں تجھے کینہ نہیں کہتا کیونکہ تو در اصل قاتل نہیں ہے بلکہ آلہ حق ہے اور فاعل مختار خدا کا ہاتھہ ہے۔ میں آلہ حق کو مطعون و محل اعتراض کرنا نہیں چاہتا و قابل اعتراض

گفت او پس این قصاص از بہر چیست　　گفت ہم از حق و آن سر خفیست

ترجمہ　وہ یہ بولا کیون ہے بدلا اے صفی　　آپ بولے اسمین ہے سر خفی

شرح یعنے جب حضرت علی نے یہ فرمایا کہ کسیکو قتل کر دینا قاتل کا فعل نہیں ہوتا۔ بلکہ قاتل تلوار کی طرح محض آلہ حق ہوتا ہے تو رکابدار یا اُس پہلوان نے سوال کیا کہ اگر قتل فی الواقع قاتل کا فعل نہیں ہے تو قصاص (خون کا بدلہ خون) کیون لیا جاتا ہے حضرت علی نے فرمایا کہ یہ قصاص لینا بھی حق ہی کی جانب سے ہے اور اسمین پوشیدہ راز ہے وہ یہ کہ مخلوق میں اسمائے متضادہ کے مطابق اللہ تعالے کے لطف و قہر کا ظہور ہوتا ہے جب اسنے زید کو مظہر قہر اور خالد کو مظہر لطف بنانا چاہا تو زید کو خالد کا قاتل بنا دیا پھر زید کو مظہر لطف بنانا چاہا تو اس سے قصاص لے لیا کیونکہ قصاص کے باعث گناہ قتل معاف ہو جاتا ہے گو مرتبہ شہادت نہیں ملتا اسکی دلیل عنقریب بیان ہونے والی ہے۔

گر کند بر فعل خود او اعتراض　　ز اعتراض خود بر وید عارض یا رض

ترجمہ　توڑ کر اک فعل اپنا کردگار　　ہمکو دکھلاتا ہے صد باغ و بہار

شرح یعنے اگر اللہ تعالے اپنے کسی فعل یا حکم پر اعتراض کرتا ہے یعنے اُسے توڑتا ہے تو اس توڑنے سے

ریاض خوبی اُگا دیتا ہے۔ مثلاً زید خالد کے قتل کرنے مین آلۂ حق تہا۔ اللہ تعالےٰ اگر قصاص مین اس فعل پر اعتراض کرکے آلہ کو توڑ دے تو یہ اعتراض یعنے آلہ کا توڑ دینا عبث نہین ہے بلکہ اس سے حکمت کے باغ اُگتے ہین۔ جسکا بیان آیندہ اشعار مین ہے اور قرآن مجید سے استدلال کیا گیا ہے۔

	اعتراض او را رسد بر فعل خود	زانکہ در قہرست و در لطف او احد
ترجمہ	توڑ سکتا ہے وہ اپنے فعل کو	قادر یکتا ہے وہ اے نیک خو
	اندرین شہر حوادث میر اوست	در ممالک مالک تدبیر اوست
ترجمہ	حادثون کے شہر کا وہ میر ہے	ملک مین وہ مالک تدبیر ہے

شرح یعنے اللہ تعالےٰ اپنے فعل یا حکم کو توڑ سکتا ہے کیونکہ وہ قہر و لطف مین یگانہ ہے۔ اسیلئے حسب مصلحت مخلوق کبھی قہر کو مہر سے اور کبھی مہر کو قہر سے بدل دیتا ہے۔

	آلت خود را اگر او بشکند	آن شکستہ گشتہ را نیکو کند
ترجمہ	اپنا آلہ۔ توڑ دیتا ہے اگر	اُسکو کر دیتا ہے بہتر سر بسر

شرح یعنے اللہ تعالےٰ جب قاتل کو قصاص مین مار ڈالتا ہے تو اُسے نیک یعنے بیگناہ کر دیتا ہے چنانچہ وَلَکُمْ فِی الْقِصَاصِ حَیٰوۃٌ کے یہی معنے ہین کہ قصاص مین مقتول کو جاودانی زندگی ملجاتی ہے اور اسکے گناہ معاف ہوجاتے ہین۔ اے شخص قصاص مین یہ حکمت ہے

	رمز ننسخ آیۃً او ننسہا	نأت خیرا در عقب میدان نہا
ترجمہ	پڑہ کہین تو آیت او ننسہا	دیکھ لے نأت بخیر ہے جزا

شرح یعنے اے بزرگ شخص اس آیت وَمَا نَنْسَخْ مِنْ آیَۃٍ اَوْ نُنْسِہَا الآیہ کے رمز پر غور کر کہ جسطرح اللہ تعالےٰ کسی آیت کو منسوخ کرکے اسکیجگہ اس سے بہتر یا اُسکی برابر دوسری آیت نازل فرما دیتا ہے اسیطرح اپنے آلہ یعنے قاتل کی حیات مستعار کو منسوخ کرکے قصاص کے سبب جاودانی زندگی دیدیتا ہے نکتہ باطنی طور پر لفظ آیت یعنے انسان ہے جو وحدانیت الٰہی کی بہت بڑی نشانی ہے یہ مضمون قصاص کی تمثیل والا ہے

	ہر شریعت را کہ حق منسوخ کرد	او گیا برد و عوض آورد ورد
ترجمہ	ہوگیا منسوخ جو دین و کتاب	گہاس تہی لایا وہ بدلے مین گلاب

شرح یعنے اللہ تعالےٰ نے جس شریعت کو منسوخ کیا گویا گہاس کو اُکہاڑ دیا اور اُسکے بدلے مین گلاب کا پہول دیدیا (جار یار شریعت بخشدی) چنانچہ پیغمبر آخر الزمان احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی شریعت ایک ایسے گلاب کے پہول کی مانند ہے جس نے پہلی شریعتوں کو گہاس کی مانند اکہاڑ پہینکا

شب کند منسوخ شغل روز را — چون جمادے دان خرد افروز را

ترجمہ: رات کہو دیتی ہے شغل روز کو — جان تو بیجان خرد افروز کو

باز شب منسوخ شد از نور روز — تا جمادی سوخت زان آتش فروز

ترجمہ: رات نور روز سے کافور ہے — صبح جب آتی ہے ہر سو نور ہے

شرح جماد بیجان چیز کو کہتے ہین اور خرد افروز سے مراد انسان ہے شعر اول مین جماد سے بیائے مجہول ہے یعنے رات دن کے تمام مشغلون کو منسوخ کر دیتی ہے رات کو سوتے وقت انسان کو کسی بیجان چیز کی مانند سمجہ شعر دوم مین جمادی بیائے معروف ہے یعنے انسان کا جماد ہونا۔ اس آتش افروز یعنے دن کے سبب جل جاتا ہے یعنے جاتا رہتا ہے بعض نسخون مین بین جمادی خرد افروز را ہے۔ اسصورت مین جمادی دونو جگہ بیائے معروف مصدری ہے یعنے انسان کے جماد ہونے کو دیکہہ کہ یہ جماد ہونا کسقدر عقل کا روشن کرنیوالا ہے کیونکہ جب آدمی سو جاتا ہے تو فتور اور کسلمندی جاتی رہتی ہے اور اگلے دن کے لیے حواس اور عقل مین تیزی آجاتی ہے غرضکہ اللہ تعالے رات کو دن کے اور دن کو رات کے شغل منسوخ کر دیتا ہے اسیطرح قصاص مین قاتل کی زندگی کو منسوخ کر کے ایسے فائدہ پہنچاتا ہے مگر یہ راز ہر کسی کی سمجہہ مین نہین آتا۔

گرچہ ظلمت آمد آن نوم و سبات — نے درون ظلمت ست آب حیات

ترجمہ: سر بسر ظلمت ہے گو نوم و سبات — ہے اندہیرے مین مگر آب حیات

نے در آن ظلمت خردہا تازہ شد — سکتۂ سرمایۂ آوازہ شد

ترجمہ: عقل اس ظلمت سے تازہ ہوتی ہے — چپ سے بڑہتی ہے صدا سے نیک پے

شرح یعنے اگرچہ نیند اور آرام کا سونا ظلمت ہے کیونکہ جسطرح اندہیرے مین کچہ نہین سوجہتا اسیطرح نیند مین کسی چیز کا علم نہین رہتا مگر آبحیوان اندہیرے ہی مین سے ہے نیند فائدے سے خالی نہین کیونکہ نیند اگلے روز کے لیئے عقل وحواس تازہ کر دیتی ہے۔ اور جسطرح خاموش رہنا آواز سے بولنے کے لیئے گویا سرمایہ جمع کرتا ہے اور زیادہ بولنے کا انجام خاموشی ہے اسیطرح سو رہنا عقل وحواس کا بڑہانا ہے اور قاتل کا قصاص مین مارا جانا ہمیشہ کے لیئے زندہ ہو جانا ہے جسکی شرح پہلے گزر چکی ہے

کہ ز ضد ہا ضد ہا آید پدید — در سویدا روشنائی آفرید

ترجمہ: ضد سے ضد ہوتی ہے ظاہر اے سنی — ہے سیاہی مین نمایان روشنی

شرح یعنے ظلمت سے روشنی عقل اور خاموشی سے قوت گویائی اسلیئے حاصل ہوتی ہے کہ ضد اپنی ضد سے ظاہر ہوتی ہے اسیطرح اللہ تعالے قصاص مین اپنے فعل پر اعتراض کر کے اپنے حکم کو توڑتا ہے مگر اس سے

اعتراض کی ضد یعنے حکمت ظاہر ہوتی ہے یعنے قصاص والے کو جاودانی زندگی ملتی ہے ضد سے ضد ظاہر ہونے کی مثال ایسی ہے جیسا کہ سویدائے قلب یا آنکھہ پتلی مین کہ ظاہر مین دونو سیاہ و مکدر اور فی الواقع نہایت منور ہین۔ اسی طرح قصاص والا بظاہر مارا جاتا ہے مگر اسکو باطنی زندگی ضرور ملجاتی ہے

جنگ پیغمبر مدار صلح شد	صلح این آخر زمان زان جنگ بد
ترجمہ جنگ پیغمبر مدار صلح تہی	یعنے خونریزی سہار صلح تہی
صد ہزاران سر بریدان دستان	تا امان یابد سر اہل جہان
ترجمہ اسلیئے کاٹے انہون نے لاکہ سر	تا امان پاوے زمانہ سربسر

شرح یعنے پیغمبر کا کفار سے جنگ کرنا باعث صلح یعنے سبب امن و امان تہا کیونکہ اس آخر زمانہ کا ہمیشہ صلح کرلینا ہمارے موافق ہونا اُسی جنگ پیغمبر کے طفیل سے ہے اگر آنسرور کائنات جہاد نہ کرتے تو کفار قیامت تک کسی مسلمان کو کہین چین نہ لینے دیتے۔ آپنے ہزارون کافرون کو سر اسلیئے کاٹے کہ سارے جہان کو شریرون سے امان ملے بس تو اسیطرح اللہ تعالےٰ نے قصاص کا حکم اسلیئے دیا کہ قصاص والے کو جاودانی زندگی حاصل ہو۔ اور اگر وہ رہے تو لوگونکو اُسکے شر سے نجات حاصل ہو

باغبان زان می برد شاخ مضر	تا بیابد نخل قامتہا و بر
ترجمہ سبز شاخین کاٹتا ہے باغبان	تا درختو نین ثمر ہون بیکران
میکند از باغ آن دانا حشیش	تا نماید باغ و میوہ خرمیش
ترجمہ اس نظر سے چہانٹتا رہتا ہے گہاس	تا کہین گوڑا نہو گلشن کے پاس
میکند دندان بد را آن طبیب	تا رہد از درد و بیماری حبیب
ترجمہ ہلتے دانتونکو اُکہاڑے گا طبیب	درد سے فارغ ہو تا اُسکا حبیب

شرح یعنے باغبان ہری ہری شاخ کو اسلیئے کاٹتا ہے تاکہ درخت قد و قامت نکالے اور پہل حاصل کرے اور گہاس اسلیئے کاٹتے ہین کہ باغ اپنی لطافت اچہی طرح ظاہر کرسکے اور طبیب دانت اسلیئے اُکہاڑتا ہے کہ اُسکا بیمار دوست تکلیف سے نجات پاجائے۔ اسیطرح اللہ تعالےٰ نے قصاص کا حکم اسلیئے دیا ہے کہ قصاص والا نجات ابدی حاصل کرے۔ اس ظاہری بگاڑ مین باطنی طور پر لاکہو لاکہ بناؤ ہین۔

پس زیادتہا درون نقصہاست	مر شہیدان را حیات اندر فناست
ترجمہ سود ہے نقصان مین اے خوش صفات	اور شہید ونکو فنا مین ہے حیات

شرح مضمون قصاص کی چہہ مثالون کے بعد اس شعر مین بطور نتیجہ فرماتے ہین کہ بلند مرتبے اور کمالات

نقصان کی حالت مین حاصل ہوتے ہین۔ مثلاً قصاص مین حسب ظاہر نقصان جان ہے مگر باعتبار باطن حیات جاودانی ملتی ہے۔ اسیطرح اُنکا حال ہے جو خدا کی راہ مین شہید ہوے ہین۔

چون بریدہ گشت حلق رزق خوار ۔۔۔ یرزقون فرحین شد خوشگوار

ترجمہ کٹ گیا جسوقت حلق رزق خوار ۔۔۔ غیب سے آتا ہے رزق خوشگوار

شرح یعنے جب شہیدونکا وہ حلق جس سے روزی کہاتے تہے خدا کے رستہ مین کٹ جاتا ہے تو اُنہین غیب سے رزق ملنے لگتا ہے اور وہ اُس سے خوش رہتے ہین یہ اِس آیت کی طرف اشارہ ہے بل احیاءٌ عند ربہم یرزقون فرحین یعنے شہید مرنے کے بعد زندہ رہتے ہین اور اُنکو رزق ملتا ہے۔ اور وہ خوش ہین

حلق حیوان چون بریدہ شد بعدل ۔۔۔ حلق انسان رُست وافزاید فضل

ترجمہ حلق حیوان جب کٹا تکبیر سے ۔۔۔ حلق انسان ہوگیا تقدیر سے

حلق انسان چون ببرد ہین ببین ۔۔۔ تا چہ زاید کن قیاس آن برین

ترجمہ حلق انسان جب کٹا کیا ہوگیا ۔۔۔ اِسکو اُسپر کر قیاس اور سچ بتا

شرح یعنے جب عامل (بسم اللہ اللہ اکبر) کے ساتہ کسی حیوان کا گلا کٹتا ہے تو اس سے انسان کا گلا پیدا ہوتا ہے کیونکہ انسان گوشت سے نشو و نما پاتا ہے اور حیوان کا گوشت انسان کا جزو بدن بنجاتا ہے۔ اور اُس گوشت کی بزرگی بڑہ جاتی ہے کیونکہ افضل المخلوقات ہونے کے باعث انسان کا ہر جزو افضل و اشرف ہے۔ پس تو انسان کا گلا کٹنے سے اللہ کے نزدیک اُسکی کسقدر فضیلت بڑہ جاتی ہوگی

حلق ثالث زاید و تیمار او ۔۔۔ شربت حق باشد و انوار او

ترجمہ تیسرا اک حلق بنتا ہے ضرور ۔۔۔ جسکی خدمت مین ہین انوار حضور

شرح یعنے اول مرتبہ حیوان کا حلق کٹتا ہے تو انسان کا حلق اور جب انسان کا حلق کٹتا ہے تو تیسرا حلق (حلق روحانی) پیدا ہو جاتا ہے) اور حکم حق سے شربت وصال الٰہی اور شراب شربت خداوندی اور انوار حق اُسکی غمخوار بنجاتے ہین

حلق ببریدہ خورد شربت ولے ۔۔۔ حلق از لا رستہ مردہ در بلے

ترجمہ شربت اُسکا حصہ ہے اے نیکذات ۔۔۔ یعنے لا سے ملے جسکو نجات

شرح یعنے گو حلق بریدہ شربت الٰہی پیتا ہے لیکن ہر حلق بریدہ کو یہ شربت میسر نہین ہے بلکہ اُسکا حصہ ہے جسکا حلق زندگی مین لا (انکار اسلام) سے نجات پائی ہوے ہو اور بلےٰ (اقرار توحید و ایمان) پر مرا ہوا ہو یا یہ کہ لا یعنے مرتبۂ فنافی اللہ سے نکلکر مرتبۂ بقا مین واصل ہوگیا ہو مردہ بمعنے واصل ہے پہلے معنے ظاہری شریعت کے لحاظ سے اور دوسرے معنے باطنی حقیقت کے اعتبار سے بالکل صحیح ہین۔

بس کن اے دون ہمت کوتہ بنان | تا کیت باشد حیات جان بنان

ترجمہ: بس کر اے کم ہمت و کوتہ بیان | تا کجا تو نان کو سمجھے گا جان

زان نداری میوۂ مانند بید | کابرو بردی پئے نان سپید

ترجمہ: صورت بید اسلیئے بے بر ہے تو | کھوئی ہے روٹی نے تیری آبرو

شرح: اگر کوتہ بنان یعنے اطراف انگشت ہے تو یہ مطلب ہے کہ اے کوتاہ دست تجکو لذات جسمانی کے باعث ابدی زندگی نہین مل سکتی اور اگر کوتہ بیان ہے تو یہ غرض ہے کہ اے پست ہمت اور گرفتار لذات جسمانی بس کر اور اپنے بیان یعنے دعوے حیات جاودانی کو چھوڑ تو بید کی طرح میوۂ عرفان سے اسلیئے بے ثمر ہے کہ لذات جسمانی اور سفید روٹی کی محبت اہل خدا کے نزدیک اپنی عزت۔ آبرو کھو چکا ہے۔

گر ندارد صبر زین نان جان حس | کیمیا را گیر و زر گردان تو مس

ترجمہ: گر نہین چھٹتا ہے روٹی کا مزا | کیمیا سے تانبے کو سونا بنا

شرح: یعنے اگر تیری روح حیوانی یا وہ جان جو لذات حسیہ جسمانیہ کی پابند ہے اس روٹی (لذائذ دنیوی) سے صبر نہین کر سکتی تو کسی کیمیائے سعادت (مرشد کامل) کا دامن پکڑ لے اور اُسکی صحبت مین رہکر اپنے وجود کا کھوٹ دفع کر کے کندن بنجا۔ یہان سے بطور وعظ مولانا مقولہ ہے۔

جامہ شوئی کرد خواہی اے فلان | رو مگردان از محلۂ گازران

ترجمہ: کپڑے دہو لے ہین اگر مد نظر | دہوبیون سے منہ نہ پھیر اے خوش سیر

شرح: یعنے اے مخاطب اگر تو کپڑا دہونے والا بنا چاہتا ہے تو دہوبیون کے محلہ سے منہ نہ پھیر بلکہ دہوبیون (مرشدان کامل) کی صحبت مین رہ جو ماسوے اللہ کے میل کچیل کو صابون طریقت اور آتش محبت کے ساتہ جامہ وجود سے دفع کر دیتے ہین اور جنکی صحبت سے اخلاق باطنی بالکل پاک و صاف ہو جاتے ہین۔

گرچہ نان بشکست مر روزہ ترا | در شکستہ بند پیچ و بر تر آ

ترجمہ: نان نے توڑا ہے گو روزہ ترا | چھوڑنے والے کی خدمت کر ذرا

شرح: یعنے اگرچہ اس ظاہری روٹی نے تیرے روحانی روزہ (اجتناب لذائذ جسمانیہ) کو توڑ دیا ہے لیکن تو شکستہ بند (ٹوٹے ہوے کو جوڑنے والے یعنے مرشد کے دامن ارشاد کو پکڑ اور مرتبۂ طبیعت حیوانی سے نکلکر مرتبۂ عالیہ پر ترقی کر جا مرشدان کامل ٹوٹے ہوونکو خدا سے جوڑ دیتے ہین

چون شکستہ بند آمد دست او | پس رفو آمد یقین بشکست او

ترجمہ: وہ شکستہ بند ہے اے نیک خو | بالیقین ہے توڑنا اُسکا رفو

یعنے اگر مرشد تجھکو محبت یا ریاضت مین ڈالکر تیری خواہشون کو توڑ دے تو اسکو شکست نہ جان بلکہ یہ توڑنا یقیناً رفو کرنا ہے یعنے وصل بحال کر دیتا ہے کیونکہ بلا شکست نفس کسی شخص کو وصال آلہی حاصل نہین ہو سکتا

گر تو آن را بشکنی گوید بیا ۔ تو درستش کن نداری دست و پا

ترجمہ: تو جو توڑیگا کہیگا وہ کہ آ ۔ جوڑ سکتا ہی نہین تو اے فتا

شرح ۔ یعنے اگر تو اس روحانی روزہ کو توڑ دیگا تو مرشد کامل یہ کہیگا کہ اے مخاطب ادہر آ ۔ مین ایسے جوڑ سکتا ہون البتہ تو اسکے درست کر دینے والے ہاتھ پانو نہین رکھتا یعنے تجھہ مین ٹوٹے ہوے روزہ کو جوڑ دینے کی قدرت نہین ہے درست کن اسم فاعل ترکیبی ہے اور شین ضمیر روزہ کی جانب راجع ہے حاصل کلام یہ ہے کہ بلا امداد مرشد کامل طالب کو اپنی قوت سے وصال حاصل نہین ہو سکتا

پس شکستن حق او باشد کہ او ۔ مر شکستہ را داند رفو

ترجمہ: توڑ سکتا ہے وہی اے نیک خو ۔ جانتا ہو جو شکستہ کا رفو

آنکہ داند دوخت او داند درید ۔ ہر چہ او بفروخت نیکوتر خرید

ترجمہ: قطع ۔ درزی کے لئے ہے سر بسر ۔ چیز وہ لیتا ہے اچھی بیچ کر

شرح یعنے کسی چیز کا توڑ دینا اسی کو سزاوار ہے جو ٹوٹے ہوئے کو جوڑ سکے اور سید ہی ٹہرکا ہو کر وہی شخص کسی چیز کو پہاڑ ڈالتا ہے ۔ جو سینا جانتا ہے اور جبکہ یہ صفتین مرشدان کامل مین پائی جاتی ہین تو اللہ تعالے مین بدرجۂ اولے موجود ہین ۔ وہ جس چیز کو بیچتا یعنے کم یا فنا کر دیتا ہے اسکے بدلے مین مرتبۂ عالی اور قصاص مین جس کسیکو مار ڈالتا ہے اسے ابدی زندگی عنایت کرتا ہے اسکا کوئی کام حکمت سے خالی نہین وہ ہر شے پر قادر اور حکیم علی الاطلاق ہے اسکے افعال پر اعتراض نہین ہو سکتا

خانہ را کند چو جنت ساخت او ۔ پست کرد و بر فلک افراخت او

ترجمہ: کہود کر گھر کر دیا جنت نشان ۔ اور بنایا پست کو عالی مکان

خانہ ویران کند زیر و زبر ۔ پس بیک ساعت کند معمور تر

ترجمہ: پہلے گھر کو کر دیا زیر و زبر ۔ ایک ساعت مین کیا آباد تر

گر یکے سر را ببرد از بدن ۔ صد ہزاران سر بر آرد در زمن

ترجمہ: ایک سر ۔ وہ کاٹ لیتا ہے اگر ۔ مرحمت کرتا ہے فوراً لاکھ سر

شرح یعنے اگرچہ اللہ تعالے نے قصاص مین زید کے خانۂ جسم کو بظاہر اجاڑ دیا ہے ۔ مگر فی الحقیقت اسے جنت کی طرح منظر رحمت خاص کر لیا ہے وہ اس گھر کو اول پست کرتا ہے پہر بلند ۔ پہلے ویران کرتا ہے

بہر معمور۔ اگرچہ وہ قصاص میں ایک سر کو بدن سے جدا کر دیتا ہے مگر اسیوقت لاکھوں چھپے ہوئے بھید (قصاص والے کی فضیلتیں) اسپر ظاہر کر دیتا ہے یہ مطلب اس صورت میں ہے کہ دوسرے مصرع میں السر بکسر سین ہو اور فی القصاص حیاۃ سے مقتول کی ابدی زندگی مراد ہو۔ اور اگر سر بالفتح ہے تو یہ معنے ہیں کہ اللہ تعالے ایک واجب القصاص کو مار کر بہت سے سروں کو زمانہ میں ظاہر کرتا ہے یعنے اسکے شر سے اکثر لوگ محفوظ رہتے ہیں اگر وہ قصاص میں نہ مارا جاتا تو شاید اور بہت سے خون کرتا اس صورت میں فی القصاص حیوۃ سے لوگوں کی زندگی مراد ہے۔

گر نفرمودے قصاص او بر جنات ۔ یا بگفتے فی القصاص آمد حیات

ترجمہ: حکم بدلے کا نہ دیتا وہ اگر ۔ یا حیات اسمیں نہ ہوتی مشتہر

خود کرا زہرہ بدے تا او ز خود ۔ بر اسیر حکم حق تیغے زند

ترجمہ: کسکی یہ طاقت تھی کسکی یہ مجال ۔ حکم کے بندہ کو کر دیتا حلال

شرح یہاں سے حضرت علی کا مقولہ ہے اس قطعہ بند میں پہلا شعر شرط ہے اور دوسرا جزا۔ اور جنات جمع جانی ہے بمعنے گناہگار و جنایت کنندہ و قاتل یعنے اگر اللہ تعالے قاتلوں سے قصاص لینے کا حکم نہ دیتا یا یہ نہ کہتا کہ قصاص میں قاتل کی ابدی یا لوگوں کی دنیوی زندگی مخفی ہے تو کسیکی یہ طاقت تھی کہ حکم الہی کے پابند یعنے قاتل پر تلوار مارتا اور اس سے قصاص لیتا۔ مطلب یہ کہ قاتل کا کسی کو قتل کر دینا بھی خدا ہی کے حکم سے تھا اور قصاص میں مارا جاتا بھی اُسیکا حکم ہے پچھلے حکم نے پہلا حکم منسوخ کر دیا ہے۔ چنانچہ اکثر مسائل میں شارع کا پچھلا حکم پہلے حکم کو منسوخ کر دیتا ہے

زانکہ داند ہر کہ چشمش را گشود ۔ کان کشندہ سخرۂ تقدیر بود

ترجمہ: جانتا ہے جسکی آنکھوں میں ہے نور ۔ حکم کا بندہ ہے قاتل بالضرور

شرح یعنے قاتل بیلئے پابند حکم الہی ہے کہ ہر شخص جسکی باطنی آنکھیں اللہ تعالے نے کھول رکھی ہیں اچھی طرح جانتا ہے کہ قاتل تقدیر الہی کا مسخر تھا۔ مگر چونکہ حکم قصاص قتل کے بعد ہے اسیلئے قاتل سے قصاص لیا جاتا ہے اور حسب توضیح سابق اللہ تعالی کا پچھلا حکم پہلے حکم کو منسوخ کر دیتا ہے

ہر کرا آن حکم بر سر آمدے ۔ بر سر فرزند ہم تیغے زدے

ترجمہ: حکم ہو جاتا ہے جسکو بید ریغ ۔ سر پہ بیٹے کے لگا دیتا ہے تیغ

شرح یعنے قتل کر لے یا قصاص لینے کا حکم جس کسیکے متعلق ہوتا ہے وہ اپنے بیٹے کے سر پر تلوار مار دیتا ہے چنانچہ حضرت عمرؓ نے اپنے صاحبزادہ سے قصاص لیا تھا اس سے ظاہر ہے کہ تلوار مارنیوالا پابند حکم تقدیر

ہوتا ہے۔ اور قصاص حکمت پر مبنی ہے مطلب یہ کہ انسان کو خدا کے افعال پر اعتراض کرنیکا حق حاصل نہین ہے

تو بترس و طعنہ کم زن بر بدان ‖ پیش دام حکم عجز خود بدان

ترجمہ ڈر کہین طعنہ بدونکو تو نہ دے ‖ اسکے آگے عجز اپنا جان لے

پیش حکم حق بنہ گردن ز جان ‖ تسخر و طعنہ مزن بر گمرہان

ترجمہ ڈال گردن پیش حکم کردگار ‖ اور گمراہون پہ تو طعنہ نہ مار

شرح یہ حضرت علیؓ اور مولانا دونونکا مقولہ ہوسکتا ہے۔ یعنے ایشخص بد و پر طعن نہ مار۔ اور دام تقدیر کے آگے اپنے آپ کو عاجز سمجھ اور حکم الٰہی کے روبرو گردن جھکالے۔ گمراہون پر نہ ہنس کہین ایسا نہو کہ اس تجبر کے باعث تو بھی گمراہ یا قاتل بنجائے اور پھر قصاص مین مارا جائے۔

تعجب کردن آدم از فعل ابلیس و عذر آوردن و توبہ کردن

ترجمہ حضرت آدمؑ کا ابلیس کے گمراہ ہونے سے تعجب کرنا اور پھر عذر و معذرت اور توبہ کرنی

چشم آدم بر بلیسے کو شقی ست ‖ از حقارت و ز زیافت بنگریست

ترجمہ آنکھ آدم کی پڑی ابلیس پر ‖ یعنے کی اسپر حقارت سے نظر

خویش بینی کرد و آمد خود گزین ‖ خندہ زد بر کار ابلیس لعین

ترجمہ خویش بینی۔ خود پسندی ہوگئی ‖ کار شیطان پر انہین آئی ہنسی

بانگ بر زد غیرت حق کاے صفی ‖ تو نمیدانی ز اسرار خفی

ترجمہ غیرت حق نے کہا سن اے صفی ‖ تجھکو کیا معلوم ہے سرِّ خفی

شرح یعنے جب حضرت آدم کی آنکھہ نے شیطان کو ذلت اور بُرائی کی نگاہ سے دیکھا اور آپ کو ازراہ خود پسندی شیطان کے حال پر ہنسی آئی تو غیرت حق نے عصمت آدمؑ برقرار رکھنے کے لیے انہین آواز دی اور یہ کہا کہ اے آدم تو ہمارے پوشیدہ اسرار کو نہین سمجھ سکتا۔ ابلیس کے گمراہ ہونے مین بہت سی حکمتین ہین۔

پوستین را باز گونہ گر کنم ‖ کوہ را از بیخ و از بُن بر کنم

ترجمہ سچ تو یہ ہے گر الٹ دون پوستین ‖ بیخ و بُن سے کوہ اکھیڑ دون بالیقین

شرح یعنے غیرت حق نے آدم سے یہ کہا کہ اگر مین پوستین الٹ دون (کام معکوس کرنا چاہون) یعنے محل لطف مین قہر اور محل ہدایت مین ضلالت ظاہر کرون تو پہاڑ کی برابر عباد تون کو بیخ و بن سے اکھاڑ کر پھینکدون۔ اعمال نیک نابود ہون اور گناہ طاعت سے بدلجائین متکبرون اور خود پسندون کے نیک اعمال بالکل لاشئے کردیے جائین اور کفار ایمان لانے کے سبب ثواب عظیم اور جنات النعیم کے مستحق بنا دیے جائین۔

پردہ صد آدم اندم بر درم ۔ صد بلیس نو مسلمان ورم

ترجمہ: پردہ سو آدم کا کردوں چاک چاک ۔ سو شیطانوں کو کرو نگا مین دم مین پاک

شرح یعنے مین اگر چاہون تو سو آدم (شعار اہل طاعت) کی پردہ دری کرکے لوگون کو دکھادون کہ انکی ریائی عبادت نامقبول ہے اور سو شیطانون (اکثر اہل ضلالت) کو نو مسلم (جدید الایمان) بنادون

گفت آدم توبہ کردم زین نظر ۔ اینچنین گستاخ نندیشم دگر

ترجمہ: بولے آدم ۔ یا خدا توبہ مری ۔ ایسی گستاخی نہو گی ۔ پھر کبھی

شرح یعنے یہ تنبیہ سنکر حضرت آدم نے کہا کہ الہٰی مینے اس نظر عجب سے توبہ کی آیندہ مین ایسی بے ادبی کا خیال بھی نہ لاؤنگا۔ فائدہ یہان سے نکلتا ہے کہ نیک لوگ ذراسی لغزش سے فوراً توبہ کرلیتے ہین

یارب این جرأت ز بندہ عفو کن ۔ توبہ کردم مے نگیرم زین سخن

ترجمہ: یا خدا تقصیر میری کر معاف ۔ توبہ مین اس بات سے کرتا ہون صاف

شرح مے نگیرم مین میم ضمیر مفعول ہے بمعنے مرا یعنے یا اللہ مینے توبہ کی تو اس بات سے مجھے نہ پکڑنا

یا غیاث المستغیثین اھدنا ۔ لا افتخار بالعلوم والغنا

ترجمہ: اے مرے فریاد رس ہو رہنما ۔ علم و دولت پر کرین ہم فخر کیا

شرح یہان سے مولانا کی مناجات شروع ہوی ہے یعنے الہٰی۔ اے فریاد رس تو ہمین سیدھا رستہ دکھا ہم اپنے علم و مال پر فخر نہین کرتے۔ کیونکہ فخر و عجب اور تکبر بڑی صفتین ہین جو خدا سے دور کرنے والی ہین۔

لا تزغ قلباً ہدیت بالکرم ۔ واصرف السوء الذی خط القلم

ترجمہ: دلکو تو ٹیڑھا نکر اے راہ بر ۔ اور مقدر کی برائی دور کر

شرح یعنے الہٰی تو سیدھا رستہ دکھانیکے بعد اپنے کرم سے ہمارے دلکو ٹیڑھا نہ کر اور ہماری وہ برائی جو قلم نے بطور قضائے غیر مبرم لکھدی ہے۔ ہمسے پھیر دے۔ قضائے غیر مبرم کی قید اسلئے ہے کہ قضائے مبرم کسیطرح نہین بدل سکتی چنانچہ مولانا قدس سرہٗ اسکی جانب کئی جگہہ اشارہ فرماچکے ہین۔

بگذران از جان ما سوء القضا ۔ وامبر ما را از اخوان الصفا

ترجمہ: حکم بد کو پھیر ہم سے یا خدا ۔ صاف باطن سے نرکھ ہم کو جُدا

شرح یعنے الہٰی ہماری جان سے بُرے حکم کو دفع کرے اور ہمین اخوان الصفا (اہل صفائے باطن و اہل اللہ) سے دور نہ رکھہ کیونکہ اہل اللہ سے دور رہنا ابدی محرومی کا باعث ہے اور بڑی تقدیر ہوتی کی علامت ہے اے اللہ تو ہماری تقدیر کی بُرائی کو دفع کردے

اے خدا اے فضل تو حاجت روا — با تو یاد ہیچکس نبود روا

ترجمہ: فضل تیرا کارساز خلق ہے — تیرے ہوتے یاد ہو کیون کوئی شے

تلخ تر از فرقت تو ہیچ نیست — بے پناہت غیر پیچا پیچ نیست

ترجمہ: تلخ تر سب سے جدائی ہے تری — اے پناہ کل دوہائی ہے تری

شرح یعنے اے خدا تیرے ہوتے کسیکی یاد جائز نہین اور جب تک تیری پناہ نہو بجز پیچ در پیچ گرفتاری عجب و تحیر اور کچہ حاصل نہین ہوتا تیرا فضل زمانے کی حاجتونکو پورا کرنے والا ہے تو ہمین اخلاق ذمیمہ سے نجات دے

رخت ما ہم رخت ما را راہزن — جسم ما مر جان ما را جامہ کن

ترجمہ: رخت دنیا رخت دین کا راہزن — اور جان کا جامہ کن ہے یہ بدن

شرح یعنے اے خدا ہمارے اسباب دنیوی ہمارے اسباب اخروی کا یا رخت وجود موہوم رخت وصال حقیقی کا راہزن ہے اور ہمارا جسم جو گرفتار لذات جسمانیہ ہے ہماری روح کا جامہ کن یعنے خلعت معانی اور کمال کلیہ چھیننے والا ہے ایسی حالتین تو ہی حفاظت کر سکتا ہے۔

دست ما چون پائے ما را میخورد — بے امان تو کسے جان چون برد

ترجمہ: ہاتہ اپنے پانو کو کہانے لگے — بے ترے کیونکر امان جانکو ملے

شرح یعنے اے خدا جبکہ ہمارے ہاتہ کی کمائی ہوئی برائیان اُن نیکیون کو فنا کر دیتی ہین جو خدا کے راہ مین چل پہر کر ہمارے پانونے کمائی ہین یعنے ہمارے اعضا خود ہمارے دشمن ہو جاتے ہین تو تیری حفاظت بغیر کون جانبر ہو سکتا ہے تیرے غضب سے تیری ہی پناہ مانگنی چاہیئے

ور برد جان زین خطرہائے عظیم — بردہ باشد مایۂ ادبار و بیم

ترجمہ: جان خطرون سے جو سالم لیگیا — مایۂ ادبار و بیم اُسنے لیا

شرح یعنے اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ بلا حفظ و امان الٰہی صرف اپنے علم و عقل کے زور سے خطرات نفسانی و وسوسہ شیطانی سے نکلکر نجات پا جائے یہ بالکل ناممکن ہے ایسا شخص بدبختی اور خوف عذاب الٰہی اپنے ساتہ لیجائیگا۔ جیسا کہ حکمائے فلسفہ لیگئے جنکا ذکر پہلے مثنوی مین گزر چکا ہے۔

زانکہ چون جان وصل جانان نبود — تا ابد با خویش کور ست و کبود

ترجمہ: جان وہ جو واصل جانان نہین — کور ہے بے نور ہے وہ بالیقین

شرح یعنے چونکہ بلا امن الٰہی صرف عقل پر بہروسہ کرنے والون کی جان واصل ذات نہین ہوتی اسلیئے اپنی ذات مین ہمیشہ کور و کبود و بے نور رہتی ہے اور نجات کا رستہ نہین ملتا۔

چون تو ندہی راہ جان خود بردہ گیر ۔ جانکہ بے تو زندہ باشد مردہ گیر

ترجمہ: گر نہ دے تو راہ جان خود بردہ ہے ۔ بے ترے جو زندہ ہے وہ مردہ ہے

شرح یعنے اے خدا اگر تو سیدھا رستہ نہ دکھائے تو جان گم گشتہ یا ضایع شدہ چیز کی مانند ہے جسکو نفس یا شیطان دوزخ کی طرف آچک لیجاتا ہے اور جو شخص کہ تیری یاد بغیر زندہ ہے وہ فی الواقع مردہ ہے ۔

گر تو طعنہ میزنی بر بندگان ۔ مر ترا آن میرسد اے کامران

ترجمہ: اپنے بندون پر اگر ہو طعنہ زن ۔ تجکو سب زیبا ہے رب ذو المنن

شرح یعنے اے خدا تو اگر اپنی مخلوق پر طعن مارے یا اسے بہلا برا کہے تو تجھے شایان ہے ہان بندہ کا بندہ کو برا کہنا بہت برا ہے خالق کو مخلوق مین ہر طرح کے تصرف کا اختیار ہے البتہ باہم مخلوق کا درجہ برابر ہے ۔

ور تو ماہ و مہر را گوئی جفا ۔ ور تو قد سرو را گوئی دوتا

ترجمہ: چاند سورج کو اگر اندہا کرے ۔ اور قد سرو کو ٹیڑہا کرے

وز تو چرخ و عرش را گوئی حقیر ۔ وز تو کان و بحر را گوئی فقیر

ترجمہ: اور کہے عرش و فلک کو تو حقیر ۔ یا بنائے بحر و معدن کو فقیر

آن بہ نسبت با کمال تو رواست ۔ ملک و اقبال و غناہا مر تراست

ترجمہ: تجکو لایق ہے سجھے ہے سب روا ۔ ہے ترا سب ملک اقبال و غنا

شرح یعنے اے خدا اگر تو چاند سورج کو سونے چاندی کا میل کچیل کہے یعنے بے نور کر دے اور سرو کے قد کو خمیدہ بنائے اور چرخ و عرش کو حقیر اور بحر و کان کو محتاج تو یہ سب باتین تیرے کمالات کے لحاظ سے ٹہیک ہین کیونکہ چاند سورج مین تیرا سا نور اور عرش مین تیری سی عظمت اور دریا مین تیری سی دولت ہرگز نہین ہے بعض نسخون مین جفا کی جگہہ خفا ہے یعنے پوشیدہ ۔ اور بعض مین ملک کمال فنا ہا مر تراست ہے یعنے اے خدا فانی چیزون کے کامل کر دینے کی حکومت تجہہ مین ہے یعنے تو جو چاہتا ہے وہ نافذ العفو ہو جاتا ہے ۔

کہ تو پاکی از خطر و ز نیستی ۔ نیستان را موجد و مغنیستی

ترجمہ: نیستی سے پاک ہے تو اے خدا ۔ ہست کرنیوالا ہے ہر نیست کا

شرح یعنے اے خدا تو ایسے مستجمع جمیع صفات کمالیہ ہے کہ ہر قسم کے خطر اور فنا ہونے سے پاک ہے اور معدوما موجود اور اس ایجاد مین انکو اپنے شریک سے بے پروا کرنے والا ہے بعض نسخون مین مغنی کی جگہہ معنی اور بعض مین مغنی ہے یعنے اے خدا تو معدومات کو موجود کر کے پہر فنا کرنیوالا ہے یا یہ کہ تیرا وجود تمام موجودات کے لیے بمنزلہ معنی ہے جسطرح الفاظ بلا معنے نکمے ہین اسیطرح موجودات تیری اعانت بغیر کسی کام کے نہین ۔

آنکہ رویانید داند سوختن | وانکہ بدرید داند دوختن

ترجمہ: وہ اُگاتا ہے جلا دیتا ہے وہ | پھاڑتا ہے وہ بنا دیتا ہے وہ

شرح یعنے اے خدا تو وہ ہے کہ جسنے پیدا کیا ہے اور تو وہ ہے کہ جو جلانا (فنا کرنا) جانتا ہے اور تو وہ ہے کہ جسنے پھاڑا (فنا کیا) اور تو وہ ہے کہ جو سینا (پھر زندہ کر دینا) جانتا ہے۔

مے بسوزد ہر خزان مر باغ را | باز رویاند گل صباغ را

ترجمہ: گو خزان مین باغ جل جاتا ہے کل | پھر کھلا دیتا ہے وہ یہہ مہکے گل

شرح یعنے اے خدا تو وہ ہے کہ ہر موسم خزان مین باغ کو جلا کر پھر رنگ برنگ کے پھول کھلا دیتا ہے اسیطرح بعد فنا جسم کے اجزا خاک سے جمع کرکے پھر زندہ کر دینے پر قادر ہے۔ لفظ صباغ گل کی صفت ہے بمعنے ظاہر کنندہ رنگ۔ یا یہ سمجھیئے کہ رنگ برنگ کے پھول کو بطور مبالغہ صباغ کہا گیا ہے۔

کاے بسوزیدہ برون آ تازہ شو | بار دیگر خوب و خوش آوازہ شو

ترجمہ: اے بہار رفتہ گل تازہ ہو | بار دیگر خوب و خوش آوازہ ہو

شرح یعنے اے خدا تو وہ ہے کہ خزان کے جلے ہوؤن کو یہ کہکر بلاتا ہے کہ اے جلے ہوئے پھول تو پھر تو تازہ ہو جاؤ اور نام بنام الگ الگ شہرت حاصل کرو اسیطرح مردونکی پرانی ہڈیون اور گلی ہوی کہالون کو یہہ حکم دیگا کہ حساب و کتاب کے لیئے ہمارے دربار مین آجاؤ۔ چنانچہ تمام عالم پھر زندہ ہو جائیگا۔

چشم نرگس کور شد بازش گشاد | حلق نے بدرید و بازاو نواخت

ترجمہ: اُسنے بخشی چشم نرگس کو نظر | حلق نے کے پر کی نوازش کا مگر

شرح یعنے اے خدا تو وہ ہے کہ موسم خزان مین نرگس کی آنکھہ پھوڑ دی تہی مگر پھر بنا دی اور نے کا حلق پھاڑ دیا یعنے نیستان کو اُجاڑ دیا تہا مگر اسپر پھر نوازش فرمادی بنکتہ لفظ نواخت جو بجانے کے معنون بھی ہے نے کے لیئے ایہام لطیف ہے۔ اور اس کے معنے وہی سمجھتے ہین جو لشنوا زنے چنگ حکایت سکندر کی شرح سمجھہ چکے ہین

ما چو مصنوعیم و صانع نیستیم | جز زبون و جز کہ قانع نیستیم

ترجمہ: ہم ہین مصنوع اور صانع بیچگون | اسلیئے صانع کے آگے ہین زبون

شرح یعنے اے خدا ہم مصنوع ہین اور تو صانع اور چونکہ مصنوع صانع سے عاجز ہوا کرتا ہے اسلیئے ہم تیرے حکم پر قانع ہین کیونکہ مصنوع کو بجز عجز و تسلیم اور کچھ نہین بن آتا۔ اسلیئے تیرا حکم ماننا ہمپر فرض ہے۔

ما ہمہ نفسی و نفسی مے زنیم | گر نخواہی ما ہمہ اہرمنیم

ترجمہ: نفسی نفسی کرتے ہین بے تنگ رہو | تو نچاہے تو ہین ہم مانند دیو

شرح یعنے اےخدا ہم سب نفسی نفسی پکار رہے ہین یعنے ہم مین سے ہر شخص یہ کہتا ہے کہ یا الٰہی میرے نفس کو برائیون سے نجات اور بہلائیون کی ہدایت دے۔ اگر تو ہی ہماری ہدایت نچاہےگا تو ہم دیو یعنے شیطان کی طرح راندۂ درگاہ ہوجاوینگے کیونکہ تیری مدد بغیر کسیکو سیدہا رستہ معلوم نہین ہوسکتا۔

زان زاہرمن رسید ستیم ما ۔۔۔ کہ خریدی جان ما را از عمے

ترجمہ اسلیئے شیطان سے پائی ہے امان ۔۔۔ اندہے پن سے تو بچا لیتا ہے جان

شرح یعنے اےخدا ہم اسلیئے شیطان کے قبضہ سے نجات پائے ہوے ہین کہ تونے ہماری جان کو اندہے پن دگمراہی سے محفوظ کر رکہا ہے اور ہمارے دیدۂ باطن کو نور ایمان سے منور کردیا ہے اگر تیرا فضل نہوتا تو ہم عذاب دوجہان مین مبتلا ہوجاتے اور گمراہی کے اندہے کنوین مین گر پڑتے

تو عصاکش ہر کرا کہ زندگیست ۔۔۔ بے عصا و بے عصاکش کور چیست

ترجمہ جینے والونکا ہے رہبر بالیقین ۔۔۔ بے عصاکش کور کیا ہے کچھ نہین

شرح یعنے اےخدا جس شخص کے لیئے حیات جاودانی مقرر کی گئی ہے تو اُسکا عصاکش یعنے ہادی ہے اور اندہا یعنے گمراہ کیا چیز ہے؟ وہ ہے جو بلا عصا و بلا عصاکش ہو یعنے بلا ہدایت و بلا ہادی ہمیشہ گمراہ رہے۔ دوسرے مصرع مین کور چیست باعتبار لفظ سوال موخر ہے۔ اور بے عصا و بے عصاکش جواب مقدم حدیث قدسی ہے کلکم ضال الا من ہدیتہ یعنے اے بندو تم سب گمراہ ہو مگر جسکو مین ہدایت دون وہ نیک راہ پر ہے اسلیئے مجہی سے ہدایت طلب کرو نکتہ چونکہ زندگی اندہا اہل باطن کے نزدیک حیوانات مین سے ہے اسلیئے مولانا قدس سرہ لفظ زندگیست کی جگہ چیست لائے ہین۔

غیر او ہر چہ خوش ست و ناخوش ست ۔۔۔ آدمی سوزست و عین آتش ست

ترجمہ ہے جو کچھ اسکے سوا اچہا برا ۔۔۔ عین دوزخ ہے سمجھ لے اے فتا

شرح یعنے خدا کے سوا کوئی چیز اچھی ہو یا بری مگر چونکہ ماسوے اللہ سے غافل کردینے والی چیزون مین داخل ہے اسلیئے آدمی کے جلانے والی اور مجسم دوزخ کی آگ ہے نکتہ انبیاء و اولیاء و علما چونکہ خدا کو یاد دلاتے رہتے ہین اسلیئے ماسوے اللہ مین داخل نہین ہین۔

ہر کرا آتش پناہ و پشت شد ۔۔۔ ہم مجوسی گشت و ہم زردشت شد

ترجمہ آگ یہان جسکی پناہ و پشت ہے ۔۔۔ ہے مجوسی اور وہ زردشت ہے

شرح یعنے جو آگ پر بہروسا کیئے اور اُسے اپنا معبود بنائے بیٹہا ہے وہ مجوسی اور زردشت ہے اسیطرح ماسوے اللہ کی محبت آگ ہے اور ماسوا اللہ سے محبت کرنے والے عند الطریقت آتش پرست ہین فائدہ زردشت

ایک حکیم تھا جسنے ملک فارس مین آتش پرستی کی بنیاد ڈالی ہے

	کل شیءٍ ما خلا اللہ باطلٌ	انّ فضل اللہ غیمٌ ہاطلٌ
ترجمہ	ہیچ ہے حق کے سوا ہر ایک شے	ہان فقط فضل الٰہی ابر ہے

شرح پہلا مصرعہ ایام جاہلیت کے ایک مشہور شاعر (لبید نامی) کا ہے اور رسول اللہ نے اس مصرعہ کی تعریف فرمائی ہے مطلب یہ کہ سوائے خدا کے اور ہر شے بگڑنے یا فنا ہونیوالی ہے یا بیکار و باطل ہے البتہ اللہ تعالے موجود برحق ہے اور اُسکا فضل برسنے والے ابر کی مانند بے انتہا ہے۔

	باز رو سوئے علی و خونیش	وان کرم با خونی و افزونیش
ترجمہ	ہمسے سن لے داستان مرتضے	اپنے قاتل پر کرم کیا کچھ کیا

شرح لفظ افزونیش علی پر معطوف ہے یعنے اےطالب مضمون مناجات سننے کے بعد حضرت علیؓ اور اُنکے قاتل کی داستان اور اُسپر کرم اور بیان فضائل علی کی طرف رجوع کر نیز ممکن ہے کہ ضمیر افزونیش کرم کی طرف راجع ہو

بقیہ قصہ امیر المومنین علیؓ و مسامحت و اغماض او باخونی و رکابدار خویش

ترجمہ حضرت علیؓ کے اپنے خونی اور رکابدار (ابن ملجم) سے نرمی اور چشم پوشی کرنیکا باقی قصہ

	گفت دشمن را ہمے بینم بچشم	روز و شب بر وے ندارم ہیچ خشم
ترجمہ	بولے دشمن سامنے ہے روز و شب	مین نہین ہوتا ہون اُسپر پُر غضب
	زانکہ مرگم ہمچو جان خوش آمدست	مرگ من در بعث چنگ اندر زدست
ترجمہ	جانتا ہون موت کو مانند جان	موت میری زندگی ہے مہربان

شرح یعنے حضرت علیؓ نے اُس پہلوان سے فرمایا کہ مین دن رات اپنے قاتل کو آنکھون سے دیکھتا ہون اور اُسپر کسیطرح کا غصہ نہین کرتا کیونکہ مجکو موت جان طرح پیاری ہے اور میری موت نے بعث (حیات ثانی) کا دامن پکڑ رکھا ہے یعنے مین عالم فانی سے انتقال کر کے روحانی زندگی حاصل کرلونگا۔

	مرگ بے مرگی بود ما را حلال	برگ بے برگی بود ما را نوال
ترجمہ	ہان ہمین بے موت مرنا ہے حلال	اور بے سامانیان برگ و نوال

شرح یعنے موت در حالت زندگی (جیتے جی مرجانا) یا ایسی موت جسکا نتیجہ بے مرگی اور حیات ابدی ہے ہمارے لیئے حلال ہے کیونکہ یہ ظاہری موت اہل اللہ کے نزدیک بے مرگی اور باعث حیات ابدی ہے اور اُسیکا نام وصال ہے۔ اور ہمارے لیئے بے برگی اور بے سامانی و احتیاج گویا باسامانی اور توشۂ عقبے ہے کیونکہ ہم بجز عشق الٰہی اور کسی شے کو اپنی دو جہان کی بھلائی کا سامان نہین جانتے

برگ بے برگی ترا چون برگ شد — جان باقی یافتی و مرگ شد

ترجمہ: جبکہ بے سامانیان ہین ساز و برگ — زندگی تجکو ملی ہے جائے مرگ

شرح یعنے جب تونے دنیوی بیسامانی کو سامان سمجھ لیا تو یہ جان لے کہ حیات جاودانی ملگئی اور موت بالکل جاتی رہی غائب و فنا ہو گئی کیونکہ دنیوی سامان کو فانی سمجھ کر چھوڑ دینا گویا مرتبہ بقا حاصل کر لینا ہے۔

ظاہرش مرگ و بباطن زندگی — ظاہرش ابتر نہان پایندگی

ترجمہ: مرگ ظاہر واقعی ہے زندگی — ہے تری یہ موت جو ہے پایندگی

از رحم زادن جنین را رفتن ست — در جہان او را ز نو بشگفتن ست

ترجمہ: دیکھ بچہ کا نکلنا پیٹ سے — ہے یہان نشو و نما کے واسطے

شرح یعنے رحم سے بچہ کا پیدا ہونا ایک عالم سے دوسرے عالم مین جانا اور عالم دنیا مین بطرز جدید ظاہر ہونا اور نشو و نما پانا ہے اسیطرح روح بھی ایک جنین ہے جو مادر جسم سے علاقہ منقطع کرکے عالم بقا کی طرف چلا جاتا ہے مگر نیک روح قرب الٰہی مین رہتی ہے اور بد اسفل السافلین مین قید کیجاتی ہے

آنکہ مردن پیش جانش تہلکہ ست — نہی لا تلقوا بگیرد او بدست

ترجمہ: موت کو جو تہلکہ سمجھا ہے خام — نہی لا تلقوا سے اسکو کیا ہے کام

شرح قرآن مجید مین ہے وانفقوا فی سبیل اللہ ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ۔ علمائے ظاہر نے اسکے یہ معنے لئے ہین کہ خدا کے رستہ یعنے جہاد وغیرہ مین خرچ کیے جاؤ اور اپنی جانون کو ہلاکت مین نہ ڈالو یعنے جہاد کو ترک نہ کرو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے کیونکہ تمہین بزدل سمجھکر دشمن غالب آجائینگے مگر علمائے باطن کے نزدیک جہاد بمعنے جہاد اکبر (نفس کشی) ہے یعنے حضرت علی فرماتے ہین کہ جس شخص کے نزدیک مرجانا (انتقال کرنا) بمنزلہ ہلاکت واقعی (محرومی قرب الٰہی) ہے وہ لا تلقوا کی نہی کو ہرگز نہین مانتا کیونکہ یہ آیت تو ترک جہاد سے منع کر رہی ہے اور وہ ترک جہاد پر اقدام کر رہا ہے یعنے جہاد اکبر نہین کرتا اور یہ جانتا ہے کہ اگر مین اس جہاد مین مارا گیا تو ہلاکت واقعی کی مصیبت مین گرفتار ہو جاؤنگا۔ یہ معنے اسنے اپنی نافہمی سے پیدا کیے ہین ورنہ اس آیت کی لفظی نہی بطور معنے جہاد کرنے کی تاکید کرتی ہے۔ یعنے اس سے جہاد اکبر (نفس کشی) کی تاکید نکلتی ہے

چون مرا سوے اجل عشق و ہواست — نہی لا تلقوا بایدیکم مراست

ترجمہ: چونکہ مجکو ہے محبت موت سے — نہی لا تلقوا ہے میرے واسطے

شرح حضرت علی فرماتے ہین کہ چونکہ مجکو موت سے عشق ہے اسلیئے نہی لا تلقوا گویا میرے لیئے ہے کیونکہ ممانعت اسی چیز سے ہوا کرتی ہے جو محبوب و مرغوب ہے مین اپنی جان کو ترک جہاد اکبر سے ہلاکت مین نہ ڈالونگا

کیونکہ اس جہاد مین مرنا وصال حقیقی ہے۔ کیونکہ شہیدان عشق حقیقی خدا سے جا ملتے ہین۔

زانکہ نہی از دانۂ شیرین بود ۔ تلخ را خود نہی حاجت کے شود

ترجمہ: روک میٹھی چیز سے ہے بالیقین ۔ تلخ سے پرہیز کی حاجت نہین

دانۂ مردن مرا شیرین شدست ۔ بل ہم احیاء پئے من آمدست

ترجمہ: موت ہے اک میوۂ شیرین مجھے ۔ بل ہم احیاء ہے میرے واسطے

شرح یعنے ممانعت اسی چیز سے ہوتی ہے جو شیرین و لذیذ ہو۔ کڑوی چیز سے منع کرنے کی کچھ حاجت نہین ہوتی لیس تو چونکہ موت میرے نزدیک شیرین ہے کیونکہ خدا کے رستہ مین مرنیوالون کو حسب مضمون بل ہم احیاء عند ربہم (شہید خدا کے نزدیک زندہ ہین) حیات ابدی ملجاتی ہے اسلئے حکم لا تلقوا میرے لیئے ہے لفظ دانہ دونو جگہ بمعنے غذا ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ عاشقان الٰہی موت کو جان سے زیادہ عزیز رکھتے ہین۔

اقتلونی یا ثقاتی لائما ۔ ان فی قتلی حیاتا دائما

ترجمہ: او مجکو قتل کر ڈالو ثقات ۔ قتل ہوجانے مین ہے دائم حیات

شرح یہ شعر حضرت علی کی زبان سے مولانا کا مقولہ اور منصور کے قول کی تضمین ہے جو اُسنے قتل ہوتے وقت کہا تھا یعنے اے میرے دوستو مجھے اس حالت مین قتل کرو کہ مین اپنے نفس کو ملامت کرتا جاتا ہون کیونکہ میرے قتل ہوجانے مین میری دائمی زندگی پوشیدہ ہے۔ اسلئے مجھے موت نہایت محبوب ہے۔

ان فی موتی حیاتی یا فتے ۔ کم افارق موطنی حتے متے

ترجمہ: موت ہی مین زندگی ہے اے فتا ۔ کیون رہون اپنے وطن سے مین جدا

شرح یعنے اےمخاطب میری موت مین میری زندگی پوشیدہ ہے مین اصلی وطن (عالم احدیت) سے کب تک اور کس زمانہ تک جدا ہونگا اسلئے مجھے مرجانا محبوب ہے۔ کیونکہ بلا موت عالم احدیت تک رسائی نہین ہوسکتی۔

فرقتی لو لم تکن فی ذا السکون ۔ لم یقل انا الیہ راجعون

ترجمہ: ہے مری فرقت مین آرام و سکون ۔ دیکھ لے انا الیہ راجعون

شرح یعنے اےمخاطب جان کے بدن سے جدا ہونے مین اگر میرے لیئے سکون (راحت و آرام) نہوتا تو اللہ تعالےٰ مصیبت اور خاصکر مصیبت موت کے وقت انا للہ و انا الیہ راجعون (ہم خدا کے پاس ہین اور اسیطرف رجوع کرنیوالے ہین) کہنے کا حکم نہ دیتا۔ کیونکہ آدمی ہر طرف سے پھر پھر اکر اپنے وطن اور جائے آرام ہی کی طرف رجوع کیا کرتا ہے اور وہین جاتا ہے جہان اسے آرام ملے ورنہ رجوع کے معنے درست نہین ہوسکتے پس اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ موت باعث سکون ہے اور اللہ کیطرف جانا گویا وطن اصلی طرف رجوع کرنا ہے یہی باعث ہے کہ عاشقون کو موت محبوب ہے

راجع آن باشد کہ باز آید بشہر | سوے وحدت آید از تفریق دہر

ترجمہ: ہے وہی راجع پہرے جو سوے شہر | پہر وحدت چہوڑ دے تفریق دہر

شرح: یعنے فی الواقع خدا کی طرف رجوع کرنے والا وہ ہے جو شہر حقیقت اور وطن اصلی (عالم احدیت) کی طرف رجوع کرے اور جس عالم سے نکلکر دنیا میں آیا تہا اُسی عالم کی طرف چلا جائے اور تفریق دہر (عالم کثرت) عالم دنیا سے نکلکر مقام وحدت مین آرام کرے جو لوگ تفریق دہر سے نجات یافتہ نہین ہین وہ خدا سے دور ہین

این سخن پایان ندارد چاکرم | چون شنید این سر رسید آن گشت خم

ترجمہ: الغرض سن سکے یہ میرا غلام | منفعل ہوتا رہا ہے لا کلام

شرح: حضرت علی فرماتے ہین کہ اے پہلوان شوق شہادت کی داستان بے انتہا ہے اسکو چہوڑ کر میرے رکابدار کا قصہ سن لے کہ جب اُسنے اپنے سیدر مالک و آقا سے یعنے مجہسے یہ راز سن لیا جو ابہی بیان ہو چکا تو نہایت خمیدہ منفعل اور شرمناک ہوکر میرے قدمون مین گرا اور میرے ہاتہہ سے قتل ہو جانے کا مدتون آرزو مند رہا۔

افتادن رکابدار در پای امیر المومنین

افتادن رکابدار در پاے امیر المومنین علی رض کہ اے امیر مرا بکش و ازین بلیہ برہان

ترجمہ: رکابدار کا حضرت علی رض کے قدمون مین گرکر یہ کہنا کہ اے امیر المومنین مجہے مار ڈالیئے اور اس امتحان الٰہی سے نجات دلوائیے

باز آمد کاے علی زودم بکش | تا نبینم آن دم و وقت ترش

ترجمہ: وہ یہہ کہتا تہا کہ مجکو مار لے | تا ندیکہون مین برا وقت آنکہ سے

من حلالت میکنم خونم بریز | تا نہ بیند چشم من آن رستخیز

ترجمہ: قتل کیجے خون ہے میرا حلال | تا ندیکہون اپنی آنکہون سے وبال

شرح: حضرت علی فرماتے ہین کہ رکابدار نے میرے قدمون مین گرکر یہ کہا کہ اے علی بہت جلد مجہے مار ڈالیئے تاکہ مین وہ گہڑی (آپ کی شہادت کا وقت) اور وہ برا وقت (موقع عذاب الٰہی جو قتل مومن کے باعث ہوتا ہے) نہ دیکہون اور آپ کی شہادت سے جو ہنگامۂ قیامت برپا ہوگا میرے نظرون کے سامنے نہ آئے یعنے آپکو اپنا خون معاف کیا

گفتم از ہر ذرہ خونی شود | خنجر اندر کف بقصد تو بود

ترجمہ: مین یہ بولا خونی ہر ذرہ ہو گر | اور مارے تجکو خنجر تہام کر

یکسر مو از تو نتواند برید | چون قلم بر تو چنین خطے کشید

ترجمہ: کٹ نہین سکتا ہے تیرا ایک بال | ہے تری تقدیر مین جب یہ نکال

شرح: یعنے مینے رکابدار کے جواب مین یہ کہا کہ اگر ہر ذرہ قاتل بنجائے اور تیرے مار ڈالنے کے لیئے تلوار ہاتہ مین لے لے تو بہی تیرا ایک بال بیکا نہین ہو سکتا۔ کیونکہ تیری تقدیر مین یہی لکہا ہے کہ کسی دن مجہے قتل کر ڈالے۔ پہر تجہے

تلوار کی آنچ کسطرح پہنچ سکتی ہے میرے قتل کرنے سے پہلے تجھے کوئی شخص نہین مار سکتا تو میرا قاتل ہے مقتول نہین ہے

لیک بیغم شو شفیع تو منم — خواجہ روحم نہ مملوک تنم

ترجمہ: ہون شفیع حشر مین رہ بے حزان — مالک جان ہون ۔ نہ مملوک بدن کا

شرح یعنے اے رکابدار تو میرے قتل کے باعث عذاب الٰہی کا خوف نہ کر مین قیامت کے دن تیری سفارش کرونگا اور مین اپنی جان کا مالک ہون بدن کا تابع یا مملوک نہین ہون یعنے مین اسبات پر قادر ہون کہ اپنی روح کو مرضیات الٰہی مین فنا کردون ۔ اور جبکہ تیرے ہاتھ سے میرا قتل ہونا داخل رضائے الٰہی ہے تو مین بتجھے قتل نہین کرسکتا ۔

پیش من این تن ندارد قیمتے — بے تن خویشم فتے ابن الفتے

ترجمہ: میرے آگے تن کی کچھ قیمت نہین — مین فتا ابن الفتا ہون بالیقین

شرح یعنے میرے نزدیک بدن کوئی قیمتی چیز نہین ہے بلکہ مین بلا لحاظ بدن روحانی قوت کے باعث خود جوان اور جوان کا بیٹا ہون ۔ اسلیئے میرے بدن کو کیسی تکلیف ہو روح کو ناگوار معلوم نہین ہوتی ۔

خنجر و شمشیر شد ریحان من — مرگ من شد بزم و نرگسدان من

ترجمہ: خنجر و شمشیر اک ریحان ہے — موت میری بزم کا نرگسدان ہے

شرح یعنے خنجر و شمشیر میرے روزی یا اولاد یا سونگھنے کے پہول ہین جنکو مین بہت دوست رکھتا ہون اسلیئے خنجر و شمشیر کے نتیجہ (زخم شہادت) کو بالادلے محبوب سمجھونگا اور موت میرے لیئے گویا بزم عیش اور نرگسدان (سامان) شادی و سرور ہے یعنے خدا کے رستہ مین جان دینی ہمارے لیئے شادمانی کا باعث اور دلی مسرت کا سبب ہے

آنکہ او تن را بدینسان پے کند — حرص میری و خلافت کے کند

ترجمہ: جسم کا دشمن رہے جو اس نمط — اُسکو ہو حرص خلافت سب غلط

شرح یہان سے مولانا کا مقولہ ہے اور اس شعر مین شیعہ کا رد ہے جو یہ کہتے ہین کہ حضرت علیؓ خلافت کے خواہشمند تہے مگر خلفائے ثلثہ کے خوف سے بطور تقیہ اُنکی بیعت کرلی تہی ۔ مولانا اسکا جواب دیتے ہین کہ جو شخص اپنے بدن کو اسطرح پامال اور ہلاک رضائے الٰہی کردے اسکو خلافت کی حرص ہرگز نہین ہوتی ۔ یہی سبب تہا کہ آپنے رغبت کے ساتھ خلفائے ثلثہ سے بیعت کرلی تہی اگر آپ خلافت کے خواہشمند ہوتے تو رضامندی سے بیعت نکرتے ۔

زان بظاہر کوشد اندر جاہ و حکم — تا امیران را نماید راہ و حکم

ترجمہ: اسلیئے ہوتا ہے مطلوب اسکو جاہ — تا رئیسون کو دکہلائے نیک راہ

تا بیاراید بہر تن جامۂ — تا نویسد او بہر کس نامۂ

ترجمہ: ہر کس و ناکس کو بخشنے جامہ وہ — ہر کس و ناکس کو لکہے نامہ وہ

تا امیری را دہد جانِ دگر ‏ تا دہد نخلِ خلافت را ثمر

ترجمہ: تا حکومت کو ملے جانِ دگر ‏ اور لگیں نخلِ خلافت میں ثمر

شرح: یہ ایک اعتراض کا جواب ہے معترض کہتا تہا کہ اگر حضرت علی کو خلافت کی حرص نہ تہی تو بعد وفات حضرت عثمان امیر المومنین اور حضرت معاویہ میں جنگ کیوں ہوئی اور علیؓ نے اپنی خلافت کے لیئے کوشش کیوں کی۔ اسکا جواب ان شعروں مین ہے کہ علیؓ اگرچہ بظاہر خلافت کی کوشش کر رہے تہے لیکن یہ کوشش حرص خلافت پر مبنی نہ تہی۔ بلکہ دیگر امیرون کی تعلیم کے لیئے تہی یعنے یہ منظور تہا کہ ہمارے بعد آنے والے خلیفہ ہمارے طریقون پر عمل کرین یا ان کو کوشش خلافت اسلیئے تہی کہ حضرت علیؓ ہر شخص کو اسکی استعداد کے مطابق انعام و اکرام سے ممتاز فرمائیں کسیکو خلعت دیکر عزت بخشیں اور کسیکو خط دوستی لکھکر یا یہ معنے ہین کہ کسی مطیع حکم خلافت کو خلعت دین اور کسی کافر و سرکش کے نام پیغام اسلام بھیجین یا نامۂ جنگ تحریر فرمائین۔ تا کہ خلافت کو نئی زندگی حاصل ہو مطلب یہ کہ جو انتظام خلافت۔ قاتلان حضرت عثمان اور بلوائیون کے سبب بگڑ گیا تہا حضرت علی اسکی درستی کے لیئے خلافت یا شرعی حکومت کے خواہان تہے انہین حرص امارت نہ تہی۔

ہین گمان بد مبر اے ذو لباب ‏ با خود آ واللہ اعلم بالصواب

ترجمہ: بدگمانی چھوڑکر ہو کامیاب ‏ ہوش رکھ واللہ اعلم بالصواب

شرح: یعنے اے عقلمند آدمی ذرا ہوش میں آ۔ اور حضرت علیؓ کی نسبت حرص خلافت اور تقیہ کا گمان ہرگز نہ کر۔ ورنہ خدا جو حقیقت حال کو اچھی طرح جانتا ہے خود تجھے سمجھ لیگا کیونکہ تو حضرت علیؓ سے بدگمان ہے تو پیغمبر خدا سے بالا ولے بدگمان ہوگا جو خدا سے مکہ کی فتح مانگا کرتے تہے۔ شاید تو اسکو بہی حرص امارت دنیوی پر محمول کریگا

بیان آنکہ فتح طلبیدن پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در مکہ وغیر ہا جہت دوستی ملک دنیا نبود چونکہ فرمود الدنیا جیفۃ وطالبہا کلاب

ترجمہ: اسبات کا بیان کہ پیغمبر خدا کا مکہ وغیرہ کی فتح کا خواستگار ہونا ملک دنیا کی محبت کے باعث نہ تہا کیونکہ آپ خود فرما چکے ہین کہ دنیا مردار ہے اور اُسکے طالب کتے ہیں بلکہ خدا کے حکم سے تہا۔ اور اُسیکے امر سے مکہ فتح ہوا

جہد پیغمبر بفتح مکہ ہم ‏ کے بود در حُبِّ دنیا متہم

ترجمہ: پہر فتح مکہ کی سعی رسول ‏ حُبِّ دنیا سے نہ تہا اے بو الفضول

شرح: یعنے فتح مکہ کے متعلق پیغمبر کی کوشش حُبِّ دنیا کے لیئے نہتی بلکہ اس آیت کے حکم سے تہی یا ایُّہا النبی جاہد الکفار والمنافقین یعنے اے نبی کافرون اور منافقون پر جہاد کر اور انکو سختی دکہا کیونکہ وہ جہنمی ہین یعنے تو ہمارے حکم سے انپر جہاد کر۔ اسلیئے پیغمبر علیہ السلام کا جہاد کرنا نعوذ باللہ دنیوی حرص کی صفت کے ساتہ متہم نہین ہوسکتا

بیان فتح طلبیدن پیغمبر

آنکہ او از مخزن ہفت آسمان — چشم دل بر بست روز امتحان

ترجمہ: کل خزانون سے فلک کی چشم جان — بند فرمائی تھی روز امتحان

از پے نظارۂ او حور و جان — پر شدہ آفاق ہر ہفت آسمان

ترجمہ: آپکے نظارہ کو حور و ملک — پُر کئے بیٹھے تھے آفاق فلک

قدسیان افتادہ بر خاک رہش — صد چو یوسف او فتادہ در چہش

ترجمہ: سب فرشتے تیکے تھے خاک راہ — تھے ہزارون یوسفون کو انکی چاہ

خویشتن آراستہ از بہر او — خود ورا پروائے غیر دوست کو

ترجمہ: ایسی زینت پر نظر مطلق نہ تھی — انکو کچھہ پروائے غیر حق نہ تھی

شرح یہ چار شعر قطعہ بند ہین یعنے شب معراج مین جو پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے امتحان ترک ماسوے اللہ کا وقت تہا حضور نے مخزن ہفت آسمان یعنے عجائبات ملکوت اور غرائبات جبروت سب سے آنکھین بند کرلین اور اپنے نظر کو کسیطرف نہین پہیرا باوجودیکہ تمام آسمان کے کنارے حور و ملک اور ارواح انبیا و اولیا سے بہرے ہوے اور فرشتے آپ کے رستے کی خاک پر بچہے ہوئے اور بہت سے انبیا عشق زیارت کے کنوین مین گرے ہوے تہے اور ان تمام حور و ملائکہ اور ارواح انبیا وغیرہ نے اپنے آپ کو آراستہ کر رکہا تہا لیکن پیغمبر خدا کو بجز حقیقی دوست (اللہ تعالے) کے اور کسیکی پروا نہتی بس تو آپ کا مکہ کو فتح کرنا بہی حب دنیا کے لیئے نہ تہا

آنچنان پُر گشتہ از اجلال حق — کاندرو ہم رہ نیابد آل حق

ترجمہ: بہر گیا تہا اسقدر اجلال حق — دل سے باہر ہوگئی تہی آل حق

لَا یَسَعُ فِیْنَا نَبِیٌّ مُرْسَلٌ — وَالْمَلَکُ وَالرُّوحُ اَیْضًا فَاعْقِلُوْ

ترجمہ: دلمین ہے گنجائش رب جلیل — کب سما سکتے ہین اسمین جبرئیل

شرح یعنے شب معراج آپ بزرگی حق اور عظمت شان آلہی کے نظارہ مین ایسے محو ہوے کہ آپ کی نظر مین آل حق (انبیاء) نے بہی رستہ نپایا کیونکہ حدیث مین آیا ہے کہ میرے اور حق کے مابین کوئی پیغمبر اور کوئی فرشتہ حائل نہین ہوسکتا۔ روح بمعنے جبریل ہے اور دوسرا شعر لفظ آل کی تفسیر ہے۔

گفت مازاغیم ہمچون زاغ نے — مست صباغیم مست باغ نے

ترجمہ: آپ تہے مصداق مازاغ البصر — باغ پر جاتی نہ تہی ہرگز نظر

شرح یعنے پیغمبر نے فرمایا کہ ہم آیت مَا زَاغَ الْبَصَرُ کے مصداق ہین یعنے ہماری آنکھہ مشاہدۂ حق کے سوا کسی اور طرف اُٹھتے ہی نہین کیونکہ ہم زاغ کی طرح جیفۂ دنیا کے طالب نہین ہین اور ہم رنگنے والے یار نگا

رنگ صنعتین دکہانے والے (اللہ تعالیٰ) کے عاشق ہین باغ دنیا کے خواہان نہین ہین۔

چونکہ مخزنہائے افلاک و عقول — چون خسے آمد بر چشم رسول

ترجمہ: جبکہ ایک اک مخزن چرخ و عقول — تنکے کی مانند تہا پیش رسول

پس چہ باشد مکہ و شام و عراق — کہ نماید او نبرد و اشتیاق

ترجمہ: چیز کیا تہا مکہ و شام و عراق — جنکی بابت فتح کا ہوا اشتیاق

شرح یعنے جبکہ خدا کے ہوتے عالم علوی اور انبیا و ملائکہ کی طرف آپ متوجہ نہین ہوے تو مکہ وغیرہ کیا چیز تہے کہ ان کے لیئے آپ لڑائی اور اشتیاق فتح ظاہر کرتے بلکہ کفا پر جہاد اور طلب فتح محض خدا کے حکم سے تہی

آن گمان بر وے ضمیر بد کند — کو قیاس از جہل و حرص خود کند

ترجمہ: بدگمانی ہے یہ کار بد اساس — حرص پر اپنی جو کرتا ہے قیاس

زانگبینہ زرد چون سازی نقاب — زرد بینی جملہ نور آفتاب

ترجمہ: زرد شیشہ ہو گر آنکہون پر نقاب — زرد ہو جاتے گا نور آفتاب

شرح یعنے پیغمبر کی نسبت یہ بدگمانی کہ فتح مکہ دنیا طلبی کے لیئے تہی جاہل کا کام ہے کہ اُسنے اپنی حرص پر قیاس کر لیا ہے اسکی مثال ایسی ہے کہ جیسے کوئی شخص زرد رنگ کے شیشہ کو آنکہہ کی نقاب بنالے اسوقت اُسے نور آفتاب زرد نظر آئیگا۔ اور نیلے رنگ کا شیشہ آنکہہ پر ہو تو ہر چیز نیلی نظر پڑیگی یعنے آدمی کے اخلاق جیسے کچہ ہونگے ویسا ہی دوسرا دکہائی دیگا نیکو نکو دوسرے آدمی نیک اور بدونکو سب کے سب بد نظر آیا کرتے ہین۔

بشکن آن شیشہ کبود و زرد را — تا بہ بینی گرد را و مرد را

ترجمہ: توڑ دے جام کبود و زرد کو — تاکہ دیکہے گرد کو اور مرد کو

شرح یعنے اخلاق ذمیمہ کو دل سے نکالدے۔ یا شیشۂ تعینات کو توڑ دے تاکہ غبار و سوار (عوام و انبیا یا مرتبۂ یقین و مرتبۂ حق) مین تجکو تمیز حاصل ہو اور اچہے بُرے کو الگ الگ پہچاننے لگے۔

گرد فارس - گرد سر افراشتہ — گرد را تو مرد حق پنداشتہ

ترجمہ: گرد راکب سر بلند اک گرد ہے — تو سمجہتا ہے کہ کوئی مرد ہے

شرح یعنے اے مخاطب تو نے سوار کے چار طرف جو گرد اُڑ رہی ہے اُسی کو سوار گمان کیا ہے حالانکہ یہ غلط فہمی ہے یعنے انبیا اور اولیا کے جسم کو خاکی سمجہکر عوام یا اپنے نفس پر قیاس کر لیا ہے اور سمجہا ہے کہ میری طرح انکا جسم بہی پابند لذات دنیوی ہے۔ بزرگونکو حقیر سمجہنا اور اپنی ذات پر قیاس کر لینا نہایت برا ہے شیطان بہی باعث ملعون ہوا ہے کہ اُسنے حضرت آدم کو خاک کا پتلا اور نہایت حقیر شئے خیال کیا تہا۔

	مصرع اول	مصرع دوم
	گر دید ابلیس و گفت این طین	چون فزاید بر من آتش جبین
ترجمہ	یون کہا شیطان نے مٹی کا ہے یہہ	آتشی ہین مجہ سے کب اچہا ہے یہہ
	تا تو مے بینی عزیزان را بشر	دانکہ میراث بلیس ست آن نظر
ترجمہ	گر عزیزون مین نظر آتا ہے شر	ورثہ شیطان ہے ایسی نظر
	گر نہ فرزند بلیسی اے عنید	پس بتو میراث آن سگ کی رسید
ترجمہ	گر نتہا اولاد شیطان اے فتا	اُسکا ورثہ تجکو کیونکر مل گیا

شرح یعنے جسطرح شیطان نے حضرت آدم کو خاک کا پتلا سمجہکر تکبر کیا تہا اُسی طرح اگر تو عزیزون (انبیاء اولیا) کو برائی سے دیکہے گا. تو سمجہ لے کہ یہ بڑی نظر شیطان ہی کی میراث ہے جو تجہے ملگئی ہے. اگر تو اولاد شیطان نہوتا تو اُس کُتے کی میراث تجہے کیون ملتی. بزرگوں کی بُری باتین شیطان ہی کے وسوسہ ڈالنے سے [illegible] معلوم ہوتی ہین

	مصرع اول	مصرع دوم
	من نیم سگ شیر حقم حق پرست	شیر حق آنست کز صورت برست
ترجمہ	شیر حق ہون سگ نہین اے حق صفات	شیر ہے صورت سے جو پائے نجات
	شیر دنیا جوید اشکارے و برگ	شیر مولے جوید آزادے و مرگ
ترجمہ	شیر دنیا ڈہونڈتا ہے صید و برگ	شیر حق کو ہے تلاش رنج و مرگ
	چونکہ اندر مرگ بیند صد وجود	ہمچو پروانہ بسوزاند وجود
ترجمہ	دیکہتا ہے وہ فنا مین سو بقا	صورت پروانہ ہوتا ہے فنا

شرح یہ اشعار حضرت علی کا مقولہ ہین یعنے اے پہلوان مین شیر خدا اور خدا پرست اور خواہشات دنیوی سے نجات یافتہ ہون دنیا کا شیر شکار اور لذت دنیوی کا طالب ہوا کرتا ہے اور خدا کا شیر تکلیفون اور موت کا خواہان رہتا ہے کیونکہ وہ مرنے مین بہت بڑی زندگی (حیات ابدی) دیکہتا ہے اسلیئے اپنے جسم کو پروانہ کی طرح فنا کر دیتا ہے. پہلے مصرع مین وجود بمعنے حیات ابدی اور دوسرے مین بمعنے ہستی موہوم ہے

	مصرع اول	مصرع دوم
	شد ہوائے مرگ طوق صادقان	کہ جہودان را بُد آندم امتحان
ترجمہ	مرگ کی خواہش ہے جان صادقان	کافرون کے واسطے ہے امتحان

شرح یعنے موت کی خواہش صادقون کے گلے کا ہار ہے اسلیئے کہ یہود کے حق مین وہ دم (تمنائے موت کے متعلق مقولہ الہی) جو قرآن مجید مین موجود ہے امتحان صداقت کے لیئے تہا مگر یہود اس امتحان مین پورے نہ اترے اور موت کی تمنا نہ کرسکے اس سے معلوم ہوا کہ یہود خدا کے صادق دوست نہتے کیونکہ موت کی تمنا صادقین کو ہوتی ہے جو واقعات سے گہبرا کر نہین بلکہ وصال کی نیت سے موت کے آرزومند رہتے ہین۔

در پئی فرمود کاے قوم یہود — صادقان را مرگ باشد برگ و سود

ترجمہ: ہے یہ قرآن میں کہ اے قوم یہود — صادقوں کے واسطے مرنا ہے سود

ہمچنانکہ آرزوے سود ہست — آرزوے مرگ بودن آن بہست

ترجمہ: آرزو ہے فائدہ کی جس طرح — آرزو موت کی بس اس طرح

شرح یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے قل یا ایہا الذین ہادوا ان زعمتم الآیہ یعنے اللہ تعالے فرماتا ہے کہ اے یہودیو اگر تم خدا کی دوستی کے دعوے میں سچے ہو تو موت کی آرزو کرو کیونکہ موت دوست کو دوست سے ملا دینے والی ہے یہی باعث ہے کہ موت کو وصال کہتے ہیں کیونکہ اس سے وصل حبیب میسر ہوتا ہے۔

اے جہودان بہر ناموس کسان — بگذرانید این تمنا بر زبان

ترجمہ: اے یہودی لوگو کچھ شرماؤ تم — اس تمنا کو زبان پر لاؤ تم

یک جہودے این قدر زہرہ نداشت — چون محمد این علم را بر فراشت

ترجمہ: ہو گئے سارے یہودی بند بند — جب محمد نے کیا جھنڈا بلند

شرح یعنے اے یہودیو اگر تمکو یہ دعوے ہے کہ ہم پیغمبروں کے سچے مطیع ہیں تو انکی عزت قائم رکھنے کے لئے موت کی آرزو کرو کیونکہ پیغمبروں نے بہی دنیوی زندگی کو پسند نہیں کیا۔ یا یہ کہ اگر تم خدا کی دوستی کے دعوے میں سچے ہو تو اپنی قوم کی عزت کا خیال کرو اور موت کے طالب بنو ورنہ جہوٹے دعوے سے تمہاری قومی عزت جاتی رہیگی بااینہمہ یہودیوں سے ایک شخص نے بہی موت کی آرزو نہ کی اور حضرت محمد رسول اللہ صلعم نے جب علم صداقت بلند کیا تو تمام یہودی سرنگوں ہو گئے یعنے جہوٹے دعوے کے سبب منفعل ہو کر موت کی آرزو نکر سکے۔

گفت اگر رانند این را بر زبان — یک یہودی خود نماند در جہان

ترجمہ: گر گذرتے وہ اگر اس کام کو — اک یہودی بہی نہ رہتا نام کو

پس یہودان مال بردند و خراج — کہ مکن رسوا تو ما را اے سراج

ترجمہ: پس یہودی لیگئے مال و خراج — اور کہا رسوا نکر تو اے سراج

جزیہ پذرفتند وے بودند شاد — ہمچنان واللہ اعلم بالرشاد

ترجمہ: جزیہ دے کر رہا کرتے تہے شاد — ہے یہ سچ واللہ اعلم بالرشاد

شرح یعنے پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ اگر یہودی موت کی تمنا کر لیتے تو انمیں کا ایک آدمی بہی دنیا میں زندہ نہ رہتا مگر انہوں نے موت کی آرزو نہ کی اور خراج دینا قبول کر لیا چنانچہ کتب احادیث وسیر سے ظاہر ہے آیندہ حقیقت حال اللہ تعالے کو معلوم ہے وہ جہوٹے سچے کی حقیقت کو خوب جانتا ہے

این سخن را نیست پایانے پدید
دست با من دہ چو چشمت دوست دید

ترجمہ یہ سخن بے انتہا ہے اے فتا
رہا تہہ دے مجکو کہ حق ہے رہنما

شرح یہ حضرت علی کا مقولہ ہے یعنے اے پہلوان سچے مسلمانون اور جہوٹے مدعیون کے حالات بے انتہا ہین انکو چہوڑکر ادہر آ۔ اور جب تیری آنکہہ نے حقیقی دوست یا خوبی اسلام کو دیکہہ لیا ہے تو میرے ہاتہہ مین ہاتہہ دے تاکہ مین تجہے بوستان معرفت کی سیر کراؤن۔ اور گلشن توحید کی بہار دکہاؤن۔

اندر آور گلستان از مزبلہ
چونکہ در ظلمت بدیدی مشعلہ

ترجمہ مزبلہ سے باغ مین آ پر شعور
تونے دیکہا ہے اندہیری گہر مین نور

بے توقف زود تر در نہ قدم
زین چہ بے بن سوے باغ ارم

ترجمہ بے تامل جلد رکہ آگے قدم
کر سفر یہان سے سوے باغ ارم

شرح حضرت علی کہتے ہین کہ اے پہلوان کفر و معصیت کے ڈلاؤ خانہ سے نکلکر باغ ایمان و عرفان کی طرف چلا آ۔ کیونکہ تو نے ظلمت کفر کی حالت مین اسلام کی روشنی کا تہوڑا بہت جلوہ دیکہہ لیا ہے۔ دوزخ یعنی طبیعت حیوانی کے گہرے کنوین سے نکل اور بلا توقف باغ جنت کی طرف چل۔

ہم بنردش گفت از بہر خدا
شرح کن این راو بیند پر ہم ہلا

ترجمہ پہلوان نے پہر کہا بہر خدا
بہید کی کہہ دو علی مرتضےٰ

شرح یعنے حضرت علی کے مقابل پہلوان مذکور نے یہ کہا کہ اے علی میرے قتل نہ کرنے کی راز کو بیان کردیجے۔ اور مجہے اپنی غلامی مین ضرور قبول فرمایئے۔ یعنے انکشاف راز کے بعد کلمہ شہادت پڑہا ہے

گفتن امیر المومنین علی با قرین خود کہ سبب ناکشتن تو چہ بود و مسلمان شدن او بدست حضرت

ترجمہ حضرت علی کا اپنے حریف یعنے پہلوان مذکور سے اسکے قتل نکرنیکا سبب بیان کرنا اور اسکا حضرت کے ہاتہ پر مسلمان ہونا

گفت امیر المومنین با آن جوان
کہ بہنگام نبرد اے پہلوان

ترجمہ مرتضےٰ نے یہ کہا سن اے جوان
لڑنے وقت اُس روز تونے ناگہان

چون خدو انداختی بر روے من
نفس جنبید و تبہ شد خوے من

ترجمہ تہوک مارا تہا مرے منہہ پر تمام
غصہ مجکو آگیا تہا لا کلام

نیم بہر حق و شد و نیمے ہوا
شرکت اندر کار حق نبود روا

ترجمہ آدہا حق کا حصہ آدہا نفس کا
کام مین حق کے نہین شرکت روا

شرح یہ اشعار قطعہ بند ہین یعنے حضرت علی نے پہلوان سے کہا کہ جب تونے میرے منہہ پر تہوک دیا تہا

تو میرے نفس مین حرکت یعنے سخت اشتعال وجوش یا غصہ پیدا ہوگیا تہا۔ اور خوشئے اخلاص خراب ہوکر آدہی اللہ تعالےٰ کے لیئے ہوگئی تہی اور آدہی خواہش نفس کے لیئے یعنے یہ خیال پیدا ہوگیا تہا کہ یہ شخص دو سیبون کا اور منہ پر تہوک دینے کی گستاخی کے باعث ضرور واجب القتل ہوگیا ہے مگر چونکہ خدا کے کام (کفر کے باعث تیرے قتل کردینے) مین شرکت نفس ناجائز تہی اسلیئے مینے تجہے چہوڑ دیا۔

تو نگاریدهٔ کف مولیستی	آن حقی کردهٔ من نیستی
ترجمہ: تو ہے مصنوع خدا اے ہمنشین	اور بندہ حق کا ہے میرا نہین
نقش حق را تو بامر حق شکن	بر زجاجهٔ دوست سنگ دوست زن
ترجمہ: نقش حق کو امر حق سے توڑ یار	اُسکے شیشہ پر اُسی کا سنگ مار

شرح یعنے اے پہلوان تو خدا کے ہاتہ کا بنایا ہوا ہے میرے ہاتہ کا نہین ہے اسلیئے مین تیرے بگاڑنے (مار ڈالنے) کی قدرت نہین رکھتا کیونکہ خدا کے بنائے ہوئے نقش کو اسیکے حکم سے بگاڑنا اور اُسکے شیشۂ نفس کو اسیکے سنگ حکم سے توڑنا چاہیئے اسمین خواہش کا شریک کرنا حرام ہے۔

گبر این بشنید و نورے شد پدید	در دل او تا که زنارے برید
ترجمہ: یہ سُنا جب نور پیدا ہوگیا	توڑ کر زنار حق کا ہوگیا
گفت من تخم جفا مے کاشتم	که ترا نوع دگر پنداشتم
ترجمہ: یہ کہا تخم جفا بوتا تہا مین	اور تجہے کچہہ اور ہی سمجہا تہا مین

شرح یعنے پہلوان نے یہ سنکر زنار کفر توڑ دیا۔ اور اسکے دل مین نور ایمان نے جگہ کرلی۔ اور وہ حضرت علی سے یہ کہنے لگا کہ اس سے پہلے مین اپنی جان پر ستم کرتا تہا کہ آپ کو دوسری طرح کا آدمی یعنے اہل ہوے گمان کرتا تہا۔ حالانکہ آپ اس گمان سے بالکل پاک ہین اور مین آپکے باخدا ہونے پر ایمان لایا ہون

تو ترازوے احدخو بودهٔ	بل زبانهٔ ہر ترازو بودهٔ
ترجمہ: تو ترازوئے احد خو ہے ضرور	اور زبان ہر ترازو ہے ضرور
تو تبار و اصل و خویشم بودهٔ	تو فروغ شمع کیشم بودهٔ
ترجمہ: تو ہے میرا خاندان و اہل و خویش	اور تو نور فروغ شمع کیش

شرح یعنے اے علیؓ آپ عدل و استقامت و راستی کی مجسم ترازو اور احد خو یعنے متخلق باخلاق اللہ ہین بلکہ آپ ہر ترازو کی زبان یعنے طرح طرح کے اخلاق حمیدہ کے لیئے بمنزلہ معیار ہین آپ کی ذات سے عموماً مخلوق کو ظاہری و باطنی فیض پہنچتا ہے۔ اور آپ میرے اصل و اہل اور یگانے یعنے کفر سے بچانے مین مددگار ہین

من غلام آن چراغ چشم جو — کہ چراغت روشنی پذرفت ازو

ترجمہ: اس چراغ چشم کا ہون مین غلام — جس سے تو روشن ہے اے عالیمقام

من غلام موج آن دریای نور — کو چنین گوہر در آرد در ظہور

ترجمہ: بندہ اس دریاے انور کا ہون مین — ایسے موتی جس سے کہ ظاہر ہوتے ہین

عرضہ کن بر من شہادت را کہ من — مر ترا دیدم سرافراز زمن

ترجمہ: مجکو تو کلمہ پڑہا دے میری جان — دیکہتا ہون تجکو ممتاز زمان

شرح پہلوان کہتا ہے کہ اے علی مین اُس آنکہون کے ڈہونڈہنے والے چراغ (حضرت محمد مصطفے) کا غلام ہون کہ جس سے تیرے چراغ دل نے روشنی حاصل کی ہے۔ اور دریائے نور (احمد مجتبے) کا بندہ ہون جسمین سے ایسے ایسے موتی نکلتے ہین۔ جیساکہ تو ہے مجہے کلمۂ شہادت تلقین فرماکر مسلمان کر لیجے۔

قرب پنجہ کس ز خویش و قوم او — عاشقانہ سوئے دین کردند رو

ترجمہ: اور پچاس اکبار اُسکی قوم کے — دین برحق سے مشرف ہوگئے

شرح یعنے وہ پہلوان اور اُسکی قوم کے تقریبًا پچاس آدمی ایمان و عرفان سے بہرہ یاب ہوگئے۔

او بہ تیغ حلم چندین حلق را — وا خرید از تیغ و چندین خلق را

ترجمہ: شیر حق کی حلم کی تلوار سے — تیغ آہن سے بچے اتنے گلے

تیغ حلم از تیغ آہن تیز تر — بل ز صد لشکر ظفر انگیز تر

ترجمہ: حلم کی تلوار بیشک تیز ہے — فوج سے زائد ظفر انگیز ہے

شرح یہ مولانا کا مقولہ ہے یعنے حضرت علی رض نے اتنی گردنون اور اتنی مخلوق کو تیغ علم کے باعث آہنی تلوار کی زد سے بچا لیا۔ اسکا سبب یہ ہے کہ تیغ حلم تیغ آہن سے زیادہ تیز بلکہ صد لشکرون سے زیادہ ظفر انگیز ہوتی ہے

خاتمۂ دفتر اول مثنوی

ترجمہ: مثنوی کے دفتر اول کا خاتمہ

اے دریغا لقمۂ دو خوردہ شد — جوشش فکرت ازان افسردہ شد

ترجمہ: کہا لیئے دو ایک لقمے حیف ہے — جوشش فکرت ہے اب افسردہ سے

شرح چونکہ لذات جسمانی کا ترک اصل تصوف ہے اسلیئے مولانا نے دفتر اول کو اسی ترک لذات کی تاکید پر تمام کیا ہے اس شعر مین لقمہ سے ارتکاب لذات نفسانی اور مشاغل جسمانی مراد ہین اور خوردہ شد مستعان سے متعلق ہے یعنے جبکہ مثنوی سننے والے مشاغل جسمانیہ مین مصروف ہوگئے۔ تو جوش فکر جو اسرار کو بیان کر رہا تھا کم ہوگیا

کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ جب سننے والی متوجہ نہین ہوتے تو سنانے والیکا جوش تقریر جاتا رہتا ہے۔ چنانچہ مولانا (روسے در کشیدن سخن از ملالت مستمعان) مین فرما چکے ہین، دوسرے معنے جو خاکسار شارح کو ایک اہل اللہ اور واقف رموز مثنوی سے معلوم ہوے ہین یہ ہین کہ مولانا قدس سرہ تہجد کے وقت اشعار مثنوی تصنیف فرمایا کرتے تھے اور مولانا حسام الدین لکھتے جاتے تھے کسی شب قدرے غذا کی زیادتی کے باعث مولانا حسام الدین اونگھنے لگے۔ اور مولانا قدس سرہ کا جوش فکر اشعار جاتا رہا اور چونکہ صوفیون کا قال بعینہ انکا حال ہوتا ہے اسلیے مولانا قدس سرہ نے وہی حال درج فرما دیا جو شب کو گذرا تھا آئندہ اشعار کے لحاظ سے یہ دوسرے معنے نہایت مناسب ہین۔ چنانچہ ذہن سلیم اور عقل مستقیم خود گواہ ہے۔

گندمے خورشید آدم را کسوف	چون ذنب شعشاع بدری را خسوف
ترجمہ: مہر آدم کو گہن گندم سے ہے	جیسے ذنب سے چاند کی تاریک ہے

شرح یعنے گیہون کے دانے (غذائے ظاہری) آفتاب مراتب حضرت آدمؑ کے لیے اسطرح باعث کسوف ہو گئے جسطرح ستارۂ ذنب ماہ کامل کی روشنی کے لیے موجب خسوف ہو جاتا ہے اہل ہیئت کا قول ہے کہ جب پورا چاند ستارۂ ذنب سے متصل ہو جاتا ہے تو گہن مین آجاتا ہے اسیطرح گیہون کہانے سے حضرت آدمؑ کے مراتب کا آفتاب گہن مین آگیا اور جنت سے محنتون اور بلاؤن کے گہر (دنیا) مین اتارے گئے شعشاع بمعنے روشنی ہے۔ کسوف و خسوف کی مفصل شرح حصۂ اول مین بیان ہو چکی ہے۔

اینت لطف دل کہ از یکمشت گل	ماہ او چون می شود پروین گسل
ترجمہ: اللہ اللہ کسقدر ہے لطف دل	اسکو گہنا دیتی ہے اک مشت گل

شرح اینت کلمۂ تحسین و تعجب ہے بمعنے زہے اور مشت گل سے ظاہری غذا مراد ہے اور پروین ان چہوٹے چہوٹے ستارون کا نام ہے جنکو ثریا اور جہمکا کہتے ہین یعنے ایجا طب دل لطیف شے ہے کہ اسپر غذا کی لطافت و کثافت کا اثر ضرور پڑتا ہے لقمۂ حلال نور ہوتا ہے اور لقمۂ حرام نار بلکہ صحبت کے سبب غیر کی لطافت و کثافت کا اثر بہی دوسرے پر پڑ جاتا ہے۔ چنانچہ مولانا حسام الدین کے قدرے زیادہ غذا کہانے یا سننے والون کے لذات جسمانیہ مین مشغول ہونے کا اثر ہمارے دل پر پڑا اور دل کا چاند جو انوار حقایق کا فیضان کر رہا تہا گویا کہ خود روشن ہے مگر پروین گسل یعنے اسرار و حقایق کے ستارون کو توڑنے اور غائب کرنے والا ہو گیا ہے یعنے جسطرح چاند روشن ہو کر چہوٹے چہوٹے ستارون کی روشنی فنا کر دیتا ہے اسیطرح سننے والون کی کثافت اور اشتغال لذات جسمانیہ کے باعث اسرار کے ستارون کی روشنی سب طرف سے سمٹ کر دل کے چاند مین مخفی ہو جاتی ہے مطلب یہ کہ سننے والون کی غفلت کے باعث ہم مین قوت بیان اسرار نہین رہی۔

نان چو معنی بود خوردش سود بود | چونکہ صورت گشت انگیزد جحود

ترجمہ: ہے غذائے معنوی بیشک مفید | ظاہری کرتی ہے سرکش اے عنید

شرح - بود فعل ناقص ہے اور معنی اسکا اسم ہے - اور لفظ نان خبر اور معنی سے غذائے روحانی و علم معرفت مراد ہے یعنے جبتک غذائے روحانی یا علم معرفت انسان کے لیے بمنزلہ نان ہے تب تک سراسر فائدہ رساں ہے - اور جب وہ صورت یعنے ظاہری غذا اور لذت جسمانی میں گرفتار ہو جاتا ہے تو یہ ظاہری غذا احکام الٰہی اور شریعت و طریقت کی پابندی سے انکار اور سرکشی پیدا کر دیتی ہے - دیکھ لیجیے اکثر لذات جسمانی مین محو ہو جانے والے خدا سے سر بسر غافل ہین اور لذات کی پابندی نے ہزاروں کو گمراہ کر دیا ہے -

ہمچو خار سبز کاشتر مے خورد | زان خورش صد نفع و لذت مے برد

ترجمہ: سبز کانٹے اونٹ کہاتا ہے بہت | اور لذت اس سے پاتا ہے بہت

چونکہ آن سبزیش رفت و خشک گشت | چون ہمان را می خورد اشتر بدشت

ترجمہ: اور جبکہ دم خشک ہو جاتے ہین وہ | جنگلوں مین اونٹ پھر کہاتے ہین وہ

می درانند کام و لنجش اے دریغ | آنچنان ورد مربے کشت تیغ

ترجمہ: حلق و لب ہوتے ہین زخمی اے دریغ | پہلے جو گلقند تھا اب ہے وہ تیغ

شرح - یہ تینوں شعر قطعہ بند ہین جنمین غذائے معنوی و ظاہری کے فرق کو ایک تمثیل مین بیان کیا گیا ہے یعنی معنوی غذا سبز کانٹوں کی مانند ہے جنکو اونٹ بڑے مزے سے کہاتا ہے - لیکن وہی سبز کانٹے جب خشک ہو جاتے ہیں تو اونٹ کے تالو اور ہونٹوں کو زخمی کر دیتے ہین اور وہ سبز کانٹے جو اونٹ کے نزدیک گلقند کی طرح خوشگوار تھے تلوار بنجاتے ہین - اسی طرح انسان کے لیے معنوی غذا نہایت مفید ہے اور ظاہری لذات کی طرف متوجہ ہونا سخت نقصان پہنچاتا ہے - لنج بضم لام و سکون نون بمعنی لب اور وَرد مربے بمعنی گلقند ہے مطلب یہ کہ ظاہری غذا کی لذتون مین مصروف رہنا انسان کے لیے سخت مضر ہے

نان چو معنی بود بود آن خار سبز | چونکہ صورت شد کنون خشک ست و گبز

ترجمہ: سبز کانٹے ہین غذائے معنوی | ظاہری روٹی ہے اک سوکھی ہوئی

شرح - یعنی غذائے معنوی نہایت لطیف و خوشگوار اور سبز کانٹوں کی مانند ہے اور غذائے ظاہری سوکھی روٹی کی طرح باعث ضرر اور دیر ہضم ہے - گبز بمعنے قوی و سطبر و ضخم یعنے سخت و دیر ہضم ہے

تو بدان عادت کہ او را پیش ازین | خوردہ بودی اے وجود نازنین

ترجمہ: پہلی عادت کے مطابق بالیقین | کہا رہا ہے تو اسے اے نازنین

شرح وجود نازنین سے مرد انسان ہے جو بمقتضائے خلق الانسان ضعیفا نہایت ناتوان ہے

	برہمان تو میخوری این خشک را	بعد ازان کامیخت معنی با ثری
ترجمہ	کہار ہا ہے تو اسے بیہودہ ہے	وہ غذا اس وقت خاک آلودہ ہے

شرح۔ یہ دونو شعر قطعہ بند ہین یعنے اے مخاطب تو نے غذائے ظاہری کہانے سے پہلے عالم ازل مین غذائے معنوی کہائی تہی۔ یعنے تعلق روح وجسم سے پہلے لذات جسمانی سے بالکل پاک اور فیضان الٰہی سے خوش تہا مگر افسوس کہ بعد تعلق روح وجسم تو صوری غذا کو اسی طرح خوش ہوکر کہاتا ہے جسطرح معنوی غذا کو کہاتا تہا حالانکہ تو اس پر غور نہین کرتا کہ وہ غذائے معنوی جو تجہکو وجود ظاہری سے پہلے ملتی تہی اب تیرے مجسم ہونیکے سبب دوسری صورت مین منتقل ہوگئی ہے۔ یعنے اب اللہ تعالےٰ غذا کو خاک آلود کرکے زمین سے اُگاتا ہے تاکہ جسم کی پرورش ہو۔ اسلئے اس غذا مین کثافت بہی ملگئی ہے اے مخاطب کثیف کی طرف زیادہ توجہ نکر ورنہ تو خود کثیف ہوکر پستی کی طرف مائل ہوجائیگا اور آخرت کے بلند مرتبون سے محروم رہے گا۔

	گشت خاک آلود وخشک وگوشت بُر	زان گیاہ اکنون بپرہیزای شتر
ترجمہ	سوکہے کانٹون کی طرح ہے پر خطر	اے شتر اس گہاس سے پرہیز کر

شرح۔ یعنے غذائے ظاہری خاک آلود اور خشک اور تالو یا لب کا گوشت کاٹ دینے والی یعنے اہل اللہ کے حق مین نہایت مضرت رسان ہوگئی ہے اے مومن اب گہاس یعنے غذا سے پرہیز کر **فائدہ**۔ خاکسار شارح نے شتر سے مومن اس لئے مراد لیا ہے کہ صحیح حدیث مین موجود ہے۔ اَلْمُوْمِنُوْنَ ہَیِّنُوْنَ لَیِّنُوْنَ کَالْجَمَلِ الْاَنِفِ۔ یعنے مومن مہار والے اونٹ کی طرح خوش اخلاق اور نرم خو ہوا کرتے ہین۔ اس سے معلوم ہوا کہ کا فر شتر بے مہار ہیں اور یہ بہی صحیح حدیث مین موجود ہے کہ مومن ایک انتڑی میں اور کافر سات انتڑیون مین کہاتا ہے یعنے کفار بندہ شکم ہوتے ہیں اور خوب ادہوڑی تان تان کر کہاتے ہیں اور مومن کی خوراک بہت کم ہوتی ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ظاہری غذا کفار کا دین ایمان ہے اور مومن اس سے بقدر ضرورت حصہ لیتا ہے + اور اپنی تمام اوقات اور ہمت کو روٹی کمانے اور مزے اڑانے مین ہرگز صرف نہین کرتا

	گشت خاک آلودہ مے آید سخن	آب تیرہ شد سرِ چہ بند کن
ترجمہ	باتین خاک آلودہ ہین اب سر بسر	اب تیرہ ہے کنوین کو بند کر

شرح یعنے اسے حسام الدین تیری قدر زیادہ غذا کہلانے یا سننے والونکی لذات جسمانیہ مین مصروف ہونے کے باعث میرے دل سے خاک آلودہ (غیر مفید) باتین نکلتی ہین۔ اور آب زلال سخن تیرہ و مکدر ہوگیا ہے۔ اب تو میرے چاہ قلب کو جس سے یہ پانی نکلتا تہا بند کردے یعنے تصنیف مثنوی کی فرمائش نکر۔ کیونکہ جبتک

صفائی قلب اور اضافۂ ربانی اور الہام رحمانی نہو تکلف کے ساتھ کلام کرنا اہل تصوف کے نزدیک ناجائز ہے اس لیئے کہ الہام ایسی چیز نہین کہ کوئی مدعی زبردستی اپنی ذات کو اوسکا مورد بنا سکے۔

	تا خدایش باز صاف و خوش کند	آنکہ تیرہ کرد ہم صافش کند
ترجمہ	صاف کرے تا خدا اسے با صفا	تیرہ کرنے والا بخشے تا صفا

شرح یعنے اے حسام الدین مجھسے اُس وقت تک تصنیف مثنوی کی فرمائش نکر جبتک کہ خدا اوس خاک آلود سخن کو صاف اور اُس آب زلال معنی کو جو مکدر ہوگیا ہے پاک نہ کردے اور یہ بات لذات جسمانیہ پر صبر کرنے سے حاصل ہو سکتی ہے۔ چنانچہ خود فرماتے ہین کہ۔

	صبر آرد آرزو را اے شتاب	صبر کن واللہ اعلم بالصواب
ترجمہ	صبر سے ہوتا ہے انسان کامیاب	صبر کر۔ واللہ اعلم بالصواب

شرح یعنے صبر کرنے سے تمام آرزوئین حاصل ہوجاتی ہین اور جلد بازی اکثر کام بگاڑ دیتی ہے۔ ایمخاطب لذات جسمانیہ حاصل کرنے سے صبر کر۔ ایک دن تیری مراد (حصول مرتبۂ عرفان) ضرور بر آئیگی۔ اللہ تعالیٰ اپنے کلام مجید مین فرماتا ہے "اللہ مع الصابرین" یعنی خدا صبر کرنے والون کے ساتھ ہے اور دوسری جگہہ ارشاد ہوا ہے۔ فَصَبْرٌ جَمِیْلٌ یعنے صبر کرنا نہایت اچھی صفت ہے۔ یہ صبر ہی کا نتیجہ تہا کہ یوسف علیہ السلام مدتون کے بعد یعقوب علیہ السلام سے آملے اور یہ صبر ہی کا پہل تہا کہ زلیخا حضرت یوسف علیہ السلام کے نکاح مین آگئین اور انکے پیٹ سے کئی پیغمبر پیدا ہوئے۔ دوسرے مصرعہ کا یہ مطلب ہے کہ ایمخاطب یا اے حسام الدین ہمنے تجھے اچھی طرح سمجھا دیا ہے اور پورے طور پر مرتبۂ صبر کی تلقین کر دی ہے آیندہ حقیقت حال خدا کو معلوم ہے اور اپنے بھید وہ ہی خوب جانتا ہے انسان کو اسرار الٰہی معلوم کرنے کے لئے تکلیف شریعت اور ریاضت طریقت اور نفس کشی پر بے انتہا صبر کرنا لازم ہے جو لوگ خدا کے رستے مین محنت و مشقت نہین اُٹھا سکتے انکو روحانی لذت اور اُخروی راحت ہرگز نصیب نہین ہوتی۔

فائدہ - چونکہ اولیا اللہ کا کلام الہامی ہوتا ہے اور وہ معرفت کے نکتے اپنے ذہن سے تراش کر بیان نہین کیا کرتے اسلئے مولانا قدس سرہٗ نے مولوی حسام الدین کو صبر کی تاکید فرما کر دفتر اول ختم کرنے کے بعد دفتر دوم کی تصنیف و تالیف موقوف فرما دی تھی اور دوسرا دفتر ایک مدت کے بعد لکھنا شروع کیا تہا چنانچہ مولانا علیہ الرحمتہ شروع دفتر دوم میں اسکی تصریح فرمائینگے اور ہم مسلک مثنوی شرح اردو دفتر دوم مثنوی مولانا روم مین اسکی وجہ مفصل طور پر بیان کرینگے۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

خاتمہ طبع کتاب مرقوم شرح اردو مثنوی مولانا روم

للہ الحمد والمنۃ کہ کتاب مستطاب انیس الابرار و مفتاح الاسرار - کلید مشکلات تصوف و عرفان
و کشاف معضلات مسائل ایقان خضر بیابان شریعت و شمع انجمن طریقت - قمر آسمان حقیقت و شمس انوار
علوم معرفت معنی کشائے خلق عظیم و ہادی گمرہان صراط مستقیم موسوم بہ کتاب مرقوم شرح
اردو دفتر اول مثنوی مولانا روم بتاریخ ہفتم ذی الحجہ ۱۳۱۵ھ مطابق ۲۹ اپریل ۱۸۹۸ء
بروز مبارک جمعہ زیور طبع سے آراستہ ہوکر ہدیۂ ناظرین ہوئی اور چراغ منزل عرفان و یقین
ہوئی مالکان مطبع احسن المطابع دہلی نے اس کتاب کے چھپوانے مین بڑی لاگت لگا کر دونون حصون
کی رجسٹری کرائی ہے اور شارح نے اسکی شرح لکھنے اور اردو نظم کا ترجمہ کرنے مین اپنی جان پر بڑی سخت محنت
اٹھائی ہے اس لئے تمام ناظرین سے عموماً اور مالکان مطابع سے خصوصاً یہ عرض ہے کہ اس کتاب کے
چھپوانے یا چھاپنے کا قصد نفرمائین اور امید نفع کے بدلے نقصان نہ اٹھائین - ہان جسقدر نسخے
مطلوب ہون ہمسے منگالین اور تاجر یا بہت سے نسخون کے خریدار معقول کمیشن لے کر خاطر خواہ فائدہ
اوٹھالیں دونوں حصون یعنی کامل دفتر اول کی شرح کی قیمت سچنت مبلغ پانچ روپے مقرر ہے اور اکٹھے
کے خریدارون سے بہرحال رعایت مدنظر ہے - انشاء اللہ تعالے مسک مختوم شرح اردو دفتر دوم
مثنوی مولانا روم اسی احسن المطابع دہلی مین عنقریب چھپنی شروع ہوجائیگی اور اسی طرح مثنوی مولانا روم
کے چھہون دفترون کی شرح اردو شائقین تصوف و عرفان کے مطالعہ مین آئیگی - واللہ المستعان و علیہ التکلان

اطلاع - اس نایاب کتاب یعنے کتاب مرقوم شرح اردو دفتر اول مثنوی مولانا روم کے دونوں
حصون کی رجسٹری اسکے شارح مولوی محمد عبد الرحمن صاحب راسخ دہلوی نے ہمیشہ کے لئے مالکان احسن المطابع
کو دیدی ہے اور یہ کتاب حسب ضابطہ داخل بہی رجسٹری گورنمنٹ عالیہ ہوچکی ہے - لہذا اہل مطابع کی
خدمت مین عرض ہے کہ بلا اجازت مالکان مطبع احسن المطابع ہرگز ان دونون حصون مین سے کسی حصہ کسی
جزو کسی ورق کسی شعر کو نہ چھاپیں اور نفع کی امید مین نقصان نہ اٹھائیں -

المشتہران

عبد الغنی و حافظ محمد احسان الحق مالکان احسن المطابع دہلی کوچہ میر عاشق